ایقاظ

متعلق فدک بجواب عبارت شاہصاحب و ہکاف ۱۵ ۲

وقت تالیف اس کتاب کی کتب مفصلۂ ذیل پیش نظر ہین

کتب اہلسنت وجماعت	کتب شیعہ اثنا عشریہ
روضۃ الاحباب * روضۃ الصفا	کافی * تفسیر منسوب بامام علیہ السلام
حبیب السیر * تاریخ ابو الفدا	تفسیر صافی * احتجاج طبرسی
مغازی الرسول واقدی * تفسیر در منثور تمام و کمال	خصال * عیون الاخبار
صحیح بخاری * صحیح مسلم	حیاۃ القلوب * جلاء العیون
جامع ترمذی * موطا	حدیقۂ سلطانیہ * اماسلے
ابو داود * ابن ماجہ	و بعض تعلیقات جانی مرحوم * طعن الرماح
تحفۂ دہلوی * منتہی الکلام	عبقات الانوار * تشیید المطاعن
ازالۃ الغین ایضا * اصابہ ابن حجر عسقلانی	استقصاء الافحام * ریاض الشہادہ
تہذیب الاسماء نووی * مغنی للضعفاء ذہبی	عماد الاسلام * احقاق الحق
تفسیر آیات الاحکام ملاجیون * تفسیر کبیر	شافی السید طاب ثراہ * کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلاثہ
ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ والد صاحب تحفہ ۵	بیاض سہم الفارک بعض احباب نے کتب معتمدہ اہل سنت سے جمع کیا ہے ۵

وغیرہا من الکتب المشہورۃ المتداولۃ التی لا حاجۃ الی ذکرہا

اور ماسوا اس کے مترجم مصنف ہی اور جو اس کتاب مین لکھا ہی وہ بچشم خود اصل کتب مین دیکھکر لکھا ہے جو جا ہی اصل کتب کی طرف رجوع

فصل چہارم

خاتمہ

کری جن جن کا حوالہ اوسمین لکھا ہے اور جو اردو نویسی مین غلطیان ہوئین وہ عاصی کے ہین وہا
کاتب کی یا بسبب میری جہالت کے زبان اردو بہی ہوئین ہین اوس سے مجکو معاف فرماوین کہ مین نہ رہنے والا
دہلی یا لکہنو کا نہین ہون مصرع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست * العذر عند کرام الناس مامول

جو کہ یہہ کتاب مسودہ اولی سے صاف ہوی ہے
فی الحقیقہ نوبت نقل ثانی تک نہین آئی ہے
لہذا کاتب بہی معذور ہے
بسبب عجلت طبع تصحیح بہی
خاطر خواہ نہین
ہو سکی ۱۲

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي اكرمنا بسلطان الاخيار وصفوة الابرار ونور الانوار سيد الانام و
كعبة الاسلام مشرف الرسالة والنبوة امام الرحمة قائد الخير ومفتاح البركة نجي الله ونجيبه وخليل الله
وحبيبه رحمة للعالمين الشهيد يوم القيمة على جميع الانبياء والمرسلين الوجيه في الدنيا والدين
خاتم النبيين ارشد المبعوثين ونحمده على ما جعلنا من امة سيد المبعوث الى الاسود والاحمر مصباح
الانور والبدر الاظهر الذي بنوره استضاءت الانوار واستنارت الشموس والاقمار محمد من الاكملة
المخاطب بلولاك لما خلقت الافلاك المشتهى الامي العربي المكي المدني الهاشمي الابطحي التهامي
سيدنا ابي القاسم محمد بن عبد الله شفيع اهل الكبائر من امته ومنقذهم من غضب رب العالمين
البشير النذير السراج المنير الاعظم فصل وسلم عليه وآله الطاهرين وعترته السادة المعصومين
صلوة وسلاما اضوء واسنى والمع وابهى وانقى واذكى واطهر وازكى وانفع واعلى واطيب
واسمى واجمل واجل واعذب واشفى واتقى واروى وانصع وانمى والطف واصفى من الماء النمير
والروض النضير والدر النثير والمسك والعبير واللآلي السمينة والدر المنسق والبيد الشاذ
والعنادل المنادية والثمار الجنية والفواكه الشهية والشموس البازغة والبدور الشارقة والاطياب
الملفوفة والنفحات المنثورة والفوايح الناخرة والروائح الفايحة كافضل ما صليت على ابراهيم وآل
ابراهيم انك حميد مجيد وارزقنا شفاعتهم واحشرنا في خواص امتهم بفضلك واحسانك يا ارحم
الراحمين اما بعد الحمد والصلوة فيقول العبد المفتاق الى رحمة ربه العلي احوج
الناس مقرب علي بن المرحوم السيد شير علي التقوي الحسيني الفاطمي عاملهما الله تعالى بلطفه

الخفی والجلی ولی تلمیذ جناب علی القاب شمس العلماء و بدر ہم فخر الفضلاء و صدر ہم صدر مسند السیادة و قمر فلک النبالہ سلطان اولی الالباب المدقق بسالک ریاسة العلم والعمل بالتحقیق مروج ابناء المعصومین ناشر احکام سید المرسلین سمی جد ہ سیدنا سیدنا امیر المومنین نبذة الاماثل والاواخر حاج الحرمین الشریفین ارسطو جاہ النبا سید جعفر علیخان بہادر لا زال سحاب کرمہ علی المساکین ماطرًا و سماء علومہ علی الطالبین ماطرًا کہ شرف علم کا بسبب شرف اوسکی موضوع کی ہی اور علم کلام کہ اوسمین بحث اثبات وجود حق سبحانہ تعالی کہ بدیہیات سی ہی و صفات ثبوتیہ و تنزیہ و تقدیس ہی اسیواسطہ اشرف جمیع علوم ہی بنا بر ان فن تاریخ مین اشرف وہی ہی کہ اوسمین ذکر اشرف المرسلین محمد افضل الاولین والآخرین کا ہو اور اردو مین کوئی کتاب احوال سعادت شمائل سید الانام مین تصنیف و شائع نہین ہوئی اور اکثر ابنای زمان کتب معتبرہ عربیہ سی اقتباس علوم دینیہ و معارف یقینیہ نہین کر سکتی لہذا حسب اقتراح اکثر احبای و حامی و برادران ایمانی خصوصا رشتہ جناب مقدس امجد ذی الفخر الاثیل والمجد الاصیل جامع شرایف خلق الحسن حاج الحرمین الشریفین السید شریف حسین ادام اللہ جودہ وجودہ و زاد اللہ شرفہ و علوہ و سعودہ عاصی باوجود فقدان استعداد متوجہ اس امر خیر کا ہوا الا کہ اگر یہ مین اخلاق و فضایل کو بھی شامل کیا جائے تو اوراق زمین و آسمان مین گنجایش نہو مگر بمقتضای ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کتب معتبرہ کو پیش نظر رکھکی بکمال عجز و عقیدت متوجہ ترجمہ ہوا اور چند مہینی کی عرصہ مین بعنایات ربانی و توفیقات صمدانی معظمات وقایع کو ترجمہ کیا تاکہ سب پر ظاہر ہو جائی کہ جناب مقدس نبوی نی کسقدر محن و شداید و تکالیف شاقہ محض واسطی ترویج دین متین کی اپنی نفس نفیس پر گوارا کئی اور جالانکہ نفع خاص حضرت کا کچھ نہ تھا بلکہ واسطی ہدایت و ارشاد جمیع عباد کی متحمل ان امور کی ہوئی اور یہہ امر موجب بطلان اوہام اکثر منکرین و متکلمین کا ہوئی ولنعم ما قیل ؎ یہ ادا ہو ہمای خلق مین رحمت کیواسطی ✻ ایذا اوٹھائی بخشش امت کیواسطی ✻ رحمی لعلی العبد او یعنی بنفسہ الشریف و فا اور بمقتضای حدیث صحیح اللین کر علی عبادہ کحاجة فی مقاعة اندکی باب اسبابہ بعض جلایل مناقب و عوالی فضایل جناب مولینا امیر المومنین علیہ السلام کو بھی وہان مندرج کیا اور بعض مقامات مین بطور مناسب جواب بعض فقرات تحفہ عزیزیہ بھی ملتقط کتب کبار علمای اخیار رحمہم اللہ سی کر کی داخل رسالہ کیا کہ غرض اون جوابات مین مطالب نفع کی دینی مشتمل ہوتی ہین مگر با اینہمہ بہادرانِ الخلایق مرد این میدان کلام نہین حضرات ناظرین جس جگہ میری خطا و لغزش دیکھین تو ازراہ عفو و صفح چھپائین اور جب اس کتاب کی ملاحظہ سی محظوظ ہون تو دعا فرمائین کہ یہ بھی وقایع نگار حبیب یزدان مین محسوب ہو ؎ تملة جاء برجل من جرادہ ✻ محسوب معدود و محشور ہون و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ متاب اور یہہ رسالہ کہ موسوم بہ **نفحات الریاحین فی احوال سیدنا خاتم النبیین** ہے چار فصل اور ایک خاتمہ اور ایک تقاضا کی مشتمل ہے

فصل اول بیچ بیان بعض مناقب و فضایل اوس برگزیدہ خداوند جلیل کے اور کیفیت احوال اون بزرگوار کی اوس وقت سی کہ نور آنحضرت کا پیدا ہوا تا اوس زمانہ تلک کہ بعثت حضرت کی ہوئی ہو بسبیل اختصار کی طالبان تاریخ سرور عالم و راغبان سیر سلطان امم پر ظاہر ہو کہ جناب شیخ ابو الحسن بکری نی کتاب الانوار مین اور مقصد اقصی اثار و مالک الاقاویل احادیث سوانح نجار و امراء علیہم السلام اکبر ثقات مقبولہ اللہ الملک العلام المقتبس بالنہار من اللیل

نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین نے کہ جب بارگاہ قدس الٰہی عز اسمہ نے ارادہ کیا خلق جناب رسول خدا کا تو خطاب کیا طرف ملائکہ
کے اور ارشاد کیا کہ ارادہ کرتا ہوں میں ایسے شخص کے خلق کا کہ اوسکو میں اوپر ساری مخلوقات اپنی کی فضیلت دونگا اور بہتر اولین و آخرین
سے کہوں اور شفیع روز قیامت کا اوسکو گردانوں اگر میں اوسکے پیدا کرنے کا ارادہ نکرتا تو ہرگز بہشت کو زینت نہ دیتا اور دوزخ
آگ نہ پیدا کرتا کہ جو شخص واسطے اوسکی دشمنی کے ہے ہر حاجت ہوئی پس جب ملائکہ جانو قدر اوسکی اور پہچانو مرتبہ اور شرف اوسکا ملائکہ
نے عرض کیا کہ ہم سب مطیع اور فرمانبردار تیرے ہیں کیا مجال سرکشی کی ہے پس جناب قدس الٰہی نے ارشاد فرمایا حضرت جبرئیل کو کہ ایک
قبضہ تربت مقدسہ مقام مدفن جناب رسول خدا سے لاؤ اور مقدار اپنی مشیت میں کیا کہ رسول خدا خاک سے پیدا ہوں اور خاک میں
ہی مدفون ہوں اور روز قیامت ہی خاک سے محشور ہوں پس خاک مبارک رسول مقبول سے ایک قبضہ مٹی کا اوٹھایا ایسی جگہ سے کہ
اوسپر ظلم نہیں ہوا تھا اور اوس مٹی کو آسمان پر لیگئے اللہ اکبر خاک کا دماغ آسمان پر پہونچا **فرد** گلی بر وند از زمین بلند بہشت
بردند در گاہ او اوست بر دست * پھر اوس خاک کو چشمہ سلسبیل میں لیجا کے غسل دیا کہ اور بہی طیب و طاہر ہو گئی
مانند ایک سفید موتی کے درخشندہ اور پھر نور اعلی ایک نہر میں نہروں بہشت سے غسل دیا اور ملائکہ پر عرض کیا اور نور اوسکا
تابان و درخشان تھا اور ملائکہ اوسکا استقبال کرتے تھے ساتھ تعظیم کے اور حضرت جبرئیل لیجاتے تھے اوسکو درمیان فرشتوں کے
اور سب نے اعتراف کیا شرف و فضیلت اوسکی پہلے کہ حضرت آدم پیدا ہوئے اور جس وقت حضرت آدم پیدا ہوئے تو اونہوں نے
اپنی پشت مبارک میں ایک آواز مانند صدا کے پرواز مرغان کے اور صدا تسبیح و تقدیس کی سنی عرض کی اونہوں نے جناب ربانی میں کہ بارالہا
کیا ہے یہ جو میں سنتا ہوں جواب آیا کہ یہ آواز تسبیح و تقدیس محمد عربی کی ہے جو سردار اولین و آخرین کا ہے خوشا حال اوسکے جو اوسکی
متابعت کریگا اور شقی وہ ہے جو اوسکی جادہ مخالفت پر چلیگا سنبھالو اے آدم اس عہد کو اور سونپو اس نور کو صلبہائے طاہرہ مردان
نیک اور رحمہائے طیبہ زنان باعفت میں اور وہ نور حضرت کا پیشانی حضرت آدم میں مانند آفتاب کے جو وسط آسمان میں ہو یا مثل چاند
کے شب تاریک میں چمکتی ہے اور نور مقدس سے سارے آسمان اور سب زمین اور سرادقات اور عرش و کرسی ضیا کرتی تھی پس جناب
امیر المومنین نے فرمایا کہ حجاب بارہ تھے اور کوئی اوس وقت نتھا پہلے جو حجاب بنائے گئے پیدا کیا تو نور اپنے حبیب محمد الرسول اللہ کا تھا
کیا اس نور کو قبل پیدایش عالم کے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پس ایک ہزار سال برابر جناب قدس الٰہی کی تسبیح اور تحمید میں
رہا اس عرصہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ کیطرف سے اوسکی طرف از راہ لطف و عنایت کے ارشاد ہوتا تھا کہ اے بندہ میرے تو ہی ہے مراد اور
مقصود میرا اور تو ہی مرید میرا اور تو ہی برگزیدہ تمام میری خلقت سے قسم ہے مجھکو اپنی عزت اور جلال کے کہ اگر تجھکو پیدا
نکرتا تو آسمان کو بہی ہرگز پیدا نکرتا میں جو کوئی تجھکو دوست رکھے اوسکو میں دوست رکھوں اور جو تیرا عدو ہے
وہ میرا دشمن ہے پس نور اوس حضرت کا بلند ہوا اور اوسکی چار طرف پھیل گئے حق تعالیٰ نے بارہ پردہ اوس نور کی پیدایش
اول پر وہ قدرت پس اوس حجاب میں اوس نور کو داخل کیا پس وہ نور تسبیح کرتا تھا حق تعالیٰ کی بدینطور یعنی یہ کہتا تھا سبحان
ربی الاعلیٰ بارہ ہزار برس اور دوسرا حجاب عزت ادسمیں گیارہ ہزار برس اسطرح سے تسبیح کے سبحان الملک المنان تیسرا

حجاب ہیبت اور اوسمین دس ہزار برس تک اوس نور نی اسطرح پر تسبیح کی سُبحان من ہو غنی لا یفتقر چوتھا
حجاب منت اور اوسمین نو ہزار برس تک یہہ تسبیح کی سُبحان یا من ہو قائم لا ینسوا پانچوان حجاب جبروت اوس
مین بہی داخل ہوئی اور آٹھہ ہزار برس تک یہہ تسبیح کی سُبحان الکریم چھٹا حجاب رحمت اوسمین داخل ہوکی سات ہزار برس
تک تسبیح سُبحان رب العرش العظیم کرتی رہی ساتوان حجاب نبوت اوسمین داخل ہوکی چھہ ہزار برس تک تسبیح سُبحان
رب العزت عما یصفون کرتی رہی آٹھوان حجاب کرامت اوسمین بہی سُبحان العظیم الاعظم کی تسبیح پانچ ہزار برس تک کی
نوان حجاب منزلت اوسمین بہی چار ہزار برس تک سُبحان العظیم الکریم تسبیح کی دسوان حجاب رفعت اوسمین تین ہزار
برس تک سُبحان ذی الملک والملکوت کی تسبیح کی گیارہوان حجاب سعادت اوسمین بہی دو ہزار برس تک سُبحان
من یزیل الاشیا ولا یزول کی تسبیح کی بارہوان حجاب شفاعت اوسمین ہزار برس تک سُبحان اللہ وبحمدہ سُبحان
العظیم کی تسبیح کی بعد اوسکی نور حضرت سی بیس دریا نور کی خلق کئی کہ بیچ ہرایک کے علوم غیر متناہیہ تہی دریائے عزت وصبر وخشوع
تواضع ورضا وحلم ووقار وتقوی وخشیت وانابت وعمل وزہد وصیانت وحیا اور سوا انکی پہر اوس نور کو امر فرمایا کہ داخل
دریاؤن کا ہوکے جب وہ نور پار آیا حقتعالی نی ارشاد کیا کہ ای سردار میری پیغمبرونکی اور اول مخلوقات میری کی اور خاتم پیغمبرون
میرونکی تو ہی شفاعت کرنیوالا اپنی امت کا میری حکم سی بروز قیامت پس نور جناب خاتم النبیین نی سجدہ کیا جبکہ سجدہ سی اوٹہا تو
ایک لاکہہ چوبیس ہزار قطرہ اوسی جدا ہوا حقسبحانہ تعالی نی ایک ایک قطرہ سی نور ایک ایک نبی کا پیدا کیا پس سب وہ نور انکی نور محمد
کی گرد طواف کرتی تہی جسطرح کہ حجاج گرد بیت اللہ کی طواف کرتی ہین اور اسطرحسی تسبیح کرتی تہی سُبحان یا من ہو عالم
لا یجہل سُبحان یا من ہو حلیم لا یعجل سُبحان یا من ہو غنی لا یفتقر پہر خطاب فرمایا حقسبحانہ وتعالی نی سب انوار کی
طرف کہ مین کون ہون نور محمدی نی سبقت کرکی سب سی پہلی جواب دیا انت اللہ الذی لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک
رب الارباب وملک الملوک پس فرمایا حقتعالی نی کہ تو ہی برگزیدہ اور بہترین مخلوقات میری کا اور تو ہی حبیب میرا اور امت
تیری ایسی امت ہی کہ اوسکو پیدا کیا مین نی واسطی ہدایت دینی لوگونکی پس نور محمدی سی ایک جوہر کی تعین پیدا کیا اور اوسکی
دو ٹکری کئی اون دو نو ٹکرون سی ایک کی طرف بچشم ہیبت ملاحظہ کیا اوسکا پانی خوشگوار بنا اور دوسری ٹکری کیطرف بچشم شفقت کے
نظر فرمائی اوس سی عرش کو پیدا کیا پس عرش پانی پر ٹہر گیا اور نور عرش سی کرسی کو پیدا کیا اور نور کرسی سی لوح کو بنایا اور لوح کی
نور سی قلم کو پس قلم کو حکم کیا کہ لکہہ تب قلم ہزار برس تک بیہوش رہا کلام الہی سنکی جبکہ ہوش مین آیا عرض کی کیا لکہون حکم ہوا
کہ لکہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جبکہ قلم نی نام جناب محمد الرسول کا سنا سجدہ کیا اوسنی کہا سُبحان اللہ الواحد القہار
سُبحان العظیم الاعظم پہر سر اوسنی اوٹہایا اور جو حکم ہوا تہا لکہا بعد اوسکی عرض کیا کہ کون ہین یہہ محمد کہ جنکا نام اور
ذکر قریب اپنی نام کی کیا ہی ارشاد ہوا کہ ای قلم اگر وہ نہوتا تو مین تجہکو بلکہ کسی مخلوق کو خلق نکرتا مگر جو کچہہ پیدا کیا ہی صرف اوسکی
واسطی پیدا کیا ہی پس وہ ہی بشارت دینی والا طرف بہشت کی اور ڈرانی والا دوزخ سی اور وہی ہی سراج منیر اور وہی شفیع
امت اور حبیب میرا ہی قلم شیرینی نام رسولخدا سی شق ہوا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ اوسکی جواب مین خود
جناب باریتعالی نی فرمایا علیک السلام منی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اسیواسطہ سلام کرنا سنت ہی اور جواب اوسکا واجب ہے

بعدہ اوسکی ارشاد ہوا کہ ای قلم لکھہ میری قضا و قدر کی تئین اور جو کچھہ کہ پیدا کرونگا مین تا روز قیامت بعد اوسکی ملایکہ کو پیدا
کیا کہ ہمیشہ صلوۃ پنجتن محمد اور آل محمد پر روز قیامت تک بعد اوسکی نور محمدی سی بہشت کی تئین پیدا کیا اور زینت دے
اوسکو ساتھہ چار چیزونکی تعظیم و جلالت و سخاوت و امانت اور اوسکو واسطی دوستوان اور فرمانبردار ونکی پیدا کیا بعد
نظر کی طرف بقیہ جوہر کی ساتھہ عین ہیبت کی پس وہ جوہر کانپا اور پانی ہوگیا اوسکی بخار سی آسمانون کو پیدا کیا اور اوسکے
کف سی زمین کو پیدا کیا جبکہ زمین پیدا ہوئین تو پانی پر مثل کشتی کی ہلتی تہی اور تلاطم مین تہی اور نہین ٹہرتی تہی تب پہاڑ
پیدا کیا اور مثل میخ کی اونکو زمین پر بنایا کہ زمین ٹہر گئی بعد اوسکی ایک فرشتہ نہایت قوت دار پیدا کیا اوسکی ذمہ زمین
کو رکہا جب اوس فرشتی کی پاون نہ ٹہرسکی تو ایک پتہر پر قرار دیا جب پتہر کو بہی قرار نہوا تو ایک گائی پیدا کی
وہ اتنی بڑی تہی کہ اوسکی طرف کو کوئی دیکھہ نہین سکتا اور اسقدر بڑی ہی کہ اگر تمام دریا اوسکی ایک نتہنی مین
آجائین تو یہہ معلوم ہوی کہ گویا ایک تل صحرائی وسیع ہی پس اوس گائی کی پشت پر اوس پتہر کو رکہا اور اس گائی کی قرار
واسطی ایک مچہلی پیدا کی کہ نام اوسکا بہموت ہی اور اوس گائی کو کہ نام اوسکا بہوتا تہا مچہلی کی پشت پر ٹہرایا پس سارے زمین قائم
کندہی پر اور فرشتہ ایک پتہر پر اور پتہر گائی پر اور گائی مچہلی پر اور مچہلی پانی پر اور پانی ہوا پر اور ہوا تاریکی پر تہہ
اور بعد اوسکی علم خلقت کا حد تاریکی سی منقطع ہوگیا سوا خدای تعالی کی کوئی نہین جانتا کہ کیا ہی بعد اوسکی عرش کو دو
روشنیونسی بنایا روشنی فضل اور روشنی عدل ان دو نور روشنیون نی جب سانس لیا تو چار چیزین اونسی پیدا ہوئین
عقل و علم و حلم و سخا اور عقل سی خوف اور علم سی رضا اور حلم سی مودت و وفا اور سخاوت سی محبت کو پیدا کیا اور
طینت محمدی کو ان سب چیزونسی خمیر کیا بعد اوسکی روحین مومنین کی طینت محمدی سی پیدا کیا اور اوسکی سورج اور چاند
اور ستارے بنائی اور رات اور دن اور روشنی اور تاریکی کو پیدا کیا پہر سب فرشتونکو نور محمدی سی پیدا کیا پس تقا دو ہزار
برس تک یہہ سب نور زیر سایہ عرش کی تسبیح کی بعد اوسکی نور محمدی کو بہشت مین جگہہ دی ستر ہزار برس بعد اوسکی سدرۃ
المنتہی مین اوسیقدر عرصہ تک بعد اوسکی ساتوین آسمان مین بعد اوسکی آسمان ششم مین بعد اوسکی پانچوین مین بعد اوسکی
چوتہی مین بعد اوسکی تیسری مین بعد اوسکی دوسری مین بعد اوسکی پہلی مین رکہا اور نور محمدی وہین رہا جب تک کہ حضرت
پیدا ہوی یہانسی جناب امیر علیہ السلام نی کیفیت خلق آدم و حوا کی بیان کی اور پہر فرمایا کہ نور محمدی پشت حضرت ابوالبشر مین
رہا اور ملایکہ پیچہی حضرت آدم کی واسطی مشاہدہ نور نبوی کی کہڑی ہوتی ہین جبکہ حضرت آدم کو اطلاع اوسکی ہوی اونہون دعا کی
کہ نور اونکی پیشانی مین رہا بعد اوسکی اونہون عرض کی مین چاہتا ہون خود بہی دیکہون پس نور محمدی اونکی انگشت شہادت
مین رہا اور نور علوی بیچ کی انگلی مین اور نور فاطمی کو اوسکی پاس کی انگلی مین رکہا اور نور حسنی کو چہوٹی انگلی
اور حسینی کو ابہام مین جبکہ حضرت حوا حضرت شیث کی ساتھہ حاملہ ہوئین تو وہ نور پیشانی حضرت حوا مین گیا جب شیث پیدا
ہوی تو نور نبوی پیشانی حضرت شیث میں مستقر ہوا غرض نور نبوی ایک نبی سی دوسری نبی یا اوسکی وصی کی پیشانی مین
آتا جاتا تہا یہان تک کہ حضرت کا نور عبد مناف کی پیشانی مین آکر ٹہرا اور اونسی منتقل ہوکی ہاشم کی پیشانی مین آیا اور
چونکہ یہہ حضرت ہاشم حاجیوں اور مہمانونکو کہانا کہلاتی تہی اور اونکی واسطی اونٹ اور بکریان ذبح کرتی تہی اسواسطہ اونکو

ہاشم

ہاشم کہتی ہین اور دروازہ اونکی گہر کی مہمانونکی لئی کبہی بند نہین ہو غرض یہہ ہاشم جوان رشید اور خوبصورت اور بلند و
بالا و شجاع و سخی و مہمان دوست تہی اور یوم ترویہ یعنی اٹہوین سی لیکی تا انقضائے ایام حج کی سب حاجی لوگ مہمان اونکی
ہوتی تہی اور بسبب کمال خوبصورتی کی خصوص اس سبب سی کہ نور محمدی اونکی پیشانی مین تہا سب ملوک اور صنادید خواہان
اوسکی تہی کہ اونکی شادی اپنی بیٹی بیاہ کرین لیکن وہ ہرگز قبول نہین کرتی تہی کیونکہ عبد مناف سی اونہون نی عہد کر
لیا تہا کہ نور نبوی کی امانت کو نہین سونپنی کی مگر ایسی جگہہ کہ وہ پاک ہوگی نجاست اور خباثت کفر و جاہلیت سی حتی کہ قیصر روم
اور نجاشی بادشاہ حبشہ نی بہی خواہش کی لیکن اونہون قبول نہین کیا اگرچہ اپنی قوم کی بہت بیبیوں سی نکاح کیا اور اولاد بہی ہم
پہونچی لیکن نور نبوی اونکی پیشانی سی منتقل نہوا تہا حتی کہ ایک روز استار کعبہ کو پکڑ کی بعد طواف کے دعا مانگی جناب الہی سبحانہ
و تعالی کی کہ جہان خیر اور مصلحت ہو اوس جگہہ یہہ نور منتقل ہو تبہی اوسی شب کو خواب مین اونسی کہا گیا کہ مدینہ کو جاو اور سلمی کہ
بیٹی عمر و مخزومی کی کہ بزرگان قبیلہ بنی نجار سی ہین خواستگاری کرو کہ یہہ نور اوسیطرف منتقل ہوگا پس اپنی بہائی
مطلب کو اور اپنی عزیز و قریبوں کو مع موالی اور خدام بڑی تجمل اور اہتمام سے روانہ مدینہ ہوی مدینہ مین جاکی سلمی کی
خواستگاری کی بعد بڑی کوششونکی سلمی سی عقد کیا اور دو چند ہی وہان توقف کیا کہ نور نبوی منتقل پیشانی سلمی مین
ہوا حضرت ہاشم نی قصد سفر شام کا کیا اور سلمی کو وصیت کی کہ لڑکا جو پیدا ہوی تو اوسکا شیبۃ الحمد نام رکہنا بعد
اوسکی جب مین انتقال کرون اوسیوقت موافق وصیت کے محافظت مین اوس صاحبزادی کی بڑی کوشش کرین اور علی الخصوص
یہودیون کی کینہ سی بہت حفاظت کرتی رہین اور جب لڑکا بڑا ہو جای تو اوسکی چچا مطلب کو میرا وصی ہی اطلاع کرنا کہ وہ
خود اوس کی بڑی حفاظت سی اپنی گہر لیجائین غرض جب حضرت ہاشم شام کو روانہ ہوی اوسی سفر مین انتقال کیا اور
سلمی کو جب لڑکا پیدا ہوا تو شیبۃ الحمد نام رکہا اور کمال درجہ اوسکی کو حفاظت مین کوشش کیے یہانتک کہ شیبۃ الحمد سات
برسکی ہوی ایکدن لڑکون کی ساتہہ مدینہ کی ایک کوچہ مین کہیلتی تہی کہ ایک شتر سوار اونکو نظر آیا اوس سی دریافت کیا کہ
کہانسی آیا ہی اور کہان جائیگا اوسنی کہا کہ مکہ سی آیا ہون اور اب قصد ہی مکہ کا ہی شیبۃ الحمد نی پیغام دیا کہ مطلب برادر
ہاشم سی کہنا کہ تمنی خوب نکیا کہ اپنی بہائی کی وصیت کو بجا نہ لائی اور اونکی بیٹی کا غربت مین رہنا گوارا کیا اور خود
فارغ البال بیٹہی ہو جب اعرابی نی مکہ مین پہنچکی مطلب کو پیغام بہیجا یا وہ اوسیکی راہی مدینہ ہوی جب وارد مدینہ ہوکی سراغ اپنی
بہتیجی کا لگانی لگی تب اوسی کوچہ مین شیبۃ الحمد ملی اوسیوقت اپنی ساتہہ سوار کرکی روانہ مکہ ہوی مغرب کیوقت ذوالحلیفہ
مین پہنچکی مقام کیا وہانسی پہر سوار ہوی نصف شب تک راستہ قطع کیا بعد نصف شب کی آواز شیہہ اسپان اور ہمہمہ
مردان جانب مدینہ سی سنی تب مطلب نی شیبہ سی کہا یہہ بڑی مشکل ہوی شیبہ نی جواب مین کہا کہ میری والدہ قبیلے
اوس و خزرج کو پیچہی میرے بہیجی و اسطی لانی کی ہین اب مناسب ہی شارع عام کو چہوڑ کی کنارہ کنارہ چلو مطلب نی کہا کہ راستہ چہوڑنا
آسان ہی لاکن تمہاری پیشانی کا نور جس سی تمام صحرا روشن ہی یہہ کسطرح مخفی کیا جائی تب شیبہ نی کہا کہ میرا
مونہہ کپڑی سی چہپا دو تب مونہہ کپڑا مونہہ پر ڈالدیا لاکن روشنی کم نہ ہوی اوسوقت مطلب نی کہا کہ ای شیبۃ الحمد
تیرا مرتبہ و شان نزدیک جناب باری تعالی عظیم ہی حقتعالی خود تجہسی جمیع مکروہات کو دفع فرماویگا یہہ ذکر تہا کہ سوار قریب

اگئی اور حقیقت مین وہ لوگ یہود تہی اور سبب اونکی آنیکا یہہ ہوا کہ یہود لوگ جو مدینہ مین رہتی تہی اونہون نی اپنی کتابون مین یہہ پڑہا تہا اور
وقیافہ شناسون سی بہی دریافت کیا تہا اور یہی نور پیشانی شیبۃ الحمد مین دیکہا تہا علاوہ بران ایک شخص پر بگمان یہود یسی نہ نام اوسکا
وحیہ تہا بیٹا اوسکا لاطیہ نام کمسن کہ وہ ایکدن مدینہ کی کوچون مین لڑکون سی کہیلتا تہا اور اوسی جگہ شیبۃ الحمد بہی کہیلتی تہی باہم ان
دونون مین کسی بات پر نزاع واقع ہوئی شیبۃ الحمد نی استخوان شتر اوٹہا کی اوسکی سر مین اس زور سی مارا کہ سر اوسکا ٹوٹ
گیا اور خونجاری ہوا اور زخم ایسا گہرا ہوا کہ نہایت مکروہ تہا پہر شیبۃ الحمد نی اوسی کہا کہ ای بچہ یہود اب دن تمہاری اجل کی قریب
ہو گئین ہین اور وقت وہ پہونچا ہی کہ تمہاری دیار خراب و ویران ہوین لاطیہ نی سرگذشت اپنی باپ سی بیان کی کینہ خفیہ درینہ
بیدار ہوا تہا اور سوا اسکی جب نکاح حضرت ہاشم کا سلمی سی قرار پایا تہا اوس زمانی مین بہی بسبب عناد کی یہود دیون نی فساد
کرنا چاہا اوسوقت حضرت ہاشم و مطلب نی بہت سی یہودیونکو قتل کیا تہا غرض یہود منتظر وقت تہی کہ کسیطرح شیبۃ الحمد پر قابو پاوین
اب جسوقت اونہون نی سنا کہ مطلب اکیلی آئی اور شیبۃ الحمد کو لیگئی اونکو اکیلی جانکی وقت فرصت کو غنیمت سمجہی اور واسطی قتل
مطلب خصوص شیبۃ الحمد کی مع ساز حرب کے شبخون مارنی کو ائی خلاصہ یہہ ہی کہ جب شیبۃ الحمد نی آواز غرہ یہود انکی سنی حضرت
مطلب سی کہا کہ آپ چچا مجہکو زمین پر اوتار دو پہر قدرت الہی کا تماشا کرو چنانچہ اونہون زمین پر اوتر کی اپنا سر برہنہ کیا اور روی
روی مبارک پر خاک ملی اور رو کی اسطرح سی دعا مانگنی لگی اللہم یا رب الظلام العار والفلک الدایر وماحی
السبع الطباق ومقسم الارزاق اسئلک بحق الشفیع المشفع والنور المستودع ان ترجعنا کید اعدائنا
ابہی دعا تمام نہوئی تہی کہ یہود دفعتہ ٹہر گئی اور لاطیہ پکار کی کہنی لگا کہ ای شیبۃ احمد تم چراغ ہماری ولایت کی ہو اور آپکی دادا
عبدہ کی قبیلہ مین اور ہماری قبیلہ مین سلسلہ دوستی و اتحاد قدیم سی ہی ہمکو طاقت اسکی نہین کہ ہم تمہاری والدہ کو تمہاری
درد فراق مین روتی ہوئی دیکہین اسواسطی بہتر ہی کہ تم پہر آؤ تمکو تمہاری والدہ کے پاس پہونچا دین اور اگر تمہارا جی نہین چاہتا ہی
تو تم کو اختیار ہی کہ اپنی چچا کی ساتہہ مکہ کو جاؤ مطلب نی جواب مین کہا کہ پہلی تمہارا کچہہ اور ہی ارادہ تہا البتہ جب تمنی قدرت
حقتعالی کی مشاہدہ کیا تو اوس ارادہ فاسدہ سی پہر گئی بعد اوسکی مطلب نی شیبۃ الحمد کی بوسہ لئی اور کہا کہ حقیقت مین تم
نزدیک جناب باری تعالی کی بزرگ و عظیم ہی غرض یہود اوسیوقت پہر گئی لیکن جب رستہ مین پہونچی تو لاطیہ نی سب سی کہا کہ
ای قوم دیکہا تمنی سحر کو اسجاعت کی انہون نی اب تمپر سحر کیا ہی کہ تمہاری گہوڑی چل نسکی اب مصلحت یہہ ہی کہ پیادہ ہو کی
شیبۃ الحمد پر حملہ کرین چنانچہ ہم صلاح ہو کی پیدل اونہون نی حملہ کیا اوسوقت مطلب نی ایک تیر مارا کہ وہ لاطیہ کی غلام کو
لگا اور وہ مر گیا اور ایک تیر مارا کہ ایک شخص مارا گیا اوسوقت یہودیون نی قصد بہاگنی کا کیا اوسوقت لاطیہ نی کہا ای قوم
تمکو شرم نہین کہ تم ستر آدمی شجاع ایک شخص سی بہاگتی ہو ایک لحظہ توقف کرو کہ تیر اوسکی تمام ہو جائین بعد اوسکی پہر
انکا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہی یہہ کہکی لاطیہ قریب مطلب کے آیا اور کہنی لگا کہ مطلب کسواسطی لڑائی کرتی ہو تمہاری
محنت پر خیال کرو کہ کتنا راستہ طی کر کی آئی ہو صرف اس امید پر کہ اس صاحبزادی کو انکی والدہ کی پاس پہنچا دین نا کہ بیچ
مفارقت میں اوسکو رہائی ہوئی اوسکی جواب مین مطلب نی کہا تمہاری اجل تم لوگونکو اسجگہ لائی ہی اور یہود دیون مین
ایک شخص تہا کہ نام اوسکا جمیع تہا وہ قرضدار لاطیہ کا تہا اوسنی لاطیہ سی کہا کہ اگر میرا قرض معاف کردی تو مین ابہی مطلب کو

قتل

نقل کرتا ہون لاطیہ نی کہا ای معشر یہود گواہ رہنا کہ مین اپنی طلب سی دست بردار ہوا اور جمیع کو بخشدیا پس جمیع نی مطلب پر حملہ کیا
مطلب نی ایک تلوار مین اوس شقی کا کام تمام کیا پس ایک اور شخص یہودان خیبر سی کہ شجاعت مین مشہور سی تہا اور نام اوسکا
قلاب تہا واسطی لڑنی کی آیا اوسوقت کچھ دن تہا غرض قلاب بہت لڑا یہانتک کہ رات ہوگئی اوسوقت یہود خوش تہی اور نعرہ جو
کہینچتی تہی اور شیبۃ الحمد روتی تہی کہ مبادا اونکی چچا پر غالب آئین کہ ناگاہ آواز گہوڑونکی اور صدا اسلحہ کی آئی اور چار سو سوار
کہ یہ دلیران اوس وخزرج کی تہی مع سلمی وعمرو اوسکی باپ کے پہونچی لکن جب اونہون دیکہا کہ یہودان مدینہ لڑتی ہین اونہون
نی قصد یہودیونکا کیا اوسوقت لاطیہ نی قصد فرار کا کیا مطلب نی کہا کہ ای دشمن خدا اب کہان جاتا ہی یہہ کہکی ایک تلوار
مین اوسکا کام تمام کیا بعد ازان مطلب نی اون یہودیون پر حملہ کیا اور سواران اوس وخزرج نی امداد کی تہوری سی
عرصہ مین ساری یہودیونکو تہ تیغ کیا جب یہودیونکی مہم سی فارغ ہوئی تو سواران اوس شمشیر بکف مطلب کے سر پر آئی سلمی نی
خوف کیا کہ ایسا نہو کہ شیبہ کو ماریں اور کہا اوسنی کہ ٹہرجاو تم اور خود مطلب کی پاس گئین اور کہا کہ کون ہی وہ کہ بقصد شبخون
خانہ شیر مین آیا ہی اور بچہ شیر کو اوسکی مان سی چہوڑاتا ہی مطلب نی کہا ہم وہ شخص ہین کہ زیادہ کرتی ہین شرافت وعزت اوس
طفل کی اور مہربان تر ہین اوپر اوسکی تجسی اور امیدوار ہین ہم کہ یہہ عنقریب صاحب حرم وحاکم امم ہوگا اور مین ہون چچا اسکا مطلب سی
سلمی نی کہا کہ مرحبا تمنی مجہسی اذن کیون نہ لی لیا اس لڑکی کہی جاتی کا حالانکہ شرط کی تہی مین نی اسکی باپ سی کہ لڑکا جو پیدا ہو
اوسکو مین جدا نہ کرونگی مطلب نی عذر کیا بعد اوسکی سلمی نی شیبۃ الحمد سی کہا ای نور دیدہ ہمراہ عم اپنی کی چلی ای تم اور مجکو چہوڑ
دیا تمنی اب تمکو اختیار ہی چاہی چچا کی ساتہہ جاو چاہی میری ساتہہ چلو پس شیبۃ الحمد نی سر جہکا لیا اور سکوت کیا سلمی نی کہا کہ ای نور
دیدہ قسم مجکو تیری باپ کی جو تیری دلمین ہی کہہ اونہون نی سر بلند کیا اور اشک آنکہون سی ٹپک پڑی اور کہا کہ مادر اگر مخالفت کرون
تمہاری تو عاصی ہو جاون لکن آرزو یہہ ہی کہ مجاور بیت الحرام کا ہون اور قوم وعشیرہ سی ملاقات کرون رخصت دو تاکہ جاون
ہمراہ چچا کی مان روئی اور کہا کہ خواہش تمہاری کو ترجیح ہی میری خواہش پر لکن مفارقت تمہاری مجکو بہت دشوار ہوگی کیونکہ
تم انیس تہی میری اور یادگار تہی باپ اپنی کی مگر توقع ہی کہ تم مجکو بہی نہ بہولوگے اور خیبار اور اپنی حال سی بسبیل مکاتبات مجکو اطلاع
کرتی رہنا بعد اوسکی سلمی نی شیبۃ الحمد کو وداع کیا اور مطلب سی کہنی لگی کہ آج مین نی سونپ دی تمکو وہ امانت جو ہاشم نی میری سپرد
کی تہی اوس شرط پر جس شرط سی وہ میری سپرد کر گئی تہی تم بہی اس کی حفاظت خوب کرنا اور جب یہہ لڑکا بحد بلوغ پہونچی تو اسکا
عقد کر دینا مطلب نی سب وصایا کو قبول کیا بعد اوسکی سلمی کے ساتہہ گہوڑی اور اسباب جو آیا تہا اوسنی ہر چند چاہا کہ اسمین سی
کچہہ مطلب لی لکن مطلب نی قبول نکیا غرض اپنی بہتیجی کو اپنی پیچہی سوار کرکی روانہ مکہ مشرفہ ہوئی جب متصل مکہ کی پہونچی
تو نور نبوت جو پیشانی شیبۃ الحمد مین تہا جبال مکہ پر تابان ہوا لوگ حیران ہوکی استقبال مطلب کو نکلی جب مطلب سی ملی تو
اوس جمال باکمال کا مشاہدہ کیا اور پوچہا کہ یہہ کیا چیز درخشان ہین اور یہہ صاحبزادہ ایسا خوبصورت تمہارا کون ہی مطلب نی
بدین نظر کہ کینہ حساد وچشم بد سی محفوظ رہی کہا کہ یہہ لڑکا غلام ہی اور مین نی خرید کیا ہی اسواسطی لوگ انکو عبد المطلب کہتی ہین
غرض جب کوئی حادثہ یا مصیبت اہل حرم پر پیش آتی تو نور نبوت سی کہ پیشانی عبد المطلب مین تہا توسل کرتی تہی اور مبارک جانتی
تہی اور اسیطرح سی بیماری یا مصیبت قحط کی ہوتی تہی تو ببرکت نور نبوت حقتعالی اوسکو دفع کرتا تہا حتی کہ ایک مرتبہ بادشاہ حبشہ

بہت سی ہاتہی اور لشکر لیکی بعزم انہدام خانہ خدا مرحلہ پیمای وادی جور و جفا ہوا ابرہۂ لعنت بو بنوشی ۲ جو پیشانی عبد المطلب
مین تہا جناب باری سی اس بلای عظیم کو بہی رفع کیا اور اصحاب فیل ہلاک ہوئی غرض اوریہلی سی وقایع حیات عبد المطلب مین
ہیش ای غرض عبد المطلب کی ایک عرصہ دراز تک اولاد ذکور نہ ہوی حتی کہ قریش اس امر پر شماتت کرتی تہی تا آنکہ ایک دن عبد
المطلب نے استار کعبہ معظمہ سی متعلق ہو کی حقتعالی سی عہد کیا کہ اگر حقسبحانہ تعالی مجہی دس بیتی عطا کری تو ایک بیتی کو راہ خدا
مین قربانی کرون بعد اوسکی بہت سی عورات کی ساتہہ نکاح کیی اور اولاد بہی حاصل ہوی جب گیارہ لڑکی ہو چکی جنمین
چہوٹی حضرت عبد اللہ تہی جب یہہ گیارہ برس کے ہوی تب عبد المطلب نی ایفای عہد کا قصد کیا اور سب اولاد کو جمع
کر کی کیفیت عہد کی بیان کی بعد اوسکی لباس فاخرہ پہنوا کر آراستہ کیا اور ایک گہر مین لیجا کی قرعہ ڈالنی لگی کہ جسکی نام
قرعہ نکلی اوسکو قربانی کرین غرض قرعہ حضرت عبد اللہ کی نام پر نکلا باوصف اسکی کہ خود عبد المطلب کو حضرت عبد اللہ سے
محبت بدرجہ نہایت تہی اور بہائی حضرت عبد اللہ کے انکی قربانی سی منع کرتی تہی اور بخصوص فاطمہ بنت عمرو المخزومی والدہ انکی اور
ابو طالب حقیقی بہائی انکی از بس اضطراب کرتی تہی لیکن عبد المطلب نے اسپر کچہہ خیال نکیا اور حضرت عبد اللہ کو قربان گاہ مین
لیگئی جب حضرت عبد اللہ قربان گاہ مین پہونچگئی تو سب بہائی اور عبد اللہ کی مان اور رؤسای قوم و عشیرہ کی لوگ روتے
ہوی اور خاک سر پر اوڑاتی ہوی اور بہ سبب اس مصیبت کی گریبان چاک کیی ہوی اونکی پیچہی پیچہی پہونچی اور بزرگان
قریش و اکابر قبیلہ نی بہی بڑی اصرار التوای امر ذبح کی واسطی کیی اوسوقت عبد المطلب کے گہبرا گئی اور کہنی لگی کہ تم سب لوگونکو
مجہسی زیادہ محبت اس لڑکی کی نہین ہی مین ہرگز حکم و قضای حقتعالی سی تجاوز نکرونگا یہہ کہکی حضرت عبد اللہ کو زمین پر واسطی
ذبح کر کی لٹا دیا جب حضرت عبد اللہ کی والدہ ماجدہ نی دیکہا کہ نوبت یہانتک پہونچی تو اپنی قبیلہ مین کہ نام اوسکا بنی مخزوم
تہا گئین اور اونسی استعانت اس بات مین چاہی اوسوقت اس امر کا ایسا صدمہ اور غلغلہ ہوا کہ ساکنان صوامع قدس بہی بیتاب
بکا ہوی اور استغاثہ بجناب قدس باریتعالی کیا تو انسی ارشاد ہوا کہ مین خداوند کریم اور عالم اور دانا ہر چیز کا ہون امتحان کرتا ہون
اپنی بندی کا امتحان منظور ہی کہ صبر اوسکا معلوم ہو جاوی خلاصہ یہہ ہی کہ عبد المطلب نی حضرت عبد اللہ کو لٹا دیا اور اونکی سینہ
سوار ہوی اور چاہتی تہی کہ اونکو ذبح کرین کہ دس آدمی بنی مخزوم مین سی سر و پا برہنہ شمشیر بکف آئی اور کہا یہہ نہین ہو سکتا
کہ اس طفل کو مارو تم اور اس زن عاجزہ کو تکلیف مالایطاق دو تم جب عبد المطلب نے یہہ حال دیکہا تو بہت روی اور کہنی لگی
کہ ای ارحم الراحمین حکم مجہہ مین اور اوس طایفہ مین کہ نہین چاہتی ہین کہ تیری امر کو جاری کرون اور جو عہد کہ تیری ساتہ
کیا ہی اوسکو وفا کرون نہین اس عرصہ مین عکرمہ بن عامر کہ بزرگان بنی مخزوم سی تہا آیا اور اوسنی کہا کہ ای عبد المطلب اگر
تم یہہ قربانی آج کرو گی چونکہ تم بزرگ قریش و سید البطحی ہو تو یہہ قربانی رسم ہو جاویگی اور لوگونکو ضرور ہو جاویگا اسیطرح
پر عمل کرنا اور پہر تمکو قیامت تک ملامت کیا کرینگی اور یہہ بات خلاف تمہاری شان کی ہی گی اور میری رای مین ایک بات اچہی ہی
اگر اوسپر عمل کرو تو بہت مناسب ہی اور وہ یہہ ہی کہ ایک عورت ہماری علاقہ ہی کہ علم کہانت مین یکتای آفاق ہی لوگونکی
ما فی الضمیر بتلاتی ہی اور نام اوسکا ام ملحان ہی پس ہم اوسکی پاس چلتی ہین جسطرح سی وہ کہی اوسیطرح بجا لاوینگی
پس ہدایا اور تحفہ لیکی جہان وہ عورت تہی مع بزرگان قریش اوسطرف کو روانہ ہوی دوسری دن وہان پہونچی جبکہ اوسکو خبر

ہو پہونچائی

پہونچی اور وہ خود نکل آئی اور عبد المطلب سی مخاطب ہو کی کہنی لگی کہ تم ہی وہ شخص کہ تو نی کہ نذر اپنی بیٹی کی ان خدا تعالیٰ
قربانی کرنیکی ہی انہون نی کہا کہ ہان مین ہون کہنی لگی کہ تم ہی اوس خدا کی جسنی کہ ہمای عظیم کو زمین پر لغب کیا ہی کہ تو
جسکو چاہتا ہی کہ قربانی کرے اوسکا نام خضر ہی بلند ہوگا دیت آدمی کی تمہارے نزدیک کیا ہی کہا دس شتر دیت آدمی کی ہی آپ نے
کہا کہ تم گھر جاؤ اور دس اونٹ اور عبد اللہ کی نام پر قرعہ ڈالو اگر قرعہ بنام عبد اللہ آوی تب دس اونٹ بڑھا دو
کرو غرض اسیطرح زیادہ کرتی جاؤ اگر بر کر اونٹون کی قرعہ نہ نکلی تو جب ایکسو اونٹ پر نوبت پہنچ جاوی تو سو اونٹ خوش ہوکے
ذبح کرو یہ سنکر سب لوگ خوش ہوئی مکہ کی سمت مراجعت کی صبح کو عبد المطلب نے اپنی اونٹ اور اپنی بنی اعمام کی جمع کئے
و لوگون ... اعانت ... اہل عبد المطلب نی طواف خانہ کعبہ کا کیا او حق تعالیٰ سی دعای سلامتی عافیت کی طلب کی بعد
عبد اللہ کو لیکر ... اپنی ہاتھ قرعہ ڈالا دس اونٹ وہ کیا پس قرعہ بنام عبد اللہ نکلا تب بزرگان قریش نی کہا کہ ای عبد المطلب
سی و رکی ہاتھ سی قرعہ نکلو شاید خدا بزرگ تم سی ناخوش ہوا پس عبد المطلب نی آسمان کیطرف موہنہ کیا اور یہ دعا کی
یہ دعا پڑھی اللہم انت تعلم السر واخفی وانت بالمنظر الاعلی اصرف عنا البلاء کما صرفتہ عن ابراہیم الذبیح ...
اوسکی قرعہ نکالا اوسمین ہی عبد اللہ کی نام نکلا تب عبد اللہ نی کہا کہ اب خدا سی شرم کرو اور مجھی قربانی کرو غرض اسیطرح ہر مرتبہ دس
زیادہ کرتی تھی اور قرعہ بنام عبد اللہ نکلتا تھا آخر نوبت سو اونٹ تک پہنچی تب قرعہ بنام اونٹون کی آیا اور کوہ نی صدا تکبیر اور
تہلیل کی بلند کی اور مادر عبد اللہ نی اسکو سینہ سی لگایا اور شکر جناب باری عز اسمہ کا ادا کیا اسی اثنا مین اندرونخانہ کعبہ سی آواز آئی قد
قبل اللہ منکم الفدیہ سو شتر قربان کیا گیا اور سب مین تقسیم ہوا اور وحوش و طیور کو بہی اوسکی کہانی سی منع نہین کیا اور
سی یہ سنت جاری ہوئی اور دیت آدمی کی سو اونٹ قرار پائی غرض جب حضرت عبد اللہ حد بلوغ کو پہنچی سب کا مرد و شرفا قریش
طالب اسکی ہوئی کہ اپنی ہان اونکا نکاح کرین اور یہودیون کو بہی اطلاع ہوئی کہ نزدیک ہوا ہی ظہور اوس نبی کا کہ جسکی اعانت
مین ملائکہ خدا قتال کرینگی اور اہل ملل باطلہ اوسکی ہاتھ پر ہلاک ہونگی اور شام مین اپنی احبار اور علما کی مجمع ہوئی اسباب
مین آپس مین یہودی بن احبار اسی مشورت کی رائی اسپر قرار پائی کہ بارادہ تجارت مکہ کو جائین اور وہان تدبیر قتل
حضرت عبد اللہ کی کرین پس بہت سامان تجارت لیکر وارد مکہ ہوئی اور ایسی قیمت اپنی مال کی رکہی کہ کوئی خریدار نہوا کہ
قصد اونکا اقامت کا تھا کہ مطلب اونکا اور تھا اور انہی دنون مین حضرت عبد اللہ نی ایک خواب ہولناک دیکھا تھا اور اپنی باپ
سی بیان کیا تھا کہ مین کیا دیکھتا ہون کہ بندر شمشیر بدست مجھ پر حملہ کرتی ہین مین ہوا مین بلند ہوا ناگاہ دیکھا مین نی کہ ایک آگ آسمان سی
اتری اور سب بندرون کو جلا کی خاک کر دیا عبد المطلب نی کہا چونکہ تیری پیشانی مین نور نبی آخر الزمان ہی بہت سی لوگ تجہسی حسد
و کینہ رکہتی ہین عجب نہین کہ کوئی مصیبت تیری اوپر نازل ہو لیکن اگر تمام اہل زمین مجتمع ہون جب بہی تمکو اذیت نہین
پہونچا سکتی کہ تمہاری پیشانی مین امانت خدا ہی وہ ہرگز ضایع نہین ہو گی اب احبار یہود کی یہان وارد ہین چلو اونسی خواب
بیان کرین تاکہ تعبیر بتلائین غرض عبد المطلب مع حضرت عبد اللہ کی اونکی پاس گئی جب اون تیرہ درون نی آفتاب جمال
حضرت عبد اللہ پر نظر کی پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہی جسکی واسطی ہم یہان آئی ہین پس حضرت عبد اللہ نی خواب نقل کیا اور
تعبیر پوچھی ہو بہ آپ نی جواب مین کہا کہ یہ خواب اضغاث احلام سی ہی اسکا اعتبار نہین اور تم سادات و بزرگان عرب سی ہو تمہارا

کوئی دشمن نہیں اطمینان رکھو غرض یہود دایماً درپی قتل رہی ساتھ اونکا نہیں پہنچا تھا اور حضرت عبداللہ اکثر شکار کو تشریف
لیجاتی تھی شام کو مراجعت کرتی تھی لیکن عبدالمطلب انکی تنہائی میں پسند کرتی نہی کچھ لوگونکو ساتھ کر دیتی اتفاقاً ایک دن
عبدالمطلب حاضر نہ تھی اور حضرت عبداللہ تنہا شکار کو تشریف لیگئی یہود ان گمراہونی فرصت کو غنیمت جانا باغوای یہود بانے
عزم تعاقب کیا آدہی یہودی حفاظت مال کو رہی اور آدہی اسلحہ کو زیر قبا چھپا کی روانہ ہوئی اور ایک غلام کو واسطی دریافت
حال کی روانہ کیا کہ نشان حضرت عبداللہ کا لگا کی اطلاع کری غلام تلاش کرتا تہا کہ اوسنی دیکھا کہ حضرت عبداللہ نی ایک گور
خر گور شکار کیا ہی اسکی اطلاع یہودونکو پہونچائی یہہ منتظر وقت تہی انہونی راستہ بند کرکی مجتمعاً حضرت پر حملہ کیا بعد
استعانت کی خداوند جلیل سی طرف اوس قوم کی خطاب کیا کہ تمکو کیا وجہ عداوت ہی میں کسیکا مال نہیں لیا اور کسی کو جانسی
نہیں مارا کوئی ظلم نہیں کیا تم درپی میری قتل کے کیوں ہو یہودیونی جواب نہ دیا سلاح سنبہال کے حملہ کیا تب حضرت نی تیر مارنی
شروع کی اور چار تیر سے چار ملعونکو جانسی مارا یہہ اشعار رجز میں پڑہی ولی ہمۃ تعلو علی کل ہمۃ + وقلب صبور لایجزع من
الحتف + ولی نبلۃ آذی بہا کل ضیغم + وتنفذ فی اللبات والنحر والقلب + فاربعۃ منہا اصلت لاربع +
ونبو کاثرو فی صلت بالطعن والضرب + پس یہودیونی کہا کہ تیر چلانی کی سبب تمنی ہماری چار آدمیونکو مار ڈالا ہی اور
ہم تجار ہیں اور ہم وہی ہیں کہ کل تم ہماری پاس خواب بیان کرتی تہی ہمارا غلام بھاگ گیا تہا ہم اوسکی تلاش میں آئی ہیں اور
ہمنی دور سی تمکو وہی گمان کیا اسواسطے مستعد قتال و گرفتاری ہوئی تہی اب پہچان لیا کہ آپ عبداللہ ہیں اب آپ سی کچھ تعلق
نہیں آپ ہماری سردار ہیں تشریف لیجاتی اپنی کام میں مصروف رہیں اپنی کشتوں کا خون تم پر حلال کیا پس عبداللہ نی
کہا افسوس ہی تمہاری حال پر تمکو کسطرح معلوم ہوا کہ میں غلام ہوں کبہی غلام اس شکل و شمائل کے اچھی ہوتی ہیں خصوصاً ایسا نور
اوسکی پیشانی میں ہو جیسا میری پیشانی میں نور ہی یہود عذر کرنی لگی کہ معاف فرمائی ہمنی آپ کی باپ کا نان و نمک کھایا
شکر نعمت ہم پر واجب ہی عبداللہ نی انکی فریب کو باور کیا اور سوار ہو کی روانہ ہوئی چاہتی تہی کہ درہ کوہ سی نکل جاوین
پہر یہودان مذکور نی حملہ کیا اور پتہر پہینکنی لگی اور تلوار سی لڑنی لگی حضرت عبداللہ نی تیغ کی حملہ کئی اور ہر حملہ میں ایک آدمی
اونکا مارا بعد اسکی اپنی گہوڑی سی پیادہ ہو کی خوب لڑی اور پہر بیٹھ کی تیر مارنی شروع کئی جب عرصہ بہت تنگ ہوا اور بہت
سی پتہر یہودیونی پہینکی تب مناجات درگاہ قاضی الحاجات اور توسل نور محمدی سی کیا اسی اثنا میں کیا دیکہتی ہیں کہ بہت
سی آدمی ننگی تلوارین لی ہوئی بہاگتی آتی ہیں جب نزدیک پہونچی تب معلوم ہوا کہ بنی ہاشم و جوانان مکہ ساتھ عبدالمطلب کے
ہیں اور حمزہ و عباس و ابو طالب سب سی آگی ہیں اور سبب اسکا یہہ ہوا کہ وہب ابن عبدمناف اوس حوالی میں مصروف
شکار تہی جب صدا آئی وہ سنی اور مطلع ہوئی کہ یہودان شام درپی قتل حضرت عبداللہ کی ہیں تو چاہا کہ اعانت کریں تو یہہ خیال
کیا کہ اکیلی سی کیا ہوگا اسواسطے بجلد مکہ میں خبر پہونچائی کہ ای گروہ بنی ہاشم یہودیونی عبداللہ کو اکیلی گہیر لیا ہی
پس بنی ہاشم قریب دو سو آدمی کی لیکی اس مقام پر پہونچی جہاں حضرت عبداللہ بیٹھی تیر مارتی تہی تب عبدالمطلب نے کہا فرزند
یہہ ہی تعبیر تمہاری خواب کے جب یہودیونی بنی ہاشم کو دیکہا تب یقین اپنی ہلاکت کا کیا اور بہاگنی لگی مگر جوانان بنی ہاشم
پہر اونکو کب چہوڑتی تہی بہت سی ملعونونکو داخل جہنم کیا بقیۃ السیف نی امان طلب کی اور کہا کہ ہمارا مال و اسباب ضبط کرو

اور ہماری جان کی امان دو غرض یہودان کی شکستین کس لین دوڑانی ہوئی شہر مکہ آئی اہل مکہ نی استقبال کیا اور مبارک
سلامت ہوئی غرض سب یہودون کو وہب کی گہر مین قید کیا اور اسباب انکا جمع کر کی ضبط کیا رات کو وہب اپنی گہر مین آئی اور
اپنی زوجہ سی کہ برہ بنت عبد اللہ تہی کہا کہ آج ایک عجیب بات عبد اللہ بن عبد المطلب کی مین دیکہی کہ اجتک کسی شجاع نی ایسا
نہین دیکہا تن تنہا ایک جماعت یہود سی مقابلہ کرتا تہا اور ہر تیر سی ایک یہودی کو مارتا تہا آج عرب مین اوس سی
زیادہ خوبصورت کوئی نہین کیونکہ نور نبوی اوسکی پیشانی مین ہی کہ تم عبد المطلب کی پاس جاو اور آمنہ اپنی بیٹی کی نسبت عبد اللہ
سی کرو شاید وہ قبول کرلین اور یہہ سعادت ہماری قسمت مین ہوئی کہ ہمارا طالع خفتہ بیدار ہو اور ایسا شرف حاصل ہو کہ آجتک
کسی کو نہین ہوا برہ نی کہا کہ ای وہب تمام رؤسا و بزرگان مکہ و شجاعان بطحا نی چاہا کہ اپنی بیٹی کو عبد اللہ کا عقد کرین اور
ملوک شام و عراق نی خطوط خواہش وصلت [illegible] نی بہی اوسنی قبول نہین کیا [illegible]
فقیر کی قبول کریگا وہب نی کہا کہ ہمنی کل اوسپر احسان کیا ہی کہ یہودیان شام سی اوسکو بچایا ہی عجب نہین کہ قبول کرین پس برہ
نی لباس فاخرہ پہنا اور عبد المطلب کی گہر مین آئی دیکہا کہ عبد المطلب بیٹہی ہین اور ذکر غدر یہودان درمیان ہی برہ نی
کہا انعم اللہ مسائکم وادام اللہ نعمائکم عبد المطلب نی جواب دیا اور کہا کہ تیری شوہر کا حق ہمپر عظیم ہی کہ ہرگز اوسکی احسان
سی ہم نکل نہین سکتی ہین اور انشاء اللہ تعالی ہم خدمت تمہاری لائق کرین گی اور کہا تم اپنی شوہر سی ہمارا سلام کہو
اور کہو کہ اگر کوئی حاجت ہوئی تو ہم سی کہو کہ انشاء اللہ تعالے ہم اوسمین کوتاہی نکرینگے پس برہ کو اسی کو امید ہوئی برہ نی
کہا کہ ای ابو الحارث ہرچند ہم جانتی ہین کہ ملوک عراق و شام و صنادید قریش سب طالب مواصلت و نسبت عبد اللہ
ہین بسبب تمہاری شرافت اور بزرگی کی خصوص اس نور کی سبب سی کہ عبد اللہ کی پیشانی مین ہی پس اسسی ہم بہی یہی طمع
رکہتی التماس کرتی ہین کہ ہماری آرزو کو رد نکرو اور آمنہ جو ہماری بیٹی ہی اوسکو کنیزی عبد اللہ مین قبول فرماو اور اگر
مال کم ہی تو اپنی تفضل و کرم سی قبول کرو جب عبد المطلب نی سنا تو عبد اللہ کیطرف دیکہا عبد اللہ کا معمول تہا جب ذکر نسبت
ہوتا تہا آثار کراہت چہرہ پر نمایاں ہوتی تہی لیکن آمنہ کا ذکر سنکی سر نیچا کر لیا عبد المطلب نی کہا ای فرزند
آمنہ طاہرہ و مطہرہ عاقلہ و دیندار ہی اور دختران مکہ مین مثل اوسکا نہین تم کیا کہتی ہو حضرت عبد اللہ نی سکوت کیا جب
عبد المطلب نی یہہ حضرت عبد اللہ کی اوسطرف پائی تو برہ سی کہا کہ تمہاری خواہش کو ہمنی منظور کیا اور ہم راضی ہوئی
بعد اوسکی عبد المطلب و فاطمہ مادر حضرت عبد اللہ وہب کی گہر واسطی آمنہ کی دیکہنی گئی اوسوقت وہب نی کہا کہ مین نکاح آمنہ کا
بغیر مہر معجل و موجل کرتا ہون یہہ محض بطور ہدیہ کی ہی عبد المطلب نی کہا کہ خدا تمہین جزای خیر دیوی لیکن مہر ضرور ہی غرض جو یہود
کہ وہب کی گہر مین مقید تہی جب اونہون نی سنا کہ عبد المطلب یہان آئی ہین پہر اونہون نی باہم صلاح ہو کی اپنی شکنین
کہول ڈالین اور تیغین اپنی دامنون مین بہر لین اور جس مکان مین قید تہی اوسکا دروازہ توڑ ڈالا اور دفعۃ نکلکی بہتر عبد المطلب
کی بقدرت جناب باری اور برکت نور محمدی وہ بہتر یہودی دیوانی ہوگئی جسکی صدمہ سی اونکی اعضا خوب ٹوٹی بعد اوسکی
عبد المطلب نی مع ہمراہیون کی سب یہودون کو قتل کیا بعد اوسکی عبد المطلب اپنی گہر آئی صبح کو سب اپنی اقوام کو طلب
فرمایا اور لباس فاخرہ زیب تن کر کی ساتہہ سب انجام کی وہب کی گہر مین گئی اور خطبہ پڑہا حضرت عبد اللہ کا عقد ساتہہ

پس مبارک ہی

حضرت آمنہ دختر وہب ابن عبد مناف کی کر دیا اور آمنہ کو اپنی گہر مین لائی نور ہوی جبہہ عبد اللہ سی جو عا [illegible] ماکہ
شب جمعہ عید قربان آخر روز عرفہ حضرت عبد اللہ اپنی والد اور بہائیون کی ساتھہ مکہ سی باہر نکلی تہا [illegible] دیکہا [illegible]
عظیم معلوم ہوی حالانکہ وہان ہرگز نہ تہی لوگ متعجب ہوی ناگاہ مابین آسمان و زمین سی آواز آئی [illegible] عبد اللہ
نہر کا پانی نوش کر جب اونہون نی پانی پیا تو عسل سی شیرین اور برف سی سرد اور مشک سی زیادہ خوشبو دار تہا
جب اونہون نی چاہا بہائیون کو اطلاع کرین نہر ناپید ہو گئی پس عبد اللہ جلد اپنی گہر مین آئی اور اوسی شب نور
نبوت منتقل ہو کی پیشانی جناب آمنہ مین آیا اوس وقت سی بسبب نور جناب نبوت صورت حضرت آمنہ مثل آفتاب
کی چمکتی تہی جب ایک مہینا مدت حمل سے منقضی ہوا تب عبد المطلب کے پاس مدینہ سی خبر آئی کہ فاطمہ اونکی بیٹی نی مدینہ [illegible]
انتقال کیا عبد المطلب روانہ مدینہ کی ہوی اور حضرت عبد اللہ کو بہی اپنی ساتھہ لیگئی مدینہ مین پہونچکی حضرت عبد اللہ
علیل ہوے اور بعد پندرہ دن کی انتقال بعالم قدس فرمایا سلام اللہ علیہ عبد المطلب خود متوجہ غسل و کفن کے
ہوئی اور تمام وضیع شریف جنازہ پر حاضر ہوی اور ایک محل مرغوب مین کہ نام اوسکا شین ہی دفن کیا اور قبہ بلند
گچ اور آجر کا قبر پر بنایا بعد اوسکی مراجعت جانب مکہ فرہ کی شعرائی مرثیہ و نوحہ واسطی حضرت عبد اللہ کی انشائی بعد
اوسکی عبد المطلب حضرت آمنہ کی پاس آئی اور بہت تسلی و دلاسا کیا اور ایک تاج کہ یادگار عبد مناف تہا اونکو دیا
واقدی روایت کرتا ہی کہ جب دو مہینی مدت حمل سی گذری تب جناب باری تعالی عز اسمہ نی ایک فرشتہ کو حکم کیا کہ
ندا کری مابین آسمان و زمین کی کہ ای ملایکہ میری استغفار کرو تم واسطہ محمد و آل محمد کی جب تین مہینی گذری مدت
حمل کے حکم فرمایا جناب باری نی پہارون اور دریا دن اور زمینوں اور درختوں کو سجدہ [illegible] و مطلع [illegible]
صلی اللہ علیہ و آلہ کی چنانچہ سب نی سجدہ کیا حتی اوس وقت کی جبرا ابو قحافہ سوار تہا [illegible] زمین پر رکہہ دیا ابو قحافہ
نی ہر چند اوسکو مارکی ہٹانا چاہا اوسنی نہ مانا اس عرصہ مین ہاتف کی آواز آئی کہ مت مار اس [illegible] اوسکو کہ وہ واسطے
امر عظیم کی بامر ذو الجلال سارے مخلوقات کی ساتھہ اوسنی بہی سجدہ کیا ہی ابو قحافہ نی پوچہا کہ وہ امر عظیم کیا ہی [illegible]
آئی کہ نبی آخر الزمان کو تین مہینی ہوی کہ اس عالم مین تشریف لائی اور جب چار مہینی ہوی حبیب زاہد [illegible]
زہاد و عباد اوس زمانہ سی تہا کہتا ہی کہ ایک صبح دیکہا میں کہ سر سجدہ ہی جب مینی چاہا کہ اوسکو اٹہاؤن تب
ایک ہاتف نی آواز دی کہ اوسکو کچہ نکہو کیونکہ تمامی خلایق اور بر و بحر و سہل و جبل اس شہر مین [illegible] نبی کی رضا پر
چار مہینی کی ہوی سر سجدہ مین حب حبیب زاہد اپنی صومعہ مین گیا تو دیکہا کہ صومعہ مانند سحاب کی لرزان ہی اور اوسکی
محراب مین بلکہ تمام محرابون یہود و نصارا مین مکتوب ہی کہ ایمان لاؤ پیغمبر آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر اور اوسکی
خدا پر اور نزدیک ہی ظہور اوسکا خوشا بحال اوسکی کہ ایمان لاوی ساتھہ اوسکی اور افسوس اوسپر جو انکار کری حضرت
آنحضرت کی اور اسیطرح سی جو مہینا گذرتا بہت سی عجائبات ظہور مین آتی تہی یہانتک کہ نو مہینی تمام ہوی اور شب ولادت
آئی اوس شب ستارے اپنی اپنی مقاموں سی حرکت کرتی تہی بروایت واقدی و باجماع اہل حق شب جمعہ سترہوین ربیع الاول
کی تہی اور نو ہزار و نو سو سال اور چار مہینی اور سات روز وفات حضرت آدم سی گذری تہی غرض حضرت آمنہ نی اپنی
والدہ سی کہا کہ مین چاہتی ہوں کہ کہیں اکیلی بیٹہون اور گریہ و بکا واسطی اپنی شوہر کی کرون القصہ ایک مکان مین گئین

حاشیہ
[illegible]

اور دو ولنہ

اور دروازہ مکان کا بند کر لیا اور توجہ حضرت عبد اللہ کی واسطی کرتی تہین کہ ناگاہ آثار وضع حمل کی ظاہر ہوی چاہا کہ دروازہ
کہولدین نہ کہلا تب اپنی تنہائی کا اسیی وقت مین اونکو نہایت اضطراب ہوا کہ ناگاہ چہت گہر کی شگافتہ ہوئی اور چار حورین
بہشت کی داخل ہوئین کہ اونکی نور سی مکان روشن ہوا حضرت آمنہ کیطرف متوجہ ہوکی کہا کہ ایصاحبزادی تم غم نکرو ہم خدمت کو
حاضر ہین یہہ کہکی اوس پاس بیٹہہ گئین اسی اثنا مین حضرت آمنہ کو تہوڑا سا عرصہ نیند آگئی جب بیدار ہوئین دیکہا کہ جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ متولد ہو چکی ہین اور پیشانی مبارک کو زمین پر رکہی ہوین اور دونو سبابہ کو بلند کر کی فرماتی ہین لا الہ
الا اللہ اوسی شب مین چودہ کنگری محل کسری کی گر گئی اور آتشکدہ پارس مین کہ پانچہزار برس سے کبہی آگ اوسکی نہ بجہی تہی آگ اوسکی
بجہ گئی اور جمیع عباد و قرائین تمام ربع مسکون کی کہ علم جنابباری عز اسمہ مین وہان دین نبوی پونہچنی والا تہا روشنی
ہوی اور بقعہائی کفر مین روشنی نہوی اور جمیع اصنام سر کی بل گر پڑی اور کوی دیر اور صومعہ دنیا مین باقی نرہا مگر
یہہ کہ اوسکی محراب پر نام نامی و اسم گرامی جناب خاتم النبیین لکہا گیا اور صبح تک باقی رہا کہ تمام رہبانون اور سکان دیر نے
پڑہا اور جان لیا کہ پیغمبر موعود متولد ہوئے اور خاص مکہ مشرفہ مین ایسی روشنی ہوئی کہ سب لوگ اپنی اپنی مکانون پر کہڑی تماشا
عجائبات قدرت الہی کا دیکہتی تہی اور سبب کسی معلوم نہ تہا صبحکو اہل مکہ جب مسجد الحرام مین آئی تو دیکہا اصنام باہر
مسجد الحرام کی ہین اور قندیل جو بتون کی پاس روشن تہی گل ہی اور وہ زنجیر جو بڑی بت کی گلی مین تہا وہ ٹوٹ
گیا ہی اسی کیفیت کو دیکہکی سب حیران تہی کہ ناگاہ شیطان بصورت ایک راہب کے آیا اور کہا کہ ای اہل مکہ تشویش نکرو
کہ جنات نی ان بتون کو گرا دیا ہی پس جلد انکو اندر رکہہ دو کہ جن قابو نہ پائین لوگون نی موافق اوسکی کیا اور سنا کہ
ہاتف ندا کرتا ہی اور کہتا ہی کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور غیب سی ایک پردہ
دیبای سفید کا دیوار خانہ کعبہ پر آویزان ہوا جسپر بخط سیاہ مرقوم تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا
النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا لوگون نی اس
پر دیکو دیکہہ کی تعجب کیا اور چالیس دن تک وہ پردہ خانہ خدا پر آویزان رہا ایک شخص نے دست برد کی قصد اوسکی
کی وہ پردہ غائب ہوا اگر ایسا اتفاق نہوتا وہ پردہ قیامت تک باقی رہتا غرض عبد المطلب حضرت آمنہ کی پاس
آئی اور جناب رسولخدا کو گود مین اٹہا لیا اور چاہا کہ خانہ کعبہ مین حضرت کو لیجاین اور خوف کفار کین قریش سی قصد صحن کا
کیا کہ بدن آنحضرت کا لات وعزی سی ملین تاکہ وہ غلغلہ جو کفار مین بتون کی گرنی کا اور زنجیر کی ٹوٹنی کا اور قندیل کی
گل ہونی کا اور سوا اسکی کئی باتون کا تہا فرو ہو جائی جب عبد المطلب داخل کعبہ معظمہ ہوی تو جناب رسولخدا نے فرمایا
بسم اللہ وباللہ پس خانہ خدا سی آواز آئی السلام علیک یا محمد ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ہاتف نی
آواز دی کہ جاء الحق وزہق الباطل الخ پس عبد المطلب متعجب ہوی اور امر کیا کلید بردارونکو کہ اس بات کو ظاہر
نکرین بعد اوسکی جب چاہا کہ بدن مطہر حضرتکو اون اصنام سی مس کرین تو کسینی عبد المطلب کو پیچہی سی کہینچا جب پیچہی کو
خیال کیا کچہہ معلوم نہوا دوسری مرتبہ پہر ایسا ہی اتفاق ہوا جب تیسری مرتبہ ارادہ کیا تب ایک شخص نی اس زور سی کہینچا کہ زمین پر بیٹہہ گئے
بعد اوسکی ہاتف نی آواز دی کہ ای عبد المطلب تو چاہتا ہی کہ بدن نازنین طیب وطاہر کو بدن نجس سی ملی تب عبد المطلب نے

استغفار کیا اور یہہ اشعار پڑہی الحمد للہ الذی اعطانی * ہذا الغلام الطیب الاردانی * قد ساد فی المہد علی الغلمان * اعیذہ بالبیت ذی الارکان * حتی اراہ بیلغ الفتیان * اعیذہ من کل ذی شنان * من حاسد ذی طرف العنان * منقول ہی اصحاب حدیث سے کہ قبل ولادت جناب رسولخدا کی ساحر و کاہن و شیاطین و جن سی عجائب و غرائب بہت سی صادر ہوتی تہی اور لوگونکو ما فی الضمیر اور مغیبات کی خبر دیا کرتی تہی اسیطرح سی کہ کاہن تسخیر جن کی کرتی تہی اور جن تا حوالی آسمان اول جاتی تہی اور استراق سمع ملایکہ سی کرتی تہی بعد ولادت جناب رسالت مآب کی موقوف ہوئین اور زمین یمامہ و نجد مین دو کاہن تہی کہ تمام کاہنون اہل عصر سی فایق کامل تہی اور ایک مشہور بہ سطیح وہ داناترین کہنہ کا تہا امر کہانت مین اوس سی سلاطین زمان رجوع کرتی تہی اور عمر اوسکی بہت بڑی تہی ایک شب اوسکی آنکہین آسمانکو لگین تہین کہ اوسکو ایک برق چمکتی ہوی نظر آئی کہ تمام عالم کو اوسنی گہیر لیا اور ایک ستارہ دیکہا کہ جس سی آگ اور دہوان نکلتی ہوا مین ایسا غایب و متفرق ہوا کہ بالکل اوس ستارہ کی روشنی نرہی جب سطیح نی یہہ کیفیت دیکہی بیہوش ہوگیا اور اوسکو یقین اپنی ہلاکت کا ہوا دوسری شب اپنی غلامونسی کہا کہ مجہی پہاڑ پر لیچلو جب وہان لیگئی تو سب طرف آسمانکی نظر کی تب ایک نور درخشان نظر آیا کہ تمام نورون پر غالب ہی اسپر اوسنی کہ مجہی گہر لیچلو غرض دوسری دن اوسنی اپنی قوم عشیرہ کو جمع کیا اور کہا کہ موت میری قریب ہے یقین رکہتا ہون کہ جلد ہلاک ہون لوگون نی سبب پوچہا تو کہا کہ مینسی ستارونکو دیکہا کہ زمین پر گری اور متفرق ہوگی ناپیدا ہوی اور نور بہت آسمانسی زمین پر نازل ہوا غالب ہی کہ خروج ہاشمی کا قریب ہوا ہی بعد اوسکی بنام زرقا کاہنہ کی کہ یمامہ مین تہی اور بزور کہانت سی کاہنونکی بادشاہ ہوی تہی مشعر تشویش خود معاینہ عجائبات اور حالات آسمانسی لکہا زرقا نی جواب مین بتعجب اوسکی لکہی اور لکہا کہ تو جلد مکہ کو روانہ ہو کہ مین وہان تجہسی ملاقات کرونگی تاکہ تدبیر اس بات مین کے جای کیونکہ اب وہ وقت آیا کہ سب دین او باطل ہو جاینگی مردمشرکین قریش کے ماری جاینگی عورتین بیوہ ہونگی بچی یتیم ہونگی بسبب بعثت نبی ہاشمی کے کہ اولاد عبد مناف سی ہوگا جب سطیح نی نامہ زرقا کو پڑہا تو بہت رویا اور تدارک سفر مکہ کا کیا اور اپنی قوم کو وصیت کی کہ مین ... ہی لامکان مین کوشش کرونگا اگر مجہسی کچہ ہوسکا تو تمہارے پاس اونگا و الا و السلام میرا تمہارا ... جاوت تکا اور ... ہوگیا یہانتک کہ مرجاون غرض سطیح اپنی مسکن سی روانہ ہوکے مکہ معظمہ مین ... بزرگان قریش یعنی ابو جہل و عتبہ و شیبہ نی اوس سے ملاقات کی اور کہا کہ کوی بڑے ضرورت در پیش ہوی ہی کہ تو یہان آیا ہی جو حاجت ہو بیان کر کہ اوسکا انجاح کیا جای سطیح نی کہا کہ مین کوئی حاجت نہین رکہتا تب اونلوگون نی تکلیف اپنی گہر مین اترنی کی دی سطیح نی کہا کہ جسکی طلب مین یہان تک آیا ہون اوسکی ہان مقام کرونگا پس تلاش عبد المطلب کے شروع کی اور یہہ لوگ متفرق ہوگی اسمین خبر ابو طالب اور عباس کو ہوی وہ آئی جب سطیح زیر سایہ دیوار خانہ کعبہ بیٹہا تہا اور رفیق اوسکی اس پاس اوسکی بیٹہی تہی اوسوقت انہون نی احوال جناب رسولخدا کا پوچہا تب سطیح متوجہ جانب ابو طالب کی ہوا اور کمال فصاحت سی کہا کہ تو چچا اوس پیغمبر موصوف و موعود کا ہی جسکا

حال کتب و اخبار مین ہی یحق خداوند دایم و ابد کی جسنی آسمانکو بی ستون برپا کیا ہی اور واحد و احد فرد و صمد ہی اس شخص سی یعنی اشارہ کیا طرف حضرت عبد اللہ کی کہ اسسی پیغمبر جلد متولد ہونگی کہ بتونکو توڑ ڈالین گی اور بت پرستونکو ہلاک کرینگی اور اعانت و امداد کریگا ابن عم اوسکا کہ وہ کفو و قرین اور صاحب صولت و سطوت و شجاعت ہی شعر قادر بحکم بر ہمہ کس آسمان صفت ✻ قایض بجود بر ہمہ کس آفتاب وار ✻ اور اشارہ کیا طرف ابوطالب کی کہ یہہ ہی باپ اوسکا پہر سطیح نی بجواب اون لوگون کی جو اوصاف حضرت خاتم النبوت کی استفسار کرتی تہی بیان کیا کہ یہہ بیٹا ملک جلیل ہی جسکی وصف مین زبان اسیری کہیل ہی قد حضرت متوسط ہوگا نہ بہت چھوٹا نہ بہت بڑا حسن القامۃ مدد و الہامۃ بین کتفیہ علامۃ علی امتہ باق الی یوم القیمۃ و ہو واللہ سید تہامۃ احسن من مشا و اکرم من نشا حلو الکلام طلق اللسان تقی زاہد خاشع عابد ظاہر المیلاد بری من الفساد رحمۃ علی العباد بالنور محفوف و بالمؤمنین رؤف و علی اصحابہ عطوف اسمہ فی التوریۃ و الانجیل معروف بجبر الملہوف بالکرامۃ موصوف اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد ابوطالب نی کہا کہ بیان کر حال ابن عم اوسکی کا جو معین ہوگا اوسکا فقال السطیح امام ہمام لیث ضرغام و اسد قمقام و قائد مقدام کثیر الانتقام یسقی کاس الحمام یکون لمحمد وزیرا و یدعی بعدہ امیرا اسمہ فی التوریۃ بریا و فی الانجیل ایلیا و عند قومہ علیا یہہ کہکی ساکت ہوا ابوطالب اور بہائی اونکی مبہوت ہوگی اور ابوطالب سطیح کو اپنی گہر مین لائی جب یہہ خبر شہر مین مشہور ہوی دیکہ حسد ابوجہل کے جوش مین آ ہی اگلی دن صبحکو مقام ابطح مین گیا اور باآواز بلند کہا کہ ای آل غالب و ای آل طالب اصحاب عزت سنتی تہی یہہ باتین جو سطیح نی کہین اور ابوطالب نی جنکی تصدیق کی اور ابوطالب اوسکو اپنی گہر لیگیا ایا تم اس ذلت پر راضی ہوی ہو حالانکہ اب تک کوئی امر ظہور مین نہین آیا تم پر فخر کرتی ہین کہ ایک نبی ظاہر ہوگا جو تمہاری خداؤن کو توڑ ڈالیگا اور تمہاری دین کو ضایع کریگا مرد تمہاری قتل ہونگی عورتین اسیر ہو جائینگی افسوس ہوا اوپر تمہاری اور بیت بہادر جوان نہین تہا یہہ کہکی روانہ ہوا لوگ اوسکی پیچھی دوڑی اور تسلی دیکر لائی اور کہا کہ ای ابو الحکم تو بزرگ اور صاحب اختیار ہمارا ہی تیری رای ہمکو بدل و جان منظور ہی تیری رای سی ہرگز متخلف نہوینگی تب ابوجہل نی کہا کہ ہرگز مطیع ہو تو ایسی جماعت کی ساتہہ چلین یا سطیح کو گرفتار کرین و یا مار ڈالین یا شہر بدر کرین تا بین ہماری اور بنی ہاشم کی باعث عداوت و فساد ہوا ہی اور مارا جانا ہمارا بہتر ہی ذلت و خواری سی جب ابوطالب کو اس واقعہ سی اطلاع ہوی وہ مستعد قتال و جدال کی ہوی اور کہا کہ مین دیکہتا ہون کہ خون جوش مین آئی ہین اور جلین قریب ہو رہی ہین یہہ کہکی ابوطالب ابطح مین آئی اور مجمع مین جاکر فرمایا کہ ای ساکنان زمزم و صفا نگیز عیب و ننگ و عار سی وسطی ہم اولاد عبد مناف کی ظاہر ہوی ہی کہ اب ہماری زیر دست ہونی سی انکار کرتی ہو مین یاد دلاتا ہون تمکو وہ دن خیدن ہمارے ہاتو سی جانین تمہاری لی جائینگی اور سر تمہاری کاٹی جائینگی اب قریب ہوا ہی ظہور اوس پیغمبر کا جسکی تعریف کی تہی خدا تعالی نی توریت و انجیل مین ساتہہ کرم اور فضل کی جسکا جہان مین ثانی نہوگا یہہ کہکی طرف خانہ کعبہ کی مراجعت کی سب لوگ انکی عقب مین چلی آتی لکن ابوجہل ذلیل و خوار تن تنہا وہان رہا حضرت ابوطالب جب قریب مسجد الحرام کی پہنچی

تو یہہ دعا پڑہی اللّٰھم رب ھذہ الکعبۃ الیمانیۃ والارض المدحیۃ والجبال المرسیۃ انکان قد سبق فی حکمک و غامض علمک ان تزید ناشرفاً وعزاً فوق عزتنا بالنبی الشفیع الذی بشربہ سطیح فاظھر اللّٰھم یارب بنیانہ وعجل برھانہ واصرف عنا کید المعاندین یا ارحم الراحمین آمین مِنہ بن المحجان قریب آیا اور کہا کہ ای ابوطالب ہم شرافت و بزرگی تمہاری کو مسلم رکھتی ہین تم ہمیشہ سی بزرگ قبایل و صاحب عقل امجد و صایب ہو اور سید و مطاع و قاہر تمہاری واسطی یہہ ننگ و عار کی بات ہی کہ تم سحر کاہن پر مغرور ہو جاؤ کہ تم جانتی ہو کہ کہنہ محل نزول شیاطین اور دروغگو ہین اب تم اوسکو ہماری سامنی طلاؤ کہ ہم اوس سی اس دعوی کا شاہد چاہین کیونکہ پیغمبری کی واسطی آثار دلالتین ہین اور صاحبان عقل پر مخفی نہین رہتی ابوطالب نی سطیح کو طلب کیا جب اوسکو لائی اور زمین پر ڈالدیا تو کہا سطیح نی ای معشر قریش بہت خلاف کیا تمنی اور بہت گزر ان گذری یہہ خبر کہ مینی بیان کی اور بس نمایان درازی نسبت آل عبد مناف کی کی تمنی اور تم تکذیب کرتی ہو انکی اور مجہسی اس دعوی پر شاہد طلب کرتی ہو اور ظہور بنی ہاشم کی کہ تہوڑی کا ہتونکو اور ذلیل کریگا ساحرون و کاہنون کو مصرع آفتاب آمد دلیل آفتاب یہہ خیال کرو کہ سطیح اس خبر سی خوشحال ہی کیونکہ بعد ولادت حضرت کی کمال کہانت مبدل بہ نقصان ہوگا اوسوقت مجکو زندگی سی کیا حاصل ہے لیکہ حضرت ہیتی اب تم جمیع عورات مکہ کو لاؤ کہ امر عجیب تمکو بتلاؤن کہ بہر جسکی تکذیب نکر سکو جسکی شکم مین جناب رسولخدا ہین وہ عورت تمکو بتلاؤن لوگون نی کہا تو ای سطیح علم غیب بہی جانتا ہی اوسنی کہا کہ غیب تو نہین جانتی لیکن ایک جن کو مسخر کیا ہی کہ استراق سمع ملایکہ سی کرکی مجکو خبر دیتا ہی پس تمام زنان مکہ کو اوسکی سامنی لائی تب حضرت ابوطالب نی حضرت عبد اللہ سی کہا کہ آمنہ بنت وہب و فاطمہ بنت اسد نہ آئین غرض جو عورتین کہ سامنی آتی تہین اونکی طرف دیکہی سطیح نی آنکہین بند کین اور ساکت ہوا لوگون نی کہا کہ تو گونگ ہوگیا ہی شاید تیرا حدس باطل ہوا اوسنی نظر طرف آسمان کی کی اور کہا کہ وہ دو نو عورتین کہ جنسی وہ دو بزرگوار پیدا ہونگی آئین نہین اوسوقت سب عرب یہہ سنکی مبہوت ہوگئی تب حضرت ابوطالب نی حضرت آمنہ اور حضرت فاطمہ کو طلب کیا تو سطیح بہت رویا اور کہا کہ واللہ یہی عورت حاملہ ہی نبی مختار سی اور یہہ سیدہ زنان عرب و عجم ہی اسکا بیٹا افضل انبیای سابقین ہی اور ہلاک کرنیوالا ہر دشمن و صنم کا ہی خوشا بحال اوسکی جو اوسپر ایمان لائی اور جہد امن وآسایش مین آرام پائی لیکن مین دیکہتا ہون کہ بسبب تکذیب و انکار اس مولود مسعود کی بہت لوگ خاک و خون مین آغشتہ ہونگی بعد اوسکی نظر کی طرف فاطمہ بنت اسد کی اور کہا یہہ ہی والدہ اوس امام ہادی و مہدی کا سر اصنام کی جو توڑی گا یہی شجاعتونکو قتل کریگا یہہ سنکی دفعۃ قریش نی تلوارین کہینچ لین اور قصد کیا کہ سطیح کو قتل کرین سب سی زیادہ ابوجہل کو اصرار تہا بنی ہاشم بمدافعت پیش آئی اور حضرت ابوطالب نی ایک شمشیر حوالہ ابوجہل کی کی کہ خون اوسکی سر سی جاری ہوا اوسوقت ابوجہل نی کہا ای روساء عرب اس ننگ و عار پر راضی ہو سطیح اور بنی ہاشم کو مع آمنہ و فاطمہ قتل کرو پس یکبار گی قریش نی حملہ کیا عورتین بہاگ کر پناہ بخانہ خدا لی گئین آتش جنگ مشتعل ہے حضرت آمنہ سی روایت ہی کہ اوسوقت بسبب جمعیت مشرکان قریش کے ہم اپنی حال مین حیران تہی اور چارہ کار نظر نہین آتا تہا کہ اس بچہ نی شکم مین حرکت کی فورا آواز ہولناک درمیان ہوا سی آئی کہ جسکی صدمہ سی لوگ

مانند مصروع کی بیہوش ہوگئی جب آسمان کیطرف دیکھا تو معلوم ہوا دروازی آسمانکی کہلی ہین اور ایک سوار آتشی گرز ہاتھہ
مین لی ہوی ہی آواز بلند کہتا ہی کہ مین ہون جبرئیل برادر خاتم النبیین کسیکی کیا طاقت ہی کہ اونکو اذیت پوہنچا سکی ہمکو تسلی
ہوی اور اپنی گہر مین لوٹ آئی غرض حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب سایہ دیوار خانہ کعبہ معظمہ مین بیٹھی تہی کہ منبہ بن الحجاج آیا اور
بتجر التماس کیا کہ سطیح کو اپنی گہر سی رخصت کرو کہ ہم تمہاری قوم عشیرہ مین سی ہین اور اوسکی حمایت نکرو غرض
ابوطالب کا یہہ سنکی غصہ ہوا اور اوسکی پاس گئی تب سطیح نی کہا کہ اب تم ایسی ہو کہ مجھی رخصت کرو لہذا اب خود جاتا ہون
جب بشیر نذیر ظاہر ہو میرا اسلام کہدینا اور یہہ بہی کہا کہ سطیح نی یہہ خبر دی تہی اور لوگون نی اوسکی تکذیب کی اور شہر سی
نکالدیا پہر اوسکو اونٹ پر ڈالکی پیچہلی بنی ہاشم نی خارج شہر تک متابعت کی اس اثنا مین ایک شتر سوار آیا اور خبر
دی کہ زرقا یمامہ کی آتی ہی اس عرصہ مین زرقا بہی آپہنچی اور متوجہ سمت قریش ہوکی کہا کہ ای معشر قریش ولایت تمہاری
آباد ہو اور جمعیت تمہاری زیادہ ہو مین اپنی وطن سی دور ہوکی تمہاری پاس آئی ہون کہ بعض اخبار غریبہ سی تمکو مطلع کرون
اگر تم اجازت دو اونٹ سی اترون ورنہ چلی جاون قریش نی درخواست اوترنیکی کی عتبہ نی کہا کہ سیدہ یمامہ کو جو حاجت
ہو بیان کری زرقا نی جواب دیا کہ مین محتاج تمہاری عطیہ کی نہین ہون بلکہ تمکو ایک خبر دیتی ہون اور ڈراتی ہون ایسی خبر سی
کہ واسطی تمہاری وبال و ہلاک اوسمین ہی اور مجھکو سوای ضرر کی کچھہ نہین ہی عتبہ نی کہا کہ کیا بات ہی جسکی سبب سی
تو ہمکو ہلاک ہونیکا خوف دیتی ہی زرقا نی کہا کہ قسم اوس خدا کی جسنی زمین و آسمان کو پیدا کیا ہی کہ اس وادی سی پیغمبر
ہادی ظہور کریگا جو دعوت کریگا لوگون کو طرف رشاد کی اور نہی کریگا فساد سی ایسا نور اوسکی روی مبارک سی درخشان ہوگا
کہ عدیل اوسکا نہین ہی نام اوس مجد کا احمد و محمد ہی اور اعانت کریگا اوسکی ابن عم اوسکا صاحب قلب جری امیر المومنین علی
کہ کفو کریم ہی آہ آہ اون مصیبتون سی جو حضرت واسطی ہدایت امت کی اٹھائینگی اور میری واسطہ قضیہ عجیب اور مصیبت عجیب ہی
کہ اگر رستگاری چاہون تو اطاعت کرون حضرت کی اور ہاتھہ دشمنی سی کوتاہ کرون لیکن دریا مین غرق ہونا اور آگ مین
جلنا بہتر ہی ذلت متابعت سی لہذا مین ہرگز متابعت نکرونگی بعد اوسکی زرقا کاہنہ نی قصد اپنی درخواست نکاح کا حضرت
عبداللہ سی اور انکار کرنی اونکی کا بیان کیا پہر لوگ متفرق ہوگئی تب زرقا نی سطیح سی کہا کہ کیا دیکہتا ہی تو اور کیا ارادہ ہی تیرا سطیح نی
کہا کہ خروج پیغمبر موعود کا قریب ہی اور مینی بہت عمر پائی ہی اگر عار نہو تو درخواست کرون کہ کوئی مجھی قتل کری لیکن ارادہ
میرا یہہ ہی کہ شام مین توقف کرون جب تک اجل آئی طاقت مجادلہ کی نہین کہ وہ موید من اللہ ہی دشمن اوسکی مغلوب و مقہور
ہونگی زرقا نی کہا کہ کیون قوم سی استعانت نہین کرتا ہی کہ قبل ولادت اوس مولود کی آمنہ کو قتل کیا جاوی سطیح نی
کہا کہ جسکا تخم خدا نی بویا چاہی کہ ہو اوسکا مانع و مزاحم کون ہوسکتا ہی اور اسکو یارا ہی کہ تقدیر الہی مین دخل کری
بلکہ مین بہی تجکو نصیحت کرتا ہون کہ متعرض آمنہ کی نہو کہ خدا اوسکا مددگار ہی اور مین تو اب مرا چاہتی ہون غرض زرقا کو
اوس رات نیند نہ آئی صبحکو پاس بنی ہاشم کی آئی اور کہا انعم اللہ بکم الصباح اور مژدہ نبی موعود کا دیا بنی ہاشم بہت
خوش ہوی عبد المطلب نی چاہا کچھہ انعام دین اوسنی قبول نکیا اور کہا کہ مین چاہتی ہون کہ آمنہ سی ملاقات کرکی مفصل کیفیت

بیان کرون جب حضرت آمنہ کی پاس گئی اور نور نبوی اونکی پیشانی مین دیکھا انکھین خیرہ ہوگئی جب نکی ہوش مین آئی قریب تہا
کہ مرجاتی غرض کہانا اوسکی روبرو لائی نہ کہایا اور پہر شکل آئی چندروز متفکر رہی کہ کسطرح قابو پائی اور گہر مین [illegible]
مقیم ہوئی خزرجیہ ایکدن کہا دیکہتی ہی کہ ایک شخص پاس زرقا کی کہڑا باتین کرتا ہی اوسکو کہتی ہی کہ تو بہو قاتی ہی مدت سی نہین آیا
اوسنی کہا کہ امر عجیب بروی کار آیا کہ ہم پہلی آسمان ہفتم تک جاکی استراق سمع کرتی تہی تہوڑی دنون سی ہم منع کی گئی
اور مناد ہی آئی خدا کی کہ مشیت جناب باری کی مقتضی اسکی ہوئی ہی کہ وہ نبی موعود ظہور کری جو بتونکو توڑ ڈالی گا اور بندگان خدا
کو طرف عبادت خدا کی بلاوی گا منع کرو شیاطین کو استراق سمع سی مین تجہی خبر کرنیکو آیا تہا زرقانی اوسی رخصت کیا کہ تو جا
مین فکر کرتی ہون خزرجیہ نی زرقا سی کہا کیون غمگین ہی اور اپنی وطن کو چہوڑ رہی ہی اوسنی وجہ اپنی سرگردانی کی بیان
کی خزرجیہ نی کہا کہ تیری مقصود کا حاصل ہونا بہت مشکل ہی غرض زرقانی مدبہ زر کا خزرجیہ کو دیا اور ایک خنجر زہر آلود
دیا کہ اوسکی واسطی ہی جو اعانت میری قتل آمنہ پر کری تب خزرجیہ نی کہا یہہ امر دشوار ہی لیکن اور کسی کی کیا حاجت ہی
مین خود مشاطہ آمنہ کی ہون زرقانی کہا کہ بس مدبہ زر کا اوٹہائی جب آمنہ کی بال درست کری تب گردن پر خنجر پہیر دینا خزرجیہ نی
کہا کہ تدبیر یہہ ہی کہ تو دعوت بنی ہاشم کی کر کہ وہ لوگ مشغول ہون تو فرصت ملی زرقانی بیرون شہر دعوت سب مکان
مکہ کی لوگ باہر شہر کی گئی خزرجیہ روانہ خانہ آمنہ ہوئی اور ادہر اودہر کر کی چاہا کہ بال حضرت آمنہ کی درست کری جب
بال کہولی چاہتی تہی کہ خنجر حلق پر پہیر دی کسینی ہاتہہ اسکا زور سی پکڑا کہ خنجر گر پڑا اور خود بیہوش ہوئی جب حضرت
آمنہ نی پہر کر دیکہا تو معلوم ہوا کہ یہہ بیہوش پڑی ہی اور خنجر گر پڑا تو زنان بنی ہاشم کو آواز دی سب جمع ہوئیں خزرجیہ کو
ہوش مین لائین اور اوس حرکت کا پوچہا اور اوسکو لعن وطعن کیا خزرجیہ نی جواب مین کہا کہ میرا قصور نہین ہی یہہ شرارت زرقا کی
تہی مین تو مرتی ہون اوسکو بہی نہ چہوڑنا یہہ کہکی مرگئی حضرت ابو طالب و سایر بنی ہاشم بمجرد اطلاع تلوارین لیکر متوجہ قتل
زرقا کی ہوئی لیکن زرقا بہاگ گئی جب سطیح نی اس مطلب سے اطلاع پائی روانہ شام کا ہوا منقول ہی کہ شب ولادت جناب
رسولخدا مین طاق کسری خراب ہوا اور وہ تخت کہ جسپر بیٹہتا تہا لرز کی گر پڑا اور عجائبات بہی ظاہر ہوئی کہ از انجملہ یہہ ہی
شعر بم رود سماوہ خشکی دریاچہ ساوہ + خمود نار آتش خانہ کسری + صبحکو کسری نی تمام وزراء
و امرا و علما جمع کئی سرگذشت شب کی بیان کر کی سبب استفسار کیا موبد موبدان نی کہ وزیر اعظم تہا عرض کیا کہ مینی بہی خواب
ہولناک دیکہا ہی یعنی شتران قوی ہیکل دست آئی و اسپان عربی ہیچی اسطرحسی داخل شہر ہوئی اسی تذکرہ مین
تہی کہ خبر سرد ہوجانی آتشکدہ کی اور خشک ہونی دریای ساوہ کی پہونچی کسری غمگین ہوا اور فرمان بنام نعمان بن منذر
حاکم یمن کی لکہا کہ تحقیق کرو کہ کیا امر عجیب واقع ہوا ہی شاید تمہاری بلاد مین کوئی شخص اس سی آگاہ ہو اوسنی عبدالمسیح
کو کہ بہانجا سطیح کا تہا پاس کسری کی بہیجا اوسنی عرض کی کہ مین مثل اور منجمونکی اس امر مین ناواقف ہون لیکن خالو
میرا سطیح نام سرزمین شام مین آجکل ہی اوس سی کیفیت مفصل دریافت کرکی عرض کرتا ہون عبدالمسیح روانہ شام
ہوا جب بالین سطیح پر پہونچا تو باوجودیکہ وہ حالت نزع مین تہا لیکن اوسنی کہا کہ یہہ علامات ظہور نبی آخرالزمان کی ہین

اور یہہ جو چودہ کنگرے محل کسریٰ کے گرے ہین تو معلوم ہوا کہ چودہ نفر اولاد کسریٰ سے بادشاہ ہونگی یہہ کہکی سطیح مر گیا
عبد المسیح نے پاس کسریٰ کے حاضر ہوکی یہہ حال بیان کیا کسریٰ خوش ہوا اور خلعت دیکی عبد المسیح کو رخصت کیا اور یہہ چودہ
بادشاہ پچاس برس سے بہی کم عرصہ مین تمام ہوی بعد اوسکی بردست حق پرست جناب سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام
کی مملکت ایران فتح ہوی اور اہل اوسکی مشرف باسلام ہوی الحمد للہ کہ اجتک رایات اسلام و ایمان شقہ کشا ہین
جنابباری عز اسمہ بتصدق حضرات معصومین علیہم السلام توفیقات اہل اوسکی کی زیادہ کرے غرض جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ متولد ہوے تو ملایکہ حضرتکو عرش معلی پر لیگئی بعد تین دن کی لای اور حوالہ حضرت آمنہ کی کیا پس حضرت ایکدن
مین اسقدر بڑہتے جیسا اور بچہ ایک مہینے مین بڑہی شعر حسن روز افزون تکر کا نخسرو زرین رکاب + دی ہلالے
بود دی شب بدر امروز آفتاب + اقول چونکہ جناب شیخ محمد حسن علیہ الرحمہ نے اسمقام مین حالات ایام رضاع کو نہین
لکہا تہا لہذا حدیقہ جناب مجلسی مکانسے ترجمہ کیا گیا احوال رضاعت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پس کتاب حیات القلوب مین
روایت کی ہی کہ جب عمر شریف جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ چار مہینے کی ہوی تو حضرت آمنہ بہی مقام ابوا مین کہ ایک منزل ہی مکہ
سے ہی بجوار رحمت الہی منتقل ہوئین اور وہ سرور بی مادر و پدر ہو گئی بسبب مفارقت مادر کی تین دن تک کچہ تناول نفرمایا اور بہرہ وقت
روتی تہی عبد المطلب اس سے بہت بیتاب ہوی او عاتکہ و صفیہ اپنی دونو بیٹیوں سے کہا کہ دایی اونکی واسطی تلاش کرو کیسطرح
انکو آرام ہو تب عاتکہ نی شہد جناب رسولخدا کو کہلایا اور بنی ہاشم کی سب شیردہ عورتون کو طلب کیا کہ شاید حضرت
کسیکا دودہ پئیں یہانتک منتہی شیرو بلحتو ہم کہ چار سو ساتہہ عورتین اکابر قریش سے عبد المطلب کے گہر مین حاضر ہوئین لیکن حضرت نے کسیکا
دودہ نپیا اور بدستور مضطرب تہی عبد المطلب ازبس غمگین ہوی اور گہر سے باہر نکل کی زیر سایہ دیوار کعبہ معظمہ بیٹہہ گئی کہ ناگاہ
سردار کہ نام اوسکا عقیل ابن ابی وقاص تہا انکی پاس آیا اور آثار حزن و ملال چہرہ پر دیکہکی وجہ پوچہی عبد المطلب نے کیفیت
واقعہ کی بیان کی کہ عقیل نے حلیمہ بنت عبد اللہ بن حارث کی بہت تعریف کی اور کہا کہ بہت عقیل و فصیح و صبیح و شریف
ہی وہ بہی شیردہ ہی اور مین خیال نہین کرتاہون کہ اوس سے بہتر دایہ قریش مین بہم پہونچی اوسیوقت عبد المطلب نے ایک
غلام کو شتر سوار روانہ کیا عبد اللہ بن حارث عدوی کو قبیلہ بنی سعد بن بکر سے کہ چہہ فرسخ مکہ معظمہ سے رہتی تہی لای تہوڑے
عرصہ مین عبد اللہ بن حارث کو حاضر لایا عبد المطلب نے استقبال کیا اور اپنی پاس بٹہایا اور کہا کہ محمد کہ فرزند زادہ میرا ہی
اوسکی مان نے انتقال کیا ہی اور وہ مفارقت مین ازبس مضطرب ہی اور دودہ کسیکا نہین پیتا ہی اور مینے سنا ہی کہ تیری
بیٹی بہی شیر دار ہی اگر مصلحت ہو تو لاو اوسکو اگر محمد نے دودہ اوسکا قبول کیا تو مین تمکو معہ تیری قبیلہ کی باعطای مال
و منال تونگر کر دونگا عبد اللہ یہہ سنکی خوش ہوا اور واپس جاکی حلیمہ اپنی بیٹی کو یہہ خوشخبری دی چنانچہ حلیمہ نہا دہو کے
لباس فاخرہ معطر معنبر پہنکی ہمراہ اپنی باپ کی معہ بکر بن سعد اپنی شوہر کی حاضر آئی عبد المطلب حلیمہ کو عاتکہ کی گہر مین لائے
اور حضرت کو اوسکی گود مین دیا حلیمہ نے چاہا کہ بائین طرف سے حضرت کو دودہ پلائی کیونکہ دہنا پستان خشک تہا اوسطرف
سے کسی بچی نے دودہ نہین پیا تہا حضرت متوجہ طرف راست کی ہوی اور بائین پستان سے انکار کیا حلیمہ اپنی حال مین حیران تہی
کہ دہنی پستان مین دودہ نہین جب اسطرف متوجہ ہونگی تو بائین پستان کے طرف میل نرہی گی غرض حلیمہ کو اصرار تہا کہ بائین پستان

سی دودہ پئین اور حضرت اضطراب کرتی تہی اور چاہتی تہی کہ پستان راست سی نوش کرین آخرکار حلیمہ نی کہا کہ ای فرزند اسی پستان
سی پیو تا کہ معلوم ہو جاوی کہ اسمین دودہ نہین جب حضرت نی پستان ایمن کو چوسا جناب باری نی برکت دہان مبارک کے سے
اسقدر شیر عطا کیا کہ کنار دہان سی گرتا تہا حلیمہ سخت متعجب ہوی اور کہا کہ بہت عجیب ہے ای میری فرزند قسم ہی خداے آسمان
کی بارہ لڑکونکو پستان چپ سی مینی شیر دیا ہی اور ایک قطرہ پستان راست سی انہون نی نہین پیا اب تیری برکت سی اسمین
دودہ آگیا ہی پس عبد المطلب بہت خوش ہوی اور فرمایا کہ ای حلیمہ اگر مکہ مین سکونت اختیار کری تو مکان خوب تیری رہنی کو
دیوین اور بہت سا انعام و اکرام کرین حلیمہ نی مفارقت اہل و عیال کے قبول نہ کی عبد المطلب نے کہا کہ دو شرطسی مین تجکو
یہہ لڑکا سپرد کرتا ہون اول یہہ ہی کہ تعظیم و تکریم مین اسکی کوی دقیقہ فرو گذاشت نکری حراست و حفاظت مین غافل ہو دوسری
یہہ ہی کہ جمعہ کو میری پاس لایا کرنا کہ مین تاب مفارقت نہین رکہتا ہون حلیمہ نی جواب شرط اول مین کہا کہ جب سی میری
نظر مین بچی پڑی ہی مجکو اسقدر محبت ہی کہ حاجت تمہاری سفارش کی ہرگز نہین دوسری شرط قبول کی پس حلیمہ
دائما امور عزیمہ حضرت سی ملاحظہ کرتی تہی اور معجزات حضرت یوما فیوما اوس سی ظاہر ہوتی تہی چنانچہ ایکدن حلیمہ نی قرائین سے
دریافت کیا کہ حضرتکو سیر صحرا کی رغبت ہی پس اچہی کپڑی پہنا کی روانہ کیا اور اپنی بیٹونکو واسطی محافظت و خدمت کی ساتہ
کر دیا جب سید انبیا نی قدم صحرا مین رکہا کوہ و دشت نور جمال سی روشن ہوی اور جس سنگ و کلوخ پر گذرتی تہی باواز
بلند ندا کرتا تہا السلام علیک یا احمد السلام علیک یا حامد السلام علیک یا محمود السلام علیک یا صاحب القول
العدل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خوشا حال اوسکی کہ تصدیق تمہاری نبوت کی کری اور عذاب آتا ہی واسطی اوسکی
کہ رد کری ایک حرف بہی اوس سی جو تو جناب باری کیطرف سی واسطی امت کی لائیگا حضرت جواب سلام کہتی ہوی چلی جاتی تہی
پانچ برس تک حضرت نی بنی سعد مین نشو و نما کیا اور بسبب برکت قدوم حضرت کی اسقدر ارزانی و فور دولت و نعمت سارے
قبیلہ کو خصوص حلیمہ کی گہر مین ظاہر ہوی اور بہت سی معجزات و کرامات حضرت سی اوس مین ظاہر ہوی کہ اس مختصر مین گنجایش
نہین جب پانچ برس کے ہوی حلیمہ حضرتکو مکہ لائی اور سپرد حضرت عبد المطلب کے کیا بعد تین سال کی عبد المطلب نے وفات
پائی متکفل حضرت کی حضرت ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد ہوی یہانتک کہ حضرت جوان ہوی جب بیس برس کی عمر ہوی تو چاہا
ابو طالب نی کہ عقد حضرت کا کسی جگہ کیا جاے لیکن بسبب اپنی تہیدستی کی خود اسقدر استطاعت نہ رکہتی تہی کہ شایان حضرت
کی اس امر مین صرف کر سکین آخر الامر صلاح اس بات پر قرار پائی کہ جناب رسول خدا کچہ خدیجہ سی قرض لیکی تجارت کرین اصل
خدیجہ کو واپس کر کی اوسکی منافع مین کتخدا ہوی چنانچہ حضرت خدیجہ کی پاس گئی اور حقیقت بیان کی اور خدیجہ اشراف و نجبای عرب
سی تہی اور چچا اوسکا ورقہ بن نوفل عالم و راہب سب کتابین پڑہا ہوا اور مطلع اوضاع بعثت جناب خاتم الانبیا سی تہا
اور بہت سی گماشتی اطراف و اکناف مین خدیجہ کیطرف سی تجارت و زراعت کرتی تہی اور خدیجہ کی ملک مین اسپ و شتر
و قاطر و بز و گوسفند اسقدر تہی کہ احصا اوسکا مشکل ہی الغرض جب خدیجہ قصد حضرت سی مطلع ہوی تو جناب باری نی اوسکی
دل مین محبت حضرت کی ڈال دی اور نیز ورقہ سی حال بعثت و جلالت و رفعت شان حضرت کا معلوم ہوا پس مال تجارت کا طیار کر کی قریب

انہی اونٹوں پر بار کیا اور میسرہ اپنی غلام کو کہ ناظر دستکار تھا متعین حضرت کی کیا اور بہت سا ساز و سامان خیمہ و خرگاہ
وغیرہ حضرت کی ساتھہ کیا اور کئی غلام واسطی خدمت کی مقرر کئی اور حضرت کو روانہ ملک شام کا کیا۔ بہت سی قریش
سب قبایل سی بعزم تجارت اوس سال مین حضرت کی ہمراہ ہوی حمزہ و عباس اور ہی کی چچا حضرت کی رفیق سفر تھی اور بنی مخزوم
سی معہ ابوجہل اور بنی زہرہ سی بہت لوگ شامل ہوی اس سفر کی ہر منزل مین بہت سی خوارق عادات حضرت سی ظہور مین آیا
فلیق بن یونان کہ مشاہیر رہبانان عصر سی تھا قریب شام کی کسی گانو مین ساکن تھا بمطالعہ کتب ماضیہ حال حضرت کا معلوم کرکی
ہمیشہ جویای اخبار رہتا تھا جب اوسنی سنا کہ قافلہ مکہ سی آیا ہی اور حضرت خود بنفس نفیس اوسمین تشریف رکھتی ہین سارے قافلہ کی
دعوت کی اور خود مشرف باسلام ہوا جب حضرت وارد شام ہوی یہودیوں نی قصد اذیت پونہچانی کا کیا اور حضرت کو معہ قافلہ کی
گھیر لیا آخر کار شمشیرہای آتش بار بنی ہاشم و قریش سی یہود فی الفرار ہوی اور جناب رب العزت نی اونکی شر سی محفوظ رکھا۔ اس
سفر مین سب ہمراہی حضرت کی اپنی اپنی تجارتوں مین اسقدر منتفع ہوی کہ کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا تھا اور خاص خدیجہ کی مال
مین نفع کثیر ہوا سب لوگوں نی بخوشی خرمی مراجعت سمت مکہ معظمہ کی کی جب قافلہ قریب مکہ کی پونہچا ایک منزل پر قافلہ کو
چھوڑکی حضرت مکہ مین آئی اور خدیجہ سی ملاقات کرکی کیفیت سفر کی بیان کی اور اوسی وقت واپس قافلہ مین تشریف لیگئی
صبحکو خدیجہ نی اپنی قوم عشیرہ کی لوگونکو استقبال کی واسطہ بھیجا اور جسوقت حضرت داخل مکہ ہوی بہت سا مال اور حضرت
کی قدموں پر نثار کیا اس تہنیت مین اور دعوت عام کی تمام اعزہ و اشراف بنی ہاشم و طوائف قریش کو اوسمین کھانا
کھلایا۔ تھوڑی دنونمین حضرت نی سب نقد و جنس گماشتگان خدیجہ کی سپرد کیا۔ بعد کئی دن کی خود حضرت باذن حضرت
ابوطالب خدیجہ کی گھر مین واسطی لینی حق السعی کی تشریف لیگئی حضرت خدیجہ نی درخواست نکاح کی کی اور کہا کہ اپنی اعمام کو ساتھہ
لیکی میری گھر مین آئیی اور جو استکاری میری چچا کی ہی اور اسمقدمہ مین جو صرف ہوگا وہ میری ذمہ ہی اور اپنی چچا سی اس باب
مین مشورت کی اور کہا میری باپ اور قوم کو راضی کر اور جسقدر روپیہ چاہی میری مال سی لی چنانچہ ورقہ نی کمر ہمت باندہی
اور سب کو رضامند کیا اور خویلد بھی مال خدیجہ سی بہت سا لیکی رضامند ہوا اور جناب رسولخدا سی ورقہ نی عوض اس
خدمت کی درخواست شفاعت کی روز جزا کی تب بہت اچھی طرح سی بحضور اکابر قریش و بنی ہاشم نکاح حضرت کا ساتھہ خدیجہ
کی ہوا اور حضرت کیطرف سی عباس نسب سی زیادہ صرف کیا اور بقدر حیثیت کی سب اہتمام حضرت نی مال خرچ کیا اوسوقت
سن مبارک جناب رسولخدا کا پچیس ۲۵ برس کا تھا اور خدیجہ مین اختلاف ہی بعض نی چالیس ۴۰ اور بعض نی اٹھائیس ۲۸ اور
بعض نی اس سی بھی کم لکھا ہی بعد از دواج حضرت کی جناب باری نی برکت رسول مطہر ایسا حسن و جمال و نور و ضیا خدیجہ کو
عنایت کیا کہ باوجود اسقدر سن و سال سایر زنان قریش سی سر آمد تھین غرض چالیسوین برس میلاد کثیر الاسعاد سی وہ
برگزیدہ رب العباد مبعوث بہدایت و ارشاد ہوی اور جو معجزات کہ اس زمانہ مین ظاہر ہوی بہت ہین لیکن اوسمین عمدہ
معجزات سی اور اثبات نبوت کی اونکی تمام اسباب جانی مین بس مخفی نرہی کہ اعتقاد لازمہ اصول مذہب سی ہی کہ پیغمبر
ہمارے افضل و اشرف جمیع انبیاء سابقین سی ہین بس مختصر دلیل اس امر کی یہہ ہی کہ اگر حضرت آدم کو سجدہ ملایکہ

نے کہا تو اول یہہ امر احادیث کثیرہ سے ثابت کہ یہہ سجدہ تعظیم بدین سبب حضرت آدمؑ کو ہوا تہا کہ اونکی پیشانی مین انوار حضرت
محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ تہی اور علاوہ بران حضرت آدمؑ کو ایکمرتبہ سجدہ ہوا اور جناب رسولخداؐ پر نکبہ آل پر بہی
خود جناب حقسبحانہ وتعالی و جمیع ملائکہ وانسان ہمیشہ صلوۃ بہیجتی ہین اور قیامت تک اسیطرح بہیجتی رہین گی اور
اگر حضرت آدمؑ قبلہ ملائکہ کے قرار دئی گئی تو جناب رسولخداؐ شب معراج مین جمیع انبیا سابقین نی کہ حضرت آدمؑ اونہی
مین تہی اقتدا حضرت کا کیا اور حضرت پیشوا ہوئی اور حضرت آدم خاک سی خلق ہوئی اور جناب رسولخداؐ نور سی
جیسا کہ گذرا اور حضرت ادریسؑ کے واسطی وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا حقتعالی نی فرمایا تو جناب رسولخداؐ کی واسطی ارشاد ہوا وَرَفَعْنَا
لَكَ ذِكْرَكَ اور آدم اور ادریس بہشت مین ہوئی وہان نہ رہسکی تو جناب رسول مطلق بمقام قاب قوسین او ادنی پہونچی اور اگر کشتی نوح
پانی مین روان ہوئی تو امر عجیب نہین کہ بہت سی کشتیان اور جہاز پانی پر روان ہوتی ہین اور غرق سی نجات پاکی کنارہ
پر پہونچتی ہین حقتعالی نی اپنی حبیب کی واسطی سنگ کو روان کیا ہی چنانچہ منقول ہی کہ ایکدن جناب رسولخداؐ ایک کنوئین کی
استادہ تہی اور اوس کنوئین کی اسطرف ایک ٹیلا تہا عکرمہ بن ابی جہل نی کہا کہ ای محمدؐ کہ اگر آپ پیغمبر ہین تو امر کیجئی ان
پتہرونکو جو اس ٹیلی پر پڑی ہین کہ خود بخود چلی آئین پانی پر پس حضرت اوس سنگ کو آواز دی قدرت الٰہی سی وہ
سنگ چلی اور سطح آب پر آئی پہر حضرت نی ارشاد کیا پہر جو وہ اپنی جگہہ پر چلی گئی حضرت نوح نی باران عقاب اپنی امت کے
واسطہ طلب کیا اور جناب رسولخداؐ کئی مرتبہ خشکی سالیونمین باران رحمت حقتعالی سی سوال کیا اور جب نازل ہوا تو ارشاد
کیا کہ وَهُوَ كُنَّا لَا عَلَيْنَا پس نوح [illegible] حقتعالی نی فرمایا کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ
إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ اور سفینہ نوح باعث نجات دنیاوی تہا اور اہلبیت ہماری پیغمبر کی سفینہ اونکا ہین باعث نجات
اخروی ہین پسر نوح کا غرق کرنا جب حقتعالی نی چاہا تو نوح نے جزع کیا اور کہا کہ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ اور ہماری نبی نے خاص
قریش پر کہ خاص اپنی ہم قوم تہی تلوار کہیچی اور جبتک اونہوں نی دین خدا کو قبول نکیا حضرت نی امان ندی اور نہ کچھ
قرابت کا لحاظ کیا۔ اور حقتعالی نی اگرچہ ہود کی قوم کو ہوا سی ہلاک کیا تو ہماری پیغمبر کی اعانت کی واسطی روز
احزاب ایک ایسی ہوا چلی کہ رحمت تہی اور کسیکو اوس ہوا نی ہلاک نہین کیا اور بمقتضای وَاَيَّدَهُ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا تین ہزار
فرشتہ سی اعانت کی۔ اور نیز جب ابوجہل نی شکنبہ گوسفند مع کثافت حالت نماز مین رسولخداؐ پر ڈالدیا حقتعالی نے
حکم کیا جائیل فرشتہ کو کہ ابوجہل کی سر پر ایک پہاڑ اوٹہا کر کی ڈال دی اگر میرا حبیب اجازت دی جب حضرت
سی اجازت چاہی تو حضرت نی فرمایا اِهْدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی الٰہی خداوند عالم اس قوم کہ جاہل ہین ہدایت
دی اور فرشتہ سی کہا کہ مین نبی رحمت ہون۔ اور اگر واسطی صالح کی بسبب خواہش اونکی قوم کی پہاڑ سی ناقہ نکلا
تو ہماری پیغمبر کی واسطہ بار ہا شتران بار دار پہاڑ سی نکلی بلکہ سنگ خارا سی آدمی نکلا کہ وہ دعا کرتا تہا واسطی
حضرت مسطح پر اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ لَهٗ ذِكْرَهٗ اَللّٰهُمَّ اَوْجِبْ لَهٗ اَجْرَهٗ اَللّٰهُمَّ احْطُطْ عَنْهُ وِزْرَهٗ۔ اور جب ناقہ
صالح کو اونکی امت دعوت نی پی کیا حقتعالی نی بسبب صالح کی ساری قوم کو ہلاک کیا ہماری پیغمبر کی امت نی باوجود
دعوی اسلام کی اونکی صاحبزادی امام حسینؑ کو مع اولاد و انصار کی شہید کیا اور اہل حرم کو مثل اسیران ترک و دیلم

کیا چونکہ حضرت نبی رحمۃ تہی دنیامین ہلاک قاتلین کا نہ چاہا بس معاملہ کو حشر پر رکہا اور شہادت اپنی اولاد کی موجب
ہدایت نجات امت قرار دی - اور اگر حضرت ابراہیم کو حقتعالی نی ملک وملکوت دکہلائی چنانچہ فرمایا وکذلک نری ابراہیم
ملکوت السموات والارض تو حقتعالی نی اپنی حبیب کو اپنا آپ دکہلایا چنانچہ کہا الم تر الی ربک کیف مد الظل حضرت
ابراہیم خلیل سلوک مین طالب تہی چنانچہ قران مین حقتعالی اونکی زبانی فرماتا ہی انی ذاہب الی ربی سیہدین الآیۃ
و نیز فرمایا ہی ولا تخزنی یوم یبعثون اور ہماری پیغمبر اسطریق مین مطلوب تہی چنانچہ حقتعالی نی فرمایا سبحان الذی اسریٰ
بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الآیۃ و نیز فرمایا یوم لا یخزی اللہ النبی الآیۃ اور خلیل نے حق تعالیٰ
سی سوال کیا اطمع ان یغفر لی اور اپنی حبیب کو خود ہی فرمایا لیغفر لک اللہ اور اسیطرح خلیل نی کہا واجعل لی لسان صدق
اور یہان اپنی حبیب سی خود کہدیا ورفعنا لک ذکرک وہان خلیل نی کہا ارنا مناسکنا یہان خود حقتعالی نی حبیب سی کہا
لنریہ من آیاتنا اور خلیل نی اپنی اہلبیت کی واسطی رزق طلب کیا وارزق اہلہ من الثمرات اور حبیب نی اسقدر
دوست ودشمن کو دیا کہ حقتعالی نے ارشاد کیا ولا تبسطہا کل البسط فتقعد ملوما محسورا اور سب سی زیادہ یہہ ہی کہ حق تعالیٰ نے
قسم کہائی اپنی حبیب کی جانکی چنانچہ فرمایا لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون اور خلیل نی اپنا مال راہ خدا مین دیا اور حبیب کے
واسطی یہہ عالم ہی ایجاد ہوا ہی چنانچہ فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک اور خلیل کے طرف خطاب ہوا اولم تؤمن
اور حبیب کی حال مین بیان کیا امن الرسول اور فدیہ حضرت اسمعیل کا ایک گوسفند قرار دیا اور بکا کرنا اور مصیبت امام
حسین کی اور فدیہ حضرت عبداللہ کا کہ والد ماجد جناب رسولخدا ہین سو اونٹ قرار دی اور حضرت ابراہیم خلیل نی کعبہ معظمہ کو
بنا کیا واسطی رضائی حقسبحانہ وتعالی کی اور یہان ہماری پیغمبر کی رضا کی واسطی حقتعالی نی کعبہ کو قبلہ قرار دیا اور وہان خلیل نی دعا کی
رب اجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنی اے خداوند عالم بچا مجہکو اور میری اولاد کو اسی کہ ہم عبادت کرین صنمون کی
- اور یہان اپنی حبیب کی طرف خطاب کیا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
یعنی جز این نیست کہ ارادہ کیا ہی حقتعالی نی کہ لیجاوی تم اہلبیت سی رجس یعنی عیوب کو اور پاک رکہی تمکو پاک رکہنا - اگر واسطے
حضرت موسی کی ایک سنگ سی بارہ چشمہ جاری ہوی تو کئی مقام مین سرانگشتان جناب رسولخدا سی چشمہ جاری ہوی ہین
کہ جنسی کئی ہزار آدمی نی سیراب ہوکی پانی پیا ہی اور اگر واسطی حضرت موسی کی آیات قوم فرعون کی ہلاک لئی نازل ہوئین
تو ہماری پیغمبر کے دشمنو نمین سی کئی گروہ بنزول آیات ہلاک ہوی چنانچہ منقول ہی کہ جبکہ حضرت مکہ سی شام کو تشریف
لئی جاتی تہی تو ایکدن حضرت بنفس نفیس اکیلی واسطی ضرورت کے ایک جگہ متوقف ہوی اور قافلہ روانہ ہوگیا اوسوقت دو یہو
دیون نی حضرت کو گہیر لیا جب اونہون نی تلوارین بقصد اذیت جناب رسولخدا ص نکالین تو حضرت کی پای مبارک کی
پاس سی پنج سبب سی جوشش مار کی نکلی اور اون یہودیون کو کہا گئی - اور دوسرے سفر مین پہر ایک جماعت نے بقصد اذیت کا
کیا اور اپنی بلاد سی انہین قصد روانہ ہوی کہ ناگاہ ایک شخص نے اونمین سی معلوم کیا کہ اوسکی بدنمین خارش ہوتے
ہی جب بغور دیکہا تو معلوم ہوا کہ سارے کی بدنمین جوئین پڑگئین پس وہ اپنی ہمراہیون سی جدا ہوگیا تہوڑی عرصہ مین دوسرے
کا بہی وہی حال ہوا حتی کہ پانچ دن کے عرصہ مین اون سب کا یہی حال ہوا اور وہ جماعت بالکل تلف ہوی بلکہ جوئین او

طایفہ مین پڑ گئین اور وہ بہت بڑا طایفہ تہا پس اون سب نی مکہ سی طرف مدینہ کی فرار کیا حقتعالی نی اونکی کہانی پر اور مشکون پر
اور تہنون پر اور لکڑون پر اور جو چیز اونکی گہر مین تہی اوسپر چوہون کو مسلط کیا پس ماکولات کو کہا گئی اور مشکونمین سوراخ کئی
اور جہان پانی تہا وہان کی زمین مین سوراخ کرکی پانی کو بہا دیا جب اون لوگونکی مشکونمین پانی نرہا تو وہ جہانسی گئے تہی پہر وہان
پہر آئی دیکہا کہ تالاب وچاہ مین پانی برای نام بہی باقی نہین رہا کیونکہ وہ سب بہ گیا ہی اوسوقت بسبب گرسنگی و تشنگی کے
ہلاک ہوی مگر اتنا ایک شخص اونمین سی بچا کہ اوسنی عہد کیا خدا سی کہ مین ایمان لاونگا اوپر جناب رسولخدا کی اتفاقا وہان
ایک قافلہ پہونچا اہل قافلہ نی اوس شخصکو پانی دیا اور کہانا کہلایا اور مدینہ مین لائی جناب رسولخدا کی پاس مع مال و اسباب
و دواب کی جو کچہہ کہ اوس جماعت کا باقی بچ گیا تہا پس حضرت نی وہ سب اسباب اوسی شخص کو دیدیا۔ اور نیز ایکمرتبہ
چالیس آدمیون نی ملکی حضرت پر استہزا کیا تہا حضرت نی شکوہ فرمایا کہ حقتعالی اون لوگونکو جونسی عذاب دیگا پس اون
سب لوگونکو عارضہ رعاف لاحق ہوا اور نیز اونکی بن دندانسی بہی خون نکلا کہ مونہہ اونکی بہر گئی جب خونکو مونہہ سی نکالتے
تہی تو مونہہ بدستور بہرا رہتا تہا اور جو غذا کہاتی تہی مخلوط بخون ہو جاتی تہی چالیس دن تک اسی حال مین گرفتار رہی
بعد اوسکی واصل نار ہوی اگر حضرت موسی کا ہاتہہ ید بیضا تہا تو ہماری پیغمبر جس جگہہ تشریف رکہتی تہی طرف راست سی حضرت کے ایسا
نور ساطع ہوتا تہا کہ لوگ اوسکو شب تار مین دیکہتی تہی اور اکثر اوقات حسنین علیہما السلام اپنی جد بزرگوار کی خدمت مین
جاتی تہی یا خود حضرت اونکو کبہی بلواتی تہی تو انگشت سبابہ کو روزن دیوارسی باہر نکالدیتی تہی وہ انگشت چاندسی زیادہ
چمکتی تہی اور اگر حضرت موسی کا عصا سانپ ہو جاتا تہا تو جناب رسولخدا کی واسطہ ایسا ہی ہوا ہی چنانچہ منقول ہی کہ ایک جماعت
یہود نی ایکمرتبہ حضرت سی نزاع کی اونکی گہر ونکی چہت مین کہ جو خرما سی تہی سب لکڑیان سانپ ہوگئین اور قصد یہود کی ہلاک کا
کیا اور وہ لکڑیان سو سی بہی زیادہ تہین جو کچہہ اونکی گہر مین اثاث البیت تہا کہا گئین چار آدمی اس صدمہ سی ہلاک ہوی اور ایک
جماعت اونمین سے دیوانہ ہوگئی باقی ایمان لائی اور حقسبحانہ تعالی کو قسم بحق رسالت محمد ؐ و امامت علی ابن ابیطالب ؑ دی خداوند
عالم نی یہہ بلیہ اونسی دفع کیا۔ اور نیز ایکمرتبہ کسی لڑائی مین زبیر کی ہاتہہ سی تلوار اوسکی ٹوٹ کی گر پڑی جناب رسولخدا
نی ایک لکڑی اوسکو دی کہ وہ تلوار ہوگئی اور اوسکی پاس رہی جبتک وہ زندہ رہا اور اگر واسطی موسی کی دریائے
نیل خشک ہوگیا اور بنی اسرائیل نی اوسمین سی پایاب عبور کیا۔ تو ہماری پیغمبر کی واسطی بہی ایسا ہی ہوا ہی چنانچہ منقول ہی
جناب امیر المومنین ؑ سی کہ جب ہم خیبر کو ہمرکاب حضرت کی جاتی تہی جب وادی شجب مین پہونچی تو کیا دیکہا کہ تمام وادی
پانی سی لبریز ہی جب پانی کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ چودہ قد آدم پانی ہی اصحاب نی عرض کی یا حضرت پس پشت دشمن ہی
پیش رو داب و خراب ہم بہی مثل اصحاب موسی کی گنتی کو ہین انا لمدرکون حضرت نی اوسوقت دعا کی کہ یا اللہ ہر نبی
پیغمبر کو تونی دلالت دی ہی مجکو بہی کرامت فرما یہہ فرما کی حضرت سوار ہوی مع اصحاب و لشکر اور اوس پانی سی عبور
کیا فرمایا جناب امیر نی کہ قسم اوس خدا کی جان میری اوسکی قبضہ مین ہی کہ سم اسپان و دست و پای شتران تر نہین
ہوی کہ ہم پانی سی پار ہوی اور خیبر کو فتح کیا۔ اور انس سی منقول ہی کہ وادی حران مین تین دن اور تین رات باران
برسا اور سیل جاری ہوی ہم لوگ نہایت خایف و ترسان ہوی حضرت سی عرض کی حضرت نی فرمایا میری پاس سی چلی او

روی کہتا ہی کہ مین بہی پہنچی پہنچی لشکر کی تہا قسم ہی خدا کی کہ اونٹون کی پاون تک تر نہین ہوئی — اور طایفہ مضر کو ان وعلی
ایکمرتبہ قصد اذیت کا کیا حضرت نی حقتعالی سی دعا کی کہ اہخداوند عالم تو لعن کر ان پر اور سالہای قحط ان پر نازل کر مثل سالہای
قحط قوم حضرت یوسف کی پس حقتعالی نی ایک دود غلیظ اونپر مسلط کیا کہ ایک دوسری کو نہین دیکہتی تہی اور ایک دوسری کے
قریب نہین جا سکتی تہی اور جو جنس غلہ کہ وہ دیار بعیدہ سی خرید کی لاتی تہی قبل اوسکی کہ اونکی بلاد تک پہونچی اور اوسمین
کرم پیدا ہوتی تہی اور اوسکو بالکل کہا جاتی تہی اور ایک دانہ بہی اوس قوم کی شکم مین نہین پہونچتا تہا پس بسبب گرسنگی کی وہ
قوم کتی اور بلکہ جو حیوان نظر آیا کہا گئی اور قبرین کہود کی اپنی مردی نکالکی کہا گئی آخر کار اپنی اپنی زن و اطفال کو کہا گئے
اور وہ دود غلیظ اونپر اوس طرح قایم تہا چنانچہ حقتعالی فرماتا ہی فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى
النَّاسَ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ اوسوقت ابوسفیان ورؤسای قریش نی عرض کی کہ ای محمد آپ ہمکو امر بصلہ رحم کرتی ہین اور یہہ تین
قبیلہ کہ قریش مین سی ہین اونکی قصور معاف کرکی دعا نہین کرتی حضرت نی عرض کی حقتعالی سی رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ
إِنَّا مُؤْمِنُونَ حقتعالی نی جواب مین فرمایا انا کاشف العذاب عن قلیل انکم عائدون اور اگر حضرت موسی نی
باشارہ عصا زمین مین رود نیل کو شق کیا تو اپنی حبیب کو وہ قدرت دی کہ ایک اشارہ انگشت سی آسمان پر چاند کو شق کیا
اور حضرت موسی نی استدعا کی رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي اور حقتعالی نی اپنی حبیب کو خطاب کیا
أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اور اپنی حبیب کی ابن عم کو مع گیارہ کی اونکی اولاد سی وصی و وزیر اپنی حبیب کا قرار دیا۔ اور
موسی طاقت مشاہدہ نور الہی کی نہ لائی خَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا اور ہماری پیغمبر مقام قاب قوسین او ادنی تک تشریف لیگئی اور
حقتعالی خود اونکی واسطی فرمایا لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ حضرت سلیمان نی استدعا ملک کی کی چنانچہ عرض کیا رَبِّ هَبْ لِي
مُلْكًا الآیہ اور ہماری پیغمبر پر مفاتیح خزاین تمام روی زمین کی عرض کیے حضرت نے منظور نہ کیا اور اوسکی عوض مین کوثر و
مقام محمود و درجہ رفیعہ شفاعت حقتعالی نی عطا کیا۔ اور اگر حضرت یحیی کو حکمت نبوت خوردسالی مین عطا ہوی اور خود
حضرت یحیی زاہدترین اہل زمانہ کی ہوی لیکن اسی زمانہ مین ہوی کہ شرک و جاہلیت کا رواج نہ تہا اور ہماری پیغمبر کو
وہ مرتبہ حکمت کا طفولیت مین عطا کیا کہ کسی نبی کو ایسا عطا نہین ہوا اور حضرت ایسی جماعت مین ظاہر ہوی کہ سب مشرک
و اہل جاہلیت تہی اور عبادت اسقدر کی کہ زاہدترین و عابدترین اپنی زمانہ کے تہی حتی کہ قران مین نازل ہوا طٰهٰ مَا
أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ اور اگر حضرت عیسی مبروص وکور وشل کو شفا دیتی تہی تو ہماری حضرت سی بہی ایسی بہت
معجزات اس قسم کی ظاہر ہوی ہین چنانچہ منقول ہی کہ معاذ بن جبل مبروص تہی ایکدن حضرت نی اونسی کہا کہ تم
کسواسطہ اپنا نکاح نہین کرتی ہو اونسی عرض کی بسبب مرض برص کے کہ مجہی عارض ہی کوی عورت میری مواصلت قبول
نہین کرتی ہی حضرت نے معاذ کو اپنی قریب بلایا اور اپنا آب دہان مقام داغ برص پر مل دیا فوراً شفا ہوی اور ایک عرب
قبیلہ جہینہ سی مبتلا بعارضہ خوردہ تہا حضرت نی ایک قدح پانی کا منگوا کی اپنا آب دہان اوسمین ڈالدیا جب اوس عرب نے
اوس پانی کو پیا فوراً شفا ہوی اور ایک عورت اپنی بیٹی کو حضرت کی خدمت مین لائی اور عرض کی کہ یہہ نابینا متولد
ہوی ہی حضرت نے اپنا ہاتہہ اوس لڑکی کے مونہہ پر پہرایا فوراً دونو آنکہین مثل دو نرگس شہلا کی روشن ہوگئین اسطرح

ایک اور عورت حاضر ہوی اور عرض کیا میری ایک بیٹی مشرف بموت ہی جو کچھہ کہاتی ہی فوراً نکل جاتا ہی حضرت خود اوسکی
بالین پر گئی اور خطاب کیا طرف مرض کے یا عدو اللہ جانب رسول اللہ وہ لڑکی فوراً اوٹھہ کہڑی ہوی اور مرض اوسکا
دفع ہوا اور اگر عیسی نے مردونکو زندہ کیا تو ہمارے پیغمبر نے بھی بارہا ایسا ہی کیا ہی چنانچہ منقول ہی کہ قریش جمع ہو کے
خدمت جناب رسولخدا میں حاضر ہوی اور عرض کے کہ یا حضرت ہمارے کچھہ مردونکو زندہ کیجیی تا کہ ہم ایمان لائین حضرت
نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم اس جماعت کے ساتھہ قبرستان مین اور جن جن کا نام یہہ بتلاتی ہین اونکے نام لیکے پکارو اور کہو
تمکو جناب رسولخدا نے حکم کیا ہی کہ اپنی اپنی قبرونسے اوٹھو جسوقت جناب امیر نے حسب الحکم قبرستان مین جاکے آواز دی سب مردے
اپنے سرونسے خاک جھاڑتے ہوی قبرونسے باہر نکلے جب پیغام حضرت کا سنا تو جواب میں صلوۃ و سلام حضرت پر بہیجا اور
عرض کی کہ کاش ہم زندہ ہوتے اور ایمان جناب رسولخدا پر لاتے اور جو لوگ زندہ ہین اونکو تحریص و ترغیب اونکی اطاعت
و فرمانبرداری کی کرتے عرض جو جو اسرار و وقایع قریش سے صادر ہوے تھے سب کا اعلام کیا اور پھر قبرونمین چلے گئے —
اور نیز حضرت نے اون کفار کو جو جنگ بدر مین مارے گئے تھے ایکمرتبہ زندہ کیا اور توبیخ اونکے کفر پر اور ایمان نہ لانے پر کی —
اور ایک زن یہودیہ ایک گوسفند کی کباب بحضور حضرت لائی تھی بکرہ گوسفند نے بتصدیق بلسان فصیح عرض کی کہ یا رسول اللہ
مجھے نوش نکیجیی کہ مجھہ مین زہر ملا ہی — اور نیز ایکدفعہ سنگریزہ دست حق پرست حضرت پر تھے اونھون نے تسبیح کی — اور
ایکبار جذوع مسجد نے نالہ کیا — جو تفسیر کہ منسوب بجناب امام حسن عسکری علیہ السلام ہی اوسمین منقول ہی کہ ایک شخص نے جناب
امیر المومنین سے پوچھا کہ آیا ہمارے پیغمبر نے بھی مثل معجزہ حضرت موسی کے ظاہر کیا ہی جیسا کہ حضرت موسی نے پہاڑ کو بلند کیا تھا سر پر
ایک جماعت کے کہ انکار کرتی تھی قبول دعوت سے جناب امیر نے فرمایا کہ قسم ہی اوسکی کہ جان علی کی قبضہ قدرت مین اوسکے ہی
کہ زمان آدم سے آجتک کسی نبی سے کوئی معجزہ ظاہر نہین ہوا مگر یہہ کہ مثل اوسکی یا بہتر اوسسے ہمارے پیغمبر سے ظاہر ہوا از انجملہ
یہہ ہی کہ جب حضرت رسولخدا مبعوث ہوی اور دعوی نبوت ظاہر ہوا تمام عرب نے عداوت شروع کی اور حتی الوسع اپنے
قصد اذیت کا کیا ایکدن مین خدمت جناب رسولخدا مین ظاہر ہوا جو مکہ مین سب سے پہلے ایمان حضرت پر لایا تھا کیونکہ حضرت کل
مبعوث ہوی اور آج مین نے حضرت کے ساتھہ نماز پڑھی یہانتک کہ سات برس تک مین اکیلا ہی نماز حضرت کے ساتھہ پڑھتا رہا تا آنکہ
بتدریج لوگ مسلمان ہوی اور دین نے قوت پائی پس ایک جماعت مشرکین قریش کے حضرت کے پاس آئی اور اونھون نے کہا کہ
اے آپ گمان کرتے ہین کہ خدا نے تمکو واسطے پیغمبری کے مبعوث کیا بلکہ اسپر بھی اکتفا نہین بلکہ آپ کہتے ہین کہ مین افضل جمیع
انبیاء سے ہون اگر آپ سچے ہین تو مثل نوح کے طوفان سے لوگونکو غرق کیا اور مثال ابراہیم کی آگ اونکے واسطے سرد ہوئے
اور مثل معجزہ موسی کی کہ پہاڑ کو اپنی قوم پر بلند کیا اور مثل معجزہ عیسی کی کہ لوگونکو خبر دیتے اوس چیز کی کہ اونھون نے
اپنے گھر مین چھپائی تھی آپ بھی دکھلائیے اور اوس جماعت کی چار فرقہ تھے کہ ہر ایک اونمین طالب معجزہ ایک ایک پیغمبر کا تھا
پس حضرت نے فرمایا کہ مین بندہ مطیع فرمان اپنے خالق کا ہون ایسا قران خدا کیطرف تمہارے واسطے مین لایا کہ ایک سورہ
بلکہ ایک آیہ مثل اوسکی تمام طوایف عرب نہ لا سکے مین تبلیغ رسالت کی کی اور قران حجۃ ظاہر ہی اوپر تمہارے اور جو کوئی
بعد تمہارے اس زمین پر آوے تا روز قیامت اور مین اپنے اختیار سے نہین کر سکتا ہون سوال اوس امر کا خدا سے

که مجکو نهین معلوم که اوسمین خیر و صلاح میری اور تمهاری واسطے هی یا نهین اس عرصه مین حضرت جبرئیل نازل هوی اور خدا کی
طرف سی سلام پهونچایا اور کها که خداوند عالم نی ارشاد کیا که مین واسطی اتمام حجت کی معجزات چارون پیغمبرون کی اس قوم پر ظاهر
کرتا هون مگر اونمین سی ایمان نهین لاویگا مگر وه شخص که مین اوسکی شر شیطان سی محافظت کرون پس جو لوگ که معجزه نوح
مانگتی هین اونسی کهو که ابو قبیس پر جاوین اور جب تمهین آثار هلاک ظاهر هوئین تو پناه لیجائین جانب اس شخص کے یعنی علی ابن
ابیطالب کی اور دو صاحبزادی که اوسکی نسل سی هونگی اور جو لوگ طالب معجزه حضرت ابراهیم مین اونسی کهو که بیرون مکه
جاوین اور تماشا هماری قدرت کا کرین اور جب اونکو بلا پهونچی تو اوسوقت ایک بی بی ظاهر هوگی اوس سی التجا لیجائین – اور
جو لوگ که طالب معجزه موسی هین جاوین مسجد الحرام مین جب قدرت هماری ظاهر هوی تو ایک سوار نیزه بدست ظاهر هوگا اوسی متوسل
هون تا که نجات هو اور فرقه چهارم کو که رئیس اونکا ابو جهل هی کهو تو هماری پاس توقف کر جبتک که خبر اس فرقه کی آجاوی اوسوقت
معجزه جو تها مین اپ تجهکو دکهلاونگا – ابو جهل نی اون تین فرقونسی کها که جسطرح محمد فرماتی هین اون اون مواضع کو جاؤ تا که جهوٹ
معاذ الله حضرت کا ظاهر هو جاوی پس فرقه اول ابو قبیس کی طرف روانه هوا جب جاکی دامن کوه مین پهونچی پانی اونکی پاؤن
نیچی سی جوشش کیا اور آسمان سی بهی برسنی لگا بغیر ابر و رعد و برق کی بلکه آسمان صاف تها تا اینکه پانی اونکی گلی برابر پهونچا
پس لاچار هوکی اوپر پهاڑ کی چڑهنی لگی پس جسقدر وه پهاڑ پر بلند هوتی تهی اوتناسی پانی بلند هوتا تها حتی که پهاڑ پر پهونچی
پانی بهی ساتهه هی پهونچا اونکی گلی تک اوسوقت اونکو یقین هوا اپنی هلاکت کا اوسوقت حضرت علیؑ کو دیکها اونهون
نی که ایک صاحبزاده اونکی دست راست کیطرف اور دوسری دست چپ کیطرف هی پس باواز بلند اوس قوم کیطرف خطاب
جناب امیر نی کهکر و میرا هاتهه یا ان دونو صاحبزادونسی کسیکا پس لوگ لاچار هوی کسی نی دست علیؑ کو تهاما اور کسی نی
دونو صاحبزادونکی هاتهون کو تهام لیا پس تو کم لگی آهسته آهسته نیچی اوترنی لگی پانی بهی ساتهه ساتهه کم هوتا گیا تا که زمین پر
پهونچی پانی بهی سارا زمین مین غائب هوگیا اور کچهه پانی آسمان کیطرف بلند هوکی چلاگیا اور زمین بالکل خشک هوی گویا
اوسمین هرگز پانی نه تها پس وه لوگ روتی هوی خدمت جناب رسولخداؐ مین حاضر هوی اور کها که گواهی دیتی هین هم
که آپ سید المرسلین هین اور طوفان نوح کا همنی اپنی آنکهونسی دیکها اور اگر یهه شخص یعنی علی ابن ابیطالبؑ اور دو صاحبزادی
نهوتی تو هم مرچکی تهی لیکن تعجب هی که وه دونو صاحبزادی اب نظر نهین آتی حضرت نی فرمایا که وه دونو ابهی متولد
نهین هوی تهوری عرصه مین پیدا هونگی اور وه سید جوانان بهشت هین اور حسنؑ و حسینؑ اونکی نام هین اور میری
دختر اور علیؑ سی وه متولد هونگی اور باپ اونکا بهتر اونسی هی اور جانو ای قوم که دنیا دریای ناپیدا کنار هی اور اکثر
لوگ اوسمین غرق هوی هین اور کشتی نجات کی اس دریا سی آل محمد هین که یهی یعنی علیؑ اور اوسکی بیٹی هین اور اولاد
اونکی جو کوی متمسک اس کشتی کا هوا اونسی نجات پای اور جو کوی اوس سی متخلف هوا وه غرق هوا اور دنیا نمونه
آخرت هی پس آخرت بهی دریای ناپیدا کنار هی آتش دوزخ کی کچهه انتها نهین اور یهه چند آدمی کشتی میری امت
کی اوس مین که اپنی دوستونکو پل جهنم سی عبور کرا لوینگی پهر حضرت نی فرمایا ای ابو جهل سنا تو نی اوسنی کها البته یهه تو
سنا مگر دیکهون که دوسرا فرقه کیا کهتا هی – ناگاه دیکها وه بهی گریه کنان چلی آتی هین اور کهتی هین که هم گواهی

کہتی ہین کہ تم ہو پیغمبر خدا اور سردار و سرور تمام خلایق کی ہم پیروان لگ گئی وہ بہت میدان صاف اور نرم تہا ہم چلی جاتی تہی
کہ ناگاہ آسمان سی آگ کی ٹکڑی جدا ہوکی ہم پر برسنی لگی اور زمین ہماری پاؤن کی نیچی ٹکڑی ٹکڑی ہوگئی اور بہت سے
آگ اوسمین سی نکلی تہوڑی عرصہ مین تمام صحرا آگ سی بہر گیا اور اتنی جگہ سی آسمان بہی آگ نظر آنی لگا گرمی کے
یہہ شدت ہوی کہ ہماری جسمو نسی آواز جوش کہانی کی آنی لگی ہمکو یقین اپنی جلنی کا ہوا کہ ناگاہ دیکہا ہمنی ایک بی بی کو کہ
مقنعہ اونکی روی مبارک پر پڑا ہوا مابین آسمان و زمین کی ہی لیکن وہ مقنعہ اسقدر طویل ہی کہ ہماری ہاتہہ بہی اوس تک
پہونچتی ہین اس عرصہ مین منادی نی ندا کی کہ اگر نجات کی طالب ہو تو گوشہ مقنعہ سی توسل کرو تاکہ نجات پاو پس ہم سب
متوسل ہوی ایک ایک تار سی اوس مقنعہ کی اور اوس مقنعہ نی بلند کیا ہمکو مابین آسمان و زمین کی اور وہ آگ
جو ہماری محیط تہی اوسی مطلقا ہمکو اذیت نہ پہونچی تا اینکہ ہمکو اوس آگ سے نکالکی اپنی اپنی گہر ونمین اوتار دیا آپ کے
خدمت مین حاضر ہوی اور ہمکو یقین حاصل ہوچکا ہی آپکی دین سی ہرگز عدول و تجاوز نکرینگے اور آپ ایسی ہین کہ بعد خدا کے
اعتماد آپ پر کیا جای اور آپ صادق ہین اپنی اقوال مین اور حکیم ہین اپنی افعال مین حضرت نی پوچہا کہ آیا تمنی پہچانا کہ وہ
بی بی کون تہی اونہون عرض کی نہین حضرت نی فرمایا کہ فاطمہ بیٹی میری سیدہ زنان عالم کی ہی جب روز قیامت میری
بیٹی عرصات مین آنی کا قصد کریگی منادی ندا کریگا کہ ای معشر خلایق ڈہانپ لو اپنی آنکہونکو تاکہ فاطمہ صدیقہ سیدہ زنان
عالم آتی اور پل صراط سی عبور کری پس سب لوگ اپنی آنکہین ڈہانپ لین گی مگر محمد و علی و حسن و حسین و ائمہ جو کہ بیت
حضرت کی ہین ہونگی پس جب حضرت سیدہ عبور صراط کی داخل بہشت برین ہوگی تو ایک چادر نور صراط پر سی عرصہ گاہ محشر مین
لامین گی کہ ایک گوشہ اوسکا جناب سیدہ کی ہاتہہ مین بہشت مین ہوگا اور دوسری طرف اوسکی عرصہ گاہ مین اوسوقت
منادی ندا کریگا کہ ای دوستداران فاطمہ ہر ایک ہمتی ایک ایک تار کو تہام لو تاکہ نجات پاؤ آتش جہنم سی پس ہزار
فئام اور ہزار فئام اور ہزار فئام چادر کی تارونکو پکڑ لین گی اور آتش جہنم سی نجات پاوین گی لوگون نی عرض کی کہ یا
حضرت فئام کسقدر عدد کو کہتی ہین حضرت نی فرمایا کہ ایک فئام دس لاکہہ کا ہوتا ہی پس فرقہ تیسرا کہ یہ کیان
آیا اور لوگ اوسمین کہتی تہی کہ گواہی دیتی ہین ہم کہ تم بیشک پیغمبر خدا ہو اور بہترین عالم ہو چند امور خارق عادت
کی آپسی ہمپر ظاہر ہوی ہین کہ اب ہرگز محل شبہہ باقی نہین رہا حضرت نی استفسار کیا کہ کیا دیکہا تمنی اونہونی عرض کی
ہم جاکی سایہ کعبہ معظمہ مین بیٹہی اور متسخر و استہزا آپکی وعدہ کو کرتی تہی کہ اس اثنا مین دیکہا ہمنی کہ خانہ کعبہ بلند
ہوا اور اپنی جگہ سے جدا ہوکی ہماری سر پر ٹہہر گیا اور ہم جہان بیٹہی تہی بمثل میخ کے ہوگئی کہ اپنی جگہ حرکت نہین کرسکتی تہی
اوسوقت یقین اپنی ہلاکت کا ہم پہونچا ناگاہ دیکہا کہ عم آپکی حمزہ نیزہ بدست آئی اور کعبہ معظمہ کو گویا تہام کہا
اور ہمسی کہا کہ جلد چلی جاؤ جب ہم وہان سے دور ہوی تو گویا کعبہ معظمہ اپنی جگہ پر مستقر ہوا اب آپکی خدمت مین
حاضر ہوی ہین اور ہم سبکو اقرار آپکی پیغمبری کا ہی حضرت نی فرمایا ای ابوجہل اب تو کیا کہتا ہی تیری سب رفقا نے
خود دیکہہ لیا ابوجہل نے کہا مین نہین جانتا یہہ سچ کہتی ہین یا جہوٹ بولتی مین یا خیالات فاسدہ انکی آنکہون مین جلوہ
گر ہوی ہین اسواسطہ مین کیونکر تصدیق انکی کرون البتہ اگر معجزہ چہارم اپنی آنکہونسی دیکہون تو تصدیق آپکی رسالتکی

بی شک کرونگا که آپکا معجزه مثل معجزهٔ عیسی بن مریم کی ہوا حضرت نی فرمایا که جب تو تصدیق اپنی رفقا کی نہین کرتا ہی
کہ انکو تو ہمیشہ سی جانتا ہی اور یہہ جماعت بہی کثیر ہی پس تو کسطرح تصدیق کرتا ہی اون واقعات و حالات کی جو کہ
آبا و اجداد و اسلاف سی تجکو پہونچی ہین تو فخر کرتا ہی آبا و اجداد کا کہ وہ ایسی تہی اور ایسی تہی اور اسیطرح کیونکر
تصدیق کرتا ہی اون خبرونکی کہ روم و عجم و چین و عراق و شام سی تجکو پہونچتی ہین بعد اوسکی خطاب کیا حضرت نی
طرف فرقہ سیم کی کہ وہ سوا علم نامدار میرا ہی اور بسبب اخلاص و محبت کی جو مجہسی اور علی سی رکہتا ہی خداوند عالم نی
اوسکو یہہ مرتبہ عالیہ عنایت کیا اور مراتب اوسکی بڑی ہین میرا عم روز قیامت دور کریگا اپنی دوستونکو آتش جہنم سی
لوگون نی عرض کیا کہ کیفیت اوسکی کیا ہوگی تب حضرت نی ارشاد کیا کہ روز قیامت اسطرف صراط کی بہت سی لوگ کہ عدد
اونکی کو سوای حقتعالی کی کوی نہین جان سکتا محبان حمزه بن عبد المطلب سی ہونگی بسبب ذنوب بعض کی ایک دیوار
حایل ہوگی وہ لوگ عرض کرینگی کہ ای حمزه آپ نی دیکہا کہ ہم کس مصیبت مین گرفتار ہین پس حمزه میری پاس آکر
بیان کرینگی کہ یہہ لوگ میری دوست ہین اور اب گرفتار مصیبت ہین مین کہونگا کہ ای علی جاؤ اور اپنی چچا کی اعانت
کرو پس علی وہی نیزه کہ جس سی حضرت حمزه جہاد کرتی تہی حوالہ حمزه کی کرینگی پس حضرت حمزه آتش دوزخ کو اسطرح سی دور
کرینگی جسطرح دنیا مین اپنی معاندین کو اوس نیزه سی دفع کرتی تہی کہ دوستان حمزه نجات پاکی داخل بہشت ہونگی
جمیع عقوبات و اہوال دوزخ سی نجات پاینگی بعد اوسکی فرمایا حضرت نی ابوجہل سی کہ تو کیا معجزه چاہتا ہی اوسنی کہا
کہ معجزه عیسی بن مریم کا جسطرح وہ خبر دیتی تہی لوگونکو جو وہ اپنی گہر مین کہاتی تہی یا ذخیره کرتی تہی پس آپ بہی خبر
دیجئی اوس سی جو مینی کہایا اور ذخیره کیا ہی اور زیاده اوس سی یہہ کہ بعد کہانی کی مینی کیا کیا کیونکہ آپ مدعی فضیلت کی
ہین حضرت نی فرمایا کہ مین خبر دیتا تجہی کہ بعد اوسکی دنیا مین ذلیل و خوار ہوگا اور اگر ایمان نہ لایا فضیحت اخروی مین بہی گرفتار
ہوگا پہر حضرت نی کہا کہ تو نی ایک مرغ گہر مین پالا تہا اور وہ فربہ بہی ہوا تہا اوسکو تو نی آج پکایا جب طیار ہوا اوسکو
تیری سامنی لای تو چاہتا کہ کہای دیکہین تیرا بہائی ابو البختری ابن ہشام آیا اور اجازت آنی کی چاہی پس تو ڈرا کہ اسمین
کچہہ کہانجای تب تو نی اوس مرغ کو زیر دامن چہپا رکہا جب ابو البختری واپس گیا تب تو نی کہایا ابوجہل نی کہا کہ
یہہ سب غلط ہی لکن یہہ آپ فرمائی کہ پہر مینی کیا کیا حضرت نی فرمایا کہ تین سو اشرفی تیری اور دو ہزار اشرفی
امانت کی تیری پاس تہین کیسونمین کہ سر بمہر تہی آج تو نی اوس امانت سی انکار کیا اون اشرفیون کو دفن کیا ہی غیر لوگونکا مال
تغلب کرکی تو بہت خوش تہا ابوجہل نی کہا کہ یہہ بہی غلط ہی بلکہ وہ اشرفیان چوری گئین حضرت نی مرغ کو طلب فرمایا
نصف جو باقی تہا قدرت الہی سی زنده ہوکی حاضر ہوا ابوجہل نی کہا کہ یہہ مرغ میرا نہین حضرت نی فرمایا کہ ای مرغ ابوجہل
تکذیب کرتا ہی اوسکو رسوا کر اور گواہی دی پس مرغ بزبان فصیح عرض کی کہ گواہی دیتا ہون مین ای
رسول خدا تمہاری رسالت کی اور ابوجہل دشمن خدا و معاند و جاحد و مال مردم خوار مجہکو اسنی ایکطرفسی کہایا ہی
اور ایکطرفسی باقی رکہا ہی علاوه کفر کی بخل بہی اسکی مزاج مین بہت ہی اس خوفسی کہ اوسکا بہائی مجہکو نہ کہاجای
مجہکو چہپا رکہا پس اور تم ہو ای رسول امین اصدق الصادقین اور ابوجہل اکذب الکاذبین ہی ابوجہل پر ہو لعنت خدا

وخلق کی پہر حضرت نی ابوجہل سی کہا کہ اب کیا کہتا ہی اوسنی کہا یہہ نظر بندی ہی حضرت نی فرمایا کہ تو جو باتین دیکہتا
یا سنتا ہی اوسمین اور اسمین کیا فرق ہی ابوجہل نی کہا وہی جو مین نی کہا پہر حضرت نی دست مبارک اوس مرغ پر پہیرا
دوبارہ گوشت او سبز پیدا ہوا اور پر و بال بدستور سابق اگنی پہر حضرت نی کہا کہ ای جبرئیل جو کیسہ ابوجہل کا زیر زمین دفن
کی ہین اونکو حاضر کرو پس وہ سب کیسہای زر دوان دوان زمین پر آئی اور حضرت کی آگی ڈہیر ہو گئی پس حضرت
نی مالکان اونکو طلب کیا اور ایک ایک کا حق ایک ایک کو حوالہ کیا صرف تین سو اشرفی باقی رہگئی پس حضرت نی ابوجہل سے
کہا کہ ایمان لا خدا پر تاکہ برکت دی تیری مال مین کہ تہوڑی عرصہ مین اوتنا ہی ہو جاوی ابوجہل نی کہا کہ مین اپنا
مال لیتا ہون اور ایمان نہین لاتا حضرت نی اشارہ کیا طرف اوس مرغ کے کہ ای مرغ تو آزار دہ ابوجہل کو پس مرغ اڑا
اور سر و صورت ابوجہل پر پنجہ مارا اور اپنی چنگل سی اوسکو مجروح کیا حضرت نی اوس مرغ کو نوید دی کہ تو مرغان
بہشت سی ہی اور مال فقرای مساکین پر تقسیم کر دیا اور کتاب جامع الاخبار مین روایت ہی جناب سید الساجدین علیہ السلام
سی کہ جب جناب رسولخدا نی عزم غزوہ تبوک کہ آخر غزوات سی فرمایا چونکہ بوحی الٰہی معلوم تہا کہ اس غزوہ مین نوبت سیف
نہ پہونچیگی اسواسطی ارادہ کیا کہ خود بنفس نفیس سفر مین تشریف لیجاوین اور جناب امیر علیہ السلام کو مدینہ مین اپنی جگہہ
جناب امیر نی علیہ السلام عرض کی کہ یا رسول اللہ مین نہین چاہتا کہ اپسی دور اور بجا آوری خدمات سی مقصر اور مشاہدہ
نور جمال سی محروم رہون تب فرمایا جناب نبوت نے اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی
بعدی خاص تمکو مدینہ مین رہنی کا وہی اجر و ثواب ہی جیسا میری پاس رہنی کا اور تم یہہ چاہتی ہو کہ مجہی ہر وقت
دیکہتی رہو تو حقتعالی نی امر کیا ہی جبرئیل کو کہ زمین بلند کرین اور تمہاری قوت بصارت اسقدر زیادہ ہو کہ تم مجکو
مع اصحاب کی ہر وقت دیکہا کرو اور ایک دقیقہ بہی نظر سی دور نہون اور حاجت مراسلت و مکاتبت کی نہو
ایک شخص مخالفین سی اوس مجلس مین حاضر تہا اوسنی کہا کہ یا ابن رسول اللہ یہہ امر مخصوص ہی انبیا سی جناب امیر
کی واسطی کسطرح ہو سکتا ہی حضرت نی فرمایا کہ یہہ معجزہ جناب رسولخدا کا ہی کہ باثر دعای حضرت زمین بلند اور قوت بصارت
جناب امیر زیادہ ہوی اور انکار منکرین محض عناد جناب امیر المومنین سی ہی عرض فرمایا جناب امام زین العابدین نی
کہ جناب رسولخدا صلی اللہ جل جلالہ علیہ و آلہ ہر غزوہ مین ارشاد فرماتی تہی کہ سامان خورد و نوش [illegible] اٹہا لیکر چلو
غزوہ تبوک مین کہ ایک مہینی سی زیادہ کا سفر تہا نہایت تاکید فرمای تہی ملتزمان رکاب سعادت نی نان خشک اور نمک
سود گوشت و عسل و خرما بہت سا ساتہہ رکہا تہا جب چند منزل چلی تو سامان خورد و نوش منغص ہوا اصحاب دلتنگ ہو گئی
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اب ہم مین طاقت غذای منغص کہانیکی نہین حضرت نی فرمایا کہ پہر کیا چاہتی ہو صحابے
عرض کیے کہ کباب تازہ اور گوشت بریان طیور کا اور حلویات حضرت نی فرمایا کہ عیسی بن مریم نی دعا کی تہی تو جناب باری جل جلالہ
نی خطاب کیا انی منزلہا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین پس جسنی
کفران نعمت کیا وہ مسخ ہوا حتی کہ چار سو حیوان کی صورت پر یہہ لوگ مسخ ہوی اور مین ایسا نہین چاہتا مائدہ بہی تمہاری
واسطی طلب کرتا ہون اور جو کوئی کفران نعمت کریگا اوسیہی ڈرتا ہون کہ مسخ ہوگا بعد اوسکی ایک جانور کہ

مین اوڑ رہا تہا اوسکی طرف دیکہا اور کسی کو کہا کہ اس سی کہو کہ زمین پر اوتری فوراً وہ حاضر ہوا پس حضرت نی اوس سے خطاب کیا کہ حقتعالی امر کرتا ہی کہ تو بڑا ہو قدرت الہی سی وہ بقدر ایک شتر کلان شیلی کی ہوا اور اس سفر مین دس ہزار صحابہ صحاب حضرت کی ہمراہ تہی حضرت نی اصحاب سی فرمایا کہ اسکا احاطہ کرو چنانچہ سب نی احاطہ کیا وہ مرغ ایسا بڑا ہو اتہا کہ ایک ایک آدمی محاذات ایک ایک جز مین اوس مرغ کی اتی پہر فرمایا کہ حقتعالی نی امر کیا ہی کہ پر و بال تیرے بدن سی جدا ہون پس تمام بال و پر جدا ہوی صرف گوشت ہڈیون پر رہگیا بال و پر ایک طرف جدا ہو کی جمع ہوی پہر حضرت نی فرمایا کہ منقار و استخوان ہاتہہ دیا تو کہیر گگری ہو جائین بال و پر سب قسم کی سبز مالیان ہون ایسا ہی ہوا پہر فرمایا کہ ایہا الناس سمین سی اپنا اپنا حصہ کاٹو اور کہاو لوگون نی کہانا شروع کیا اوسوقت ایک منافق نے اپنے دلمین کہا کہ آنحضرت فرمایا کرتی ہین کہ بہشت مین ایسی مرغ ہونگی کہ ایک طرف سی کباب دوسری طرف اور کہانا کاش یہان بہی ایسا ہی ہوتا تب حضرت نی فرمایا کہ جو شخص لقمہ اوٹہاتی صلوۃ پڑہی میری اوپر اور میری آل پر کہکر لقمہ موہنہ مین ڈالی جس قسم کا مزہ چاہی اوسی کا پس ایسا ہی کیا اور موافق اوسکی ظہور مین آیا یہانتک کہ سیر ہوی تب لوگون نی عرض کی کہ اب پیاس باقی ہے شیر و دوغ چاہی حضرت نی فرمایا کہ بسم اللہ پڑہو اور صلوات بہیجو اور ایک لقمہ کہاو ایسا ہی کیا جسکی سبب سی سیراب ہوے پس فرمایا رسول خدا نی کہ ای مرغ تو حالت اول پر ہو جا چنانچہ اوسیطرح ہوا پہر فرمایا کہ جناب باری امر کرتا ہی کہ روح تیری بدن مین حلول کری اور تو اوڑجای چنانچہ وہ زندہ ہوا اور اوڑ گیا ۔ کتاب جامع الاخبار مین کہ بنا بر مشہور بین الطایفہ تصنیف جناب شیخ صدوق رضی اللہ عنہ کی ہی اور بنا بر قول بعضی کی تصنیف اونکی بہائی کی یا اونکی والد مرحوم کی ہی محمد ابن علی بابویہ سی اور اونہون نی بسند خود جناب صادق علیہ السلام سی روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نی کہ حاضر ہوا ایک یہودی خدمت جناب رسولخدا مین اور تیز نظر سی طرف حضرت کی دیکہنی لگا پس فرمایا حضرت نی کہ ای یہودی کیا سبب ہے تیری آنی کا کہا اوسنی کہا کہ یا رسول اللہ آپ افضل ہین یا موسے ابن عمران جس سے کلام کی جناب رب العزت نی اور نازل کی اوسپر توریت اور اوسکی عصا مین معجزہ رکہا اور راستہ دیا اونکو دریا نی اور سایہ کیا اونپر بادل نی تب فرمایا حضرت نی جواب مین کہ اگرچہ مناسب نہین کہ آدمی اپنی تعریف کری لیکن تو جو پوچہتا ہی تو جواب مین بیان کرتا ہون کہ جسوقت حضرت آدم سی ترک اولی ہوا تو اونہون نی یہہ دعا پڑہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِیْ جناب باری نی توبہ اونکی قبول کی اور نوح جسوقت سفینہ مین سوار ہوی اور غرق کا خوف عارض ہوا تو اونہون نی کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَا اَنْجَیْتَنِیْ مِنَ الْغَرَقِ پس حقتعالی نی اونکو بہی غرق سی نجات دی اور جسوقت نمرود نی ابراہیم کو آگ مین ڈالدیا تو اونہون نی کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَا اَنْجَیْتَنِیْ مِنْھَا پس سرد کیا جناب باری نی اوس آگ کو اور موسی نی جسوقت ڈالا عصا کو پایا اپنی نفس مین خوف کہا حضرت موسی نی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَا اٰمَنْتَنِیْ مِنْھَا پس خوف اونکی دل سی دور ہوا ای یہودی اگر موسی میری زمانی مین ہوتی اور تصدیق رسالت نکرتی تو ایمان اونکا اور نبوت اونکی فائدہ مند نہوتی ای یہودی جب کہ مہدی علیہ السلام میری ذریت سی میری امت مین ظہور کریگا تو عیسی ابن مریم اونکی نصرت کیواسطی نازل ہونگی اور نماز مین اوسکا اقتدا کرینگی **فائدہ** مخفی نرہی کہ تحقیق یہہ ہی کہ قبل بعثت ظاہری کی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ پیغمبر تہی اور تابع شریعت کسی اور نبی کی نہ تہی بلکہ اپنی شرع پر کہ بالہام ملک علام و

تسمیہ ملایکہ کرام کی جانتی تہی عمل فرماتی تہی اگرچہ تبلیغ پر مامور نہوی تہی اور بعد بعثت کی امر واضح ہی حاجت شرح وبیان نہین اور یہی ہی
مذہب مختار واحوط اور کبہی استحسان واجتہاد ورای وتخمین وقیاس پر عمل نہین فرمایا چونکہ یہہ رسالہ بمنزلہ تاریخ کی ہی لہذا دلایل
اس مقام کی نہین لکہی گئی تفصیل دلایل کتب کلامیہ خصوص حدیقہ جناب علیین مکانین مندرج ہی لیکن ہر مومن مسلمان کی لیئی
صرف اسیقدر کافی ہی کہ ہماری پیغمبر سید المرسلین وافضل جمیع انبیا ہین اگر تابع شریعت کسی اور نبی کی اسقدر دراز عرصہ تک ہوتی
تو لازم آتا ہی کہ وہ نبی حضرت سی افضل ہوی اور یہہ خلاف جمیع اہل اسلام کی ہی انتہی

فصل دوسری بیچ بعثت

جناب خاتم الانبیا کی اور بیچ اون واقعات کی جو ابتدای بعثت سی تا زمان ہجرت پیش آئی اور بسبیل اختصار کی۔ جناب امام حسن عسکری
علیہ السلام سی منقول ہی کہ جب جناب رسولخدا سفر شام سی فارغ ہوی تو جو کچہہ پاس تہا اوسکو راہ خدا مین تصدق کیا
اور مشغول عبادت ہوی ہر روز کوہ حری پر کہ آجکل مشہور بہ جبل نور ہی تشریف لیجاتی تہی اور ایک غار مین مصروف عبادت
رہتی تہی اور دایماً بنظر ظرف عجایب رحمت وغرایب حکمت کاملہ حضرت رب العزت کی فرماتی تہی اور اطراف آسمان وزمین و
صحرا ودریا کو دیکہکی عبرت گزین ہوتی اور ان آثار سی اور متذکر ہوتی تہی آیات الٰہی کی اور راہ خدا مین ریاضت کرتی تہی
تا اینکہ عبادت الٰہی مین بسرحد کمال پونہچی جب چالیس برس سن شریف سی گذری تو حقتعالی نی نظر کی طرف قلب حضرت کی
پس پایا اوسکو صاف خاشع وخاضع ومطیع دروازی آسمان کی کہل گئی اور مامور ہوئی ملایکہ کہ نازل ہون حضرت پر جب عرش
آئی تو حضرت اونکو دیکہتی تہی اور رحمت نازل ہوتی تہی ساق عرش سی سر مبارک حضرت تک پہر حضرت جبرئیل امین کہ طاوس
ملایکہ مین خاص ہوتی اور حضرت کی بازو کو پکڑ کر ہلایا اور کہا کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ حقتعالی تمکو سلام فرماتا ہی اور
امر کیا ہی کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق الایہ حضرت پہاڑ سی نیچی اوتر آئی اور عظمت وجلال کبریائی سی ایسی حالت
طاری ہوی جیسی کسیکو بخار آتا ہی اور اس خیال سی کہ مشرکان قریش حضرت کے تکذیب کرینگی بانسبت سحر وجنون وغیرہ کے
حضرت مضطرب تہی اسواسطی جناب اقدس الٰہی نی دلکو روشن اور قوی کیا پس پتہرون کو واسطی حضرت کی نرم کیا
حضرت جہان تشریف لیجاتی تہی سنگریزون مین سی آواز آتی تہی السلام علیک یا محمد السلام علیک یا حبیب اللہ
بشارت ہو آپکو کہ جناب باری نی آپکو جمیع خلایق اولین وآخرین پر تفضیل دی ہی اور یہہ خیال نفرمایی کہ قریش بنسبت
جنون کی دین کہ بزرگی حقتعالی کی طرف سی ہی اور کریم وہی ہی جسکو جناب باری کرم کری پس دل تنگ نہو اذیت
قوم سی کیونکہ عنقریب مقامات عالیہ پر پہونچیگا اور محب آپکی عزیز ومکرم ہونگی اور قریب ہی کہ علوم دینیہ دیار وامصار
مین آپ سی منتشر ہونگی بوساطت علی بن ابیطالب آپکی وصی کی خنک ہونگی آنکہین تمہاری بولادت فرزند ارجمند یعنی
جناب فاطمہ سیدہ نساء عالمین اور دو سید جوانان اہل بہشت یعنی حسنین علیہما السلام اور اجر دیگا جناب باری تمہاری
دوستونکو اور عطا کریگا حقتعالی لوای حمد آپکو روز قیامت اور تم اوس لواکو حوالی اپنی بہائی علی ابن ابیطالب کی کرد کے
کہ سایہ مین اوسکی چلینگے انبیا وصدیقین وشہدا حتی کہ داخل بہشت ہونگی — اور منقول ہی کہ دوسری مرتبہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتی کی ساتہہ نازل ہوی اور کرسی عزت وکرامت کی واسطی حضرت کی لائی اور تاج
نبوت اوپر سر مبارک اوس سلطان سریر رسالت کی رکہا اور لوای حمد دیا اور کہا اس کرسی پہ تشریف رکہنی اور حمد خدا

قلوب کل انام سی

ارادہ کیا کہ حضرت کے

بجہی

یعنی بعد اوسکی گہر مین حضرت خدیجہ کی رونق افروز ہوی اثنای راہ مین ہر سنگ کلوخ سی آواز السلام علیک
یا نبی اللہ کی سنی حضرت خدیجہ نی نور عظیم بشری مبارک سی مشاہدہ کیا اور پوچہا کہ یہہ کیا نور ہی حضرت نی حال بیان
کر کی دعوت اسلام کی کی خدیجہ نی کہا مین مدت سی دولت اسلام سی مشرف ہون اور اقرار توحید و رسالت کا کیا بعد اوسکی
تہوڑا عرصہ استراحت فرماسی جب بیدار ہوی کانون پر ہاتہہ رکہکی باواز بلند کہا اللہ اکبر جس چیز نی وہ آواز سنی ساتہہ حضرت کی
موافقت کی اور بہت سی احادیث مین وارد ہی کہ بیبیون مین سی اول جناب خدیجہ مشرف بایمان ہوی اور مردون مین سی پہلی جناب
امیر علیہ السلام کہ دس برس کی عمر شریف حضرت کی تہی ایمان لائی چنانچہ نہج البلاغہ مین جناب امیر علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ جب
حضرت مبعوث ہوی تو سوا میری اور خدیجہ کی ایک زمان دراز تک کوی مسلمان نہ تہا اور مین دیکہتا تہا نور وحی کو و استشمام کرتا تہا بوی
پیغمبری کو جب حضرت نی اپنی قوم کو دعوت کی طرف اسلام کی تو بلایا قوم کو طرف وحدانیت خدا تعالی کی اور منع کیا انکو بت
پرستی سی اور پرستش اون بتون سی کہ انہون نی سنگ و چوب و مس و نقرہ وغیرہ سی بنای تہی اور فرمایا حضرت نی کہ ایہا الناس
کسواسطی نہین سمجہتی ہو تم کہ خدا وہ ہی کہ جس نی آسمان و زمین کو پیدا کیا اور آسمان کو بی ستون قایم رکہا اور ستارون و چاند و سورج
کو نور و ضیا دیا اور ہر ایک کی حرکت خاص قرار دی پہر تمکو پیدا کیا اور کہانی کو دیا اور انکہہ کان ہاتہہ و پاو تمامی اعضا و جوارح
عطا کی اوسکی کیون عبادت نہین کرتی اور کیون شریک قرار دیتی ہو بتون کو جنکو اپنی ہاتہون بنایا ہی اور وہ تمسی بہی عاجز ہین ہرگز
نفع و ضرر کی اونسی امید نہین ہی جب لوگون نی ایسی باتین کہ سالہا سال کان ہی اونکی اوس سی آشنا نہ تہی سنین تو
بہت گران گذرا اور عداوت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ دلمین راسخ ہوی سب اقوام نی کمر عناد پر چست باندہی زیادہ سب
سی ابو جہل و ولید ابن مغیرہ و عتبہ ابن ابی معیط و سایر فراعنہ قریش و ابی لہب وغیرہ مستعد ایذا رہتی تہی اور خصوص عتبہ ابن
ابی معیط و ابو لہب سی کہ گہر انکا قریب گہر حضرت کی تہا نہایت تکلیف ہوتی تہی اور ام جمیل زوجہ ابولہب کی کانٹی حضرت کی راستی
مین ڈالدیتی تہی کہ پای مبارک فگار ہوتی تہی اور سوا اوسکی طرح طرح کی اذیتین پہونچاتی تہی اور ابو لہب پتہرون سی دامن بہر
حضرت کی ساتہہ ساتہہ پہرتا تہا اور جب جی چاہتا تو پتہر حضرت کیطرف پہینکتا تہا یہان تک کہ بدن مبارک مجروح ہوتا تہا چنانچہ نقل
ہی ایک شخص بیان کرتا ہی کہ مین اسباب تجارت لیکی وارد مکہ ہوا دیکہا مینی کہ ایک بزرگ وار چلی جاتی ہین اور فرماتی ہین
ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا ایک بوڑہا مکار جہولی پتہرون سی بہری ہوی پیچہی پیچہی چلا جاتا ہی اور اتنی پتہر حضرت کی
طرف پہینکی ہین کہ حضرت کی پای مبارک مجروح ہوی ہین اور کہتا ہی کہ کوئی نہ سنی اس شخص کی باتین مینی پوچہا کہ بزرگ کون ہین
اور نام انکا کیا ہی لوگون نی کہا کہ یہہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اولاد ہاشم سی ہین مینی نام اوس کا پوچہا جو پتہر لی تہا سینی کہا عم
ابی لہب چچا انکا ہی اور جن لوگون نی کہ اسلام قبول کیا تہا اونکو فراعنہ قریش نی بازار تمام شہید کیا چنانچہ مان اور باپ
حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالی عنہ کی فراعنہ قریش کی ہاتہہ سی شہید ہوی اور جب یہ آیہ فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین
نازل ہوا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چڑہ کوہ صفا پر تشریف لیگئی اور فرمایا ایہا الناس مین خدا کا رسول ہون
سنو جو مین کہتا ہون ابو جہل لعین نی فوراً ایک پتہر پیشانی نورانی حضرت پر مارا کہ خون چہرہ مبارک سی جاری ہوا بعد اوسکی
تمامی مشرکون نی حضرت کی جانب کثرت پتہر مارنی شروع کی تب حضرت ایک پہاڑ کی طرف روانہ ہوی اور وہان پہونچ کر

ایک پتہر سی آنکہہ لگاکی بیٹہی کہ اوسکو ایک مشکا کہتی ہین اور مشرکین بارادہ قتل جستجو مین نکلی اور ایک شخص نی جناب امیر علیہ السلام
کو اطلاع کی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ شہید کیا جناب امیر علیہ السلام حضرت خدیجہ کی گہر مین آئی خدیجہ نی حال جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ و آلہ کا دریافت کیا فرمایا جناب امیر نی کہ مینی یہہ سنا ہی کہ مشرکان قریش نی بہت سی پتہر جناب رسولخدا کو مارے
اور حضرت کسی پہاڑ کیطرف تشریف لیگئی لکن یہہ نہین معلوم ہوا کہ زندہ ہین یا شہید ہوئی اب مناسب ہی کہ مین اور تم تلاش کو
جنگل مین پس شہر سی روانہ ہوئی اور پانی دخرما وہان ساتہہ لی لیا جب پہاڑ سی نکلی خدیجہ بیابان مین تلاش کرتی ہرطرف پہرتی تہی
اور اشک حضرت فراق جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ جاری تہی اور کہتی تہین یا محمد یا رسول اللہ نفسی لک الفدا
فداے وادِانت ملقی اور کبہی کہتی تہین من احس لے النبی المصطفیٰ من احس لی الربیع المرتقی من احس لے
المطرود فی اللہ من احس لے ابا القاسم رسول اللہ اسی اثنای مین حضرت جبرئیل نازل ہوئی تب حضرت کو کمال رقت
ہوئی اور کہا ای بہائی جبرئیل آیا نہین دیکہتی ہو تم حرکات قوم کو کہ تکذیب نبوت کرکی مجہی مجروح کیا اب دری قتل ہین اوسوقت
حضرت جبرئیل نی فرش دیبای بہشت حاضر کیا حضرت اوسپر بیٹہی تب عرض کی کہ اب دیکہی کہ مرتبہ آپکا نزدیک حقتعالی کسقدر
عظیم ہی یہہ کہکی ایک درخت کو آواز دی کہ وہ زمین چیرتا ہوا کر قریب آیا اور سامنی آپکی تعظیماً جہک گیا اور پہر باجازت حضرت اپنی
جگہہ پر گیا بعد اوسکی اسمعیل ملک آسمان اول نازل ہوا اور عرض کی خدمت جناب رسول خدا مین کہ مطیع آپکی امر کا ہون
اگر ارشاد ہو تو ابہی ستارون کو زمین پہ لا دون اور اس قوم کو جلا دون بعد اسکی موکل آسمان چہارم نی حاضر ہوکی عرض
کیا کہ اگر اجازت ہو تو آفتاب کو لاون اور اس جماعت مشرکین کو خاکستر کر دون پس موکل زمین و دریا آئی اور کہا کہ اگر
فرمائی تو کردون مشرکین کو زمین خسف کری اور پانی غرق کری یا پہاڑ ونکو انکی سرون پر گرا دیا جائی تب فرمایا حضرت نی
کہ مین نبی رحمت ہون اور یہہ قوم جاہل ہی پہر جبرئیل نی نگاہ کی طرف جنگل کے جہان حضرت خدیجہ تلاش حضرت مین پہرتی
تہین اور حضرت سی کہا کہ انکی رونی سی سکان صوامع ملکوت مضطرب ہین انکو بلائیی اور حقتعالی کیطرف سی انکو سلام
پہونچائیی اور کہئی کہ حقتعالی نی تمہاری واسطی بہشت مین ایک گہر بنایا ہی کہ مثل اوسکی نہ کانون نی سنا ہی اور نہ آنکہون نی
دیکہا ہی تب حضرت نی اونکو طلب کیا ابہی خون زخمون سی جاری تہا لاکن حضرت اوس خون کو زمین پر گرنی نہین دیتی
تہی کہ ایسا نہو کہ جناب باری اوسکی سبب سی اہل زمین پر عذاب نازل کری غرض رات ہوئی اور حضرت گہر مین تشریف
لائی جب صبح ہوئی اور مشرکین نی اطلاع پائی کہ حضرت گہر مین تشریف رکہتی ہین پہر مشرکین نی حضرت کی گہر کا محاصرہ کیا اور
پتہر پہینکنی شروع کی اوسوقت حضرت خدیجہ آگی حضرت کی آکی گہر مین ہوین جو پتہر آتا تہا اوسکو اپنی بدن پر لیتی تہین تب
حضرت خدیجہ نی باآواز بلند فرمایا کہ ای جماعت بی حیا ایک عورت کا گہر گہیرا ہی اور پتہر مارتی ہو تمکو شرم نہین آتی یہہ سنکی
پہر گئی چونکہ مشرکان قریش ایذا ہی فکر مین رہتی تہی لہذا راستہ مین یا مسجد الحرام مین حضرت کو آزار پہونچاتی تہی جب
حضرت ابیطالب یا حمزہ کو اطلاع ہوتی تہی تو یہہ سرزنش کفار اور حمایت سید ابرار کرتی تہی ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ابوطالب
اپنی لڑکون کی ساتہہ باہر گئی اور حمزہ شکار کو گئی تہی اور تین دن تک نہ پہری آخر روز جناب رسولخدا مسجد الحرام مین تشریف
لیگئی اوسوقت ابوجہل ملعون ساتہہ مشرکان قریش کے وہان بیٹہا تہا جب حضرت نماز مین مصروف ہوئی تب حضرت کیطرف

جنگل مین تشریف لیجانیکا بیان

پتہر

بستر اور لکڑیاں پھینکیں کہ حضرت مجروح ہوئے اور چادر کو حضرت کے گلے میں ڈالکے بزور سے کھینچا قریب تہا کہ نفس منقطع ہو غرض حضرت
بیہوش ہوئے اور وہیں پڑے رہے اتفاقاً اسی دن حمزہ اپنے گھر میں آئے اور زوجہ سے کھانا مانگا اوسنے کھانا حاضر کیا اوسوقت
وہ زار زار روتی تہی حمزہ نے پوچھا کیوں روتی ہے اوسنے کہا کہ مجھے تعجب ہے تیرے حال پہ اے حمزہ تیرا کھانا کھانے اور
آرام کرنے کو جی چاہتا ہے حالانکہ تیرے بھتیجے یتیم مظلوم و بیکس کو آج صبح کے وقت ابوجہل اور جماعت قریش نے کیسا جا کے مسجد الحرام
میں مجروح کیا اب وہ قریب مرگ ہے اوسوقت کوئی نہ تہا کہ حمایت کرکے تیرے دشمنوں سے بچاتا یا غیرت کرتا حمزہ نے کھانے سے
ہاتھہ کھینچا اور فوراً تلوار سنبھال کے روانہ مسجد الحرام ہوا جب دیکھا کہ آنحضرت پشت بدیوار کعبہ سر بزانو ہے متفکر با چہرہ خون
آلود تشریف فرما ہیں حمزہ نے کہا کہ اے فرزند برادر کیا حال ہے تمہارا حضرت نے فرمایا کہ کیا ہو حال اوس شخص کا جو یتیم غریب
بیکس تنہا کئی ہزار دشمنوں میں گھرا ہوا ہو حمزہ بہت متاسف ہوئے اور ابوجہل کیطرف گئے اور بہت سی لعنت و ملامت کی اور کہا
کہ اے سگ بدبخت اب حال تیرا یہاں تک پونہچا ہے کہ ہمارے بھتیجے کو اکیلا سمجھکے اذیت دیتا ہے بعد اوسکے گوشہ کمان اوسکے
مارا کہ خون اوس سے جاری ہوا اور کپڑا گلے میں ڈالکے زمین پر کھینچا اور لاتیں ماریں قریش نے بعجز و الحاح اوسکو چھوڑا لیا پھر
حمزہ خدمت رسولخدا میں آئے اور کہا کہ اے فرزند برادر اب مجھسے خوش ہوا تو حضرت نے فرمایا اگر اسلام قبول کرے تو خوش ہوں
کہا کہ میں کیا کہوں تو مسلمان ہو جاؤں حضرت نے کہا کہ اقرار شہادتین کر حمزہ نے شہادتین زبان پر جاری کیں اور
مسلمان ہوئے انہی ایام میں اور لوگ بھی مسلمان ہوئے دین کو فی الجملہ تقویت ہوئی اور عمر ابن خطاب کلمہ توحید زبان سے کہکے
اہل اسلام میں شمار کیے گئے جب مشرکین نے دیکھا کہ اب لوگ رغبت طرف اسلام کی ہیں اور مسلمان ہوتے جاتے ہیں باہم عہد کیا
کہ ہر ایک اپنے طایفہ کے مسلمانونکو ایذا دیں بعد اسکے مشرکین قریش سے ایسے ایسے صدمے پونہچے کہ کے ضعفا متزلزل ہوئے اور
محافظت کی جناب حافظ حقیقی نے اپنے نبی کی ساتھہ ابوطالب اور سایر اعمام رسولخدا کے جب جناب رسولخدا نے دیکھا اون
اذیتونکو جو حضرت اور اصحاب کو کفار کے ہاتھہ سے ہر روز پونہچتی تہیں اور سد و بست بھی اوسکا کچھہ نہیں ہو سکتا تہا اور یہ امور
بیجا دایمی ہوئی تہی لہذا فرمایا اصحاب کو کہ جائیں جانب حبشہ کی کہ بادشاہ وہاں کا صالح ہے جو ظلم نہیں پسند کرتا
اول گیارہ مرد اور چار عورتیں روانہ گئیں کہ منجملہ اونکے ہیں ام سلمہ و رقیہ اور عثمان ساتھہ اونکے تہا یہہ ہجرت پانچویں
برس بعثت سے واقع ہوئی جب مکہ میں یہہ اطلاع پونہچی کہ مہاجرین کو حبشہ میں آرام سے ہیں تو جعفر ابن ابیطالب اور بہت سے صحابہ
حضرت کے روانہ حبشہ کے ہوئے غرض بیاسی مرد سوای اطفال و نسوان تہے جب قریش نے حال ہجرت اصحاب رسولخدا سنا تو عمارہ
ابن ولید اور عمرو عاص کو حبشہ کیطرف بھیجا کہ نجاشی کو اغوا کریں کہ مسلمانونکو ایذا پونہچاوے اور عمارہ جوان خوبصورت تہا اور عمرو عاص نے
اپنی جورو کو بوجوہ چند ساتھہ لے لیا تہا جب کشتی میں سوار ہوئے تو سب نے شراب پی مستی شراب میں عمرو سے کہا کہ اپنی جورو کو
کہہ کہ میرے پاس آوے کہ ہم سب پییں باتیں کریں عمرو نے قبول نکیا عمارہ نے عمرو کو دریا میں پھینک دیا اہل کشتی نے دریا سے نکالا
اس سبب سے ان دونو میں عداوت ہو گئی جب ملک نجاشی میں پونہچے تو دربار میں حاضر ہوئے اور تحفے جو قریش نے بھیجے تہے
پیش کیے اور کہا کہ ہمارے طایفہ میں سے ایک جماعت نے مخالفت ہماری دین کی کی اور ہمارے اصنام کو برا کہا جب ہم مخالفت
پیش آئے تو بھاگ کے اس ملک میں آ بسے ہیں ہمکو قریش نے بھیجا ہے کہ آپ اونکو مقید کرکے ہمارے حوالہ کیجئے کہ ہم اپنے ملک میں لیجاویں

نجاشی نے جعفر کو طلب کیا اور احوال سے اطلاع دی جعفر نے کہا کہ اے نجاشی انسے دریافت کرو کہ ہم غلام ہین یا حر ہین اونہون نے کہا
کہ سید حر ہین اور خاندان شرف و بزرگی سے ہین جعفر نے کہا کہ ہم کچھ قرض چاہتے ہین یا اونہون نے کہ نہین جعفر نے کہا ہم پر دعوی خون کا ہے
اونہون نے کہا نہین جعفر نے کہا کہ پھر ہمسے کیا چاہتے ہو جب ہم لوگون نے بہت سی اذیت پہونچائی اور جور و جفا مین اسیطرح کے
کی ہمنے اپنا وطن چھوڑ دیا بعد اوسکے نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ جناب باری نے عز اسمہ اپنے لطف و عام سے ہمارے مین ایک نبی مبعوث
کیا ہے کہ ہمکو [illegible] ساتھ یگانگی حقتعالی کے اور نہی کرتا ہے اسسے کہ اوسکا شریک قرار دین اور بعضے اعمال شنیعہ [illegible]
مین [illegible] اور حکم دیتا ہے ہمکو کہ بجا لائین نمازین اور روزے پسند کرتا ہے عدل کو اور نیکی [illegible]
اور [illegible] نجاشی نے کہا کہ قسم خدا کی کہ حضرت عیسی علیہ [illegible]
ان باتون کا [illegible] نجاشی نے کہا کہ اے جعفر جو قرآن کہ خدا نے تمہارے نبی پر نازل فرمایا ہے اوسمین سے کچھ یاد ہو تو پڑھو
سورہ مریم کو تلاوت کیا جب اس آیہ پر پہنچے وهزی الیک بجذع النخلة نجاشی بہت رویا اور کہا کہ قسم بخدا حق ہے بعد اسکے
پھر عمرو عاص نے کہا کہ اے نجاشی مسلمانون کو ہمارے سپرد کرو نجاشی بہت برہم ہوا اور طمانچہ عمرو عاص کے موہنہ پر مارا کہ خون
ناک سے بہنے لگا بعد اسکے کہا کہ ہدایا انکے مسترد کرو اور اہل اسلام کی بہت تسلی کی اور کہا کہ تم ہمارے مہمان ہو بخاطر جمع تمام
رہو اور کچھ وظیفہ مقرر کر دیا کہ بآرام بسر کرین بعد اسکے کئی برس اہل اسلام براحت تمام وہان مقیم تھے جسدن فتح خیبر ہوئی
اوسی دن مکان سعادت مین پہنچے چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین آج خوشی فتح خیبر کی جو دست علی ابن ابیطالب واقع ہوئی بجا
زیادہ کرون یا قدوم جعفر کی الغرض چونکہ عادت نجاشی کی یہہ تھی کہ کنیزان خاصہ دربار مین مجلس آرائی کرتی تہین ایک
لونڈی نے عمارہ کو دیکہا اور اسسے محبت پونہچائی عمرو نے بسبب عداوت سابقہ کی نجاشی سے اس مقدمہ کو بیان کیا نجاشی
بہت ناخوش ہوا اسباب جلیل عمارہ مین ڈالکے جنگل کیطرف نکال دیا کہ تھوڑی عرصہ مین واصل جہنم ہوا عمرو عاص خایب و خاسر
جان سلامت لیکے مکہ مین پہونچا اور نجاشی جعفر کے ہاتھ پر ایمان لایا اور ایک عریضہ مشعر باسلام خود و شرح احوال کی اپنے بیٹے کے ہمراہ
بیس نفر علمای نصاری کے باتحفے و ہدایا بسیار اور ذو الجناح و ماریہ قبطیہ حضرت کی خدمت روانہ کی حضرت نے وہ سب
منظور فرماے بعضے روایات مین فقیر کی نظر سے گذرا ہے کہ خود بہی نجاشی نے قصد ادراک سعادت زیارت جناب رسولخدا کا کیا
اور یہی ارادہ اپنے ملک سے روانہ مدینہ طیبہ حرسہا اللہ تعالی کا ہوا جب سفر دریا سے فارغ ہوکے اس کنارہ یعنی مدینہ کیطرف اوترا
تو اتفاقا وہین قضا کے ہمراہ ہوئے اور اوسکو دفن کیا اور جناب رسولخدا نے بوحی الہی اوسکے انتقال سے اطلاع پائی اور اوسکے
جنازہ کی نماز مدینہ مین پڑہی اور طلب مغفرت اوسکی واسطے کی والعلم عند اللہ تعالی اور شدائد سے جو کہ واقع ہوئے بعد بعثت کے
جناب رسولخدا ع اور اصحاب باصفا پر منجملہ انکے ایک یہہ ہے کہ قریش جمع ہوئے دار ندوہ مین اور دار ندوہ وہ گہر تہا کہ جب قریش پر
کوئی مشورہ کسی امر مہم مین درپیش ہوتا تہا تو وہان جمع ہوکے مشورہ کرتے تہے الغرض دار ندوہ مین سب مشرکین نے باہم عہد کیا
اور ایک کاغذ لکہہ کے سب کی مہرین اوسپر ثبت کین کہ بنی ہاشم کے ساتھ کہانا نکہائین اور ہمکلام ہوون اور خرید و فروش و
غیرہ مساعدت کو بنی ہاشم سے موقوف کرین اور نکاح بہی کر موقوف ہو جائے جبتک بنی ہاشم جناب رسول اللہ کو قریش کے
حوالہ نکرین اور منجملہ اوس عہد کے یہہ بہی تہا کہ حسب المقدور سب لوگ ملکے اہتمام کرین کہ اسیطرح جناب رسولخدا کو قتل کرین

خواہ بمکر وحیلہ و یا ظاہر و علانیہ جب ابوطالب عم جناب رسالت پناہ اس عہد سے مطلع ہوے تو بنی ہاشم کو جمع کر کے مکہ کے پہاڑ پر جانا
ایک غار تھا اوسکے اندر لیگئے کہ اوسے شعب ابوطالب کہتے ہین اس شعب مین چالیس دن بنی ہاشم سواے اطفال و زنان مع
جناب رسولخدا کے تھے غرض گرد اس غار کے ایک دیوار بنا کے خوب مضبوط کیا اور پہرا ہوسنے کہا کہ اگر بقدر پرکاہ کے اذیت جناب
رسالت کو پہونچی تو مین تم سب لوگوسے مہاجرت کرونگا اور اوسکے عوض مین تمکو اذیت پہونچاونگا غرض شب و روز
نگاہبانی جناب رسالت کی کرتے تھے خصوص جب شب ہوتی تھی تو جہان جناب رسالت مآب استراحت فرماتے تھے وہان خود تلوار
لیکے حفاظت کے لیے مستعد رہتے تھے اور دو ساعت کے بعد حضرت کو بیدار کر کے دوسری جگہ لیجاتے تھے اور انکو اعمام و
اعمام ممدوحہ بندش و حراست رہتے تھے اور جو کوئی داخل مکہ ہوتا تھا مشرکین قریش کے خوف سے غلہ وغیرہ ماکولات بنی ہاشم کے
اوسکے ہاتھ کوئی بیچتا نہ تھا اور اگر کوئی بیچ بھی دیتا تھا تو اوس مال کو مشرک لوٹ لیتے تھے اور ابوجہل و عاص بن وائل
و نضر بن حارث شب بھر ابی سبطے قافلہ کے ناکون پر روکتے تھے اگر اوس قافلہ مین جنس ماکول ہوتی تھی تو بنی ہاشم
کو خریدنے نہین دیتے تھے اور وہ عہدنامہ [illegible] آویزان تھا اور حضرت خدیجہ کے پاس جسقدر مال تھا وہ سارا اسی
مین صرف ہوا جب موسم حج ہوتا تھا تو جناب رسولخدا شعب سے باہر تشریف لاتے تھے اور ہر قبیلہ پر گذرتے تھے اور سب سے
کہتے تھے کہ ہماری مدد کرو اور ابولہب بدستور سابق حضرت کے پیچھے پیچھے لوگونکو اعانت سے منع کرتا پھرتا تھا۔ غرض جو
لوگ شعب مین تھے وہ باہر نہین نکل سکتے تھے الا موسم حج مین اور ہر سال موسم حج مین ماکولات جو سال بھر کو کافی ہوون وہ
خرید لیتے تھے اور مشرکان قریش نے کہہ پیغام بھیجے ابوطالب کو کہ محمد کو ہمارے حوالہ کردے کہ ہم اوسکو قتل کر دین اور تو
اس شدت و عسرت سے نکل کہ ہم سرداری تیری بدستور مسلم کہینگے لیکن حضرت ابوطالب نے ہرگز قبول نکیا چنانچہ اسی
مضمون مین ایک قصیدہ لامیہ تصنیف کیا کہ چند شعر اوسکے یہہ ہین **عربیہ** ولما رأیت القوم لا ود فیہم

وقد قطعوا کل العری والوسائل   الم تعلموا ان ابننا لا مکذب   لدینا ولا یعنی بقول الاباطل   وابیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل   کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدا   ولما نطاعن دونہ ونناضل   ونسلمہ حتی نصرع دونہ
ونذہل عن ابنائنا والحلائل   لعمری لقد کلفت وجدا باحمد   واحببتہ حب الحبیب المواصل   وجدت بنفسی دونہ وحمیتہ
ودافعت عنہ بالذری والکواہل   فلا زال فی الدنیا جمالا لاہلہا   وشینا لمن عادی وزین المحافل   حلیما رشیدا حازما غیر طائش
یوالی الہ الحق لیس بماحل   فایدہ رب العباد بنصرہ   واظہر دینا حقہ غیر باطل   اور یہہ شعر ہم اسلیے یہان لکھتے
ہین کہ ظاہر ہو جاوے کہ جو لوگ اسناد کفر نسبت ابوطالب کی کرتے ہین نہین باعث اوسکا مگر عناد اہلبیت علیہم السلام اور یہ
اشعار کتب اہل سنت و جماعت مین بھی منقول ہین چنانچہ کتاب [illegible] مین مندرج ہین کہ یہہ کتاب کتب معتبرہ اہل سنت سے
ہے غرض جبکہ مطلع ہوے ان اشعار پر تو مایوس ہوے اور تنگ زیادہ تر کیا اہل شعب پر اور گرسنگی اون پر زور لاتی
تا بحدیکہ تمام مکہ مین بھوک اہل شعب کی ضرب المثل ہوگئے کہ اگر کوئی کہتا تھا کہ مجھے شکم سیر نہین ہے تو وہ کہتے تھے کہ کیا تو
بھی شعب ابیطالب مین رہا ہے غرض تا انکہ چار برس اسی مصیبت کے حضرت پر اور حضرت کی اصحاب پر گذرے پس حقتعالی نے
دیمک کو مسلط کیا اوس عہدنامہ پر کہ سب کو کہا گئی مگر خدا کا نام جو اوسپر لکھا تھا اوسکو بدستور رہنے دیا۔ اور حضرت جبرئیل

نی اس حال سی اطلاع جناب رسولخدا کو دی حضرت نی ابوطالب سی ماجرا بیان کیا پس ابوطالب اوٹھی اور [illegible] شعب
سی باہر آئی اور داخل مسجد الحرام ہوی اوسوقت مسجد الحرام مین مشرکین جمع تھی جب اونہون نی دیکھا کہ ابوطالب آتی ہین
گمان کیا کہ شاید فاقہ کشی کی مصیبت سی گھبرا گئی ہین اور راضی ہوی ہین کہ اب محمد کو سپرد ہماری کرینگی جب نزدیک پہونچی اونہین
سلام کیا اونہون نی تعظیم دی اور اپنی پاس بیٹھلایا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ اب پشیمان ہوی ہو اور قصد ہی کہ حوالہ کرو ہماری
محمد رسول اللہ کو ابوطالب نی کہا کہ یہہ گمان تمہارا غلط ہی بلکہ ہماری پیغمبر نی خبر دی کہ جو کاغذ تمنی خانہ کعبہ مین آویزان کیا ہی
اوسی دیمک کہا گئی اور اوسمین صرف خدا کا نام باقی ہی پس اگر یہہ سچ ہی تو تم نادم ہو اپنی افعال سی اور جو قصد کیا ہی قطع
رحم کا اوسی توبہ کرو اور اگر یہہ بات غلط ہی تو مین محمد رسول اللہ کو تمہاری حوالہ کر دونگا پس مشرکین اس پر راضی ہوی اور
وہ کاغذ منگایا اور دیکھا جسطرح ابوطالب کہتی تھی اوسیطرح سی نکلا پس مشرکین نی کچھہ نکہا اور متفرق ہوی اور بعض نی
کہ بنی ہاشم سی صداقت رکھتی تھی کہا کہ ہم پشیمان ہوی اپنی لکھی سی اور بیزار ہوی اپنی کہی سی اوسوقت جناب رسولخدا
مع جمیع اقربای بنی ہاشم شعب سی مکہ مین تشریف لائی اور اوس شدت گرسنگی سی نجات پائی جس روز کہ شعب سی باہر آئی
اوسی دو مہینی یا پانچ روز کی بعد ابوطالب نی وفات پائی علیہ السلام وجزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزا اور تہوڑی دن کی بعد
حضرت خدیجہ نی بہی انتقال فرمایا صلواۃ اللہ علیہا وعلی بعلہا وسبطیہا اوس سال کو عام الحزن کہتی ہین اور کیفیت دونو فوتون کی
اسطرح پر ہی کہ ابوطالب جب نہایت مریض ہوی اور نوبت احتضار کی پہونچی اور جناب رسولخدا آئی وہ حالت مشاہدہ فرمائی تو بہت
روئی اور فرمایا کہ ای عم تمنی میری تربیت کی اوس زمانی مین کہ مین کمسن تہا و ہم بی مادر و بیپدر اور نصرت کی میری جب مین
بڑا ہوا باوجود کثرت دشمنون اور میری تنہائی کی خدا جزای خیر دی تمہین بہت زحمتین میری واسطی تمنی اوٹھائین پس شہادتین
کہو کہ مین تمہاری شفاعت خدا کی نزدیک کرون پس لب ابوطالب کی متحرک ہوی اور عباس نی کان دیکر سنا اور جناب رسولخدا
سی عرض کیا کہ جو تم چاہتی تہی واللہ وہی ابوطالب نی کہا اور جب حضرت خدیجہ پر وقت احتضار آیا جناب رسولخدا اونکی
بالین پر تشریف لائی قطرات اشک دیدہ حق بین سی جاری ہوی اور فرمایا کہ ای خدیجہ بہت گران ہی مجہپر کہ تمہین اس حال مین
دیکہون اور جناب حق سبحانہ حکیم ہی بہت سی مصلحتین اوسنی اس مفارقت مین رکھین ہین پس بتحقیق کہ جناب باری نی مقدر
کیا ہی کہ بہشت مین چار بیبیون سی میری تزویج کری کہ وہ تم اور بنت عمران وکلثوم و آسیا ہونگی حضرت خدیجہ نی فرمایا کہ جو
رضا جناب باری عز اسمہ ہوی ہم اوسپر رضا مند ہین بعد اوسکی عرض کی کہ یا رسول اللہ چونکہ وقت انتقال ہی ایک لحظہ
میری پاس توقف فرمائی تا کہ مین آپکو وداع کرون اگر کوئی اسعرصہ مین مجہسی تقصیر ہوئی ہو تو معاف فرمائی اور دوسری
نظر مرحمت سی مجہی نہ گرا دیجیگا اور میری خدمتین یاد کر کی فاتحہ سی یاد کیجیگا اور مین آپسی بہت سنتی رہی ہون
حال وحشت قبر و فشار کا پس میری آرزو یہہ ہی کہ میری قبر مین قدم رنجہ فرمایئگا تا کہ آپکی برکت قدم کی سی مجہکو تنگی قبر و ہول
فشار سی نجات حاصل ہو اور ایک عرض اور ہی کہ بمشافہہ اوسکی عرض کرنی مین حیا مانع ہی مین فاطمہ سی کہونگی وہ
آپسی عرض کر دیگی اور نیز فاطمہ کی طرف سی مجہکو بہت تشویش ہی کہ وہ اس کمسنی مین ماں سی جدا ہوتی ہی نظر
التفات اوسی دریغ نہ رکہیگا ہر حال مین ملتفت اوسکی طرف رہیگا ایسا نہو کہ خاطر اوسکی افسردہ و ملول ہو کہ دل دختر کا بی مادر

نازک ہوتا ہی جناب رسول خدا نی فرمایا کہ ای خدیجہ خدا راضی ہو تمہی تمنی کہ حفظ و حمایت رسولخدا مین کسی طرحسی کوتاہی نہ کسی اور ترا بہی
جان و مال سی دریغ نکیا اور بہت مصیبتین میرے سبب سی اوٹہائین اور دل میرا تمہاری فراق مین بریان اور انکہین اشک بار ہین
فاطمہ کیطرف سی اطمینان رکہو کہ حقتعالی نیک نگہبان ہی اور فاطمہ پارہ جگر اور ضیای نظر میری ہی بعد اوسکی بچشم اشکبار ہین
خدیجہ سی اوٹہہ کی باہر آئی اور جناب سیدہ کو حضرت خدیجہ کی پاس بہیجا کہ وصیت سنین پس حضرت خدیجہ نی کہا کہ ای دختر
اپنی باپ سی کہو کہ کپڑا اپنی جسم مبارک کا بعد انتقال میری کی مجکو پہنائین کہ اوسکی برکت سی حقتعالی مجہپر رحم فرمائیگا جب جناب
رسولخدا نی یہہ بات سنی تو اپنی دوش مبارک سی ردا اوتار کی جناب سیدہ کو دیکے اور کہا کہ اسی اپنی مادر کو دو کہ وہ
خوشنود ہون اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اوسوقت حضرت جبرئیل نازل ہوی اور جناب رسولخدا سی فرمایا کہ حقتعالے
کیطرفسی خدیجہ کو سلام پہونچاؤ اور کہو کہ ہم اپنی جود و کرم سی خدیجہ کو پارچہای عنبر سرشت بہشت مین کفن دینگی غرض
جب حضرت خدیجہ نی انتقال کیا تو اونکو حجون مین دفن کیا اور موافق وصیت جناب رسولخدا اونکی قبر مین بیٹہی کی اور حدیث
مین وارد ہوا ہی جناب امیر علیہ السلام سی جسوقت نام حضرت خدیجہ کا جناب رسولخدا کی سامنی مذکور ہوتا تہا تو بہت روتی
تہی چنانچہ ایکدن جناب رسولخدا خدیجہ کی دوستی پر روتی تہی عایشہ نی کہا کہ یا رسول اللہ کیون روتی ہو یہہ ایک زن عجوزہ
قطعی قبیلہ بنی اسد مین سی تہی یہہ سنکی حضرت متغیر ہوئی اور فرمایا کہ خدیجہ نی میری نبوت کی تصدیق کی اوس زمانی
مین کہ تم سب میری تکذیب کرتی تہی اور ایمان لائی اوس زمانی کہ جب میری دین کو کوی ایمان نہین لایا تہا اور وہ لوگ تہی
وہ اور تم عقیم ہو غرض جب حضرت خدیجہ اور ابوطالب نی دنیا سی رحلت کی تو تشدد و عداوت قریش نسبت اون حضرت کی
زیادہ ہوی چنانچہ ایکدن ابولہب نی جناب رسولخدا سی کہا کہ جب تک ابوطالب زندہ تہی آپکی طرف سی مجکو اطمینان
حاصل تہا مگر اب جو اونہون نی انتقال کیا تو مین آپکی اعانت کرون گا بعد اسکی ابن عیطلہ نی جناب رسول کو ایکمرتبہ
اذیت دی ابولہب نی اوسکو خوب گالیان دیئین اور مارا اوسنی قریش سی جاکی کہا کہ اب ابولہب بہی اپنی بہتیجی کی دین
کی طرف مایل ہی قریش جمع ہو کی ابولہب کی پاس آئی اور حال دریافت کیا ابولہب نی کہا کہ مذہب تو مرا وہی ہی مگر
اسکو بسبب صلہ رحم کی جناب رسولخدا پر تعدی نکرنی دون گا پس خوف ابولہب سی کوی شخص جناب رسولخدا سی
متعرض نہوا تا انکہ عتبہ و بن ابی معیط و ابوجہل نی ابولہب کو حضرت جناب رسولخدا سی منع کیا بعد اوسکی جناب پیغمبر خدا
کو انواع انواع کی اذیتین مکہ مین پہونچین اوسوقت حضرت نی ارادہ کیا طایف کا کہ شاید بنی ثقیف محافظت کرین اور حضرت
پاس تین آدمیون کی جو حبیب و مسعود و عبد یالیل بن عمرو تہی آئی اور شکوہ قریش کا اونکی سامنی کیا تو اونہون نی
استہزا کیا اور مسخر سی ایک نی کہا کہ کیا خدا عاجز تہا کہ سوای تمہاری کسی اور کو رسول کرتی اور دوسری نی کہا
کہ اگر تم پیغمبر ہو تو شان تمہاری ارفع ہی ایسی کہ تم ہمسی کلام کرو اور اگر تم پیغمبر نہین تو تمنی خدا پر افترا کیا ہی پہر وہ اپنی
قوم کی پاس گئی اور اونکو اطلاع کی اور دونو طرفسی آپکی صف باندہی اور حضرت کی جسم مبارک پر سنگ باران شروع
کی لیکن حضرت جنبش نہین کرتی تہی یہان تک کہ اونہون نی اسقدر سنگ مارا کی موزوں کی تہ پای مبارک جناب رسولخدا سی خون جاری تہا ایک دیوار
باغ کی سایہ مین تکیہ کرکی بیٹہہ گئی اور وہ باغ مین عتبہ بن ربیع و شیبہ بیٹہی تہی چونکہ حضرت دونون کی عداوت کو جانتی تہی ناگوار ہوا کہ یہہ مجکو

اس حال سے دیکھیں انہوں نے جب حضرت کو دیکھا تو اپنے غلام کے ہاتھ کہ مسمی عداس تھا تھوڑے سے انگور حضرت کے واسطے بھیجے
جب وہ آیا حضرت نے فرمایا کہ تو کس جگہہ سے ہے اوسنے کہا کہ میں اہل نینوی میں سے ہوں حضرت نے فرمایا کہ نینوی وہ شہر ہے
کہ مرد صالح یونس بن متی وہیں رہتا تھا اوسنے کہا کہ حضرت آپ یونس کو کیونکر جانتے ہیں فرمایا کہ خدا اپنے پیغمبر کو جاہل نہیں
رکھتا جناب باری نے یونس کے مجھکو خبر دی ہے پس حضرت نے کیفیت احوال یونس کے بیان کی عداس حضرت کے پاؤں پر گر پڑا
اور قدم مبارک چومتا تھا جب عتبہ بن ربیع اور شیبہ نے عداس کو اس حالت میں دیکھا اوسکو بولا لیا سبب اسکا دریافت
کیا جب اوسنے بیان کیا بہت ہنسے اور کہا کہ محمد فریبی ہے ہر شخص کو فریب دیتا ہے تو اوسکی باتوں پر فریفتہ مت ہو ـ
علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہے کہ جب جناب رسولخدا نے طائف سے مراجعت کی اور مکہ کے قریب پونہچے تو احرام عمرہ کا باندھے
ہوے تھے مگر خوف قریش سے متحیر تھے کہ کیونکر داخل ہوں پس ہمراہ غلام اپنے کے جو زید بن حارثہ تھا شعب میں مخفی ہوے
اور ایک شخص قوم مسلم کو اخنس بن شریف کے پاس بھیجا تاکہ قریش سے امان طلب کرے اور حضرت داخل مکہ ہوکر طواف
بیت اللہ وصفا بجالاویں اوسنے جواب دیا کہ میں قریش میں سے نہیں ہوں شاید امان دینا مرا قبول نکریں لہذا سہیل بن
عمرو کے پاس بھیجا اوسے یہہ درخواست کی اوسنے بھی قبول نہ کیا پھر مطعم بن عدی کے پاس زید بن حارثہ کو بھیجا اور امان اوسے
طلب کی اوسنے کہا کہ وہ میری پناہ میں ہیں جب چاہیں آویں اور عمرہ بجالاویں حضرت تشریف لائے مطعم نے اپنے دو
بیٹوں سے کہا تم آپکے ساتھ جاؤ یہہ میری امان میں ہیں کوئی اذیت نہ پہونچاوے پس جناب رسولخدا مسجد الحرام میں تشریف
لائے اور چاہا کہ طواف کریں قریش مستعد ہوئے کہ اذیت دیں خصوصاً ابوجہل ملعون نے غل مچایا کہ اب ابوطالب اسکا
حامی مرگیا ہے اسکو قتل کرو مطعم بن عدی نے کہا کہ انکو میرے بیٹوں نے امان دی ہے ابوجہل مطعم کے پاس گیا اور کہا تو شاید
ایمان لایا ہے اسپر اوسنے کہا کہ ایمان تو نہیں لایا مگر یہہ میری امان میں ہیں اوسنے کہا کہ اچھا تیری امان کو ہم نہیں توڑینگے
بعد ایک دو روز کے حضرت مکہ سے باہر نکلے ہر چند مطعم نے کہا کہ تم چاہو ایک مہینہ میری امان میں رہو حضرت نے فرمایا کہ اب
پناہ مشرکین میں نہ رہونگا اور کوئی طایفہ اور کوئی قبیلہ حضرت کو پناہ میں نہ رکھتا تھا پھر بنی کندہ کے پاس آئے اور اونکو دعوت
کی اونہوں نے قبول نہ کیا اسیطرح بنی حنیفہ نے دعوت قبول نکی بلکہ اذیت دی یہانتک ہوا کہ جس سمت کو حضرت جاتے
کفار نہایت اذیتیں پہونچاتے تھے یہانتک نوبت پہونچی کہ نہ تو آپ گھر سے باہر نکل سکتے تھے اور نہ رہ سکتے تھے
اور کفار حضرت کے قتل پر آمادہ تھے پس حضرت نے ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھکر درگاہ جناب حق سبحانہ وتعالی میں عرض کی
اللهم انی اشکو الیک ضعف قوتی وقلة حیلتی وهوانی علی الناس انت ارحم الراحمین وانت رب المستضعفین
فانت ربی الی من تکلنی الی بعید یتجهمنی ام الی عدو ملکته امری ان لم یکن منک علی غضب فلا ابالی ولکن
عافیتک اوسع لی اعوذ بنور وجهک الذی اشرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدنیا والآخرة ان یحل
بی غضبک وتنزل بی سخطک لکن لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوة الا بک جب موسم حج ہوتا تھا حضرت
تشریف لیجاتے تھے اور قبائل عرب کو دعوت باسلام فرماتے تھے ابولہب ملعون حضرت کے سر مبارک پر پتھر مارتا تھا اور دشنام
دیتا تھا تفسیر علی بن ابراہیم میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ موسم حج میں دو نفر خزرج میں سے ایک اسعد بن زرارہ دوسرے ذکوان

بن عبد قیس تھا اتنی اور یہہ دونو طایفہ ایک اوس اور دوسری خزرج مدینہ مین تھی اور سالہا سال سی اونمین برابر واقع تھا جنگ
سی ہر وقت مسلح اور آمادہ جنگ و پیکار رہتی تھی اور یہہ سعد بن زرارہ عتبہ و شیبہ سی محبت رکھتا تھا اونھی کی پاس
گیا اور چاہا کہ یہہ واسطہ ہون درمیان صلح و آشتی تاکہ رفع فساد ہوجاوی عتبہ نی کہا کہ ہمکو ایک شغل ہی اوسنی کہا کہ تم
حرم خدا مین امن و امان سی رہتی ہو کیا ایسی مہم ہی تمکو اوسنی کہا کہ ایک شخص دعا کرتا ہی کہ مین پیغمبر ہون خدا کیطرف سی اور ہمکو
سفیہ اور احمق جانتا ہی اور ہماری اصنام کو دشنام دیتا ہی اور جمعیت ہماری متفرق کردی ہی اسعد نی کہا کہ وہ کون ہی کہا
کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا ہی اور یہہ اسعد و ذکوان و تمام قبیلہ اوس و خزرج اپنی علما مین یہود کی بنی نضیر و بنی قریظہ
و بنی قینقاع سی سنتی تھی کہ وقت ظہور پیغمبر کا آیا ہی کہ مکہ سی مدینہ کو ہجرت کریگا اور تمام یہود اور مشرکین اوسکی ہاتھ
سی ماری جاوینگی یا اوسپر ایمان لاوینگی اور تمام قبایل عرب اوسکی سامنی ذلیل ہونگی اسعد نی اپنی دلمین سمجھا کہ یہہ وہی پیغمبر
ہی اوسنی کہا کہ اب وہ کہان ہین عتبہ نی بیان کیا کہ یہہ جو حجر اسمعیل مین بیٹھی ہوی ہین اور یہہ اپنی شعب سی باہر نہین نکل سکتی
مگر موسم حج مین اور ای سعد تو اونسی ہرگز بات نکرنا کہ وہ ہر ایک کو باتونمین فریفتہ کرتی ہین ایسی سحر البیان ہین ایسا نہو کہ
تو بھی اونپر ایمان لاوی سعد نی کہا پھر مین کیا کرون کہ حرم مین جانا مجھی ضرور ہی کیونکہ عمرہ لایا ہون عتبہ نی کہا کہ اپنی کانون
پر پٹی باندلی کہ اونکی کوئی بات نہ سنی اسعد کانونمین پٹی باندہکی داخل مسجد الحرام ہوا اور طواف شروع کیا جب شوط اول مین
برابر حجر اسمعیل کی آیا تو دیکھا کہ جناب رسولخدا مع اصحاب کی حجر مین تشریف رکھتی ہین جب شوط ثانی مین وہین پہونچا تو اپنی دلمین سوچنی
لگا کہ مجھسی زیادہ کوئی بیوقوف نہوگا کہ ایسا امر عظیم مکہ مین واقع ہوا ہوی اور اتفاقا مین یہانتک آیا ہون اور تفحص نکرون اور حقیقت حال سی مطلع
نہون جب مدینہ مین پہونچونگا اور لوگ پوچھینگی تو کیا بیان کرونگا یہہ سوچکی روئی کانونسی نکال ڈالی اور انعموا صباحا کہ
قریش مین بجای سلام کی مروج تھا جناب رسولخدا سی کہا حضرت نی فرمایا کہ حقتعالی نی بہتر اس سی ایک کلمہ واسطی تحیہ کی قرار
دیا ہی وہ کیون نہین کہتا اوسنی پوچھا وہ کیا ہی حضرت نی فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ اور یہی تحیہ
اہل بہشت کا ہی اسعد نی عرض کی یا حضرت آپ کس چیز کیطرف دعوت کرتی ہین لوگونکو حضرت نی فرمایا کہ وحدانیت پروردگار کی
طرف اور اسکی کہ مین پیغمبر اوسکا ہون اور شرک نکرنا ساتھ خدا کی اور نیکی کرنی اپنی ماں باپ سی اور اپنی اولاد کو بخوف
گرسنگی قتل نکرنا اور فواحش مثل زنا و لواطہ و چوری وغیرہ کی مرتکب ہونا اور بایکدیگر ناحق لڑائی کرکی ایک دوسری کو
قتل نکرنا اور ناحق مال یتیم کا نکھانا اور وزن سی کم ندینا اور زیادہ نہ لینا اور ظلم اپنی نفس پر و در صورت اختیار غیرون
پہ نکرنا اور جو عہد کہ حقتعالی سی کیا ہوی اوسپر وفا کرنی یہہ باتین سنکی اسعد کا دل نور ایمان سی منور ہوا اور فورا
اقرار شہادتین کا کیا اور عرض کی کہ فدا ہون مین آپ پر ہم اہل یثرب سی ہین اور طایفہ خزرج سی ہین اور ہمارا ایک اور قبیلہ بھی ہی
کہ اوسی اوس کہتی ہین ہم مین اور اوس طایفہ مین رشتہ محبت ٹوٹ گیا ہی اور ایسی زیادہ کوئی سوا حضرت کی عزیز و ملتی
مرتبہ نہین امید ہی کہ یہہ امر عظیم آپکی دست مبارک پر تمام ہوی اور ایک شخص اور بھی میری طایفہ سی یہان میری ساتھ
آیا ہی وہ بھی حاضر ہوکی اسلام قبول کریگا قسم ہی خدا کی ہم یہود سی سنتی تھی کہ آپ جلد ظہور فرماوینگی اب امید ہی
کہ ملا دیہاری جلد بمحل ہجرت و مقام قدوم خدام حضرت کا ہوینگی اور حمد خدا کرتی ہین ہم کہ اوسنی ہمکو آپ تک پہونچایا ہم کو

طرف اسواسطے یہان آئی تہی کہ کوئی شخص ایسا ملی کہ باعث صلح کا درمیان دونو قبیلون اوس و خزرج کی ہووی اسی اثنا مین ذکوان بہی وہین آیا اسعد نے ذکوان سی کہا کہ یہہ وہی نبی موعود ہین جنکی تعریف یہود بیان کرتی تہی ذکوان بہی اسلام لایا پہر اون دونون نے عرض کی کہ ایک شخص ایسا ہماری ساتھہ پیغمبر روانہ فرمائی کہ لوگونکو دعوت کری خدا کی وحدانیت اور آپکی رسالت طرف اور ہم لوگونکو قرآن تعلیم کری جناب رسول خدا نے مصعب بن عمیر کو کہ جوان شریف النسب ظریف تہا اور شعب مین بہی ساتھہ حضرت کی رہا تہا اسعد اور ذکوان کے ساتھہ کیا اس مصعب کو قرآن بہت سا یاد تہا غرض یہہ لوگ جب مدینہ مین پہونچی اور اون لوگونکو خبر دی ہر ایک گروہ و جماعت سی ایک ایک دو دو آدمی اسلام لائی اور مصعب اسعد کی گہر مین رہتا تہا اور ہر روز مجالس طایفہ خزرج مین جاتا تہا اور دعوت طرف اسلام کی کرتا تہا جب کہ عبد اللہ ابن ابی کو کہ بزرگ و سردار قبیلہ خزرج تہا اطلاع ہوی وہ بہت برہم ہوا الغرض اسعد کا گو خفیف ہوا اسعد نے مصعب بن عمیر سی کہا کہ سعد بن معاذ میرا خالہ زاد شریف و جلیل و عاقل قبیلہ اوس ہی قبیلہ اوس اوسکی صلاح سی ہرگز باہر نہین رکہتا اگر وہ مسلمان ہو جاوی تو انشاء اللہ اسلام کو بڑی ترقی ہوگی یہہ سنکی مصعب مع اسعد کی اوس محلہ کو گئی اور ایک کنوئین پر بیٹہ گئی چند لوگ محلہ کی جمع ہو گئی مصعب نے چند آیتین قرآن کی تلاوت کین جب یہہ خبر سعد کو پہونچی تو اسید بن حضیر کو بہیجا اور کہا سعد سی کہو کہ عداوت کو زیادہ نکرے ... آئی ہی اوسکو سمجہادو تا اپنی ملک کو جاوی جب اسید سامنی آیا تو اسعد نے کہا کہ اگر یہہ شخص ہماری ساتہہ ہو جاوی تو نہایت مناسب ہی غرض اسید نے پیغام دیا اسعد نے کہا ایک لمحہ ہماری پاس توقف کر کہ تہہ دین اسلام عرض کرین اگر تجہی پسند آیا تو قبول کرنا والا اختیار ہی غرض جب اسید بیٹہا تو مصعب نے قرآن پڑہنا شروع کیا اسید نے کہا جب کوئی مسلمان ہو تو کیا چاہئی اسعد نے کہا غسل کری لباس پہنکی اقرار شہادتین کرنا چاہئی پس اسید نے فوراً کنوئین مین غوطہ لگایا بعد اوسکی کہا کہ شہادتین مجہی عرض کرو مصعب نے شہادتین تلقین کین غرض اسید مسلمان ہوا اور دو رکعت نماز پڑہی بعد اوسکی اسید نے کہا کہ مین ایک حیلہ کر کی سعد کو تیری پاس بہیجونگا یہہ کہکی سعد کی پاس گیا سعد نے اسید کو دیکہا تو کہنی لگا کہ قسم خدا کی مونہہ اسید کا نورانی ہو گیا ہی یہہ کہکی خود بہی مصعب کی پاس گیا اور سماعت قرآن کی کی مصعب نے سور حم مین سی ایک سورہ پڑہا قرآن سنتی ہی میل بہم پہونچی مصعب نے اسعد سی کہا کہ گویا خدا نے محبت ایمان کی اسکی دلمین پہلی سی ڈال دی تہی پس سعد بن معاذ نے اپنی کپڑی گہر سی منگوائی فور غسل کر کی اقرار شہادتین کر کی مسلمان ہوا بعد اوسکی سعد بن معاذ نے مصعب کو اپنی ساتہہ لیا اور اپنی محلہ مین پہونچ کی کہا کہ اب لوگونکو طرف اسلام کی ظاہر و علانیہ دعوت کر اور کسی کا خوف نکر اور خود تمام قوم مین ندا کی کہ آج کوئی لڑکا اور عورت باقی نرہی مگر یہہ کہ سب حاضر ہوں کہ آج دن شرم و حیا کا نہین جب سب لوگ حاضر ہوی تو سعد بن معاذ نے کہا کہ میرا کیسا مرتبہ ہی تم سب کی نزدیک سب نے کہا کہ تم بزرگ اور سید و مطاع قوم کی ہو جو چاہتی ہو بیان کرو کہ ہم تابعدار ہین سعد بن معاذ نے کہا کہ ای مردان و زنان تم مین سی کوئی مجہسی بات نکری اور بات کرنی تمکو حرام ہی جبتک کہ پہلی گواہی دو کہ محمد رسول خدا ہین اور حمد ہی خدا کو کہ ہمیں کرامت کی ایسی پیغمبر اور یہہ وہی نبی موعود ہی کہ سالہا سال سی یہود جنکی ظہور کی خبر دیتی تہی پس اوسدن کوئی گہر نرہا اوس محلہ و طایفہ مین کہ سارا وہ مسلمان نہوا اور اسلام مدینہ منورہ مین شایع ہوا

اور جبکہ

اور اعیان و اشراف و لوگ طایفہ کی داخل اسلام ہوی اس حال کی اطلاع عریضہ مین مصعب و وجوہ مدینہ نی خدمت با سعادت
جناب رسولخدا مین لکھی منجملہ اصحاب کرام ایک عرصہ تک مصیبت مین مبتلا رہی تھی ایک ایک دو دو آدمیونکو جناب رسولخدا
مدینہ کیطرف روانہ کرتی تہی جب وہ لوگ مدینہ مین پہونچی دو نو طایفہ بکمال مہمانداری اونکی کرتی تہی - جب موسم
حج کا آیا اشراف و اعیان اوس و خزرج مکہ مین آئی اور خدمت جناب رسولخدا مین حاضر ہوی تو حضرت نی اونسی فرمایا
کہ اگر مین تمہاری بلاد مین آؤن تو میری محافظت شر قریش و یہود سی کروگی کہ ثواب اوسکا خدا سی پاوگی اور مین ضامن بہشت
اونہون نی عرض کی کہ جو عہد چاہو ہمسی لو پہر عرض کی اونہون نی کہ بارہوین شب ذیحجہ جو لیال تشریق ہی آپ
ہمسکو عہد کرین گی جب وہ شب آئی تو متصل حجرہ عقبہ کی خانہ عبد المطلب مین سب لوگ جمع ہوی اور جناب رسولخدا
جناب امیر و حضرت حمزہ بھی وہین تہی عرض ستر آدمیون نی بیعت آنحضرت سی کی اور اقرار کیا کہ اپنی جان و مال راہ خدا
مین پیغمبر پر فدا کرین اور شر قریش و یہود سی محافظت کرین اور جناب رسولخدا نی بھی اقرار کیا کہ وہ لوگ دنیا مین صاحب
عزت و حشمت ہوینگی اور روز قیامت اونکو اپنی ساتھ لیکی بہشت برین تشریف لیجاینگی بارہ نقیب یعنی رئیس اونکی
انتخاب کئی نو قبیلہ خزرج سی تھی اور تین اوس سی کہ اونہون نی عہد کئی اور ضامن اپنی قبیلہ کی ہوی شیطان جب
اس بیعت سی مطلع ہوا تو ندا کی اوسنی کہ ساری مشرکین نی اپنی گہرونمین سنی کہ ای جماعت قریش عرب تم لوگ اپنی گہرون مین آرام
سی بیٹہی ہو تم کو اطلاع نہین کہ محمد رسول اللہ متصل حجرہ عقبہ تشریف رکہتی ہین اور قبیلہ اوس و خزرج نی
بیعت اونکی کی ہی اور تمہاری جنگ کی جب اہل مکہ نی یہہ سنا تو سب نی سلاح اپنی اپنی باندہی جناب رسولخدا
نی انصار سی فرمایا کہ متفرق ہو جاو انصار نی عرض کی کہ اگر اجازت ہوی تو اونسی جنگ کرین حضرت نی فرمایا کہ ابہی امر
بجہاد نہین ہوا ہی انصار نی عرض کی کہ ہم ہمارے ساتھ چلیئی کہ انسی بات ہست کرین حضرت نی فرمایا کہ منتظر امر الہی کا ہون
پہر سب انصار اپنی جگہ کو گئی اور جناب امیر المومنین و حضرت حمزہ قریش کی سامنی گئی قریش نی پوچہا کہ یہہ جمعیت کیسی
ہی جناب امیر و حضرت حمزہ نی کہا کہ ہمارے پاس اسوقت ایک متنفس نہین یہہ سنکی وہ پہر گئی دوسری دن عبد اللہ بن ابی
کی پاس گئی اور کہا کہ ہمنی سنا ہی کہ تیری قوم نی بیعت محمد کی کی ہی عبد اللہ نی قسم کہائی کہ ہرگز کسی نی بیعت نہین کی
اور مجکو ہرگز اطلاع نہین حقیقت مین اوسنی سچ کہا کہ انصار اوسکو ساتھ اپنی ساتھ خدمت جناب رسولخدا مین نہین لیگئی تہی
الغرض انصار روانہ مدینہ ہوی اور جناب رسولخدا نی مسلمانونکو آہستہ آہستہ روانہ مدینہ کیا تا آنکہ باقی نرہی مکہ مین مگر جناب
رسولخدا و حضرت علی ابن ابیطالب اور چند پیر مرد و زنان بیوہ کہ ضعیف و عاجز اور قادر حرکت پر نہ تہی اور جب قریش کو دریافت
ہوا کہ اب فی الجملہ شیرازہ دین محکم ہوا اور اہل مدینہ نی بیعت آنحضرت کی اور بر جنگ قریش کی کمر کی - تو چالیس نفر کہین گہر
دار الندوہ مین مشورہ کی لیئی مجتمع ہوی اوسوقت شیطان بشکل پیر مرد کی بنکی داخل اوس مشورہ گاہ کی ہوا - ابوجہل نی کہا کہ
رای میری یہہ ہی کہ خفیہ ایک شخص کو بہجین کہ محمد کو قتل کری اگر بنی ہاشم اوسکو قتل کرنا چاہین گی تو ہم ایک کیا بلکہ دس
مرتبہ دیت دیسکتی ہین شیطان نی کہا کہ یہہ رای صحیح نہین کیونکہ اول تو یہہ ہی کہ قاتل جناب رسولخدا کا لا محالہ مقتول
ہوگا ہرگز نہین بچیگا پس ایسا کون ہی کہ اپنی جان کہوائی اور دوسری بنی ہاشم ہرگز دیت پر راضی نہوگی جبتک کہ

[illegible]

مثل خزاعه وغیره کی پهر لاچار لڑائی کرنی پڑیگی اور خزاعه کی جو اوسکی هم قسم هین وه مستعد پیکار هونگی اسطرحسی تمام قریش مین فساد پهیلیگا آخرکو سب کشتی تمام هونگی اور ایک شخص نی کهاکه میری صلاح یهه هی که رسولخدا کو حبس کرین اور کهانا اسقدر دین که سد رمق کو بهی کافی نهو شیطان نی کهاکه یهه اوسی سی بهی بدتر هی کیونکه بنی هاشم جب یهه بات سنینگی جب موسم حج کا آئیگا جو قبایل یهان مجتمع هونگی اونکی اعانت سی رسولخدا کو چهوڑا لینگی پهر ایک شخص نی کهاکه رسولخدا کو مکه سی نکالدو اور پهر باطمینان تمام اپنی خداؤنکی عبادت مین مشغول رهو شیطان نی کهاکه یهه رای دونونسی بدتر هی کیونکه ایسی فصیح سحر البیان کو مکه سی نکالکی کسطرح مطمین هوسکتی هو که وه جاکی لوگونکی دل فریفته کریگا پهر نهین معلوم که کسقدر جمعیت سی تمهاری طرف رخ کری اور تمهین مکه مین رهنا مشکل کردی اوسوقت سب حیران هوی اور کهنی لگی که رای صحیح کیا هی شیطان نی کهاکه رای صحیح یهه هی که هر قبیله اور طایفه سی دو دو آدمی جمع کرو ایک آدمی بنی هاشم سی بهی متفق کرو بعد اوسکی جمع هوکی بهیئت مجموعی جناب رسولخدا پر حمله کرو اور اونکی بدن مبارک پر ایک ایک وار سب لگائین تاکه وه حضرت شهید هون جبکه سب لوگ شریک اونکی خون مین هونگی تو پهر بنی هاشم کسطرح دیت لی سکتی هین کیونکه خود اونمین سی بهی تو ایک آدمی شریک هوگا اگر زیاده اصرار دیت کی واسطی کرینگی تو تم جمع هوکی دیت دیدینا پس سب نی اس رای کو پسند کیا اور کهاکه اسقدر دیت دینا کیا مشکل هی غرض سب نی اتفاق جناب رسولخدا کی قتل پر کرلیا اور هر هر قبیله سی لوگ جمع کئی بنی هاشم مین سی ابولهب شامل اونکی هوا اوسوقت حقسبحانه وتعالی نی اپنی حبیب کو اطلاع اس مشورت کی دی اور یهه آیه نازل هوا واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین اور امر کیا حقتعالی نی آنحضرت کو اس شهر سی باهر جاؤ اور علی ابن ابیطالب کو اپنی جگه سلا جاؤ اوسدن قصد کیا قریش نی که آج شب کو شبخون حضرت پر لیجائین اوسروز مشرک لوگ نهایت مسرور تالیان بجاتی پهرتی تهی اور اسقدر خوشی تهی که ضبط نهین کرسکتی تهی غرض جب شب هوی تو ستر آدمی مشرکین سی جمع هوکی خانه فیض کاشانه جناب رسولخدا پر آئی اور قصد کیا که اندر گهس جائین اور اپنا مطلوب حاصل کرین لیکن ابولهب مانع هوا اور کهنی لگا که اس گهر مین لڑکی وعورتین بهت هین ایسا نهو که بدنامی هوی شب بهر پاسبانی کرین کی اور صبحکو جناب رسولخدا کو شهید کردینگی پس آس پاس حضرت کی گهر کی وه لوگ لیٹ رهی اور جناب رسولخدا نی ارشاد فرمایا که فرش حضرت کا بچهائین اور حکم دیا ابوبکر و هند ابن ابی هاله کو که باهر مکه کی جائین اور کسی مقام مین انتظار حضرت مین بیٹهین جب وه دونو روانه هوی تو حضرت نی جناب امیر سی فرمایا که ای علی مجهپر اپنی آپ کو فدا کرسکتی هو جناب امیر نی عرض کی که یهه مجهپر احسان هی حضرت نی فرمایا که پهر میری فرش پر سو رهی اور میری چادر اوڑهلو بعد اوسکی جناب امیر کو سینه سی لگایا اور دونو حضرت رونی لگی جناب رسولخدا نی امر بصبر فرمایا اور ارشاد کیا که ای علی حقسبحانه وتعالی امتحان اپنی بندونکا بقدر اونکی مرتبه کی کرتا هی اسیواسطه سب سی زیاده مصیبت انبیا کو هوتی هی اور بعد اونکی جس شخص کا جو مرتبه هی اسقدر مصیبت اوسکی هوتی هی اور بتحقیق ای بهای تمهارا

بهی

ہی امتحان آپکی حق سبحانہ تعالی نی جب کہ امتحان کیا اپنی خلیل ابراہیم کا اور اپنی ذبیح اسمعیل کا پس صبر کرا ہی بہائی
صبر ہی اور ای نور دیدہ میری اور رحمت خدا کی نزدیک نیکوکارونکی ہی اوسوقت جناب امیر علیہ السلام فراش پر یعنی چادر
لی کی لیٹ گئی اور حضرت جبرئیل اور حضرت ہاتھہ مین ہاتھہ لئی ہوئی سورہ یٰس کے تلاوت کرتی ہوئی گہر سی باہر نکلی جب آیہ
وجعلنا من بین ایدیهم سدا ومن خلفهم سدا فاغشیناهم فهم لا یبصرون کی تلاوت کی تو اونکی
طرف پہیر کر دم کر دی اور مٹھی مین تہوڑی سی خاک اوٹھا کی انکی طرف ڈال دی پہر اونہون نی حضرت کو نہ دیکھا غرض حضرت
جب اوسجگہ سی گذری تو پہونچی اوس مقام مین جہان ابوبکر و ہند کو حکم توقف کا دیا تھا وہانسی ابوبکر کو ساتھہ اپنی لی لیا
اور ہند کو کسی ضرورت کی واسطہ مکہ کو روانہ کیا اور خود روانہ طرف غار ثور کی ہوئی کہ قریب مکہ کی ہی اور مکہ سی جنوب کیطرف
واقع ہی اور غار ثور مین مع ابوبکر کی مخفی ہوئی غرض جب اول صبح ہوا اور قریش نی قصد کیا کہ داخل حضرت کی گہر مین ہوون
شیطان آدمی کیصورت مین سامنی آیا اور مشرکین سی کہنی لگا کہ کہان جاتی ہو اور کسکو قتل کروگی اور کسکی تلاش کرتی ہو
اونہون نی کہا کہ رسولخدا کی شیطان نی کہا کہ وہ تو رات سی کسطرف کو چلی گئی اور چلتی وقت تمہاری سرون پر خاک
ڈال گئین ہین اور وہ خاک ابتک تمہاری سرون مین موجود ہی جب اونہون نی دریافت کیا تو بیشک سرون پر خاک پڑی ہوئی تھی
جناب صادق علیہ السلام سی منقول ہی کہ جس جس کی سر پر وہ خاک پڑی تھی جنگ بدر مین وہ شخص مارا گیا غرض مشرکین
داخل خانہ جناب رسولخدا ہوئی خالد بن ولید سب کے آگی تہا جب جناب امیر تک پہونچی تو حضرت اپنی جگہ سی اوٹھکہڑی ہو
اور خالد کی ہاتھہ کو اس زور سی جہٹکہ دیا کہ خالد اپنی ہاتھہ کو بسبب درد کے زمین پر رگڑتا تھا اور عجز و زاری کرتا تھا اس اثنا
مین سفیدی صبح کی روشن ہوئی اوسوقت جناب امیر نی تلوار خالد سی چھین لی اور حضرت تلوار لیکی کہڑی ہو گئی قریش یہہ دیکھکی ہٹی پیچھی
اونہون نی دیکھا کہ جناب علی ابن ابی طالب ہین کہنی لگی کہ آیا تم علی ہو حضرت نی کہا نعم قریش نی کہا کہ ہم اسوقت تمسی کچھہ
خواہش نہین رکھتی ہین محمد تمہاری بہائی کہان ہین جناب امیر نی کہا کہ کیا مجھی سپرد کر گئی تھی کہ اب مجھی پوچھتی ہو پس
قریش نی جناب امیر المومنین کو وہین چھوڑا اور خود روانہ ہوئی طرف جناب رسولخدا کی اور ایک شخص قبیلہ خزاعہ سی تھا
کہ نام اوسکا ابوکرز تہا اور علم قیافہ و کہوج نکالنی مین یکتا تہا اوسی اپنی ساتھہ لیا اور امیدوار انعام کا اوسی کیا وہ
نقش پاکی مبارک جناب رسولخدا کا بتلاتا جاتا تھا اوسجگہ تک کہ ابوبکر ساتھہ ہوا تہا جب وہانسی آگی چلی تو اوسنی کہا کہ اب
دو آدمی ہین اسیطرح اونکو غار ثور تک لیگیا وہان جا کی کہنی لگا کہ اب یہانسی آگی کہین نہین گئی البتہ اگر آسمان پر
تشریف لیگئی ہون تو ہو سکتا ہی ورنہ زمین پر کہین اسی آگی نہین پڑہی ہین اور حقسبحانہ و تعالی نی حکم دیا عنکبوتکو
کہ اوس غار کی دروازی پر جالا تنین اور ایک فرشتہ بصورت ایک قریش کی مجسم ہوکی باہر غار کی کہڑا ہوا جب مشرکین
تلاش کرتی وہان پہونچی تو اوس فرشتہ نی کہا یہان کوئی نہین اور علاوہ بران دیکھا قریش نی کہ دروازی مین غار کی
دو انڈی ایک کبوتر کی ہین جب مشرکین غار کی اوپر پہونچی تو ابوبکر نہایت مضطرب ہوا اور شدت اضطراب کے
اس درجہ کو پہونچی کہ قریب تہا کہ ظاہر ہو جائی جناب رسولخدا کا اس غار مین تشریف رکھنا مگر سبحان اللہ کیا اخلاق
تہی جناب رسولخدا کی اوسوقت تسلی اور دلجوئی اوسکی بہت سی کی اور ارشاد کیا کہ تو کیون مضطرب ہی حقتعالی ہمارے

ساتھہ ہی جبکہ اسپر بہی ابو بکر کو آرام ہوا تو حضرت نی اعجاز سی ایک در اوس غار مین باز کیا وہان ایک دریا ذخار
اور اوسمین ایک کشتی مہیا و آمادہ چلنی پر نظر آئی حضرت نی کہا کہ مشرکین اندر غار کی آجائینگی تو دوسری دروازی سی
اس کشتی مین سوار ہوکی روانہ ہونگی اوسوقت ارادہ انتباہ مشرکین سی مایوس اور بعد ورود بہی شرمی کی خاموش ہوی پس
قریش نی ابو بکر کو بہت ملامت کی اور مکڑی کا جالا اور کبوتر کی انڈی دیکہکی متفرق ہوگئی اور حقتعالی نی اپنی نبی کی محافظت
کی دوسری شب کو جناب امیر المومنین و ہند ابن ابی ہالہ غار مین خدمت حضرت مین گئی حضرت نی امر کیا ہند کو کہ دو ناقہ خرید
کی میری واسطی تیسری شب کو حاضر کر و ابو بکر نی کہا کہ مین نی دو شتر تندرو مہیا کئی ہین وہ موجود ہین حکم دیجئی کہ اونکو
ہند حاضر کری حضرت نی فرمایا کہ جبتک قیمت ہونگی نہ لیگا ممکن نہین کہ مین قبول کرون پہر جناب امیر المومنین
سی کہا کہ قیمت دونو ناقونکی حوالہ ابو بکر کی کرو چنانچہ حضرت نے قیمت حوالہ ابو بکر کردی پہر امیر المومنین کو وصیت کی کہ لوگون
امانتین جو میری پاس تہین علانیہ حوالہ مالکون کی کرنا اور کسی سی خوف نکرنا کہ حقتعالی نی مجھی خبر دی ہی کہ کوئی تمہین تکلیف
نہین پہونچائیگا اور تم متوجہ احوال فاطمہ و رقیہ اور سب اہل و عیال کی رہو اور جب میرا لکہا پہونچی تو اونکو اپنی ساتھ
لیکی آنا جناب رسولخدا ایسی امین تہی کہ مشرکین قریش باوجود عداوت کی اپنی امانتین حضرت کی پاس رکہواتی تہی وہ
امانتین جب تک جمع تہین اور تیسرا امر کیا جناب امیر کو سامان سفر مع شتران باربردار و بار کبیر وغیرہ بہت سا طیار رکہنا
کہ جسکو سامان میسر ہو اوسکو اپنی پاس سی دینا اور سامان مہیا کرکی منتظر میری حکم کی رہنا غرض جناب رسولخدا
جسوقت غار سی باہر نکلی تو رستہ مین ایک شخص چرواہان قریش کا کہ بریقط نام اوسکا تہا ملا حضرت نی اوسی کہا
کہ تو کسی سی کہیگا تو نہین اوسنی کہا واللہ مین کسی سی نکہونگا اور مین آپکو پیغمبر برحق جانتا ہون کیونکہ اگر آپ نبی
ہوتی تو کبوتر ہرگز انڈی نہ دیتا اور مکڑی ہرگز جالا نکرتی پس آپکی حتی الامکان محافظت کرونگا اور ایسی رستہ
سی لیکی اونکو چلونگا کہ آپکو کوئی نہ دیکہی پس وہ چرواہان آگی آگی ہوا اور شاہراہ چہوڑدیا کنارہ کنارہ رستہ سی روانہ
مدینہ ہوی مگر منزل قدید مین غرض جب وہان پہونچی تو خیمہ ام معبد مین تشریف لیگئی اور وہان ایک معجزہ ظاہر ہوا
اور کیفیت اوسکی جو کہ کتب معتبرہ مین منقول ہی اسطرح پر ہی منقول ہی ہند دختر جون سی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ نی مدینہ کو ہجرت فرمائی جب منزل قدید مین پہونچی تو مع اصحاب کی خیمہ ام معبد مین نزول اجلال فرمایا اور تہوڑا
شیر طلب کیا ام معبد نی عرض کی کہ شیر دار بکریان ہماری چرنی کو گئین ہین اور اب گہر مین سوائی ایک گوسفند لاغر و ضعیف
کی کہ بالکل شیر نہین دیتی ہی کوئی نہین حضرت نی فرمایا کہ اگر اجازت دی تو اسی کا دودہ دوہلین پس بعد اوسکی حضرت
نی اپنی دست مبارک سی اوس بکری کی پستانونکو کہینچا قدرت الہی سی پستان گوسفند پر از شیر ہوگئی بعد اوسکی ظرف منگواکی
دودہ اوسمین دوہا اور خود تناول فرمایا بعد ازان سب اصحاب نی پیا حتی کہ سب سیر ہوی۔ بعد اوسکی حضرت نی استراحت
فرمائی جب بیدار ہوی تو پانی منگوا کی ایک درخت خشک کی سایہ مین کہ ام معبد کی گہر مین تہا بیٹہی اور وضو کیا پہر
مین پانی مضمضہ کا اوس درخت کی جڑ مین ڈالا اور بعد وضو کی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی اس درخت سی امور عجیبہ ظاہر
ہونگی پہر دو رکعت نماز پڑہی ام معبد کہتی ہین کہ ہم لوگ ان اعمال سی تعجب کرتی تہی حضرت اوسیدن تشریف لیگئی لیکن دوسری

دن دیکھا ہمنی کہ وہ درخت بلند و تر و تازہ ہوا اور برگ و ثمر لایا کہ نہایت خوشبودار و شیرین وہ ثمر تہا جب ہم
لوگ اوسی کہاتی تہی تو سیر ہوتی تہی جو کوئی پیاسا اوس سی نوش کرتا تہا سیراب ہوتا تہا اور جو بیمار استشفا اوسکو
کہاتا تہا تندرست ہوتا تہا اور محتاج اوسی کہا کی غنی ہوتا تہا اور حاجتمند کی حاجتین بر آتی تہین اور جو اونٹ و گوسفند
برگ اوسکی کہاتی تہی فربہ و بلند بالا ہوتی تہی اور دودہ بہت دیتی تہی اور جسدن سی حضرت نی ہماری خیمہ مین نزول
اجلال کیا ایسی برکت ہماری قبیلہ مین ہوی کہ بیان سی باہر ہی اور اسی سبب اوسی درخت کا شجرہ مبارکہ نام
رکہا تہا اور بادیہ نشین لوگ آتی تہی اور واسطی برکت کی پتی اوس درخت کی اپنی گہرونکو لیجاتی تہی اور جب اون لوگونکو
بہوک پیاس لگتی تہی تو انہی پتونکو کہاکی سیر و سیراب ہوتی تہی غرض اوس درخت سی خیر بہت جاری تہی ایکدن دیکہا
ہمنی صبحکو کہ پتی اوسکی زرد ہوگئی اور ثمر شاخونسی گر گئی یہہ صدمہ دیکہکی ہم نہایت محزون و متفکر تہی کہ ناگاہ
خبر حادثہ ارتحال جناب رسولخدا کی آئی بعد اوسکی میوہ اوس درخت کا اوس مزہ و خوشبو کا نہوا اور پتی بہی کم ہوگئی اسی
طرحسی جب تیس برس گذری تو ایکدن صبحکو کیا دیکہتی ہین کہ درخت بالکل سیاہ ہوگیا اور میوہ بالکل خرف ہوگیا بعد چند
روز کی خبر شہادت جناب امیرالمومنین علیہ السلام مسموع ہوی بعد اوسکی صرف پتی اوسکی ہوتی تہی اور میوہ بالکل موقوف
ہوگیا تہا اون پتونسی لوگ استشفا کرتی ایک مدت اسیطرح بسر ہوی بعد اوسکی ایک دن صبحکو کیا دیکہتی ہین
کہ اوس درخت کی شاخونسی خون تازہ جاری ہی اور شاخین و برگ بالکل خشک ہوگئی ہین اس سی ہم لوگ بہت
متحیر تہی کہ ایک آواز نوحہ کی سنی ایک شخص یہہ شعر نوحہ کی پڑہتا تہا ایا ابن النبی ایا ابن الوصی ویا ابن بقیۃ
ساداتنا الاکرمینا ایا ابن الشہید ویا شہیدا عمہ خیر العمومۃ جعفر الطیار اجنت لمصقول اصابک
حدہ فی الوجہ منک وقد علاہ غبار چندروز بعد خبر شہادت جناب سید الشہدا کی پہونچی اب اوس درخت
مین کچہہ اثر باقی نرہا غرض سراقہ بن جشعم نی جب سنا کہ جناب رسولخدا مدینہ کی طرف ہجرت کرگئی تو سوار اپنی طایفہ کی
ہمراہ لیکی حضرت کی تعاقب مین روانہ ہوا جب قریب حضرت کی پہونچا تو گہوڑی سی گر پڑا پس عجز و الحاح کرنی لگا
حضرتسی حضرت نی اوسکی واسطی دعا کی تو اوسکو گونہ طاقت آئی پہر وہ شقی گہوڑی پہ سوار ہوا اور قصد اذیت کا کیا
پہر گہوڑی سی گر پڑا حتی کہ تین مرتبہ اوسی طرح ظہور مین آیا جب وہ قصد ایذا کا کرتا تہا تو حضرت فرماتی تہی یا ارض
خذیہ اور جب عجز کرتا تہا تو حضرت کہتی تہی دعیہ چوتہی مرتبہ اوسنی عرض کی کہ مین اذیت نہ دونگا
مین پہر جاتا ہون حضرت نی فرمایا بہت اچہا جلد پہر کو روانہ ہوا اوسنی عرض کی کہ یا امام العالم میرا تازیانہ بطور
نشانی کی لیو اگر آپکو میری غلام و بکریان ملین گی اومین آپکا اختیار ہی حضرت نی فرمایا کہ اوسکی مجکو کچہہ احتیاج نہین
پہر اوسنی عرض کی کہ آپ مجہسی ضرور کچہہ طلب فرمائی حضرت نی فرمایا کہ جو لشکر قریش سی تجکو میری تعاقب مین ملی اوسکو پہیر
کر لیجانا غرض جب سراقہ وہانسی واپس ہوا تو اوسکو ایک گروہ قریش حضرت کی تعاقب مین جاتا ہوا ملا سراقہ نی
اونسی کہا کہ اسطرف تمہاری جانی کی کچہہ احتیاج نہین مین موجود ہون اگر ادہر تشریف لائین گی تو مین روک لونگا لیکن
مناسب ہی کہ تم لوگ یمن و طایف کی رستون پر جاو خلاصہ یہہ ہی کہ جب جناب رسولخدا قریب مدینہ کی پہونچی تو

دیکہا کہ ابو بریدہ اسلمی بجمعیت ستر آدمیون کی بقصد ایذای جناب رحمۃ للعالمین کی آیا ابوبکر نی کہا کہ اب یہہ لوگ قریب
آگئی ہین حضرت نی فرمایا کہ اونسی دریافت کرکہ کون ہین لوگون نی کہا کہ ابو بریدہ ہی حضرت نی کہا کہ دل اسکا
اعانت کفار سی سرد ہوا ہی پہر دریافت کیا کس طایفہ سی ہی لوگون نی عرض کی کہ ہم لوگ اسلمی ہین حضرت نی فرمایا
کہ الحمد للہ سالم ہوی ہم خلاصہ یہہ ہی کہ جناب باری نی اونکو ہدایت دی اور وہ لوگ ایمان لائی اور ہمرکاب
حضرت کی داخل مدینہ منورہ ہوی اور چونکہ بریدہ کی پاس کوی علم نہ تہا اسواسطہ اپنی نیزہ و عمامہ سی نشان ترتیب دیا
اور جلو مین روانہ ہوا غرض بارہوین ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۳ بعثت سی جناب رسولخدا نی مدینہ منورہ مین نزول اجلال
فرمایا جب سی خبر آمد آمد جناب رسولخدا صلعم کی ہوی تہی انصار روزمرہ واسطی استقبال کی جاتی تہی اور [illegible] مین تہی
تہی جب اسیطرح کئی دن گذری تو انصار مایوس ہوکی اسواسطہ اوس روز مشرف نہو سکی حضرت جب ذوالحلیفہ کی قریب پہنچی تو
لوگون سی دریافت کیا کہ بنی عمرو و بنی عوف کی گہر کہان ہین لوگون نی نشان دیا تو حضرت اونکی طرف روانہ ہوی
ایک یہودی نی دیکہکی بنی عمرو و بنی عوف کو آواز دی کہ ای معشر مسلمانان آگاہ ہو کہ تمہاری سردار آگئی ہین جب یہہ
آواز مدینہ مین پہونچی تو مرد و عورت ماری خوشی کی اپنی گہرون سی باہر نکل پڑی پس جناب رسول مسجد قبا مین
تشریف لائی اور ناقہ سی اوتری تو طایفہ بنی عمرو و بنی عوف جمع ہوی اور سعادت ملازمت سی مشرف ہوی اور
حضرت کلثوم بن ہدم کی گہر مین کہ مرد ضعیف و کور تہا مہمان ہوی اور طایفہ اوس [illegible] اوسدن جانہ خدمت نہوا اور چونکہ
اوس اور خزرج مین عداوت تہی اسواسطی حاضر نہو سکی جناب رسولخدا اوس و خزرج مین سی کسی کو نہ
دیکہا جب شام ہوی تو ابوبکر نی عرض کی یارسول اللہ مدینہ کو تشریف لی چلئی حضرت نی فرمایا کہ جب تک علی ابن
ابیطالب نہ آئی مین مدینہ کو نہین جاؤنگا ابوبکر نی کہا کہ مشکل ہی علی ابن ابیطالب اسی جلدی آوین غرض ابوبکر نی
پیغمبر خدا کو وہین چہوڑا اور آپ ایک شخص انصاری گہر مین چلی گئی اور جب رات ہوی حضرت نی نماز مغرب و عشا کی
پڑہی تو اسعد بن زرارہ جو پہلی مسلمان ہوا تہا مونہہ پر نقاب باندہکی حاضر ہوا اور سلام کیا اور ہاتہہ چومکی اظہار فرح
و سرور اور شکر گذاری تشریف آوری حضرت کی کی اور عرض کی کہ یا حضرت یہہ ممکن نہ تہا کہ مین آپکی تشریف آوری
کا حال سنکی بیتاب حاضر نہوتا مگر چونکہ ہم مین اور اس طایفہ مین یعنی اوس مین کہ جہان آپ متوقف ہین نزاع ہی
اسواسطی دنکو حاضر نہو سکا اور رات کو آیا حضرت نی فرمایا کہ کوی قبیلہ اوس مین سی اسکو پناہ دیوی کہ شب و روز
بی تکلف میری پاس آیا کری قبیلہ اوس نی عرض کی یا حضرت آپ صاحب اختیار ہماری ہین اور پناہ آپکی پناہ
ہماری ہی جسکو چاہین پناہ دین فرمایا حضرت نی کہ یہہ درست ہی مگر چاہتی ہین کہ تمہین سی ہی ایکشخص پناہ دیوی پس
اوسیون نی اسعد کو پناہ دی اور دس دن پندرہ روز مین کہ جناب رسولخدا قبیلہ اوس مین تشریف رکہتی تہی اسعد ہر روز حاضر ہوتا تہا
جناب رسولخدا جس روز مدینہ مین داخل ہوی تو جناب امیر المومنین کی نام ایک خط لکہا کہ تم مع عیال کی مدینہ مین آؤ پس جناب
امیر پندرہوین روز وارد خدمت جناب رسولخدا اسی دار مدینہ ہوی اور جو واقعات بعد ہجرت جناب رسولخدا کی جناب امیر پر
واقع ہوی تہی تفصیل اونکی اسیطرح پر ہی ثعلبی نی اپنی تفسیر مین روایت کی ہی کہ جب جناب رسولخدا نی جناب امیر کو اپنی فراش

پر سونی کا حکم دیا اور امیر المومنین ؑ نی نہایت شوق سی قبول کیا اور اپنی دست مین جان اپنی فدای جان رسولخدا ؐ
کی حقسبحانہ و تعالی نی وحی کیطرف حضرت جبرئیل و میکائیل کی کہ تم دونون کو بہائی قرار دیتی ہین اور عمر ایک کی دوسری
سی زیادہ کرتی ہین پس کون تم مین سی چاہتا ہی کہ عمر اوسکی زیادہ ہو تو اونہون نی عرض کی کہ ہم عمر اپنی زیادہ چاہتے
ہین وحی ہوی کہ کسواسطی مثل محمد اور علی کی نہین ہو کہ اون دونون مین عقد اخوت بڑا ہمنی پس علی ابن ابیطالب
اپنی بہائی کی فراش پر سویا اور اپنی جانکو اوس سی عزیز نہ کیا پس جاؤ تم زمین پر اور محافظت کرو اوسکی شر
دشمنان سی پس نازل ہوی جبرئیل و میکائیل اور حضرت کی آ کے سر و پائین پاوسطی محافظت کی بیٹہی اور کہان بخ بخ
لک یا علی بن ابیطالب قد باہی اللہ بک ملائکتہ پس جناب رسولخدا ؐ پر یہہ آیہ نازل ہوی و من الناس
من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد اور تفسیر امام ہمام جناب حسن عسکری ؑ مین منقول
ہی کہ جب کفار قریش بالین جناب امیر المومنین ؑ پر پہونچی تو ابوجہل نی کہا مونہہ انکا کہول کی دیکہو جب دیکہا
تو معلوم ہوا کہ علی ابن ابیطالب ہین متحیر ہوی ابوجہل نی کہا کہ تمہین مین کیا ہو گیا دیکہو اوسکو فریب دیکی اپنی جگہہ
سولا کی چلی گئی ہین کہ اوسکو مار ڈالین اور تم بہی اس سی ہاتہہ اوٹہا او رجا کی تلاش کرو پس امیر المومنین ؑ نی فرمایا
کہ ای ابوجہل تو کس عقل پر ایسی بیہودہ باتین بکتا ہی قسم ہی حقتعالی کی کہ اوسنی ایسی عقل اور علم اور شجاعت اور قوت اپنی
حبیب کو دی ہی کہ اگر تمام ضعفا اور سفہا پر تقسیم کی جاوی تو سب قوی اور عقلمند ہو جائین اور اگر پیغمبر خدا نی منع نکیا
ہوتا مجہکو کہ کوی امر بعد میری حادث ہو تو مین تم سبکو قتل کرتا افسوس ہی تم پر ای ابوجہل خداوند عالم نی آسمان
و زمین و دریا کو امر کیا کہ اجازت لین اوسکی نبی سی اور تمکو ہلاک کرین پس پیغمبر خدا نی قبول نہ کیا اور تمسی سلوک
و مدارا پیش آتی ہی تا کہ ایمان لاوی وہ جو علم خدا مین ہی تم مین سی یا تمہاری اصلاب مین سی ہی چونکہ جناب حقسبحانہ
و تعالی تمسی مستغنی ہی اور تم محتاج ہو طرف اوسکی پس وہ نہین چاہتا کہ تمکو مضطر و مجبور کری واسطی اطاعت اپنی
کی بلکہ قطع عذر و اتمام حجت کی تم پر اور وہ اپنی اختیار سی تمکو چہوڑ دیتا ہی نہین تو تم سبکو طرفۃ العین جاہی تو ہلاک
کر دی پس ابو البختری بمجرد سننی اس کلام ہدایت نظام کی غضبناک ہوا اور شمشیر غلاف سی نکالی اور چاہا کہ حضرت
پر حملہ کری انکاہ دیکہا کہ پہاڑ اپنی جگہہ سی اوٹہی ہو رقریب تہا کہ اوسپر گرین اور زمین پہٹ گئی اوسکو چاہا کہ خسف کری اور دریا
مواج اوسکی جانب آئی کہ غرق کرین اور آسمان نیچی آیا کہ اوسپر گر پڑی پس ابو البختری بیہوش ہو گیا اور تلوار ہاتہہ
سی گر گئی ابوجہل نی کہا کہ اوسپر صفرا نی جوش کیا ہی اس سی یہہ بیہوش ہوا ہی اور سبب اوسکی کہنی کا یہہ تہا کہ
لوگون پر یہہ امر ظاہر نہو غرض جس وقت جناب امیر المومنین ؑ خدمت بابرکت جناب رسولخدا ؐ مین حاضر ہوی جناب رسالتمآب
نی فرمایا تمہاری ہاتہہ ابوجہل نی تقریر کی اور جو مقدمات میری واسطی تمہاری ساتہہ ہوی خدای عالم نی حوریان بہشت و ملائکہ
اظہار کیا اونہون نی استفسار کیا کہ وہ کون ہی جو اسقدر مطیع ہی پیغمبر کا کہا اوسنی کہ وہ نائب اور پسر عم ہی اونکا
جو اوسکی جگہہ سویا اور جان اپنی فدا کی اوسپر پس خزینہ دار بہشت نی کہا کہ الٰہی ہمکو خازن اوسکا کر اور حورون نی کہا کہ ہمکو
نصیب اوسکی کیجیو تو جناب باری عز اسمہ نی ارشاد فرمایا کہ تم نصیب اوسکی اور اوسکی شیعون کی ہو جنکو چاہی بہشت مین

حکم دی تمکو جیسی چاہی بخش دی آیا جنتی ہو تم اسپر کہا اونہون نی کہ یا باری تعالی راضی ہین ہم اور شکر کرتی ہین
ہم اس نعمت کا غرض جناب حضرت امیر علیہ السلام حسب الحکم جناب سید المرسلین کی عازم مدینہ ہوی اور ضعفای مسلمین کو
مخیر کیا کہ چاہین مکہ مین رہین یا مستعد ہون پس رات کی وقت سیدہ نساء عالمیان فاطمہ بنت رسول خدا اور اپنی مان
فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ دختر زبیر کو ہمراہ لیکر شہر سے باہر آئی اور ایمن بن ام ایمن و ابو واقد بھی حضرت کی ساتھ
تھی اور ابو واقد اونٹونکو بہت تیز چلاتا تھا حضرت نی فرمایا کہ ابو واقد اونٹونکو تند نچلا یہہ ضعیف ہو جائین گی عرض
کی اوسنی کہ مین ڈرتا ہون کہ پیچھی سی لوگ نہ آ جاوین حضرت نی فرمایا کہ تو تسلی رکھ اور تشویش نکر خبر دی ہی مجھکو پیغمبر
خدا نی کہ تمکو یہہ اذیت نہ پہونچا سکین گی جب قریب ضجنان کی پہونچی تو آٹھ سوار قریش مین سی ان تک آئی تو حضرت
نی ایمن و ابو واقد کو ارشاد کیا کہ اونٹونکو بٹھلاؤ اور عورتون کو اوتار لو اور خود شمشیر نکالی و رانکی مقابل مین آئی تو وہ
سوارون نی کہا کہ کیا آیا تمہاری دلمین کہ تم چوری سی انکو لی چلی پہر جاؤ حضرت نی کہا کہ اگر مین نہ پہرون تو کیا کرو گی تم
اونہون نی کہا کہ ہم تمکو مار ڈالین گی پس وہ سوار نزدیک اونٹون کی آئی کہ اونکو سوار کرکی لی چلین جناب امیر
نی اونکی راہ بند کی ایک نی اونمین سی حضرت پر تلوار لگائی حضرت کی جسم مبارک پر نہ لگی پہر حضرت نی شمشیر آبدار اوسکی
سر پر مارا کہ اوسکی سر سی گھوڑی کی زین تک پہونچی بعد اوسکی باقیونکی طرف متوجہ ہوی اور فرمایا [illegible]
خلوا سبیل الجاہد المجاہد آلیت لا اعبد غیر الواحد تب باقی سوارون نی کہا کہ بس یا علی بن ابیطالب
چلی جاؤ حضرت نی کہا کہ مین جاتا ہون مدینہ کو اپنی بھائی کی پاس جو شخص کہ چاہی موت اپنی وہ میری سامنی آوی پہر ایمن و
ابو واقد سی کہا کہ اونٹونکو تیار کرو اور عورتون کو سوار کرکی چلو پس سوار ہوی اور علانیہ روانہ ہوی جب ضجنان مین
پہونچی تو ایک شبانہ روز وہان مقام کیا تا وہ جو کہ پیچھی رہ گئی تھی آ گئی از انجملہ ام ایمن پس وہان سی منزل بمنزل
روانہ ہوی اور راتونکو عبادت خدا کرتی تھی اور سب پیچھی جناب امیر المومنین کی ناقہ کی چلتی تھی حتی کہ وارد مدینہ منورہ ہوی
تو ورود جناب امیر سی ایک دو روز کی بعد جناب رسول خدا ناقہ پر سوار ہوی اور بنی عمرو و بنی عوف حضرت کی جلو مین آئی
ہوی اور عرض کی اونہون نی کہ یا حضرت آپ ہم مین رہین کہ ہم لوگ صاحب عزت و حمیت و شجاعت ہین حضرت نی فرمایا
کہ مین مامور ہون کہ جسجگہ یہہ شتر بیٹھی مین وہین مقیم ہون جب یہہ خبر اوس و خزرج کو پہونچی کہ پیغمبر خدا سوار ہوی
اور مدینہ مین داخل ہوا چاہتی ہین سب کی سب جلدی جلدی آئی اور گرد ناقہ کی دورہ کر لیا اور ہر شخص یہہ ہی التماس
کرتا تھا کہ آپ ہمارے یہان چلکی رہین حضرت فرماتی تھی کہ چھوڑ دو تم کہ یہہ شتر مامور ہی پس وقت زوال آفتاب قریب بنی
سالم کی پہونچی اونہون نی بھی عجز و الحاح کی کہ حضرت یہان اقامت فرمائین تو اونکی مسجد کی آگی ناقہ بیٹھ گیا تو حضرت
اوتری اور نماز ظہر بطریق نماز جمعہ پڑھی چونکہ روز جمعہ اول تھا اوسدن سو آدمی نی حضرت کی پیچھی نماز پڑھی جب نماز
سی فارغ ہوی تو پہر ناقہ پر سوار ہوی یہان تک کہ اوس میدان مین جہان کہ اب مسجد نبی ہی آئی اوس زمانی مین اس مسجد
کی جگہ میدان تہا اور یہہ زمین دو لڑکی یتیم کی پاس تھی کہ نام اونکا سہل و سہیل تہا اور وہ زیر دست تہی اسعد بن زرارہ
کی پہر وہ ناقہ ابوایوب کی در پر بیٹھ گیا ہر چند لوگون نی چاہا کہ یہان سی لی چلین اپنی گہرون کو پہر دو قدم چلکی شتر وہین

پہنچا تو ابو ایوب کے مکان حضرت کا اسباب اوٹھا کے اپنے گھر میں لے گئے اور حضرت نے اونکے گھر میں اقامت فرمائی وہ حضرت کی
خدمتگذاری میں کوتاہی نہیں کرتی تہی اور ہر روز طعام شام کیواسطے سعد بن عبادہ کے گھر سے ایک ظرف میں جو مجموع وہ سارا
دو تین آدمیونکا کہانا ہوتا ہوگا جناب پیغمبر خدا صلعم کی لیے آتا تہا تو اوسمیں سے تمام مسلمین جتنے تہے کہاتی تہی اور سب سیر
ہو جاتی تہی اور ظرف بدستور مملو طعام سے رہتا تہا اور صبح کا کہانا سعد کی گہر سے آتا تہا اور مسلمین سیر ہوتی تہے اور کہانا
بدستور رہتا تہا غرض اسیطرح بزرگان قبیلہ اوس و خزرج دو وقت دعوت حضرت کی کرتی تہی اسید بن حضیر کہ اعاظم
سے تہا ایکروز کوئی اوسکی پاس حاضر نہ تہا وہ خود کہانا اوٹھا کے حضرت کی واسطے لایا حضرت نے فرمایا کہ تو لیکیون آیا زحمت
کی اوسنے سبب عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ حقتعالی برکت دے تیری خانوادہ میں جو یہود کہ نواح مدینہ میں ساکن تہے
مثل بنی نضیر و بنی قریضہ و بنی قینقاع تو چونکہ وہ جانتی تہی اور اپنی کتابوں میں اونہوں نے پڑہا تہا کہ ایکدن یہہ حضرت
مسلط ہو جائینگے تو حاضر ہوے خدمت میں حضرت کی اور عہد و میثاق امان نامہ کی درخواست حضرت سے کی حضرت نے اولا
اون لوگون کو دعوت طرف اسلام کی کی عبداللہ بن سلام کہ احبار و علماء سے تہا بہت سے مسائل کی تحقیق کرنے
کی بعد اسلام لایا اور کئی آدمی اور بہی اسلام لائے اور بہت سے یہود نے بسبب تعصب مذہب کی انکار کیا غرض یہہ کہ
حضرت نے ایک امان نامہ اس مضمون کا لکہہ کی اونکی حوالہ کیا کہ جبتک یہود دست بشرارت میں نکریں اور ضرر نہ پہونچاویں
زبانسے اور ہاتہہ سے اور کسیطرحسے بات یا دن کو جناب رسولخدا صلعم کو اور مسلمانونکو تو امن و امان میں رہیں اور اگر انسے کوئی
خیانت ظاہر ہوئی تو خون اونکا مباح اور مال اونکا حلال ہو اور زنان و اطفال اونکی اسیر ہوں اہل اسلام کی ہاتہہ میں
پہر اوس زمین کو اون دونو یتیمونسے حضرت نے خرید فرمایا اور وہیں مسجد بنائی اور سات مہینے تک نماز بیت المقدس
کیطرف پڑہتی رہی اور اسی سال یا ایک برس بعد اسکی عقد جناب امیر کا جناب سیدہ سے ہوا چنانچہ ذکر اوسکا انشاء اللہ تعالے
احوال جناب سیدہ میں مندرج ہوگا مصنف علیہ الرحمہ نے اس مقام میں اس فصل کو تمام کیا لیکن بعض باتیں انکو متعلق احوال جناب

رسالتمآب کی لکہنی رہ گئی تہیں لہذا احقر جناب علیین مکان سے لکہی جاتی ہیں **تکمیل** اما احوال شمایل حضرت کا پس کتاب روضۃ
الواعظین میں منقول ہے کہ ایک شخص مسجد کوفہ میں حاضر ہوا خدمت جناب امیرالمومنین ع میں اوسوقت ذوالفقار پر حضرت تکیہ کیے
بیٹہے تہے عرض کی اوسنے کہ یا حضرت بیان کیجیے حلیہ و صفت جناب رسولخدا کی اسطرح سے کہ صورت مبارک کا اونحضرت کی گویا
معاینہ ہو جائے فرمایا جناب امیر نے کہ رنگ حضرت کا سفید تہا اور سرخی غالب تہی آنکہیں سیاہ اور بال سیدہے تہے اور سیاہی
موہای باریک کی وسط سینہ سے تا ناف کہنچے تہے اور رخسار ہموار و نرم اور بال سینہ و شکم مبارک کے اونحضرت کی مثل شاخ باریک کی
تہی اور سوا اون بالونکی سینہ و شکم پر بال نہ تہے اور گردن دست و پا گوشت سے پر تہے اور جسوقت حضرت راہ چلتے تہے
تو قدم مبارک زمین پر نہ کہینچتے تہے بلکہ اسطرح پر زمین سے قدم جدا ہوتی تہی کہ گویا اوپر زمین سراشیب کی راہ چلتے ہیں گویا
پتہر سے قدم مبارک جدا ہوتے ہیں اور جب کسی جانب کو ملتفت ہوتے تہے تو تمام جسم مبارک اوس طرف کو پہرتا تہا اور قد

حضرتکا میانہ تھا کوتاہ نہ بلند قطرات عرق پیشانی نورانی پر بمنزلہ مروارید کی ظاہر ہوتی تھی اور خوشبو پسینہ کی آنحضرت کی
بہتر بوی مشک اذفر سی تھی نہین دیکھا ہمنی مثل اونکی نہ پہلی اونسی نہ بعد اونکی ظاہر مراد اس سی یہہ ہی کہ نہ دیکھا ہمنی
مثل اونکی اونمین سی جو پہلی آنحضرت کی متولد ہوی اور نہ اونمین سی جو پیچھی آنحضرت کی پیدا ہوی اور اگر بجای لم اس حدیث
شریف مین لفظ لم یر ہو تو حاجت تکلف کی نہ ہوگی اور حدیث معتبر مین جناب امام حسن اور حضرت امام حسین صلوات اللہ
علیہما سی منقول ہی کہ جناب رسالت پناہ باعظمت تھی دیدہ مردم مین اور بہت باہیبت تھی حضرتکی صدور ناس مین اور چہرہ
مبارک حضرت کا نور سی چمکتا تھا مانند شب چاردہ کی قد میانہ سی تھوڑی سی بلند تھی اور فرق مبارک بزرگ تھا اور بال نہ بہت
پیچیدہ اور نہ افتادہ تھی اور بال سر مبارک کی اکثر اوقات نرمہ گوش سی نگذرتی تھی اگر زیادہ ہو جاتی تھی تو بیچ مین سی اونکو
شگافتہ کرکی دونو طرف لٹکاتی تھی اور ریش مبارک سفید اور نورانی تھی پیشانی کشادہ اور ابرو باریک مانند کمان
کشیدہ تھی اور پیوستہ نہ تھی اور یہہ بات کہ ابرو حضرت کی مثل کمان تھی احادیث سی مستفیض ہی تا انکہ شاعرنی
مناقب آنحضرت مین فرمایا وعینان دعجاوین من تحت حاجب اتج کمشق النون من خط کاتب مگر یہہ امر
کہ ابرو پیوستہ نہ تھی پس اس مین روایات مختلف ہین کیونکہ بعض نی روایت کی ہی کہ پیوستہ تھی اور ایک رگ حضرت
کی پیشانی نورانی پر تھی جب غضبناک ہوتی تب وہ پر ہو جاتی تھی اور نکل آتی تھی اور ناک مبارک حضرت کی کشیدہ
باریک تھی اور درمیان بینی کی بلندی تھی اور نور اوسی ہویدا ہوتا تھا اور ریش مبارک بہت گھنی اور ہموار تھی دہان
حلو البیان حضرت کا بہت کوچک نہ تھا اور دندان مبارک سفید اور براق اور نازک اور کشادہ تھی یہہ روایت طولانی
ہی اور ساری کتاب حیات القلوب مین مندرج ہی عبد اللہ بن سلیمان سی روایت ہی کہ انجیل مین مذکور ہی کہ حقتعالی نی
وحی کی طرف عیسی علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی کہ ای فرزند طاہر بتول پہونچا و اہل سوریا کو کہ مین ہون خداوند
دایمی کہ زوال نرکھتا ہون مین تصدیق کرو اوس پیغمبر کی کہ صاحب شتر و مدرعہ و عمامہ و عصا ہی اور کشادہ چشم
و پیشانی و واضح الخدین اور کشیدہ بینی و کشادہ دندان ہوگا اور گردن اوسکی مانند ابریق نقرہ کی ہوگی اور گردن
کی نیچی ایسا نور ساطع ہوگا کہ گویا سونا چاندی پر جاری ہی اور بال نازک سینہ سی تا ناف ولگی ہوی ہونگی اور شکم پر
کوی بال نہ ہوگا اور گندمی رنگ ہوگا اور جب ایک جماعت مین ہونگی تو سب پر زیادتی رکھتی ہونگی اور سب سی نمایان
ہونگی اور عرق روی مبارک پر مانند مروارید کی جاری ہوگا اور خوشبو مشک کی اوس سی دایما ساطع ہوگی مانند اونکی
نہ تو کہین کسی نی دیکھا اور نہ بعد آنحضرت کی کوی ایسا ہوا ہی اور چونکہ ضمن بیان شمایل مین ذکر جسم شریف کا آگیا
اس واسطی معجزات بدن آنحضرت کی اس مقام مین ذکر کی جاتی ہین پس جاننا چاہی کہ جناب مولانا مجلسی نی حق الیقین مین
چوبیس معجزہ لکہی ہین اول یہہ ہی کہ ہمیشہ نور پیشانی نورانی سی ساطع تھا اور مانند چاند کی جبین مبین اوس
معدن انوار کی او پر در و دیوار کی چمکتی تھی اور جسوقت دست مبارک کو بلند کرتی تھی انگشتان منور مانند شمع کی

روشنی دیتی تهین کتاب حیات القلوب مین مذکور ہی که جناب صادق علیه السلام سی منقول ہی که جو کوئی جناب رسول خدا کو
شب تار مین دیکهتا تها نور روی نور سی مشاہدہ کرتا تها مانند ماه تابان کی اور مروی ہی که ایک رات سوزن عایشه کی
گم ہوگئی تهی جب حضرت گهر مین تشریف لائی تو نور روی آنحضرت سی وہ سوزن پائی گئی اور نیز فرمایا ہی که روایت
کی گئی ہی که شب تاریک مین حضرت رسته چلتی تهی تو دست مبارک کو بلند کرتی تهی تو ایسا نور تابان ہوتا تها که
لوگ اوسکی سبب سی رسته چلتی تهی بہر حق الیقین مین فرمایا ہی معجزہ دوم بوی خوش حضرت کی تهی چنانچه جس وقت
حضرت کسی راہ سی گذرتی تهی لوگ پہچانتی تهی که حضرت اس رسته گذری ہین بسبب خوشبو کی اور عرق حضرت کا
سب جمع کرتی تهی تو بهترین عطرون کا ہوتا تها اسیواسطی عطرون مین داخل کرتی تهی اور ایک مرتبه ایک ڈول مین پانی حضرت
کی سامنی لائی حضرت نی اوسمین مضمضه کیا وہ پانی مشک سی زیادہ خوشبودار ہوگیا معجزہ سیوم جب حضرت دهوپ
مین کهڑی ہوتی تهی یا رسته چلتی تهی تو سایه جسم مبارک کا زمین پر نہین پڑتا تها معجزہ چهارم جس شخص کی ساتهه رستی چلتی
اگرچه وہ قد مین بلندتر ہوتا تها مگر سر و گردن مبارک اوس سی بلندتر معلوم ہوتی تهی معجزہ پنجم جب دهوپ مین
حضرت چلتی تهی ابر سر پر سایه کرتا تها اور ساتهه حضرت کی حرکت کرتا تها اور مخفی نرہی که معجزہ سوم و پنجم اگر دونی قرار دئی جائین
تو باہم منافی ہوتی ہین اور وجه جمع کی یہه ہی که ابر ہمیشه سایه نہین ڈالتا تها مگر شدت حرارت مین اور اگر بتقدیر تسلیم عموم
ممکن ہی که سایه ابر کا فقط سر مبارک پر ہوتا ہو نه حاوی جمیع اجزاء جسم پر اور سایه منفی نسبت اور اعضای جسم کی ہی
معجزہ ششم کوئی جانور بالای سر مبارک سی پرواز نہین کرتا تها اور مگس و پشه وغیرہ کوئی جسم مبارک پر نہین بیٹهتا تها
معجزہ ہفتم عقب سر کی طرف سی ایسا ہی دیکهتی تهی جیسا سامنی سی دیکهتی تهی متوہم نہو که مقابله شرط ہی رویت
مین جواب اوسکا یہه که حقتعالی جس جسم کو چاہی قوت باصرہ عطا کری پس جسم مین آنحضرت کی قوت باصرہ فایض ہو
اور محال نہی که قوت باصرہ مختص ایک جانب مین ہو اور دوسری طرف سی دیکها جائی معجزہ ہشتم خواب قوی کو ادراک سی
معطل نکرتی تهی اور نیز باتین ملایکه کی حضرت سنتی تهی اور غیر نہین سن سکتا تها اور نیز ملایکه کو حضرت دیکهتی تهی اور وہ
حاضرین ہمیشه نہین دیکهه سکتی تهی اور نیز جو کچه لوگون کی دلمین خطور کرتا تها حضرت کو معلوم ہو جاتا تها معجزہ نہم ہرگز
بوی بد مشام مبارک مین نہین پہنچتی تهی معجزہ دہم آب دہان جس کنوئین مین ڈالتی تهی پر آب و شیرین ہو جاتا تها
اور جس مریض کی ملتی تهی شفا پاتا تها اور دست مبارک جس طعام کو مس کرتا تها اوسمین برکت ہوتی تهی اور طعام قلیل سی
کثیر سیر ہوتی تهی چنانچه ایک بزغاله اور ایک صاع جو سی جو که جابر انصاری نی ایام غزوہ خندق حاضر کیا تها ہشتاد سوا آدمی
سیر ہوی معجزہ یازدہم جمیع لغات کو جانتی تهی اور سب زبانون مین بات کرتی تهی معجزہ دوازدہم محاسن شریف
مین ستره بال سفید تهی که وہ مانند آفتاب کی چمکتی تهی معجزہ سیزدہم پشت مبارک پر مہر نبوت منقش تهی اور نور اوسکا
نور آفتاب سی زیادہ تر تها معجزہ چہاردہم انگشتان مبارک سی پانی جاری ہوتا تها که اوس سی ایک جماعت کثیر سیراب ہوئی

تهی معجزه پانزدهم اشاره انگشت سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا معجزه شانزدهم سنگریزے دست حق پرست مین تسبیح کرتے
تهی اور حاضرین سنتے تهی معجزه هفتدهم جس وقت حضرت متولد هوئے تو مختون اور ناف بریده اور پاک آلایش خون وغیره
سے تهی اور خوشبو بهتر از مشک ساطعه هوئی که ایک جهان کو اوسنے معطر کیا پس سجده کیا جب سر سجده سے اوٹهایا تو ہاتھ آسمان
کیطرف بلند کر کے اقرار بوحدانیت حقتعالی و رسالت اپنی کی فرمایا اور ایک نور ساطع هوا که اوسمین مشرق و مغرب کو روشن
کیا معجزه هجدهم محتلم کبهی نہوئے اور خواب شیطانی کبهی نه دیکها معجزه نوزدهم جو فضله که جدا ہوتا تها بوے مشک
اوس سے آتی تهی اور کوئی اوسکو نہین دیکهتا تها که زمین مامور تهی اسبات پر که اوسکو فرو لیجاتی تهی معجزه بستم جس چارپائے پر
سوار ہوتے تهے شرارت اوسکی جاتی رہتی تهی اور اصیل ہو جاتا تها اور ضعیف نہوتا تها معجزه بست و یکم ایسی قوت
تهی که کوئی مقاومت نہین کر سکتا تها معجزه بست و دوم ساری مخلوقات رعایت او رحرمت آنحضرت کی کرتی
تهی اور جس سنگ یا درخت کی برابر سے گذرتے تهی واسطے تعظیم کی جهکجاتا تها اور طفولیت مین چاند گهوارے کی ڈوری ہلاتا تها
معجزه بست و سوم اکثر اوقات زمین نرم پر رستہ چلتی تهی او زمین پر نقش پای مبارک نہین ہوتا تها اور بعض
اوقات سنگ سخت پر جو راه چلتی تهی تو اثر پای مبارک کا ظاہر ہوتا تها معجزه بست و چهارم حقتعالی نے ایسی
مهابت حضرت کی لوگون کے دلون مین ڈالی تهی که باوجود اوس تواضع او شکستگی اور شفقت اور رحمت کی کوئی شخص روے
مبارک پر اچهی طرح سے نظر نہین ڈال سکتا تها اور ہر کافر و منافق جو حضرت کو دیکهتا تها تو خوف سے کانپ جاتا تها
اور دو مہینے کے رستے سے رعب حضرت کا کفار پر غالب ہوتا تها تبصره هیچ بیان بعضی معجزات کی مخفی نرہے که
معجزات حضرت کی خارج از احصا ہین و استقصا اونکا متعسر بلکه متعذر مگر اندکی از بسیار و قطرے از بحار بمقام مین
تیمناً و تبرکاً لکهی جاتی ہین پس جاننا چاہیے که عمده ترین معجزات جناب رسالت پناه صلی الله علیه و آله کا قران مجید ہے اور
وجوه اعجاز کی کتابون مین مندرج ہین منجمله اونکی ایک یہه ہے که بعث خاتم النبیین سے که جسکو ایکہزار و دو سو بانوے ۱۲۹۲
برس ہوئے آج تک ایک آیه بهی کوئی منکر مثل قرآن مجید کی نلاسکا چه جاے که سوره یا کتاب اور از انجمله ہی اخبار بالغیب مانند
خبر دینے کی دولت بنی امیه سے که ہزار مہینه رہے گی اور دولت بنی عباس اور مظلوم ہونا اہل بیت رسالت کا اور خبر
شهادت جناب امیر و حسنین علیهم السلام کی مع کیفیت شهادت ہر ایک کی اور منقرض ہونا سلطنت ملوک عجم کا بعد
باقی رہنا دولت نصاری کا اور خبر شهادت جناب امام رضا علیه السلام اور مدفون ہونا خراسان مین اور خبر شهادت
عمار بن یاسر رضی الله عنه اور کیفیت اوسکی اور جنگ کرنا حضرت امیر کا ساتھ عائشه اور طلحه و زبیر اور ساتھ
معاویه و خوارج کی اور خبر دینی مظلومیت ابو ذر رضی الله عنه اور یہه که اوسکو مدینه سے نکال دینگے اور خبر دینی
اوسکی جو اکثر اہلبیت او صحابه پر واقع ہوا ہے اور گواہی نه دینی حسن خلافت ابو بکر و عمر کا اوسکی که جیسا که حضرت نے
احد مین فرمایا ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی کما صرح بلا ماهم مالک بن انس کا صحیح فی الموطا

پہنچی عجم کا اور خبر دینی وفات نجاشی بادشاہ حبشہ کی وقت انتقال اوسکی اور خبر دینی ہلاک بادشاہ عجم سی اوسکی سفیر کو جو
بطلب حضرت کی آیا تہا اور خبر دینی شہادت جعفر طیار و زید و عبد اللہ بن رواحہ سی جنگ موتہ مین اور جنگ تبوک مین اور
خبر دینی شہادت حبیب بن عدی سی اور خبر دینی اوس مال سی جو عباس نے مکہ مین مخفی کیا تہا اور خبر دینی حضرت نے
اون باتون سی جو منافقین اپنی گہرون مین کرتی تہی اور خبر دیتی تہی اون امور کی جنمین صحابہ اپنی گہرون مین مشغول رہتی تہی اور
اکثر لوگ جو حضرت کی پاس واسطی حوائج کی حاضر ہوتی تہی قبل اوسکی کہ وہ اپنی حاجت کو بیان کرین حضرت جواب پہلی ہی ارشاد
کر دیتی تہی اور خبر دیا جناب امیر کو حال اوس عورت سی جو خط منافقین مدینہ کا کفار مکہ کی پاس لیکی روانہ ہوئی تہی اور بہیجا
جناب امیر کا اوسکی گرفتار کرنی کی واسطی اور اوسکا گرفتار ہونا اور کم کوئی بات حضرت کی معجزہ سی خالی ہوتی تہی جو شخص تفصیل ان
معجزات کی جو بیان کی گئی چاہی تو دیکہی حیات القلوب کو اور جناب علیین مکان نی اپنی والد ماجد یعنی غفران مآب اعلی اللہ
درجتہ سی نقل کیا ہی کہ فرمایا اونہون نے عماد الاسلام مین کہ روایات اخبار بالغیب کی حضرت سی بہت ہین حتی کہ حصر اونکا مشکل
ہی لیکن ہم ذکر کرتی ہین چند روایتین اہل خلاف کی جنمین احتمال ترشیح کا نہین کیونکہ سراسر منافی اونکی مطلب کی ہی اور
اگر نہ واقع ہوئی ہوتین تو ہرگز مبادرت اونکی لکہنی کی نہ کرتی پس معلوم ہوا کہ بجز صدق و راستی کی کوئی محمل اونکا
نہین ہی از انجملہ یہہ ہی کہ احمد بن حنبل نی اپنی مسند مین زیادہ تیرہ طرق سی روایت کی ہی منجملہ اونکی روایت ہی عبد اللہ بن
بریدہ سی کہا اوسنی کہ سنا مین نی اپنی باپ سی کہ وہ کہتا تہا کہ جب محاصرہ کیا ہمنی خیبر کا تو ابوبکر نشان لیکی لڑنی کو
گیا اور بغیر فتح پائی کی مراجعت کی اور بعد اوسکی عمر نشان لیکی گیا اور ظفریاب نہوا پس اہل اسلام کو یہہ امر بہت ناگوار ہوا
جناب رسول خدا نی فرمایا کہ کل علم ہدایت شیم اپنا ایسی شخص کی سپرد کرونگا کہ کرار ہو و فرار نہو کہ خدا اور رسول اوسکو دوست
رکہتی ہین اور وہ دوست رکہتا ہی خدا اور رسول کو اور وہ مراجعت نکریگا تا آنکہ خدا تعالی اوسکو ظفریاب کری گا پس
مسلمین نے با راحت و آرام شب بسر کی کہ البتہ صبحکو فتح ہو جائی گی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین سہل سی مروی ہی کہ جس وقت جناب
رسول خدا نے ارادہ فتح خیبر فرمایا لاعطین الرایة غداً رجلاً یحبه الله و رسوله و یحب الله و رسوله اور
شب کو سب صحابہ کہتی تہی کہ دیکہئی کون اس سعادت سی مشرف ہوئی جسکو ہر شخص یہہ امید حاضر خدمت جناب رسالت مآب ہوا
حضرت نی فرمایا کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب عرض کی حاضرین نی کہ وہ بعارضہ رمد مریض ہین پس اوسکو بہیجا کہ حضرت کی حاضر
کری جب جناب امیر حاضر ہوئی تو آب دہن مبارک حضرت نی آنکہون پر مل دیا اور دعا کی جناب امیر کو شفا ہوئی کہ گویا یہہ مرض
لاحق ہی نہین ہوا تہا پس نشان ہدایت نشان حوالہ حضرت کی کیا اور خیبر فتح ہوا چنانچہ کیفیت بتفصیل آگی مرقوم ہوگی
ان روایاتسی جیسا کہ ظاہر ہی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نی بالجزم و الحتم اہل لشکر کو اطلاع دی کہ کل فتح خیبر ہوگی — اور از انجملہ یہہ
ہی کہ جناب رسالت مآب نی خبر دی امیر المومنین کو کہ یا علی انک مقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین اور یہہ
سب امر ظاہر ہوئی اور کتاب فائق مین منقول ہی کہ آنحضرت نی جناب امیر کو فرمایا کہ ای علی مقاتلہ کریگا تو ناکثین و قاسطین

وہ مارقین سے بہی یا ظاہر ہوا کہ جنگ ناکثین میں سے تہی بیعت کر کی نکث کیا اور جنگ معاویہ سے کہ قاسطین یعنی ظالم تہی
اور جنگ خوارج سے کہ مارق تہی وحمیدی نی حدیث رابع متفق علیہ مسند ابو سعید خدری سے روایت کی ہی کہ جناب
رسول خدا نی فرمایا کہ ایک جماعت اہل اسلام کی خارج از دین ہو جایگی کہ سرگروہ اونکا ذو الثدیہ ہوگا اوسکو قتل
کریگا وہ شخص کہ اولی بالحق ہوگا وطایفوتنی اور اوزاعی نی حال میں ذو الثدیہ کی لکہا ہی کہ ایک پستان اوسکا مثل
گوشت کی تہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نی کہا ہی کہ گواہی دیتا ہوں میں اسکی کہ سنا ہی میں نی جناب رسول خدا سی کہ گواہی دیتا ہوں
کہ علی ابن ابیطالب نی مقاتلہ کیا اونسی اور میں ساتہ حضرت کی تہا کہ جب جہاد سی فارغ ہوی تو کشتوں میں تلاش کیا تو پایا
لاش ذو الثدیہ کی اوسی صفت پر جیسی کہ جناب رسول خدا نی فرمایا تہا اور از انجملہ روایت کہ ہی حمیدی نی اوسی کتاب
میں کہ فرمایا جناب رسول خدا نی کہ عمار کو ایک جماعت باغیوں کی قتل کریگی در انحالیکہ عمار اوس جماعت کو طرف بہشت
بلاتا ہوگا اور وہ عمار کو طرف جہنم کی دعوت کرینگی او شہید کیا عمار کو معاویہ نی جب معاویہ کو اس حدیث کی اطلاع ہوی
تو کہا اوسنی کہ میں نی نہیں قتل کیا بلکہ عمار کو اوسی نی قتل کیا جو اوسکو ہمراہ لایا تہا جب ابن عباس نی معاویہ سی یہہ کلام
سنا تو کہا اگر ایسا ہی ہوا کری تو معاذ اللہ قاتل حمزہ جناب رسول خدا ہوں اور منجملہ اون اخبار کی حدیث اثنا عشر
خلیفہ ہی اور وہ متواتر سی ہی کہ مشتمل ہی اوپر خبر غیب کی نہیں تہی اطلاع اوسکی مگر جناب خداوند عالم کو بنابر مذہب حق کی
حسب حسی کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نی وہ ظہور میں آیا اور اہل خلاف آج تک اسکی معنوں میں حیران ہیں اور یہہ دوسرا معجزہ
کلام معجز نظام جناب رسول ملک العلام کا کہ یہہ حدیث غلط معنوں پر محمول نہیں ہو سکتی چنانچہ پوشیدہ نہیں
یہہ بات اوس شخص پر کہ جسنی دیکہا تاویلات کو اس حدیث کی کتب قوم میں کہ آج تک اسکی معنی میں ایک امر محقق نہیں اور

منجملہ معجزات حضرت کی ایک معجزہ شق قمر ہی حقتعالی نی قران مجید میں فرمایا اقتربت الساعة وانشق القمر وان
یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر معنی اسکی یہہ ہیں کہ نزدیک آئی قیامت و شگافتہ ہوا قمر اکثر مفسرین
نی کہا ہی کہ جب قریش نی طلب معجزہ حضرت سی کی تو یہہ آیة نازل ہوی پس آنحضرت نی انگشت سی چاند کیطرف اشارہ کیا
قدرت الٰہی سی چاند دو ٹکڑی ہو گیا جب اہل قریہ مکہ میں آئی مشرکین نی اونسی دریافت کیا تو اونہوں نی بیان کیا
کہ بیشک ہمنی اوس شب کو دیکہا کہ پہلی تو چاند دو ٹکڑی ہو گیا پہر مل گیا اور تفصیل اس معجزہ کی کتب کلامیہ میں
مندرج ہی اور از انجملہ ہی رجعت آفتاب کی تفصیل اوسکی اسطرح پر ہی کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نی حق الیقین میں فرمایا
ہی کہ خاصہ اور عامہ نی سندہای بسیار اسمائیت عمیس وغیرہ سی روایت کی ہی کہ ایکدن جناب رسول خدا نی جناب امیر

کو کسی کام کی واسطی بہیجا بعد اوسکی جناب پیغمبر خدا نی نماز عصر کی ادا کی اور جب جناب امیر نی مراجعت کی تو جناب سرور
کائنات نی سر مبارک اپنا دامن امیر المومنین میں رکہا اوس حال میں حضرت پر وحی نازل ہوی تا آنکہ قریب ہوا کہ خورشید
غروب ہو جای جب وحی منقطع ہوی تو حضرت نی جناب امیر سی پوچہا کہ یا علی نماز پڑہ چکی جناب امیر نی عرض کی کہ حضرت میں

آپکا سر مبارک زمین پر ہو رکھہ سکا پس دعا کی جناب رسولخدا نے کہ بار خدایا علی تیری اطاعت اور تیری رسول کی اطاعت میں تھا
حکم دے کہ آفتاب مراجعت کرے اسما کہتی ہیں کہ واسطہ دیکھا میں نے کہ آفتاب نے مراجعت کی اور بلند ہوا اسقدر کہ زمین پر چمکا اور
وقت فضیلت نماز عصر کا پس جناب امیرالمومنین نے عصر کی نماز پڑہی بعد اوسکی آفتاب دفعۃً غروب ہو گیا اور اس معجزہ کا
علما اہل سنت کو بہی اقرار ہے چنانچہ سیوطی نے واسطی اثبات اس معجزہ کے لآلی مصنوعہ میں ایک رسالہ لکھا ہے اور
از انجملہ ہے زمین پر آنا بہشت سے ستاروں کا شب ولادت باسعادت آنحضرت کی اور از انجملہ ہے نازل ہونا مایدہ اور
طعام اور میوہای بہشت کا آسمان سے واسطی آنحضرت کی اور عترت طاہرہ اونکی کے بسند معتبر ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول
ہے کہ ایکدن جناب سیدۃ نساء عالمیان مع حسنین علیہم السلام کی خدمت رسولخدا میں حاضر ہوئیں حضرت نے فرمایا کہ
علی کو طلب کرو غرض جب جناب امیر بہی آئے تو جناب رسولخدا نے سب کو اپنی قریب بٹھلایا اور عبا خیبری سب پر ڈال دی
اور تین مرتبہ فرمایا کہ خداوندا یہ اہل بیت میری ہیں دور کر انسی شک اور گناہ اور پاک کر انکو پاک کرنا ام سلمہ کہتی
ہیں کہ میں در میں کہڑی تہی میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں بہی انہیں میں سے ہوں حضرت نے فرمایا کہ تو نہیں
سے نہیں مگر بازگشت تیری طرف خیر کی ہے پس جبرئیل نازل ہوئے اور ایک طبق انار و انگور بہشت سے لائے کہ وہ تسبیح خدا کہتی
تہی پس اپنی اہلبیت کو دی اونہوں نے تناول فرمائے تو ایک شخص صحابہ سے داخل ہوا اور چاہا کہ اونمیں سے کچھ کہائے
جبرئیل نے کہا انکو نہیں کہا سکتا مگر پیغمبر یا وصی اوسکا یا فرزند اوسکا اور بسند دیگر عایشہ سے منقول ہے کہ ایکدن
جناب رسولخدا نے علی ابن ابیطالب کو کسی کام کی واسطی بہیجا تہا جسوقت علی نے وہانسے مراجعت کی تو حضرت میری حجرہ
میں تشریف رکہتی تہی پس حضرت اوٹہی اور تا صحن خانہ استقبال کیا علی کا اور ہاتہہ اونکی گلی میں ڈالدیئے ناگاہ دیکہا
میں نے کہ ایک ٹکڑہ بادل کا آیا اور حضرتین کو اوسنے حائل کیا تو میری نظر سے غایب ہو گئے جب برطرف ہوا تو دیکہا میں
نے کہ ایک خوشہ انگور کا جناب رسولخدا کی پاس ہے خود اوسمیں سے تناول کرتی ہیں اور جناب امیر کو بہی اوسمیں سے دیتی ہیں
میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کہاتی ہیں اور علی کو کہلاتی ہیں اور مجہکو کچہ نہیں عنایت فرماتی فرمایا کہ اسکو نہیں
کہا سکتا کوئی اے عایشہ مگر نبی یا وصی نبی اور بسندہای بسیار عامہ و خاصہ نے انس بن مالک سے
روایت کی ہے کہ ایکدن جناب رسولخدا سوار ہوئی اور ایک پہاڑ پر تشریف لیگئے جب اوپر اوسکی پہونچی حضرت نے مجہسے فرمایا
کہ اوسمقام میں علی ابن ابیطالب بیٹہا ہوا سنگ ریزون پر تسبیح خدا کرتا ہے اوسکو میرا سلام پہونچاؤ اور اس ابر پر سوار کر
میری پاس لے آؤ پس میں گیا اور جناب امیر کو سوار کرکی لایا جب اونہوں نے جناب رسولخدا کو دیکہا تو فرمایا السلام علیک
یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا علیک السلام ای ابو الحسن بیٹہو یہاں اسجگہ بیٹہی ہیں ستر نبی اور میں اون سب سے بہتر
ہوں اور وصی بہی اونکی یہاں بیٹہی ہیں کہ تم اون سب سے بہتر ہو انس کہتا ہے کہ دیکہا میں نے اسوقت کہ ایک
ٹکڑا ابر کا قریب آیا حضرت نے دست مبارک ابر کیطرف دراز کرکی ایک خوشہ انگور کا اوسمیں سے لیا اور بیچ میں اپنی اور

خباب امیر کی رکہا اور فرمایا کہ کہا و اسکو ای بہائی کہ یہ ہدیہ ہی تحفہ اکا طرف میری اور طرف تمہاری ہی اور دوسری روایت مین ہی
کہ اوس بر بین سی باکول و مشروب تناول کیا اور بعد اسکی بر آسمان کو چلا گیا حضرت نی فرمایا کہ اس بر بین سی تین سو
تیرہ پیغمبر اور تین سو تیرہ وصی انکی تناول کیا ہی کہ مین اون سب پیغمبرو نسی نزدیک خدا کی گرامی ہون اور علی اون سب وصیا سے
اور حدیث معتبر مین خباب صادق سی منقول ہی کہ فرمایا خباب امیر نی کہ علیکم بالهریسة فانه جالیس روز تک کے
عبادت کی دیتا ہی اور ہریسہ داخل تہا اوس خوان مین جو رسولخدا کی واسطی آسمانسی نازل ہوا تہا اور حدیثین نزول مایدہ
بہت ہین انشاء الله ابواب فضائل خباب امیر المومنین و حسنین و خباب سیدة النساء علیہم السلام مین بیان کی جائینگے
اور از انجملہ مین وہ معجزات جو کہ اونحضرتسی حیوانات و نباتات و جمادات مین ظاہر ہوی ہین اول یہہ ہی کہ خباب اخ المعظم الحاج
الحرمین الشریفین مولوی السید شریف حسین صانہ الله عن کل شین نی کتاب مجالس الاسرار مین وارد کیا ہی حضرت
انسان کا محبت کرنا انسانسی کچھ مقام تعجب نہین ہی بلکہ محبت کرنا حیوانکا انسانسی تعجب ہی حقسبحانہ تعالی نی خباب سرور
کائنات علیہ الاف التحیات کو وہ شرف اور فضیلت عطا کی تہی کہ حضرت کی جانورونکو بہی محبت حضرت سی اور حضرت کی
اولاد سی تہی چنانچہ ابو علی الحسن بن یحیی زندوستی کہ علماء اہل سنت و جماعت مین سی ہی کتاب روضة العلماء مین
کہا ہی عن ابن عباس قال بینا النبی یخطب و یحث الناس علی الصدقة اذ جاء اعرابی یمسک بخطام ناقة
فقال یا رسول الله هذه صدقة الله و رسوله ابن عباس سی منقول ہی کہ حضرت رسولخدا خطبہ پڑہ رہی تہی اور صدقہ
کرنی کی ترغیب فرماتی تہی کہ ایک اعرابی اپنی ناقہ کی مہار لئی ہوی آیا اور اوسنی کہا کہ یہہ ناقہ صدقہ ہی فنظر الیها رسول الله
فاعجبته فقال یا عمر اذا العتم فی الصدقة فاشتروها لی پس دیکہا حضرت رسولخدا نی ناقہ کیطرف اور حضرت
رسول کو وہ ناقہ اچہا معلوم ہوا حضرت نی فرمایا کہ جب اس ناقہ کو صدقات مین بہیجا تو اسکو میری واسطی مول لی لینا
فاشتریت له و کان رسول الله یرکبها فی غزواته پس وہ ناقہ آنحضرت کی واسطی مول لیا گیا اور آنحضرت اوسپر
لڑائیو نمین سوار ہوتی تہی قال فخرج النبی ذات لیلة فی نصف من اللیل والناقة بارکة فی الدار فلما
مر النبی بها قالت الناقة السلام علیک یا زین القیامة و السلام علیک یا خیر البشر السلام علیک
یا فاتح الجنان السلام علیک یا شفیع الامم السلام علیک یا قائد المومنین الی الجنة السلام علیک
یا رسول رب العالمین ابن عباس کہتی ہین کہ حضرت رسولخدا ایک رات نصف شب کو باہر آئی اور ناقہ گہر مین بندہا
ہوا تہا جب آنحضرت اوسکی پاس سی گذری ناقہ نی کہا السلام علیک یا زین القیامة یعنی سلام ہو اوپر تمہاری ای زینت
روز قیامت السلام علیک یا خیر البشر سلام ہو اوپر تمہاری ای بہترین جن و بشر السلام علیک یا فاتح
الجنان سلام ہو اوپر تمہاری ای کہولنی والی دروازہ جنت کی السلام علیک یا شفیع الامم سلام ہو اوپر تمہاری ای سب کے
شفاعت کرنی والی امتون کے السلام علیک یا قائد المومنین الی الجنة سلام ہو اوپر تمہاری ای لیجانی والی مومنین

مرکب جنت کی السلام علیک یا رسول رب العالمین سلام ہو اوپر تمہاری ای رسول پروردگار عالم کی ثم التفت
الیها النبی فقال وعلیک السلام یا ناقة سبحان اللہ حضرت کا کیا خلق اور کرم تہا کہ ناقہ کی سلام کا بہی جواب
دیا اور فرمایا کہ اوپر تیری سلام ہو ای ناقہ ثم قالت یا رسول اللہ انی کنت لرجل من قریش یقال له
اعضب فهربت منه فوقعت فی المفازة وکان اذا غشی اللیل احتوشنی السباع ثم نادت بعضها
بعضا لا تؤذوها فانها مرکب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اوسکی ناقہ نی حضرت رسولخدا سی عرض
کیا کہ ای حضرت مین ناقہ تہی ایک آدمی کی کہ وہ قریش مین سی تہی اور نام اوسکا اعضب تہا اوسکی پاس سی بہاگی اور
جنگل کو گئی جب رات ہوی تو جانوران درندہ مجکو گہیر لیتی اور ایذا دینی لگی بعد اوسکی ایک درندہ دوسری سی کہنی لگا کہ اس
ناقہ کو ایذا نہ دو کہ یہہ مرکب خاتم النبیین رسول رب العالمین ہی فلما اصبحت واردت ان ارتع نادتنی کل شجرة
الی الی ان ارتع فانک مرکب محمد حتی وقعت الی ههنا جب صبح ہوی اور ارادہ چرنی کا کیا تو ہر درخت مجہی پکار
تا تہا اور یہہ کہتا کہ مجہی چر لی کہ تو مرکب خاتم النبیین ہی یہان تک کہ مین چرتی ہوی اس جگہہ آئی فیقال ان رسول اللہ
سماها عضباء واشتق لها اسما من اسم صاحبها کہتی ہین کہ حضرت رسولخدا نی نام اوس ناقہ کا عضباء رکہا تہا
اور اشتقاق کیا تہا عضباء کو نام اوسکی مالک سی کہ اعضب تہا قالت الناقة یا رسول اللہ ان لی الیک حاجة
قال وما ذاک ناقہ نی عرض کیا کہ یا حضرت میری ایسی ایک حاجت ہی حضرت نی فرمایا کہ وہ کیا ہی قالت ان تسئل
ربک ان یجعلنی من مراکبک فی الجنة وان انت مت قبلی اوصیت ان لا یرکب احد علی ظهری
فانه لا یحمل قلبی ان لا یخلف احد علی سواک ناقہ نی عرض کیا کہ وہ حاجت میری یہہ ہی کہ آپ خدای تعالی
سی سوال کرین کہ مجہی آپکا مرکب جنت مین بہی گردانی اور اگر آپکی وفات قبل میری مرنی سی ہو تو آپ وصیت اسکی کر جاوین
کہ کوی اور میری اوپر سوار نہو کہ میرا دل متحمل اوسکا نہین ہوتا ہی کہ سوای آپکی کوی اور میری اوپر سوار ہو قال النبی
قد قضیت حاجتک حضرت رسولخدا نی ارشاد فرمایا کہ تیری حاجت برائی یعنی جیسا تو نی چاہا تہا ویسا ہی ہوگا فلما
توفی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوصی فاطمة بان یحسن الی الناقة ولا یدع احدا یرکب جب وقت
وفات سرور کائنات کا قریب پہونچا تو آنحضرت نی حضرت فاطمہ علیہا السلام سی ناقہ کی بارہ مین یہہ وصیت
فرمائی کہ اسکو میری بعد اچہی طرح سی رکہنا اور کسیکو سوار اسپر نہونی دینا فکانت فاطمة تعلفها بیدها وتاکلها
مما تاکل وتحسن الیها حضرت فاطمہ علیہا السلام نی وصیت پر ایسا عمل کیا کہ اپنی ہاتہہ سی چارہ ناقہ کو کہلاتی تہین
اور جو کچہہ آپ تناول کرتی تہین ناقہ کو بہی کہلاتی تہین اذ خرجت بین اللیل فی مثل ما یخرج النبی ویحیا بکر
ایک رات کو حضرت فاطمہ علیہا السلام باہر تشریف فرما ہوئین جیسی حضرت رسولخدا راتکو باہر واسطی ملاحظہ حال فقرا
وغیرہ کی تشریف فرماتی تہی تو ملاحظہ کیا کہ ناقہ بندہا ہوا ہی فلما مرت بها فاطمة قالت الناقة السلام علیک یا

بنت رسول اللہ ما سلغ لعلف منذ توفی رسول اللہ جب حضرت فاطمہ ناقہ کی پاس گزرین تو ناقہ نی
بزبان فصیح کہا السلام علیک یا بنت رسول اللہ جب سی حضرت رسولخدا نی وفات فرمائی ہی مجھی دانہ چارہ بھلا نہین
معلوم ہوتا ہی اور کہانا گوارا نہین ہوتا ہی وقد حضر اجلی وانا ذاھبۃ الی ابیک فھل من امر او رسالۃ
اور اب مجھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اجل میری آئی ہی اور مین تمہاری بابا کی پاس جانی والی ہون اگر کوئی کام یا پیغام ہو تو
آپ مجھسی فرما دین کہ مین حضرت رسولخدا سی عرض کر دون فقالت فاطمۃ واعتنقت اسیھا حضرت فاطمہ
ناقہ کی یہہ بات سنکر رونی لگین اور ناقہ کو گلی سی لگا لیا سو فیت الناقۃ وراسھا فی حجر فاطمۃ علیہا السلام
حضرت فاطمہ اوسکی سر کو اپنی کنار مین لئی بیٹھی رہین یہان تک کہ ناقہ نی وفات کی فلما اصبحت عمدت الی ثوابین وکفنتہا
وامرت ان یحفر حفرۃ وجعلتہا فیہا وسوّت علیہا التراب جب صبح ہوئی تو حضرت فاطمہ نی کپڑا طلب فرمایا
اور ناقہ کو کفن دیا اور حکم کیا کہ ایک گڑہا کہودا جاوی جب گڑہا کہودا تو حضرت نی ناقہ کو اسمین دفن کیا اور مٹی کو
برابر کر دیا ثم نبشوھا بعد سبع ایام فلم یجدوا فی حفرۃ منہا جلدا ولا عظما بعد ایک ہفتہ کی جو قبر ناقہ کی کہود کی
دیکہا تو قبر مین گوشت پوست ہڈیین کچہہ نہ تہا دوم یہہ ہی کہ محدثان خاصہ وعامہ نی جناب صادق سی روایت کی
کہ جب جناب رسولخدا کوہای مکہ مین راستہ چلتی تہی تو جس سنگ یا درخت کی پاس سے گذرتی تہی تو وہ خم ہو جاتا تہا
اور کہتا تہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ سوم یہہ ہی کہ خاصہ وعامہ نی بسندہای بسیار روایت کی کہ جب جناب
رسولخدا نی طرف مدینہ کی ہجرت کی اور مسجد کو بنا کیا تو ایک محراب مسجد مین ایک درخت خشک خرما کا تہا حضرت جب
خطبہ پڑہتی تہی تو اوس سے تکیہ لگاتی تہی پس ایک مرد آیا اور کہا اوسنی کہ حضرت اگر اجازت ہو تو مین آپکی واسطی ایک
منبر بناؤن آپ خطبہ اوسپر کہڑی ہوکر پڑہا کیجی تو اوسنی منبر تین درجہ کا بنایا اور حضرت تیسرے درجہ پر بیٹہا کرتی تہی
پہلی مرتبہ جب منبر پر تشریف لائی تو اوس درخت نی گریہ وزاری کی جیسا کہ ناقہ اپنی بچی کی مفارقت مین نالہ کری
پس حضرت منبر سی اوتری اور اوس درخت کو اپنی کنار مین لیا وہ خاموش ہو گیا پس فرمایا حضرت نی اگر مین اسکو اپنی کنار
مین نہ لیتا تو یہہ قیامت تک مصروف بکا رہتا اور اوسکو حنانہ کہتی تہی ایک روایت مین ہی کہ جب وس درخت نی
نالہ کیا تو اوسکو حضرت نی اپنی پاس بلایا پس وہ زمین چیرتا ہوا قریب حضرت کو پہونچا حضرت نی اوسکو تسکین دی
اوسوقت اوس سے ایسی آواز سنی جیسا کہ بچی کو بہلاتی ہین اور وہ اوسوقت روتا ہی غرض یہہ معجزہ متواتر ہی
اور وہ اب جگہہ معروف ہی کہ اوسکو استوانہ حنانہ کہتی ہین اور ایک روایت ہی کہ اوس درخت کو منبر کی نیچی دفن
کر دیا چہارم یہہ ہی کہ جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نی اشارہ کیا ہی طرف اوسکی شرح تجرید مین کہ ترجمہ اوسکا یہہ ہی کہ حضرت
نی درخت کو طلب کیا اوسنی اجابت کی اور حضرت کی قریب آیا اسطرح پر کہ زمین کو شگافتہ کرتا چلا آتا تہا غرض پہر
عود کیا طرف اپنی مکان اصلی کی اور تفصیل اس قصہ کی روایات متعددہ مین وارد ہی نہج البلاغہ مین مذکور ہی قال امیر المومنین

عليه السلام ولقد كنت معه صلى الله عليه وآله لما اتاه الملأ من قريش فقالوا له يا محمد انك قد
ادعيت عظيما لم يدعه اباؤك ولا احد من اهل بيتك ونحن نسألك امرا ان اجبتنا اليه واريتناه
علمنا انك نبي ورسول وان لم تفعل علمنا انك ساحر كذاب حاصل معنی اسکی یہہ ہی کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام
نی فرمایا ہی کہ مین خدمت بابرکت جناب سرور کائنات مین حاضر تھا اس اثنا مین اشراف قریش حضرت کی خدمت مین آئے
اور کہا انہون نی کہ یا محمد تم بڑا دعوی کرتی ہو کہ تمہاری آبا و اجداد و خویشون نے نہین کیا ہم تمسی ایک سوال کرتے
ہین اگر پورا کیا تم نی اوسکو تو جانینگی ہم کہ تم رسول ہو اگر تمسی وہ نہو سکا تو جانینگی کہ تم ساحر دروغگو فقال صلعم وما
تساءلون فقالوا تدعو لنا هذه الشجرة حتى تنقلع بعروقها وتقف بين يديك فقال صلى الله عليه
وآله ان الله على كل شيء قدير فان فعل الله ذلك لكم اتؤمنون وتشهدون بالحق قالوا نعم قال فاني
ساريكم ما تطلبون واني لاعلم انكم لا تفيئون الى خير وان فيكم من يطرح في القليب ومن يحزب الاحزاب
پس کہا حضرت نی کہ کیا سوال کرتی ہو تم کہا انہون نی کہ اس درخت کو اپنی پاس طلب کرو تا آوی یہہ کندہ ہو کر مع جڑونکی
اور ٹھہر جاوی سامنی تمہاری حضرت نی فرمایا کہ خداوند عالم قادر ہی ہر شی پر آیا اگر یہہ معجزہ تم دیکھو تو ایمان لاؤگی عرض کیا ہان
ہم ایمان لاوینگے فرمایا حضرت نی کہ مین تمکو معجزہ دکھلاتا ہون مگر جانتا ہون کہ تم ایمان نہین لاؤگی اور تم مین سی چند
آدمی ایسی ہین کہ جنگ بدر مین مارے جاوینگی اور کنوئین مین ڈال دی جاوینگی اور بعض ایسی ہین کہ لشکر جمع کرکی میری ساتھ
لڑائی کرین گی قال يا ايتها الشجرة ان كنت تؤمنين بالله واليوم الآخر فانقلعي بعروقك حتى تقفي
بين يدي باذن الله فوالذي بعثه بالحق لانقلعت بعروقها وجاءت ولها دوي شديد وقصف كقصف اجنحة
الطير حتى وقفت بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مرفرفة والقت بغصنها الاعلى على رسول الله
وببعض اغصانها على منكبي وكنت على يمينه پھر حضرت نی فرمایا کہ اے درخت اگر ایمان بخدا اور رسول اور روز قیامت
رکھتا ہی اور جانتا ہی تو کہ مین پیغمبر و رسول خدا ہون پس کندہ ہو جا تو مع رگون اپنی کی یہان تک کہ ٹھہر جا میری سامنے
اگی باذن خدا تعالی پس قسم اوس خدا کی جنے حضرت کو نبی برحق مبعوث کیا کہ وہ درخت اپنی جگہہ سی جدا ہو گئی باصوت
شدید مانند بالہای مرغان قریب حضرت کی پہونچ کی متوقف ہوا اور حضرت کی سر مبارک پر سایہ کیا اسطرحسی کہ ایک شاخ اوسکی حضرت کے
سر پر تہی اور ایک شاخ اوسکی میری سر پر تہی اور مین حضرت کی دہنی طرف تہا قال فلما نظر القوم الى ذلك قالوا علوا
واستكبارا فمرها فليأتك نصفها ويبقى نصفها فامرها بذلك فاقبل اليه نصفها كاعجب اقبال واشده
دويا فكادت تلتف برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالوا كفرا وعتوا فمر هذا النصف فليرجع
الى نصفه كما كان فامره فرجع فقلت انا لا اله الا الله اني اول مؤمن بك يا رسول الله واول من امن
بان الشجرة فعلت ما فعلت بامر الله تصديقا لنبوتك واجلالا لكلماتك جب یہ معجزہ دیکھا

تو دیکہا تو ازروی غلو او تکبر کہنی لگی کہ حکم کرو اس درخت کو یہہ دو ٹکڑی ہو جائین ایک تو ہنی جگہہ پہر جاوی اور ایک باقی رہی حضرت نی امر کیا او سکو پس نصف جدا ہوا او سکا اور باصدای عظیم اور سرعت سی دوڑا پس کہا قوم نی حکم کرو نا نصف باقی بہی اوسی ملحق ہو جاوی حضرت نی امر کیا پس ملحق ہوا پس کہا مین نی لا الہ الا اللہ مین ہون اول وہ شخص کہ ایمان لایا اور پہلا مین ہون اول وہ شخص کہ اقرار کرتا ہون ساتہہ اسکی کہ جو کچہہ درخت نی کیا ساتہہ امر حقتعالی کی کیا واسطی تصدیق رسالت اور تعظیم انکی فقال القوم کلہم بل ساحر کذاب عجیب السحر خفیف فیہ فہل یصدقک فی امرک الا مثل هذا یعنونی وانی لمن قوم لا تاخذہم فی اللہ لومۃ لائم سیماہم سیما الصادقین وکلامہم کلام الابرار عمار اللیل ومنار النہار متمسکون بحبل اللہ القرآن ویحیون سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ لا یستکبرون ولا یعلون ولا یفسدون قلوبہم فی الجنان واجسادہم فی العمل یس اون کفار نی کہا کہ تم ساحر ہو اور عجب جادو تمکو یاد ہین اور کوئی تمہاری تصدیق نہین کرتا مگر مثل اوسکی فرمایا جناب امیر کہ ارادہ کیا اونہون نی مجہسی اور تحقیق مین او نمین سی ہون کہ راہ خدا مین اونکو ملامت کرنی والی کی مانع و خارج نہین نشانی اونکی نشانی راستگویون کی ہی اور کلام اونکی کلام ابرار کی آباد کرنی والی ہین راتون کی عبادت سی اور نشان ہدایت ہین دنکو اور تمسک کرنی والی ہین ساتہہ قران کی اور زندہ کرنی والی ہین طریق خدا و رسول کو اور تکبر و فساد نہین کرتی ہین دل اونکی بہشت مین ہین اور احباد بیچ عمل طاعات کی علامہ مجلسی فرماتی ہین کہ یہہ معجزہ بہی متواترات مین سی ہی اور بطرق کثیرہ منقول ہی **پنجم** روایت ہی کہ ایک یہودی کا ایک سلمان پر کچہہ قرض تہا یہودی نی شرط کی تہی اوس سلمان سی کہ ایک نخلستان کہ جسمین ہر طرح کی خرما ہون عوض مین اوس قرض کی بہم پہونچاوی پس جناب رسولخدا نی حکم کیا امیر المومنین کو کہ ہستہ خرما بعدد اون درختونکی جو یہودی نی شرط کی تہی حاضر کرین پس حضرت ایک ہستہ دہان مبارک مین رکہتی تہی اور جناب امیر کو دیتی تہی اور جناب امیر اوسکو اوسکی زمین مین بوتی تہی جب دوسرا ہستہ بونی لگتی تہی تو پہلا سرسبز ہوتا تہا اور ہستہ سیم کی جب نوبت آتی تہی تو پہلا میوہ دار ہو جاتا تہا تا انکہ ایکساعت مین باغ طیار ہو گیا کہ اوسمین خرمای زرد و سفید و سرخ و سیاہ تہی اور سب کو میوہ آگیا تہا پس یہودی کو باغ عنایت کیا اور مثل قصہ کی ہی قصہ سلمان رضی اللہ عنہ کا کہ وہ بہ تفصیل تمام کتاب عین الحیات مین مرقوم ہی **ششم** تفسیر جناب امام حسن العسکری مین منقول ہی کہ جب یہود اور دشمنان آل محمد کی حق مین یہہ آیہ نازل ہوی ثم قست قلوبکم فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ کہا کفار نی کہ یا محمد تم دعوی کرتی ہو کہ ہماری دلونمین ارادہ مواسات فقرا و اعانت ضعفا و صرف مال راہ خدا مین کرنی کا نہین اور تم کہتی ہو کہ پتہر ہماری دلونسی نرم ہین اور اطاعت حق سبحانہ تعالی کی بہت کرتی ہین پس اگر تم سچ کہتی ہو تو آو ایک پہاڑ پر چلین اگر وہ پتہر گواہی دیوین تو ہم پر لازم ہی کہ ہم متابعت کرین تمہاری اور اگر تکذیب کرین یا جواب نہ دین تو جانیو کہ تم کاذب ہو حضرت نی فرمایا کہ اچہا جس پہاڑ پر چاہو چلو غرض ایک پہاڑ کی نزدیک پہونچی تو جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ الطیبین نی پہاڑ کی جانب خطاب کیا اور فرمایا کہ سوال کرتا ہون

مین تجھسی بجاہ محمد وآلہ الطیبین کہ اونکی وسیلہ سے توبہ آدم کی حقتعالی نی قبول کی اور برکت اونکی اسماکی عرشکو سبک کیا کہ اوٹھہ فرشتونکی دوش پر اوسکو قرار دیا باوجودیکہ پہلی ایسی ملایکہ بسیار و کہ بیان نہی شمار کہ لا یعلم عددہم الا اللہ الملک الغفار اوسکو حرکت نہین دی سکتی تھے اور پوچھتی ہین ہم تجھسی بحق محمد وآلہ الطاہرین کہ جنکی اسما متبرکہ کی ذریعہ سے توبہ آدم کی قبول ہوئی اور بتوسل اونکی بہشت مین مکان رفیع اونکو ملا کہ تو شہادت دی واسطی میری وہ جو خدا نے تجکو سپرد کیا ہی یعنی تصدیق کر میری سامنی ان یہود کے اور بیان کر قساوت انکی دلونکی پس بمجرد سننی اس کلام معجز نظام کی پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور پانی اوسمین سی جاری ہوا اور اوس سی ایک آواز بلند آئی اور کہا اوس نی کہ یا محمد شہادت دیتا ہون مین کہ تو ہی رسول خداوند جہان اور تو ہی سید الانس والجان من الاولین والآخرین وگواہی دیتا ہون مین کہ دل ان یہود کی ایسی ہی ہین جیسا کہ آپ نی فرمایا کہ سخت تر ہین پتھر سی اسنی کچھ نہین نکلتا اور سنگ سی کبھی پانی نکلتا ہی اور شہادت دیتا ہون مین کہ یہہ دروغگو اور کذاب ہین کہ آپکو نسبت افترا کی دیتی ہین حضرت نی فرمایا کہ تجھسی اور سوال کرتا ہون مین کہ اے کوہ بیان کر کہ خداوند عالم نی تجکو امر کیا ہی کہ تو میری اطاعت کری جو کہ تجھسی طلب کرون کہ بجاہ محمد وآلہ الطاہرین جو اونکی برکت سی حقتعالی نی نجات دے نوح کو کرب عظیم سی اور سرد کی آتش ابراہیم پر اور اونکو سلامت رکھا اور متمکن کیا اوپر ایک تخت کی کہ جو مزین بفرشہای زرنگار رنگ تھا اور اوس پادشاہ جابر نی بھی کبھی ایسی کارخانہ مین ایسا نہ دیکھا تھا اور گرداگرد اوس تخت کی انواع گل و ریاحین ومیوہ ہا جو سال کی ساری فصلون مین ہوتی ہین مجتمعا سامنی اونکے تھے پہاڑ نی کہا کہ گواہی دیتا ہون مین اوپر اسکی کہ تو نی جو کہا وہ سچ ہی اور گواہی دیتا ہون اوپر اسکی کہ تو خدا سے بار بار سوال کری تو مردمان دنیا کو مسخ کر دی اور اگر سوال کری تو اونکو فرشتی کر دی خداوند رب تیری خاطر سی ماہیت آگ و پانی کی منقلب کر دی اور زمین کو بھی آسمان کر دی اور آسمان کو زمین کر دیتا ہو پہاڑ بلکہ تمام مخلوقات بحکم خداوند جلیل تمہارے مطیع و منقاد ہین جو تم امر کرو اوسپر عمل کرین بعد مشاہدہ اس معجزہ باہرہ اور کرامات ظاہرہ کی گروہ یہود نی کہا کہ آپ ہمپر تلبیس کرتی ہین پیچھی اس پہاڑ کی ایک جماعت صحابہ کو بٹھلایا ہی کہ وہ ایسی گفتگو کرتی ہین اور ہم سی کہتی ہو کہ پہاڑ بولتا ہی اگر آپکا دعوی سچ ہی تو پہاڑ کو امر کرو کہ جڑ سی اکھڑ جای اور جہان تم کھڑی ہو یہان تک حرکت کری اور درمیان سی دو ٹکڑی ہو جای نیچی کا اوپر اور اوپر کا نیچی ہو ای اگر ایسا ظہور مین آوے تو ہم یہہ جانینگی کہ آپنی حیلہ نہین کیا بلکہ یہہ جو دعوی کرتی ہو یہہ خدا کیطرف سی ہی بعد اسکی حضرت نی اشارہ کیا طرف ایک پتھر کی جو پانچ رطل کا تھا وہ حضرت کی قریب آیا حضرت نی یہود سی فرمایا کہ اس پتھر کو اوٹھا اور کان کی نزدیک کر کی سن کہ یہہ کیا کہتا ہی جب یہودی نی کان کی قریب کیا تو اوس سی وہی آواز آئی جو پہاڑ سی آواز آئی تھی حضرت نی فرمایا کہ کیا اسکی پیچھی بھی کوئی آدمی چھپا ہوا ہی اوسنی کہا نہین یہودی نی کہا کہ جو مین نی طلب کیا ہی وہ ظہور مین آوی حضرت واسطی اتمام حجت کی پہاڑ سی دور ہو گئی اور فرمایا کہ اے پہاڑ بحق محمد وآلہ الطاہرین اور بحق اونکی توسل

کی جو کیا لوگون نے محمد و آل محمد سے بارگاہ جناب رب العزت مین و قسم ہی اوس خدا کہ جسنے ہوا کا امر دکیہ قوم عاد بیدہ کیا کہ زمین سے اونکو اوٹھا لیتے تھے اور امر کیا جبرئیل کو کہ آواز دی قوم صالح پر کہ سبہی ہلاک ہوے باذن خدا ایسی مکانسے جدا ہو کی پہاڑ کے قریب چلا آ پس اسپر ہوا پکی طرحسے وہ پہاڑ چلا اور حضرت نے جس مقام پر اشارہ کیا تہا وہان اگر ٹھہر گیا اور کہا کہ مین سنتا ہون و مطیع ہون آپکی فرمان کا و جب لاؤ عان کا اگر چہ یہہ ناخوش ہون ور جو آپ فرماتی ہین وہ بجا لاتا ہون حضرت نے فرمایا کہ یہہ لوگ چاہتے ہین کہ تیری دو ٹکڑی ہون نیچی کا اوپر اور اوپر کا نیچی ہو جاے بس اسیطرحسے ظہور مین آیا بعد اوسکی پہاڑ جانب ہیہ و کے مخاطب ہوا اور کہا کہ یہہ معجزہ معجزات حضرت موسی سے کم نہین ہی کہ جسپر تم ایمان لائی ہو تب ایک نے دوسرے کیطرف دیکہا بعض نے کہا کہ اب کوئی مفر نہین اور بعض نے کہا یہہ شخص صاحب قسمت ہی جس امر کا ارادہ کرتا ہی وہی ظہور مین آتا ہی تب پہاڑ نے آواز دی کہ اس سے نبوت حضرت موسی کو ہی باطل کرتی ہو کہ معجزہ انکی بہی بسبب قسمت کی ہوئی ہی تفسیر فقال انہ تبارک و تعالی فی کتابہ بین قا انکر عینیہ ما انکر الحق

مین عامہ و خاصہ نے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے جناب امیر کو فرمایا کہ ایک صاع گہیون اور ایک کاسہ شیر کا حاضر کرو اور اولاد ہاشم کو نیز طلب کرو جناب امیر نے سب بنی ہاشم کو طلب کیا اور کاسہ شیر کا اور ایک ران بکری کی پکا کی لائی اور اولاد ہاشم کہ جو چالیس آدمی تہی حاضر کئی سب نی انسکو کہایا اور تمام سیر ہو کہ اور شیر کو پیا اور تمام سیراب ہوئی اور وہ گوشت و شیر بدستور باقی تہا بعد اوسکی انکو حضرت نے دعوت طرف اسلام کی کی ابولہب نے کہا کہ محمد نے جادو کیا ہی حضرت اوٹہہ کی کہڑی ہوے پہر بار دیگر انکو دعوت کی طرف اسلام کی کسی نے قبول نکی مگر علی ابن ابیطالب نے بعد اوسکی دوسری دن اور تیسری دن اسیطرح کیا مگر سبہون نے اسلام قبول نکیا سواے جناب امیر علیہ السلام کے

جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نے شرح تجرید مین ارشاد کیا ہی و نسج احجاب بن فح بانسہ صنع فی ما جبل و ضعم لہ

ثم دعاہ فقال انا و اصحابی فقال نعم ثم جاء الی امرأتہ و اخبرہا بذلک فقالت لہ انت قلت اصحابک فقال لا بل ہو قال انا و اصحابی قلت نعم فقالت ہو اعرف بما قال فلما جاء حذیفۃ الیہ السلام قال ما عندک یا جابر ما عندنا الا عناق فی التنور وصاع من شعیر فقال اعد اناؤک الصلوٰۃ والسلام اقعد اصحابی عشرۃ عشرۃ ففعل و کلوا کلہم تفسیر صافی مین علی ابن ابراہیم سے نقل کیا ہی کہ جب سنہ ہجریہ مین احزاب قریش نے قبائل عرب مین سے دس ہزار نفر کو جمع کرکی آمادہ جنگ و جدال و مستعد حرب و پیکار با حبیب ایزد ذوالجلال و رسول کردگار کی کیا جب سرور کائنات اس امر سے مطلع ہوے تو حضرت نے صحابہ سے اس بات مین استشارہ کیا اوس زمانی مین اصحاب سات سو نفر مین منحصر تہی تو حضرت سلمان فارسی رض نے عرض کی کہ جماعت قلیل انبوہ کثیر سے تاب مقابلہ و مقاتلہ نہین لا سکتی ہی اسواسطہ اصلح یہہ ہی کہ ایک خندق کہودے

جاتی جنانچہ تمام ملک عجم مین ایسا ہی کرتی ہین جبکہ دشمن قوی ہون پس حضرت جبرئیل وحی لائی کہ رای سلمان کی صواب ہی
اور پسند رب الارباب ہی پس حضرت نی حکم دیا کہ زمین احد سی تا رابغ تک مساحت کی گئی اور بیس بیس قدم ایک ایک جماعت مہاجرین
و انصار کی واسطی حفر کی معین فرمائی اور حکم دیا کہ بیلچہ حاضر ہون پس حضرت بنفس نفیس مہاجرین کی جماعت مین تشریف
لائی اور ابتدای حفر اپنی دست حق پرست سی شروع کیا اور جناب امیر المومنین حضرت کی کہودی ہوئی سی خاک اوٹھا اوٹھا کر
ایک جانب پہینکتی جاتی تہی تا انکہ حضرت رسول مختار کی جسم مبارک پر عرق جاری ہوا تو فرمایا لا عیش الا عیش الآخرہ
اللہم اغفر الانصار والمہاجرین جب صحابہ نی دیکہا کہ حضرت بنفس نفیس متوجہ ہین تو کوشش بلیغ سی متوجہ
حفر ہوئی دو پہر روز جب حفر کیواسطی آئی تو حضرت مسجد فتح مین تشریف لیگئی اور صحابہ متوجہ حفر ہوئی ناگاہ خندق مین
ایک بیابان سنگ عظیم سد حفر ہوا کہ بیلچہ اوسپر کارگر نہوتی تہی پس صحابہ نی جابر بن عبداللہ کو حضرت کی خدمت مین بہیجا
اس حال عرض کرے جابر سی روایت ہی کہ مین مسجد فتح مین گیا دیکہا کہ حضرت رو باسمان لیٹی ہوئی ہین اور ردا کو سمیٹا
کی تکیہ بنایا ہوا ہی اور شکم مبارک پر ایک سنگ بندہا ہوا ہی تو مین نی حقیقت حال کو عرض کیا پس حضرت خندق
پر تشریف لائی اور پانی منگوایا اور پہلی روی مبارک اور پہر دو دست مبارک دہوئی اور فرق مقدس پر [illegible] قدم مبارک
پر مسح کیا پہر تہوڑا سا پانی پیا اور تہوڑا پانی مضمضہ کا اوس پتہر پر ڈالدیا پہر بیلچہ اوٹہا کر اللہ اکبر کہہ اوس پتہر پر مارا اوس سی ایک
روشنی مثل برق کی ایسی چمکی کہ قصرہای شام نظر آئی دوسری ضرب مین ایک اور برق چمکی کہ قصرہای مداین دکہلائی دئی
اور تیسری مرتبہ ایسی روشنی ہوئی کہ قصور یمن نظر آئی پس حضرت نی ارشاد فرمایا کہ قریب ہی وہ زمانہ کہ ان بلاد مین
فتح ہوکر قبضہ اہل اسلام مین آوینگی پس اجزا اوس سنگ کی مثل ریگ پراگندہ ہوگئی جابر کہتا ہی جب معلوم کیا مین نی کہ حضرت نی
طعام تناول نہین فرمایا ہی اسواسطہ سنگ شکم مبارک پر باندہ رکہا ہی تو عرض کی مین نی کہ آپ کچہہ تناول فرماوینگی حضرت
نی فرمایا کہ تیری پاس کیا ہی عرض کی مین نی کہ ایک بزغالہ اور ایک صاع جو ہی حضرت نی فرمایا کہ جا مہیا کر جو کچہہ تیری پاس حاضر ہی
پس جابر اپنی گہر مین آیا اور اپنی اہلیہ کو کہا کہ جو کا آٹا پیسو اور جابر نی بزغالہ کو ذبح کیا اور اوسی درست کر کی پکانی
کی واسطی دیا غرض جسوقت پکانی سی فارغ ہوئی تو جابر حاضر ہوا خدمت حضرت مین اور کہا مین فدا آپ پر اور میری ماں باپ
بہی کہانا طیار ہی قدم رنجہ فرمائی اور جسکو مناسب جانئی ساتہہ لیچلئی پس حضرت نی کنار خندق پر تشریف لاکر فرمایا یا معشر
المہاجرین والانصار اجیبوا جابرا جابر کہتا ہی کہ اوسوقت سات سو آدمی مشغول حفر تہی ندای حبیب خدا سنتی ہی ہمراہ
حضرت کی ہولئی پہر رستہ مین جسکو دیکہتی تہی فرماتی تہی اجیبوا جابرا پس مین جلدی سی اپنی گہر مین پہونچا اور اہلخانہ
سی کہا حضرت اسقدر آدمیونکو اپنی ہمراہ لئی آتی ہین کہ ہرگز طاقت اونکی کہلانی کی تو نہین رکہتی ہی پس اہلخانہ جابر نی کہا
کہ تو نی مقدار طعام پر بہی حضرت کو مطلع کر دیا تہا جابر نی کہا کہ حضرت آگاہ ہین اہلیہ جابر نی کہا کہ پہر کیا فکر ہی اور حضرت
اعلم ہین اسقدر آدمیونکو جو ساتہہ لائی ہین پس حضرت تشریف لائی اور ارشاد کیا کہ کچہہ طعام حاضر کرو اور کچہہ باقی رہنی دو

اور تنور میں بہی کچہہ روٹیاں ہیں دو پہر ایک ظرف طلب کیا اور اوسمیں شوربا ڈالکی روٹیاں ٹکڑی ٹکڑی کرکی اوسمیں ڈالدیں اور
فرمایا کہ اے جابر دس دس آدمیونکو کہلاتی جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا حتی کہ ساتہہ سو صحابی سیر ہوی جابر کہتا ہی کہ خدا کی قسم سب
سیر ہوی اور کہانا ابہی اسقدر تہا کہ ہمنی کئی روز تک کہایا غرض یہہ حدیث طویل ہی اسمقام میں اسیقدر ذکر کی گئی باقی انشاء اللہ
تعالی اگی بیچ بیان غزوہ خندق کی ذکر کی جائیگی اور از انجملہ ہی کہ آیۃ اللہ فی العالمین علامہ علی الاطلاق اسکنہ اللہ فی جوار سید
المرسلین واعلی اللہ درجتہ فی اعلی علیین نے کتاب شرح تجرید میں فرمایا ونقل عنہ معجزات کثیرۃ کنبوع الماء الکثیر من
بین اصابعہ حتے اکتفے الخلق الکثیر من الماء القلیل بعد رجوعہم عن غزاۃ تبوک اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نی کتاب
حیات القلوب میں فرمایا کہ راوندی وابن شہر آشوب وغیرہ نی سندہای معتبر جناب صادق سے روایت کی ہی کہ جناب امیر نے
فرمایا کہ ایکمرتبہ ہمرکاب جناب رسول کی ایک ایسی منزل پر پہونچی کہ وہاں پانی مطلق نہ تہا لوگونکو شدت عطش ہوی حضرت نے
ایک ظرف طلب کیا کہ اوسمیں تہوڑا سا پانی تہا اور اوسمیں دست مبارک کو رکہا حضرت کے انگشتونسے پانی جاری ہوا کہ
لوگ سیراب ہوی اور ہر ایک ظرف کو بہی بہر لیا اور اسپ وشتر سبہی سیراب ہوی اور حضرت کی لشکر میں تیس ہزار
آدمی اور بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گہوڑی تہی اور از انجملہ یہہ ہی کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نی شرح تجرید میں اوسکی طرف
اشارہ کیا ہی وکغور ماء بئر الحدیبیۃ لما استقی اصحابہ ونزحت البئر فدفع سہمہ الی البراء بن
عازب وامرہ بالنزول وغرزہ فی البئر فغرزہ وکثر الماء حتی خیف علی البراء من الغرق اور طبرسی
علیہ الرحمہ نی کتاب احتجاج میں خبر طویل میں وارد کیا ہی کہ ایک یہودی نی جناب امیر المومنین سے کہا فان موسی قد اعطی الحجر
فانبجست منہ اثنتا عشرۃ عینا کہ حضرت موسی کو حقتعالی نی ایک پتہر ایسا عنایت کیا کہ اوس سی بارہ چشمی پانی
کی جاری ہوی جناب امیر نی فرمایا کہ حضرت موسی کی واسطی ایسا ہی ہوا اور ہماری پیغمبر کو وقت نزول حدیبیہ کی اور
محاصرہ اہل مکہ کی حقتعالی نی بہتر اس سی عنایت کیا کیفیت اوسکی اسطرح سی ہی کہ جب اسمقام میں اوتری تو صحابہ نے
تشنگی کی شکایت حضرت سی کی اور شدت عطش سی گہوڑونکا یہہ حال ہوا کہ شکم گویا ساتہہ لگ گئی پس حضرت نی ایک ڈول
طلب فرمایا اور دست مبارک ڈالا اوسمیں کہا پس انگشتان مبارک سی اسقدر پانی جاری ہوا کہ سب صحابہ سیراب ہوی اور
گہوڑونکو سیراب کیا اور ظروف پانی سی بہر لئی اور نیز اوسی جگہہ ایک کنوا تہا کہ پانی اوسکا بالکل خشک ہو گیا تہا حضرت
نی ایک تیر ترکش سی نکالکی براء بن عازب کو دیا اور فرمایا کہ اس تیر کو اوس چاہ خشک پر لیجا اور گاڑدی اوس کنوی کے
بیچمین پس براء نی ایسا ہی کیا پس اوس تیر کی نیچی سی بارہ چشمی نکلی فتفجرت اثنتا عشرۃ عینا من تحت السہم و
تفل علیہ السلام فی بئر قوم شکوا الیہ ذہاب مائہا فی الصیف حتی انفجر الماء الزلال منہا
فبلغ اہل الیمامۃ ذلک فسألوا مسیلمۃ لما قل ماء بئرہم ذلک فتفل فیہا فذہب الماء اجمع اور ایک
موسم گرما میں ایک کنوی کا پانی بالکل خشک ہو گیا لوگون نے حضرت سی عرض کی حضرت نی آب دہان مبارک اوسمیں

ڈالدیا پس آب زلال یعنی صاف اوسمین سے نکلا اور یہہ خبر اہل یمامہ کو ہوگئی تہی پس اونہین مسیلمہ نے ادعا باطل کیا اتفاقاً اون بعض
دنونمین اونکی ایک کنوئی کا پانی کم ہوگیا اونہون نے مسیلمہ سے یہہ حال بیان کیا اوسنے بہی ایسا ہی اوس کنوئی مین کیا پس بسبب
شومی سے اوس ملعون کی پانی اوس کنوئی کا بالکل خشک ہوگیا اور قریب اسی کے ہے جو علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب
مین ذکر کیا ہی کہ ایک جماعت نے عرض کی حضرت کی خدمت مین کہ ہمارے کنوئین کا پانی کم و بدمزہ ہی حضرت نے آب دہان مبارک
اوسمین ڈالدیا پانی اوسکا شیرین و زیادہ ہوگیا اور اب وہ کنوا بیرون مکہ اور مشہور ہے اور لوگ اوسکو عسیلہ کہتے ہین یہہ بہی
خبر اہل یمامہ کو ہوئی جب مسیلمہ نے اعادی کا ذب کیا تو انہون نے بہی درخواست اوسی کے جب اوسنے ایسا ہی کیا تو
پانی بالکل اوس کنوئی کا جاتا رہا اور وہ کنوا مین مین آجتک مشہور ہے اور منجملہ معجزات کی ایک یہہ ہے کہ بہیڑیئی نی شہادت
رسالت خاتم الرسالہ دی چنانچہ علامہ حلی نے شرح تجرید مین فرمایا ہے انہ شہد لہ الذئب بالرسالۃ فان وھبان بن اوس
كان يرعى غنماً له فجاء الذئب فاخذ شاة منها فسعى نحوه فقال له الذئب اتعجب من اخذي شاة وهذا محمد
يدعو الى الحق فلا تجيبونه فجاء الى النبي فاسلم وكان يدعو بمكلم الذئب اور قریب اسکے جو کافی مین بسند
معتبر مروی ہے کیفیت اسلام ابوذر و سلمان رضی اللہ عنہما مین جناب صادق ع سے کہ فرمایا حضرت نے ایک شخص کو اپنی اصحاب
سے کہ آیا تو جانتا ہی کہ مین تجہی اطلاع دون کیفیت اسلام سلمان و ابوذر سے اوسنے کہا کہ کیفیت اسلام سلمان کو تو مین جانتا ہون
لیکن ارشاد فرمائیے کیفیت اسلام ابوذر کی اور خطا کی اوسنی کہ کیون کیفیت دونونکی اسلام کی حضرت سے دریافت نکی پس فرمایا
حضرت نی کہ ابوذر بطن مر مین کہ نام ایک مقام کا ہے اور مکہ سے ایک منزل کی فاصلہ پر ہے اپنی بکریون کو چراتی تہی کہ ناگاہ ایک
گرگ دہنی طرف آیا اور متوجہ بکریونکا ہوا ابوذر نی اپنی عصا سی اوسکو ہٹایا پس وہی گرگ بائین طرف سی بکریون پر
آیا ابوذر نی پہر عصا اوسکی حوالہ کیا اور کہا کہ مین تجہسی زیادہ کوئی گرگ خبیث و بد نہین دیکہا باعجاز جناب رسولخدا اوسکی زبان
اوس گرگ کی جاری ہوئی اور کہا اوسنی کہ واللہ کہ اہل مکہ مجہسی زیادہ خبیث و بدتر ہین کیونکہ خداوند عالم نی اونمین پیغمبر مبعوث
کیا ہی اوسکو دروغ کیطرف منسوب کرتی ہین اور اوسکے بہیجنی کو دشنام دیتی ہین اور ساحر کہتی ہین جب ابوذر نی اوسکی زبانی
یہہ سنا تو اپنی اہلیہ سی کہا کہ توشہ و مطہرہ و عصا میرا لاؤ پس یہہ لیکی پیدل جانب مکہ روانہ ہوئی تاکہ جو خبر گرگ سی سنی تہا
اوسکو دریافت کرین غرض طی مسافت کرکی گرم وقت مین داخل مکہ ہوئی شدت حرارت سی راستہ مین تعب بہت اوتہایا
اور تشنگی نی غلبہ کیا تہا پس چاہ زمزم پر آئی اور اپنی واسطی ڈول پانی کا کہینچا جب دیکہا تو وہ ڈول دودہ سی بہرا ہوا ہے
اونکی دلمین گذرا کہ یہہ امر گویا گواہ ہی اوس خبر کا جو گرگ کی زبانی سنی ہین آئی اور یہہ بہی معجزات سی اوس پیغمبر کی
پس اوس دودہ کو پیا اور مسجد الحرام مین آئی اور ایک جماعت قریش کی جو اوسوقت وہان بیٹہی ہوئی تہی اوسکی پاس
آکی بیٹہ گئی دیکہا وہ لوگ تکذیب جناب رسولخدا کی کرتی ہین اوسطرح جیسا کہ گرگ نی اطلاع دی تہی اور شام تک وہ لوگ
اوسی قسم کی باتین کرتی رہی کہ ناگاہ ابوطالب آئی اوسوقت ایک دوسری کی آپسمین کہا کہ اب خاموش ہوجاؤ کہ عمو اوسکا

اناہی تہا پس جب خاموش ہوگئی اور ابوطالب سے باتین کرنی لگی ابوذر کہتی ہین کہ جب ابوطالب اوٹہی تو مین بہی اونکی ساتہہ ہو لیا
میری طرف پہر کی دیکہا اور کہا اگر کوئی حاجت ہوئی تو بیان کرو مین نی کہا کہ مین طلب مین اوس پیغمبر کی آیا ہون کہ تم مین
مبعوث ہوا ہی ابوطالب نی کہا کہ اوس پیغمبر سی تجہی کیا کام ہی مین نی کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اوسپر ایمان لاؤن اور
جو کچہہ وہ حضرت فرماتی اوسکا اقرار کرون اور منقاد اوسکا ہون اور اطاعت اوسکی کرون ابوطالب نی کہا کہ ایسا ہی کریگا
مین نی کہا نعم ایسا ہی کرونگا پس کہا ابوطالب نی کہ کل اسوقت مجکو ملنا کہ مین تجکو اوس پیغمبر تک پہونچا دونگا
مین نی رات مسجد الحرام مین بسر کی جب صبح ہوئی تو اون کفار کی پاس بیٹہا وہ لوگ بدستور روز گذشتہ حضرت کو
برا بہلا کہتی تہی تا اینکہ ابوطالب آگئی اور مین اونکی ساتہہ گیا پس [illegible] مین اون [illegible] بیٹہا
کہا او حضرت نی میری حاجت سی سوال کیا [illegible] وہی بیان کیا جو ابوطالب [illegible] الف سی ورحمہ
مرسل اوسکا ہی مین نی کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پس حمزہ مجکو جعفر طیار کی گہر مین لیگئی
وہان وہی کچہہ واقع ہوا جیسا حمزہ کی گہر مین ہوا تہا پہر جعفر طیار مجکو امیر المومنین کی پاس لیگئی وہان بہی ویسا ہی ہوا پہر امیر المومنین
مجکو خدمت باسعادت جناب رسولخدا مین لیگئی حضرت نی مجکو کلمہ شہادت تلقین کیا اور فرمایا کہ ای ابوذر تو اپنی وطن کو جا جب تو
وہان پہونچیگا تو تیری چچا کا بیٹا مرچکا ہوگا اور اوسکا کوئی وارث نہین ہی پس تو اوسکا مال لیکی اپنی اہل و عیال مین
رہنا تا اینکہ پہر ہماری نبوت کا ظاہر ہوجاتی جب ابوذر نی مراجعت کی اپنی وطن کو تو جسطرح حضرت نی فرمایا تہا ویسا ہی
ظہور مین آیا اور ابوذر اپنی اہل و عیال مین رہا تا اینکہ اسلام کو رواج ہوا اور حضرت نی ہجرت کی اوسوقت ابوذر مدینہ مین
حاضر خدمت حضرت ہوئی جناب صادق نی فرمایا کہ یہہ ہی خبر اسلام ابوذر کی اور خبر اسلام سلمان کی تو تجکو معلوم ہی کیا
وقت وہ شخص نادم ہوا عدم استفسار سی اور استدعا کی کہ حضرت نی بیان کیا اور حق تعالی نی بسبب شرف اسلام و خلوص و اختصاص
تمام کی کہ اوسکو بحضرت سید الانام صلی اللہ و آلہ الکرام حاصل تہا کرامات جلیلہ اوسکو کرامت فرمائین کہ فی الحقیقت تاثیرات
نفس قدسی جناب رسولخدا سی تہی راوندی و ابن شہر آشوب نی ابوذر سی روایت کی ہی کہ ابوذر نی کہا کہ ایک دن مین خدمت
بابرکت جناب رسالت پناہ مین حاضر ہوا پس حضرت نی فرمایا کہ ای ابوذر تیری بکریونکو کیا ہوا عرض کی مین نی کہ یا حضرت
ایک روز مین مشغول نماز تہا کہ ناگاہ ایک بہیڑیئی نی بکریون پر حملہ کیا اور ایک بڑہ لیگیا لکن مین نی نماز نچہوڑی اور ارشاد
القلوب مین اسطرح روایت کی ہی کہ ابوذر نی کہا کہ مین نی نماز کو قطع نکیا ہر چند شیطان نی میری دلمین یہہ وسوسہ
ڈالا کہ تیرا مال دنیا سی کچہہ نہین رہتا اگر تو اب نماز کو ترک نکریگا تو تیری کوئی بکری باقی نہ رہی گی اور پہر کوئی چیز
مال دنیا سی تیری پاس باقی نہ رہی گی مین اوسکی جواب مین وسوسی کہتا تہا کہ اگر مال دنیا میری ہاتہہ سی جاتا رہی تو کچہہ
مضائقہ نہین کیونکہ بحمد اللہ کہ ایمان بہ نبوت نبی برحق و محبت اہلبیت آنحضرت کہ بہ شرف دین ہی رکہتا ہون پس تو حید [illegible]
نماز تہا کہ ناگاہ دیکہا مین نی کہ ایک شیر آیا اور اوس گرگ سی بڑہ کو چہوڑا لیا اور اوسکو گلہ کیطرف [illegible] کیا اور مجکو ندا کی

کہ ای ابوذر تو خاطر جمع سی نماز ادا کر کہ خداوند عالم نی مجکو تیری بکریونکی حفاظت کی واسطی معین فرمایا ہی جب مین نماز سی فارغ
ہوا تو اوس شیر نی مجہسی کہا کہ ای ابوذر جناب رسالتمآب کی خدمت مین جا کی خبر دی کہ تمہاری مصاحب و جانثار کو
گرامی کیا خداوند جہان نی اور ایک شیر واسطی محافظت اوسکی بکریونکی موکل کیا پس اس بات کو سنکی متعجب ہوی وہ لوگ
جو حضرت کی خدمت مین بیٹھی ہوی تہی اسی باب مین سی ہیج راوندی وغیرہ نی محدثان خاصہ و عامہ سی روایت کی ہے
کہ سفینہ نی جسکو آنحضرت نی آزاد کیا تہا کہا کہ ایکمرتبہ حضرت رسولخدا نی مجکو ایک لڑائی کی واسطی بہیجا تو مین کشتی پر سوار
ہوا کشتی ہماری ٹوٹ گئی جتنی رفیق تہی سب غرق ہوی مین ایک تختی پر بیٹھ گیا پس موج نی مجکو ایک پہاڑ پر
جو دریا مین تہا پہونچایا جب مین پہاڑ پر چڑہ گیا ایک ایسی موج آئی کہ اوسنی مجکو اوٹہاکر دریا مین پہینک دیا پہر دو
مرتبہ موج پہاڑ تک لیگئی یہانتک کہ تین مرتبہ مین کناری پر پہونچا تو حیران و پریشان ساحل پر کہڑا ہوا تہا ناگاہ ایک شیر
بقصد ہلاکت میری آیا پس مین نی جان سی ہاتہہ دہوی اور ہاتہہ آسمان کیطرف بلند کرکی درگاہ خدا سبحانہ وتعالے مین عرض
کیا کہ ای حافظ حقیقی مین بندہ ہون تیرا اور معتوق ہون تیری رسول و حبیب کا غرق سی مجکو تونی نجات دی اب مجہپر
شیر کو مسلط کرتا ہی پس میری دل مین آیا کہ اسکو اسطرح پر دفع کرون تو کہا مین نی اوس شیر سی کہ ای سبع مین ہون سفینہ
مولای رسولخدا پس تو حرمت آنحضرت کی اونکی غلام کی حق مین نگاہ رکہہ واللہ جب یہہ کہا تو وہ شیر مانند گربہ کی میری
پاس آیا کبہی میری پای راست پر آنکہین ملتا تہا اور کبہی پای چپ پر پہر وہ بیٹہ گیا اور مجکو اشارہ کیا کہ تو پشت پر سوار ہو
جب مین سوار ہوا تو اوسنی بسرعت تمام مجکو ایک جزیرہ مین پہونچایا کہ وہان درخت میوہ دار و آب شیرین و خوشگوار
تہا پس اوسنی اشارہ کیا مین اوترا اور میوہ کہایا اور پانی پیا اور اپنی عورتین کو میونسی چہپالیا اور جو میری پاس کہڑا تہا اوسکو
مین نی بہلکر اپنی پاس کہا تا کہ جہان پیاسا ہون بجہا کر پیون گا تب وہ شیر پہر بیٹہ گیا اور مجکو سوار ہونی کا اشارہ کیا جب
مین سوار ہوا مجکو پہر ساحل دریا پر لیگیا تو وہان دیکہا مین نی کہ ایک کشتی چلی جاتی ہی اوسکو دیکہکر مین نی کپڑا ہلایا
تو اونہون نی دیکہا اور نزدیک آئی اور دیکہا مجکو کہ شیر پر سوار ہی بہت متعجب ہوی و تسبیح و تہلیل خدا کی اور پوچہا
مجہسی کہ تو کون ہی مین نی کہا کہ مین ہون سفینہ مولای رسولخدا جناب باری نی اس شیر کو بحق محمد و آل محمد میری لیے
مسخر کر دیا ہی جب اونہون نی حضرت کا نام سنا تو بادبان اتار لیا اور لنگر ڈالدیا اور دو آدمی چہوٹی کشتی پر سوار
ہوکی میری پاس آئی اور دو کپڑی مجکو دی مین شیر پر سی اوترا اور نزدیک اونکی آیا اور کپڑی پہنی ایک نی کہا کہ
تو میری دوش پر سوار ہو تا کشتی پر پہونچادون یہہ نہین ہو سکتا کہ شیر رسولخدا کی رعایت زیادہ کری رسولخدا کی امت
سی تب مین اوس شیر کی پاس آیا اور اوس سی کہا کہ ای شیر تجکو رسولخدا جزای خیر دیوی جب مین نی یہہ کہا تو دیکہا
اوسکو کہ آنسو اوسکی آنکہونسی جاری ہوی اور وہ وہین کہڑا رہا جب تک کہ مین کشتی مین داخل ہوا اور میری طرف
دیکہتا تہا یہانتک کہ ہم اوسکی نظر سی غائب ہوگی نیز بروایت دیگر منقول ہی کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ

علیه وآله الطیبین نے ایک خط سفینه کو دیا اور ارشاد کیا که اسکو مین معاذ کی پاس لیجا بهه روانه هوا اثنای راه مین دیکها
که عین رستے مین ایک شیر بیٹها هوا تو بهه ڈرا اور نهایت خوف کیا اور اوس شیر سے کها که مین هون رسول رسول خدا کا
بهه خط حضرت کا لیکے معاذ کی پاس جاتا هون پس بمجرد اس کلام کے شیر ایک تیر پرتاب رستے سے الگ گیا اور دور جاکے
ایک صدا کی پس جب سفینه نے مراجعت کی جب بهی ایسا هی واقع پیش آیا اور وه رسته چهوڑ کر دور چلا گیا اور پهر اوسی
طرح صدا کی جب بهه حضرت کی خدمت مین حاضر هوا قصه شیر بیان کیا حضرت نے فرمایا که جو صدا دفع اول مین کی اوسکا
مطلب یهه تها که جناب رسولخدا خوش هین اور دوسری صدا سے یهه مقصود تها که جناب پیغمبر خدا کو میرا سلام کهو اور اونهین
سے هی شفا پائی کور و مجذوم کی بدعای حضرت اور مطلع کرنا امور پوشیده سے تفسیر جناب امام حسن عسکری علیه السلام مین
منقول هے که جب حضرت مکه مین تشریف رکهتے تهے تو کافران قریش نے ایکدن حضرت سے کها که ای محمد پروردگار همارا
هبل جو بڑا هے همارے بیمارونکو شفا دیتا هے اور همکو هلاک سے نجات بخشتا هے حضرت نے فرمایا که تم لوگ جهوٹ بولتے هو
تمهارا بت هرگز کسی شی پر قادر نهین مدبر امور پروردگار عالم هے کفار نے کها که هم خوف کرتے هین که بسبب اسکے که
تم پرستش هبل سے منع کرتے هو هبل تمکو لقوه یا فالج یا کوری مین مبتلا کرے حضرت نے فرمایا که ان باتون پر بلکه کسی امر
پر سوای جناب باری کے کوی قادر نهین کفار نے کها که اگر یهه بات سچ هے تو اپنے خدا سے کهو که همکو ان بیماریون مین مبتلا کرے
تا آنکه هم هبل سے سوال کرین اور وه همکو شفا دیوے یهه تم بهی جانو که هبل شریک تمهارے خدا کا هے پس جبرئیل آئے اور کها
که یا محمد تم بعض ان اشخاص پر نفرین کرو اور علی ابن ابیطالب بهی بعض دیگر پر نفرین کرے جب وے تمکو خداوند عالم مبتلا
ببلیات کریگا پس آنحضرت نے بیس نفر پر نفرین کی اور جناب امیر نے دس نفر پر نفرین کی تو اوسی ساعت مین مبتلا
بجذره وکوری وپیسی وفالج ولقوه هوے اور هاتهه اور پاؤن اونکے جدا هو گئے اور کوی عضو اونکا صحیح نرها سوای
زبان وکان کے تو اونکو لوگ اوٹها کر هبل کی پاس لیگئے اور کها که ای هبل انکو شفا دے محمد و علی نے انپر نفرین کی هے
خداوند جهان نے هبل کو گویائی دی هبل نے کها که ای دشمنان خدا اور رسول مین هرگز کچه قدرت نهین رکهتا قسم
هے خدا کی جسنے محمد کو واسطے هدایت جمیع خلایق کے بهیجا هے اور وه تمام انبیا سے افضل هے که اگر وه مجهپر نفرین کرے
جمیع اجزا و عضو میرے جدا جدا هو جائین اور هوا میری خاک کو پراگنده کردے اور کچهه اثر میرا جهان مین باقی نرهے اور
بهری حز میری کا سوا حصه رائی کے دانه کا هو جائے جب هبل سے کفار نے یهه بات سنی تو نا امید هوے اور او آنحضرت
کی خدمت مین حاضر هوے اور استغاثه کیا که یا حضرت همنے اونسے قطع امید کی تم هماری فریاد رسی کرو اپنے خدا سے
کهو که ان لوگونکو اس بلا سے نجات دیوے اور هم عهد کرتے هین که اب تمکو یهه لوگ اذیت نه پهونچائینگے پس وے بیس
نفر جنپر که حضرت نے لعنت کی تهی جناب رسولخدا کے قریب لائے اور دس نفر دیگر کو جناب امیر کی پاس لیگئے تب جناب رسولخدا
بیس نفر سے اور جناب امیر نے اون دس نفر سے کها که تم آنکهین بند کرو اور کهو که یا الله قسم دیتے هین هم تجکو بجاه محمد

معجزه شفا بخشی بیماران

والہ الطیبین کہ ہمکو شفا عنایت کر جب یہہ کہا اونہون نے فوراً شفا پائی پس وہ شخص نفر مع بعض اشخاص دیگر کی جو
اونکی قبیلہ مین سے تہی ایمان لائی اور باقی قریش اپنی شقاوت اصلی پر قایم رہی پہر جناب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ
و آلہ الاطیاب نے اون لوگون سے جو ایمان لائی تہی فرمایا کہ آیا تم چاہتی ہو کہ بینائی تمہاری زیادہ ہو جاتی اونہون عرض کے
کہ حضرت ہان ہم چاہتی ہین حضرت نے فرمایا کہ تمنی جو کچھہ کہایا ہی یا دوا کی ہی یا ذخیرہ کیا اوسکی خبر دون مین تمکو بعد
اوسکی حضرت نے ارشاد کیا جو کچھہ اونہون نے اوسدن کہایا تہا یا دوا کی تہی یا ذخیرہ اپنی گہر مین کیا تہا پہر فرمایا ای
ملایکہ پروردگار حاضر کرو اوس طعام کو مع سفرہ کی جو کہ اونہون نے کہایا ہی اوسیوقت ملایکہ سفری طعام لیکر حاضر ہوئی اور
حضرت نے سب کی خوان جداجدا الگ کی بتلائی کہ یہہ اوسکا اور یہہ اسکا ہی پس فرمایا کہ ای طعام خبر دی تو مجکو کہ کس قدر
اوسنی کہایا اور کتنا باقی رہا تو تو طعام کو حقتعالی نے گویائی دی اوسنی سب بیان کیا پہر حضرت نے فرمایا کہ ای طعام
تو بیان کر کہ مین کون ہون اوسنی عرض کی کہ آپ سید المرسلین خاتم النبیین ہین پہر حضرت نے جناب امیر کیطرف اشارہ
کیا اور پوچھا کہ یہہ کون ہی اوسنی عرض کی کہ یہہ بہائی ہی آپکا اور بعد تمہاری بہترین گذشتگان و آیندگان ہی اور
وزیر اور خلیفہ ہی آپکا پس راوی نے جناب امام حسن عسکری کی خدمت مین عرض کی کہ معجزات جناب پیغمبر خدا اور حضرت
علی مرتضی مشابہہ معجزات موسی تہی جناب امام نے فرمایا کہ علی ابن ابیطالب بمنزلہ جان کی ہین واسطی پیغمبر خدا کی اور معجزات

جناب امیرالمومنین کی بعینہ معجزات حضرت سید المرسلین ہین و بالعکس اور معجزہ ہر نبی کا خدا نی پیغمبر آخر الزمان کو
دیا ہی اور احتجاج طبرسی مین منقول ہی کہ ایک یہودی نے جناب امیرالمومنین سی کہا کہ خدا تعالی نے حضرت موسی کو
عصا عنایت کیا تہا کہ وقت لڑنا معجزہ کی اژدہا بنجاتا تہا حضرت نے فرمایا کہ حقتعالی نے ہمارے پیغمبر کو فضل اوس سی
کرامت کیا ہی بتحقیق کہ ایک شخص ابوجہل سے قیمت اپنی شتر کی جو اوس نے ابوجہل بن ہشام کی ہاتہہ بیع کیا تہا اوس سی طلب کرتا تہا
اور ابوجہل ہمیشہ شراب و کباب مین مشغول رہتا تہا اور تقاضای قرض خواہ سی کچہہ پروا نہین رکہتا تہا ایک شخص نے بقصد
حاسد بایع شتر سی کہا کہ اگر تو چاہی کہ روپیہ تیری ملجاتین تو محمد بن عبداللہ کی پاس جاؤ وہ تمکو دلا دینگی اوسکا مطلب
اوس سی یہہ تہا کہ جب حضرت عمر بن ہشام کی پاس جائینگی تو وہ بموجب اپنی وعدہ کی انکو استہزا کریگا یہہ شخص اوسیوقت
حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت عمر بن ہشام میرا قرض نہین دیتا ہی اگر آپ میری شفاعت
کیجئی تو ملجای ورنہ مشکل ہی پس حبیب خالق یکتا و شفیع روز جزا اوس طلبگار کی ساتہہ عمر بن ہشام کی گہر آئی اور
اوس سی کہا کہ دی ابوجہل اس شخص کا جو یہہ مجبور آتی ہی جا دی اس سی پہلی کسی نی عمر بن ہشام کو اس کیفیت سی
نہین دیکہا تہا مجرد ارشاد ہونی ابوجہل اوٹہا اور قیمت شتر بایع شتر کی حوالہ کی جب ابوجہل اپنی اشکال مجلس مین گیا
تو اونہون نے کہا کہ کیون محمد سی ڈر گیا تو اور بموجب اپنی وعدہ کی استہزا اوسکی نکی ابوجہل نی کہا کہ تم اپنا حال جانتے
پس جب حضرت میری طرف متوجہ ہوئی اونکی دہنی طرف دیکہا مین نی ایک جماعت کو کہ ہاتہہ مین حربہ لئی ہوئی تہی

لئی ہستعد ہین اور اونکی جانب جب دو اژدہی تڑپی ہین کہ اپنی دانتونکو چباتی ہین اور چشمہای شرربار اونکی
میری نظر مین شعلہ ور و جلوہ گر ہوتی ہین اگر مین فرمان حضرت بجا نہ لاتا تو اون جو بونسی وہ جماعت میرا شکم چاک کرتی اور دونو
اژدہی مجھی کاٹتی فرمایا جناب امیر نی کہ یہہ معجزہ معجزہ ثعبان موسی سی بھی بالاتر ہی پھر فرمایا کہ جناب رسولخدا نی ایکدن سفاہت
مشرکین قریش کا ذکر کیا اور عیوب اونکی ذکر کئی بیان کئی اور تحقیر اونکی بتون کی بیان کی اور فرمایا کہ مشرکین گمراہ ہین قریش نی
یہہ سنکی نہایت غضبناک ہوئی ابوجہل نی کہا کہ اس زندگی سی مرجانا بہتر ہی ای جماعت قریش تم مین سی ایک شخص بھی
ایسا نہین کہ محمد کو قتل کری اگرچہ وہ بھی اونکی عوض مین مارا جاوی اونہون نی کہا کہ ہمکو ہرگز منظور نہین کہ ہم اونکو قتل کرکی
آپ قتل کئی جائین ابوجہل نی کہا کہ مین قتل کرونگا رسولخدا کو پھر اولاد عبد المطلب اوسکی عوض مجھی مار ڈالی یا زندہ رکھی
قریش نی کہا کہ اگر ایسا کری تو گویا تو نی تمام اہل اس وادی پر احسان کیا اور ہمیشہ کی واسطی تجھسی یادگار باقی رہیگی ابوجہل نی
کہا کہ حضرت جب مسجد الحرام مین تشریف لاتی ہین تو بہت سی سجدی کرتی ہین پس جب آئینگی اور سجدہ کرینگی تو مین ایک
پتہر سی سر مبارک کو شق کرونگا پس جب جناب رسولخدا تشریف لائی تو پہلی سات شوط طواف خانہ کعبہ کا بجا لائی بعد اوسکی مشغول
نماز ہوئی اور سجدہ مین طول دیا پس ابوجہل سنگدل و بدبخت نی ایک بڑا پتہر اوٹھایا اور قریب حضرت کی آیا جب قریب پہنچا
تو دیکہا کہ ایک بہت بڑا سانپ موہنہ کہولی ہوئی چلا آتا ہی ابوجہل نی جب یہہ دیکہا تو بہت ڈرا اور ہاتہہ اوسکی
کانپنی لگی اور وہ پتہر ہاتہہ سی چھوٹ گیا پانو پر گرا کہ پانو اوسکا مجروح ہوا پھر گیا اپنی قوم کیطرف دراں حالیکہ خون اوسکی
پانوسی جاری تہا اور رنگ رو متغیر اور عرق سی تمام بدن تر تہا اوسکی اصحاب نی کہا کہ آج تیرا حال ہی ایسا کبھی نہین ہوا
اوسنی کہا میری عذر کو سن لو بعد اوسکی ساری کیفیت اوسنی بیان کی اور نیز فرمایا جناب امیر المومنین نی کہ ای یہودی
اگر تجہی اعتقاد ہی کہ حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام اموات سی کلام کرتی تہی تو ہماری پیغمبر کی واسطی بہتر اوس سی بھی واقع ہوا
کہ جس وقت حضرت نی اہل طائف کا محاصرہ کیا تو وہ لوگ ایک بکری کو زہر آلود بریان کرکی حضرت کی خدمت مین لائی
پس ہاتہہ اوس بکری کا بقدرت حقتعالی کی گویا ہوا اور عرض کی کہ لا تا کلنی فانی مسمومۃ یعنی مجھی نوش نفرمائی کہ مجھی
زہر ملا ہی پس اگر کوئی چارپایہ حالت زندگی مین حضرت سی کلام کرتا تو تعجب عظیمہ سی تہا چہ جا کہ کلام کرنا بکری کا
بعد ذبح و سلخ و بریان ہونیکی اور منحصر اسی مین نہ تہا بلکہ جب درخت کو طلب کرتی تہی تو اجابت حضرت کی امر کی کرتا تہا
اور بہائم و سباع کلام حضرت سی کرتی تہی اور حضرت کی نبوت پر گواہی دیتی تہی اور لوگونکو منع کرتی تہی کہ عصیان امر
حضرت نکرین اور اموات حضرت سی کلام کرتی تہی کتاب احتجاج مین منقول ہی کہ جاثلیق نی عرض کی خدمت جناب امام رضا
علیہ التحیۃ و الثنا مین کہ جب حضرت عیسی نی مردونکو زندہ کیا اور نابیناکی آنکہین روشن کین اور مبروص کو شفا دی
اعتقاد کیا امتنی کہ وہی ہی خدا لایق عبادت کی امام رضا نی فرمایا کہ الیشع نی ایسا ہی کیا پانی پر راستہ چلتی تہی اور مردونکو
زندہ کرتی تہی اور نابینا و مبروص کو شفا دیتی تہی پس پینتیس ہزار مرد کو بعد ساٹہہ برس کی زندہ کیا اور کسی نی اوسکو

خدا نے کہا اور خبر قبل پیغمبری مثل حضرت عیسیٰ کی مردونکو زندہ کیا اور نظایر اسکی بہت سی بیان کیں اور فرمایا کہ ای جاثلیق یہہ
قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تہی یا بعد اونکی جاثلیق نے کہا کہ یہہ سب قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تہی پہر فرمایا حضرت
نے کہ مجتمع ہوی قریش پاس حضرت رسولخدا کی پس سوال کیا حضرت سے کہ اونکی مردونکو حضرت زندہ کر دین پس علی ابن
ابیطالب کو ہمراہ اونکی طرف صحرا کی روانہ کیا اور فرمایا کہ نام بنام مردونکو حسب التماس قریش کے پکارنا اور کہنا کہ
محمد رسول اللہ نے بحکم خدا تمکو حکم کیا ہی کہ اپنی اپنی قبرونسی اوٹہو پس وہ لوگ اپنی اپنی قبرونسی اوٹہی درانحالیکہ اپنے
اپنی سرونسی خاک جہاڑتی تہی پس قریش اونکی پاس گئی اور اپنی حال کو اونسی پوچہا پس اون مردونے قریش کو خبر دی
کہ محمد نبی برحق ہی کہ طرف تمہاری مبعوث ہوی ہین اور ہمکو آرزو تہی کہ عہد کرامت عہد مین اونحضرت کی ہوتی اور تصدیق نبوت
اونکی رسالت کی ایمان لاتی اور منجملہ معجزات یہی کلام کرنا آہو کا چنانچہ مجالس الاخوان مین مذکور ہی فی البحار ان
اعرابیا اتی الرسول فقال یا رسول اللہ لقد صدت خشفة غزالة واتیت بها الیک هدیة
لولدیک الحسن والحسین علیهما السلام کتاب بحار الانوار مین منقول ہی کہ ایک اعرابی بچہ آہو لیکر خدمت فیضدرجت
حضرت رسالتمآب مین حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ یہہ مین نے شکار کیا ہی اور اسی لطریق ہدیہ کی واسطی حسنین
علیهما السلام کی لایا ہون فقبلها النبی ودعا له بالخیر پس حضرت نے وہ بچہ آہو لے لیا اور اوسکی حق مین دعای
خیر کی فاذ الحسن واقف عند جده فرغب الیها فاعطاه ایاها اور جناب امام حسن اوسوقت حاضر تہی اونہون
نے اوسکی طرف رغبت کی پس حضرت نے وہ بچہ آہو امام حسن کو دیدیا فما مضی ساعة الا والحسین قد اقبل
فرای الخشفة عند اخیه یلعب بها فقال یا اخی من این لک هذه الخشفة پس ایک ساعت
نہ گذری تہی کہ امام حسین تشریف لائی تو دیکہا اپنی بہائی حسن کو کہ بچہ آہو سی کہیل رہی ہین امام حسین دیکہکر بولی ای
بہائی یہہ بچہ آہو تمکو کسنی دیا ہی فقال الحسن اعطانیها جدی رسول اللہ امام حسن نے کہا یہہ بچہ ہمارے نانا
رسولخدا نے دیا ہی فسار الحسین مسرعا الی جده فقال یا جداه اعطیت اخی خشفة یلعب بها ولم تعطنی
مثلها امام حسین یہہ سنکر حضرت کی پاس آئی اور عرض کرنی لگی کیون نانا آپ نے بہائی حسن کو تو بچہ آہو دیا کہ وہ
اوس سے کہیلتی ہین اور ہمین نہ دیا وجعل یکرر القول علی جده وهو ساکت لکنه یسلی خاطره ویلاطفه
بشیء من الکلام اور بار بار یہی کہتی تہی کہ کیون نانا آپنی بہائی حسن کو بچہ آہو دیا اور ہمین نہ دیا اور رسولخدا خاموش
تہی کہ حسین کو کیا جواب دین لیکن کلمات تسلی اور تشفی کی فرماتی تہی مگر وہ نمانتی تہی حتی اخذ من الحسین ان
هم یبکی تا انکہ آنکہون مین امام حسین کی آنسو بہر آئی اور چاہا کہ رودین پس رسولخدا اوسوقت نہایت متردد ہوی
کہ اب کیا کرین فبینما هو کذلک اذ نحن بصیاح قد ارتفع عند باب المسجد راوی کہتا ہی کہ دفعتہ
دروازہ مسجد سی غل اور شور کی صدا بلند ہوی کہ ہم سب دیکہنی لگی فنظرنا فاذا ظبیة ومعها خشفتها

ناگاہ دیکھا میں نے کہ ایک ہرنی بچہ اپنا ساتھ لیے چلی آتی ہے ومن خلفها ذئبة تسوقها الى رسول الله وتدفعها
باحد اطرافها حتى اتت بها الى النبي اور پیچھے اوس ہرنی کے ایک بھیڑیا ہے کہ اوسے ہنکاتے ہوئے لاتا ہے تا آنکہ
وہ ہرنی رسولخدا کے پاس آئی ثم نطقت الغزالة بلسان فصیح وقالت یا رسول الله قد کانت لی
خشفتان احدهما صادها الصیاد واتی بها الیک پھر وہ ہرنی بزبان فصیح گویا ہوئی اور عرض کرنے
لگی یا رسول اللہ میرے دو بچے تھے کہ ایک انمین سے صیاد پکڑ لایا اور آپکی خدمت مین حاضر کیا وبقیت لی هذه الاخری
وانا بها مسرورة وانی کنت الان ارضعها فسمعت قائلا یقول اور یا حضرت یہ بچہ دوسرا میرے پاس
تھا میں اس سے شاد و خرسند تھی اور اسوقت میں بچہ کو اپنے دودھ پلاتی تھی کہ ناگاہ سنی میں نے آواز ہاتف کی کہ وہ کہتا تھا
اسرعی اسرعی یا غزالة بخشفك الى النبي محمد واوصلیه سریعا اے ہرنی بچے کو لیکر جلد خدمت رسولخدا مین
پہنچ لان الحسین واقف بین یدی جده وقد هم ان یبکی اسلئے کہ حسین محبوب ہماری حبیب کا بچہ آہو کی واسطے
انکھوں مین آنسو بھرے نانا کے پاس کھڑا ہے اور چاہتا ہے کہ روئے فالملائكة باجمعهم قد رفعوا رؤسهم
من صوامع العبادة اور اسوقت تمام ملائکہ نے عبادت موقوف کرکے عبادت خانوں سے سر باہر نکالے ہیں فلو بکی الحسین
لبکت الملائكة المقربون لبکائه پس اگر حسین روئیگا تو تمام ملائکہ مقربین حسین کے رونے پر روئینگے وسمعت ایضا
قائلا یقول اسرعی یا غزالة قبل جریان الدموع علی خد الحسین اور یا رسول اللہ سنا میں نے کہ بار دیگر ہاتف
نے آواز دی کہ جلد پہنچ اے ہرنی قبل رواں ہونے قطرہ اشک کے حسین کے رخساروں پر فان لم تفعلی سلطت علیك هذه
الذئبة تاکلك مع خشفك اور اگر تو نے کچھ تاخیر کی تو ہم مسلط کرینگے تجھپر اس بھیڑیے کو کہ کھا جائیگا تجھے مع بچہ تیرے
فاتیت بخشفی الیك یا رسول الله وقطعت مسافة بعیدة لکن طویت لی الارض حتى اتیتك سریعة
پس بمجرد سننے اس ندا کے مین بچہ اپنا ساتھ لیکر آپکی طرف روانہ ہوئی اور مسافت دور و دراز کو قطع کیا لیکن امام حسین خدا کو
بہت پیارے ہیں کہ جا بجا سے زمین سمٹی میرے لئے تا آنکہ ان وحد مین آپکے پاس پہنچی وانا احمد الله ربی علی ان اتیتك
قبل جریان دموع الحسین علی خده یا حضرت مین شکر کرتی ہوں خدا کا کہ پہنچی میں قبل رونے حسین کے فارتفع التکبیر
والتهلیل من الاصحاب ودعاء النبی للغزالة بالخیر والبرکة راوی کہتا ہے کہ اوسوقت صدا تکبیر و تہلیل اصحاب کے
سے بلند ہوئی اور رسولخدا نے اوس ہرنی کے لئے دعا خیر کی واخذ الحسین الخشفة واتی بها الی امه الزهراء ع
فسر بذلك سرورا عظیما اور امام حسین وہ بچہ آہو لیکر خوش خوش اپنی مادر گرامی فاطمہ زہرا کے پاس آئے پس
جناب سیدہ کو بھی اوسوقت سرور عظیم حاصل ہوا ۔ **منقبت** بیچ بیان معراج کے مخفی نہ رہے کہ منجملہ فضائل کے ایک یہ ہے کہ جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی معراج جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ وتعالی نے سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد
الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من ایاتنا انه هو السمیع البصیر منزہ ہے وہ خداوند عالم کہ جسنے سیر
کرایا

بیان معراج

کرایا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد الحرام سی طرف مسجد اقصی کی وہ مسجد کہ برکت دئی ہی ہمنی اوسکی دور مین تاکہ دکھلاوین ہم
آیات عظمت و جلالت اپنی سی تحقیق کہ خداوند عالم سمیع و بصیر ہی و بعض نی کہا ہی کہ مراد مسجد الحرام سی مکہ معظمہ ہی کسواسطی
کہ تمام مکہ محل نماز و محترم ہی جناب آخوند مجلسی علیہ الرحمہ نی کہا ہی کہ مشہور یہہ ہی کہ مراد مسجد اقصی سی بیت المقدس ہی اور احادیث
کثیرہ سی یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ مراد اوس سی بیت المعمور ہی جو کہ چوتھی آسمان پر ہی اور دور ترین سب مساجد سی ہی اور یہان
مراد مسجد شام نہین اور یہہ امر کہ قرائین مسجد اقصی سی بیت المعمور ہے پس یہہ منافی نہین اسکی کہ آنحضرت بیت المقدس مین بہی تشریف
لیگئی ہون کیونکہ اسپر بہی بہت احادیث دلالت کرتین ہین اور محتمل ہی کہ بعضی معراجون مین حضرت وہان تک پہونچی
ہون ترجمہ آیۃ شریف کا فی الجملہ لکہا گیا پس مخفی نرہی کہ اہل اسلام مین دربارہ معراج خلاف ہی بعض معراج روحانی کی قائل
ہوئی ہین اور بعض وقوع معراج کو حالت خواب مین بتلاتی ہین اور روایات منقولہ فریقین کی خالی از افراط و تفریط نہین اصل
معراج جسمانی و صعود اوپر ملکوت آسمانی کی قدر مشترک ہی اور متواتر ثابت و متحقق ہی اور خصوصیات اس درجہ کو نہین پہونچین
اور بعض روایات فریقین کی دلالت اوپر غلو اور تشبیہ کے کرتی ہین پس یہہ سب طریقہ اقتصاد سی خارج ہین البتہ یہہ گمان
کیا جاتا ہی کہ بمقتضای نکلم الناس علی قدر عقولہم مدارج قرب معنوی اون الفاظ سی استعارہ کی ہون اور اونکو
اپنی سوء فہم سی تشبیہ وغیرہ پر محمول کرتی ہین اور باقی رہی یہہ بات آیا افلاک قابل خرق والتیام کی ہی یا نہین پس جواب
اوسکا یہہ ہی کہ دلائل حکما کی دلالت نہین کرتی ہین مگر اوپر عدم خرق فلک اعظم کی اور معراج مستلزم اوسکا نہین علاوہ برین
دلائل اونکی محض شکوک و اوہام ہین کیونکہ مقدمات اون دلائل کی ناتمام ہین چنانچہ پوشیدہ نہین اوپر ماہر کتب حکمیہ کی
کہ کوئی مقدمہ ایسا نہین جو اونہون کی نہی کی قواعد مقررہ سی منقوض نہو سوا اسکی اور اعتراضات منکرین کی جوابات وغیرہ بہی
کتب کلامیہ مین بتفصیل تمام حسن تمام مذکور ہین چونکہ یہہ رسالہ اردو مین واسطی نفع عام کی لکہا گیا ہی اسواسطی تعرض اون مباحث
مشکلہ کا نکیا گیا حسب یہہ مقدمہ ممہد ہوا اب بعض احادیث مفصلہ کیفیت معراج واسطی مزید بصیرت کی اوپر علو رفعت و
کمال فضیلت آنحضرت کے ذکر بیان کی جاتی ہین چنانچہ عیاشی نی اور ثقۃ الاسلام نی کافی مین حضرت امام محمد باقر ع
سی روایت کی ہی کہ جبرئیل شب معراج کو براق واسطی سواری جناب رسولخدا کی لائی اور براق قامت مین گدہے سی
چھوٹا اور حمار سی بڑا تہا اور بروایت کافی براق جب کسی پہاڑ پر پہونچتا تہا چڑہنے کی وقت ہاتہہ اوسکی چہوٹی اور پانو
اوسکی بڑی ہو جاتی تہی اترنی کیوقت بالعکس اور عیون الاخبار وغیرہ مین منقول ہی جناب رسولخدا سی کہ فرمایا حضرت نی کہ جناب رب
العزت نی مسخر کیا میری واسطی براق کو وہ دابہ ہی دواب جنت سی قد اوسکا نہ چہوٹا نہ بڑا اگر خداوند عالم حکم کری اوسکو
تو البتہ جولانی کری اور گذر جاوی اوپر تمام دنیا و مقامات آخرت کی ایکمرتبہ کی جولان مین اور وہ بہترین مرکوب سی ہی تمام
مین علی ابن ابراہیم نی جناب صادق ع سی روایت کی ہی کہ جبرئیل و اسرافیل و میکائیل براق خدمت حضرت مین لائے
ایک ایک نی لجام و رکاب و زین کو تہام لیا و درست کیا اوسوقت براق گہبرایا حضرت جبرئیل نی اوسکی منہہ پر طمانچہ

مارا اور کہا کہ ساکن ہو ای براق کہ پہلی اس سی کوئی نبی تیری اوپر نشین ہوا اور نہ بعد اسکی کوئی سوار ہوگا بعد اوسکی حضرت سوار
ہوئی اور براق بلند ہوا لاکن ایسا بلند نہ تہا و جبرئیل ہمرکاب حضرت کی تہی اور آیات زمین و آسمان حضرت کو دکھلاتی
جاتی تہی آنحضرت ارشاد کرتی ہین کہ براق اوسی طرح سی روان تہا کہ دہنی جانب آواز آئی کہ یا محمد مین ملتفت نہوا اور جواب بہی
نہ دیا پہر جانب چپ سی آواز آئی مین ملتفت اوسکا بہی نہوا بعد اسکی سامنی سی ایک عورت نظر آئی کہ دونو ہاتہہ اوسکی کہلی
تہی اور زینت تمام دنیا کی اوس سے ظاہر و باہر تہی پس کہا اوسنی کہ آیا توجہہ کرتی ہو کہ کچہہ عرض کرون مین ملتفت نہوا
پہر تہوڑی دور راہ چلی تو ایک ایسی آواز مہیب میری کان مین آئی کہ مین مضطرب ہوا تو جبرئیل نی مجکو گہوڑی سی اوترا اور کہا
کہ یہان نماز پڑہو جب مین نماز سی فارغ ہوا جبرئیل نی کہا کہ آیا جانتی ہو کہ کونسی مقام پر نماز پڑہی تہی مینی کہا نہین جانتا ہون
جبرئیل نی کہا کہ آپ نی طیبہ یعنی مدینہ منورہ مین نماز پڑہی ہی اور یہہ ہی جگہہ ہی تمہاری ہجرت کی پہر مین سوار ہوا اور جہان تک خدا کی
چاہا قطع مسافت کی پس جبرئیل نی کہا یہان پہر اوترو اور نماز پڑہو جب مین نماز پڑہچکا تو جبرئیل نی کہا کہ اس مقام سی آپ
واقف ہین مینی کہا نہین اوسنی کہا کہ یہہ طور سینا ہی جس جگہہ حضرت موسی نی خدای عز و جل سی کلام کی ہی بعد اوسکی
سوار ہوا مین اور قطع مسافت کی پہر جبرئیل نی کہا اوترو اور نماز پڑہو پس ایسا ہی کیا مین نی اور مقام جسمی پہونچا مینی کہا
نہین جانتا ہون بیان کیا کہ یہہ خانہ لحم ہی اور خانہ لحم ناحیہ بیت المقدس مین واقع ہی جہان حضرت عیسی متولد ہوئی ہین پس پہر
سوار ہوا مین اور آگی چلا تا آنکہ پہونچا مین بیت المقدس مین پس باندہ دیا براق کو حلقہ دہی جہان انبیای سابقین اپنی
مرکوب کو باندہتی تہی پس مین مسجد مین داخل ہوا اور جبرئیل میری ساتہہ تہی تو پایا مینی وہان ابراہیم و موسی و عیسی کو
مع ایک جماعت انبیا کی کہ خداوند عالم نی میری احترام کی واسطی اونکو جمع کیا تہا پہر اقامت نماز کی ہوئی گمان کیا مینی
کہ جبرئیل نماز پڑہائین گی جب صف طیار ہوئی تو جبرئیل نی میرا ہاتہہ پکڑ کی آگی کیا مینی امامت ان حضرات کی کی اور
از راہ فخر نہین کہتا بعد اوسکی اون انبیا کی امتون کا خازن تین کاسہ میری سامنی لایا کہ ایک مین شیر دوسری مین پانی
تیسری مین شراب تہی اور آواز سنی مینی کہ ہاتف غیبی کہتا ہی کہ اگر پانی لیا تونی تو غرق ہوگی امت اور اگر شراب کو
لیا امت گمراہ ہوگی اور اگر شیر لیا تو امت ہدایت پائی گی پس لیا مینی کاسہ شیر کا اور پیا مینی کچہہ اوسمین سی تب
جبرئیل نی کہا کہ ہدایت پائی تمنی اور تمہاری امت نی پہر جبرئیل نی کہا کہ اسقدر مسافت مین آپنی کیا دیکہا اور سنا
مینی کہا کہ ایک منادی کی ندا دہنی طرف سی سنی تہی کہا جبرئیل نی کہ تمنی جواب اوسکا دیا مینی کہا التفات نہین کیا تہا
جبرئیل نی کہا کہ وہ داعی یہود تہا اگر اجابت اوسکی کرتی تو ہر آئینہ امت تمہاری یہود ہو جاتی پہر پوچہا کہ بعد اوسکی آپ
نی کیا دیکہا کہا مینی کہ پہر ندا سنی مینی جانب چپ سی اور اوسکی طرف بہی ملتفت نہوا جبرئیل نی کہا کہ وہ داعی
نصاری کا تہا اگر آپ اوسکا جواب دیتی تو امت آپکی نصاری ہو جاتی پہر پوچہا کہ سامنی سی آپ نی کیا چیز دیکہی تہی
حضرت نی حال اوس عورت کا بیان کیا کہا جبرئیل نی کہ وہ صورت دنیا کی تہی اگر اوس سی آپ کلام کرتی تو ساری امت

انکی دنیا کو آنحضرت پر جنبیار کرتی پہر فرمایا حضرت نی کہ بعد اوسکی ایک آواز ہولناک کہ اوس سی مین مضطرب ہوا
اوسوقت جبرئیل نی کہا کہ آیا سنتی ہو کہا مینی نعم جبرئیل نی کہا کہ ستر برس ہوی ہین کہ ایک پتہر کو کنارے جہنم سی مینی ڈالا تہا
آج زمین پر پہونچا ہی راویون نی روایت کی ہی کہ جناب رسولخدا اوسوقت سی پہر کبہی خندان نہوی تا انکہ رحلت فرمائی پہر فرمایا
حضرت نی کہ بلند ہوی جبرئیل اور مین بہی ساتہہ اونکی بلند ہوا اوپر آسمان دنیا کی اور وہان ایک فرشتہ کو دیکہا کہ اوسی سمعیل کہتی
ہین اور وہ صاحب خطفہ ہی اور اوسی کی باب حقتعالی نی فرمایا ہی الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب
مراد صاحب الخطفہ سی ربایندہ مخطف ہی اور واسطی اضافت کی ادنی ملابست کافی ہی اور تحت مین اوسکی ستر ہزار ملائکہ تہی
کہ ہر فرشتی کی تحت مین ستر ہزار ہین پس صاحب خطفہ نی کہا کہ ای جبرئیل تیری ساتہہ کون ہی جبرئیل نی کہا
محمد ہین پوچہا اوسنی کہ آیا مبعوث ہو چکی ہین جبرئیل نی کہا کہ نعم پس دروازہ کو اوسنی کہولدیا اوسنی سلام کیا مجہہ پر مینی
نی سلام کیا اوسپر اور مینی اوسکی واسطی استغفار کیا خدا تعالی سی اور اوسنی میری واسطی اور اوسنی کہا کہ مرحبا برادر
صالح و پیغمبر صالح وتلقتني الملائكة حتى دخلت سماء الدنيا اور ملاقات کی مجہسی بشوق تمام ملائکہ نی اور کوئی
فرشتہ نہ تہا مگر یہہ کہ فرحان و مستبشر تہا تا اینکہ دیکہا مینی ایک فرشتہ کہ بلند تر اوس سی نہ دیکہا تہا منظر اوسکا کریہ تہا
اور غضب اوسکی چہرہ سی نمایان تہا پس جسطرح سی اور ملائکہ نی کلمات دعائیہ میری نسبت کہی تہی اوسطرح اوسنی بہی کہی لیکن
خندہ و بشاشت اوس سی ظاہر نہوی پس مینی جبرئیل سی کہا کہ یہہ کون ہی کہ جس سی مجہی خوف معلوم ہوتا ہی جبرئیل نی کہا اس سی ڈرنا
چاہئی کہ ہم سب اس سی ڈرتی ہین یہی ہی مالک خزینہ دار جہنم کا اسنی کبہی خندہ نہین کیا اور جب سی خداوند جبار نی جہنم کو
اوسکی قبضہ اقتدار مین دیا ہی ہمیشہ غصہ اوسکا دشمنان و عاصیان خدا پر زیادہ ہوتا ہی اور حقتعالی اپنی دشمنوں سی انتقام لیگا
اسی کی ہاتہہ پر اور اگر پہلی آپ سی کسی کی سامنی اسنی خندہ کیا ہوتا یا بعد آپکی کسی سی خندہ کرنی کا قصد ہوتا تو بیشبہ آپکی سامنی بہی
بشاشت ظاہر کرتا غرض مینی اوسپر سلام کیا اور اوسنی مجہپر چونکہ جبرئیل ملکوت اعلی مین مطاع و امین ہین اور جمیع ملائکہ اون کی
فرمان بردار ہین مینی جبرئیل سی کہا کہ امر کرو مالک کو کہ جہنم مجہی دکہلائی جبرئیل نی مالک کو امر کیا مالک نی ایک پردہ
پردہ ہای جہنم سی اوٹہایا اور ایک دروازہ درہای جہنم سی کہولا ناگاہ ایک زبانہ جہنم نی ایسا جوش کیا اور طرف آسمان کی
بلند ہوا کہ مجہی بہی خوف معلوم ہوا مینی کہا ای جبرئیل اوسی کہو کہ اسی بند کردین پس مالک نی ویسا ہی کیا جب وہان سی آگی
چلا مین تو ایک شخص بزرگ گندم گون دیکہا جبرئیل سی پوچہا کہ یہہ کون ہین اونہون نی کہا کہ باپ تمہاری آدم ہین ناگاہ مینی دیکہا
کہ ارواح اولاد ابرار کی اون پر ملائکہ عرض کرتی تہی اور حضرت آدم کہتی جاتی ہین کہ یہہ روح بہی نیک ہی اور اوسکا بدن بہی نیک
ہی آنحضرت نی اوسوقت اس آیت کی تلاوت کی كلا ان كتاب الابرار لفي عليين پہر مینی آدم پر سلام کیا اور
اونہون نی مجہپر اور مینی اونکی واسطی طلب مغفرت کی کی اور اونہون نی میری واسطی اور کہا کہ مرحبا ای فرزند شایستہ نیک اور
پیغمبر صالح اور مرسل زمانہ شایستہ مین بعد اوسکی وہان سی روانہ ہوا اور ایسی جگہہ پہونچا کہ وہان ایک فرشتہ بیٹہا ہوا ہی کہ تمام

دنیا اوسکی دو زانو کی نیچی ہی اور سامنی اوسکی ایک لوح نور کی ہی کہ اوسپر کچہہ لکھا ہوا ہی اور وہ فرشتہ مانند مرد اندوہگین
کی اوسپر نظر کرتا ہی اور مین دنیا کو ہرگز ملتفت نہین ہوتا مینی جبرئیل سی پوچہا کہ یہہ کون ہی اونہون نی کہا یہہ ملک الموت
ہی ہمیشہ قبض ارواح مین مشغول رہتا ہی مینی کہا کہ مجہی اسکی پاس لیچلو جب مین اوسکی قریب آیا تو مینی اوسپر سلام
کیا اوسنی مجکو جواب دیا جبرئیل نی کہا کہ یہہ پیغمبر رحمۃ للعالمین ہین کہ خداوند عالم نی اپنی بندونکی طرف انکو بہیجا ہی
اوسنی کہا مجکو مرحبا اور بشارت دی مجہی کہ جمیع خیرات کو تیری امت مین دیکہتا ہون مینی کہا حمد ہی اوس خدا کی کہ جسنی
عطا نعمت اپنی بندون پر کی ہی کہ بدست فضل و رحمت پروردگار کا ہی مجہسی جبرئیل نی کہا کہ کام انکا سب سی زیادہ ہی مینی
کہا کہ آیا یہہ خود قبض ارواح کرتی ہین جبرئیل کہا کہ اپنی ہاتہہ سی قبض کرتی ہین مینی کہا کہ تم ہر جگہہ جاتی ہو ملک الموت نی کہا خدا تعالی
نی دنیا کو میری لئی مسخر کر دیا اب دنیا میری نزدیک یون ہی جیسا کسی کی مٹہی مین چند درہم ہون جسطرف کو چاہی پہرائی اور تمام
دنیا مین کوئی ایسا گہر نہین کہ دنمین پانچ مرتبہ اوس گہر مین سی ایک ایک کو نہین دیکہتا جب اہلخانہ اپنی مردی کو روتی ہین تو مین
اونسی کہتا ہون کہ کیون روتی ہو مین تمہاری گہر پہر آونگا اور پہر اونگا تا آنکہ کسیکو تم مین باقی نچہوڑونگا بس مینی کہا
کہ مرگ کافی ہی واسطی اندوہ اور بیتابی انسان کی تو کہا جبرئیل نی جو کچہہ بعد مرگ واقع ہوگا وہ زیادہ تر صعب سخت ہی پہر
بعد اوسکی وہان سی چلگئی مین قریب ایک جماعت کی پہونچا کہ سامنی انکی خوان گوشت پاکیزہ اور گوشت مردار و گندیدہ کی رکہی
ہوئی ہین اور گوشت گندیدہ سی کہاتی ہین اور گوشت پاکیزہ کی طرف متوجہ نہین مینی پوچہا کہ ای جبرئیل یہہ لوگ کون ہین کہا
جبرئیل نی کہ یہہ وہ ہین جو حلال کو چہوڑکی حرام کہاتی ہین اور یہہ آپکی امت مین سی ہین پہر ایک ملک کو دیکہا مینی کہ وہ
عظیم الخلقت تہا اور نصف بدن اوسکا آگ سی اور نصف آخر برف سی تہا اور وہ بصدای بلند ندا کرتا تہا کہ سبحان اللہ
یعنی پاک جانتا ہون مین اوس خدا کو کہ جسنی باوجود تباین طبیعت برف و آتش کی اندونون مین الفت دی ہی اور الفت
دی ہی درمیان دلہای بندگان مومن کی مینی کہا ای جبرئیل یہہ کون ہی کہا جبرئیل نی کہ یہہ نیکخواہ ترین ملائکہ کا ہی واسطی
بندگان اہل زمین کی جسدن سی کہ حقتعالی نی اوسکو خلق کیا ہی اوسی دنسی یہہ دعا کرتا ہی مومنین کی حق مین اور دو
فرشتی اور دیکہی مینی کہ ندا کرتی ہین یقول احدہما اللہم اعط کل منفق خلفا ویقول الاخر
اللہم اعط کل ممسک تلفا یعنی ایک کہتا تہا کہ یا الہی جو کوئی تیری راہ مین مال اپنا خرچ کری اوسکو اوسکا
عوض دی اور دوسرا کہتا تہا کہ جو کوئی امساک کری یعنی مال تیری راہ مین نہ دی اوسکی مال کو تلف کر پس گذر
کیا مینی اور دیکہا ایک جماعت کو کہ ہونٹ اونکی مانند لبہای شتر کی تہی اور ملائکہ اونکی پہلو سی گوشت کاٹکی اونکو
کہلاتی تہی مینی پوچہا کہ یہہ کون ہین کہا جبرئیل نی کہ یہہ وہ جماعت ہی کہ عیب جو تہی اور چشم زنی مومنین کی اور انکا
شیوہ یہی تہا پس پہونچا مین قریب ایک گروہ کی کہ سر اونکی پتہر وسنی کچلتی تہی جبرئیل سی پوچہا مینی کہ یہہ لوگ کون ہین جبرئیل نی
کہا کہ یہہ وہ لوگ ہین کہ بغیر پڑہی نماز عشا کی سو گئی ہین پہر پہونچا مین قریب ایک گروہ کی کہ فرشتی آگ اونکی مونہہ پر

ڈالتی تھی آگ اونکی دبر سے نکل آتی تھی پہونچا مین کہ یہہ کون ہین جبرئیل نی کہا کہ یہہ کہانی والی مال یتیم کی ہین چنانچہ حقتعالی نے
قران شریف مین فرمایا اِنَّ الَّذِینَ یَاکُلُونَ اَموَالَ الیَتٰمیٰ ظُلمًا اِنَّمَا یَاکُلُونَ فِی بُطُونِهِم نَارًا وَسَیَصلَونَ
سَعِیرًا پس حضرت نی فرمایا جب کہ گذرا مین وہانسی تو پہونچا قریب ایک جماعت کی کہ وہ قصد کرتی ہین کہ اوٹھین مگر
بزرگی شکم مانع ہی مین نی پوچھا کہ یہہ کون لوگ ہین کہا یہہ سود خوار ہین چنانچہ حقتعالی نی قران مین حال اونکا اسطرح سی
بیان فرمایا اور مانند آل فرعون کی ہر صبح وشام اونکو اوپر آتش جہنم کی عرض کرتی ہین وہ شدت عذاب سی کہتی ہین
کہ قیامت کب قایم ہوگی پہر گذرا مین وہانسی اور پہونچا مین اوسی جگہہ کہ وہان چند عورتین پستانونکی بوجہہ لٹکتی
ہین کہا مین نی کہ یا جبرئیل یہہ کون ہین جبرئیل نی کہا کہ یہہ وہ عورتین ہین کہ جنہون نی اپنی شوہرونکی گہرونمین
زنا کیا ہی اور فرزندان زنا کو اپنی شوہرونسی ملحق کیا ہی اور مال اپنی شوہرونکا اونکو میراث مین دیا پس فرمایا جناب سرور
نی کہ سخت ہی غضب خداوند قہار اوپر اوس عورتکی کہ داخل کری نسب مین ایک جماعت کی ایسی لڑکی کہ جو اوس جماعت
مین سی نہو بلکہ زنا سی بہم پہونچا ہو پس وہ لڑکا مطلع ہو اوس جماعت کی عورتون پر اور مال اونکا ناحق کہاوے
پہر حضرت نی فرمایا کہ وہانسی گذرا مین اور پہونچا ایک جماعت ملایکہ کی قریب کہ خدا تعالی نے اونکو خلق کیا جسطرح سی کہ چاہا
مونہہ اونکا رکہا اور ہر طبقہ اونکی بدنکا تسبیح وتقدیس حقتعالی کی کرتا ہی اوس جماعت نی صدا بحمد وشکر حقتعالی بلند کی
تہی اور خوف خدا سی گریان تہی مین نی پوچہا کہ یہہ کون ہین جبرئیل نی کہا کہ جسطرح سی آپ انکو ملاحظہ فرماتی ہین اسی حال
پر ہین جبسی کہ خلق ہوی ہین اور ایک نی دوسری سی بات نہین کی اور بسبب خوف جناب مقدس الہی کے
اور خضوع وخشوع وتذلل کی نیچی اوپر نہین دیکہا جب اونپر سلام کیا مینی تو جواب دیا مگر بسبب غایت خشوع کی کوئی
بات نہ کی پس جبرئیل نی کہا کہ یہہ ہی محمد نبی رحمت کہ حقتعالی نی اسکو برسالت ونبوت طرف اپنی بندونکی مبعوث فرمایا ہی اور
خاتم النبیین وافضل المرسلین ہی ایسی نکوی بات کرو جب اونہون نی یہہ سنا تو مجہپر سلام کیا اور گرامی اور بزرگ جانا
مجکو اور بشارت بخیر دی واسطی میری اور واسطی امت میری کی پس طرف آسمان دوم کی گیا مین وہان دو شخصونکو دیکہا کہ
ایک دوسری سی بہت مشابہہ تہا کہا مین نی کہ یہہ کون ہین کہا جبرئیل نی کہ یہہ دونون آپسمین خالہ زاد ہین پس سلام
کیا مینی اونپر اور اونہونی مجہپر اور مینی استغفار کی واسطی اونکی اور انہون نی میری واسطی پہر کہا اون دونون نی کہ
مرحبا خیر مقدم ای برادر شایستہ وپیغمبر شایستہ اور اوس آسمان مین بہی ملایکہ کو خضوع وخشوع مین دیکہا کہ ایک دوسری سمت
کو متوجہ تہی جس سمت کو حقتعالی نی متوجہ کیا تہا اور بصداہای مختلف تسبیح وتقدیس جناب حقسبحانہ وتعالی بجالاتی تہی
پس آسمان سوم پر گیا مین وہان دیکہا ایک شخص کو حسن اوسکا سب سی بقدر زیادہ تہا جیسا ماہ شب چاردہم کو ستارون
پر فروغ ہی پوچہا مین نی کہ یہہ کون ہی کہا جبرئیل نی کہ یہہ ہی بہائی تمہارا یوسف مین نی اوسپر سلام کیا اور اونے
مجہپر مین نی اوسکی واسطی استغفار کی اور اوسنی میری واسطی اور کہا اوسنی خیر مقدم ای پیغمبر نیک وبرادر نیک مبعوث

ہوئی پیچ ثنا شنیک کی اس آسمان میں بہی مثل آسمان اول و دوم کی ملایکہ کو خضوع و خشوع میں دیکہا ہی اور جبرئیل نی
میری بابت میں وہی کہا جو پہلی کہا تہا اور اونہوں نی جواب میں وہی کہا جو پہلی ملایکہ نی کہا تہا اور جب آسمان
چہارم پر گیا میں وہاں دیکہا میں نی ایک شخص کو پوچہا میں نی جبرئیل سی کہ یہہ کون ہی کہا جبرئیل نی کہ یہہ ادریس
ہی کہ خداتعالی نی اوسکو مکان بلند عطا کیا چنانچہ فرمایا وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا میں نی اوسپر سلام کیا اور اوسنی
مجہپر میں نی اوسکی واسطی استغفار کیا اور اوسنی میری واسطی پہر ملایکہ خشوع کو دیکہا جیسا کہ گذرا اونہوں نی بہی بشارت
دی مجہی اور میری امت کی پہر ایک ملک کو دیکہا کہ اوپر ایک کرسی کی بیٹہا ہوا تہا اور ستر ہزار فرشتہ اوسکی تابع تہا کہ
ہر ہر فرشتی کی ستر ستر ہزار ملک فرمان بردار تہی میں نی گمان کیا کہ کوئی فرشتہ اس سی زیادہ نہوگا ناگاہ جبرئیل نی اوسکو
کہا کہ تو استادہ ہوجا وہ کہڑا ہوا اور روز قیامت تک کہڑا رہیگا اور جس وقت آسمان پنجم پر گیا میں تو وہاں ایک
مرد پیر کو دیکہا میں نی اونکی آنکہیں بزرگ سی عظیم و بزرگتر میں نی نہیں دیکہا تہا وہ بہت سی آدمی اوسکی امت کی پاس بیٹہی ہوئی تہی
میں نی اونکی کثرت سی تعجب کیا اور جبرئیل سی حال اونکا پوچہا جبرئیل نی کہا کہ یہہ پیغمبر ہی کہ اسکی امت کو ہارون پیغمبر
دوست رکہتی تہی میں اوپر سلام کیا اونہوں نی مجہپر سلام کیا میں اونکی واسطی استغفار کی اور اونہوں نی میری
واسطی پہر ملایکہ خشوع کو دیکہا میں جیسا کہ اسمانہای دیگر میں دیکہا تہا اور جب آسمان ششم پر گیا میں تو ایک شخص بلند قامت
گندم گون کہ بال بہت بلند رکہتا تہا یہان تک کہ اگر دو پیراہن پہنی تو اوس سی بہی بال باہر نکل جائیں میں نی سنا کہ وہ
کہتا تہا کہ بنی اسرائیل گمان دروغ کرتی تہی میری نسبت کہ میں نزدیک خدا کی فرزندان آدم میں سی گرامی تر و بزرگتر زیادہ
سب سی ہون اور یہہ شخص یعنی وہ اشارہ کرتی تہی حضرت کی جانب کہ خدا کی نزدیک یہہ سب سی گرامی و بزرگ ہی کوئے
انکی برابر نہیں میں نی جبرئیل سی دریافت کیا کہ یہہ کون ہی اوسنی کہا کہ یہہ موسی بن عمران ہی اپس میں اوسپر سلام
کیا اور اوسنی مجہپر سلام کیا میں نی اوسکی واسطی استغفار کی اور اوسنی میری واسطی اور اوس آسمان میں بہی ملایکہ خشوع
کو دیکہا جیسا کہ اور آسمانوں میں دیکہا تہا اور جب میں آسمان ہفتم پر گیا تو جس فرشتی کی پاس سی گذرا میں اوسنی
کہا کہ ای محمد حجامت کروا اور اپنی امت کو امر کرو حجامت کریں ناگاہ وہان میں نی ایک شخص دیکہا کہ مو ہای سر و
ریش اوسکی سفید تہی اور وہ ایک کرسی پر بیٹہا تہا میں نی جبرئیل سی کہا کہ ای جبرئیل یہہ کون ہی جو آسمان ہفتم پر
بیچ در بیت المعمور جوار الٰہی میں بیٹہا ہی اوسنی کہا یہہ تمہاری ابراہیم ہیں اور یہہ محل آپکی امت کی پرہیزگاروں کا ہی
پس جناب سرور کائنات نی یہہ آیہ تلاوت فرمایا اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ بدرستیکہ سزاوار ترین لوگوں میں سی ساتہہ ابراہیم کی وہ ہی جنہوں نی پیروی
کی اونکی اور یہہ پیغمبر اور وہ جو ایمان لائی ہیں ساتہہ اس پیغمبر کی اور خدا یاور و مددگار اور ناصر ہی مومنین کا آنحضرت
نی فرمایا ہی کہ پہر میں اوپر سلام کیا اور اونہوں نی مجہپر سلام کیا اور کہا کہ مرحبا بہ پیغمبر شایستہ و فرزند نیک مبعوث

کیا گیا از انتیک میں اور تیرا دو مرا آسمان پر ملا کہ خشوع کو دیکھا میں نی شمل اول کی اور سب ملائکہ نی بشارت خیر کی دی مجھکو
میری اور وصی میری امت کی اور نیز آسمان ہفتم پر بہت سی دریا نور کی دیکھی میں نی کہ ضیا و درخشندگی اونکی چشمہای
مردم کو خیرہ کرتی تہی اور نیز بہت سی دریا ظلمت کی دیکھی اور بہت سی دریا برف کی دیکھی جب ان دہشت و غرابت
کی دیکہنی سی مجکو ہول عارض ہوا تہا تو جبرئیل کہتا تہا کہ شادان و فرحان ہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کہ خداوند عالم نی تجکو
گرامی و بزرگ کیا ہی پہر آنحضرت فرماتی تہی کہ حقتعالی نی مجکو قوت عنایت کی کہ اون عجائب و غرائب کو ملاحظہ کرتا تہا
جبرئیل نی مجہسی کہا کہ اے محمد یہہ امور جو تم دیکہتی ہو انکو عظیم جانتی ہو حالانکہ عظمت خدا ان سی زیادہ تر ہی اور یہہ تمام
اشیا اوسکی جنب عظمت میں عظیم نہیں ہیں بتحقیق کہ درمیان خلقت اور خالق عالمیان کی نوّہ ہزار حجاب ہی مراد اس سی حجب
معنویہ ہیں جیسا کہ اوپر طرف اسکی اشارہ کیا گیا باوجودیکہ درمیان محل صدور وحی الٰہی اور ذوی العقول کی کہ مخلوقات اوس
ہی نوّہ ہزار حجاب ہیں اور قریب ترین محل نزول وحی جمیع مخلوقات سی میں ہوں اور اسرافیل ہی اور مجہمیں اور اسرافیل
میں چار حجاب ہیں اول حجاب نور کا دوئم حجاب ظلمت کا سئیم حجاب ابر کا چہارم حجاب پانی کا اور
جناب رسالتمآب نی فرمایا کہ منجملہ عجائب مخلوقات الٰہی سی جو کہ میری مشاہدہ میں آئی ایک خروس تہا کہ پانو اوسکی نیچہای طبقہ
زمین میں تہی اور سر اوسکا نزدیک عرش جناب باری عز اسمہ کی دو بال اوسکی ایسی بزرگ تہی کہ جب کہولتا تہا مشرق و مغرب
سی گذر جاتی تہی اور تسبیح اوس ملک کی یہہ تہی کہ منزہ ہی پروردگار میرا اور شان اوسکی زیادہ اوس سی ہی کہ ادراک
کیا جاوی اور صبح کی وقت اپنی بال کہولتا ہی اور ہلاتا ہی اور صدای تسبیح بلند کرتا ہی اور کہتا ہی سبحان اللہ الملک
القدوس سبحان اللہ الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم اور جب وہ صدا بلند کرتا ہی تو تمام خروسہای
زمین بال اپنی ہلاتی ہیں اور صدا بہ تسبیح حقسبحانہ وتعالی بلند کرتی ہیں اور جب وہ ملک ساکت ہوتا ہی تب یہہ بہی ساکت
ہو جاتی ہیں اور پر اوس خروس کی سفید اور نیچی بازو کی سبز ہیں پس ہمراہ جبرئیل کی داخل بیت المعمور ہوا میں اور دو رکعت
نماز ادا کی میں نی اور ایک جماعت اپنی اصحاب کی اوس جگہہ دیکہی میں نی کہ لباس سفید پہنی ہوی تہی اور ایک جماعت
اصحاب کی دیکہی کہ وہ جامہای کہنہ و کثیف پہنی ہوی تہی اور لوگ جو لباس فاخرہ پہنی ہوی تہی وہ بیت المعمور میں داخل
ہوی اور وہ جامہای کہنہ والی سب لباس کثیف تہی اونکو داخل ہونی سی منع کیا اور نکالدیا گیا جب میں بیت المعمور
سی باہر آیا تو دو نہریں مجہکو نظر آئیں کہ ایک نہر کوثر تہی دوسری نہر رحمت تہی تو میں نی نہر کوثر میں سی پانی پیا اور نہر رحمت
میں غسل کیا اور یہہ دونوں نہریں میری ساتہہ ساتہہ تہیں تا اینکہ داخل بہشت ہوا میں تو دیکہا میں نی کہ دو طرفین نہرہای
کی گہر میری و وصی اور میری اہلبیت کی و وصی اور جو ازواج مومنات میری ہیں بنی ہوی ہیں اور بجای خاک کی
بہشت میں مشک ہی وہاں ایک صبیہ کو دیکہا کہ اوس نہر میں غوطہ لگاتی ہی میں نی کہا تو کون ہی اوسنی کہا کہ زید
بن حارثہ کی ہوں جب میں نی معراج سی مراجعت کی تو زید بن حارثہ کو بشارت دی غرض بہشت میں جانور تہی

اتنی بڑی دیکھی کہ شتر کی برابر تھی اور انار بہشت بزرگی مین بقدر ڈول عظیم کی تھی اور بہشت مین ایک درخت تھا کہ اگر ایک
جانور کو اوسکی نیچی چھوڑ دین تو سات سو برس تک بھی اوسکی گرد پھر سکی اور کوئی گھر بہشت مین ایسا نہ تھا کہ جسمین
شاخ اوسکی نہ پہونچی ہو کہا مین نی جبرئیل سی کہ یہہ کونسا درخت ہی جبرئیل نی کہا کہ یہہ طوبی ہی کہ خداتعالے
نی ارشاد کیا طوبی لهم وحسن مآب پھر آنحضرت نی فرمایا کہ جب داخل بہشت ہوا مین جو عجائبات کہ آسمان
ہفتم مین دیکھی تھی جبرئیل سی دریافت کی پس پوچھا کہ یہ دریا کیسی ہین کہا جبرئیل نی کہ یہ حجاب ہین اگر یہہ حائل
نہوین تو نور عرش اپنی ماتحت کو جلادے پھر وہانسی تا سدرة المنتہی پہونچا مین کہ ہر ایک پتہ اوسکا اتنا عظیم
تھا کہ ایک جماعت کثیر پر اوسکا سایہ پڑتا تھا وہانسی مرتبہ قرب معنوی حقسبحانہ وتعالی کہ قاب قوسین او ادنی عبارت
اوسی ہی پہونچا اور حقسبحانہ وتعالی سی مناجات کی ندا ہوئی آمن الرسول بما انزل الیه من ربه یعنی ایمان
لایا رسول وسپرد کر بھیجا گیا طرف اوسکی اوسکی خدا کی جانب سی حضرت نی فرمایا کہ مین نی اپنی اور اپنی امت کی طرف سی
کہا والمؤمنون کل آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله یعنی مومنین
سب ایمان لائی ساتھہ خدا کی اور فرشتون کی اور کتب سماوی اور انبیا کی نہین فرق کرتی ہین رسولونمین اپنی سب پر
ایمان لائی ہین پھر کہا مین نی سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یعنی سنا ہمنی ارشاد جناب
حقسبحانہ وتعالی کا اور اطاعت کی ہمنی اور آمرزش طلب کرتی ہین ای پروردگار ہماری اور تیری طرف سی بازگشت
پس حقسبحانہ وتعالی کیطرف سی خطاب ہوا لا یکلف الله نفسا الا وسعها لها ما کسبت وعلیها ما
اکتسبت یعنی خداوند عالم نہین تکلیف دیتا کسی نفس کو مگر بقدر اوسکی طاقت کے پس واسطی نفس کی ہی فائدہ
اعمال کا اور اوسپر پڑیگا ضرر سیئات کا پس عرض کی مینی اپنی امت کیطرف ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطأنا یعنی مواخذہ کر اگر بھول جائین یا خطا ہمکو ہمسی سرزد ہوئی یعنی سہو سی نہ بلا قصد اگر کوئی گناہ ہمسی سرزد ہو
حقتعالی نی ارشاد کیا کہ مواخذہ نہوگا تیری امت سی پھر مین نی کہا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی
الذین من قبلنا یعنی ای پروردگار ہماری بوجہہ نہ دی ہمکو جیسا کہ بار دیا تونی اون لوگونکو جو کہ پہلی ہمسی تھی حقتعالے
نی منظور فرمایا پھر کہا مین نی ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین ای پروردگار ہماری ہمکو تکلیف مالایطاق نہ دی اور درگذر ہمسی اور
مغفرت کر ہماری اور رحم کر ہماری حال پر تو ہی ہی مددگار اور کارساز ہمارا پس نصرت دی ہمکو کفار پر پس وحی ہوا
کہ جو کچھہ تونی طلب کیا اپنی اور اپنی امت کی واسطی وہ عطا کیا ہمنی جناب صادق نی فرمایا کہ خداوند عالم نی کسی
نبی کو وہ کرامت نفرمایا جو کہ کرامت کیا جناب رسولخدا کو پس عرض کی جناب رسولخدا نی کہ جو فضایل انبیاء سابقین
کو عطا فرمائی مجکو بھی عنایت ہو حقتعالی نی فرمایا کہ تجھی دو کلمہ کہ خزانہای عرش سی ہی عطا کرتا ہون یعنی لاحول

ولا قوۃ الا باللہ ولا منجا منک الا الیک حضرت نے فرمایا کہ حاملان عرش نے یہ دعا مجھے تعلیم کی کہ ہر صبح
شام اوسکو پڑھا کرو ان اللھم ان ظلمی اصبح مستجیرا بعفوک وذنبی اصبح مستجیرا بمغفرتک وذلی
اصبح مستجیرا بعزک و وجہی البالی اصبح مستجیرا بوجہک الباقی الذی لا یفنی پس فرمایا
حضرت نے کہ سنی مین نے آواز ایک فرشتے کی کہ اذان کہتا تھا اور پہلے نہوئی کسی کی آواز اوسکی آسمان مین نہین سنی
تھی جب کہا اوسنے اللہ اکبر اللہ اکبر ارشاد ہوا حق سبحانہ وتعالی کیطرف سے کہ سچ کہا بندہ مومن نے کہ مین بزرگتر
اوس سے ہون کہ عقل مخلوقات کی مجھہ تک پہونچ سکے اور سب سے بزرگ ہون بجلالت معنوی جب دو مرتبہ کہا اشہد
ان لا الہ الا اللہ ارشاد ہوا سچ کہتا ہے بندہ مومن میرا کہ نہین کوئی خدا سوا میرے جب دو مرتبہ کہا اشہد ان محمدا
رسول اللہ ارشاد ہوا سچ کہتا ہے بندہ مومن میرا کہ محمد بندہ اور رسول میرا ہے مین نے اوسے بھیجا ہے اور برگزیدہ کیا ہے
جب کہا حی علی الصلوۃ حقتعالی نے فرمایا کہ سچ کہتا ہے بندہ میرا کہ لوگونکو طرف فریضہ کی طلب کرتا ہے کیونکہ جو شخص
سعی کرے طرف نماز کی اور غرض اوسکی محض رضا میری ہووے نماز اوسکی اوسکی گناہونکا کفارہ ہوگی جبکہ حی علی الفلاح
کہا فرمایا حقتعالی نے کہ نماز موجب شایستگی اور فیروزی اور رستگاری کی ہے پس مین آگے ہوا اور ملائکہ نے اقتدا میرا کیا
جیسا کہ بیت المقدس مین انبیا نے اقتدا میرا کیا جب نماز سے فارغ ہوا تو انوار حجب حق سبحانہ وتعالی نے مجھے احاطہ کیا پس سجدہ
کیا مین نے پھر حقتعالی کی طرف سے ندا ہوئی کہ جسقدر انبیا کہ پہلے تجھسے تھے اون سب پر پچاس نمازین واجب کی تھین
مین نے بھی پچاس تجھپر اور تیری امت پر واجب کین پس تو اور تیری امت یہہ نمازین بجا لاؤ پس جب مینے مراجعت کی تو جس پیغمبر
پر گذرا کسی نے مجھسے کچھ سوال نکیا جب حضرت موسی تک پہونچا تو اونہون نے پوچھا کہ کیا کیا تمنے مینے کہا کہ حقتعالی
نے پچاس نمازین مجھپر اور میری امت پر واجب کین حضرت موسی نے کہا کہ اے محمد پروردگار تیرا عبادت سے بے نیاز ہے اور
امت تیری آخر مین امتون اور ضعیف ترین امتون کی ہے پچاس نمازین ہرگز بجا نلاسکیگی پھر جاؤ اور اپنے پروردگار
سے سوال کرو کہ تخفیف فرماوے خدا اپنا اوپر تیری امت کو پس مراجعت کی جب سدرۃ المنتہی مین پہونچا تو سجدہ کیا اور
کہا اے پروردگار میرے مجھپر اور میری امت پر پچاس نمازین واجب کی تونے ہم پر دشوار ہین اپنے فضل سے تخفیف دے
پس دس نمازونکی تخفیف ہوئی جب پھر قریب موسی کے آیا مین تو موسی نے کہا کہ پھر جاؤ اور شفاعت کرو کہ امت کی
چالیس نمازونکی طاقت نہین رکھتی پس گیا مین سدرۃ المنتہی کو اور تضرع کی تو جناب باری عزاسمہ نے دس نماز
اور معاف کین پھر جب حضرت موسی تک پہونچا تو حضرت موسی نے کہا کہ تمہاری امت مین اتنی بھی طاقت نہین
کہ تیس نمازین ادا کرین پھر حضرت نے شفاعت کی حتی کہ نوبت پانچ نمازونکی پہونچی پھر حضرت موسی نے کہا کہ پھر جا
کے شفاعت کرو تاکہ اور کم ہوون مینے کہا کہ اب حیا مانع ہے ان پانچ پر صبر کیا مین نے پس حقتعالی نے ندا کی مجھے کہ
پانچ نمازون پر صبر کیا تونے تو ہم تجھکو اور تیری امت کو انہی پانچ نمازون پر پچاس نمازونکا ثواب دینگے اور

ہر ایک نماز کو ساتھہ دس نمازون کی قبول کرتا ہون اور جو کوئی میری امت مین سی ایک حسنہ بجا لانیکا قصد کری تو اوسکی نامہ
اعمال مین دس حسنہ لکھی گی اور اگر قصد کریگا اور بجا لاویگا تو ایک حسنہ اوسکی نامہ اعمال مین لکھین گی اور جو شخص میری امت مین
سی قصد گناہ کا کریگا مگر جب تک بجا نہ لاوی تو اوسکا گناہ نہ لکھین گی اور اگر بجا لاوی اوس گناہ کو تو ایک گناہ لکھین
جناب صادقؑ نی فرمایا کہ خدا موسی بن عمران کو اس امت سی جزا خیر دی کہ وہ نہون نی انکی تخفیف کو سوال اور بار
اونکا سبک کر دیا اور ابن بابویہ نی بسند معتبر روایت کی ہی کہ زید بن علی بن الحسین نی اپنی باپ امام زین العابدین
سی سوال کیا کہ یا امام ارشاد کیجیی کہ جب جناب رسولخداؐ معراج کو تشریف لیگئی اور حقتعالی نی پچاس نمازین واجب کین تو
حضرت نی تخفیف کا سوال نہ کیا یہان تک حضرت موسیٰ نی کہا کہ تم تخفیف کا سوال کرو حضرت نی فرمایا کہ ای فرزند
تحقیق کہ جناب رسولخداؐ نی یہہ امر خلاف نہ چاہا کہ خداوند عالم جس چیز کو کہ اون حضرت اور اونکی امت پر حکم
کری اوس سی انکار کرین اور چونکہ موسیٰ نی جو پیغمبر عظیم الشان ہین آنحضرت کی امت کیواسطی شفاعت کی تو یہہ
بات حضرت کو مناسب نہ تھی کہ موسیٰ کی شفاعت سی انکار کرین لہذا آنحضرت نی مکرر شفاعت کی تا آنکہ پانچ نمازین
مقرر ہوئین زید نی کہا کہ ای پدر حضرت موسیٰ نی تو ان پانچ نمازون مین بھی شفاعت کیلئی تھی تب آنحضرت نی کیون
شفاعت نکی تاکہ اس سی بھی زیادہ تخفیف ہو جاتی حضرت نی فرمایا کہ ای فرزند آنحضرتؐ چاہتی تھی کہ امت کی
لئی تخفیف ہو جاوی اور ثواب بھی کم نہو بلکہ پچاس نماز کا ثواب حاصل ہو اگر یہہ نمازین پانچ سی کم ہوتین تو
پچاس نمازونکا ثواب نہوتا کیونکہ حقتعالی نی فرمایا ہی مَن جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ اَمثَالِهَا جو کوئی شخص ایک
حسنہ بجا لاتی پس واسطی اوسکی ہین دس حسنہ مثل اوسکی اسی واسطی جس وقت کہ حضرت رسولخداؐ زمین پر آئی تو جبرئیل نازل
ہوئی اور کہا کہ یا محمد پروردگار تمہارا تمپر سلام کہتا ہی اور فرماتا ہی کہ یہہ پانچ نمازین ثواب مین برابر پچاس نمازونکی
ہین و تیری قول متغیر نہین ہوتا اور مین اپنی بندون پر ستم نہین کرتا پس جاننا چاہئی کہ نسخ و تغیر احکام
علام مین بحسب مصالح خاص و عام کی واقع ہوتا ہی اور یہہ جو جناب باری نی فرمایا کہ میری قول کو تغیر نہین ہوتا یہہ
محمول ہی اسپر کہ بدون مصلحت کی تغیر نہین ہوتا یا مخصوص ہی اسمقام سی یعنی نماز پنجگانہ کی ساتھہ اور یا مخصوص بجمیع
احکام شریعت طاہرہ نبوی ہی سوا اون احکام کی جو حضرت کی عہد کرامت مہد مین منسوخ ہوئی ہین حلال
محمدٍ حلال الی یوم القیامة و حرام محمدٍ حرام الی یوم القیمة کیونکہ آنحضرت خاتم المرسلین ہی اور بعد آنحضرت کی کوئی
پیغمبر نہین آنیگا جو نسخ احکام شریعت آنحضرت کرے بلکہ شریعت آنحضرت کی ناسخ تمام شریعتون کی ہی اور شریعت
حضرت منسوخ نہین **فصل تیسری** اس فصل مین وہ مقدمات جو ابتدای ہجرت سی تا وفات آنحضرت
ظہور مین آئی علی سبیل الایجاز والاختصار بیان کی جاتی ہین از انجملہ غزوہ بدر کی جو اول فتوح اسلام سی
قال الله سبحانه وتعالى ويريد الله ان يحق الحق بكلماته ويقطع دابر الكافرين ليحق الحق ويبطل الباطل

ذکر غزوۂ المجید بدر کی جو کہ تفسیر صافی مین جناب علی ابن ابراہیم قمی سی نقل کیا ہی کہ سبب اسکا یہہ تہا کہ
قافلہ قریش شام کیطرف روانہ ہوا اور ساتھہ اونکی مال و اسباب بہت سا تہا پس جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ و آلہ نی اپنی اصحاب کو حکم دیا کہ اونکو گرفتار کرین اور خبر دی اونکو کہ جناب باری عز اسمہ نی وعدہ احدی
الطائفتین کا کیا ہی یعنی یا شتر قریش کی یا خود قریش کو پاوگی اگر تم اون تک پہونچ جاوگی پس حضرت
مع تین سو تیرہ اصحاب کی روانہ بدر ہوی پس ہرگاہ بدر کی قریب پہونچی تو اوسوقت ابوسفیان قافلہ مین
تہا جب اوسکو یہہ خبر ہوی کہ رسول خدا تشریف لاتی ہین اور قافلہ کو روکنی کا ارادہ رکہتی ہین تو ابوسفیان بہت ڈرا
اور خوف کیا اور شام کو روانہ ہوا جب نقرہ کی پاس پہونچا ضمضم بن عمرو الخزاعی کو
دس دینار دیکے اور اوسکو ایک ناقہ نوجوان سواری کو دیا اور کہا کہ تو قریش کے پاس جا اور اونکو خبر کر
کہ محمد مع ایک جماعت اہل یثرب کے تمہارے قافلہ کو روکتی ہین تم اپنی قافلہ کی خبر لو اور نصرت کرو اور وصیت
کی اوسکو کہ تو جب مکہ مین پہونچیو تو ناقہ کو حرم کیجیو اور کان اسکا کاٹ ڈالیو تا آنکہ خون جاری ہو جائی اور اپنا
گریبان آگی اور پیچہی سی چاک کیجیو جب یہہ شخص مکہ مین پہونچا تو ناقہ پر اولٹا ہوکر بیٹہا یعنی مونہہ ناقہ کی پچہلی طرف
کیا اور آواز بلند سی کہا یا آل غالب غارت گر تمہاری قافلہ کو لوٹ لی اہی ہین جلد خبر لو اونکی کہ محمد صلعم ایک گروہ اہل
یثرب تمہاری قافلہ کو روکی ہوی ہی اور عاتکہ بنت عبد المطلب نی تین دن ضمضم کی آنی سی پہلی خواب مین دیکہا تہا کہ
داخل مکہ ہوا اور فریاد کی اوسنی کہ ای آل عدی و ای آل فہر جلدی چلو جاو تم لوگ طرف ایسی جگہہ کے کہ بعد تین دن
اونکی وہان قتل کیے جاوگی پہر وہ سوار کوہ ابو قبیس پر گیا اور ایک سنگ وہانسی گرا دیا پس وہ سنگ ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا اور
کوئی گہر قریش کا باقی نہ رہا مگر یہہ کہ ایک ریزہ اوس سنگ کا اوس کے گہر مین پہونچا اور وادی مکہ مین خون جاری ہوا اوسوقت عاتکہ ڈر گئی اور اس خواب
سی عباس کو مطلع کیا اور عباس نی عتبہ بن ربیعہ سی کہا کہ یہہ مصیبت عظیمہ قریش مین حادث ہوگی جب یہہ خواب
قریش مین مشہور ہوا تو ابوجہل کو خبر پہونچی اوسنی کہا کہ جو عاتکہ نی خواب دیکہا ہی قسم لات و عزی کی کہ تین
روز انتظار کرینگی ہم اور بعد تین دن کی اگر یہہ خواب حق ہوا تو وہ راست گو ہی اور اگر ایسا نہوا تو ہم ایک
کاغذ لکہینگے کہ طوایف عرب مین ذکر رواج ہو کہ بنی ہاشم سی زیادہ دروغگو نہین جب اسکو ایکدن گذرا
تو ابوجہل نی کہا کہ ایک روز تو گذرا پہر دوسری دنکی بعد کہا کہ دوسرا دن بہی تمام ہوا جب تیسرا دن ہوا تو ضمضم آیا اور
وادی مکہ مین ندا کرتا تہا کہ یا آل غالب تمہاری قافلہ کو جسمین تمہارا مال تہا محمد مع ایک جماعت کی غارت
کرتا ہی تم آمادہ جنگ ہو اور جلد خبر لو اپنی مال کی تو سہیل بن عمرو و صفوان بن امیہ و ابو البختری بن ہشام و
منبہ حجاج کی بیٹی و نوفل بن خویلد اوٹہی اور کہنی لگی کہ یا معشر قریش یہہ مصیبت عظیمہ حادث ہوئی کہ محمد مع
اپنی جماعت کی تمہارا مال لوٹتا ہی اور کل قریش مرد و زن کا اس قافلہ مین تہوڑا یا بہت مال و اسباب ہی

پس سامان و اسباب سفر طیار کرو تو صفوان بن امیہ نی پانچ سو دینار نکالی حتی کہ سب عظماء قریش نی سامان سفر کا طیار کیا
اور اونٹون کو بار کیا اور شتران صعب و ذلول پر سوار ہوی درانحالیکہ اپنی نفسون پر اکڑ رہی تھی یعنی مشرکین ریا سی اتراتی
تھی جیسا کہ جناب حق سبحانہ و تعالی نی فرمایا ہی خَرَجُوا مِن دِیَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ و ساتھ اونکی عباس بن عبد المطلب
و نوفل بن حارث و عقیل بن ابی طالب بھی تھی اور نکلی ساتھ اونکی غلام کہ وہ شراب پیتی تھی اور دف بجاتی تھی اور جناب
رسولخدا مع تین سو تیرہ نفر کی قریب بدر کی اوتری کہ وہانسی بدر ایک رات کی راہ تھا تو بسبس بن ابی الزغباء و محمد بن عمر کو قافلہ
تلاش کی واسطی بھیجا تو وہ دونون چاہ بدر کی قریب پہونچی اور اونٹ وہان بٹھلادی اور پانی پیا تو سنا اونہون نی
دو عورتین باتین کرتی تھی کہ قافلہ قریش کل فلانی مقام پر اترا تھا اور آج اس جگہ اوتری گا پس وی دونون نی مراجعت کی اور
جو کچھہ سنا تھا بیان کیا پھر ابو سفیان بدر کو روانہ ہوا تو قافلہ آگی بڑھ گیا تھا یہہ تنہا قریب بدر پہونچا وہان ایک شخص
تھا کہ اوسکو کسب جہنی کہتی تھی کہا اوس سی ای کسب آیا کچھہ حال محمد اور اونکی اصحاب کا معلوم ہی اوسنی کہا کہ مجکو
کچھہ اطلاع نہین ابو سفیان نی کہا کہ قسم ہی لات و عزی کی کہ اگر تو نی حال محمد کا چھپایا تو قریش مدت العمر تیری دشمن
رہین گی کیونکہ ہر شخص کا قریش مین سی کچھہ نہ کچھہ اس قافلہ مین مال و اسباب ہی پس حال اونکا ہرگز پوشیدہ
نکر اوسنی کہا واللہ مجکو حال محمد و اصحاب اوسکی سی ہرگز علم نہین مگر یہہ کہ دیکھا مین نی آج کہ دو نفر شتر سوار آئی اور پانی
پیا اونہون نی اور اونٹ بٹھلادی بعد اوسکی روانہ ہوی پس مین اوسنی واقف نہین کہ وہ کون تھی ابو سفیان یہہ سنکی
جہان اونکی شتر بیٹھی تھی آیا اور اونکی بعر یعنی مینگنی اونٹھا ہی توڑا اوسمین ایک خرما کی گٹھلی دیکھی تو کہنی لگا کہ واللہ یہہ چارا
شتران یثرب کی ہی پس ابو سفیان نی وہانسی جلدی مراجعت کی اور جلد ہی جلد ہی قافلہ تک پہونچا اور اونسی کہا ساحل بحر کی
طرف ہو کر چلو اور راستہ چھوڑ دو تب قافلہ نی راہ ترک کی اور دوسری راستہ پر چلنی لگی پس جناب پیغمبر خدا
پر حضرت جبرئیل نازل ہوی اور حضرت کو خبر دی کہ قافلہ قریش اور آگی بڑھ گیا اور قریش واسطی حفاظت اپنی قافلہ کی
پہونچی اور تم اونسی جنگ کرو اور خدا تعالی نی فرمایا ہی کہ مین تمہاری نصرت کرونگا اوسوقت حضرت رسول خدا صفرا
مین تشریف رکھتی تھی پس حضرت نی چاہا کہ اصحاب اپنی کو آزمائین کہ یہہ کیا کہتی ہین حضرت نی ارشاد کیا کہ قافلہ قریش
تو آگی چلا گیا اور قریش ہمسی لڑنی اور اپنی مال کی حفاظت کرنی کی واسطی آتی ہین اور بتحقیق جناب باری تعالی نی مجکو
امر کیا ہی کہ قریش سی لڑائی کرو اب بعض اصحاب بہت ڈری اور ہول جنگ سی کانپنی لگی جناب رسولخدا نی فرمایا کہ
مجھسی اس باب مین مشورہ کرو پس ابو بکر اوٹھا اور کہنی لگا کہ یا رسول اللہ یہہ جماعت قریش ہی اور انکو بہت تکبر و
غرور ہی یہہ ایمان نہین لای جبسی کہ کفر اختیار کیا ہی اور نہین ذلیل ہوی جبسی کہ عزت پائی ہی انہون نی
اور ہم بقصد لڑائی کی نہین نکلی حضرت نی یہہ سنکی فرمایا کہ بیٹھہ جا اور پھر فرمایا کہ اپنی رای بتلاؤ پھر عمر اوٹھا اور جو کچھہ
ابوبکر نی کہا تھا وہی بیان کیا حضرت نی کہا بیٹھہ جا پھر فرمایا مشورہ بتلاؤ پس مقداد بن اسود نی عرض کی کہ یا رسول اللہ

یہہ جماعت

یہہ جماعت مغرور ہی اور ہم ایمان لائی ہین اوپر آپکی اور شہادت دی ہی ہمنی کہ جو کچھہ آپ سبحانہ وتعالی کیطرف سی بیان کرتی ہین حق ہی
اور اوسکی طرفسی ہی اگر ارشاد ہو تو آگ مین کود پڑین اور خار مغیلان پر لوٹین جب بہی ہم نکہین جو کچھہ کہا بنی اسرائیل نی واسطی
موسی کی کہ تو اور رب تیرا جاو اور مقابلہ کرو اور ہم یہان بیٹھی ہین بلکہ ہم یہہ کہتی ہین کہ تم مع عون خداوند جلیل جاو اور لڑائی
کرو اور ہم رکاب سعادت مین جان دینی کو حاضر ہین پس جناب رسولخدا نی فرمایا کہ خدا تجکو جزای خیر دی اسی مقداد بعد اوسکی
جناب رسولخدا نی فرمایا کہ مشورہ بتلاو اور سبب بار بار اس تکرار کا یہہ تہا کہ حضرت کو خیال تہا کہ شاید انصار اعانت میری
خارج مدینہ نکرین اوسوقت سعد بن معاذ نی عرض کی بابی انت وامی یا رسول اللہ آپکی بار بار مشورہ پوچہنی سی معلوم ہوتا ہی ایسا
کہ آپ اور ارادہ پر مدینہ سی نکلی تہی اور اب اور کام پر جناب قدس الہی کیطرف سی مامور ہوی ہین فرمایا حضرت نی کہ حقیقت مین
ایسا ہی سعد بن معاذ نی کہا بابی انت وامی یا رسول اللہ تحقیق کہ ہم ایمان لائی اور تصدیق کی آپکی اور گواہی دی
ہم نی کہ آپ جو احکام الہی ہمکو ارشاد کرتی ہین وہ حق ہی پس ارشاد کیجیی ہمکو جو چاہیی ہم اطاعت کرینگی اور ہماری اموال مین سی
جسقدر چاہیی تصرف مین لائیی اور جتنا چاہیی چہوڑ دیجیی مگر ہماری نزدیک احب وہی ہوگا جسکو کہ آپ صرف کرین اوس سی
کہ آپ چہوڑ دین کی قسم ہی خدا کی اگر آپ ارشاد کرین تو ہم دریا مین کود پڑین یا رسول اللہ بابی انت وامی نہین آیا مین اب تک
رستہ پہلی اس سی ہرگز اور نہ بتائی اس رستہ کو اور ہم چہوڑ آئی ہین مدینہ مین ایسی جماعتکو کہ ہم اونسی زیادہ آپکی خدمت
گذاری مین کوشش نہین کرسکتی اگر وہ جانتی کہ اسطرحسی لڑائی پیش آئیگی تو وہ ضرور ساتھہ آپکی آتی اور ہرگز تخلف
نکرتی پس شتران سواری مہیا کرتی ہین ہم بعد اوسکی واسطی مقابلہ دشمن کی جاتی ہین در انحالیکہ صبر کرنی والی ہین ہم
ملاقات دشمنونکی مثل صبر کرنی دلیرون اور شجاعون کی اور امید ہی حقتعالی سی کہ آنکہین تمہاری روشن کریگا بسبب
ہماری پس اگر واقع ہوی جو کچھہ کہ آپ چاہتی ہین یعنی فتح ونصرت پہر اسسی کیا بہتر ہی اور اگر ہم مغلوب ہوی تو آپ مدینہ کو
تشریف لیجائین اور شامل اپنی فوج سی ہون کہ وہ اعانت کرینگی آپکی بعد ہمارے حضرت یہہ سنکی خوش ہوی اور فرمایا کہ انشاء اللہ
ایسا نہو کہ حقتعالی نی مجہسی وعدہ نصرت کا کیا ہی اور اوسکی وعدہ مین تخلف نہین پس حضرت سنی حکم دیا
کہ برکت خدا روانہ ہو گویا کہ دیکہتا ہون مین مقتل فلان فلان مشرک کا یہہ ہی اور گویا دیکہتا ہون مین کہ ابوجہل اور
عتبہ اور شیبہ اور دونو بیٹی حجاج کی اس مقام مین خاک مذلت پر گرینگی اوسوقت جبرئیل امین یہہ آیہ لیکی آئی
كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ جیسا کہ باہر لایا تجکو خدا
تیرا اپنی گہر سی ساتہہ حق اور راستی کی اور بہ تحقیق کہ ایک جماعت مومنین مین سی البتہ کراہت کرنی والی تہی غرض وقت
عشا کی چاہ بدر پر پہونچی کہ اوسی عدوہ شامیہ کہتی ہین وہان مقام کیا تو کفار قریش آئی اور عدوہ یمانیہ مین توقف
کیا اور اپنی غلام واسطی پانی کی بہیجی پس اونکو اصحاب رسولخدا نی گرفتار کیا اور قید کر دیا اور اونسی پوچہا کہ تم کون
ہو اونہون نی بیان کیا کہ ہم غلام ہین قریش کی پہر اونسی دریافت کیا کہ قافلہ متاع قریش کہان ہی اونہون نی

کہا کہ ہمکو اطلاع نہین پس یہہ بات اصحاب رسول کو ناگوار ہوی اور مارنا شروع کیا اور جناب رسولخدا مشغول نماز تھی جب حضرت
نماز سی فارغ ہوی تو فرمایا کہ اگر یہہ سچ کہتی ہین تو مارتی ہو اور جھوٹ کہین تو چھوڑ دو میری پاس لاؤ حضرت نی
فرمایا کہ تم کون ہو اونہون نی کہا کہ ہم غلام قریش کی ہین فرمایا حضرت نی کہ تمہاری قافلہ مین کسقدر آدمی ہین کہا اونہون
نی کہ ہم نہین جانتی عدد اونکا حضرت نی فرمایا کہ تمہاری قافلہ مین کسی اونٹ ذبح ہوتی ہین کہا اونہون نی کہ نوسی دس اونٹ
تک حضرت نی فرمایا مشرکین قریش نوسو سی ہزار آدمی تک ہین پس پوچھا حضرت نی کہ بنی ہاشم مین سی کون کون ہی کہا اونہون
نی کہ عباس بن عبدالمطلب اور نوفل بن الحرث اور عقیل بن ابیطالب پس حکم کیا حضرت نی کہ وہ غلام حبس کیے جائین جب یہہ خبر
قریش تک پہونچی تو بہت ڈری اور عتبہ بن ربیعہ نی ملاقات کی ابو البختری بن ہشام سی اور کہا تو نی ثمرہ اس بغی و فساد کا قسم ہی خدا
کی کہ میری پاونسی زمین نکلتی جاتی ہی ہم اس مقصد سی آئی تھی کہ قافلہ کی حراست کرین قافلہ ہمارا تو بسلامت رہا ہوا اور ہم آئے
واسطی بغی و فساد عدوان کی قسم ہی خدا کی کہ نہین نجات پائی اوس قوم نی کبھی کہ جنسی بغاوت اختیار کی ہو اور دوست
رکھتا ہون مین اسبات کو کہ جو کچھ قافلہ مین اموال ہی عبد مناف سی سب ضایع ہو مگر ہم یہ سفر نہ کرتی ابو البختری نی کہا کہ ای عتبہ
تو ایک سردار ہی سرداران قریش سی پس لوگونکو سمجھا کی واپس لی چل اور متحمل کر تو اوس مال کا جو اصحاب محمد نی اونکی
نخلہ مین لیا ہی اور ابن حضرمی جو ساتھہ قافلہ کی مارا گیا ہی اوسکی خون کا بھی متحمل ہو تا کہ قریش راضی ہون اور مکہ کو
مراجعت کرین عتبہ نی کہا کہ مجکو یہہ سب قبول ہی اور جانتا ہون مین کہ اسباتمین مجھسی کوی مخالفت نہین کریگا مگر ابو جہل
تو اوسکو سمجھا کہ اس ارادہ سی باز آئی ابو البختری کہتا ہی کہ مین خیمہ ابوجہل مین گیا تو اوسوقت وہ اپنی ذرع بناتا تھا مین نی
کہا کہ ای ابوجہل مجکو عتبہ نی تیری پاس بھیجا ہی پس ابوجہل نہایت ناخوش ہوا اور کہا کہ عتبہ کو کیا کہ تیری سوا اور
کوی سفیر نہین ملتا تھا مین نی کہا کہ واللہ اگر کوی اور شخص سوا عتبہ کی مجکو تیری پاس بھیجتا تو مین ہرگز نہ آتا تھا مگر عتبہ سردار
ہی اپنی قوم کا اسواسطی اوسکی فرمان سی مجبور ہو کی یہان تک آیا ہون ابوجہل پھر کمال ناخوش ہوا کہنی لگا کہ تو عتبہ
کو سردار کہتا ہی مین نی کہا کہ اوسکو مین تنہا نہین کہتا بلکہ سب قریش کہتی ہین اور اب دیکھہ کہ اوسنی متحمل کیا ہی
مال قافلہ و خون ابن حضرمی کا پس ابوجہل نے کہا کہ عتبہ زیادہ کو خوش بیان ہے اور جانب داری کرتا ہی محمد کی کسواسطی کہ وہ بنی عبد
مناف سی ہی اور بیٹا اوسکا خدمت رسولخدا مین حاضر ہی اب عتبہ چاہتا ہی کہ لوگونکو منع کری جنگ سی ساتھہ حضرت رسولخدا کی قسم ہی لات و عزی
کی کہ نہین پھرونگا مین جبتک کہ داخل کرین ہم اونکو مدینہ مین اور قید کر کی مکہ مین لاتین تاکہ اہل عرب سنین اور دیکھین کہ ہمنی ایسی کیا کیا اور پھر کوی ہمارے اسباب
تجارتکا متعرض ہو ابوجہل نے عتبہ کی بیٹی کا ذکر اسواسطی کیا کہ ابو حذیفہ بن عتبہ حضرت کی خدمت مین حاضر تھا اور جب ابوسفیان نی قافلہ صحیح و سلامت قریش کو مکہ مین
پہونچا دیا تو قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ محمد کو چھوڑ دو ساتھہ عرب کے اور خود مراجعت کرو کیونکہ قافلہ تمہارا سلامت پہونچا اور اگر خود نہین
آئی تو عورت اور کنیزان سازندہ و نوازندہ کو بھیجدو لیا ہو کہ اہل اسلام کی ہاتھہ مین اسیر ہون پیغام ابوسفیان کا قریش کو منزل جحفہ مین پہونچا جحفہ
نی قصد مراجعت کا کیا لیکن ابوجہل و قبیلہ اوسکا راضی نہوا اگر عورتونکو وہان سی اپنی پھیر دیا جب کثرت لشکر قریش کے اصحاب رسولخدا کو معلوم ہوئی

تو ڈری اور حضرتنی شکایت کرنی لگی اور گریہ و زاری شروع کی اور جناب اقدس الٰہی مین استغاثہ کیا پس حقتعالی نے یہ آیات اونکی تسلی کیواسطی نازل کین اذ تستغیثون
ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکة مردفین وما جعله الله الا بشری لکم ولتطمئن به قلوبکم وما النصر
الا من عند الله ان الله عزیز حکیم یعنی جسوقت استغاثہ کیا تمنی پروردگار اپنی سی پس مستجاب کیا خدا تعالی نی تمہاری دعا کو کہ مدد کرنی
والا ہون تمہارا ساتھہ ایک ہزار فرشتی کی پی در پی آوین گے اور نہین کردانا ہی حقتعالی نی اس مدد کرنی کو ساتھہ ملایکہ کے مگر بشارت واسطی تمہاری اور تاکہ
آرام پاوین دل تمہاری اور نہین ظفریاب ہونا اوپر دشمن کے مگر خدا کیطرف سی بیچ ہر حالیکہ و غیر اوسکے پر موقوف نہین تحقیق کہ خداوند عالم غالب ہی
اوپر اوس چیز کی کہ ارادہ رکہتا ہی اور کام اوسکی منوط بحکمت ہین جب رات ہوی تو حقتعالی نی خواب حضرت کی اصحاب پر نازل کی تو صحاب سو گئے
اور بعض صحابہ کو احتلام ہوگیا اور جو مقام معسکر شریف تہا وہان اسقدر ریگ روان تہی کہ پاون ہرگز نہین ٹہرتا تہا پس حقتعالی نی پانی برسایا
تو تر ہوگئی زمین اور پاون ٹہرنی لگا اور یہہ ہی قول جناب باری تعالی کا اذ یغشیکم النعاس و ینزل علیکم من السماء ماء
لیطہرکم بہ ویذہب عنکم رجز الشیطان اور جو پانی کہ معسکر حضرت مین نازل ہوتا تہا تو وہ بوندیان باریک باریک تہین و ربط علی قلوبکم
پڑتی تہین اور مشرکین اس زور سی مینہہ برستا تہا کہ زمین اونکی طرف دلدل ہوگئی تہی کہ پاون دس مین کہستا تہا تو اس سبب سی مشرکین کو
ہراس و خوف عظیم تہا کہ اہل اسلام پر شب خون نہ مارسکی پس جناب رسولخدا نی عمار بن یاسر و عبد اللہ بن مسعود کو واسطی استخبار کی لشکر قریش مین بہیجا جو
دونون داخل لشکر ہوی سب کو خایف ہراسان دیکہا اور جب اونکی گہوڑی ہونہنی کا قصد کرتی تہی تو یہہ اونکی مونہہ بند کر دیتی تہی پس سنا ان دونون نی
کہ منبہ بن حجاج کہتا ہی کہ ہمکو بہوک نی ستایا نہین دیا اب ضرور ہی کہ ہم مرجائین یا اپنی دشمنون کو مار ڈالین دوسری کہتا ہی کہ وہ بہیر ہوتی اگر
حقتعالی نی اونپر مستولی کیا تہا سو نہین دیتا تہا وہ بہوک کا نام لیکر یہہ اظہار کرتی تہی چنانچہ فرمایا حقسبحانہ تعالی نی سالقی فی قلوب
الذین کفروا الرعب پس جسوقت صبح ہوی تو حضرت نی تہیہ لشکر کا کیا اور لشکر حضرت مین دو گہوڑی تہی ایک زبیر بن عوام اور دوسرا مقداد کا اور شتر
ستر تہی کہ صحابہ اونپر نوبت بنوبت سوار ہوتی تہی اور جناب رسولخدا اور حضرت امیر اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک شتر پر نوبت بنوبت سوار ہوتی
تہی اور وہ شتر مرثد کا تہا اور لشکر مشرکین قریش مین چارسو گہوڑا تہا پس حضرت پیغمبر خدا نی اپنی لشکر کی صفین مرتب فرمائین اور روایات
معتبرہ سی ثابت و محقق ہی کہ اصحاب رسولخدا تین سو تیرہ تہی اور لشکر قریش مین سی نوسو سی ہزار تک آدمی تہی تو خدا نی واسطی اظہار
اسلام و خذلان کفار کے اہل اسلام کی نظرون مین کم دکہلایا تہا کہ جرات جنگ پر کرین اور ابتدا مین اہل اسلام کفار کو کم دکہلائی تا کہ کفار بہی
حرکت کرین اور جب لڑائی شروع ہوی تو کفار نی اہل اسلام کو اپنی سی دو حصہ زیادہ دیکہا اور خوف کیا یہان تک کہ آخر کو بہاگی اور
یہہ لڑائی موافق روایات معتبرہ کی ۱۷ رمضان شریف روز جمعہ سنہ ۲ ہجری مین واقع ہوی ہی غرض جب صف آراستہ ہوی
تو حضرت نی فرمایا کہ آنکہین بند کرو اور ابتدا بجنگ خود نہ کرو بلکہ چاہی کہ وہ ابتدا کرین جب مشرکین نی قلت اصحاب حضرت
ملاحظہ کی تو ابوجہل نی کہا کہ ایک لقمہ ہی اگر ہم اپنی غلامون کو انکی طرف بہیجین تو انکو زندہ پکڑ لائین تو عتبہ بن ربیعہ نی کہا
کہ معلوم ہم ایسا ہوتا ہی کہ اونکی مدد کہین چہپی ہوی ہو تو عمیر بن وہب الجمحی کو بہیجا وہ شخص یکہ تاز عرصہ محاربت
کا تہا اوسنی گہوڑا دوڑایا اور گرد لشکر جناب رسولخدا کی پہرا بعد اوسکی ایک ٹیکری پر چڑہ گیا اور ہر طرف کو نگاہ کی

تو کچھ نہ پایا پھر قریش کی نزدیک آیا اور کہا کہ کوئی نہیں ہی ان کی کمین نہ ظاہر اور نہ پوشیدہ لیکن ان اونٹوں پر موت سوار
ہی آیا نہیں دیکھتی ہو تم کہ یہہ بات نہیں کر سکتی اور سانپ کی طرح سی زبان چراتی نہیں وہ اسلئی اونکی تو سی مدد گار نہیں شاید
انکی مگر انکی تلواریں اور نہیں دیکھتا ہوں میں انکو بھاگتی ہوئی مگر یہہ کہ ماری جائینگی اور نہیں ماری جائینگی مگر جب تک اپنی
برابر کی مارلیں کی پس لڑائی میں تم دیر کرو اور دلیری نہ کرو ابوجہل نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہی اور اونکی شمشیر ہای آبدار سی زہرہ
ہو گیا ہی اور جب قوت و کثرت قریش کی اصحاب رسولخدا نے دیکھی تو خوف کیا پس حقتعالی نے یہہ آیۃ نازل کی وان جنحوا
للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللہ یعنی اگر قصد کریں وہ طرف صلح کی میل کر تو بھی ای محمد طرف صلح کی اور توکل
اوپر خدا کی اور حقتعالی جانتا تہا کہ کفار صلح کو قبول نہیں کرینگی مگر چاہا اس سی کہ دل اصحاب کی شاد ہوں پس حضرت نے
ایک شخص قریش کی جانب روانہ کیا کہ ای قریش میں نہیں چاہتا کہ ابتدا بجنگ خاص تمہاری ساتھہ کروں میں بلکہ تم مجکو عرب کے ساتھہ
چھوڑ دو اگر میں صادق ہوا اور اونپر غالب آیا تو تم لوگ سب سی زیادہ میری قریب اور میری قبیلہ عشیرہ سی ہو اور اگر میں دروغگو
ہوا اور عرب مجھی کافی ہیں پس تم پھر جاؤ کہ مجکو تمہاری ساتھہ کچھہ کام نہیں جب یہہ پیغام مشرکین کی پاس پہنچا تو عتبہ بن ربیعہ نے
کہا کہ قسم ہی خدا کی نہ رستگار ہوگا وہ شخص جو رد کریگا اس قول کو پہر اپنی سرخ اونٹ پر سوار ہو اور لشکر میں پہرنے لگا
اون لوگوں کو قتال سی مانع ہوا جناب رسولخدا نے اوسکو دیکھا اور فرمایا کہ اگر اس لشکر میں کسی کی پاس خیر ہی تو وہ صاحب جمل احمر
پاس ہی اگر اونکی اطاعت کرینگی اس امر میں تو ٹھیک ہوگا پس عتبہ نے کہا کہ ای معشر قریش جمع ہو اور سنو کہ اطاعت کرو میری آجکی روز
پہر ساری عمر چاہی کہ اطاعت نکرنا وہ یہہ ہی کہ مکہ کو مراجعت کرو اور آرام سی بہنیکی شرابیں پیو اور زنان حوروش کی گردنوں میں
اور رعایت کرو محمد کی کہ وہ ابن عم تمہاری ہیں اور قبول کرو میری رای کو اور محمد سی جو تم طلب کرتی ہو نقصان قافلہ وخون ابن حضرمی
کا وہ مجہپر ہی جب ابوجہل نے یہہ سنا تو نہایت غصہ میں آیا اور کہا کہ عتبہ فصیح زبان ہی پہر کہا ابھی عتبہ تو نے جب سیوف
بنی عبد المطلب کے چمکتی ہوئیں دیکھیں تو ڈر گیا اور زہرہ تیرا آب ہو گیا اسواسطی لوگوں سی کہتا ہی تو کہ پہر جائیں اور ہم اپنی
آنکھوں سی دیکھلی ہی فتح اپنی اور اب انتقام دیرینہ لی سکتی ہیں پس عتبہ اپنی اونٹ سی کود ابوجہل پر حملہ آور ہوا
اوسوقت وہ گھوڑی پر سوار تہا عتبہ نے گریبان ابوجہل کو لی لیا اور کہا کہ آیا میری جیسی شخص کو نسبت ڈرنی کی دیتا ہی اور
قریب ہی کہ جان جائینگے قریش کہ کون ہی ہم میں سی زیادہ ڈرنی والا اور اپنی قوم کو فاسد کرنی والا اور اگر سچ کہتا ہی تو تو آ
میں اور تو لڑنی کو چلیں پہر معلوم ہوجائیگا کہ کون شجاع ہی غرض عتبہ اوس سی یہہ کہتا تہا اور اوسکو کھینچی پہرتا تہا تا آنکہ لوگ
جمع ہوئی اور سب نے کہا کہ ای عتبہ اسکو چھوڑ دی کہ ابتدا شکست کی لشکر میں جنبی ہو پس ابوجہل کو اوسکی ہاتھہ سی چھوڑا کر لیگئی
اوسوقت عتبہ نے اپنی بہائی شیبہ اور بیٹی ولید کو کہا کہ اوٹھو اور لڑائی پر طیار ہو اور خود عتبہ نے درع پہنی اور خود منگوایا
لیکن اتنا بڑا خود میسر نہ آیا کہ اوسکی سر پر ٹھیک آوی پس اوسنی دو عمامہ باندہی اور تلوار اوٹھا کی مع اپنی بہائی اور بیٹی کی میدان
میں آیا اور ندا کی کہ یا محمد ہماری کفو قریش میں سی کسی کو ہماری ساتھہ لڑنی کو بھیجی تین آدمی انصار میں سی اونکی

مقابلہ مین آئی عوذ و معوذ و عوف بھی غرض عتبہ نی کہا کہ تم کون ہو اپنا نسب بیان کرو تا کہ ہم پہچانین کہا اونہون نی کہ ہم ہین
بنی عفرا او انصار مین سے رسول کی شتبہ نی کہا کہ تم پھر جاؤ کہ ہم نہین طلب کرتی مگر قریش کو جو ہماری کفو ہین سے
پس آنحضرت نی انکو بلا لیا تو وہ حضرت حضرت ہوئی ... جناب رسولخدا ابھی نہین چاہتی کہ ابتدای جنگ انصار سی ہو
پھر حضرت نی اپنی ابن عم عبیدہ کیطرف دیکھا اور وہ اوس زمانہ مین ستر برس کی تھی حضرت نی فرمایا کہ ای عبیدہ مستعد جنگ ہو
وہ فورا تلوار پکڑکی سامنی حضرت کی کہڑی ہو گئی پھر حضرت نی دیکھا طرف حمزہ کی اور کہا کہ حرب پر طیار ہو یا عم وہ بھی طیار ہوئی پھر
امیر کیطرف دیکھا اور کہا اٹھو اور تم بھی مستعد ہو یا علی اور اوسوقت جناب امیر سب مین چھوٹی تھی فرمایا جناب رسول خدا نی کہ
طلب کرو اپنی حق جو خدا نی تمہاری واسطی کر دیا ہی کیونکہ قریش بہ تکبر تمام و غرور بالا کلام آئی ہین اور قصد کرتی ہین کہ
بجہا دین نور خدا کو اور جناب باریتعالی اپنی نور کو تمام کریگا پس فرمایا جناب رسولخدا نی عبیدہ کو کہ تم عتبہ سی جنگ کرو
اور حمزہ سی کہا کہ تم شیبہ کو قتل کرو اور جناب امیر سی فرمایا کہ تم ولید سی جنگ کرو پس یہہ تینون بزرگوار روانہ میدان کارزار
ہوئی اور اون تک پہونچی تو عتبہ نی کہا کہ تم تینون کون ہو اپنا نسب بیان کرو تا کہ ہم جانین تمکو تو حضرت عبیدہ نی کہا کہ
مین عبیدہ بن الحرث ہون اوسنی کہا کہ کفو کریم ہو اور یہہ دونون کون ہین تو کہا عبیدہ نی کہ یہہ حمزہ بن عبد المطلب و علی
ابن ابیطالب ہین اوسنی کہا کہ یہہ دونون بھی کفو و کریم ہین خدا لعنت کری اوسپر کہ جسنی ہمکو اور تمکو اس میدان مین لڑوایا اور
مقصود اس سی ابو جہل تھا پس شیبہ نی حضرت حمزہ سی کہا کہ تو کون ہی حمزہ نی کہا کہ مین ہون حمزہ بن عبد المطلب شیر خدا
کا اور شیر رسول اللہ کا شیبہ نی کہا کہ اب شیر خلفا کی سامنی آیا ہی دیکھی جاتی گی شجاعت و مردانگی تیری ای شیر خدا پس عبیدہ
نی عتبہ پر حملہ کیا اور اوسکی ایک تلوار ماری کہ سر عتبہ کا شق ہو گیا عتبہ نی ایک تلوار انکی لگائی کہ عبیدہ کی دونون پاؤن
کٹ گئی پس عتبہ و حضرت عبیدہ دونون زمین پر گری اور حضرت حمزہ نی شیبہ پر حملہ کیا آپسمین تلوارون سی لڑتی رہی یہانتک
تک کہ دونون کی تلوارین کند ہو گئین اور امیر المومنین نی دوشت ولید پر شمشیر لگائی کہ اوسکی بغل سی نکل آئی پس ولید نی
اپنا دہنا ہاتھہ بائین ہاتھہ سی پکڑکی جناب امیر کی فرق مبارک پر لگایا حضرت امیر سی منقول ہی کہ میری سر پہ بہت اوس سے
چوٹ لگی اوسوقت ولید نی ایک ایسا نعرہ کیا کہ دونون لشکر کانپ گئی بعد اوسکی اپنی باپ یعنی عتبہ کیطرف دوڑا جناب امیر نی
اوسکا تعاقب کرکی دوسری ضرب مین اوسکی انجام کا کام تمام کیا اور جناب امیر نی رجز پڑھا کہ مین ہون فرزند اوس شخص کا جو
ساقی حاجیون کا تھا یعنی عبد المطلب اور مین ہون بیٹا اوس ہاشم کا جو کہانا دیتی تھی لوگون کو قحط و خشک سالی مین اور مین وفا
کرتا ہون اپنی وعدہ کی اور حمایت کرتا ہون پیغمبر صاحب حسب کی اور حمزہ و شیبہ ایک دوسری پر حملہ آور تھی اوسوقت مسلمانون
نی فریاد کی کہ یا علی دیکھو اس سگ ملعون کو کہ تمہاری عم مکرم پر حملہ آور ہی تو جناب امیر نی اوسپر حملہ کیا اور حضرت حمزہ سی کہا
کہ ای چچا اپنا سر نیچا کیجئی کیونکہ حضرت حمزہ شیبہ سی قد مین زیادہ تھی پس حضرت حمزہ نی اپنا سر اوسکی چھاتی مین دیا تو جناب
امیر نی اوسکی سر پر ایک ضرب شمشیر آبدار لگائی تو اوسکا نصف سر اوڑ گیا پھر جناب امیر و حضرت حمزہ عتبہ کی پاس آئی تو ابھی وہ

بن الحرث

لعین زندہ تھا پس اوسکو مار ڈالا اور جناب امیر و حضرت حمزہ عم پیغمبر کو اوٹھا کر حضرت رسولخدا کی خدمت میں لائے گئی بارگاہ جناب رسولخدا
نے اونکی جانب نظر کی تو آنسو بھر لائے حضرت عبیدہ نے عرض کی کہ یا حضرت مین مرتبہ شہادت کو پہونچا حضرت نے فرمایا کہ تو میری
اہل بیت مین پہلا شہید ہے الغرض جنگ عظیم ... شیبہ و ولید ابی جہنم کو قعر اوسکا بعید و عذاب اوسکا شدید ہے ہوئے ابوجہل نے قریش
سے کہا کہ جلدی نکرو جیسا کہ پسران ربیعہ نے کیا ... زمین مہوش جنگ انصار سے نکلو ... کہ ان اہل مدینہ کو قتل کرو اور قریش
کو نہ مارو بلکہ زندہ گرفتار کر لو تاکہ اونکو کہ مین ہی بہشت ... اور معلوم کرائین کہ اونکا دین ... قریش ... ایمان
لائے تھے اور اونکی آبائی اونکو قید کیا تھا پس وہ بھی مشرکین کے ساتھ بدر مین موجود تھے اور وہ شک و شبہہ و نفاق مین تھے
یعنی اونکو اسلام پر یقین نہ تھا اور اونمین مین سے تھا قیس بن الولید بن مغیرہ و ابو قیس بن الفاکہ و حرث بن ربیعہ و علی بن امیہ
بن خلف و عاص بن منبہ جب ان لوگون نے اصحاب رسولخدا کی قلت دیکھی تو کہا کہ ان بیچارون کو انکی دین نے فریب دیا ہے
ابھی ماری جائینگے اوسوقت جناب رسولخدا پر یہہ آیہ نازل ہوئی اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض غر
ہولاء دینہم ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم یعنی جسوقت کہتے ہین منافق اور وہ لوگ کہ جنکی دلون مین بیماری
ہے کہ غرور مین ڈالا ہے اس جماعت کو اونکی دین نے اور جو توکل کرے خدا پر بتحقیق خداوند عالم عزیز و حکیم ہے تب ابلیس لعین
سراقہ بن مالک کے شکل بنکے قریش کے پاس آیا اور کہا کہ مین مع اپنے قبیلہ کے تمہاری اعانت کو موجود ہون اپنے لشکر کا علم مجھکو
دو اونہون نے علم دیا ابلیس نے علم لیکر لشکر شیاطین جمع کرکے قریش کو بصورت قبیلہ سراقہ کے دکھلایا یہہ بھی موجب زیادتی دل
مشرکین کا ہوا اور اصحاب حضرت رسولخدا نے بھی کثرت لشکر مشرکین و شیاطین کے ملاحظہ کی جب جناب رسولخدا نے یہہ حال مشاہدہ
فرمایا تو اپنے لشکر سے ارشاد کیا کہ اپنی آنکھین بند کرو اور نظر مشرکین کی جانب نکرو اور تلوارین غلاف سے نکالو جبتک کہ مین
اجازت نہ دون اور خود دست بدرگاہ خداوند بے نیاز بلند کی اور مشغول دعا و تضرع ہوئے اور عرض کی کہ اے پروردگار یہہ جماعت مدد
کرنے والی تیرے دین کی ہے اگر یہہ مقتول ہوئے تو تیری زمین پر کوئی عبادت نہ کریگا بعد اس فرمانے کی حضرت پر غشی طاری ہوئے
کہ وہ علامت نزول وحی تھی جب اپنی حالت اصلی پر آئے عرق جبین انور سے گرتا تھا اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جبرئیل مع ہزار
ملایکہ کے تمہاری مدد کے واسطے آئے ہین پس صحابہ کہتے ہین کہ دیکھا ہمنے ایک ابر سیاہ کہ اوسمین برق چمکتی تھی اوس ابر نے
ہمارے لشکر پر سایہ کیا اور ہم اوس ابر مین سے صدائے اسلحہ سنتے تھے اور سنا ہمنے ایک شخص کو کہ کہتا تھا کہ نزدیک ہو اے
خیزوم اور خیزوم جبرئیل کی گھوڑی کا نام ہے اور ابلیس نے جب حضرت جبرئیل کو دیکھا تو علم کفار پھینک دیا اور بھاگنے کا قصد
کیا پس منبہ بن حجاج نے اوسکا گریبان پکڑا اور کہا کہ اے سراقہ کہان جاتا ہے کیا چاہتا ہے تو کہ لشکر کو بھگادے پس ابلیس نے
اوسکی سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا دور ہو مجھسے کہ مین دیکھتا ہون وہ شے جو نہین دیکھتے ہو تم اور مین ڈرتا ہون خدا سے اور
طرف اسکی اشارہ فرمایا حق سبحانہ و تعالی نے قرآن شریف مین اذ زین لہم الشیطان اعمالہم یعنی یاد کرو جسوقت کہ
زینت دی واسطے مشرکین کے شیطان نے اونکی اعمال کو و قال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم اور کہا شیطان نے

نی کہ کوئی غالب نہین ہوگا تمپر آجکی دن اور مین ہون امان دینی والا تمکو۔ جناب صادق سی منقول ہی کہ شیطان شمشیر بکف میں تہا اور ہاتہہ حارث بن ہشام کا اوسکی ہاتہہ مین تہا کہ ناگاہ نظر ابلیس کی اوپر ملائکہ کی پڑی تو واسا ہی واقع ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا جب مشرکین بہاگ کر مکہ مین آئی تو سراقہ سی کہا کہ تو نی ہمکو بہگایا کیونکہ پہلی تو ہی بہاگا تہا اور قسم کہاتی ہی کہ مین ہرگز اوس جنگ مین نہ تہا مگر جب مسلمان ہوی تو جانا اونہون نی کہ وہ حرکت شیطانی تہی علی بن ابراہیم سی منقول ہی کہ حضرت جبرئیل نی ابلیس پر حملہ کیا یہان تک وہ بہاگ گی دریا مین آیا اور کہتا تہا کہ خدا نی مجہسی وعدہ کیا ہی کہ روز قیامت تک تو زندہ رہی گا اپنی وعدہ پر وفا کر وا اور کبہی کہتا تہا کہ مجہی مہلت دیکی پشیمان ہوی ہو راوی نی جناب امام جعفر صادق سی پوچہا کہ یا حضرت اگر جبرئیل ابلیس تک پہونچجاتی تو اوسکو قتل کرتی یا چہوڑ دیتی حضرت نی فرمایا کہ قتل تو نکرتی مگر ایک ضرب ایسی لگاتی کہ تا روز قیامت اسمین درد رہتا پس ابوجہل اپنی لشکر سی باہر آیا اور کہا کہ یا اللہ محمد نی قطع رحم کیا اور وہ دین لایا کہ ہم آگی اوسکو نہین جانتی تہی پس آج ہلاک کر اوسکو اور بروایت ابوحمزہ الثمالی کی ابوجہل نی کہا کہ خداوندا دین ہمارا قدیم ہی اور دین محمد تازہ ہی جسکو تو دوست رکہتا ہی اوسکی نصرت کر پس آیہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا نازل ہوی یعنی جیسا کہ تمنی دعا کی ہوا اوسکی فتح نازل ہوتی ہی پس جناب امیر نی حسب الامر حضرت رسولخدا کی ایک مٹہی مین سنگ ریزی لیکی حضرت کی ہاتہہ مین دی اور حضرت رسولخدا نی بموجب امر جبرئیل اوسکو مشرکین کیطرف پہینکا اور زبان سی فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ یعنی قبیح ہوین مونہہ قریش کی تب خداوند عالم نی ایک ہوا کو بہیجا کہ اوسنی سنگ ریزون کو اوڑا کر کفار کی پیشانیون پر مارا جسکی وہ بہتر لگا وہ واصل جہنم ہوا چنانچہ جناب باری تعالی نی فرمایا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور نہین پہینکا تو نی جسوقت پہینکا تو نی سنگ ریزون کو مگر یہہ کہ خداوند عالم نی ڈالی ہین اوسدن ستر نفر مشرکین کی ماری گی اور ستر اسیر ہوی جناب رسولخدا نی فرمایا کہ فرعون امت یعنی ابوجہل کو زندہ نہ جانی دینا پس عمرو بن جموح نی ایک شمشیر ابوجہل کی ران پر ماری اور اوس ملعون نی عمرو کی ہاتہہ پر تلوار لگائی کہ ہاتہہ عمرو کا لٹکی لٹک گیا عمرو نی پاون اپنی ہاتہہ پر رکہہ کی زور کیا ہاتہہ جدا ہوگیا پہر ابوجہل سی مشغول جنگ و پیکار ہوا۔ عبداللہ بن مسعود سی روایت ہی کہ مین ایسی وقت ابوجہل کی پاس پہونچا کہ وہ شقی اپنی اونٹ سی گر چکا تہا اور اپنی خون مین لوٹتا تہا تب مین نی کہا کہ حمد اوس خدا کو کہ جسنی تجکو اے ابوجہل ذلیل و خراب و قتل کیا اوسنی کہا خدا تجکو ذلیل کری دین کسکی واسطے ہے مین نی کہا دین ہی واسطی اللہ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کی اور مین ہون قاتل تیرا اور یہہ کہکی مین پاون اپنا اوسکی گردن پر رکہا تو ابوجہل نی کہا کہ تو بہت ہی سخت گردن پر سوار ہوا ای چرانی والی بکریون کی کوی امر مجکو اس سے دشوار نہین کہ تو مجکو قتل کرتا ہی کاش فرزندان عبدالمطلب مین سی کوی مجکو قتل کرتا یا کوئی اور اولاد قریش سی پس مین نی خود اوسکا اوتارا اور سر اوسکا جدا کیا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خدمت مین لیکر حاضر ہوا اور حضرت رسولخدا کی پاون پر ڈالدیا اور عرض کی

مین نی کہا کہ مبارک ہو یا حضرت اوسوقت حضرت نی سجدہ شکر کیا اور ابو بشر انصاری عباس بن عبد المطلب و عقیل ابن ابیطالب کو گرفتار کرکی
حضرت کی خدمت مین لایا پس حضرت نی فرمایا کہ انکی اسیر کرنی مین کسی اور نی بہی اعانت تیری کی تہی اوسنی عرض کی کہ ہان حضرت ایک شخص سفید
پوش نی اعانت کی تہی حضرت نی فرمایا کہ وہ ملک تہا لایا مین نی پہر فرمایا جناب رسولخدا نی عباس کو کہ تو اپنی اور عقیل کیطرف سی فدیہ دی
عباس نی کہا کہ یا حضرت مین بشرف اسلام مشرف ہون لیکن قریش اس جنگ مین مجکو جبرا لائی ہین جناب رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ
الاطہار نی فرمایا کہ ای عباس خداوند عالم بہتر اسلام کو جانتا ہی اگر تو سچ کہتا ہی تو خدا تجکو جزا خیر دیگا مگر ظاہر مین یہی ہی کہ تم ہمارے
دشمنون کے لشکر مین تہی ای عباس تم لوگون نی ہمسی لڑائی قصد سی کرنی چاہی تہی پس حقتعالی نی تمکو شکست دی پہر فرمایا کہ ای عباس
تو فدیہ اپنی طرف سی اور عقیل کیطرف سی دی اور عباس مکہ سی چلتی وقت چالیس اوقیہ سونا اپنی ساتھ لائی تہی پس وہ سونا
حضرت کی لشکر مین بطور غنیمت کے آیا تہا جب حضرت نی عباس کو فدیہ دینی کا امر کیا تو عباس نے عرض کی کہ یا حضرت وہ جو چالیس
اوقیہ سونا میرا لٹ گیا ہی اوسکو مین اپنا فدیہ سمجہتا ہون حضرت نی فرمایا کہ ای عباس وہ سونا تو ہمکو خدا تعالی نی غنیمت مین دیا ہی تو اور
اپنی پاس سی فدیہ دی عباس نے کہا کہ یا حضرت اور تو میری پاس کچہہ نہین حضرت نی فرمایا کہ تو جہوٹ کہتا ہی کہان گیا وہ مال جو
ام الفضل کے پاس مکہ مین امانت رکہہ کی آیا ہی اور وصیت کی ہی تونی کہ اگر مجہی کوئی حادثہ پیش آوی تو تم اسمین تقسیم کر لینا
عباس نے کہا کہ آپکو اسکی کیونکر اطلاع ہوئی حضرت نی فرمایا کہ مجکو خداوند عالم نی خبر دی ہی عباس نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو
پیغمبر خدا و رسول کبریا ہی اور اس مال سے سوا خدا کی کسی کو خبر نہ تہی پہر عباس نے عرض کی یا حضرت آپ سارا مال لیتی ہین بعد اسکے
مجکو سائل بکف ہونا پڑیگا اوسوقت یہہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاساری ان یعلم اللہ
فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم و یغفر لکم واللہ غفور رحیم یعنی ای رسولخدا کہہ ان لوگون کو جو تیرے
پاس مین اساری سی کہ اگر جانیگا خدا تعالی تمہاری دلونمین خیر تو البتہ عطا کریگا تمکو بہتر اوس سی جو لیا گیا ہی تمسی فدا مین
اور آمرزش کریگا تمہاری اور خداوند عالم آمرزش کرنی والا اور مہربان ہی اور بسند معتبر
جناب امام محمد باقر سی منقول ہی کہ جب حضرت عباس مدینہ رسول مین ہجرت کر کی آئی تو حضرت کی پاس ایک مرتبہ کہین سی مال آیا تو فرمایا
حضرت نی کہ اپنی چادر بچہا دو اور ایک حصہ اس مال سی لو پس عباس نی چادر بچہا دی اور حضرت نی بہت سا مال اوسمین ڈالدیا
اور فرمایا کہ یہہ اوس مین سی ہی کہ جناب باری نی فرمایا ہی یؤتکم خیرا مما اخذ منکم القصہ پہر فرمایا حضرت نی
عقیل ابن ابیطالب سے کہ خدا تعالی نی ہلاک کیا ابوجہل و عتبہ و شیبہ و منبہ و نبیہ و نوفل کو اور اسیر ہوئی سہیل ابن عمرو اور نضر ابن
الحارث و عقبہ ابن ابی معیط اور فلان فلان عرض کی عقیل نے کہ بعد اسکی مکہ مین کوئی تمسی منازعت نہین کرسکتا اور اگر اب بہی انسی ظن
فساد کا ہو تو قافیہ کرکی انکو قتل کرو پس متبسم ہوئی جناب رسولخدا اس لڑائی مین ستر آدمی قریش کی قتل ہوئی اور اسی قدر
اسیر ہوئی اور امیر المومنین نی اونمین ستائیس آدمی کو تنہا قتل کیا اور باقی باقی اصحاب اور ملائکہ کی ہاتھ سی مقتول ہوئی اور
ایک ہی اہل اسلام سی اسیر کفار کا نہوا پس اسیران قریش کو دوری مین باندہ کی پیادہ لیچلی اور اصحاب رسولخدا سی نو آدمی شہید ہوئی

کہ ایک اونمین سی سعد بن خثیمہ کہ نقبای مین سی تہا پس جناب رسولخدا نی کوچ کیا بوقت غروب آفتاب کہ مقام اثیل پر کہ چہہ میل مدینہ سی مقام
کیا اثنای راہ مین نظر کی طرف عقبہ ابن ابی معیط اور نضر بن الحارث کی اور یہہ دونو ایک رسی سے بندہی ہوی تہی پس نضر نی عقبہ
کہا کہ ای عقبہ اب مین اور تو دونو ماری جاوینگی عقبہ نی کہا کہ بہت سی قریش اسیر ہین میری تیری کیا خصوصیت ہی نضر نی کہا
کہ جناب رسولخدا نی میری طرف دیکہا کہ مجہی اپنی مرگ کا نقشہ پہر گیا پس حضرت نی ارشاد کیا کہ نضر و عقبہ کو روبرو لاو اور عقبہ آدمی خوبصورت
تہا منڈہی بال اوسکی تہی جب منیر بالون سی پکڑ کی کہینچی ہوی حضرت کی سامنی لائی نضر نی کہا کہ ای محمد سوال کرتا ہون مین آپسی بحق رحم و قرابت
کی کہ مجہی ایسی ہی کہ مجہی بہی ایک قریش مین سی تصور فرماوی جو اونکی نسبت حکم صادر ہوا ہی میری نسبت ہووی حضرت نی فرمایا کہ
میری تیری مین خویشی نہین اسلام نی قطع رحم کیا یا علی اسکو گردن مارو عقبہ نی کہا کہ یا حضرت آپ نی بہی فرمایا کہ قریش کو
دستگیر کر کی نہین مارنا چاہیی حضرت نی فرمایا تو قریش سی نہی تو ایک گبری اہل صفوریا سی تجہسی قریش کو کیا علاقہ کیونکہ تو جسکا
بیٹا مشہور ہی وس سی عمر مین بڑا ہی پس فرمایا کہ ای علی قتل کر اسکو تب جناب امیر نی اوسکو قتل کیا جب قتل کیا رسولخدا نی نضر
و عقبہ کو تو خوف کیا انصار نی کہ ایسا نہو کہ سب اسیر قتل کی جاوین پس حضرت کی خدمت مین عرض کی یا رسول اللہ ہمنی
ستر آدمیون کو قریش سی قتل کیا اور ستر آدمی کو اسیر کیا اور یہہ سب ہم قوم آپکی ہین پس اونکو بخشدو اور فدیہ اونسی لیلو
پس خدایتعالی نی یہہ آیات نازل فرمائین ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض یعنی نہین ہوا کوی
پیغمبر کہ اوسکی اسیر ہون کہ اگر چاہی فدیہ لی اور اگر چاہی رہا کری یا بہت قتل کری کفار کو پس ان آیات مین بعض معاتب ہوی
بسبب طمع فدا و غنیمت کی اور علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ خدایتعالی نی رخصت دیا کہ اونکو فدیہ لیکی چہوڑ دین اور شرط کی
بعد اونکی کہ جتنی. تم فدیہ لوگی اگلی سال انہین کی ہاتہ سی اوسی قدر مقتول ہونگی پس مسلمان اس شرط پر راضی ہوی اور کہا کہ
اس سال فدا لیکی فائدہ دنیا اوٹہاوینگی اور سال آیندہ کو شہید ہوکی داخل بہشت ہوجاوینگی اور بڑی مرتبی پاوینگی پس اسیطرح جنگ
احد مین ستر نفر صحابہ سی شہید ہوی باقی اصحاب نی کہا کہ باوجود وعدہ کی جو رسولخدا سی نصرت کا ہوا تہا اوسکی خلاف کیون
ظہور مین آیا تو اوسوقت خدایتعالی نی یاد دلوائی وہ شرط جو صحابہ نی فدیہ لینی کی وقت بدر مین کی تہی روایت ہی کہ جب
ابو بشر انصاری عباس کو اسیر کر کی حضرت کی خدمت مین لایا عباس نی کہا کہ مجہی انصاری نی نہین پکڑا بلکہ علی ابن ابیطالب نی پکڑا ہی
جناب رسولخدا نی فرمایا کہ سچ کہتا ہی چچا میرا وہ فرشتہ تہا کہ بصورت علی کی آیا تہا اور جناب باری نی جو فرشتہ میری مدد کو بہیجا اوسکو
بصورت علی ابن ابیطالب بہیجا کہ خوف اوسکا دلمین دشمنون کی زیادہ ہو اور حضرت صادق سی حدیث معتبر مین منقول ہی کہ
مجروحان مشرکین سی جب سوال کرتی تہی کہ تمکو کسنی مجروح کیا کہتی تہی کہ علی ابن ابیطالب نی جب یہہ کہتی تہی فوراً مرجاتی تہی
شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نی روایت کی ہی کہ اکثر فدا مشرکین چار ہزار درہم تہا اور اقل ایک ہزار پس قریش بتدریج فدا بہیجکی اپنی
اسیرونکو رہا کراتی تہی تا کہ زینب دختر جناب رسولخدا نی کہ زوجہ ابو العاص ابن ربیعہ کی تہی گردن بند اپنا کہ حضرت خدیجہ نی اونکو
دیا تہا واسطی فدا اپنی شوہر کی بہیجا جب جناب رسولخدا نی اوس گردن بند کو دیکہا تو حضرت خدیجہ کو یاد کیا اور متاسف ہوی جب

صحابہ نے یہہ حال مشاہدہ کیا تو فدا زینب کو بخشدیا اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت نے درخواست کی اور صحابہ نے بخشدیا لہذا ابو العاص
بغیر فدا کے رہا ہوا اس شرط پر کہ زینب کو حضرت کی خدمت مین حاضر ہونے سے منع نکرے اوسنے اپنی شرط وفا کی ابن ابی الحدید نے شرح
نہج البلاغہ مین لکھا ہی کہ مین نے جب اس قصہ کو سید ابو جعفر نقیب اپنے اوستاد پر پڑہا کہا بتادے کہ آیا ابوبکر و عمر اوس جگہ حاضر تہے
یا نہ دیکھتے تہے کہ جناب رسولخدا کو واسطے گردن بند زینب کے اسقدر رنج ہوا تہا کہ مسلمانونسے استدعا کی اور فدیہ معاف کیا اور
گردن بند واپس فرمایا آیا فاطمہ بنت محمد کہ بہترین زنان عالم ہی زینب سے کم تہی و بفرض تقدیر یہہ حدیث دروغ جو جناب
رسولخدا پر افترا کی ہی صحیح ہوتی حالانکہ ہرگز صحیح نہین ابوبکر راوی اسکا ہی اور کسی نے گواہی نہین دی اور جناب سیدہ ہمیشہ
تکذیب انکی اور اس حدیث کی فرماتی تہی اور جناب امیر المومنین شیخین کو اس حدیث مین کاذب غادر خاین آثم جانتے تہے بر فرض محال
اگر جناب سیدہ کا فدک مین حق نہ تہا یہہ دونو اعرابی کیا صحابہ سے معاف نکرا سکتے تہے و یا مسلمان بعد انتقال جناب رسولخدا
کے ایسے سنگدل اور بیرحم ہوگئے تہے کہ باوجود استدعا انکی دختر جناب رسولخدا کو فدک معاف نکرنے مترجم کہتا ہی کہ یہہ محض احتمال لکہا گیا ہے
ورنہ فدک یقینا حق جناب سیدہ کا تہا اور غاصبین اوسکے مصداق آیہ والذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون
فی بطونہم نارا و سیصلون سعیرا ہین کیونکہ جناب سیدہ ہرگز ایسی نہ تہی کہ حق غیر کا دعوی کرتین یا حدیث رسولخدا
سنکر ساکت نہوتین پس معلوم ہوا کہ محض جناب رسولخدا پر بطمع دنیا کہ چندروزہ عیش نہ تہی مفتری نے یہہ الفاظ افترا کئے تہے انصاف کیا
چاہیے کہ اب اگر کوئی اوسی شخص کو کہ جسکو جناب سیدہ کاذب جانتی تہین کاذب سمجہے تو کیا مضایقہ ہی و لیس بحمد اللہ من
ہذا الالزام مفر لہم از ترجمہ ابو الفدا القصہ مقتولین مشرکین کی ستر ہی اور مقید بہی اتنے ہی نہین سوای ان ستر مرد مقتول
کے اور بہی ہین چنانچہ حنظلہ بن ابی سفیان ابن حرب اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ ان دونونکو جناب امیر نے قتل کیا
اور ربیعہ بن الاسود کو حضرت حمزہ اور جناب امیر المومنین نے ملکر مارا تہا اور ابو البختری بن ہشام کو المجذر بن زیاد نے قتل کیا اور نوفل
بن خویلد بہائی خدیجہ کا جو ایک شیطان شیاطین قریش کا تہا اوسکو بہی جناب امیر نے قتل کیا او عمیر بن عثمان بن عمر التیمی کو بہی
حضرت امیر نے قتل کیا او مسعود بن مخزومی امیہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا او عبد اللہ بن منذر مخزومی کو بہی حضرت امیر نے اور منبہ
بن الحجاج سہمی کو ابو الیسر انصاری نے مارا اور اوسکے بیٹے عاص بن منبہ کو جناب امیر نے قتل کیا اور اوسکے بہائی نبیہ بن الحجاج کو حضرت
حمزہ او سعد بن ابی وقاص نے ملکر مارا اور ابو العاص بن سہمی کو جناب امیر نے قتل کیا اور منجملہ مقیدین کے ایک عباس چچا حضرت کے
تہے اور دو بہتیجے حضرت عباس کے ایک عقیل بن ابیطالب دوسرا نوفل بن حارث بن عبد المطلب تہے جب لڑائی سے فراغت ہوئی
حضرت نے ارشاد کیا کہ مقتولین کی لاشین ایک کنوئین مین ڈالدو چنانچہ چوبیس سرداران قریش کی لاشین کنوئین مین ڈالدین چونکہ ذکر
جناب امیر المومنین کا اس غزوہ مین اکثر آیا ہی لہذا ذکر اصحاب ثلثہ صاحب کا بہی کہ موافق زعم اہلسنت کے افضل جناب امیر
سے ہین ضرور ہی کہ کیا کیا کارنمایان اونسے ظہور مین آئے پس مخفی نرہے کہ ابوبکر چبوترہ پر اوس مین جناب رسولخدا کے
بیٹہی رہی اور دعا مانگنے کی وقت ردا دوش مبارک جناب رسولخدا سے گرگئی تہی تو ابوبکر نے اوٹہاکے پہر دوش پر حضرت کی

رکہہ دی تہت تمام شد اس امر کو حضرات مومنین تو یقین سمجہی گی لکن اگر اہل سنت کو شک ہو تو تاریخ ابو الفدا مین ملاحظہ فرماوین
اور عمر کا حال صرف اسقدر مذکور ہی کہ جب ستر نفر اساری مشرکین کی بند بہ وقتل مین اوسی دن یا دوسری دن گفتگو ہوئی تو عمر نی یہہ
سوچکی کہ اب تو یہہ محبوس ہین اب انکا مارنا کتنی بڑی بات ہی کیا معنی کہ سب رہی ہین بندہی ہین کہا کہ یا رسول اللہ ان اساری نی
آپکی تصدیق نکی اگر مجکو حکم ہوی تو سب کو قتل کر دون فقط اور عثمان اگرچہ معرکہ مین تو حاضر نہتی لکن بنا بر بعض اوہام و مغالطہ
و مفتریات کی حضرات اہل سنت کو گمان ہی کہ وہ بہی بدری ہین حال ابو جہل کی ماری جانی کا اوپر لکہا گیا اب حال ابولہب
وہ بہی سخت دشمن جناب رسول خدا کا تہا لکہا جاتا ہی کہ جب خبر فتح اسلام اور خبر انہزام مشرکین از بدر مکہ مین پہونچی تو
ابولہب کو ایسا رنج اور صدمہ پہونچا کہ مرض عدسہ مریض ہو کر ساتوین دن ہلاک ہوا بعد ہلاکت کی تین دن گہر مین پڑا ہوا
سڑتا تہا اور بسبب کثرت تعفن کی اوسکی لاش کو کوئی اوٹہاتا نہ تہا جب لوگون نی ابولہب کی بیٹون کو ملامت کی تو
اونہون نی اوسکو اوٹہا کر طرف اعلائے مکہ کی پہینک دیا اور اوپر اوسکی چند پتہر ڈالدیی تا کہ جسم اوسکا دب جاوی چنانچہ اب تک
عمرہ کی رستی مین ایک پتہرونکا انبار لگا ہوا ہی اب بہی جو شخص وہان سی گذرتا ہی وہ بہی ایک دو پتہر پہینک جاتا ہی اور روز بدر
ہی کی وقت زوال شمس مشرکین لے فرار گیا تہا حضرت نی ارشاد فرمایا کہ چاہ بدر مین خاک ڈالکی کشتی مشرکین کی ڈالدو
جب یہہ عمل مین آیا تو حضرت کناری چاہ کی خود تشریف لیگئی اور سبکو نام بنام پکارا اور فرمایا کہ آیا تمنی وعدہ اپنی پروردگار کا
حق پایا اور بتحقیق ہمنی وعدہ پروردگار کو حق پایا تم بہت بری قوم تہی اپنی پیغمبر کی واسطی غیر لوگون نی میری تصدیق
کی اور تمنی میری قریش ہو کی تکذیب کی اور تمنی مجکو نکالدیا اور غیرون نی مجکو پناہ دی تمنی مجہسی لڑائی کی اور غیرون
نی میری یاری و نصرت کی اوسوقت خلیفہ ثانی نی جو موافق عادت کی ہمیشہ جناب رسول خدا پر اعتراض کیا کرتا تہا کہا یا
رسول اللہ آپ ایسی لوگون سی باتین کرتی ہین کہ ہرگز وہ آپکی بات نہین سنسکتی کیونکہ یہہ سب مردی ہین حضرت نی فرمایا کہ یہہ سب میری باتین
اسطرح سی سنتی ہین کہ جسطرح تو سنتا ہی لکن یہہ یارائی جواب نہین رکہتی اور عدد شہیدان بدر مین خلاف ہی بعض نی کہا کہ
۱۴ نفر تہی ۶ مہاجر اور ۸ انصار اور بعض نی کہا ہی کہ شہدا بدر ۱۱ نفر تہی ۴ مہاجر سات انصار اور بعضون نی کہا ہی کہ
۲۲ نفر تہی اور قول اول اشہر ہی اما اسامی شہدای بدر یہہ ہی کہ اول مہاجرین سی پہلی اونمین سی عبیدہ بن حارث چچا
عم رسول خدا تہا بدر مین مجروح ہوا اور صفرا مین پہونچکی اجل بحق ہوا اور اوسجگہہ مدفون ہی اور دوسری عمیر بن ابی وقاص اور
تیسری عمیر بن عبد ود کہ اوسی ذو الشمالین ہی کہتی ہین چہارم عاقل بن ابی بکیر پنجم مہجعہ ششم صفوان بن بیضا اور از
انصار مین سی بشیر بن عبد اللہ اور دوسری سعد بن خیثمہ کہ نقبا مین سی تہی تیسری حارثہ بن سراقہ چہارم و پنجم عوف و
معوذ پسران عفرا ششم عمیر بن حمام ساتوین رافع بن معلی اٹہوین یزید بن حارث اور بعضون نی کہا کہ انسہ آزاد کردہ
جناب رسول خدا بہی بدر مین شہید ہوا اور بعض نی کہا کہ معاذ با عفرا و عبیدہ بدر مین مجروح ہوی اور اوسی جراحت سی
شہید ہوی تکملہ بیچ بیان ان واقعات کی جو بعد جنگ سی تا غزوہ احد پیش آئی شیخ طبرسی و علی بن ابراہیم نی

غزوۂ بنی قینقاع

روایت کی ہی کہ جب جناب رسولخدا آگی جنگ بدر سی فراغت پاکی مدینہ کیطرف رجعت کی تو بنی قینقاع کو بازار میں جمع کیا اور فرمایا
کہ ای گروہ یہود ڈرو ایسی کہ تمہاری واسطی بھی بلا ہو جو ساتھ قریش کی بدر میں ہوا اسلام لاؤ قبل اس سی کہ غضب خدا
تم پر نازل ہو اور تم جانتی ہو کہ میں نبی مرسل ہوں اور تم میرا وصف اپنی کتابوں میں پاتی ہو یہود نی کہا کہ ای محمد جس گروہ سی
آپ لڑاہی کی وہ لڑنا اچہی طرح نہیں جانتی تہی اسواسطی آپ کو فتح ہوئی اور فرصت پائی اور غالب آئی پس یہہ بات آپ کو فریب میں نہ ڈالی
قسم ہی خدا کی اگر آپ ہمسی لڑاہی کرین گی تو اسوقت جانی گی کہ ہم مرد ان جنگ ہین حقتعالی نی یہہ آیہ نازل کی قل
للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المہاد یعنی کہدی ای محمد کافروں سی کہ جلدی مغلوب
ہوگی تم اور محشور ہوگی تم طرف جہنم کی اور بہت برا مکان ہی جہنم واسطی تمہاری پس جناب رسولخدا نی چہ دن تک بنی قینقاع کا
محاصرہ کیا کہتی ہین کہ ابتدای محاصرہ روز شنبہ ۱۵ شوال ۲ مہینی ہجرت سی تہی آخر کو یہود یوں نی امان طلب کی اور کہا
کہ ہمارا اسباب ہین جو کچہ جناب رسول خدا مقرر کرین ہمکو قبول ہی پس عبداللہ بن ابی نی کہا کہ یا رسول اللہ یہہ لوگ دوست
ہین ہماری اور ہم قسم ہماری ہین اور ہمیشہ ہماری حمایت کرتی رہی ہین اور تین سو زرہ پوش اور چار سو بی سلاح ہین کہ آپ
چاہتی ہین کہ انکو ایکدن میں قتل کرین اور یہہ لوگ قبیلہ خزرج کی ہم قسم تہی عبداللہ ابی نی اس امر میں مبالغہ کیا کہ
حضرت نی انکو چہوڑ دیا پس یہہ لوگ یہود مدینہ سی نکل گئی اور قریب شام کی سکونت اختیار کی اور حقتعالی نی عبداللہ بن
ابی وبعض حمایت کنندگان یہود کی واسطی یہہ آیہ نازل کی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری
اولیاء یعنی ای گروہ مومنان یہود و ترسا کو دوست نہ کرو الخ اور شیخ طبرسی وابن شہر آشوب نی روایت کی ہی کہ
جب جناب رسولخدا آگو جنگ بدر سی فراغت ہوئی اور مدینہ میں تشریف لائی تو سات دن کی بعد متوجہ قبیلہ بنی سلیم ہوی کیونکہ
بسمع اقدس پہونچا کہ بنی سلیم ایک پانی پر کہ نام اوسکا کدر ہی بارادہ فساد جمع ہوی ہین پس تین دن تک وہان
محاربہ واقع نہوا لیکن باغنایم بسیار مدینہ کی جانب مراجعت کی اور بقیہ ماہ شوال و ذی قعدہ مدینہ میں رہی اور اس عرصہ

غزوۂ سویق

میں اسیروں کو فدا لیکی چہوڑ دیا تہا بعد اوسکی غزوہ سویق کیواسطی تشریف لیگئی اور سبب اس غزوہ کا یہہ تہا کہ ابوسفیان ملعون نی
نذر کی تہی کہ غسل جنابت نکری اور پانی سر پر نہ ڈالی جبتک پیغمبر خدا سی جنگ کری پس دو سو سوار قریش کا اپنی ساتہہ لیکی
بارادہ جنگ مکہ سی نکلا جب مدینہ چار فرسخ رہا تو بنی نضیر کی پاس جو ایک طایفہ یہود کا مدینہ سی تہا آیا اور حیی بن اخطب کی
دروازہ پر جو رئیس یہود تہا گیا اوسنی اپنا دروازہ نہ کہولا بعد اوسکی سلام بن مشکم کی پاس گیا کہ وہ بہی رئیس بنی
نضیر کا تہا اور اوس سی کچہ باتین کرکی چلا آیا اور اپنی اصحاب سی ملحق ہوا اور چند آدمیوں کو اپنی ہمراہیوں میں سی
طرف مدینہ کی بہیجا کہ اونہوں نی عریض کی طرف آکی دو انصار کو قتل کیا اور اپنی لشکر میں پہونچی جب آنحضرت کو اس
حال سی اطلاع ہوئی تو قریش کی جستجو میں مدینہ سی باہر تشریف لائی تا بقرقرۃ الکدر پہونچی تو ابوسفیان ملعون مع لشکر
اپنی کی بہاگ چکا تہا اور چند تہیلی ستو کی پڑی ہوئی تہی وہ سب مسلمانوں نی اوٹہا لیا اسواسطی اس غزوہ کو غزوۃ السویق کہتی

ہین

دعوت کی اوسوقت یہہ آیہ نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم
ایدیہم فکف ایدیہم عنکم اے گروہ مومنان یاد کرو نعمت جناب باریتعالی کی اوپر اپنی جسوقت کہ قصد کیا ایک
گروہ نے طرف تمہاری یہہ کہ ہاتھہ دراز کرین یعنی اذیت پہونچاوین پس حقتعالی نے انکو اونکی دست درازی سے باز رکھا
اور تم محفوظ رہے بعد اسکے سریہ قرقرہ واقع ہوا تفصیل اوسکی اسطرح پر ہے کہ جب جنگ بدر کو چھہ مہینے ہوئے تو بسمع قدسی جناب رسالتمآب
پہونچا کہ کاروان قریش بسالاری ابوسفیان مکہ سے نکلا اور براہ عراق شام کو جاتا ہے کیونکہ بعد واقعے کے مشرکین قریش نے اصحاب
جناب رسولخدا کے خوف سے جانا آنا شام کا از راہ حجاز موقوف کردیا تھا جناب پیغمبر خدا نے زید بن حارثہ کو اونکی رستے پر واسطے
روکنے کے بھیجا جب زید بن حارثہ اوس کاروان تک پہونچا تو مشرکین مال و اسباب چھوڑکر بھاگ گئے مسلمانون نے شتران مال
ومتاع کو مدینہ میں لائے ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے خمس اوس مال میں سے جدا کیا ایک روایت مین ہے کہ وہ بیس ہزار تھا
اور باقی اہل سریہ پر تقسیم کیا اور دو آدمی اوس کاروان سے گرفتار کئے کہ ایک اونمین سے فرات بن حیان تھا اور وہ مدینہ
مین پہونچکے اسلام لایا اسواسطے قتل سے محفوظ رہا اور اسی سال مین سریہ عمیر بن عدی واقع ہوا اور سبب اسکا یہہ تھا
کہ ایک زن یہودیہ کہ اوسکو عصماء بنت مروان کہتے تھے اہل اسلام کی وہ ہجو کیا کرتی تھی اور جناب رسولخدا کو بہت دشمن
رکھتی تھی آنحضرت نے عمیر بن عدی کو حکم دیا کہ اس ملعونہ کو قتل کرے اوس نے راتکو جاکر اوسکے سینہ پر سوار ہوکے اوسے
ہلاک کیا اور اسی سال مین کعب بن الاشرف جو ہمیشہ اہل اسلام کی اذیت مین مشغول رہتا تھا قتل کیا گیا اور کیفیت
اوسکی یہہ ہے کہ کعب بن الاشرف اکابر یہود سے تھا اور اہل اسلام کو اوس ملعون کے ہاتھہ سے انواع انواع کی اذیتین پہونچتی تہین یہانتک
جب اوسنے فتح بدر کی خبر سنی تو نہایت ملول ہوا اور مکہ مین جاکے قریش کی احوال پر بہت رویا اور اونکو لڑائی پر
تحریص کی بعد اوسکی مدینہ مین پہونچا جب یہہ حال آنحضرت نے سنا تو اوسپر لعنت کی اور خدا سے دعا کی کہ اوسکی شر سے کفایت
کرے پس محمد بن مسلمہ نے حضرت سے اوسکے قتل کے اجازت لی اور بامر آنحضرت سعد بن معاذ سے مشورہ کیا اور بہانہ
قرض گندم ابونائلہ کو کہ بھائی رضاعی کعب کا تھا کعب کے پاس بھیجا بعد بہت سی تقریرون کی فیصلہ اسپر ہوا کہ اسلحہ گرو رکھکے
بعوض گندم لیجاوین دوسری شب کو محمد بن مسلمہ و سلکان بن سلامہ و حارث بن اوس و ابوعبس بن جبیر مع ابونائلہ کے
کعب کی گھر کو گئے چنانچہ اوسکے دروازے پر پہونچکے اوسکو پکارا اوسوقت کعب اپنی نئی جورو کی پاس بیٹھا تھا جب ابونائلہ
کی آواز سنی تو کعب نے باہر جانا چاہا ہر چند اوسکی جورو مانع ہوئی کہ اس آواز سے خون ٹپکتا ہے تو نہ جا مگر وہ باز نہ آیا اور چھت
سے باہر نکلا تو محمد بن مسلمہ وغیرہ نے اوسکو قتل کیا اس گبراہٹ مین حارث بن اوس کے زخم بھی لگا جب یہہ لوگ حضرت
کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت نے اونکے لئے دعا کی اور حارث کی زخم پر آب دہن مبارک لگا دیا وہ فورا اچھا ہوگیا
چونکہ قبیلہ اوس نے اس کعب کو قتل کیا تھا تو قبیلہ خزرج نے چاہا کہ ہم بھی کوئی ایسا کار نمایان کرین تاکہ موجب مساوات
طرفین کا ہو پس آپس کی صلاح سے اسپر متفق ہوئے کہ ابورافع سلام بن ابی حقیق کو قتل کیا چاہیے کیونکہ وہ بھی اعانت مشرکین و

اذیت مسلمین مین مصروف رہتا ہی اور نواحی خیبر مین ایک قلعہ تہا وہ اوسمین سکونت پذیر تہا پس عبد اللہ بن انیس و عبد اللہ بن
عتبہ و ابو قتادہ حضرت سی اجازت لیکی متوجہ خیبر ہوی حضرت نی عبد اللہ بن عتیک کو اونپر امیر کیا یہہ بوقت مغرب قریب حصار
کی پہونچی اور مواشی چراگاہ سی پہرکی داخل حصار ہوتی تہی عبد اللہ بن عتیک اپنی رفقا کو باہر چہوڑ کر خود داخل حصار ہوا اور
کسی کونی مین جاکی چہپ رہا دربان نی دروازہ فورا بند کر دیا اور کنجیان وہین رکہین جب لوگ سو گئی تو عبد اللہ نی تالا کہولا
کی رستی غرفہ ابو رافع تک پہونچا چونکہ تاریکی تہی معلوم ہوا کہ ابو رافع کہان سوتا ہی اوسکو ندا کی جب اوسنی جواب دیا
آواز پر تلوار ماری اور غرفہ سی باہر نکل کی ایک لحظہ صبر کیا پہر آواز بدل کی کہا کہ یہہ کیا غل تہا ابو رافع نی کہا کہ کسی نی
مجہپر تلوار ماری تہی یہہ سنکی اوسکی آواز پر گیا اور تلوار ابو رافع کی شکم پر رکہکی ایسی زور سی دبائی کہ اوسکی پشت سی پار ہوی
بعد اوسکی بسرعت تمام زینہ سی کود اوسکی مین پاون پر چوٹ لگی اپنی دستار سی پاون باندہا اور اپنی رفقا سی آملا
جب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوی تو حضرت نی دست مبارک اوسکی ساق پر ملا فورا شفا ہوی اور اونکی حق مین حضرت نی
دعا کی اور اسی سال مین عمیر بن وہب الجمحی باغوای صفوان بن امیہ بن خلف بنیت قتل جناب خیر الانام علیہ وآلہ الاف والتحیہ
والسلام مکہ سی مدینہ مین آیا حضرت بوحی الہی اوسکی فاسد نیت پر مطلع ہوی جب عمیر مذکور سامنی آیا تو حضرت نی از راہ اعجاز فرمایا
کہ تجکو صفوان بن امیہ نی کس مہم کیواسطی بہیجا ہی پس عمیر یہہ سنتی ہی مسلمان ہوا اور اسی سال مین امیہ بن الصلت نی بہی
وفات پائی اوسکا نام عبد اللہ بن ربیعہ تہا اور سرداران کفار سی تہا کتب انبیا اوسنی سب پڑہی تہین اور جانتا تہا کہ ایک
نبی مبعوث ہوگا مگر یہہ وہ جانتا تہا کہ مین خود ہی نبی ہوتا تو خوب ہوتا اسلیے اوسنی پیغمبر خدا سی حسد و بغض کیا اور حضرت کی
تصدیق نہ کی ماہ شعبان سنہ ۳ ہجریہ مین جناب رسولخدا نی حفصہ بنت عمر سی نکاح کیا اور ماہ رمضان مین زینب بنت خزیمہ سی
نکاح کیا اور ۱۵ ماہ رمضان کو اسی سال مین حضرت امام حسن علیہ السلام متولد ہوی **غزوہ احد** علی بن ابراہیم نی
جناب صادق سی روایت کی ہی کہ سبب غزوہ احد کا یہہ تہا کہ جب قریش بدر سی بہاگ کر مکہ مین پہونچی اور جنگ بدر مین ستر آدمی اونکی
مقتول و ستر آدمی اسیر ہوی تہی اور مشرکین کی بڑی ذلت ہوی تہی تو ابو سفیان نی کہا کہ ای معشر قریش اپنی عورتون کو مقتولین
پر رونی نہ دو کہ آنسو آتش اندوہ و حسد کو بجہا دیتی ہین ایسا نہو کہ غصہ کم ہو جائی اور سوا اسکی جب ہماری گہر و نسی شور نوحہ
اوسکا بلند ہوگا اور محمد و اصحاب اوسکی سنی گی تو شماتت کرین گی چنانچہ کوئی عورت اپنی مردون پر نہ روئی اوسکی بابت ایک
سال گذرا تو قریش نی اپنی ہم قسمون سی استمداد کی اور بہت اسلحہ جمع کی اور مع تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ کی مکہ سی باہر نکلی اور
عورتون کو بہی اپنی ساتہہ لیا کہ وہ مصیبت بدر کی یاد دلائین اور ترغیب و تحریص لڑائی پر کرین ابو سفیان نی اپنی جورو ہند بنت عتبہ
کو ساتہہ لیا اور عمرہ بنت علقمہ حارثیہ بہی اونکی ہمراہ تہی بسند صحیح جناب صادق سی کافی مین منقول ہی کہ منجملہ نعمای غیر متناہیہ حالت
یکتا جناب رسولخدا پر ایک یہہ بہی تہی کہ حضرت خط پڑہلیتی تہی چنانچہ جب ابو سفیان متوجہ احد ہوا تو عباس بن عبد المطلب نی حضرت
کی خدمت مین ایک عریضہ مشعر [illegible] ارادہ فاسدہ ابو سفیان ارسال کیا اور وہ عریضہ آنحضرت کی پاس اسوقت پہونچا کہ حضرت خارج از

مدینہ میں مع چند صحابہ کی ایک نخلہ میں تشریف رکھتی تھی جب حضرت نی وہ عریضہ پڑہا تو صحابہ کو مدینہ میں پہونچکی اوسکی مضمون سی خبر دی کہ ا
علی ابن ابراہیم حضرت نی اپنی صحابہ کو جمع کیا اور اونسی کہا کہ خدا تعالی نی مجکو خبر دی ہی کہ قریش نی جمعیت کی ہی اور ارادہ
مدینہ کا رکہتی ہیں پس لوگون کو جہاد پر ترغیب دی اسی عبد اللہ بن ابی منافق اور ایک جماعت نی عرض کی کہ یا رسول اللہ مدینہ سی باہر چلکی اونسی
لڑنا نہ چاہیئی بلکہ کوچہای مدینہ میں اونسی جنگ کریں تا کہ مردان ضعیف و عورتیں و اطفال و لونڈیاں و غلام بہی کوٹھون پر سی پتھر
پہینکیں اور دروازون کو جو تنگ ہیں بند کر لینگے اور ہم سب اونکی دفع پر اتفاق کریں کیونکہ جب ہم قلعہ بند ہوکی مدینہ میں لڑے
ہیں تو ظفر یاب ہوئی ہیں اور جب کبہی ہم مدینہ سی باہر نکل کی لڑے ہیں تو ہمیشہ ہم پر دشمن غالب آیا ہی اوسوقت سعد بن
معاذ اوٹہا اور اوسکی ساتہہ بہی قبیلہ اوس میں سی لوگ تہی اور سبی عرض کی یا رسول اللہ جس زمانی میں ہم مشرک تہی
اور عبادت بتون کی کرتی تہی کسی عرب نی ہمپر دندان طمع دراز نہ کیا اسوقت ہمپر کون غالب ہو سکتا ہی حالانکہ اب ہم مسلمان
ہیں اور آپ ہم میں ہیں البتہ مدینہ سی باہر چلتی ہیں اور مشرکین سی جنگ کرتی ہیں جو ہم میں سی مقتول ہوگا وہ بدرجہ رفیعہ شہادت
فایض ہوگا اور جو زندہ رہیگا وہ ثواب جہاد پائیگا پس جناب رسولخدا نی اوس جماعت کی قول کی سبب اونکی ارادہ
کی اگرچہ حضرت کو بہی منظور تہا جو عبد اللہ بن ابی نی کہا تہا پس مع ایک جماعت صحابہ کی باہر شہر کی تشریف لائی اور مقام
اوہد کی مقرر فرمایا جیسا کہ حق تعالی نی فرمایا ہی وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ یعنی یاد کرو اے محمد اوسوقت کو کہ جب صبح کو باہر آیا تو اپنی اہل سی اور جگہ کرتا تہا تو واسطی مومنین کی
مقام ہر ایک کا جنگ کی لیئی اور خدا سنتا ہی باتیں تمہاری اور جانتا ہی تمہاری نیتون کو اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ
اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ جسوقت کہ قصد کیا دو گروہ نی تم میں سی
کہ بد دلی کریں اور پہر جائیں اور خدا یار و نگاہ رکہنی والا اونکا ہی اور چاہیئی کہ خدا پر توکل کریں مومن اور ایک روایت میں
کہ یہہ آیہ واسطی عبد اللہ بن ابی اور اوسکی دوستان منافقین کی نازل ہوئی ہی اور ایک روایت میں ہی کہ مراد دو گروہ سی بنو سلمہ و بنو حارثہ
ہیں کہ منجملہ انصار تہی اور بعض نی کہا کہ یہہ دو گروہ منجملہ مہاجر و انصار تہی کہ وہ بسبب پہر جانی عبد اللہ بن ابی کی بد دل ہو گئی
تہی مگر پہری نہیں غرض روایت ہی کہ حضرت نی اپنی لشکر کیواسطی جانب عراق مقام معین فرمایا عبد اللہ بن ابی مع اپنی
ہمراہیون کی جدا الگ مقام مقرر کیا بعد اوسکی جب حضرت نی صحابہ کا شمار کیا تو سات سو اصحاب تہا پہلی عبد اللہ بن جبیر کو
مع پچاس نفر تیر اندازکی درہ کوہ کی دروازی پر مقرر فرمایا کہ کوئی کمین سی لشکر اسلام پر حملہ نہ کر سکی اور عبد اللہ بن جبیر کو وصیت
فرمائی کہ اگر تو دیکہی کہ ہم نی کفار کو بہگایا یہان تک کہ وہ داخل مکہ ہوئی تو اپنی جگہہ سی حرکت نہ کرنا اور نیز اگر دیکہی تو
کہ مشرکین ہم پر غالب آئی اور ہم داخل مدینہ ہوئی تو بہی اپنی مقام سی کہیں نہ جانا اور ابوسفیان ملعون نی خالد بن ولید
کو مع دو سو نفر کی کمین پر استادہ کیا اور یہہ کہہ دیا کہ ہم جب اہل اسلام سی لڑنا شروع کریں تو تم کمین سی آکر حملہ کرنا جب
نماز صبح ہوئی حضرت نی تعبیہ صفوف کا حکم دیا اور آپ خطر سی ایستادہ ہوئی کہ حضرت کی پس پشت تہا اور بائین طرف

وہ درکوہ تہا جس مقام پر کہ جبیر کو معین فرمایا تہا اور میمنہ پر عکاشہ اور میسرہ پر ابو سلیمان ابن عبد مخزومی کو معین کیا اور علم
نصرت شیم جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو تفویض کیا اور مشرکین قریش نے اپنی لشکر کی صفین اسطرح آراستہ
کین کہ میمنہ پر خالد و میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل کو مقرر کیا اور عبد اللہ بن طلحہ کو سو تیر اندازونکا سردار کیا اور لوای ضلالت اونکا
طلحہ بن ابی طلحہ کو سپرد کیا غرض جب صفین آراستہ ہوئین تو پہلی ابو عامر مع پچاس نفر رفیق کے میدان کارزار مین آیا اور اہل
اسلام پر تیر باری شروع کی اور چند غلام قریش کی اہل اسلام پر پتہر پہینکتی تہی مجاہدان دین نی ابو عامر کیطرف تیر چلائی
ابو عامر مع اپنی رفقا کی بہاگ گیا اور اوس وقت عورتین مشرکین کی دف بجاتی ہتین اور مقتولین بدر کو یاد کرتی تہین اور تحریص
جنگ کی لوگونکو دیتی تہین جب لشکر اسلام سی تیر چلی تو عورتین بہاگ کر صفوف مشرکین کی پیچہی جا چہپین اوسوقت طلحہ بن ابی طلحہ
حامل لوای مشرکین میدان مین آیا اور کہا کہ ای محمد تمکو گمان ہی کہ تم ہم لوگون کو قتل کر کی طرف جہنم کی بہیجتی ہو اور اہل اسلام
ہماری ہاتہہ سی مر کر بہشت مین جاتی ہین اب جسکو بہشت مین جانا منظور ہو وہ میری سامنی آئی اوسوقت جناب امیر المومنین متوجہ
اوسکی ہوئی اور ایک رجز پڑہا کہ اوسکا مضمون یہہ ہی کہ اگر تمکو اپنی گہوڑون پر فخر ہی تو ہماری پاس تلوارین ہین پس مقابلہ
کرنا کہ معلوم ہو کہ کون غالب ہی تحقیق کہ آیا ہی طرف تیری شیر حملہ کنندہ ساتہہ شمشیر برندہ کی کہ دم جسکا کند نہین ہوتا اور خدا
و رسول خدا ناصر و مددگار ہین اوسکی طلحہ نی کہا کہ تم کون ہو حضرت نی ارشاد کیا کہ مین ہون علی ابن ابیطالب طلحہ نی کہ میں جانتا ہون
ای قضم یعنی دلیرون کو بہگانی والی تمہاری سوا کون تہا جو میری ساتہہ جنگ کی جرات کرتی پس یہہ کہکی طلحہ نابکار
نی ایک تلوار حضرت پر چلائی حضرت نی اوس وار کو سپر پر خالی دیا بعد اوسکی ایک وار تلوار کا اوس شقی کی ایسا لگایا کہ دونون
رانین اوسکی صاف دو ٹکڑی ہو گئین تب علم اوسکی ہاتہہ سی چہٹ گیا اور خود موہنہ کی بل زمین پر گر پڑا اور اسی زخم سی
واصل جہنم ہوا بعد اوسکی اوسکی بہائی ابو سعید بن ابی طلحہ اوس علم کو اوٹہایا اور جناب امیر نی اوسکو قتل کیا بعد اوسکی عثمان
نی جو ان دونونکا بہائی تہا علم اوٹہایا جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب ع نی اوس ملعون کو بہی واصل جہنم کیا پس
مسافع بن ابی طلحہ نی علم کو اوٹہا لیا وہ بہی تیغ جناب علی ابن ابیطالب سی مع علم کی زمین پر گر پڑا اور راہی جہنم ہوا
پہر حارث بن طلحہ نی علم کو اوٹہایا پس تیغ جناب امیر سی وہ ملعون بہی قتل ہوا پہر عزیز بن عثمان نی علم اوٹہایا پس بضرب
جناب امیر وہ شقی بہی خاک ذلت پر گرا پس عبد اللہ بن جمیلہ نی علم عناد مشرکین بلند کیا اور بضرب جناب امیر وہ شقی
ازلی متوجہ سفل السافلین ہوا بعد اوسکی ایک اور شخص نے انہین بنی عبد الدار مین سی علم اوٹہایا وہ بہی جناب امیر کے
دست حق پرست سی قتل ہوا بعد اوسکی ارطاۃ بن شرحبیل نی علم کو اوٹہایا آخر کار بضرب ذوالفقار داخل نار ہوا پس
صواب غلام بنی عبد الدار نی علم اوٹہایا جناب امیر نی اوسکی دہنی ہاتہہ کو تلوار سی کاٹ ڈالا پس اوسنی علم بائین ہاتہہ
مین لیا حضرت نی وہ ہاتہہ بہی کاٹا اوسنی کٹی ہاتو سی علم کو تہام لیا تب صواب نی کہا کہ ای بنی عبد الدار جو کچہ
شرط وفاداری تہی وہ مین نی ادا کی پہر جناب امیر نی اوس ملعون کی سر پر ایک ضرب ذوالفقار لگائی کہ وہ واصل جہنم

ہوا جب علم گر گیا تو مشرکین بھاگی اور بعض اصحاب متوجہ غنایم ہوئی جب ہمراہیان عبداللہ بن جبیر نی دیکھا تو بطمع دنیاوی
باوجود منع کرنی عبداللہ بن جبیر کی جمع غنایم مین مصروف ہوگئے اور عبداللہ بن جبیر کی ہمراہ کل بارہ آدمی رہگئی اس عرصہ مین عکرمہ
دختر علقمہ نی علم مشرکین کو بلند کیا اور خالد بن ولید متوجہ درہ کا ہوا بقیہ اصحاب عبداللہ بن جبیر کو قتل کیا اور درہ
سی آکر اہل اسلام پر حملہ آور ہوا اور اوسطرف جب مشرکین قریش نی بھاگتی مین دیکھا کہ علم برپا ہی پر اوس علم کی گرد جمع
ہوی اور دوسری طرف سی اہل اسلام کو گھیر لیا اور ہر دو طرف سی اہل اسلام پر حملہ کیا تو مسلمان ہر طرف بھاگی اور پہاڑون پر چڑہ گئے
اور جناب رسولخدا کو تنہا چھوڑا جب رسولخدا نی اون لوگونکا بھاگنا ملاحظہ فرمایا تو باواز بلند ارشاد کیا کہ ای معشر مسلمین کہان بھاگی جاتی
ہو خدا و رسولخدا کو چھوڑ کی تحقیق کہ مین ہون رسولخدا کا آو میری طرف جناب صادق نی فرمایا ہی کہ اوس معرکہ مین جناب رسولخدا
کی ہمراہ کوی حاضر نہین رہا تہا مگر جناب علی ابن ابیطالب و ابودجانہ کہ نام اوسکا سماک بن خرشہ تہا اور جو گروہ مشرکین جناب رسولخدا پر حملہ
کرتا تہا تو جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب اوسکا استقبال کرتی اور بہت سی لوگونکو اونمین سی قتل کرتی تہی تا آنکہ مشرکین بھاگ
جاتی تہی حتی کہ انہین حملونمین شمشیر جناب امیر کی ٹوٹ گئی اور منجملہ زنان نسیبہ بنت کعب المازنیہ حضرت کی خدمت مین
رہگئی تہی حضرت اس نسیبہ کو وسطی مداوی مجروحین کی لاتی تہی اور اس نسیبہ کا بیٹا احد مین ساتہہ تہا جب اوسنی بھاگنی کا
قصد کیا تو نسیبہ نی کہا کہ ای فرزند خدا اور رسولخدا سی بہاگ کر کہان جاتا ہی غرض اوسکو پہیر کر لاتی اور وہ مصروف جہاد ہوا یہان تک
کہ اوسکو ایک مشرک نی شہید کیا پس نسیبہ اوٹہی اور بیٹی کی تلوار سی اوس قاتل کو قتل کیا پس جناب رسولخدا نی اوسکو تحسین
و آفرین کی اور فرمایا کہ تجکو خدا برکت و جزای خیر دی پس نسیبہ حضرت کیواسطی سینہ سپر ہو کی حمایت کرتی رہی حتی کہ وارد ہوا کہ نسیبہ
نی بہت سی زخم اوٹہائی اور ابن قمیہ ملعون نی اوسوقت حضرت پر حملہ کیا تو وہ اوس حال مین کہتا تہا کہ مین محمد کو اگر پاون
مجہی نجات نہ ہو اگر مین اوسکو نجات دون پس حضرت پر ایک تلوار لگائی اور خود بہی پکارا کہ قسم ہی لات و عزی کی کہ محمد
کو قتل کیا مین نی اسوقت جناب رسولخدا نی ایک مرد کو مہاجرین مین سی دیکہا کہ وہ بہاگتا تہا اور سپر اپنی پشت پر لگائی ہوی
تہا حضرت نی فرمایا کہ ای صاحب سپر سپر کو پہینک دی اور خود راہی جہنم ہو اوسنی سپر اپنی ڈالدی اور خود بہاگ گیا پس
آنحضرت نی نسیبہ سی فرمایا کہ سپر کو اوٹہالی اوسنی اوٹہالی اور مشرکین سی جہاد کرتی تہی پس حضرت نی فرمایا کہ مقام نسیبہ
کا آج کی دن بہتر ہی اون لوگونسی جو بہاگ گئی ہین یا جو نصرت نہین کرسکی غرض جناب امیر آنحضرت کی خدمت مین آئی اور
عرض کی کہ یا رسول میری شمشیر ٹوٹ گئی آنحضرت نی ذوالفقار عنایت فرمائی کہ اس سی جنگ کرو جناب امیر نی تلوار لیکر
جنگ شروع کیا اور جو شخص اشرار و کفار مین سی قصد قتل جناب نبی مختار کرتا تہا تو اوسکو جناب حیدر کرار بشرار ذوالفقار آتشبار
مار واصل نار کرتی تہی پس جناب رسولخدا قریب کوہ احد تشریف لائی اور پشت بکوہ متوقف ہوئی کہ جنگ ایک طرف سی رہی
کیونکہ سوا جناب امیر کی کوی لڑنی والا نہ تہا اور جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب پیغمبر خدا کی سینہ سپر کی ہوی استادہ تہی
اور دم بدم دفع شر مشرکین مین مصروف تہی تا اینکہ جناب امیر سر و شکم و سینہ و رو و دست و پاون پر نوی زخم آئی تہی اور

جناب امیر اوس دن اسقدر لڑی کہ مشرکین باوجود کثرت کی کئی مرتبہ بھاگ گئی اور مسلمانون نی کہ آسمان سی آواز آئی ہی کہ لا فتی الا
علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین ہی کوئی تلوار مگر ذوالفقار اور نہین ہی کوئی جوان بغیر علی ابن ابیطالب کی پس
جبرئیل نازل ہوی اور کہا کہ یا رسول اللہ قسم خدا کی یہ اخوت و نصرت وہی ہی جو کہ علی سی آپکی واسطی ظہور مین آیا فرمایا جناب رسولخدا
نی کہ کیونکر علی میری نصرت نکری حالانکہ مین اوس سی ہون اور وہ مجھسی ہی جبرئیل نی کہا کہ مین تم دونو سی ہون اور
اوس دن ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان میدان مین استادہ تھی اور جو کوئی بھاگتا تھا اوسکو ایک سرمہ دانی اور سلائی کہ علامت
عورتون کی ہی دیتی تھی اور کہتی تھی کہ پھر کبھی قصد میدان کا نکرنا اور ہرگز دعوای مردی نکیجیو اور حضرت حمزہ نی کہ اوس جنگ
مین بہت سی مشرکین کو قتل کیا جسطرف سی کہ حملہ کرتی تھی تو مشرکین بھاگ جاتی تھی اور کوئی سامنی آگی نہین ٹہر سکتا تھا
جب حملہای شیرانہ حضرت حمزہ کی ہند نی دیکھی تو وحشی سی کہ وہ غلام حبشی جبیر بن مطعم کا تھا عہد کیا کہ تو اگر محمد و یا علی
یا حمزہ ان تینون مین سی کسی کو جو تو قتل کری تو مین تجھکو آزاد کرونگی اور مال و زر اسقدر تجھکو دونگی کہ راضی ہو جائیگا اور سوا اسکی
جو تو طلب کریگا اوس سی دریغ نکرونگی ہر طرح سی مین حاضر ہون وحشی نی کہا کہ مین قتل محمد پر تو قادر نہین اور علی ایسا شخص ہی کہ
جنگ مین ہر طرف ملتفت رہتا ہی اور بہت بچا کی لڑتا ہی اوسکی قتل کی بھی طمع نکر سکتا ہون مگر حمزہ کی قتل کو جاتا ہون
پس کمین حمزہ مین بیٹھا اتفاق سی حضرت حمزہ حملہ کنان اسی جگہ پر پہونچی کہ بسبب سیلاب کی وہان ایک غار تھی ناگاہ گھوڑا
حضرت حمزہ کا اوس غار مین جا پڑا اور حضرت حمزہ زین سی جدا ہوکر زمین پر گری پس وحشی نی ایک نیزہ حمزہ کی مارا تو وہ نیزہ
شانہ سی باہر نکل آیا اور ایک روایت مین ہی سینہ پر لگا تھا بعد اوسکی حضرت حمزہ کی قریب گیا اور اونکو شہید کیا اور جسم
مبارک کو چاک کیا اور جگر عم خیر البشر کو ہند ملعونہ کی پاس لی گیا اوس ملعونہ نی پارہ جگر اپنی دہان نجس مین ڈالا اور کہانی کا
قصد کیا خداوند عالم نی نچاہا کہ وہ عضو شریف اوس ملعونہ کا جز و بدن ہو جائی اسواسطی اوس جگر کو مانند استخوان کی سخت
کر دیا وہ کہا نسکی پس زمین پر گرا دیا تب حقتعالی نی ایک فرشتہ موکل فرمایا کہ یہہ جگر حضرت حمزہ تک پہونچا دی پس ہند ملعونہ
قریب نعش حمزہ آئی اور بعض اعضا انکی جسم شریف سی کاٹ کی اپنی گردن کثیف مین ڈالی واسطی شماتت اہل اسلام کی اوسوقت
مشرکین نی پہاڑ پر چڑہ گئی ابوسفیان نی فریاد کی کہ بلند ہو ای ہبل تب جناب رسولخدا نی جناب امیر سی فرمایا کہ یا علی
تم کہو کہ اللہ اعلی و اجل یعنی خدا بلندتر و جلیل تر ہی ابوسفیان نی کہا کہ ہمکو ہبل نی اجازت دی تھی جو ہم تمسی آکر
لڑی اور اوسکی برکت سی ظفریاب ہوی جناب امیر نی فرمایا کہ ہمکو خدا تعالی نی جنگ کی رخصت دی ہی اور لڑائی کا حکم دیا
ہی بتحقیق کہ خداوند عالم ہماری نصرت کریگا ابوسفیان نی کہا کہ یا علی تمکو لات و عزی کی قسم سچ کہو کہ آیا محمد قتل ہوا
حضرت امیر نی فرمایا کہ ای ابوسفیان لعنت خدا کی تجھپر اور لعنت خدا لات و عزی پر قسم پروردگار عالم کی کہ ہماری نبی
محمد زندہ و سلامت ہین اور تیری باتین سنتی ہین ابوسفیان نی کہا کہ ہان تم سچ کہتی ہو خدا لعنت کری ابن قمیہ پر کہ وہ دعوی
کرتا تھا کہ مین نی محمد کو قتل کیا ہی اور ابھی تک عمرو بن ثابت مسلمان نہوا تھا جب اوسنی یہہ سنا کہ حضرت رسولخدا کفار

مشغول جنگ شمشیر و سپر لیکی متوجہ جہاد ہوا اور کلمہ پڑہا مسلمان ہوا اور کفار مشرکین سی جہاد کرنی لگا تا آنکہ مرتبہ شہادت فایز
ہوا ایک شخص انصار مین سی گذرا اور اوسکو کشتون مین دیکہا تو کہا ای عمرو آیا دین اول پر ہی اوسنی کہا کہ نہین واللہ
مین گواہی دیتا ہون کہ خداوند جہان واحد و یگانہ ہی اور محمد رسولخدا پیغمبر و ہادی خلایق ہین بعد اوسکی طایر روح عمرو
بن ثابت نی روضہ رضوان کو پرواز کیا پس ایک شخص نی صحابہ مین سی عرض کی کہ یا رسول اللہ عمرو بن ثابت
مسلمان ہوا اور مارا گیا آیا وہ شہید ہی حضرت نی فرمایا کہ واللہ شہید ہوا اور وہ ایسا شخص ہی کہ داخل بہشت ہوتا ہی
حالانکہ ایک رکعت نماز کی بہی نہین پڑہی و حنظلہ بن ابی عامر راہب خزرجی نی اوسی شب کو عبداللہ بن ابی سلول کی بیٹی سی عقد
کیا تہا اور حضرت سی اجازت لیکی اوس شب مدینہ مین واسطی نکاح کرنی کی رہا تہا پس وہ شب مدینہ مین اپنی زوجہ کی پاس
رہا اور اونکی اجازت کی واسطی یہہ آیت نازل ہوئی انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علی
امر جامع لم یذہبوا حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولئک الذین یؤمنون باللہ و رسولہ
فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت منہم واستغفر لہم اللہ ان اللہ غفور رحیم
یعنی نہین مومنین مگر وہ کہ ایمان لائی ہین ساتہہ خدا کی اور اوسکی رسول کی اور جب ہوین ساتہہ رسولخدا کی اوپر ایک کام کی
جمع ہونی والی یعنی وہ مہم کہ بسبب شرع چاہی اونکو جمع ہونا واسطی اوس کام کی نہین جاتی ہین پاس سی جناب رسولخدا کی اوس
وقت تک کہ اجازت نہین لیتی ہین اونہین سی یعنی خود بخود نہین بہاگ جاتی یا خود ہی متفرق نہین ہوتی اور تحقیق جو لوگ
کہ رخصت طلب کرتی ہین تجہسی ای محمد وہ لوگ ہین کہ ایمان کامل لائی ہین اوپر خدا کی اور رسول اوسکی کی پس جب طلب
رخصت کرین تجہسی یہہ مومنین خالص الاعتقاد واسطی اصلاح اپنی بعض کامونکی پس رخصت دی اونہین سی جسکو چاہی اور
طلب آمرزش کر واسطی اونکی حق سبحانہ و تعالی سی بتحقیق کہ خداوند عالمیان بخشندہ و مہربان ہی پس جناب رسولخدا نی
اجازت دی اوسنی اپنی عورت سی نزدیکی کی جب صبح ہوئی تو اوسی یاد آیا کہ حضرت رسول مقبول تو مشغول جہاد
با کافران ظلوم و جہول ہین اور مین یون عیش مین مصروف ہون پس با جنابت تلوار اپنی اوٹہائی اور قصد احد کا کیا جب گہر
دروازہ سی باہر نکلنی لگا اوسکی زوجہ نی چار انصاریون کو بلوایا اور کہا کہ گواہ رہنا کہ حنظلہ نی مجہسی مقاربت کی ہی پس
اونہون نی حنظلہ سی پوچہا حنظلہ نی اقرار کیا پس اونہون نی اوس عورت سی دریافت کیا کہ تو نی ایسا کیون کہا اوس عورت
نی کہا کہ رات کو مین نی خواب دیکہا کہ گویا آسمان شگافتہ ہوا اور حنظلہ آسمان مین داخل ہوا پہر آسمان مل گیا مجکو اس خواب سی
معلوم ہوتا ہی کہ حنظلہ شہید ہوگا پس مین گواہ لیا تمکو کہ اگر فرزند متولد ہو تو سب جان لین کہ حنظلہ کا بیٹا ہی پس جب حنظلہ
میدان قتال مین پہونچا اوسنی ابوسفیان کو دیکہا کہ ایک گہوڑی پر سوار ہی اور میدان مین دوڑاتا ہوا پہرتا ہی
پس حنظلہ نی تلوار کہینچی اور حملہ کیا ابوسفیان پر اور اوسکی گہوڑی کو پی کیا ابوسفیان گہوڑی سی گر پڑا اور فریاد کی
کہ ای گروہ قریش مین ابوسفیان ہون حنظلہ چاہتا ہی کہ مجکو قتل کری اس عرصہ مین ابوسفیان بہاگا اور حنظلہ نی

تعاقب کیا اوسوقت ایک شخص نی مشرکین مین سی حنظلہ کی نیزہ مارا حنظلہ نی بہی اوسکی ایک ضرب لگائی دونو مارا گیا اور
حنظلہ درمیان حمزہ وعمرو بن الجموع وعبد اللہ بن حرام وغیرہ انصار کی زمین پر گرا اور شہید ہوا جناب رسولخدا نی فرمایا کہ دیکہا
مین نی ملائکہ کو آیا ان کو کاسہای طلا مین ڈالتی ہین اور حنظلہ کو او سی غسل دیتی ہین پس اس سبب سی اوسکو غسیل الملائکہ
کہتی تہی اور روایت ہی کہ مغیرہ بن عاص بائین ہاتہ سی ایسا پتہر پہینکتا تہا کہ نشانہ سی خطا نہین جاتا تہا پس اوسنی اثنای
راہ مین تین پتہر اوٹہائی تہی اور کہتا تہا کہ مین انسی محمد کو قتل کرونگا جب جنگگاہ مین پہونچا تو حضرت کیطرف ایک پتہر
چلایا حضرت کی دست مبارک پر لگا اور شمشیر ہاتہ سی گر گئی تو مغیرہ نی فریاد کی کہ قسم ہی لات وعزی کی مین نی محمد کو قتل
کیا پہر اوس شقی نی ایک اور پتہر مارا کہ حضرت کی پیشانی نورانی پر لگا حضرت نی اوسپر لعنت کی اور کہا کہ یا الہی اسکو حیران کر
جب مشرکین پہر گئی تو ملعون معرکہ مین حیران پہرتا تہا اور ہر چند کوشش کرتا تہا مگر بہاگ نہین سکتا تہا عمار بن یاسر نی اسکو
اس حال مین پایا اور قتل کیا غرض عبد اللہ بن شہاب وعتبہ بن ابی وقاص مصیبت مین گرفتار ہو کی راہی جہنم ہوی پس
صحابہ مضطر ہو کر پہر آئی اور حقتعالی نی یہ آیات نازل فرمائین أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ
جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ یعنی آیا گمان کرتی ہو تم کہ داخل بہشت ہو جاوگی تم بغیر اسکی کہ خدا تعالی تمہارا
امتحان کری تاکہ معلوم ہو جاوی کہ کون جہاد کرتا ہی تم مین سی اور کون صبر کرتا ہی او جنگ کی اور نہین بہاگتا ہی اور مراد اس سی
واقع ہونا فعل صبر وجہاد کا یا اظہار کا ہی ورنہ الا حقسبحانہ وتعالی پہلی سی عالم تہا کہ کون جہاد کریگا اور کون بہاگ کر جائیگا
اور حقسبحانہ وتعالی لوگونکی افعال پر ثواب وعقاب دیتا ہی نہ اپنی علم پر اگرچہ واقع مین دونو مطابق ہون وَلَقَدْ
كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ اور تحقیق تہی تم کہ تمنا کرتی
تہی موت کی قبل اسکی موت کو یعنی اوسکی اسباب کو یعنی جنگ کو دیکہو پس تحقیق کہ دیکہا تمنی وہ جو طلب کرتی تہی اور
اور نظر کرتی تہی طرف پیغمبر وصحابہ کی کہ قتل کئی جاتی تہی اور بعض بہاگتی تہی علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی
کہ جب جناب رسولخدا نی اخبار شہدای بدر کی جو کہ حقسبحانہ وتعالی نی اونہین کرامت فرمائی صحابہ کی سامنی بیان
کی تو صحابہ نی آرزوی شہادت کی کی اور کہا کہ خداوندا دکہلا ہمکو ایک جنگ کہ مرتبہ شہادت ہمکو اوسمین نصیب ہو
پس خدا تعالی نی روز احد اونکو دکہلایا پس بہاگی مگر تہوڑی کہ بتوفیق خدا ثابت قدم رہی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ
شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ یعنی نہین ہی محمد مگر ایک رسول میری طرف سی کہ گذری ہین پہلی اوس سی
رسولان برحق آیا اگر مرجای یا شہید ہو جای محمد پہر جاوگی تم ایڑیونکی طرف یعنی مرتد ہو جاوگی اور دین سی پہر جاوگی اور جنگ
سی بہاگوگی اور جو کوئی دین سی پہر جائی یا بہاگی جہاد سی پس وہ ضرر نہین پہونچا سکتا ہی خدا کو کسیطرح کا اور قریب
ہی کہ خدا تعالی جزا دیویگا شکر کرنیوالونکو روایت مین وارد ہوا ہی کہ جو کہ بہاگتی تہی وہ اپنی عذر کی واسطی کہتی تہی کہ محمد

شہید ہوئی اسواسطہ بہت لوگ بہاگ گئی اور جب بہی تو حضرت سی عنہ خواہ ہوئی اور سب اپنی بہاگنی کا بیان کیا پس آیت
نازل ہوئی وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منہا ومن
یرد ثواب الاخرۃ نؤتہ منہا وسنجزی الشاکرین یعنی نہین واسطی کسی نفس کی کہ مرجاوی مگر ساتہہ اذن و فرمان
خدا کی کہ لکہا گیا ہی لکہا جانا کہ اجل مقرر رکہتا ہی جو کوئی چاہی ثواب دنیا کا اوسی دیتی ہین ہم دنیا اور
جو کوئی چاہی ثواب آخرت کا دیتی ہین اوسکی تئین اوسی اور قریب ہی کہ جزا دینگی ہم شکر کرنیوالونکو وکاین من
نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وہنوا لما اصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا
واللہ یحب الصابرین اور بہت نبی کہ لڑائی کی اونسی اور ساتہہ اوسکی تہی بہت سی سپاہ علما اور پرہیزگار
پس سستی نکی اونہون نی بسبب اوسکی کہ اونکو پہونچی مختیتن راہ خدا مین اور ضعیف نہوی سپاری حرب سی اور
فروتنی نکی دشمنونسی اور عاجزی نکی اور خدا دوست رکہتا ہی صبر کرنی والونکو وما کان قولہم الا ان قالوا
ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین اور نہین
باتین اونکی مگر یہہ کہ کہتی تہی ای پروردگار ہماری بخشدی گناہ ہماری اور بخشدی ہمکو اسراف یعنی حد سی گذرنا ہمارا
اپنی کام مین اور ثابت رکہہ قدم ہماری اور نصرت دی ہمکو اوپر گروہ کافرونکی فاتیہم اللہ ثواب الدنیا و
حسن ثواب الاخرۃ واللہ یحب المحسنین پس عطا کی خدا نی اونکو ثواب دنیا و نیکوئی ثواب آخرت کے
اور خدا دوست رکہتا ہی نیکوکارونکو یا ایہا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم
فتنقلبوا خاسرین یعنی ای گروہ مومنین اگر تم اطاعت کفار کروگی پس پہیرینگی تمکو ایمان سی طرف کفر کے
پس ہوجاؤگی زیانکارونمین سی اور بروایت علی ابن ابراہیم علیہ الرحمہ مراد کفار سی اس آیہ شریفہ مین عبد اللہ بن ابی
ہی کہ وہ شخص حضرت رسالت پناہ کی ہمراہ شہر سی نکلا اور احد کو متوجہ ہوا لیکن اثنای راہ مین مع اصحاب کی عہد کیا اور لوگونکو ڈراتا تہا
بل اللہ مولیکم وہو خیر الناصرین بلکہ خداوند جہان مددکار و ناصر ہی تمہاری اور وہ بہترین مددکارون کا ہی
سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ومأواہم النار و
بئس مثوی الظالمین جلدی ڈالدیتی ہین ہم دلہای کفار مین ترس و خوف اسواسطی کہ شریک ٹہراتی ہین ساتہہ خدا کے
چیز کو جو نہین بہیجی ہی خدا نی ساتہہ اوسکی حجت و دلیل اور جاگہہ اون کفار کی آتش جہنم ہی اور
بری جگہہ ہی ظالمون کی لئی جہنم ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونہم باذنہ حتی اذا فشلتم
وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اریکم ما تحبون بروایت علی ابن ابراہیم علیہ الرحمہ تحقیق سچا کیا
خدا تعالی نی واسطی تمہاری وعدہ کو ساتہہ نصرت دینی کی اور مشرکین کی جبکہ قتل کرتی تہی مشرکین ساتہہ اجازت او
ہدایت خدا تعالی کی تا آنکہ ڈر گئی اور بد دل ہوئی اور منازعت کی تمنی جنگ کرنی مین اور نافرمانی کی حکم پیغمبر کی بعد

دیتی ہین دنیا کو بعد اوسکی دکہلایا تمکو خدا تعالی نی جو کچہہ کہ تم چاہتی تہی نصرت و غنیمت سی منکم من یرید الدنیا و
منکم من یرید الآخرة ثم صرفکم عنہم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین
تم مین سی بعض ارادہ دنیا کا کیا یعنی عبد اللہ بن جبیر کو چھوڑ کی درپی غنیمت کی ہوی اور بعض نی ارادہ آخرت کا یعنی
ابن جبیر اور اوسکی ہمراہیون نی کہ شہید ہوی پس خدا نی تمہاری نصرت کی تاکہ بہاگ گئی تم اور نصرت نہوی تمہاری کہ امتحان
تمہارا لیا جائی اور تحقیق عفو کیا خدا تعالی نی تمکو اور وہ صاحب فضل و احسان ہی اوپر مومنین کی اذ تصعدون ولا
تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخریکم فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم
ولا ما اصابکم واللہ خبیر بما تعملون جسوقت کہ پہاڑ پر بہاگتی تہی تم اور نہین توقف کرتی تہی اور ملتفت نہ
تہی طرف کسی کی حالانکہ رسولخدا تمکو طلب کرتی تہی تمہاری عقب سی پس اوسکی عوض مین خدا تعالی نی پہونچایا تمکو
غم بعد دوسری غم کی تاکہ اندوہگین نہو اوپر اوس چیز کی جو تمسی فوت ہوی یعنی فتح و غنیمت سی اور نہ وہ چیز جو پہونچی تمکو یعنی
قتل و جراحت و ہزیمت سی اور خدا دانا ہی اوس چیز کا جو کرتی ہو تم جناب امام محمد باقر سی منقول ہی کہ غم اول بہاگنا
اور قتل ہونا اور غم دوم حملہ خالد ابن ولید اور جو کچہہ فوت ہوا اونسی وہ غنیمت تہی اور جو کچہہ مصیبت پہونچی انکو
قتل ہونا اونکی اقربا کا ہی ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشی طائفة منکم وطائفة قد
اہمتہم انفسہم پس بہیجا خدا تعالی نی بعد غم و اندوہ کی امن و آرام کہ وہ باعث سونی کا ہوا اور سو گیا ایک گروہ
تم مین سی اور دوسری گروہ کو غم مین ڈالا تہا اونکی جانون نی علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ جب اصحاب بعد فرار مجروح
واپس آئی تب جو چاہتی تہی جناب رسولخدا سی وہ حق تعالی نی چاہا کہ معلوم کرای رسولخدا کو کہ دشمنکو کون ہی اور دوست کو
کون ہی پس اوسوقت نیند اونپر غالب ہوی قریب تہا کہ زمین پر گرین اور جن منافقین نی تکذیب آنحضرت کی کی تہی وہ
ایسی بی اختیار ہوی کہ جو کچہہ دلمین تہا خود ظاہر کرتی تہی پس طائفہ اول جو خدا نی فرمایا مقصود اوس سی مومنین ہین اور طائفہ
دویم منافقین اور اونکی حال مین ارشاد کیا یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاہلیة یقولون ہل لنا من الامر
من شیء قل ان الامر کلہ للہ یخفون فی انفسہم ما لا یبدون لک یعنی گمان کرتی ہین ساتہہ خدا کی گمان
ناحق مانند گمان اہل جاہلیت کی جو کہتی تہی کہ پیغمبر خدا کو نصرت نہو گی منافقین بطور انکار کی کہتی ہین کہ آیا ہی
ہمکو ظفر و نصرت سی بہرہ کہہ ای محمد سب اختیار جناب باری کو ہی مخفی کرتی ہین اپنی دلو مین وہ چیز جو نہین ظاہر
کرتی اوپر تیری یقولون لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ہہنا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین
کتب علیہم القتل الی مضاجعہم کہتی ہین منافقین اپنی گہرو مین کہ اگر ہمکو اختیار ہوتا تو ہم ہرگز
یہان نہ آتی اور مارے جاتی کہہ ای محمد کہ ای گروہ منافقین اگر تم اپنی گہرو مین بہی رہتی تو ہرآینہ جہاد کو جاتے
وہ لوگ جو ازل مین لکہا گیا تہا اونکی واسطہ قتل اپنی مقتل کو جناب صادق سی روایت ہی کہ جب جناب رسولخدا کو

احد تنہا چھوڑ دیا اور خود فرار کیا تب حضرت نے اونکی طرف خطاب کیا کہ مین ہون محمد مین ہون رسولخدا مقتول
ہوا ہون مین پس بعض منافقین ملتفت ہوے جانب حضرت کی عین فرار مین کہ آپ ہمکو اب کیا چاہتے ہین جب
سارا لشکر بھاگ گیا سواے جناب امیرؑ اور ابودجانہ انصاری کوئی ساتھ حضرت کے نرہا پس حضرت نے دعا کی ابودجانہ
کی حقمین اور فرمایا کہ اے ابودجانہ تو بھی چلا جا کہ مینے اپنا حق بیعت کا اوٹھا لیا مگر علی ابن ابیطالب جیسے ہے اسی طرح مین
سے ہون پس ابودجانہ رو کے آسمان کیطرف سر بلند کیا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی مین اپنے تئین ہرگز اپنے
بیعت سے جدا نہین کرتا یا رسول اللہ ایسے وقت مین کہان جاؤن آیا جاؤن طرف ... وجہ کی کہ مرجاؤن یا طرف ولاد
کی کہ انکو بھی فنا ہے یا اپنے گھر کو کہ ایک دن خراب ہوگا یا مال کی واسطے انکو چھوڑون کہ وہ بھی فانی ہے اور اجل
ہے آدمی سے پس حضرت نے از روے رحم اوسکی حال پر رقت کی اور اذن جہاد دیا پس ایک طرف سے وہ لشکر مشرکین پہ
حملہ کرتا تھا دوسری طرف جناب امیرؑ تا آنکہ ابودجانہ کی بدن پر اتنے زخم آئے کہ ضعیف ہو گیا حضرت نے اسکو اوٹھا کی در
بر حضرت کی لائے اوسنے عرض کی یا رسول اللہ آیا مینے وفا بیعت پر کی حضرت نے دعاے خیر دی ابودجانہ نے دنیا سے
انتقال کیا اور داخل بہشت ہوا اب حضرت امیر اکیلے رہ گئے ہین ویسا ہی مشرکین پر حملہ کرتے تھے اور ہر حملہ مین انکو پس
پا کرتے تھے حضرت ... طرح حملہ کرتے تھے تا اینکہ تلوار ٹوٹ گئی تب حضرت سے عرض کیا حضرت نے ذوالفقار عنایت فرمائی رسولخدا نے
جناب امیرؑ کا کثرت سے حرب پیکار سے ملاحظہ فرما کر جناب باریمین عرض کیا کہ اے خداوند مجھسے وعدہ کیا ہے کہ اپنے دین کو
غالب کرے اگر تو چاہے تو یہہ امر مشکل نہین بعد اوسکی جناب امیر نے عرض کی ... فرماتے ہے سنتے او ...
سنا کہ کوئی کہتا ہے اقدم خیزوم اور جسکو مین تلوار مارتا ہون وہ گر کر مرجاتا قبل اسکی کہ میری ضرب اوس تک پہونچی
حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل مع ملایکہ علیہم السلام ہماری نصرت کیواسطے آسمانسے زمین پر آئے ہین
پس حضرت جبرئیل روبرو جناب رسولخدا کی آئے اور عرض کے کہ یا حضرت مواساۃ اور جانثاری یہہ ہے جو علی نے کی حضرت نے
فرمایا علی منی وانا منہ جبرئیل نے کہا انا منکما پس مشرکین تاب انکی حملات کی نہ لائے اور منہزم ہوے جناب رسولخدا نے
فرمایا کہ یا علی شمشیر برہنہ انکی عقب مین جاؤ اگر دیکھو کہ سوار شتران ہوے اور گھوڑون کو یا بند لیا ہے تب جاننا کہ ارادہ مکہ کا ہے
ورنہ ارادہ مدینہ کا ہے پس جناب امیر قریب انکے پہونچے تو دیکھا کہ سوار شتران ہو چکے ہین ابوسفیان نے کہا کہ یا علی اب ہمسے
کیا چاہتے ہو ہم راہی مکہ ہین اب جاؤ اپنے دوست کی پاس جبرئیل نے مشرکین کا تعاقب کیا جب صداے سم اسپان سنتے تھے
تیز چلتے تھے اسطرح حضرت جبرئیل مع ملایکہ تعاقب مین مشرکین کی تھے اسیواسطے ابوسفیان کہے جاتا تھا کہ لشکر محمد کا عقب مین
چلا آتا ہے غرض داخل مکہ ہوے اور اہل مکہ کو اطلاع دی کہ لشکر اسلام کا آیا ہے پس جناب رسولخدا نے علم ہدایت شمیم جواد جناب
امیرؑ کی کیا اور جانب مدینہ مراجعت فرمائی جناب امیرؑ آواز بلند فرماتے تھے کہ اے گروہ ناس خوشخبری ہو تمکو کہ جناب رسولخدا
مظفر و منصور تشریف لاتے ہین تمام عورتین انصار کی اپنے اپنے دروازون پر منتظر قدوم میمنت لزوم حضرت کی استادہ تہین اور

حضرت کی شہادت کا حال سنکی بہت مغموم و مہموم تہین سب لوگ سماعت فتح اسلام خوش خوش آتی تہی اور حضرت دعاے
خیر دیتی تہی شیخ مفید علیہ الرحمہ نی بطریق عامہ ابن عباس سی روایت کی ہی کہ علی ابن ابیطالب کو چار خصلتین ایسی عطا ہوے
ہین کہ کوئی غیر اوسمین شریک نہین اول یہہ ہی کہ سب سی پہلی ایمان لائی دوئم ہر جنگ مین علم لشکر کا حضرت کی پاس ہوتا تہا
سوم سب لوگ بہاگ گئی تہی اور یہہ ثابت قدم رہتی تہی چہارم یہہ ہی کہ آنحضرت کو اپنی ہاتہہ سی قبر مین اتارا ذالک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ بروز احد مشرکین نی دفعۃً حضرت پر حملہ کیا اور بضرب
شمشیر و نیزہ و تیر و سنگ مقاتلہ کرتی تہی تا آنکہ ستر نفر ماری گئی اوسوقت غیر جناب امیر و ابو دجانہ انصاری و سہل بن حنیف
انصاری کی پاس حضرت کی کوئی باقی نرہا سب اصحاب فرار کر گئی صرف یہی لوگ اسوقت مشرکین کو حضرت سی دفعہ
کرتی تہی اسمین حضرت پر غش طاری ہوا جب آنکہہ کہلی تو جناب امیر کو دیکہا اور فرمایا کہ لوگ کیا ہوی حضرت نی
عرض کی کہ سب نی عہد توڑ ڈالا اور بہاگ گئی تب حضرت نی ارشاد کیا کہ شر ان دشمنان خدا کا دفع کرو حضرت امیر نی
حملہ کیا یہانتک کہ بہگا دیا اوس گروہ کو جو قریب آتا تہا پہر یہہ دستور ہوا کہ جسقدر مشرکین جس طرف سی بقصد حضرت آتی تہی
حضرت امیر انکو لڑکر ہٹا دیتی تہی اور ابو دجانہ اور ابن حنیف سرہانی حضرت کی شمشیر بکف استادہ تہی پس صحابہ مفرورین
سی چار نفر کو مشرکین نی قتل کیا باقی پہاڑ پر چڑہ گئی اور ایک شخص نی باآواز بلند مدینہ مین کہا کہ جناب رسولخدا شہید ہوی
اوسوقت لوگ بہت بیدل ہوی تب تو مفرورین بہی حیران رہی زید ابن وہب کہتا ہی کہ مینی ابن مسعود کو کہا کہ ساری صحابہ
سوای علی ابن ابیطالب و ابو دجانہ و سہیل ابن حنیف کی فرار ہوئی ابن مسعود نی کہا کہ اول یہہ بہی بہاگ گئی تہی بعد اسکی
ابو دجانہ اور سہیل ابن حنیف واپس آئی راوی نی کہا کہ حضرت شیخین کہان تہی ابن مسعود نی کہا کہ وہ تو اول
وہلہ مین فرار کر چکی تہی راوی نی کہا کہ قائم رہنا جناب امیر کا اس معرکہ مین تعجب ہی ابن مسعود نی جواب دیا کہ ملایکہ
بہی متعجب تہی شجاعت جناب امیر سی آیا نہین جانتا تو کہ اوسی دن جبرئیل نی ندا کی لا سیف الا ذوالفقار لا فتی
الا علی لوگون نی یہہ آواز سنی تہی اور قائل کو نہی دیکہا بعد الاستفسار جناب رسولخدا نی ارشاد کیا کہ یہہ جبرئیل ہی
جناب امیر سی منقول ہی کہ بروز احد جب لڑائی نی زور پکڑا اور ضعفا نی فرار اختیار کیا اوس حالت مین مین صفہای مقدم مین
مشغول جدال و قتال تہا اوسوقت مجکو حضرت کا بہت خیال ہوا مین تفتیش حال حضرت مین مصروف ہوا ہر چند تلاش
کیا کہین نہ پایا اپنی دلمین خیال کیا کہ جناب رسولخدا کشتگان مین نہین ہین اور فرار ممکن نہین شاید جناب باری عز اسمہ
نی اپنی حبیب کو طرف آسمان کی بلند کیا تب غلاف شمشیر کا توڑ ڈالا اور عہد کیا کہ تا زندہ کی کفار سی محاربہ کرون یہانتک
کہ راہ خدا مین شہید ہون پس مشرکین پر حملہ کیا اور ایک گروہ کو بہگایا پس دیکہا مینی کہ حضرت زمین پر تشریف رکہتی
ہین مین حضرت کی پاس پہونچا تب حضرت نی میری طرف دیکہا اور فرمایا کہ لوگون نی کیا کیا مینی کہا کہ اونہون نی کفران
نعمت کیا کہ آپ کو میدان مین چہوڑ کر بہاگ گئی اس عرصہ مین ایک گروہ مشرکین کا قریب آیا حضرت نی فرمایا کہ یا علی دفع کر

انکو مین معاملہ پیش آیا تھی کہ وہ بھاگ گئی حضرت نی ارشاد کیا کہ ایک فرشتہ کہ نام اوسکا رضوان ہی ندا کرتا ہی
لا سیف الا ذو الفقار لا فتی الا علی اب سبب مسرت کی رو دیا اور شکر الٰہی بجا لایا ۔ جناب مولانا محمد تقی
مجلسی علیہ الرحمہ فرماتی ہین کہ حدیث ندای لا فتی فریقین مین متواتر ہی اور ابن ابو الحدید وغیرہ مشاہیر علما نی کہا ہی کہ
یہہ جملہ احادیث مشہورہ سی ہی اور اسکا انکار نہین کر سکتی ہین جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نی بسند صحیح جناب صادق آل محمد
سی روایت کی ہی کہ بر خورد احد صاحب مشرکین علمدار ان لشکر نہ نفر تھی کہ سب بدست حق پرست جناب امیر و اصل جہنم ہوے
اور بنی مخزوم کو بھی حضرت نی بھگا یا اور نیز حکم بن اخنس کو شجاعان مشہور مین سی تھا بضرب جناب امیر پانو اوسکی
قطع ہوی کہ اوسی لشی ہوی یا بوسی جہنم کو گیا اور بعد فرار بعضی اصحاب کی امیہ ابن ابی حذیفہ زرہ پہن کی میدان کار
زار مین نکلا اور کہتا تھا کہ آج ہمنی بدر کا لیا ہی پس جناب امیر نی بضرب ذو الفقار اوسکو بھی قتل کیا اور پھر کی جناب
رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوی پس عرصہ مین ایک گروہ مشرکین اور آیا پھر حضرت نی اون پر حملہ کیا اور ہشام بن امیہ
مخزومی کو قتل کیا وہ گروہ بھاگ گیا بعد اوسکی دوسرا گروہ پھر آیا پھر حضرت نی اوپر حملہ کیا اسی حملہ مین عمرو ابن عبد اللہ
حجمی مارا گیا اور وہ بھی بھاگ گئی پھر ایک گروہ آیا اوسپر بھی حملہ کیا اور بشیر بن مالک عامری کو قتل کیا کہ ہمراہی اوسکی
بھاگ گئی اور پھر نہ پھری اور بھاگی ہوی سلمان بن اوس آئی اور محمد بن اسحاق نی کہ معتمد مورخین اہل سنت کی ہی بیان کیا
کہ اشخاص مذکورہ بالا کو حضرت امیر نی قتل کیا اور یہہ علمدار مشرکین تھی اور فتح حضرت کی ہاتھ پر واقع ہوی اور
خدا تعالی نی سب صحابہ بعد فرار بخشدیا اور حضرت امیر کی امتحان سی سنی گئی علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ جب
آتش جدال و قتال فرو ہوی اور مشرکین فرار ہوی پس جناب رسول خدا نی فرمایا کہ کوی ایسا ہی کہ اوسکو حال سعد بن ربیع کا
معلوم ہووی ایک شخص نی عرض کیا کہ مین تلاش کرتا ہون حضرت نی ایک جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ وہان تلاش کرو
کہ مینی اوسکو اسطرف دیکھا ہی کہ بارہ نیزہ برداروں نی گھیر رکھا تھا کہتا ہی کہ جب مین وہان پہونچا تو دیکھا کہ وہ
شخص مجروح کشتون مین پڑا ہی مینی کہا کہ ای سعد رسولخدا تیرا حال استفسار فرماتی ہین جب نام حضرت کا اوسنی سنا
تو ماری خوشی سر اوٹھایا اور پوچھا کہ جناب رسولخدا زندہ سلامت ہین مینی کہا کہ واللہ زندہ ہین اور مجھی خبر دی حضرت نی کہ تو
یہان بارہ نیزون مین گھرا ہی اوس سعادتمند نی کہا کہ فرمایا رسولخدا نی کہ مجھی بارہ وار نیزہ کی لگی ہین کہ سب کاری ہین یا
میری قوم کو کہ انصار ہین سلام میرا پہونچانا اور کہدینا کہ اگر ایک شخص بھی تمسی زندہ رہی اور گوارا کری کہ ایک
کانٹا بھی پای مبارک رسولخدا مین لگا تو خدا سبحانہ و تعالی کی حضور مین ہرگز عذر اوسکا پذیرا ہوگا یہہ
کہا اور ایک سانس کھینچی کہ خون بہت سا جاری ہوا کہ سانس کو ضبط کی ہوی تھا رحمت الٰہی و اصل ہوا رضی اللہ عنہ
اور اضاہ راوی کہتا ہی کہ جب مینی یہہ قصہ روبرو رسولخدا کی عرض کیا حضرت نی فرمایا کہ رحم اللہ سعدا کہ زندگی مین
ہماری نصرت کی اور وقت مرگ کی ہماری باب مین وصیت کی پھر فرمایا حضرت نی کہ کون ہی جو ہمکو حمزہ ابن عبد المطلب کی

حال سی خبر دیوی حارث بن خثیمہ کہتا ہی کہ مین اوس جگہہ کو جانتا جب مین وہان پہونچا اور حال حضرت حمزہ کا دیکہا
مینی پنچا اکہ یہہ حال حضرت سی بیان کرون پس حضرت نی فرمایا کہ یا علی اپنی چچا کو ڈہونڈہو تب حضرت امیر نعش حضرت حمزہ
تک آئی اور دیکہا لاکن پہنچا تاکہ حضرت سی اس خبر وحشت اثر کو بیان کرین حتی کہ حضرت خود تشریف لائی اور حمزہ شہید
کو اس حال مین دیکہا اول حضرت روئی اور پہر فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کبہی کسی مقام مین اس سی زیادہ مجہکو غصہ نہین آیا
جب خدا تعالی مجہکو تمکین دیگا قریش پر تو ستر آدمیون کو بعوض حمزہ مثلہ کرونگا پس حضرت روح الامین نازل ہوے
اور یہہ آیہ شریفہ لائی وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ
یعنی اگر عقاب کرو پس اوسیقدر عقاب کرو جسقدر کہ تم پر عقاب ہوا ہی اگر صبر کرو تو البتہ بہتر ہی واسطی صبر کرنیوالوں کے
پس حضرت نی ارشاد کیا کہ صبر کرونگا اور انتقام نہ لونگا بعد اسکی حضرت نی بردیمانی جو پہنی ہوی تہی حضرت حمزہ پر
ڈالی مگر موافق قد حضرت حمزہ کی نہ تہی سر کی طرف دارہی پانو کہلی رہ گئی تہی اذخر سی چہپا دیا اور فرمایا کہ اگر موجب زیادہ
اندوہ زنان بنی عبد المطلب کا نہوتا تو البتہ مین نعش حمزہ کو اسطرح چہوڑتا کہ درندگان صحرا و مرغان ہوا گوشت انکا
کہاتی اور روز قیامت انکی بطون سی محشور ہوتا کیونکہ مصیبت جسقدر زیادہ ہو ثواب اوسی قدر زیادہ ہوتا ہی پس حضرت
نی حکم دیا اور نعشین شہیدون کی جمع ہوئین حضرت نی اون سب پر نماز پڑہی اور دفن کیا اور ستر تکبیرین نماز جنازہ
حضرت حمزہ مین کہین اور عیاشی نی بسند معتبر روایت کی ہی کہ جب جناب رسولخدا نی اپنی چچا دیکہا تو فرمایا
اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكَى وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا أَرَى الی آخر الروایہ اور کلینی اور شیخ طوسی
علیہما الرحمہ نی صادقین علیہما السلام سی روایت کی ہی کہ جناب رسولخدا نی حضرت حمزہ کو جن کپڑون مین شہید ہوی تہی اونہین
مین دفن کیا اور اپنی ردای مبارک اضافہ کی اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ کفن حضرت حمزہ کو اسواسطہ دیا گیا کہ کپڑی
ملبوس حضرت حمزہ کا اتار لیگئی تہی اور علی ابن ابراہیم سی روایت ہی کہ شیطان نی مدینہ مین آواز دی کہ جناب رسولخدا شہید
ہوی اس آواز وحشتناک کو سنکی شہر مین تلاطم ہوا زنان مہاجر و انصار اپنی گہرون سی باہر نکل پڑین اور جناب سیدہ
برہنہ پا گریہ کنان سراسیمہ مضطر احد تک تشریف لیگئین جناب رسولخدا پر یہہ حال دیکہہ کر رقت طاری ہوی اور جب حضرت مدینہ
مین تشریف لائی تو عورتین اپنی اپنی قتلی کا حال پوچہتی تہین زینب بنت جحش حضرت کی پاس آئی حضرت نی فرمایا کہ صبر کرو
واسطہ خوشنودی خدا تعالی کی اوسنی عرض کیا کہ کسکی واسطی صبر کرون حضرت نی کہا اپنی بہائی کیواسطی اوسنی کہا
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پہر حضرت نی فرمایا کہ صبر کرو واسطی خوشنودی خدا تعالی کے اوسنی کہا کہ اب کسکی واسطی حضرت
نی کہا کہ حمزہ ابن عبد المطلب اوسنی کہا کہ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ گوارا ہو اوسکو مرتبہ شہادت کا پہر حضرت
فرمایا کہ صبر کر قربۃً الی اللہ اوسنی کہا اور کسکی لئی صبر کرون فرمایا حضرت نی کہ واسطی اپنی شوہر مصعب بن عمیر کی
کہا کہ واحسرتاہ حضرت نی فرمایا کہ حقیقت مین عورت کی نزدیک جو مرتبہ شوہر کا ہی وہ کسی کا نہین اوسنی عرض کی

کہ یا حضرت میری اوسکی بچون کی یتیم ہونی کا خیال کیا حضرت نی تسلی فرمائی اور بروایت شیخ طبرسی اسیطرح سی ایک عورت تہی
بنی نجار سی کہ اوسکا بہائی اور باپ اور شوہر اسی لڑائی مین شہید ہوی تہی جب آواز شیطان کی سنکی مقتل مین پہونچی
تو کسیکا حال نہین پوچہتی تہی مگر حضرت کا حال دریافت کرتی تہی تا اینکہ حضرت تک پہونچی اور زیارت حضرت سی مشرف ہو کے
اپنی دلکو تسلین دے اور عرض کی کہ جب آپ موجود ہین تو سب مصیبتین سہل و آسان ہین اور مروی ہی کہ جب شیطان نی آواز
دی کہ الا قد قتل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب لوگ متفرق ہوی اور کچہ لوگ بہاگ کی مدینہ مین آئی جو کوئی
اوسنی ملتا تہا تو کہتی تہی کہ خدا اجر دی تمکو دربارہ شہادت تمہاری نبی کی اور اہل مدینہ نہایت مضطرب ہوی جناب
سیدہ کہ چند روز پہلی بستر بیماری پہ افتی تہین نہایت ضعیف اور کم طاقت تہین اوسی حال مین تلاش پدر بزرگوار کی روانہ ہوئین
جب خارج مدینہ کی پہونچین تو ایک عورت بنی ذوبان سی کہ اوسکا شوہر اور بیٹا اور بہائی رکاب سعادت جناب رسولخدا
مین واسطی جنگ کی گئی تہی ملی جب اوسنی حال جناب سیدہ کا دیکہا تو یہ خیال کہ حضرت اس ضعیف مین وہان تک کسطرح
جا سکین گی عرض کیا کہ آپ سایہ دیوار مین بیٹہی مین اپنی عزیزون کی تلاش کو جاتی ہون آپکی واسطی خبر جناب رسولخدا کی لاؤن
گی جناب سیدہ نی فرمایا کہ اگر مژدہ حیات جناب رسولخدا صلعم کا مجہہ تک پہونچاتی تو مین ضامن ہون کہ تیری واسطی جناب رسولخدا
سی سفارش شفاعت کی کرون تو جب حضرت تک پہونچی تو سر اسلام کہا پس جناب سیدہ سایہ دیوار پر متوقف ہوئین اور وہ
زن سعادتمند راہی احد ہوی جب قریب کوہ احد کی پہونچی تو بہت سی کشتی دیکہی از انجملہ لاش اپنی شوہر کی دیکہی لاکن
ملتفت نہوی و بقصد حضرت کی آگی بڑہی علی ہذا القیاس بہائی کی لاش سی بہی گذری آگی کا بیٹا مجروح پڑا تہا ابہی کوئی رمق باقی تہی
جب اوسنی اپنی ماں کو دیکہا تو کہا السلام علیک ای مادر ذرا سا یہان توقف کر کہ میری روح بدن سی مفارقت کرے
اوس زن سعادتمند نی کہا کہ مجہپر بہت گوارا ہی کہ تجکو اس حال سی دیکہون لیکن مجہی جناب سیدہ نی جناب رسولخدا کی
واسطی ایک پیغام دیکی بہیجا ہی مین یہان متوقف نہین ہوسکتی پس تعجیل کی پاس پہونچی جہان جناب رسولخدا تشریف رکہتی
تہی اور لشکر کفار منہزم ہوچکا تہا پس اوسنی پیغام جناب سیدہ کا پہونچایا حضرت نی فرمایا کہ خدا اونہی جزای خیر دی
فاطمہ کو یہان لا اور مژدہ سلامتی وہان پہونچا دی پس وہ عورت آئی او جناب سیدہ کو ساتہہ لیگئی جب حضرت
قریب جناب رسولخدا کی پہونچین تو حضرت کی قدمون پہ گر پڑین غرض حضرت نی چہاتی سی لگالیا اور بہت روئی تب جناب
سیدہ نی جراحتون کو دہویا جو حضرت کی لگی تہین جب حضرت داخل مدینہ ہوی تو آواز زنان نوحہ کنندہ خانہای بنو اشہل
و بنو ظفر سی سنی پس حضرت متاثر ہوی اور فرمایا کہ حمزہ کی گہر سی آواز رونی کی نہین آتی کیونکہ وہ اس شہر مین غریب
تہا سعد بن معاذ و اسید بن حضیر نی سنا تو اونہون نے زنان انصار کو کہا کہ اپنی گہر مین کوئی گریہ نکری بلکہ اول گریہ حضرت حمزہ
پر ہووی پس حضرت نی جب آواز اونکی سنی فرمایا کہ خدا رحمت کری اون پر اور ابتک مدینہ مین دستور ہی کہ ہر مصیبت
ابتدا مین نوحہ جسکا واسطی حضرت حمزہ کی ہوتا ہی مخفی نرہی کہ جنگ احد ماہ شوال سنہ ۳ ہجری مین واقع ہوا بروایت خاصہ قریب

بروز چہارشنبہ ۱۲ کو احد میں آئی اور جناب رسولخدا ۱۴ کو بروز جمعہ وہاں تشریف لیگئی اور ۱۵ روز شنبہ قتال واقع ہوا
اور لشکر کفار موافق مشہور کے تین ۳۰۰۰ ہزار آدمی تہی دو ۲۰۰ سوار اور سات سو زرہ پوش اونمین تہی اور تین ۳۰۰۰ ہزار اونٹ ہمراہ
ساتھہ لائی تہی اور اصحاب جناب رسولخدا کی سات سو نفر تہی عبد اللہ ابن ابی سلول معہ تین سو منافق کی حضرت کی لشکر سی
جدا ہو گیا تہا **فصل** بیچ بیان ان جراحات کی جو جسد شریف آنحضرت پر ہو پہنچی ظاہر ہو کہ اکثر مورخین کا یہہ
اعتقاد ہی کہ پیشانی نورانی حضرت کی مجروح ہوئی اور لبہای مبارک ہی مجروح ہوئی اور بروایت شیخ طبرسی عتبہ ابن
ابی وقاص نی دندان رباعیہ آنحضرت پر پتہر مارا تا آنکہ خون صورت اقدس پر جاری ہوا پس فرمایا حضرت نی کسطرح رستگار
ہوگا وہ گروہ جو اپنی رسول سی اسطرح پیش آئی اور نیز خون کو روی مبارک سی برطرف کرتی تہی اور کہتی تہی
اهد قومی انهم لا یعلمون عبد اللہ بن قمیہ بہی شریک تہا پس حضرت نی نفرین فرمائی عتبہ تو اوسی سال حالت کفر مین
مر گیا عبد اللہ پر جناب باری عز اسمہ نی ایک بز کو مسلط کیا کہ اوسنی اپنی شاخ سی شکم اوسکا چاک کیا بروایت شیخ طوسی
دست مبارک کو جناب کبریا بلند کی اور فرمایا کہ شدید ہوا غضب جناب باری کا اوپر امم سالقہ کے بسبب اونکی اعتقادات فاسدہ کے کہ
الوہیت عباد کی قایل ہوی اور اب غضب خدا تعالی سخت ہوگا اس امت پر بسبب ایذا میری اور میری اہل بیت کی بعد اوسکی
فرمایا کہ یا علی پانی لاؤ کہ زخم کو دہو ڈالوں جناب امیر پانی لائی اور حضرت نی خود اپنی روی مبارک کو دہویا اس اثنا مین حضرت
فاطمہ اور صفیہ عمہ حضرت کی آئین حضرت نی بدین خیال کہ صفیہ حضرت کو مجروح دیکہکی مضطرب ہوگی علاحدہ ٹہروایا اور حضرت
فاطمہ کو اپنی پاس بلالیا کہ حضرت فاطمہ نی اوس خون کو دہو ڈالا تب حضرت صفیہ آئین اور جو قطرہ خون نکلتا تہا حضرت
اوسکو اپنی ہاتہہ سی اٹہا لیتی تہی تا آنکہ زمین پر نگری جناب صادق سی منقول ہی کہ ایک قطرہ بہی اگر اوس خون سی زمین پر گرتا
تو اہل زمین پر عذاب نازل ہوتا ✢ اور اعتقاد ہم شیعیان اثنا عشری کا یہہ ہی کہ دندان مبارک حضرت کی جدا نہین ہوئے
بلکہ ضرب سنگ سی متحرک ہوگئی تہی کیونکہ جناب صادق سی منقول ہی کہ حضرت دنیا سی تشریف لیگئی اور کوی عضو ناقص نہ تہا
لاکن روی مبارک حضرت کو مجروح کر دیا تہا اور نیز مخفی نرہی کہ روایات معتبرہ شیعہ سی ظاہر ہی کہ جناب رسولخدا نی اپنی مقام
سی بروز احد حرکت نہین فرمائی چنانچہ منقول ہی کہ جناب صادق سی سوال کیا گیا کہ جو غار کہ کوہ احد مین ہی لوگ کہتی ہین
کہ جناب رسولخدا بروز جنگ وہاں تشریف لیگئی ہین آیا یہہ خبر صحیح ہی یا نہین حضرت نی ارشاد کیا کہ قسم ہی خدا کی
کہ حضرت رسول خدا نی اپنی جگہہ سی حرکت نہین کی اور زرارہ کہتا ہی کہ مین بعض سادات کی ساتہہ زیارت مشاہد احد
کیواسطے گیا تہا وہ مجہسی کہتی تہی کہ یہہ فلان مقام ہی یہہ فلانی جگہہ ہی غرض اونسی مجہسی کہا کہ پہاڑ کی سر پر ایک
جگہہ ہی کہ وہاں جناب رسولخدا تشریف لیگئی تہی اور وہاں روی مبارک کو دہویا ہی مجہکو اسکا یقین نہوا اور مین
وہ وہاں زیارت کو نہ گیا دوسری دن خدمت جناب امام محمد باقر مین حاضر ہوا اور عرض کی حضرت نی فرمایا کہ جناب
رسولخدا وہاں ہرگز تشریف نہین لیگئی الحدیث **فصل** بیچ بیان ان معجزات کی جو جنگ احد مین ظاہر ہوئی ✢

اول قطب راوندی نی روایت کی ہی کہ جب جنگ بدر مین ستر مشرک قتل اور ستر اسیر ہوی پس حضرت نی حکم دیا
کہ اسیرونکو قتل کرو اور جو مال غنیمت مین آیا ہی اوسی پہیر دو صحابہ نی عرض کی کہ ستر مشرک تو قتل ہو چکی ہین اور
آخر ہمقوم مین اب ہمکو اجازت دیجیی کہ انسی فدیہ لیکی رہا کر دین اور مال غنیمت مین تصرف کرین کہ موجب نصرت
ہو جنگ کفار مین پس حقسبحانہ و تعالی نی وحی بہیجی کہ اگر اساری کو قتل کیا تو بعدد انہین کی سال آیندہ مین مقتول
ہونگی پس اس شرط پر راضی ہوی جب جنگ احد مین ستر صحابہ مقتول ہوی کہ بعض اصحاب نی عرض کی کہ یا رسول اللہ
آپ نی تو وعدہ نصرت دیا تہا اب یہہ کیا ہوا اوسوقت شرط کو بہول گئی تہی پس حقتعالی نی یہہ آیت بہیجی اولما اصابتکم
مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا قل ہو من عند انفسکم یعنی آیا جسوقت کہ پہونچی تمکو
مصیبت کہ تم کو پہنچ چکی تہی دو برابر اوسکی مشرکین سی جنگ بدر مین کہا تمنی کہ یہہ کہانسی ہی کہہ ای محمد کہ تمہاری
نفسونکی طرفسی تمکو پہونچی کہ فدا کو قبول کیا اور شرط کی تہی عرض پہلی خبر دی تہی کہ سال آیندہ مین بعدد شہید ہونگی اگر
فدیہ قبول کرینگی **دوم** نیز قطب راوندی نی روایت کی ہی کہ جب روز جنگ منقضی ہوا تو سب لوگون نی اپنی اپنی
عزیزونکی کشتہ اوشتر بار کئی کہ مدینہ مین لیجاویں جب اونٹونکو مونہہ مدینہ کو کیا تو وہ بیٹہ گئی اور جب قطار اونٹونکی
قتلگاہ کو سیدہی کی تو دوڑ دوڑ کی چلنی لگی جب یہہ حال خدمت باسعادت جناب رسولخدا مین عرض کیا تو فرمایا حضرت
نی کہ حقسبحانہ و تعالی نی یہی میدان آرامگاہ اونکا قرار دیا ہی چنانچہ خود فرمایا ہی قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز
الذین کتب علیہم القتال الی مضاجعہم اور ترجمہ اس آیہ شریفہ کا سابق مین گذرا فقد گریس دو
دو کو ایک ایک قبر مین دفن کیا بغیر حضرت حمزہ کی کہ وہ تنہا مدفون ہوی **سیوم** اوس جنگ مین چالیس زخم
جسم اقدس امیر المومنین پر پہونچی تہی حضرت رسول نی آب دہان مبارک اونپر مل دیا سب اچہی ہو گئی اسطرحسی کہ
نشان کسی زخم کا نرہا **چہارم** ایک تیر لشکر مشرکانسی آکی قتادہ کی آنکہہ مین لگا اور حدقہ چشم نکل کی چہرہ پر آگیا
جناب رسولخدا نی دست مبارک سی اوسکو آنکہہ مین رکہہ دیا آنکہہ پہلی سی زیادہ روشن ہو گئی **پنجم** چونکہ شمشیر حضرت
امیر المومنین کی کثرت محاربہ سی ٹوٹ گئی تو آسمان سی ذو الفقار نازل ہوی وہ حضرت نی جناب امیر کو عنایت فرمائی
جسکو کہ ضرب ذو الفقار لگاتی تہی وہ دو ٹکڑی ہوتا تہا **ششم** جابر انصاری سی روایت ہی کہ مکہ مین ایک شخص اپنی گہوڑی
کو پہیرا کرتا تہا اور جب جناب رسولخدا کی سامنی آتا تہا تو کہتا تہا کہ یا محمد مین تمکو اسی گہوڑی پر سوار ہو کی قتل کرونگا
اور حضرت بہی اوسکی جواب مین فرمایا کرتی تہی کہ انشاء اللہ تعالی اسی گہوڑی پر تو سوار ہوگا کہ مین تجہی قتل کرونگا پس اوسی نابکار نی
جنگ احد مین قصد حضرت کا کیا جب قریب پہونچا تو حضرت نی ایک حربہ اوسکی لگایا ظاہر مین تو زخم کچہہ اوسکا زیادہ
نہوا لیکن اوسکو ایسا صدمہ پہونچا کہ اوسنی فریاد کی النار النار یعنی مین جلتا ہون بعد اوسکی اوسیوقت اپنی
گہوڑی سی گرا اور واصل جہنم ہوا اور شیخ طبرسی نی اس معجزہ کو اسطرحسی لکہا ہی کہ وہ شقی ابی بن خلف تہا اور بروز

احد اوسی گھوڑی پر سوار تہا اور بقصد حضرت رسول میدان کارزار مین آیا اور کہتا تہا کہ ای محمد مجھی نجات نہو اگر تم
میری ہاتھہ سی نجات پاؤ اور جس نی چاہا اوسکی ساتھہ لڑنی کا قصد کیا حضرت نی اوسکو منع فرمایا تا اینکہ قریب آیا اور
مصعب بن عمیر کو اوسنی نیزہ سی شہید کیا پس حضرت نی سہل بن حنیف سی عصا لیکی اوسکی طرف پھینکا وہ عصا
اوسکی گلی پر لگا زرہ کی اوپر سی اور تھوڑا سا خراش اوسی ہوا وہ ملعون اپنی گھوڑی کی گردنسی لپٹ گیا اور گھوڑی
کو اپنی لشکر کی طرف بھگایا اور گائی کیطرح فریاد کرتا تہا ابوسفیان نی کہا کہ کیون اسقدر جزع و فزع کرتا ہی تیرا زخم تو
فقط ذرا خراش ہی اوسنی کہا وای ہی تجہپر ای ابوسفیان آیا نہین جانتا کہ کسکی حربہ سی یہہ خراش پہونچا یہہ محمد نی مجھی مارا
اور مکہ مین ہمیشہ کہا کرتی تہی کہ مین تجھی قتل کرونگا اور مین جانتا تہا کہ انکا کہا ہوا بیشک واقع ہوگا اور مجکو
ایسی اذیت اسی پہونچی ہی کہ اگر یہہ ضرب ساری جہان کو پہونچتی تو سب مرجاتی اور مجہپر اگر آپ دہان پر تہوکدیتی
تو مین ہرگز زندہ نرہتا پس وہ ملعون اوسی طرحسی چیختا تہا تا آنکہ واصل جہنم ہوا ششم قطب راوندی نی
روایت کی ہی کہ حضرت ایک صحابی کی قریب پہونچی وہ تیر اپنی کمان مین رکھ چکا تہا اور چاہتا تہا کہ ایک مشرک کی مارے پس حضرت
نی اپنی دست مبارک سی اوس تیر کو مس کیا اور فرمایا کہ اس تیر کو چلا جب اوسنی تیر چلایا اس عرصہ مین وہ مشرک اپنی
جگہ سی ہٹ گیا اور کسی دوسری طرف کو چلا گیا پس تیر بہی اوسکی پیچھی ہی گیا تا اینکہ اوسکو قتل کیا ہفتم
منقول ہی کہ ابوعزہ شاعر جب جنگ بدر مین اہل اسلام کی ہاتھہ اسیر ہوا تو استغاثہ کیا اوسنی بحضرت رسول خدا
اور عرض کی کہ یا حضرت آپ مجھی جانتی ہین کہ فقیر آدمی ہون پس احسان کیجئی میری بیٹیون پر اور مجھی رہا کر دیجئی حضرت
نی ارشاد کیا کہ بغیر فدا کی لینی کی اگر تجھی رہا کر دین تو پھر بھی بارادہ جنگ آئیگا اوس ملعون نی قسم کہائی کہ مین ہرگز
پھر ایسی لڑائی کو نہ آؤنگا جب قریش نی تہیہ جنگ احد کی کیا تو ابوعزہ کو بلایا اور اوسی تکلیف ساتھہ چلنی کی دی اور کہا
کہ اشعار تصنیف کرکی لوگون کو پیغمبر خدا کی لڑائی پر ترغیب دیوی اوسنی کہا کہ مین نی محمد سی عہد کیا ہی کہ پھر اوسسی
جنگ نکرون قریش نی کہا کہ وہ لڑائی اور تہی اور یہہ اور ہی لڑائی ہی ابکی پیغمبر خدا ہماری ہاتھہ سی ہرگز امان نہ پائینگی غرض
جب معرکہ احد مین حاضر ہوا مشرکین سی کوئی سوا اس ابوعزہ کی اسیر نہوا جب اوسکو خدمت باسعادت جناب
رسولخدا مین لائی تو حضرت نی فرمایا کہ تونی تو عہد کیا تہا کہ پھر مجھسی نلڑیگا اوسنی کہا کہ مجھی فریب دیا قریش نی
اب پھر احسان کیجئی حضرت نی فرمایا کہ اب تجکو امان نہین تو چاہتا ہی کہ مکہ مین جاکی اپنی شانی ہلا ہلا کی کہی کہ مین
محمد کو فریب دیکی آیا ہون المؤمن لا یلدغ من جحر واحد مرتین مومن ایک سوراخ سی دو مرتبہ نہین کاٹا
جاتا پس حضرت نی زبیر کو حکم دیا کہ اسکو قتل کرو نہم شیخ طبرسی نی جناب امام محمد باقر سی روایت کی ہی کہ
ایک شخص تہا اصحاب رسولخدا سی کہ نام اوسکا قزمان تہا ایکدن لوگ اوسکی تعریف حضرت کی سامنی کرتی تہی کہ
بہو نصرت برادران ایمانی کی بہت کرتا ہی حضرت نی فرمایا ہی کہ وہ شخص اہل جہنم سی ہی پس روز احد کو

عرض کی خدمت رسولخدا مین کہ یا حضرت قربان مشرکین سی جہاد کرکی شہید ہوا حضرت نی فرمایا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید پہر کوئی شخص حاضر ہوئی خدمت حضرت مین اور عرض کی اونہون نی کہ قربان نی اپنی تئین خود مار ڈالا حضرت نی فرمایا کہ گواہی دیتا ہون کہ مین ہون پیغمبر خدا جناب امام محمد باقر سی منقول ہی کہ قربان نی خوب لڑائی کی احد مین اور چہہ یا سات آدمی مشرکین سی قتل کئی جب کثرت جراحات سی ضعیف ہوا تو اوسکو اوٹہا کی خانہای بنی ظفر مین لیگئی پس مسلمانون نی اوسی کہا کہ بشارت ہو تجکو ای قربان کہ آج تو نی بہت جہاد کیا قربان نی کہا کہ مجہی کیا بشارت دیتی ہو مین نی جو یہہ جنگ کیا ہی صرف اپنی قوم کی حمیت کیواسطی کیا ہی نہ واسطی اسلام اور پاس حمیت و نام و ننگ کا نہوتا تو مین ہرگز نلڑتا اور چونکہ زخم اوسکی بہت شدید تہی پس اوسنی اپنی ترکش سی ایک تیر نکالا اور اوسی تیر سی اپنی تئین قتل کیا دہم قطب راوندی علیہ الرحمہ نی روایت کی ہی جناب امام موسی کاظم سی کہ بروز جنگ احد ہاتہہ عبد اللہ بن عتیک کا کٹ گیا وہ بخدمت باسعادت حضرت رسولخدا حاضر ہوا حضرت نی ہاتہہ اوسکا ملا کی دست مبارک و سیر لی دیا ہاتہہ اوسکا فورًا درست ہو گیا یازدہم ابن بابویہ نی روایت کی ہی ربیعہ بن الحارث سی کہ جب مصعب بن عمیر کہ علمدار انصار تہا شہید ہوا تو خدا تعالی نی ایک فرشتہ کو حکم دیا پس وہ ملک بصورت مصعب علم لیکر اوٹہای رہا جب شام ہوئی تو حضرت نی فرمایا کہ آگی بڑہا ای مصعب اوس فرشتہ نی عرض کی کہ مین مصعب نہین بلکہ مین ملک ہون اوسوقت معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ہی اور خدا تعالی نی آنحضرت کی واسطی اوسکو بہیجا ہی اور مصعب شہید ہو چکا ہی

فصل بیچ بیان [illegible]

تائید اوس چیز کی جو ذکر کی گئی دلیری و جانسپاری امیر المومنین سی اوس جنگ مین اور حال جراحتونکا کہ جسم اقدس مین ہوئی تہی اور اسی فصل مین مذکور ہوگا ایک شمہ بزدلی و نامردی شیخونکا جو کہ جنگ احد مین ظاہر ہوا اون منافقونسی کہ مخالفین اونکو برابر بلکہ العیاذ باللہ بہتر اونحضرتسی جانتی ہین ابن بابویہ نی بطریق اہل سنت روایت کی ہی عامر بن واثلہ سی کہ حضرت امیر المومنین نی بروز شوری فرمایا کہ قسم دیتا ہون مین تمکو خدا کی آیا کوئی تم مین ایسا ہی کہ جبرئیل نی اوسکی حقمین کہا ہوی مثل اوسکی کہ میری شان مین کہا ہی بروز احد کہ ای محمد دیکہتی ہو مواساۃ علی ابن ابیطالب کی جو آپکی واسطی کرتی ہین حضرت نی فرمایا کہ وہ مجہسی ہی اور مین اوسی ہون جبرئیل نی کہا کہ مین تم دونو سی ہون سب نی کہا کہ ہم مین کوئی ایسا نہین پہر فرمایا کہ قسم دیتا ہون تمکو آیا کوئی تم مین ایسا ہی کہ اوسنی اوس جنگ مین زرہ پوش کو بنی عبد الدار سی قتل کیا ہو بعد اوسکی صواب حبشی غلام اونکا میدان مین آیا اور کہتا تہا کہ قسم ہی خدا کی کہ بعوض اپنی مالکون کی نہین قتل کرونگا لیکن پیغمبر خدا کو اور منہہ اوسکا کف سی بہرا ہوا تہا اور آنکہین اوسکی سرخ ہو گئین تہین سب اوسی ڈر گئی اور کسی نی جراءت نکی کہ اوسکی سامنی ہو کی معرکہ آرا ہون مین اوسی لڑنی کو گیا اور بطالت قد و عظمت بدن مین مانند ایک گنبد عظیم کی تہا اور آخر کار بعد رد و بدل کئی وار کی اوسکو مین نی دو ٹکڑے

فصل

کیا اور مسلمان اوسکو دیکھتی تھی اور از روی تعجب کی ہنستی تھی سب نی عرض کی کہ یا حضرت بغیر آپکی ایسا کسی سی نہیں
ہوسکا اور کتاب احتجاج مین جناب امام محمد باقرؑ سی منقول ہی کہ جناب امیر المومنینؑ نی فرمایا روز شوری کہ مین قسم
دیتا ہون تمکو آیا کوئی تم مین ایسا ہی کہ جسکی موافقت کی ہو ملایکہ نی ایسی وقت مین کہ سب لوگ فرار ہو چکی تھی سوا
میری سب نی اعتراف کیا کہ کوئی ایسا نہین پھر فرمایا کہ کون ہی وہ شخص کہ اوسنی ایسی حالت قتال مین پانی
حاضر کیا واسطی جناب رسولخداؐ کی سب نی کہا کوئی نہین مگر آپ ہین اور کتاب خصال مین منقول ہی کہ جناب امیرؑ نے
فرمایا کہ اہل مکہ مع اپنی انصار و اعوان کی قبایل عرب سی بطلب خون مقتولین بدر کی آئی پس روح الامین نازل ہوئی
اور جناب رسولخداؐ کو اونکی آنی سی اطلاع دی پس حضرتؐ نی قریب احد کی اپنا لشکر آراستہ فرمایا پس قریش نے یکمرتبہ
حملہ کیا ہم پر اور بہت سی اصحاب حضرتؐ کی شہید ہوئی اور باقی ماندہ نی فرار کیا اوسوقت مین تنہا رکاب سعادت
جناب رسولخداؐ مین حاضر تھا اور مہاجر و انصار سب اپنی گھرون مین مدینہ مین پہونچی اور کہتی تھی کہ جناب رسولخداؐ مع
اصحاب کی شہید ہوئی ہین حقسبحانہ و تعالی نی میری ہاتھ سی مشرکین کو قتل کرایا تا اینکہ ستر زخم میری بدن پر آئی اور یہہ
سب زخم ایسی حالت مین میری لگی ہین کہ مین جناب رسولخداؐ کی واسطی سینہ سپر تھا اوسوقت جناب امیرؑ نی اپنی ردا دوش
مبارک سی اوٹھائی اور نشان اون زخمونکی دیکھلائی اور فرمایا کہ اون روز ایسی امور مجھسی ہوئی کہ حقتعالی سی امیدوار
اوسکی ثوابکا ہون انشاء اللہ تعالی اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ روز احد بعد فرار کی ایک ہوا تند
چلی اوسمین سی آواز آتی تھی لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی فاذا ندبتم ھالکا فابکوا
الوفی اخا الوفی یعنی نہین ہی شمشیر بغیر ذوالفقار کی اور نہین شجاع و جوانمرد بغیر علی کی پس جسوقت کہ
گریہ و زاری کرو اوپر اپنی مقتول کی تو چاہی گریہ کرو اوپر وفاکرنی والی کی اوپر عہد خدا و رسول کی یعنی حمزہ
بھائی وفاکنندہ یعنی ابوطالب کا اور شارح دیوان جناب امیرؑ نی قصہ لافتی کو بسندہای بسیار روایت کرکی لکھا ہی کہ
پھر روز احد یہہ ندا بسمع قدس جناب رسولخداؐ پہونچی نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب
کل ہمٍ و غمٍ سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی لیکن اشہر یہہ ہی کہ ندای ناد علی
جنگ خیبر مین ہوئی چنانچہ وہان مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ابن شہر آشوب نی کتب معتبرہ عامہ سی روایت کی
ہی کہ روز احد سولہ زخم عظیم جسم اقدس جناب امیرؑ پر آئی ایسی وقت مین کہ سامنی حضرت رسولخداؐ کی دفع کفار مین مصروف
تھی اور جو زخم کاری بدن پر لگتا تھا تو زمین پر گرتی تھی اور روح الامین پھر اوٹھاتی تھی اور بسند دیگر طریق عامہ سے
منقول ہی کہ جناب امیر المومنینؑ نی فرمایا کہ روز احد سولہ زخم میری لگی کہ چار مرتبہ مین زمین پر گرا اور ہر مرتبہ مجکو ایک
مرد خوشرو کہ رایحہ طیبہ اوسکی مشموم ہوتی تھی میری بازو تھام لیتا تھا اور مجھی گرنی نہین دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یا علی
حملہ کرو مشرکین پر کہ اطاعت خدا و رسول مین تم حاضر ہو اور دونو تمسی راضی ہین جب بعد جنگ کی یہہ حال جناب

رسولخدا سے عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یا علی خدا تیری آنکھیں روشن کرے وہ مرد روح الامین تھا اور کتب معتبرہ میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جنگ احد پیش آیا تو حضرت رسولخدا نے لوگون کو امر جہاد کیا تو سب لوگ بسرعت تمام مدینہ سے باہر نکلے اور آرزوے محاربہ کرتے تھے اور باتوں مین بہت تعلی کرتے تھے کہتے تھے کہ اگر ہمکو دشمن ملجائین تو قسم ہے خدا کی کہ ہرگز مراجعت نکرین جنگ کہ خود مقتول ہون یا اینکہ خدا تعالی فتح و نصرت نصیب ہمارے گردانے جب برابر دشمنون کے پہونچے تو خدا تعالی نے مبتلا کیا اونکو تا اینکہ جو پیش آیا وہ ظاہر ہے اور جلد ثمرہ اونکو اونکے کلام کا مل گیا یعنی تھوڑی دیر توقف کرکے پھر فرار کیا سب نے مگر جناب امیر و ابو دجانہ انصاری جب حضرت رسولخدا نے وہ حال مشاہدہ کیا تو فرمایا ایہا الناس مین زندہ ہون اور مقتول نہین ہوا ہون پس مغرور ہین ہرگز کلام جناب رسولخدا کی طرف متوجہ نہوے اور بہاگتے ہوے اپنے گہرونمین پہونچے اور صرف بہاگتے پھر اکتفا نکیا کہ جو شخص داخل مدینہ طیبہ ہوتا تھا کہتا تھا کہ رسولخدا مقتول ہوے جب حضرت رسول خدا کو معلوم ہوا کہ اب یہہ لوگ نہ پھرینگے تو آپ اوسمیدان قتال مین آکے ایستادہ ہوے اوسوقت صرف علی ابن ابیطالب و ابو دجانہ حاضر تھے پس حضرت نے ابو دجانہ کو فرمایا کہ لوگ بہاگ گئے تو بہی جا کہ اپنی قوم سے ملحق ہو ابو دجانہ نے عرض کی کہ یا حضرت مین نے بایں قصد آپسے بیعت نہین کی اور بارادہ فرار مدینہ تک پھر نہین سکا حضرت نے فرمایا کہ مین نے تجھے حلال کیا اپنی بیعت سے ابو دجانہ نے عرض کی کہ قطع نظر معصیت خدا کی عورتین کہین گی کہ اپنی جان بچا لی کیواسطے ابو دجانہ جناب رسولخدا کو دشمنون مین چہوڑ آیا ہے یا حضرت آپکے بعد زندگانی کا کیا لطف ہے جب حضرت نے اوسکی رغبت طرف جہاد کی دریافت کی تو اوسکو اجازت میدان کارزار کی دی تہوڑی عرصہ مین ابو دجانہ بہت زخمی ہوا اور حضرت تک پہونچا اور جناب امیر مشغول کارزار تھے جو سوار یا پیادہ سامنے آتا تھا پہر وہ جانے نہین پاتا تھا آخر تلوار جناب امیر کی ٹوٹ گئی تب آنحضرت نے ذوالفقار عنایت فرمائی پہر جناب امیر نے مشرکین پر حملہ کیا اور بہت کفار فی النار کئے جب جناب رسولخدا نے ملاحظہ کیا کہ علی ابن ابیطالب تن تنہا ہزارون سے جنگ کر رہے ہین تو آسمان کیطرف نظر کی اور کہا کہ یا اللہ محمد تیرا بندہ ہے اور رسول ہے تیرا اور تو نے ہر پیغمبر کا اوسکی اہل مین سے وزیر مقرر کیا تاکہ بازو اوسکا محکم ہوے اور شریک ہو اوسکے امر مین اور میرے واسطے میرا بہائی علی ابن ابیطالب وزیر معین کیا ہے تو نے اور یہہ خوب ہی برادر اور نیک وزیر ہے خداوندا تو نے وعدہ کیا ہے کہ مین مدد کرونگا تیری چہار ہزار ملک سے بیچ عمل مین لا تحقیق کہ تو خلاف وعدہ نہین کرتا اور وعدہ کیا ہے تو نے کہ اپنے دین کو غالب کرے سب دینون پر اگرچہ کفار و مشرکین کو برا لگے جناب آنحضرت اس دعا و تضرع مین تھے کہ ناگاہ آسمان کی طرف سے صدا آئی جو لائکہ سنتے جب سر بلند کیا تو جبرئیل کو دیکہا کہ کرسی طلا پر بیٹھے ہوے ہین اور چہار ہزار ملک اونکے ہمراہ ہین سب باواز بلند کہتے ہین لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار پس جبرئیل مع ملائکہ نازل ہوے اور آنحضرت پر سلام کیا پس جبرئیل نے کہا کہ یا رسول اللہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جسنے تمکو گرامی و بزرگ

کیا ہی ساتھہ پیغمبرکی کہ ملایکہ مقربین علی کی شجاعت و مردانگی سی تعجب مین ہین کہ علی تمہاری واسطی کیسی جان فشانی کرتا ہی
اوسوقت جناب امیر نی مع ملائکہ مقربین مشرکین پر حملہ کیا یہان تک کہ وہ بہاگ گی جب جانب مدینہ مراجعت کی تو حضرت
امیرالمومنین نی خون مشرکین سی علم کو رنگین کیا اور حضرت کی ساتھہ روانہ ہوی اور پیچھی پیچھی حضرت کی ابو دجانہ بہی آتا تہا
جب مدینہ مین پہونچی تو زنان مدینہ آنحضرت کی مصیبت پر روتی تہین جب اہل مدینہ نی اوس رایت خورشید آیت کو
ملاحظہ کیا تو سب مرد و زن واسطی استقبال سرور کائنات کی دوڑی اور جو لوگ کہ آنحضرت کو چہوڑ کر بہاگ گی تہی
عذر کرنی لگی آنحضرت نی فرمایا کہ ایہا الناس تم مجھکو دشمنون مین چہوڑ کر بہاگ گی اور جان اپنی بچایی اور علی ابن
ابیطالب نی معاونت و مواسات و امداد کی میری پس بتحقیق جو شخص کہ علی کی اطاعت کریگا اوسنی اطاعت
کی میری اور جس شخص نی نافرمانی کی اوسکی اوسنی نافرمانی کی میری اور مجہسی دنیا و آخرت مین جدا اپنی اختیار کی اور اوسنی
پس حذیفہ نی کہا کہ کسی عاقل کو سزاوار نہین کہ شک کری بیچ اس امر کی کہ جس کسی نی کبہی شرک باللہ نکیا ہو وہ
بہتر ہی اوس سی کہ جسنی ایسا شرک باللہ کیا ہو اور جو شخص کبہی ہرگز نہین بہاگا وہ بہتر ہی اوس شخص سی جو مواطن متعددہ
مین بہاگا ہو اور جو شخص کہ پہلی سب سی ایمان لایا وہ افضل و بہتر ہی اوس سی جو بعد اوسکی ایمان لایا اور کلینی نی
بسند معتبر روایت کی ہی کہ ابو دجانہ انصاری نی جنگ احد مین عمامہ سر پر باندہا اور علاقہ عمامہ کو دوش پر ڈالا اور
میدان کارزار مین آ کر روی تبختر و استکبار رہوار کو جولان کرتا تہا اور مبارز طلب کرتا تہا جناب رسولخدا نی فرمایا کہ
اس طرز کو جناب باریتعالی دشمن رکہتا ہی مگر یہان مین جو راہ خدا مین ہو ابن ابی الحدید و ابن اثیر و سایر مورخان
و مفسران عامہ نی اکثر احادیث جو مشتمل ہین اوپر ثبات قدم امیرالمومنین اور شجاعت اونحضرت کی روایت کی ہین اور اعتراف
کرتی ہین کہ نصف مقتولین مشرکین جنگ احد مین دست حق پرست علی ابن ابیطالب سے واصل جہنم ہوی اور سب کا
اتفاق ہی کہ جناب امیرالمومنین ثابت قدم رہی اور ہرگز نہین بہاگی اور نیز اسبات پر اتفاق کیا ہی کہ عثمان جنگ
احد مین بہاگ گیا حتی کہ تین روز کی بعد آیا تو حضرت نی فرمایا کہ بہت عریض بہاگا تو — واقدی اور جمع کثیر نی
محدثین سنیہ سی لکہا ہی کہ خلیفہ ثانی عمر ابن الخطاب بہی اس جنگ مین مفرورین سی تہی اور نیز واقدی لکہتا ہے
کہ اونکی بہائی ضرار ابن الخطاب نی جو ساتھہ مشرکین کی تہا نوک نیزہ کی اونکی کسی مقام پر ماری اور کہا کہ شکر کر ای عمر کہ
تجہی جانسی نہین مارا اور حال خلیفہ اول کا اسطرح پر ہی کہ عبد الحمید ابن ابو الحدید معتزلی نی کہ جان نثاران خلیفہ صاحب
سی ہی رسالہ حافظ عثمانی سی نقل کیا ہی اور تفصیل اوسکی اپنی استاد شیخ ابو جعفر اسکاف سی اسطرح نقل کی ہی کہ
جب صفین طرفین کی آراستہ ہوئین تو عبد الرحمان اونکا بیٹا زرہ پوش مسلح جانب مشرکین سی بعزم حرب و پیکار میدان
مین آیا اوسوقت خلیفہ صاحب کو جوش مردانگی آیا اور اوس سی لڑائی کی مستعد ہوی اور بکمال طیش و غضب مین آ کر
قصد کیا کہ تلوار کو غلاف سی نکالین چنانچہ ایک انگشت تلوار باہر بہی آئی موافق روایت ابن ابو الحدید کی آنحضرت نی

حال خلیفہ اول

مدینہ مین جبیا کہ یہہ شخص ہر و میدان کارزار نہین اپنی بیٹی سے بہی جان بر ہوگا فرمایا کہ اے ابوبکر اپنی زندگی سے ہمکو فایدہ دے یعنی
تیری لڑنی مین سود اسلام کا نہین ہے پس خلیفہ صاحب واپس آئے علاوہ برآن جمہور اہل سنت نے روایت کی ہے کہ اوسدن
ساتہہ حضرت کے کوئی نرہا سواے جناب امیر و زبیر و طلحہ و ابو دجانہ و سہیل ابن حنیف و مقداد کے اس سے بہی شیخین کا
وہان قیام ثابت نہین **فصل** بیچ بیان شہدا و بعض مقتولین مشرکین کے مخفی نرہے کہ احادیث معتبرہ
و تفسیرین سے ظاہر ہے کہ شہداے احد ستر نفر تہے منقول ہے کہ مخیریق یہودی جو احبار یہود سے تہا روز جنگ احد اوسنے
اپنی قوم سے کہا کہ محمد پیغمبر خدا اور ہم پر اعانت اونکی واجب ہے یہہ کہکے اپنے سلاح لے اور جنگ مین جناب رسولخدا
کا ہمراہ ہوا اور اسلام لایا اور بعد اجازت مشرکین سے لڑکر شہید ہوا حضرت نے اوسکی تعریف کی اور نیز جب اوس
مخیریق نے قصد احد کا کیا تہا تو وصیت کی تہی کہ جب مین مارا جاؤن تو میرا سب مال واسطے جناب رسولخدا کے ہے
چنانچہ اکثر اوقات مدینہ مین اوسی کے مال سے تہی اور عمرو ابن الجموح لنگ تہا اور چارون بیٹے اسکے روز احد رکاب سعادت
انتساب حضرت رسول خدا مین حاضر تہے توفیق جناب باری عز اسمہ کی شامل حال اوسکی ہوئی اوسنے بہی قصد احد کا کیا لوگون
نے کہا کہ تیرے چار بیٹے حاضر ہین اور تو صاحب عذر ہے تجہپر حرج نہین اوسنے کہا کہ مین اسکو گوارا نہین کرتا کہ چارون
بیٹے بہشت کو جائین اور مین تمہارے پاس تنہا رہون یہہ کہکے روانہ ہوا اور جناب باری عز اسمہ سے دعا کی کہ مین زندہ گہر کو
نہپہرون پس حضرت کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ لوگ مجکو ہرچند منع کرتے تہے مگر چاہتا ہون کہ ہمین پاے لنگ معرکہ
سے بہشت کو جاؤن چنانچہ یہہ شخص بہی شہید ہوا پس زوجہ اور بہائی اور بیٹا اوسکا اوسکی لاش کو اونٹ پر ڈالکے مدینہ
کو لیچلی جب اونٹ مدینہ کیطرف نچلا تب حضرت سے عرض کیا حضرت نے بعد استماع حال دعا کی فرمایا کہ یہی سبب ہے اونٹ
نہین جاتا پہر ارشاد کیا کہ اے گروہ انصار بعض لوگ تم مین ایسے ہین کہ خداتعالی کو جس بات کی قسم دین اوسکو روا کرے
اور عمرو بہی اونہین سے ہے بعد اوسکی عمرو کو دفن کیا حضرت نے فرمایا کہ یہہ بہشت مین ہے اوسکی زوجہ نے کہا کہ حضرت
دعا کیجئے کہ مین بہی اسکے ساتہہ رہون از انجملہ عبداللہ باپ جابر انصاری کا قتل از واقع احد عبداللہ نے مبشر
ابن عبداللہ کو جو بدر مین شہید ہوا تہا خواب مین دیکہا تہا کہ کہتا ہے اے عبداللہ تو جلد ہی ہمارے پاس آئیگا عبداللہ
نے کہا تو کہان ہے اوسنے کہا کہ مین بہشت مین ہون جہان چاہتا ہون وہان پہرتا ہون عبداللہ نے کہا کہ تو تو بدر مین
شہید ہوا تہا اوسنے کہا ٹہیک بعد شہادت جناب باری عز اسمہ نے مجکو زندہ کیا جب عبداللہ نے یہہ خواب حضرت
کی خدمت مین عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تو عنقریب مرتبہ رفیعہ شہادت فایز ہوگا چنانچہ عبداللہ انصاری احد
مین شہید ہوا تب حضرت نے ارشاد کیا کہ عبداللہ کو عمرو کے ساتہہ ایک قبر مین دفن کردو جابر بن عبداللہ سے منقول ہے
کہ بعد عرصہ چہالیس برس کے مٹی ہٹ گئی مینے اپنے باپ کو دیکہا کہ بدن اوسکا ہرگز متغیر نہین ہوا بلکہ یہہ معلوم ہوتا
کہ سوتا ہے اور کفن بہی بنا تہا اور جو گہاس پانو پر ڈالی تہی وہ تر و تازہ تہی اور نیز ابن ابو الحدید نے روایت کی ہے

کہ معاویہ ابن ابی سفیان نی احد میں ایک چشمہ جاری کرنا چاہا کہ قبر شہدا کی سرطرف ہو جائیں اور منادی کی جسکا عزیز
احد میں شہید ہوا ہی حاضر ہووی اور اپنی کشتہ کو نکال کی دوسری جگہہ دفن کری پس اہل مدینہ گئی اور قبرین جلدی
کہود دین بدن انکی تر و تازہ تہی اور ہاتہہ پانو ایسی نرم تہی جیسی زندون کی ہوتی ہین اور جو قبر کہودی جاتی
تہی بوی مشک کی آتی تہی عبداللہ اور عمر ایک قبر مین تہی اور خارجہ ابن زید اور ابن ربیعہ ایک قبر مین تہی چونکہ
عبداللہ ابن الجموع کی قبر پر نہر چلتی تہی انکو وہانسی نکال کی اور جگہ دفن کیا معاویہ نی یہہ حرکت منکر
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نی کہا کہ اب کوئی منکر کا انکار نکریگا غزوہ حمراء الاسد جیج حکم
اور علی ابن ابراہیم وغیرہ نی جناب صادق آل محمد سی روایت کی ہی کہ جب قریش احد سی بہاگی تب اثنای راہ
بہاگنی سی پشیمان ہوئی آپس مین صلاح کی کہ پہر مدینہ کو چلین اور شہر کو لوٹ لین جناب رسولخدا نی فرمایا کہ کون
ہی جو خبر قریش کی لائی جناب امیر علیہ السلام باوجودیکہ مجروح تہی خدمت جناب رسولخدا کی عرض کیا
کہ مین جاتا ہون کہ خبر لاؤن پس جناب امیر خبر لائی کہ مشرکین قریش چلی گئی جناب رسولخدا نی مراجعت جانب مدینہ
فرمائی حضرت جبرئیل نازل ہوئی اور کہا کہ خدا تعالی نی امر کیا ہی کہ قریش کا تعاقب کرو اور ساتہہ کسی کو نلیجائیں
مگر وہ لوگ جو مجروح ہون آنحضرت نی فرمایا کہ ای گروہ مہاجر و انصار جو زخمی ہی میری ساتہہ چلی صحابہ ایسی وقت
روانہ ہوئی کہ پٹیان جراحتون پر بندہی تہین تب یہہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا
تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ یعنی سستی نکرو تعاقب مین تمہارا دشمنون
مین کہ اگر تم ایسی ہو کہ زخم کہاتی ہین تم تو مشرکین بہی مجروح ہین الم پاتی ہوتی اور تم امیدوار ہو ثواب
باری سی نصرت یا شہادت کی اور کفار کو ہرگز یہہ امید نہین ہی پس حضرت حمراء الاسد مین کہ مدینہ سی تین میل
واقع ہی پہونچی اور مشرکین روحا مین مقیم تہی اور ابی عکرمہ ابن ابی جہل و حارث ابن ہشام و عمر ابن عاص
و خالد ابن ولید کی یہہ تہی کہ مدینہ کو غارت کرین بہت سی لوگ بزرگان مدینہ سی قتل ہو چکی ہین اور حضرت حمزہ
کو قتل کیا ہی اب بہی نیل مرام سی مراجعت کی کیا وجہہ ہی اسی اثنا مین ایک شخص مدینہ سی مکہ کو جاتا ہوا انکو ملا
اوسی حال استفسار کیا اوسنی کہا کہ نبی محمد و اصحاب محمد کو حمراء الاسد مین چہوڑ کی آیا ہون کہ تمہاری نبرد بست
کی واسطی بسرعت تمام مدینہ سی باہر آئی ہین اور علی ابن ابی طالب معہ ایک تہوڑی سی لشکر کی تم پر حملہ کیا چاہتی
ہین ابوسفیان نی کہا کہ ہم نی اقرار کیا ہی کہ سال آیندہ مین لڑائی ہو اب مراجعت جانب مکہ بہی و عقدہی کہ ہم
ایک طرح سی فتحیاب ہوئی ہین شاید اب شکست ہو پس اثنا مین نعیم ابن مسعود اشجعی کہ مدینہ کو جاتا تہا کہ غلہ خریدے
کری ابوسفیان کو ملا ابوسفیان نی اوس سی کہا کہ اگر تو براہ حمراء الاسد مدینہ کو جائی در اثنا اصحاب محمد
ملی یہہ خبر دی کہ ہم تمہاری دوست قریش نی جمع کی ہین اور لشکر بہت ہو گیا ہی غرض ایسی باتین کرکی انکو

انکو خوف دی اور وہ پھر جائین تو مین وصل ونٹ پر مار جرا اور سویر کی تجھی دون اوسنی قبول کیا دوسری
دن حمراء الاسد مین پہونچا اور اصحاب سی پوچھا کہ انکا قصد ہی صحابہ نی کہا کہ طلب قریش مین جاتی ہین اوسنی
وہی مضمون جو ابوسفیان نی سکھایا تھا بیان کر کی کہا ہی مقدمہ لشکر قریش نمودار ہوا چاہتی ہی
اور تمکو تاب مقاومت نہین مسلمانون نی کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہمکو ہی واسطی بعد اوسکی
حضرت جبرئیل نازل ہوی اور فرمایا کہ یا محمد […] مراجعت کرو […] حضرت […]
لائی اور یہہ آیتین نازل ہوئین والذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح
للذین احسنوا منہم واتقوا اجر عظیم جن لوگون نی قبول کیا فرمان خدا اور رسول کا بعد اسکی
کہ زخمی ہوی تہی خاص وہ لوگ کہ نیکی اونہون نی اور پرہیزگاری کی اونکی واسطی ہی اجر عظیم الذین قال
لہم الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل وہ لوگ
کہ کہا اونکو لوگون نی یعنی نعیم ابن مسعود نی کہ تحقیق جمع ہوی واسطی تمہاری قتل کی بہت سی لوگ یعنی ابو
سفیان اور اصحاب اوسکی پس ڈرو اونسی پس اس امر نی زیادہ کیا ایمان اونکا پس کہا اونہون نی کہ کافی
ہی خدا تعالی اور نیک شفیع ہی خدا تعالی واسطی ہماری فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم
سوء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم یعنی مراجعت کی ساتھ نعمت بزرگ اور فضل جناب
باری عز اسمہ کی اور نہین پہونچا اونکو کوئی امر مکروہ اور پیروی کی اونہون نی خوشنودی خدا کی اور جناب
رب العزت صاحب فضل عظیم ہی اور مراد نعمت سی عافیت اور امن ہی اور نہین سی ہی کہ احادیث
شریفہ معتبرہ مین وارد ہوا ہی کہ جو شخص دشمن سی ڈری تو کہی حسبنا اللہ ونعم الوکیل چونکہ خدا تعالی
نی ارشاد کیا ہی کہ جب اس کلمہ کو کہا تو مراجعت کی ساتھ نعمت اور فضل خدا کی اور بدی دشمن کی اونکو
نہ پہونچی شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نی ابان بن عثمان سی روایت کی ہی کہ جب جناب رسولخدا حمراء الاسد مین سی
تشریف لیگئی تو ایک زن فاسقہ نی جو قبیلہ بنی خطمہ سی تہی اور نام اوسکا عصما تہا مجالس اوس وخزرج مین
چند شعر بیچ اہانت جناب رسولخدا کی پڑہی اور لوگون کو تحریص و ترغیب واسطی محاربہ آنحضرت کی کی تب تک
بنی خطمہ سی سوای عمیر بن عدی کی کوئی مسلمان نہین ہوا تہا جب حضرت واپس تشریف لائی تو عمیر نی اوس ملعونہ
کو قتل کیا اور خدمت حضرت مین حاضر ہو کر کیفیت بیان کی حضرت نی کمال مسرت سی اوسکی شانہ پر ہاتھ
مارا اور فرمایا کہ یہہ وہ شخص ہی جو خدا و رسول کی غائبانہ نصرت کرتا ہی اور خون اوسکا پامال ہی کوئی
اوسمین منازعہ نکریگا عمیر کہتا ہی کہ جیسا حضرت نی ارشاد کیا تہا ویسا ہی ہوا یعنی جب مین مراجعت کی تو دیکہا
کہ بیٹی اوسکی مشغول دفن مین ہین اور مجہسی مباحث مین کسینی گفتگو نکی ابن ابو الحدید معتزلی اور ابن ابی اثیر جزری

نی لکہا ہی

نے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے حمراء الاسد سے مراجعت کی تو اصحاب نے راستہ میں ابو عزہ جمحی اور معاویہ ابن مغیرہ
بن ابی العاص کو قتل کیا حال ابو عزہ لعنہ اللہ اور حال اس معاویہ کا یہہ ہے کہ بروز احد اسنے بعض اعضا حضرت حمزہ
کو قطع کیا تھا جب مشرکین بھاگے تو اسنے راستہ گم کیا بعد اسکے عثمان ابن عفان کے گھر میں آیا جب عثمان اسکے
حال سے مطلع ہوا تو کہا کہ افسوس تو نے مجھے اور اپنے تئین ہلاک کیا معاویہ نے عثمان سے کہا کہ تو سب سے زیادہ نسبت میں
میرا قریب ہے اسواسطے تیرے پاس پناہ لایا ہوں تو میرے واسطے جناب رسولخدا سے امان طلب کر عثمان نے معاویہ کو
گھر میں مخفی کیا اور خود مجلس جناب رسولخدا میں آیا کسی کہ حضرت کی مجلس میں در باب معاویہ کہا تذکرہ کرنا
پیش ہے جب وہاں پہونچا تو اسوقت حضرت یہہ فرماتے تھے کہ معاویہ مدینہ میں ہے اوسکو بلاؤ ایک شخص نے کہا کہ
وہ عثمان کے گھر میں مخفی ہے جب صحابہ نے اوسکی تلاش عثمان کے گھر میں کی تو حضرت ام کلثوم نے جہان وہ مخفی تھا اسکا
نشان دیا وہاں سے وہ گرفتار ہوا جب حضرت کے روبرو لائے تو عثمان نے ظاہر کیا کہ مجھے قسم ہے خدا کی میں اسیواسطے
آیا تھا کہ معاویہ کے لئے امان چاہوں اسکو میرے واسطے بخش دیجئے حضرت نے فرمایا کہ اس شرط سے امان ہے بعد تین
روز کے اگر معاویہ مدینہ یا حوالی مدینہ میں گرفتار ہو تو فوراً قتل کیا جائے پس عثمان نے بہت جلد ایک اونٹ خرچ کے
اوسے دیا اور روانہ کا کیا اس عرصہ میں حضرت متوجہ غزوہ حمراء الاسد کے ہوے اور معاویہ مدینہ میں تین دن عثمان
کے پاس رہا کہ حالات حضرت کے معلوم کر کے مشرکین کو اطلاع کرے چوتھے دن حضرت نے فرمایا کہ ابھی معاویہ بہت نزدیک ہے
دور نہیں گیا اوسکی تلاش کرو پس زید ابن حارث و عمار یاسر اوسکی تلاش میں نکلے چونکہ راستہ بھول گیا تھا اطراف
حوالی مدینہ میں سرگردان پھرتا تھا زید ابن حارث نے ایک ضرب شمشیر اوسکے لگائی عمار نے کہا کہ میرا بھی حصہ ہے
یہہ کہکے ایک تیر مارا کہ معاویہ ملعون واصل جہنم ہوا اور مدینہ میں خبر اوسکے مارے جانے کی حضرت کو پہونچی

فصل بیان غزوات و واقعات میں جو مابین جنگ احد و جنگ احزاب واقع ہوے اور اوسمین کئی بیان
ہیں بیان اول غزوہ رجیع شیخ طبرسی وغیرہ علمانے روایت کی ہے کہ ایک گروہ قبیلہ عضل وغیرہ
سے خدمت جناب رسولخدا میں حاضر ہوے اور عرض کی اپنے اصحاب میں سے چند نفر ہمارے ساتھہ روانہ کیجئے کہ قرآن
شریف اور معالم دین اسلام ہمارے لوگونکو سکھلائیں حضرت نے مرثد بن ابی مرثد غنوی و خالد بن بکیر و عاصم ابن
ثابت و خزیمہ ابن عدی و زید ابن دثنہ و عبد اللہ بن طارق کو اونکے ہمراہ کر دیا اور مرثد کو اونپر امیر کیا جب وہ
رجیع پر کہ نام ایک پانی کا تھا پہونچے تو ایک جماعت نے قبیلہ بنی ہذیل سے کہ اونکو لحیان کہتے تھے سب مسلمانونکو
شہید کر دیا اور دو بیٹے سلافہ بنت سعد کے عاصم ابن ثابت نے غزوہ احد میں قتل کئے تھے اوس ملعونہ نے نذر
کی تھی کہ شراب کاسہ سر عاصم میں پیئے جب عاصم شہید ہوا تب لوگون نے قصد کیا کہ سر کاٹیں اوس عورت
کے پاس بھیجدیں ناگاہ زنبور اوس سر پر جمع ہوے کسیکو جرأت سر کاٹنے کی نہوئی تو لوگون نے یہہ ارادہ

گیا کہ انکو مرکاٹ لیوین پہ اتفاقاً اوس شب سیل پانی آگئی اور نعش عاصم کی منقول ہی کہ عاصم نی قسم کہائی تہی
کہ میرا بدن کافر کی ہاتھ سی مس نہو جناب باری عز اسمہ نی بعد مرنی عاصم کی اوسکی قسم پوری کی اور بعض صحابہ
میں سی خالد اور زید کو اسیر کیا اور مکہ میں بیچ ڈالا اور ابو عقبہ بن حارث نی انکو شہید کیا اگرچہ مقدمہ انکی شہادت کا
بہت مفصل ہی لاکن خوف تطویل سی ترک کیا بیان جنگ بیر معونہ منقول ہی کہ ابو براء عامر بن مالک کہ
بزرگ بنی عامر بن صعصعہ کا تہا خدمت جناب رسولخدا میں حاضر ہوا اور کچھ ہدیہ پیش کیا حضرت نی فرمایا
کہ میں ہدیہ مشرک قبول نہیں کرتا اسلام قبول کر تو مضایقہ نہیں یہہ شخص مسلمان نہوا لاکن کہا کہ یا محمد
جس دین کی طرف تم دعوت کرتی ہو اگر چند نفر اہل نجد میں آپ بہیجیں اور اس دین کی دعوت کریں تو
امید ہی کہ وہ قبول کریں حضرت نی ارشاد کیا کہ ایسا نہو کہ وہ لوگ میری صحابہ کو قتل کریں ابو براء نی کہا کہ صحابہ
میری امان میں رہیں کوئی انکو اذیت نہیں پہونچائیگا حضرت بسرکردگی منذر بن عمر ستر نفر صحابہ کو اوسکی
ہمراہ کیا اور یہہ سریہ ماہ صفر سنہ ۴ ہجری میں بعد چار مہینی گذرنی کی جنگ احد سی واقع ہوا تہا غرض صحابہ
بیر معونہ پر منزل گزین ہوی حرام بن ملحان نامہ حضرت کا لیکر عامر بن طفیل کی پاس گیا عامر نی نامہ قبول
نکیا پس حرام نی باواز بلند کہا کہ ای اہل بیر معونہ میں بہیجا ہوا جناب رسولخدا کا ہوں طرف تمہاری اور تمکو
دیتا ہوں بہ ہدایت خدای سبحان و رسالت محمد سید الانس و الجان چاہیئی کہ ایمان لاؤ ساتھ خدا اور رسول
خدا کی یہہ سنتی ہی ایک ملعون خیمہ سی نکل آیا اور حرام کو شہید کیا پس حرام نی کہا کہ بحق رب کعبہ میں
فایز ہوا سعادت ابدی کو پس عامر نی کہا کہ مسلمانونکو قتل کرو اونہوں نی کہا کہ ابو براء نی
انکو امان دی ہی ہم دست درازی نہیں کرسکتی پس عامر نی چند نفر قبایل عصیہ و رعل و ذکوان جمع کی اور صحابہ سی
لڑنا شروع کیا تا اینکہ سب شہید ہوی لاکن کعب ابن زید کشتوں میں پڑا رہا انکو یہہ گمان ہوا کہ مرگیا ہی غرض
انکی نہوی تا اینکہ نجات پائی غرض مدینہ میں آئی اور جنگ خندق میں شہید ہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و
ارضاہم اور عمر ابن امیہ ضمری اور ایک انصاری اونٹ چرانی گئی تہی اور یہہ حال انکو معلوم نہ تہا غرض
اس واقعہ سی مطلع ہوی تو انصاری نی عمر سی کہا کہ تیرا کیا ارادہ ہی اوسنی کہا خدمت میں جناب رسول خدا کی حاضر ہوں
انصاری نی کہا کہ جہاں منذر ابن عمیر شہید ہوا میں وہاں سی نہیں جاتا یہہ کہکی تلوار نکالی اور جہاد کیا تا اینکہ شہید
ہوا اور عمر ابن امیہ انصاری کو کفار نی اسیر کیا چونکہ عمر ابن امیہ قبیلہ مضر سی تہا اس واسطی اوسکو قتل نکیا اور کہا
کہ میری مادر کو ایک غلام آزاد کرنا ضرور تہا لہذا یہہ آزاد کیا گیا عمر خدمت جناب رسولخدا میں پہونچا اور کیفیت سارے
بیان کی حضرت بہت محزون و متاثر ہوی اور فرمایا کہ یہہ شرارت ابو براء کی تہی حسان بن ثابت و کعب بن
مالک نی اشعار مذمت ابو براء و حال نقص عہد کہ عرب میں سخت معیوب ہی انشا کئی جب یہہ حال ابو براء کو معلوم

ہوا تو اوسنے اپنے تئین خود ہلاک کیا ربیعہ ابن ابی برار نے بتدارک نقض عہد پدر عامر کو ایک تیر مارا لاکن وہ ہلاک نہوا بعد اوسکے حضرت نے عامر پر نفرین کی کہ بعارضہ طاعون ہلاک ہوا اور موافق روایات کے آیہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا الآیہ حال شہدای بیر معونہ مین نازل ہوئی بیان سوم غزوہ بنی نضیر شیخ طبرسی اور علی ابن ابراہیم و ابن شہر آشوب وغیرہ نے رحمہم اللہ روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے تو بنو نضیر سے کہ عمدہ طوائف مدینہ سے تھے مصالحہ کیا اور امان نامہ اونکو لکھدیا جب جنگ بدر واقع ہوئی اور نصرت نصیب اولیای اسلام ہوئی تو بنی نضیر نے کہا کہ یہ تو وہی نبی ہے کہ جسکی تعریف توریت مین مندرج ہے اور علم اوسکا ہرگز نہین پھرتا جب غزوہ احد واقع ہوا اور بعض ضعفاے اہل اسلام نے عار فرار اختیار کی تو اونکو شک پیدا ہوگیا اور عہد کو توڑ ڈالا یعنی کعب بن الاشرف معہ چالیس یہودیون کے مکہ مین گیا ابوسفیان بن معاویہ نے معہ چالیس مشرکین کے کعب سے روبرو کعبہ کے عہد کیا کہ باہم اتفاق کر کے حضرت سے لڑینگے کعب واپس مدینہ مین آیا اور مقتول ہوا چنانچہ گذرا اول ہنگامہ بنی نضیر کا اسطرح سے ہوا کہ مدینہ مین دو گروہ یہودیون کے اولاد حضرت ہارون سے تھے ایک بنی نضیر دوسرے بنی قریظہ بنی قریظہ سات سو آدمی تھے اور بنی نضیر ہزار نفر اور بنی نضیر پاس مال و اسباب بہت تہا اور نسبت بنی قریظہ کے مالدار تھے اور بنی نضیر ہم سوگند عبد اللہ ابن ابی منافق کے تھے اور باہم ان دونون قبیلون کے اتفاق بہت تہا جب بعد ہجرت حضرت سید المرسلین ہر دو قبیلہ اوس و خزرج مشرف باسلام ہو گیا عبد اللہ کا ضعیف ہوا اسی اثنا مین ایک شخص بنی نضیر کا بنی قریظہ کے ہاتھ سے مارا گیا پس بنی نضیر نے دیت مع قاتل کے جیساکہ اونمین عہد مقرر تہا طلب کی قریظہ نے کہا کہ یہہ خلاف حکم توریت کے ہے اور نتیجہ تمہی ہم پر ایسا قرار دیا ہے یا قاتل دینگے یا دیت حوالہ کرینگے اگر اسمین راضی نہین ہو تو محمد کی طرف رجوع کرین کہ وہ حکم ہوئے فیصلہ اسکا کردین تب بنی نضیر نے عبد اللہ ابن ابی سے کہا کہ رسولخدا سے درخواست کر کہ ہمارے عہد کو قایم رکہین عبد اللہ منافق نے ‌‌ یہہ آسان ہے اگر حضرت موافق تمہاری خواہش کے فیصلہ کرین تو قبول کرنا ورنہ انکار کرنا بعد اسکے عبد اللہ خدمت حضرت مین آیا اور عرض کی کہ ان دو گروہ یہود مین عہد ہوچکا ہے اب بنی قریظہ نقض عہد چاہتے ہین اسیواسطے اونہون نے انکو حکم قرار دیا ہے خطا ہے اونکے عہد کو باطل نہ کیجئے کا کیونکہ بنی نضیر با قوت و شوکت ہین اگر کوئی فتنہ برپا ہوا تو تدبیر اوسکی مشکل ہوگی اوسکے کلمات تہدید آمیز سے جناب رسولخدا آزردہ ہوا اور کچھ جواب نہ دیا تا اینکہ حضرت روح الامین ان آیات مقدسات کو لائے يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ یعنی رسولخدا تمہین اندوہناک نکرین وہ لوگ جو جلدی کرتے ہین کفر مین اون لوگون سے کہ کہا اونہون نے ایمان لائے ہم صرف اپنے موہون سے اور نہین ایمان لائے دل او

ومن الذین هادوا سماعون للکذب سماعون لقوم آخرین لم یاتوک یعنی بعض اونمین کہ دین یہود کا رکہتی
ہین سننی والی ہین قول تیرا اسواسطی کہ جہوٹہہ بولین اوپر تیری یا سننی والی ہین جہوٹہہ ابن ابی کا اور سننی والے
ہین واسطی اوس گروہ کے جو نہین حاضر ہوی پاس تیری یعنی وہ شخص کہ جانب بنی نضیر سی ابن ابی کی پاس
آیا تہا یحرفون الکلم من بعد مواضعه یقولون ان اوتیتم هذا فخذوه وان لم توتوه
فاحذروا تغیر دیتی ہین کلمات کو ان مواضع سی کہ جناب باری عز اسمہ نی وہان قرار دیا ہی کہتی ہین کہ اگر
دی جاؤ تم جو طلب کرتی ہو قبول کرو اور اگر نہ دی جاؤ تم موافق خواہش اپنی کی تو حذر کرو قبول کرنسی اور
یہہ اشارہ طرف قول ابن ابی کی جو بنی نضیر سی کہا تہا پس حضرت نی برخلاف خواہش بنی نضیر کی حکم فرمایا
اور اوس عہد کو جو خلاف توریت تہا باطل کیا اس حکم سی بنی نضیر بہت ناخوش ہوی اور وجہ اخراج کی یہہ ہے
کہ جناب سید انبیا کو ایک مرتبہ ضرورت قرض لینی کی ہوی پس معہ صحابہ کی جانب بنی نضیر گئی الی کعب بن الاشرف
زندہ تہا اور ایک روایت مین یہہ کہ حیی بن اخطب کے پاس گئی جب اوسنے حضرت کو دیکہا تو بہت تعظیم کی اور بہانہ
کہانا لانی کی اٹہا اور قصد تدبیر قتل کا کیا اور حضرت کو ایک دیوار کی پیچہی بٹہایا تہا حیی ابن اخطب نی کہا کہ اب
کوئی ہی پتہر اوٹہا کی عمرو ابن جحاش نی قبول کیا لیکن عبد السلام بن مشکم نی کہا کہ ایسا کام نکرو جناب باری عز اسمہ
نبی کو اس ارادہ سی اپنی نبی کو مطلع کریگا اسی اثنا مین حضرت جبرئیل نازل ہوی اور کیفیت واقعہ سی اطلاع دی
حضرت متوجہ مدینہ طیبہ ہوی عبد اللہ بن صوریہ نی اونسی کہا کہ پیغمبر خدا تمہاری عزم سی مطلع ہوی اب تمکو یہان سے
نکال دینگی بہتر یہہ ہی کہ ان دو باتونسی ایک امر قبول کرو اول یہہ ہی کہ اسلام قبول کرو کہ جان و مال سی امن ہو
دوسری یہہ کہ جب حکم اخراج تمہاری نسبت صادر ہو بی تامل مدینہ سی نکل جاو مسلمان ہونا تمہاری حق مین خوب ہی یہود
نی اسلام سی انکار کیا پس حضرت نی محمد ابن مسلمہ کو بنی نضیر کی پاس بہیجا کہ خدا تعالی نی تمہاری ضمایر سی مجہی اطلاع
دی اب تم مدینہ سی نکل جاو یا مہیای جنگ رہو صرف تین دن کی تمکو مہلت ہی اونہون نی اول چلی جانا
چاہا لاکن ابن ابی نی کہلا بہیجا تو تم نجاو بلکہ جنگ کرو اور مین مع اپنی قوم اور حلفا کی تمہاری اعانت کو حاضر
ہوتا ہون اور بنی قریظہ اور حلفا اونکی بنی غطفان وغیرہ تمہاری نصرت کرینگی اور اگر اب بہی تم جانا چاہتی ہو تو ہم بہی
تمہاری ساتہہ نکل چلینگی تب یہودیون نی اپنی قلاع کو درست کیا اور مہیای جنگ و جدال ہوی اور حضرت
سی کہلا بہیجا کہ ہم یہانسی نہین جاتی ہین پس حضرت نی اور صحابہ نی تکبیر کہی اور علم نصرت شیم حوالہ جناب
امیر کی فرمایا اور متوجہ قلاع بنی نضیر ہوی اور محاصرہ کیا تب ابن ابی اور بنی قریظہ نی اونکی مدد نکی اور حضرت نی
پندرہ یا اکیس روز تک محاصرہ کیا شیخ مفید اور ابن شہرآشوب نی روایت کی ہی کہ اوس دن خیمہ حضرت کا اقصای
قبیلہ بنی حطمہ مین منصوب تہا جب رات ہوگئی جانب بنی نضیر سی ایک شخص نی بجانب خیمہ تیر مارا حضرت نی حکم دیا

کہ وہانسی

که وہان سی خیمه اٹھاکی دامن کوه مین منصوب کیا گیا اور مهاجر اور انصار گرد خیمه حضرت کی متوقف ہوی جب رات
زیاده آئی تب لوگون نی عرض کی ہم امیرالمومنین کو نہین دیکہتی حضرت نی ارشاد کیا که مشغول کسی کام کی مین جس سے
اسلام کو فائده پہونچیگا تہوری عرصه مین جناب امیر معه سر اوس یہودی کی که جس نی تیر چلایا تہا اور نام اوسکا عمرو
تہا تشریف لائی حضرت بہت خوش ہوی اور فرمایا که کیفیت قتل بیان کرو جناب امیر نی عرض کی که جب
اوسکا تیر آیا تب مینی جانا که یہه شخص شجاع ہی البته ضرور باہر آئیگا پس مین اوسکی کمین مین بیٹہا که اس عرصه مین یہه شخص
معه نو آدمی کی قلعه سی باہر آیا مینی حمله کیا یہه قتل ہوا اور ہمراہی اسکی بہاگ گئی لاکن ابہی دور نہین گئی قریب ہونگے
اونکی تعاقب مین بہی جاتا ہون که قتل کرون پس حضرت نی دس صحابی ہمراه کئی مثل سہل ابن حنیف وغیره
پس قتل کئی اسکی که وه داخل قلعه ہون سبکو قتل کیا اور سر اونکی حاضر کئی اور یہود پر رعب غالب ہوا اور نہایت مضطر
ہوگئی اپنی گہرون کو خود گرانا شروع کیا جب بہت مضطر ہوی تو امان چاہی حضرت نی فرمایا سوای اسلحه جو مال لیجا سکتی ہو
لیجاو اور مدینه کو چہوڑ دو تب اونہون چہه سو اونٹ بار کیا اور روانه خیبر ہوی پچاس زره اور پچاس خود تین سو
چالیس تلوارین قبضه اہل اسلام مین آئین چونکه جناب رسولخدا نی اونکی اسباب و جایداد کو بی جنگ لیا تہا تو یہه
خاص حضرت کی واسطی تہا لاکن حضرت نی اسباب منقوله مهاجرین پر تقسیم فرمایا اور جایداد غیر منقول یعنی زمین
اور چاه و چشمه و نہر و جنگل وغیره حواله جناب امیر کی کیا که اولاد جناب سیده سلام الله علیها پر وقف کرین
منجمله اسی جایداد کی جو حوالی خلیفه اول نی ابتدای عہد خلافت مین اسکو مع فدک کی غصب کیا اور
جب جناب سیده نی بموجب روایت بخاری کی اسکا دعوی کیا تو لاچار ہو کی جو اپنی جہوٹی حدیث جناب رسولخدا
پر خلاف نصوص قرآنیه افترا کی جسکی جناب سیده نی تکذیب کی اور ناخوش ہوئین اور سوای ضرورت اتمام حجت کے
ابوبکر سی کبہی کلام نکی اور علمای سنیه بہی ابوبکر کو روایت ان الفاظ مین منفرد کہتی ہین چنانچه جلال الدین
سیوطی نی تاریخ الخلفا اور ولی الله نی ازالة الخفا مین اسکی تصریح کی ہی که سوای ابوبکر کی اس روایت کا علم کسی
کو نه تہا اور تفصیل اسکی انشاء الله المستعان غزوه خیبر مین بیچ مقدمه فدک کی آئیگی تامنتظر غرض عمر ابن خطاب
نی اپنی عہد مین عوالی وغیره کو حوالی جناب امیر کی کیا جیسا که بخاری نی تصریح کی ہی اور سوره حشر مین یہه آیات
اس قصه مین نازل ہوئین هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ
مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ وه ہی خدا که خارج کیا اوسنی
کافرونکو اہل توریت سی اونکی گہرونسی بیچ اول اخراج اونکی کی جزیره عرب سی اور ای مومنین تم گمان نرکہتی تہی
که خارج ہون وه کافر بلکه گمان رکہتی تہی تم که منع کرنی والی ہین حصار و قلاع مستحکمه اونکی اسی که عذاب خدا
اونپر نازل ہو فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ

بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین فاعتبروا یا اولی الابصار پس پہونچا اونکو عذاب
خدا تعالی و باتسی کہ گمان نرکھتی تہی اور ڈالدیا اونکی دلونمین ترس و خوف کو اوسوقت کہ خراب کرتی تہی
اپنی گہرونکو اپنی اور مومنین کی ہاتہونسی پس عبرت پکڑو ای صاحبان بصیرت ولولا ان کتب اللہ علیھم
الجلاء لعذبھم فی الدنیا ولھم فی الاخرة عذاب النار اگر نہ مقدر ہوتی واسطی اونکی جلا وطنی اور
آوارہ ہونا اپنی گہرونسی البتہ عذاب کرتا اونکو دنیا مین بقتل و اسیری اور آمادہ و مہیا ہی واسطی اونکی آخرت
مین عذاب جہنم کا ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ ومن یشاق اللہ فان اللہ شدید العقاب
یہہ عذاب اونکو اسواسطہ ہوا کہ اونہوں نی دشمنی و مخالفت کیے خدا اور رسول اوسکی کی اور جو کوئی دشمنی و مخالفت
کرتی ہی ساتھہ خدا کی پس تحقیق خدا صاحب عقاب شدید ہی ما قطعتم من لینة او ترکتموھا قائمة
علی اصولھا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین جو درخت خرما کہ قطع کئی تمنی یا استادہ رہنی دئی
اپنی جڑون پر پس یہہ بامر خدا تہا اور اسواسطہ کہ خوار و ذلیل ہوں فاسقان یہود اور عبد اللہ بن ابی
منافق اور اوسکی رفقا کی واسطہ خدا تعالی نی یہہ آیات بہیجین الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانھم
الذین کفروا من اھل الکتاب لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا
ابدا وان قوتلتم لننصرنکم واللہ یشھد انھم لکاذبون ای پیغمبر آیا نہین دیکہا طرف
اونکی کہ نفاق اختیار کیا ہی اونہوں نی کہتی ہین اپنی بہائیوں کو کہ کافر ہوئی ہین اہل توریت سی کہ اگر
نکالدیئی جاؤ تم اپنی دیارسی البتہ ہم نکلینگی تمہاری ساتہہ از روی دوستی کی اور فرمان برداری نکرینگی
تمہاری آزار دہی مین کسیکی ہرگز اور اگر جہاد کرین ساتہہ تمہاری اصحاب جناب رسولخدا تو نصرت کرینگی ہم تمہاری اور
خدا تعالی گواہی دیتا ہی کہ وہ لوگ جہوٹی اور دروغگو ہین لئن اخرجوا لا یخرجون معھم ولئن
قوتلوا لا ینصرونھم ولئن نصروھم لیولن الادبار ثم لا ینصرون اگر نکالدیئی جاینگی
یہود مدینہ سی تو منافق نہ جائینگی ساتہہ اونکی اور اگر جہاد کرین یہود سی تو منافقین نصرت نکرین اونکی اور
اگر نصرت کرین اونکی تو البتہ بہاگ جائینگی پس نصرت نہ دی جائینگی وہ منافق لانتم اشد رھبة
فی صدورھم من اللہ ذلک بانھم قوم لا یفقھون لا یقاتلونکم جمیعا الا فی قری
محصنة او من وراء جدر باسھم بینھم شدید تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتی
ذلک بانھم قوم لا یعقلون البتہ تم مومنین شدید تر جہت خوف سی اونکی سینونمین جانب خدا تعالی سی
اور سبب اسکا یہہ ہی کہ وہ ایسی گروہ ہین کہ نہین جانتی عظمت خدا نہین کارزار کرتی تمسی سب وہ مگر اون شہرونمین
کہ محکم ہین ساتہہ خندق و برج کی یا پس دیوار کی شدت کارزار اونکی حقیقت مین بہت ہی لاکن خدا تعالی نی اونکو

تمسی ڈرایا ہی

سے ڈرایا ہی ای پیغمبر تو گمان کرتا ہی یہودیون اور منافقونکو کہ مجتمع و متفق حالانکہ دل اونکی پراگندہ ہین اور یہہ سبب اسلئے
ہی کہ وہ گروہ چند ہین کہ تعقل نہین کرتی یا صاحب عقل نہین کَمَثَلِ الَّذِینَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِیبًا ذَاقُوا
وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِیمٌ مثل اونکی مانند ان لوگون کی ہی کہ تھی پہلی اونکی نزدیکی چکھی مزی عاقبت
کار اپنی کی اور اونکی واسطی عذاب ہی دردآورندہ علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ مراد اون لوگونسی بنی قینقاع
ہین کہ بہت جلد غضب خدا مین گرفتار ہوئی پس خدا تعالی نی مثل بیان کی واسطی عبد اللہ بن ابی و بنی نضیر کے
كَمَثَلِ الشَّیْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّی بَرِیءٌ مِّنكَ إِنِّی أَخَافُ اللَّهَ
رَبَّ الْعَالَمِینَ یعنی مثل اونکی مثل شیطان کی ہی کہ کہا اوسنی انسان کی تئین کہ کافر ہو پس جب کافر
ہوا تو کہا کہ مین بیزار ہون تجھسی تحقیق مین ڈرتا ہون اللہ تعالی سی کہ پروردگار عالمیان ہی پس علی ابن ابراہیم نے
اس قصہ کی تتمہ مین جناب صادق سی روایت کی ہی کہ جب جناب رسولخدا نی بنی نضیر سی رجعت کی قصد کیا کہ
مال غنیمت کو صحابہ مین تقسیم فرماوین اگرچہ مال آنحضرت کا ہی تہا پس انصار کو دو چیزونمین مخیر فرمایا کیونکہ مدینہ مین
جب تشریف لائی تہی تو مقرر کیا تہا کہ سب انصار مہاجرین کو اپنی اموال اور گھرونمین شریک کرین اور اونکو اپنی
گھرونمین رہنی کی جگہ دیوین اور اونکی اخراجات کی متحمل ہون پس اوسوقت حضرت نی فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ہم
غنیمت کو خاص مہاجرین کرون اور اونکو اجازت دون کہ تمہاری گھرونسی جدا ہوکی رہین اور اپنا خرچ کرین
اور اگر چاہو تو سب مین برابر تقسیم کرون اور مہاجرین تمہاری گھرونمین رہین اور تم متحمل اونکی اخراجات کی رہو
انصار نی عرض کی کہ مہاجرین پر قسمت فرمائی پس حضرت نی مہاجرین پر مال غنیمت تقسیم کیا اور اونکو الگ
رہنی کا حکم دیا اور انصار کو کچھہ نہ دیا الا سہل بن حنیف اور ایک انصاری کو کہ اونہون نی اپنی پریشانی ظاہر
کی تہی باین سبب اونکو بہی حصہ دیا اور شیخ طبرسی نی روایت کی ہی کہ انصار نی عرض کی حصہ مال غنیمت بہی
مہاجرین کو دیا جاوی اور اسپر بہی ہماری گھرونمین رہین اور ہماری اموال مین سی بہی حصہ لین پس خدا تعالی نے
نی یہہ آیت اونکی مدح مین نازل کی وَیُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی اختیار
کرتی ہین مہاجرین کو اپنی نفسون پر ہرچند اونکو احتیاج اوسکی ہی کہ ایثار اوسکو کرتی ہین **بیان**
چہارم کیفیت غزوہ ذات الرقاع و غزوہ عسفان مین ہی شیخ طبرسی رحمہ اللہ سی منقول ہی کہ آیہ فَإِذَا
كُنتَ فِیهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ کہ یہہ کیفیت نماز خوف کی نازل ہوئی البتہ وقت نزول اس آیہ شریفہ کا
ہوا کہ جناب رسولخدا عسفان مین تہی اور مشرکین ضجنان مین تہی پس حضرت نی نماز عصر کو بعنوان نماز خوف ادا فرمایا
اور منقول ہی کہ جب حضرت قبیلہ محارب اور بنی محارب اور بنی انمار سی محاربہ کی واسطی تشریف لیگئی تو وہ بھاگ گئی حضرت
نی وہان نزول اجلال فرمایا چونکہ کوئی مخالف وہان نہ تہا سب نی اسلحہ رکھدی اور حضرت واسطی کسی ضرورت کی اکیلی تشریف

غزوہ ذات الرقاع
غزوہ عسفان

لیگئی کہ ایک وادی بیچ مین حایل ہوی اس اثنا مین پانی برسا کہ جس سے سیل آگئے پس غورث بن حارث حجازی بقصد ایذا
حضرت کی قریب آیا اور بعد دیکھنی معجزہ کی واپس ہو گیا اور یہہ قصہ معجزات مین ذکر ہوا ہی اور کتاب اعلام الوری مین مذکور
ہی کہ حضرت بعد غزوہ بنی نضیر کی متوجہ بنی لحیان کی ہوی کہ تدارک قتل شہدای بیر معونہ فرمائین بنی لحیان باستماع صوت
اسلامی کی بھاگ گئی بعد اوسکی واسطی تخویف اہل مکہ کی عسفان تک تشریف لائی پھر بقصد غزوہ بنی محارب و بنی ثعلبہ تشریف
لیگئی اور اوسکو غزوہ ذات الرقاع کہتی ہین مگر اسمین لڑائی نہوی **فصل** در بیان غزوہ بدر صغری وغیرہ تا غزوہ
خندق منقول ہی کہ ابو سفیان علی المشہور والد معاویہ اموی نی غزوہ احد مین اہل اسلام سی کہا تھا کہ سال آیندہ واسطی جنگ
کی بدر مین حاضر ہون حضرت نی فرمایا تھا کہ انشاء اللہ المستعان ایسا ہی ہو گا اور عادت عرب کی تھی کہ بماہ ذی قعدہ
بدر مین ایک بازار لگتا تھا جسمین عرب حاضر ہوتی تھی جب ایام وعدہ کی قریب آئی تو حضرت نی حکم دیا کہ مہیای جدال و
قتال ہون صحابہ نی تغافل کیا اور ابو سفیان بھی اپنی کہنی سی پشیمان ہوا اور سہیل ابن عمر کو جانب مدینہ روانہ کیا کہ اصحاب
جناب رسولخدا کو مطلع کری کہ لشکر و سامان قریش نی بہت سا جمع کیا ہی کہ شاید وہ خوف سی باز رہین اوسوقت
یہہ آیت نازل ہوی فقاتل فی سبیل اللہ الآیہ یعنی قتال کر راہ خدا مین اور نہین تکلیف دیتی ہم مگر تیری نفس
کو اور رغبت دو مومنین کو اوپر قتال کی شاید کہ خدا باز رکھی ضرر کفار کا اور جناب باری کا باس اور ضرر
شدید تر ہی جب یہہ آیہ نازل ہوی تو حضرت نی ارادہ سفر کا کیا اور فرمایا کہ قسم ہی مجھی کہ مین جاؤنگا
اگرچہ تنہا ہون اور کوی میری ساتھ نجاوی پس عبد اللہ بن رواحہ کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور علم نصرت شیم حوالہ جناب
امیر کی فرمایا اور متوجہ بدر ہوی پندرہ سو صحابہ جنمین دس سوار تھی ہمراہ حضرت کی تھی اور ان لوگون نی اسباب
تجارت بہت سا ساتھ لیا تھا پس پہلی رات ذی قعدہ سنہ ۴ ہجری مین وارد بدر کی ہوی اور آٹھہ دن وہان مقام
کیا لوگون نی اپنا مال و اسباب فروخت کیا کہ ایک درہم والی کی دو درہم ہو گئی اور مسلمانونکی جرئت سی رعب
مشرکین کی دلون پر مستولی ہوا اور مکہ سی ابو سفیان مع دو ہزار نفر و پچاس سوار کی نکلا جب مشرکین مر الظہران تک
پہونچی تو بہت نادم ہوی اور کہا کہ اب کی سال بسبب خشک سالی کی گھاس گھوڑون کو نہین ملتی ہم ایسی سال مین
لڑائی کرینگی کہ جس مین گھاس و پانی دواب کو بہت بہم پہونچی پس صفوان بن امیہ نی ابو سفیان کو بہت ملامت
کی اور کہا کہ تونی ناحق وعدہ جنگ کا کیا اب جو ہم سی خلف وعدہ ہو گا تو جرئت اہل اسلام کی زیادہ
ہو گی پس جانب مکہ مراجعت کی اور مشغول تہیہ جنگ خندق ہوی اور اس سال مین بہت سی وقایع پیش آئی کہ
اس مختصر مین گنجایش نہین ازانجملہ حکم رجم جاری ہوا چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سی منقول ہی کہ ایک عورت
یہودیہ خیبریہ نی کہ اپنی قوم مین شریف و نجیب تھی ایک مرد اشراف یہود سی زنا کیا اور یہہ دونو محصن تھی
یہودیون نی بسبب بزرگی ان دونو کی نہ چاہا کہ سنگسار کرین پس ایک خط بنام یہودان مدینہ اس مضمون

غزوۂ بدر صغری و غیرہ
غزوۂ خندق

سی

سی لکھا کہ اس مسئلہ مین جناب رسولخدا سی سوال کرین شاید حضرت سنگسار کرنی سی منع کرین چنانچہ کعب بن
الاشرف وکعب بن الاسید وسعبہ بن عامر ومالک بن الصیف وکنانہ بن ابی الحقیق وغیرہ بزرگان یہود
انحضرت کی خدمت مبارک مین حاضر ہوی اور صورت مسئلہ کی عرض کی حضرت نی فرمایا کہ آیا میری حکم پر راضی ہوگی
سب نی عرض کیا کہ جو آپ فرمائین وہی بجا لائینگی پس جبرئیل حکم رجم کا لائی جب یہودیون نی اطلاع پائی تو
منکر ہوی پس حضرت نی موافق وحی الٰہی کی اونسی کہا کہ تم پہچانتی ہو جوان سادہ وسفید یک چشم کو جو فدک مین ساکن
ہی اور نام اوسکا عبد اللہ بن صوریہ ہی سب نی کہا ہم جانتی ہین کہ وہ دانا ترین یہودان روی زمین ہی حضرت
نی ارشاد کیا کہ اوسکو طلب کرو غرض اوسکو لای جب حاضر ہوا تو حضرت نی فرمایا کہ قسم ہی تجھی خدای یگانہ
کی جسنی توریت کو واسطی موسی کی نازل کیا اور دریا کو واسطی تمہاری شگافتہ کیا اور آل فرعون کو غرق کیا
اور تمکو نجات دی اور ابر کو تمہارا سایبان کیا اور من وسلوی تمہاری کھانی کو بھیجا سچ بیان کر کہ آیا حکم رجم کا
توریت مین ہی یا نہین ابن صوریہ نی کہا کہ قسم ہی اوس خدا کی جسکی تعریف آپ نی کی کہ یہہ حکم توریت مین ہی
اگر مجکو خوف اس باتکا نہوتا کہ اگر جھوٹ کہونگا تو مجہپر عذاب نازل ہوگا تو مین جھوٹ کہتا اور تغیر دیتا
بعد اسکی ابن صوریہ نی عرض کی کہ یا حضرت آپکی شریعت مین یہہ حکم کسطرح سی ہی حضرت نی فرمایا کہ صورت اسکی
یہہ ہی کہ جب چار گواہ عادل گواہی دین کہ مانند میل کی مکحلہ مین دیکہا ہی اونمین سی جو کوئی محصن ہو رجم کیا
جائی ابن صوریہ نی کہا کہ توریت مین بہی اسیطرح سی ہی پہر حضرت نی وجہ ضرورت تغیر کی استفسار کی ابن صوریہ نی
کہا کہ علمای یہود بزرگان واشراف کو عوض اس ارتکاب کی رجم نکر سکتی تہی صرف ضعفا کو رجم کیا
کرتی تہی اسواسطہ اقویا مین زنا بہت مروج ہوا تا انکہ پسر عم بادشاہ ہماری نی زنا کیا اوسکو رجم نکر سکی تہوڑی
دنون کی بعد ایک اور شخص نی زنا کیا بادشاہ نی چاہا کہ سنگسار کری اوس شخص کی اقربا نی کہا کہ جب تک
بادشاہ اپنی پسر عم کو رجم نکری تب تک ہم مرحوم ہونا اپنی عزیز کا گوارا نکرینگی بعد اوسکی علمای یہود نی
ایک مجلس شوری قرار دی کہ جسمین نسخ ایک حکم شریعت موسوی کا چاہا اور یہہ تجویز قرار دی کہ ایسا حکم جاری
کرین کہ علی السویہ قوی وضعیف پر جاری ہو تب یہہ مقرر ہوا کہ زانی کو چالیس تازیانہ مار کر موہنہ سیاہ
کرکی سواری خر وارگون شہر مین پہرائین چنانچہ یہہ حکم بجای رجم جاری ہماری ہی یہود ناخوش ہوی
اور کہا کہ بہت جلد تونی اعتراف کیا اور ہمنی تعریف تیری بطور غیبت چھوڑ دی تہی اوسنی کہا کہ مین
قسم سی لاچار ہون پس حضرت نی حکم دیا مرد وعورت صحن مسجد مین سنگسار کی گئی اوسوقت جناب
رسولخدا نی فرمایا کہ مین ہون وہ رسول کہ زندہ کرتا ہون حکم خدا کو جسوقت مخفی کرتی ہین اور لوگ تب یہہ آیت
نازل ہوی یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب ؕ

یعفو عن کثیر یعنی اے اہل توریت تحقیق آیا ہی طرف تمہاری رسول ہمارا کہ بیان کرتا ہی واسطی اون احکام کو کہ جنکو تم
چہپاتی تہی کتاب خدا سی اور عفو کرتا ہی بہت باتون کو پس ابن صوریہ نی کہ حضرت پناہ لیجاتا ہون مین ساتہہ خدا کے
ساتہہ تمہاری اس سی کہ بیان فرمای وہ باتین کہ جسکا ذکر جناب باری عز اسمہ نی نعفو کیا ہی تا کہ ہم رسوا ہون بہر ابن
صوریہ نی سوال کیا کہ حضرت آپ کا سونا کسطرح سی ہی حضرت نی ارشاد کیا آنکہین سوتی ہین اور دل بیدار رہتا ہی
بہر اوسنی کہا کہ بیٹا کبہی باپ کی صورت ہوتا ہی کبہی ماں کی صورت اسکا سبب فرمائی حضرت نی ارشاد کیا
کہ جسکی منی زیادتی کرتی ہی اوسی کی صورت فرزند ہوتا ہی بہر اوسنی پوچہا کہ کونسا عضو منی مرد سی ہوتا اور کونسا عضو
منی عورت سی خلق ہوتا ہی ارشاد کیجیی حضرت نی فرمایا کہ استخوان و پی و رگین منی مرد سی اور گوشت و خون و ناخن
و مو منی عورت سی تب اوسنی تصدیق کی اور کہا اقوال و افعال آپ کی بموجب اقوال و افعال انبیای سابقین کی
ہین بعد اسکی ابن صوریہ دولت اسلام سی مشرف ہوا بعد اس قصہ کی آیات رجم و قصاص جناب باری عز اسمہ نی
نازل فرمائین اور اسی سال مین حضرت نی جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سی عقد کیا اور زینب بنت خزیمہ زوجہ
آنحضرت کی بجوار رحمت الہی منتقل ہوی اور اسی سال مین حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مادر امیر المومنین علیہ السلام
برحمت الہی واصل ہوئین اور جناب رسولخدا نی اپنی قمیص کا کفن دیا اور اپنی ہاتہہ سی دفن کیا اور اسی سال
سوم شعبان کو جناب سید الشہدا سبط اصغر جناب رسول الثقلین مولانا ابی عبد اللہ الحسین بن علی صلوات اللہ
علیہما متولد ہوی اور کیفیت ولادت باسعادت حضرت کی کتب معتبرہ سی مجالس الاحزان مین کہ تالیف جناب
اخ معظم حاج الحرمین الشریفین مولوی سید شریف حسین صانہ اللہ تعالی من کل شرور شین کی ہی اسطرح منقول ہی
وہذہ عبارتہ فی اثارۃ الاحزان عن ام الفضل بنت العباس انہا دخلت علی رسول اللہ فقالت
یا رسول اللہ رایت البارحۃ حلما منکرا فقال لہا ما ہو قالت رایت کان قطعۃ من جسدک قطعت
فوضعت فی حجری فقال رسول اللہ خیرا رایت تلد فاطمۃ غلاما فیکون فی حجرک
ام الفضل بنت عباس سی منقول ہی کہ ایکدن گئین وہ خدمت مین رسولخدا کی اور عرض کی یا رسول اللہ کل مینی
ایک خواب وحشتناک دیکہا ہی حضرت نی استفسار فرمایا ام الفضل نی عرض کی کہ گویا دیکہتی ہون مین
کہ ایک پارہ گوشت آپکی جسم مطہر سی جدا ہوا ہی مینی اوسی اپنی گود مین رکہلیا ہی یہہ سنکر فرمایا جناب رسولخدا
نی کہ یہہ خواب بہت اچہا ہی قریب ہی کہ فاطمہ کی یہان ایک لڑکا پیدا ہو اور تم اوسی گود مین لو فولدت
فاطمۃ الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت منی
التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ تدمعان فقلت بابی انت وامی یا رسول اللہ ما لک ام الفضل
کہتی ہین کہ جسطرح جناب سرور کائنات نی خبر دی تہی اوسیطرح سی جناب سیدہ کی یہان حسین تولد ہوی اور اوس

صاحبزادہ کو

صاحبزادہ کو میری اپنی گود مین لیا پھر حضرت رسولخدا اپنی میری طرف سے منہ پھیر لیا اور مینے دیکھا کہ حضرت کی آنکھوں مین آنسو بھر آئی ہین پس مینے عرض کی کہ مان و باپ میری فدا ہوں تمپر یا رسول اللہ اسوقت آبدیدہ ہونیکا کیا سبب ہی قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی سیقتل ابنی ھذا واتانی بتربۃ من تربتہ حمراء

آنحضرت نی فرمایا کہ ای ام الفضل مجھی جبرئیل نی خبر دی ہی کہ میری ہی امت مین سی ایک گروہ ہو گی کہ قتل کرینگی میری اس فرزند لخت جگر کو تشنہ لب مع خویش و اقارب کی میدان کربلا مین اور اوسکی قتل گاہ سی خاک سرخ مجھی لا کر دی ہی فی الکافی انہ ولد الحسین عام الخندق بالمدینۃ یوم الخمیس او یوم الثلثاء لخمس مضین من شعبان سنہ اربع من الھجرۃ بعد اخیہ بعشرۃ اشھر وعشرین یوما واسمہ الحسین وفی التوریۃ شبیر وفی الانجیل طاب وکنیتہ ابو عبد اللہ والخاص ابو علی والقابہ الشہید السعید والسبط الثانی والامام الثالث کتاب بحار الانوار مین مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نقل فرماتی ہین کہ بتحقیق حضرت خامس آل عبا علیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوی سال فتح خندق مین بیچ شہر مدینہ طیبہ کی روز پنجشنبہ یا روز سہ شنبہ پانچوین تاریخ ماہ شعبان کی ۴ سنہ ہجری تھی اپنی برادر بزرگوار امام حسن کی ولادت باسعادت کی دس مہینہ بیس دن کی بعد اور نام پاک اونکا حسین اور توریت مین شبیر اور انجیل مین نام اونکا طاب ہی کنیت آپ کی ابو عبد اللہ ہی اور کنیت خاص ابو علی اور القاب مبارک شہید اور سعید اور سبط اور امام سوم ہی ایضا فیہ قال کنیتہ الحسین ابو عبد اللہ لاغیر واما القابہ فکثیرۃ الرشید والطیب والوفی والسید والزکی والمبارک والتابع لمرضات اللہ والسبط واشہرھا الزکی ولکن اعلیھا رتبۃ ما لقبہ بہ رسول اللہ فی قولہ عنہ وعن اخیہ انھما سیدا شباب اھل الجنۃ فیکون السید اشرفھا السبط فانہ صح عن رسول اللہ انہ قال حسین سبط من اسباط اور یہی کتاب مذکور مین مسطور ہی کہ کنیت تو حضرت کی فقط ابو عبد اللہ ہی لیکن القاب حضرت کی بہت ہین از انجملہ ہی رشید اور طیب اور وفی اور سید اور زکی اور مبارک اور تابع لمرضات اللہ یعنی راضی ہین برضای خدا اور سبط بھی حضرت کا لقب ہی مگر مشہور سب لقبوں مین زکی ہی لکن پسندیدہ لقب وہ ہی کہ جو پیغمبر خدا نی ارشاد فرمایا ہی کہ حسن و حسین سید ہین یعنی سردار ہین جوانان بہشت کی پس سید لقب حضرت کا اشرف القاب ہی اور اسیطرح سبط بھی اشرف ہی کیونکہ حدیث صحیح مین جناب رسولخدا سی منقول ہی کہ فرمایا حضرت نی کہ نور عین میرا حسین بہترین فرزندان ہی

فی بحار الانوار وغیرہ انہ لما ولد الحسین امر اللہ تعالی جبرئیل ان یھبط الی الارض فی الف من الملئکۃ المقربین لیہنی محمدا خاتم النبیین بمولود سیدۃ نساء العالمین کتاب بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کہ جسوقت جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کی یہان امام

حسین متولد ہوی تو اوسوقت جبرئیل کو درگاہ رب جلیل سے خطاب پہنچا کہ ای جبرئیل ہزار فرشتہ ہمراہ اپنے
لیکر زمین پر نازل ہو اور ہماری جانب سے سولحد انکو تولد حسین کی مبارکبادی دی فہبط فمر بجزیرۃ فیھا
ملک یقال لہ فطرس ہر جبرئیل امین یہہ سنکر روانہ ہوی اثنای راہ مین گذر انکا ایک جزیرہ مین ہوا اور وہان
جبرئیل کو ایک فرشتہ نظر پڑا کہ نام اوسکا فطرس تہا بعثہ اللہ فی شیء فابطاء فکسر جناحہ فالقاہ
فی تلک الجزیرۃ مدۃ طویلۃ خداوند عالم نے اوس فرشتہ کو کسی امر پر مامور کیا تہا اور اوس سے اوس کام
کی بجالانی مین کچھ تاخیر ہوی تہی پس خداوند جبار نے پر و بال اوسکی توڑ کی اوسی جزیرہ مین ڈال دیا تہا اور
اوسکو ایک مدت طویل گذری تہی فمکث الملک یعبد اللہ تعالی سبعمائۃ عام غرض کہ فطرس کو سات
سو برس اوسی حال سے گذر گئی کہ اوس جزیرہ مین عبادت خدا کیا کرتا تہا و فی بعض الکتب ان اللہ لما
غضب علی ھذا الملک خیرہ بین عذاب الدنیا والاخرۃ اور بعض کتب مین یہہ منقول ہی کہ جب
فطرس پر غضب الہی نازل ہوا تو حقتعالی نے اوسے مختار کیا کہ چاہے عذاب دنیا اپنے لئے اختیار کرے اور چاہے عذاب
آخرۃ گوارا کرے فاختار عذاب الدنیا یعنی فطرس نے عذاب دنیا قبول کیا فکسر جناحیہ والقاہ فی
تلک الجزیرۃ معلقا باشفار عینیہ سبعمائۃ عام لا یمر علیہ حیوان من تحتہ الا استرق
من دخان یفوح منہ متغیرا منقطع پس جب فطرس درگاہ الہی مین یہہ عرض کی کہ خداوندا عذاب دنیا
سہل تر ہی عذاب آخرت سے تو اوسوقت حکم خدا سے پر و بال اوسکی گر گئی اور اوسکو معلق نزدیک چشمہ پر لٹکا دیا
اور پیوستہ دود ہوا اوسکی زیر پا سے بلند تہا غرضکہ اسیطرح کی عذاب الیم مین سات برس تک فطرس گرفتار
رہا حتی ولد الحسین علیہ السلام فقال الملک یا اخی جبرئیل الی این تریدہ یہان تک جناب امام
حسین تولد ہوی اور جبرئیل جانب رب جلیل سے واسطے مبارکباد دینے سولحدا کی جاتی تہی کہ اثناء راہ مین فطرس
سے ملاقات ہوی فطرس نے پوچہا ای اخی جبرئیل تم کہان جاتی ہو فقال ان اللہ انعم علی محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ بمولود فبعثنی الیہ اھنیہ عن اللہ جبرئیل نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان کی یہان نواسا
پیدا ہوا ہی پس مین جانب خدا سے مبارکباد کی لئی جاتا ہون فقال الملک یا جبرئیل قد مکثت فی
ھذہ الجزیرۃ سبعمائۃ عام وقد ضاق صدری وعیل صبری فطرس نے یہہ بات سنکر کہا
کہ ای اخی جبرئیل سات سو برس مجہی گذری ہین کہ اس عذاب الیم مین گرفتار ہون اور اب زیادہ اسکی تاب
مجہین عذاب خدا کی نہین ہی احملنی معک لعلہ یدعوا لی بالعافیۃ ای بہائی تم مجکو ہمراہ اپنی حضرت
کی خدمت مین لیچلو شاید کہ وہ جناب میری حال پر رحم کرین اور میری عفو تقصیرات کی لئی درگاہ الہی مین
دعا کرین ویشفع لی عند اللہ تعالی فی جبر جناحی المکسور اور وہ جناب شفاعت کرین میری درگاہ

خدا میں اور اونکی برکت دعا سے میں اس قدر اسے مخلص پاؤں اور بال و پر مجھے عطا ہوں کہ میں اپنے مقام پر پہنچوں فحمله
جبرئیل علی طرف ریشه من جناحه حتی دخل علی النبی پس جبرئیل کو حال فطرس پر رحم آیا اور اوسکو
اپنے پروں پر اوٹھا کر خدمت رسولخدا میں حاضر ہوے فهنا جبرئیل عن الله واخبره بحال الفطرس
پس پہلے تو جبرئیل نے رسولخدا کو ولادت حسین کی تہنیت اور مبارکباد جانب رب جلیل سے دی اور بعد ازاں
احوال فطرس بیان کیا فقال له النبی قل له یقوم ویمسح جناحه بهذا المولود رسولخدا نے یہ
یہ حال سنکر جبرئیل سے فرمایا کہ فطرس سے کہو کہ بدن اپنا اس مولود کے بدن سے ملے اور مسح کرے تا حقتعالی
سے اس مولود کی بال و پر فطرس کو عطا کرے بمقام الملائکه ومسح جناحیه فاعاد الله فی الحال جناحیه
فطرس بموجب ارشاد حضرت کے کہڑا ہو گیا اور بدن اپنا امام حسین کے جسم مبارک سے ملا فی الفور ببرکت جسم مبارک
امام حسین سے تمام بال و پر اوسکے بدستور پیدا ہو گئے ثم ارتفع مع جبرئیل الی السماء وهو یقول
اور پہر وہ فرشتہ ساتھ جبرئیل کے جانب آسمان پرواز کر گیا اور وہ فطرس بفخر و ناز فرشتوں سے کہتا تہا کہ من
مثلی وانا عتیق الحسین یعنی کون ہے مثل میری کہ میں آزاد کردہ امام حسین ہوں فی الکافی
عن ابی عبد الله علیه السلام قال لم یرضع الحسین من فاطمة ولا من انثی کان یوتی
به النبی فیضع ابهامه فی فیه فیمص منها ما یکفیه الیومین والثلث کتاب کافی میں منقول ہے
کہ فرمایا حضرت صادق نے کہ امام حسین نے نہیں پیا شیر جناب سیدہ کا اور نہ دودہ کسی عورت کا لیکن معمول
تہا کہ آنحضرتکو رسولخدا کے پاس لیجاتی تہیں پس رسولخدا انگوٹہا اپنا دہن امام حسین میں دیتے تہے پس امام حسین
انگشت مبارک آنحضرت کی چوستے تہے تا آنکہ دو دن یا تین دن تک احتیاج شیر نہوتی تہی فنبت لحمه اللحم
من لحم رسول الله ودمه الحدیث پس پیدا ہوا خون اور گوشت امام حسین کا لحم اور خون سے رسولخدا
کے وعن الرضا ان النبی کان یوتی به الحسین فیلقمه لسانه فیمصه فیجتزی به ولم یرضع
من انثی اور جناب امام رضا فرماتے ہیں کہ جب امام حسین کو رسولخدا کے پاس لیجاتی تہیں تو وہ جناب زبان
مبارک اپنی دہن امام حسین میں دیتے تہے اور امام حسین زبان رسولخدا کو چوستے اور اوسکی اسقدر سیر ہوتی تہی کہ
انکو پہر احتیاج شیر نہوتی تہی اور امام حسین نے بجز اسکے کسیکا دودہ نہیں پیا **غزوہ احزاب** و اسی کو غزوہ
خندق بہی کہتے ہیں جناب شیخ مفید و شیخ طبرسی رضی الله تعالی عنهما نے روایت کی ہے کہ یہہ غزوہ پانچویں برس
ہجرت سے ہوا اور سبب اسکا اور کیفیت اسکی اسطرح پر ہے کہ جب بنی نضیر کو مدینہ سے نکال دیا تو اکثر روانہ خیبر کی
ہوے اور رئیس انکا حیی ابن اخطب مکہ کو گیا اور ابوسفیان کے پاس جو بنا بر مشہور کے باپ معاویہ کا تہا اور سایر
مشرکین قریش کے پاس گیا اور کہا کہ محمد نے ہماری بہت سے لوگ قتل کئے اور ہمکو ہمارے گہروں سے نکال دیا

اور اموال و مزارع وغیرہ پر تصرف کیا اور اب دشمنی اونکی ہمسی بمنتہی محکم ہوگئی ہی اور بنی قینقاع کو بھی جلاء
وطن کیا اب مناسب یہہ ہی کہ تم دربدر خاک بسر ہو کی اپنی حلفا وغیرہ قبایل عرب کو جمع کرو تا کہ جنگ کرین محمد
اور اصحاب محمد سی مدینہ مین اور ابھی مدینہ مین سات سو نفر ہماری ہم قوم موجود ہین اور بڑی شجاع اور
جنگ آزمودہ ہین اگرچہ حضرت سی اونکا عہد ہو چکا ہی لاکن مین نقض عہد پر اونکو رضامند کرونگا تم اعلانیے
مدینہ سی حملہ کرو اور وہ باہین سی حملہ کرین تاکہ اہل اسلام سی محاربہ کرین اور بنی قریظہ مدینہ سی بفاصلہ دو
میل کی مقیم تہی کہ اوسی پر عبد المطلب کہتی ہین بعد مشورہ حیی ابن اخطب و مشرکین قریش قبایل عرب مین پہرنے
تہی اور تحریص و ترغیب دیتی تہی حتی کہ دس ہزار آدمی واسطی لڑائی کی قریش و کنانہ و اقرع بن حابس
مع اوسکی قوم کی اور عباس بن مرداس مع بنی سلیم کی جمع ہوی شیخ مفید و شیخ طبرسی علیہما الرحمہ کی
ایک روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ سلام ابن ابی الحقیق و حیی ابن اخطب و کنانہ بن ربیعہ و ہوذہ بن قیس و ابو
عمارہ والبی مع ایک جماعت بنی نضیر و بنی والبہ کی مکہ مین پہونچی اور بسبب زیادتی عداوت ابوسفیان ہونے
کی جناب رسولخدا سی پہلی ابوسفیان کی پاس گئی اور مافی الضمیر سی آگاہ کرکی اعانت چاہی ابوسفیان نے
کہا کہ مین متفق ہون تم سایر قریش کو اس بات پر متفق و راضی کر دیجیا چنانچہ سب راضی ہوگئی بعد اسکی قریش نی یہود سے
کہا کہ تم اہل کتاب ہو اور تمہارا کہنا سند ہی تم بیان کرو کہ آیا عبادت جبت اور طاغوت صنمی قریش کی بہتر ہی
یا اوس خدا کی جسکی طرف محمد دعوت کرتا ہی اور لاشریک لہ بتلاتا ہی تا ہی افسوس یہود کی محض بطمع ہوا و ہوس
نفسانی بامید اسکی کہ مشرکین قریش انکی اعانت کو آمادہ ہین شرک باللہ کو تعالی عن ذلک علوا کبیرا اچہا بتلایا
پس خدا جل جلالہ نی یہہ آیت نازل فرمائی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ
وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝ أُولَئِكَ الَّذِينَ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا آیا نہین دیکہا تو طرف اون لوگونکی کہ دیا اونکو بہرہ ہی
کتاب توریت سی کہ بسبب عداوت اہل اسلام کی ایمان لانی والی ہین اوپر جبت اور طاغوت دو نو بتان قریش کی
اور کہتی ہین کافرونکو کہ وہ زیادہ ہدایت پانی والی ہین نسبت اون لوگونکی جو ایمان لائی ہین ساتہہ پیغمبر خدا کے
اور وہ یہود وہ لوگ ہین کہ جنپر لعنت کری ہی پس ہرگز نہین پاوےگا تو واسطی اونکی مددگار غرض قریش یہود
کی ہی خدا تعالی اور جن پر خدا تعالی لعنت کرے
کی تعریف سی بہت خوش ہوئی بعد اسکی ابوسفیان مجمع قریش مین آیا اور کہا کہ خدا نی ہمکو تمہاری دشمن پر
تمکن دیا ہی کیونکہ اب یہود آئی ہین اور تم سب متفق ہوی ہو کہ یا خود قتل ہون یا استیصال اہل اسلام کا
کرین پس قریش یہودیون سی ہمقسم ہوی بعد اسکی قبیلہ غطفان مین گئی اور انکو اس اتفاق قریش سی مطلع
کرکی اپنی ساتہہ شامل کیا پس قریش مکہ سی بارادہ حرب نکلی اور سردار انکا ہی ابوسفیان اموی جو بنابر مشہور

کی بابت حملہ

کی باب معاویہ کا ہی تہا اور بنی غطفان بسرداری عیینہ ابن حصین فزاری و حارث بن عوف و مسعر بن جبلہ مع اپنی
اتباع کی قبیلہ اشجع سی اونکی ساتھہ ہوا اوسکی حلفا سی طلیحہ ساتھہ ایک جماعت کی بنی اسد سی ابو الاعور سلمی مع
بنی سلیم کی ساتھہ قریش کی ہوی جب یہہ خبر بسمع اقدس جناب رسولخدا پہونچی تو اصحاب کو جمع کیا اور اونسی مشورہ
کیا وہ سات سو آدمی تہی پس سلمان رضی اللہ عنہ تقریر کی اور وہ بعینہ معجزات جناب سرور کائنات مین تحریر ہوی
ہی غرض حضرت نی زمین پر خط کہینچی اور صحابہ پر واسطی حفر خندق کی تقسیم کردی چونکہ حضرت ابی عبد اللہ سلمان الفارسی
رضی اللہ عنہ بہت قوی ہیکل تہی لہذا مہاجر و انصار مین تنازع ہوا وہ کہتی تہی کہ سلمان ہممسی ہی اور وہ کہتی
کہ ہممسی ہی تب جناب رسولخدا نی فرمایا اَلسَّلمانُ مِنّا اَهلَ البَیتِ یہہ معنی ہین حدیث کی یہہ کی سلمان
فارسی ذریت طاہرہ سی ہی علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ عند الحفر ما بین حضرت عمار بن یاسر اور
عثمان ابن عفان اموی کی جہگڑہ ہوا سبب یہہ تہا کہ عثمان جو پاس سی گذرا تو غبار خندق کا اوسکو ناگوار
معلوم ہوا تو اوسنی کپڑا مونہہ پر لیا جب یہہ حال عمار نی مشاہدہ کیا جو چند ابیات جنکا مضمون یہہ تہا کہ برابر
نہین وہ شخص جو تیار کری مساجد کو اور بسر کری اپنی اوقات اون مساجد مین درانحالیکہ رکوع و سجدہ کرنی
والا ہو اور وہ شخص کہ اوسپر اگر غبار بہی پڑی تو انحراف کری دوسری جانب از روی معاندت و انکار کی پس
عثمان بہت ناخوش ہوا اور عمار کو برا بہلا کہا اور کہا کہ ای فرزند زن سیاہ تجہی ایسا کہتا ہی یہہ کہکی عثمان
پیغمبر خدا کی پاس گیا کہ ہم اسواسطی مسلمان نہین ہوی کہ لوگونکی گالیان سنی حضرت نی ارشاد کیا کہ اگر تجہی
بجانب اسلام رغبت نہین تو مجہی بہی تیری کافر ہونی کی کچہہ پروا نہین ہی جہان جی چاہی چلا جا اور یہہ آیت
نازل ہوی یَمُنُّونَ عَلَیکَ اَن اَسلَمُوا قُل لا تَمُنُّوا عَلَیَّ اِسلامَکُم بَلِ اللهُ یَمُنُّ عَلَیکُم اَن هَداکُم
لِلاِیمانِ اِن کُنتُم صادِقِینَ اِنَّ اللهَ یَعلَمُ غَیبَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَاللهُ بَصِیرٌ بِما تَعمَلُونَ
یعنی احسان کرتی ہین اوپر تیری اس بات کا کہ ایمان لای ہین کہہ ای محمدؐ کہ احسان نرکہو اوپر میری اپنی اسلام لانی
کا بلکہ خدا نی احسان کیا ہی تمہاری اوپر کہ ہدایت کی ہی تمکو طرف ایمان کی اگر ہو تم راستگو یعنی ایمان لانی والی دل سی
تحقیق کہ خدا تعالی جانتا ہی مخفیات زمین و آسمان کو اور وہ بینا ہی ساتھہ اوس چیز کی کہ عمل مین لاتی ہو سیاق
ان آیات سی جیسا کہ علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی ظاہر و باہر ہی کہ مراد جناب باری عز اسمہ کی یہی کہ وہ
لوگ دروغگو ہین اور ایمان نہین لای محمد ابن یعقوب کلینی اور علی ابن ابراہیم نی بسند صحیح جناب صادقؑ
سی روایت کی ہی کہ اول اسلام مین مقرر تہا کہ اگر کوی ماہ مبارک کی راتکو سو جاتا تہا تو پہر کہانا پینا اوسپر
حرام ہوتا تہا جب حضرت نی حکم خندق کا ماہ مبارک مین دیا تو خوات ابن جبیر انصاری نی کہ بہائی عبد اللہ
ابن جبیر شہید احد کا مرد ضعیف تہا اور مشغول حفر تہا جب راتکو اپنی گہر گیا تو اپنی زوجہ سی کہا کہ میری

واسطی کہانا لاو کہ افطار کرون کہانا پکانی مین دیر ہوئی خواب بی اختیار سوگیا جب کہانا سامنی آیا تو اوسنی
نہ کہایا صبحکو پہر روزہ رکہا اور حفر خندق کی واسطی گیا تو اوسکو بہ سبب شدت عطش و گرسنگی کی غش پر
غش آتی تہی حضرت نی باعث اسکا پوچہا اوسنی سب کیفیت بیان کی پس جناب باری نی اہل اسلام پر
احسان فرمایا اور یہہ آیہ نازل ہوئی کُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ
مِنَ الْفَجْرِ یعنی کہاؤ اور پیو جب تک کہ ظاہر ہو واسطی تمہاری ریسمان سپید صبح کا ریسمان سیاہ شب مین
سی علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ تین دن پہلی قریش کی آنی سی انحضرت حفر خندق سی فارغ ہوئی اور حضرت نی
خندق کی آٹہہ در مقرر کی اور ہر در پر ایک شخص مہاجر اور ایک انصار مین سی مع ایک ایک جماعت کی واسطی حفاظت
کی مقرر و معین فرمایا قبایل قریش اور کنانہ اور اہل تہامہ ساتہہ حی اخطب کی اور مع اپنی حلفا کی جو دس ہزار نفر تہا مین جمع
وغابہ مین آکر مقیم ہوئی اور بنی غطفان مع اپنی توابع کی جو اہل نجد تہی جانب احد کی اوتری اوسوقت جناب رسولخدا مع
تین ہزار اصحاب کی جہاد کی واسطی مدینہ سی باہر نکلی اور ابن شہر آشوب نی روایت کی ہی کہ مجموع لشکر قریش کا اٹہارہ
ہزار آدمی تہا اور بعض نے لکہا ہی کہ دس ہزار نفر تہا جبکہ مشرکین وادی عقیق مین پہونچی اوس رات کو حی اخطب بنی
قریظہ کی پاس گیا اور وہ ایک قلعہ مین مخفی تہی ساتہہ اوس عہد کی جو اونہون نی ساتہہ انحضرت کی کیا تہا جب
حی ابن اخطب نی قلعہ کا در ہلایا تو کعب بن اسید نی آواز سنی اور اپنی قوم سی کہا کہ یہہ تمہارا بہائی ہی کہ اپنی قوم کو گمراہ
کر کی تمکو خراب کرنی کی واسطی آیا ہی اور اب اسکا یہہ ارادہ ہی کہ ہماری عہد کو جو محمد بن عبد اللہ سی ہی توڑ دی اور ہمکو ہرگز یہہ
لایق نہین ہی کہ ہم عہد توڑین کہ اونہون نی ہمکو امان دی اور حق ہمسایگی کا ادا کیا اور اپنی عہد پر قایم رہی یہہ کہہ کی
وہ باہر آیا اور کہا کہ تو کون ہی اوسنی کہا کہ مین ہون حی بن اخطب اوسنی کہا کہ تو کیون آیا ہی اوسنی بیان کیا
تمہاری واسطی عزت اور اقتدار لیکر آیا ہون اوسنی کہا کہ نہین تو ہماری واسطی ذلت و خواری لیکی آیا ہی ابن اخطب
نی کہا کہ یہہ دیکہو کہ قریش مع روسا و حلفا اپنی کی وادی عقیق مین اوتری ہوئی ہین اور بنی فزارہ غابہ مین مقیم
اور بنی سلیم وغیرہ قلعہ بنی شیبان کی قریب ساکن ہین اب اس لشکر کثیرہ انبوہ عظیم کی ساتہہ رسولخدا اور اصحاب اونکی
نوکر سکین گی اب تم قلعہ کا دروازہ کہول دو اور عہد جو اوسنی باندہا ہوا ہی توڑ دو اوسنی کہا کہ ہم ہرگز دروازہ
نہین کہولتی تم جس رستی آئی ہو اوسی رستی چلی جاؤ حی ابن اخطب نی کہا کہ تمنی گوشت ہرن کا جو پکایا ہی اوسمین میرا
شریک ہونا نہین چاہتی ہو جو دروازہ نہین کہولتی ہو تم اس بات کا خوف نکرو مین شریک نہو سکا اوسنی کہا لعنت
خدا کی تو نی ایسی بات کہی ہی کہ جسکی جواب مین عاجز ہون پس دروازہ کہولا حی ابن اخطب داخل ہوا اور کہا کہ وای
ہو حال تیرے ای کعب کہ تو عہد شکنی نہین کرتا اب جلد عہد توڑ دی اور میری بات کو رد نکر کیونکہ اس لشکر سی جمیع
رہا ہوگی اور پہر ایسی فرصت کبہی نہین پائیگا اس اثنا مین روسا یہود جو قلعہ مین تہی مثل غزال ابن شمول کی

بنی قیس و رفاعہ بن زید و زبیر بن باطا جمع ہوئی کعب نی ان سی کہا کہ تمہاری اس باب مین کیا رای ہی سب نی کہا
کہ فرمان بردار ہین تیری جو تو حکم کری بجا لائین اگر عہد توری یا قلعہ سی باہر چلی یا قلعہ مین رہی تیری ساتہہ ہین اور
زبیر ابن باطا نی جو مرد پیر اور صاحب تجربہ تہا کہا کہ مین نی توریت مین پڑہا ہی کہ خداوند عالم ایک نبی مبعوث کریگا آخر
زمانہ مین جو مکہ سی خروج کریگا اور محل ہجرت اوسکا یہی یثرب ہوگا دراز گوش پر سوار ہوگا اور پرانی کپڑی زیب تن
کریگا اور نان خشک اور خرما پر اکتفا کریگا اور بہت صاحب اخلاق ہوگا اور بہت سی آدمی اوسکی مخالفت مین
ماری جائین گی اور اوسکی دونو آنکہون مین سرخی ہوگی اور مابین شانو نکی مہر نبوت ہوگی اپنی تلوار اپنی کاندہی پر رکہیگا
اور کسیکی پروا نہین کریگا جو اوسکی مقابل ہو اور دین اوسکا انتہای زمین تک پہونچیگا اگر وہ یہی پیغمبر ہی تو
کثرت مشرکین کا کچہہ خیال بہی نکریگا اگر کوہای دنیا بہی سرکشی کرین وہ بہی غالب ہوگا ابن اخطب نی کہا کہ یہہ وہ پیغمبر
نہین وہ بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہہ فرزندان اسمعیل سی ہی کیونکہ جناب باری نی اونکو خلایق پر بزرگی دیہی ہی
اور پیغمبری اور بادشاہی اون مین مقرر کی ہی اور حضرت موسی نی ہمسی عہد کیا ہی کہ ایمان نلائین ساتہہ کسی نبی کے
بیشک ایسی قربانی نہ دی کہ جسکو آگ لیجائی اور اسکی پاس کوی علامت نہین صرف لوگونکو جمع کر لیا ہی اور سحر سی اونکو
فریب دیتا ہی غرض ابن اخطب نی یہانتک اغوا کیا کہ بنو قریظہ اپنی رای سی پہر گئی تب ابن اخطب نی امان نامہ
جو حضرت نی اونکو لکہہ دیا تہا چاک کر دیا اور کہا کہ سوای جنگ کی اب کوئی چارہ نہین مہیای جنگ ہو جب یہہ خبر
صحابہ کو پہونچی بہت محزون ہوی اور حضرت کو بہی مطلع کیا حضرت سعد ابن معاذ و اسید بن حضیر کو کہ قبیلہ بنی اوس
سی تہی اور حلیف اونکی تہی حکم فرمایا کہ وہان جا کر کیفیت معلوم کرو اگر نقض عہد حقیقتا کر چکی ہین تو اس خبر کو مشہور
نکرنا بلکہ مجہسی کہنا کہ العضل والقارہ اور یہہ کنایہ مقرر فرمایا تہا اور سبب اسکا یہہ تہا کہ عضل و قارہ
دو قبیلہ قریش کی تہی بظاہر مسلمان ہوی تہی پس غدار کو اونکی نام سے مثال دیا کرتی تہی غرض جب سعد اور اسید
قلعہ بنی قریظہ پر پہونچی تو کعب نی اوپر سی دیکہکی اونکو گالیان دین اور نسبت جناب رسولخدا کے نا سزا کہا سعد نی
کہا کہ اب مثل روباہ کی اپنی سوراخ مین چہپا بیٹہا ہی انشاء اللہ تعالی جلد قریش پس پا ہونگی اور جناب رسولخدا
تمہارا محاصرہ کرکی تمکو تباہ کرینگی بعد اسکی واپس آئی اور کہا کہ عضل و القارہ حضرت نی مصلحتا فرمایا کہ خدا لعنت
کری اون پر مینی انکو پیدا کہا ہی اور سبب اسکا یہہ تہا کہ جاسوس قریش ہر وقت لشکر اسلام مین موجود رہتی تہی اگر
وہ مطلع ہون تو شک پیدا ہو کہ بنی قریظہ نی حقیقۃ عہد شکنی نہین کی ہی پس ابن اخطب ملعون ابوسفیان [illegible] کی
پاس آیا اور حال عہد شکنی کا بیان کیا قریش باستماع اسکی نہایت خورسند ہوی اوسی شب نعیم ابن مسعود
اشجعی کہ تین دن قبل از ورود لشکر قریش مسلمان ہوا تہا اور قریش اوسکی اسلام سی مطلع نہ تہی خدمت بابرکات
حضرت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسولخدا مین ایمان بوحدت جناب باری عز اسمہ لایا ہون اور آپکی نبوت و

رسالت کی کتب سابقہ سی ظاہر و باہر ہی اوسکی تصدیق کرتا ہون لیکن اسلام میرا ابتک قریش کو معلوم نہین ہی اب دو امر
عرض کرتا ہون جنکو آپ ارشاد فرمائین اوسکو بجا لاؤن اول یہہ ہی کہ مین اپنی ذات سی نصرت اسلام کی کرون اور مدت معتد بہا
مین حاضر رہون دوسری یہہ اگر ارشاد ہو تو مابین قریش و بنی قریظہ کی اختلاف کرادون تاکہ متفق ہوکر اور قلعہ سی
بہی باہر نہ نکلین اور یہہ بہی مجہی اجازت ہو کہ مصلحتاً آپکی نسبت اگرچہ کہون تو گنہگار نہون غرض بعد اجازت حضرت کی
روانہ ہوا اول ابوسفیان اموی کی پاس گیا اور کہا کہ مودت اور خیرخواہی میری نسبت اپنی تو خوب جانتا ہی اور یہہ بہی
تو جانتا ہی کہ مین خواہش رکہتا ہون کہ تم اپنی دشمن پر فتحیاب ہو اور بتحقیق سنا ہی مینی کہ محمد نی یہود سی اتفاق
کیا ہی کہ جب وہ تمہاری لشکر مین شامل ہون اور تم قصد مقابلہ کا اہل اسلام سی کرو تب وہ تلوار تمہاری اوپر کہینچین
تاکہ موجب غلبہ رسولخدا کا ہو اور اونسی وعدہ کیا ہی کہ جب تمسی لڑائی کرین تو منازل و مزارع بنی نضیر و بنی قینقاع اونکو
دیدین پس تمہاری حقمین بہتر یہہ ہی کہ اونکو اپنی لشکر مین نہ آنی دو تا وقتیکہ چند سرگروہ اونکی بطور یرغمال لیکی مکہ مین نہ
بہیجدو تاکہ اونکی فریب سی امین رہو ابوسفیان اموی یہہ سنکی بہت خوش ہوا اور قبول کیا بعد اسکی نعیم ابن مسعود
بنی قریظہ کی پاس گیا اور وہ بہی اسکی اسلام سی مطلع نہ تہی غرض اپنا استحقاق کیا بیان کیا کہ ای کعب مینی سنا ہی کہ
ابوسفیان کہتا تہا کہ یہود کو رسولخدا سی لڑائین گین اگر فتحیاب ہوئی تو نام ہمارا ہوگا ورنہ یہہ مقدمہ لشکر مین ماری جائینگی ہم
حسب قاعدہ قدیم بہاگ جائینگی اب میری رای یہہ ہی کہ تم اونکی لشکر مین داخل نہو جب تک دس آدمی ہمراہ شرفاء
قریش کی تمہاری قلعہ مین بطور یرغمال کی قید نہون تاکہ اگر قریش بہاگ جائین تو بغیر مدد اسی بحمایت قریش تجدید
اوس عہد کی کرادین کیونکہ بعد فرار قریش کی تم اہل اسلام کی ہاتہہ سی ضرور ماری جاؤگی کعب نی کہا کہ تو نی ہماری
خیرخواہی کی اب قلعہ سی ہم باہر نجائینگی جب تک یرغمال قلعہ مین نہ آجائینگی + اور بروایت شیخ طبرسی نعیم ابن مسعود
نی ابوسفیان اموی سی کہا کہ بنو قریظہ نقض عہد سی پشیمان ہوئی اور جناب رسولخدا سی پیغام کیا ہی کہ ہم دس آدمی
قریش کی گرفتار کرکی آپکی پاس حاضر کرتی ہین آپ اونکو قتل کرکی ہمکو بہی اور ہماری قصور سی درگذرین + اور جناب
امیر سی منقول ہی کہ جناب رسولخدا نی خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ بنی قریظہ شامل اہل اسلام ہین بلکہ ارادہ اونکا یہہ ہی
کہ جب لڑائی قریش سی واقع ہو ہماری اعانت کرین جب ابوسفیان نی اس سی اطلاع پائی مضطرب ہوا اور
سبب فرار قریش کا یہہ بہی تہا + اور شیخ طبرسی اور شیخ مفید نی ایک روایت طولانی نقل کی ہی جسکا خلاصہ
یہہ ہی کہ لشکر قریش خندق پر فروکش تہا اور بیس دن تک وہان مقیم رہا اور سوای تیراندازی اور سنگ افگنی کی
کوئی جنگ واقع نہوئی جب حضرت نی دیکہا کہ قریش بغیر لڑائی کی کسیطرح باز نہین آتی آخر کار اپنی صحابہ کو جمع فرمایا
اور وعدہ نصرت کا کیا اور دعوت طرف جہاد کی کی اور اوسی دن ایک گروہ اشقیای قریش متوجہ جدال و قتال ہوا
کہ اونمین عمرو بن عبدود و عکرمہ بن ابی جہل و ہبیرہ بن ابی وہب و ضرار بن الخطاب یعنی بڑا بہائی عمر ابن الخطاب کا

اور بردہ سِس قہری کی بہی تہی اون خیمہای نبوی کثانہ برگذری اور تحریص جدال برکی اور کہتی تہی کہ آج معلوم ہوگا کہ مرد میدان
کون ہی جب کنار خندق پر پہونچی تو دیکہکی کہا کہ اس مکر کو عرب نہین جانتی تہی یہہ تدبیر فارسی کی ہی جو پیغمبر خدا کی
سامنہ ہی عرض گہوڑا کودا کی اس پار آئی اور عمر ابن عبد ود مشہور شجاع عرب کا تہا اوسکو ہزار سوار کی برابر جانتی تہی
اور لقب اوسکا فارس بلبل تہا سبب اس لقب کا یہہ تہا کہ بلبل نام ایک جگہہ کا ہی راہ شام مین ایک قافلہ قریش
کا شام کو جاتا ہوا وہان پہونچا تو اوسکو ایک ہزار قزاق نی گہیر لیا اہل قافلہ جان بچا کی بہاگ گئی اور عمر ابن عبد ود
بہی اون مین تہی مگر عمرو ابن عبد ود نہ بہاگا بلکہ بجای سپر کی ایک اونٹ کا بچہ اوسنی اوٹہا لیا اور اوسنی لڑنا شروع کیا
یہان تک کہ غالب آیا چور بہاگ گئی اور قافلہ بسلامتی گذرا جملہ معترضہ یہہ رہا وہی عمر ابن عبد ود کی زبانی
خلیفہ صاحب مذکور ہی وقت چڑہنی اوسکی سب تاریخون فارسی عربی مین مرقوم جنود شمار و ضرب الالف سیفی مین یہا
کہ بڑی معتمد کتاب اہل سنت کی ہی موجود ہی فقط یہہ عمر ابن عبد ود میدان کارزار مین آیا اور موجب قاعدہ عرب کی
رجز پڑہکر مبارز طلب کیا اہل اسلام پر اسقدر خوف طاری ہوا کہ حضرت کی پیچہی جا چہپی اوسوقت عمر نی عبد الرحمن
ابن عوف سی کہا کہ اس شیطان یعنی عمرو ابن عبد ود کو تو دیکہتا ہی کوئی شخص اسکی ہاتہ سی جان بر نہوگا آؤ کہ
پیغمبر خدا کو گرفتار کر کی اسکی حوالی کر دین کہ قتل کری اور ہم قریش سی ملجائین پس جناب عالم الغیب والشہادۃ نی
یہہ آیت نازل فرمائی قَدْ يَعْلَمُ اللّٰہُ الی قولہ عز ذکرہ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا تحقیق خداوند عالم
جانتا ہی باز رکہنی والونکو نصرت رسولخدا سی جو تمہاری جماعت مین ہین اور خبر جانتا ہی کہنی والونکو جو
بہائیونکی تئین کہ آؤ طرف ہماری جنگ نکرو اور نہین آتی لڑائی مین مگر تہوڑا عرصہ کہ اوس ہی فایدہ ہمت
مین کہ بخیل ہین اوپر تمہاری ای اہل اسلام اور نہین چاہتی کہ تم ظفر پاؤ یا مال پاؤ دشمنان کا نہین کرتی
دشمن سی خوف اونکو معلوم ہوتا ہی تو دیکہتا ہی تو ای محمد اونکو کہ نظر کرتی ہین طرف تیری پہرتی ہین آنکہین
مانند اوسکی کہ غش طاری ہوا اوسپر سکرات موت سی جب زایل ہوتا ہی خوف اوسکا تو تکلیف دیتی ہین تمکو
زبانہای تیز سی یعنی فطاظت و غلاظت کو بہت کام مین لاتی ہین بخیل ہین اوپر غنیمت کی یہہ وہ لوگ ہین کہ
گویا ایمان نہین لائی ہین پس باطل کر دئی ہین خباثت ری عز اسمہ نی اعمال انکی اور خدا پر آسان حبط کرنا تہا
انکی کا یا خدا کو پروا انکی اسلام کی نہین ہی خلاصہ عمر ابن عبد ود نی اپنا نیزہ میدان مین نصب کر دیا
اور رجز پڑہا کہ خلاصہ مطلب یہہ تہا کہ میرا مبارز طلب کرتی کرتی گلا بیٹہ گیا اور مرد کیواسطی شجاعت و سخاوت سی
کوئی بات بہتر نہین ہی تب حضرت نی ارشاد کیا کہ کون ہی جو اس سی محاربہ کری جب کسی نی جواب نہ دیا تو جناب
امیر المومنین علی ابن ابیطالب نی عرض کی کہ اگر مجہی اجازت ہو تو مین محاربہ کرون حضرت نی فرمایا کہ یا علی یہہ عمرو ابن
عبد ود ہی حضرت امیر نی عرض کی کہ یا حضرت مین ابن ابیطالب ہون تب جناب رسولخدا نی حضرت امیر کو اپنی پاس

بلوایا اور اپنی دست مبارک سی عمامہ سر اقدس جناب امیر پر باندہا اور ذوالفقار اپنی ہاتہہ سی دی اور فرمایا کہ جلوؤا ہیں سی قتل کرو پہر دعا کی کہ خداوندا محافظت کر علی ابن ابیطالب کی ہر طرف سی پس حضرت اسد اللہ الغالب مانند شیر ژیان کی میدان مین پہونچی اور رجز پڑہا مضمون یہہ ہی کہ جلدی نکر ای عمرو آیا طرف تیرے اجابت کرنی والا تیری آواز کا کہ عاجز نہین تیری مقاومت سی اور صاحب نیت درست و بینا ہی راہ حقین اور راست کو ہی اور نجات دینی والا ہی ہر رستکار کا اور تحقیق امید ہی مجہی خدا تعالی سی کہ جلد واسطی تیری بلند ہونگی وہ آوازین جو خیارون پر ہوا کرتی ہین ایک ضربت شگافندہ سی کہ آوازہ اوسکا دائما رہیگا بعد جنگ کی عمرو نی کہا کہ تو کون ہی کہ مجہسی لڑنی کا قصد رکہتا ہی حضرت امیر نی ارشاد کیا کہ مین علی ابن ابیطالب پسر عم رسول خدا و زوج بتول ہون عمر نی کہا کہ قسم بخدا کہ مجہسی ابوطالب سی ملاقات تہی نہین چاہتا کہ تمکو قتل کرون جناب امیر نے فرمایا کہ رسول محترم میری ابن عم نی فرمایا ہی کہ اگر تو مجہی قتل کری مین بہشت مین جاؤن اور تو داخل نار ہو اگر مین تجہی قتل کرون جب بہی مین بہشت مین جگہہ پاؤن اور پہر بہی تو جہنم مین جائی اوسنی از روی استہزا کی کہا کہ یہہ تقسیم اچہی نہی ہی پہر جناب امیر نی فرمایا کہ مینی سنا ہی کہ تو کعبہ معظمہ کا پردہ پکڑی ہوی کہتا تہا کہ جو کوی مجہسی لڑائی مین تین امر کا سوال کری ایک کو اونمین سی قبول کرون پس

اب مین تین باتین بیان کرتا ہون جسکو چاہی قبول کر اول یہہ ہی کہ شہادت دی بوحدانیت جناب باری عزو اسمہ و برسالت خاتم الانبیا اور اسلام قبول کر اوسنی اس سی انکار کیا **دوسری** یہہ ہی کہ تو اعانت قریش سی دست بردار ہو اگر پیغمبر خدا سچی ہین اور دین اونکا ظاہر و روشن ہوا تو موجب تمہاری شرف و بزرگی کا ہوگا اگر بفرض محال سچی نہین تو گرگان عرب کافی ہین اونکے لیے سعادت نی کہا کہ یہہ بہی نہین ہوسکتا کیونکہ زنان قریش اپنی گہرون مین کہین کی کہ عمرو لڑائی سی ڈر گیا اور شاعر اس نامردی اور کو اشعار مین باندہ کر مشہور کرینگی کہ لڑائی سی ڈرا اور واپس آیا اور نصرت نہ کی اسی گروہ کی جنہون نی عمرو کو اپنا سردار قرار دیا تہا پہر حضرت نی فرمایا کہ **تیسری** خصلت یہہ ہی کہ مین پیادہ ہون تو بہی گہوڑی سی اتر آ کہ پیادہ لڑائی کرین یہہ سنکی عمرو اپنی گہوڑی سی کود پڑا اور چارون پانوں اوسکے کاٹ دی اور کہا کہ مجہی گمان نہ تہا کہ کوئی شخص عرب مین اس سوال پر جرات کری غرض لڑائی شروع ہوی اور اوسنی تلوار حوالہ جناب امیر کی کی کہ حضرت نی سپر پر روکی لاکن سپر دو ٹکری ہوگئی اور زخم سر اقدس تک پہونچا بعض روایات معتبرہ سی ثابت ہی کہ جناب رسولخدا اس زخم کو دیکہہ کر بہت روئی اور فرمایا کہ اشقی الاخرین اسی جگہہ تمہاری زخم لگائیگا جس سے تمہاری شہادت ہوگی چنانچہ شقی عاقر ناقہ صالح کی تلوار کا زخم اسی مقام پر لگایا تہا کہ جب حضرت بروز جمعہ ۱۹ ماہ رمضان ۴۰ھ مسجد کوفہ کی دوسری محراب مین نماز

صبح کی رکعت اولی کی سجدہ ثانیہ مین معروف مناجات با قاضی الحاجات جل جلالہ کی تہی (چونکہ دشمن کو فریب دینا
معرکہ کارزار مین عین فنون سپاہگری سی ہی اور موافق قواعد شریعت غرا مصطفوی کی بہی درست ہی اور
اگرچہ احادیث صحیحہ معصومین سی پایا نہین جاتا لکن علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی لہذا لکہا جاتا ہی کہ حضرت
امیر نی عمرو سی فرمایا کہ باوصف اسکی کہ تو اپنی تئین فارس عرب جانتا ہی تجکو کفایت نہین ہی کہ مین اس کم سنی
مین تجہسی مقابلہ کرنیکو موجود ہون پہر تو کمک طلب کرتا ہی جب اوسنی پیچہی سر کی دیکہا حضرت نی ایک
تلوار ایسی لگائی کہ دونون پانو اوسکی کٹ گئی اور وہ زمین پر گرا اوسوقت گرد بلند ہوئی لوگونکو معلوم نہوا
کہ کسنی کسکو گرایا ہی منافقین کو گمان ہوا کہ حضرت امیر مقتول ہوئی جب گرد برطرف ہوئی دیکہا لوگون نی کہ
جناب امیر عمرو کی سینہ پر سوار ہو داڑہی اوسکی پکڑی ہوئی سر جدا کرتی ہین غرض سر اوسکا روبروی جناب ختم
المرسلین کی لائی جس حالت مین ضرب اوس ملعون کی خون سر اوس حضرت سی جاری تہا اور نیز ذوالفقار
سی خون اوس رئیس اشرار کا ٹپکتا تہا اور فرماتی تہی کہ مین ہون فرزند عبد المطلب کا اور مرنا مرد کی حق
مین اچہا ہی فراہی ایک روایت مین وارد ہی کہ رسولخدا نی زبیر ابن العوام کو واسطی قتل ہبیرہ کی بہیجا اور
زبیر نی اوسکو قتل کیا اور عمر ابن الخطاب کو حکم دیا کہ اپنی بڑی بہائی صاحب کی شرکو دفع کیجیی جب عمر
قریب ضرار کی پہونچی تو انہون نی قصد کیا کہ دور سی ایک تیر اوسکی ماری وہ بہت ناخوش ہوا اور کہا کہ
فرزند ضحاک یہہ کیا نامردی ہی کہ لڑائی مین تیر مارتا ہی اگر دعوی ہی تو تلوار میان سی لی غرض تاب مقاومت
نہ لاکی مراجعت کی اوسوقت اوسنی نوک نیزہ کی آپکی پشت مین ماری اور کہا کہ شکر اس نعمت کا ادا کرتی
رہنا کہ مینی تجہی جانسی نہین مارا یہہ صرف ایک نشان ہی اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ مینی قسم کہائی ہی کہ قریش پر
ہاتہہ نہ اوٹہاؤن پس عمر ابن الخطاب دایما شکرگذاری اسمقدمہ مین معروف تہی اور جب مسند خلافت پر جا
کیا تو اوسکو کسی جگہہ کا عامل مقرر کیا ۔ اگر یہان متعلق اس قصہ کی اور بہی چند روایتین نقل کی جائین تو خالی
فائدہ سی نہین پس جاننا چاہی کہ جناب عروۃ الاسلام شیخ صدوق نی کتاب خصال مین بسند معتبر جناب
امیر سی روایت کی ہی کہ حضرت نی ایک حدیث ارشاد کی جسمین حال اپنی ابتلا کا بیان کیا کہ مفصل انشاء اللہ
المستعان جلد ثانی مین یہہ حال جناب امیر کی لکہی جائیگی فرمایا کہ منجملہ اون ابتلاون کی ایک یہہ ہی
کہ قریش نی مع قبایل عرب عہد کیا کہ جبتک جناب رسولخدا کو مع تمامی اولاد عبد المطلب کی قتل نکرین اپنی
گہر کی جانب ہرگز مراجعت نکرین گی پس مع ساز و سامان سلاح و دواب فراوان آئی اور مدینہ کو
محاصرہ کر لیا اور کمال اعتماد انکو اپنی کثرت فوج پر تہا پس حضرت جبرئیل پیشگاہ رب جلیل سی وحی لائی
کہ مشرکان قریش بارادہ حرب آتی ہین پس بحکم حضرت گرد مہاجر و انصار ایک خندق درست ہوئی اسمین

قریش آئی اور خندق پر اتری اور ہمکو محصور کر لیا اور اپنی تئین نہایت قوت مین اور ہمکو ضعیف مین پا کر اہل اسلام
کی تخویف بیان کی اور جب حضرت رسولخدا قریش کو بوحدانیت جناب باری عز و اسمہ دعوت کرتی تھی اور سوگند
بقرابت رحم دیتی تھی تب وہ اشرار زیادہ طغیانی کرتی تھی اسلام کی قبول اور مکہ معظمہ کی مرجعت سی محض
منکر تھی اوسوقت فارس اونکا شجاع عرب عمرو ابن عبدود مانند شیر مست کی میدان مین آیا اور لوگونکو اپنے
واسطی مبارزہ کی طلب کیا زیر پا کر نیزہ کو نکال دیئی اور تلوار چمکائی اوسوقت کسیکو جرات اوسکی مبارزہ
کی نہوی اور کسی صحابی کی حمیت جوش مین نہ آئی مانند مردگان بی حس تھی اور سر نیچی ڈالی ہوئی گھڑی تھی
نہ کسی کو نصرت دین مبین داعی اس پر ہوئی کہ اوس لعین سی حرب و پیکار کری اور نہ کسی نی اوسوقت شہادت کا
شوق ظاہر کیا - مترجم کہتا ہی کہ حضرت نی بمقام اتمام حجت مین یہان شیخین پر تعریض کی ہی کیا معنی کہ
اب خلاف نص مدعی خلافت جناب رسول خدا ہوتی ہین اور حالانکہ اپنی کوئی کام کہ موجب فایدہ و نفع اسلام
ہو بر روی کار نہین آیا + تاریخین طرفین کی گواہ ہین کہ جو بیس ۲۴ غزوہ او ستاسی سریہ مین شیخین سی کوئی کام
سوا فرار کی ظاہر نہین ہوا کوئی کہدی کہ فلان کتاب معتمد مین لکھا ہی کہ فلان لڑائی مین انہون نی کسی کو
قتل کیا دیا فلان دشمن کی انکی تلوار ماری یا مجروح ہوئی تب ہم ذمہ دار ہین کہ اوسکی تکذیب انہین کے
کتابونسی کر دینگی طرفہ یہ ہی کہ سر اپن جماعت اونکی جو توسیع دایرہ خلافت کی انکی عہد مین قایل ہین وہ بھی مباشر
بالجہاد انکو قرار نہین دیتی بلکہ کہتی ہین کہ انکی فیض باطنی سی یہ کشایش ہوئی وہو کما تری اور تفصیل انکی
کمالات ظاہری و باطنی کی بشرح و بسط تمام کتاب مستطاب تشیید المطاعن لکشف الضغاین مین جو تصنیف علامہ
نحریر سید روشن ضمیر المبرور المغفور مفتی سید محمد قلی علیہ الرحمہ والرضوان کی ہی مذکور ہی من شاء التفصیل
فلیراجع ثمہ فوجدہ کما نقول بعون الملک الجلیل اور یہ بہی ظاہر و آشکار ہو گیا کہ آیہ
وافی ہدایہ اشداء علی الکفار + وادلکم علی تجارة تنجیکم + و فضل اللہ المجاہدین
+ حسبک اللہ من المؤمنین + وان یشتری من المؤمنین + وغیرہا من الآیات
التی یدل علی فضیلة الجہاد والمجاہدین کی مصداق یہ لوگ نہین ہو سکتی ومن ادعی فعلیہ البیان
غرض پھر جناب امیر نی فرمایا کہ جناب رسولخدا نی مجکو عمرو ابن عبدود کی مقابلہ کو بھیجا اور عمامہ اپنا دست
مبارک سی میری سر پر باندہا اور اشارہ کیا طرف ذوالفقار کی کہ یہی تلوار مجکو عطا کی اور جب مین میدان مین
پہونچا تو زنان مدینہ نی آواز نوحہ و شیون بلند کی کیونکہ عمرو کی شجاعت مشہور آفاق تھی اور انکو خوف تھا
کہ شاید مین مارا جاؤن پس جناب باری عز و اسمہ نی اوس پلید کو میری ہاتھ پر قتل کیا درحالیکہ اہل عرب
کی رای مین کوئی اسکا ہمسر و ہم نبرد نہ تھا پس اشارہ کیا طرف سر مقدس اپنی کی اور فرمایا کہ یہان تلوار او

لگی کہ یہہ زخم اوسکا ہی الحمد للہ کہ مشرکان قریش اوسی ضرب کی رعب سی وہان نہ ٹہرسکی اور بہاگ گئی لعنہ اللہ علیہم
حضرت نی روی مبارک طرف اصحاب کی کیا اور فرمایا کہ آیا اسیطرح سی یہہ امر واقع ہوا سب نی عرض کی درست
ہی یا امیر المومنین اسیطرح سی ہوا شیخ مفید اور شیخ طبرسی اور ابن شہر اشوب رضی اللہ عنہم نی باتفاق ابن
ابی الحدید معتزلی و سایر مورخان خاصہ و عامہ روایت کی ہی کہ جب عمرو معرکہ مین جولان کرتا ہوا اپہونچا اور
مبارز طلب کیا جناب رسولخدا نی فرمایا کہ کون ہی جو اس سی لڑائی کری کسینی جواب ندیا اور حضرت امیر نی
عرض کی کہ یا حضرت مین اس سی مقابلہ کرتا ہون حضرت نی فرمایا کہ یہہ عمرو ہی تم توقف کرو شاید کوئی اور اس سے
لڑی پس عمرو نی طغیانی کی اور کہا کہ جلد کوئی مجہسی لڑنی کو آتی کہان ہی وہ بہشت جیسی کہتی ہو کہ بعد موت تم وہان
پہونچ جاؤ گی پہر جناب امیر نی عرض کی کہ یا حضرت مجکو اجازت ہو پہر حضرت نی وہی ارشاد کیا عرض مرتبہ
سیم مین حضرت مرخص ہوی جناب رسولخدا نی اپنی زرہ جناب امیر کی جسم پر پہنائی اور اپنا عمامہ موسوم
بسحاب اپنی ہاتہہ سی حضرت کی سر پر باندہا اور ذوالفقار عنایت کی اور فرمایا جاؤ اور دعا کی بروایت ابن
ابی الحدید جب جناب امیر متوجہ اسیجا ہوی تو جناب رسولخدا نی فرمایا کہ کل ایمان مقابلہ مین کل شرک کی جاتا ہی
جب برابر اوسکی پہونچی تو عمرو نی جناب امیر کو پہچانا اور کہا کہ آپ پہر جائیی کہ مثل آپکی کریم کو مین قتل نہین کرتا
اور آپ کی باپ سی مجہسی ملاقات تہی نہین چاہتا ہون کہ اوسکی بیٹی کو قتل کرون حضرت نی ارشاد کیا کہ
مین چاہتا ہون کہ بسبب تیری کفر کی تجکو قتل کرون ابن ابی الحدید کہتا کہ جب یہہ حدیث مینی اپنی شیخ پر پڑہی
تو اوسنی کہا کہ عمرو نی جہوٹہہ کہا مگر سبب یہہ تہا کہ عمرو نی جناب حضرت امیر کو میدان مین دیکہا اور وہ دلاوریان
و شجاعتین جو غزوہ ہای احد و بدر مین حضرت سی ظہور مین آئین نہین یاد آئین تو خایف و ترسان ہوا اور اس بہانہ
سی چاہتا تہا کہ تیغ بیدریغ جناب امیر سی نجات پائی غرض وہ ملعون یہہ کلمہ سنکی نہایت غضبناک ہوا اور
گہوڑی سی کود پڑا اور ایک ضرب شمشیر جناب امیر کی سر مبارک پر ماری کہ اوسکی صدمہ سی سپر شکافتہ ہوی اور سر
مبارک مجروح ہوا حضرت نی ایک ایسی تلوار لگائی کہ سر اوسکا دور جا پڑا اور صدای تکبیر بلند کی جناب رسولخدا
نی اس سی پہچان لیا کہ عمرو مارا گیا جب سر اوسکا جناب امیر نی خدمت جناب رسولخدا مین حاضر کیا تو فرمایا
حضرت نی کہ ای علی شاد ہو کہ اگر عمل آجکا تیرا بجمیع اعمال میری امت کی وزن کیا جائی تو البتہ یہہ عمل تیرا
زیادتی کری کیونکہ کوئی گہر مشرکین کی گہرون سی ایسا نہین کہ بسبب قتل عمرو کی اوسمین رنج و ضعف داخل
نہوا ہو اور کسی مسلمان کا گہر نہین کہ اوسمین عزت داخل نہوی ہو اور روایات معتبرہ فریقین مین وارد ہے
کہ حضرت نی فرمایا کہ ضربۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ
کما فی کنز الاعمال و جمع الجوامع للسیوطی و غیرہما من کتب الحدیث منقول ہی کہ عمر بن الخطاب نی جناب

امیر سی کہا کہ آپ نی زرہ اوسکی لیون نہ لی کہ عرب مین اوس سی بہتر کوی زرہ نہین حضرت نی فرمایا کہ بچا مین کہ
اوسی برہنہ چہوڑون اور جب عمرو کی بہن نی دیکہا کہ زرہ اوسکی بدن مین ہی تو کہا کہ کفو کریم نی اسکو قتل کیا ہی
اور جب سنا اوسنی کہ جناب امیر نی عمرو کو قتل کیا تو راضی ہوئی اور کہا کہ اگر غیر علی کی کوی شخص عمرو کو قتل کرتا
تو تمام عمر مین نوحہ و بکا کرتی اور یہہ امر بہی دلالت کرتا ہی اوس احتمال پر جو استاد ابن ابی الحدید نی بیان کیا ہی
یعنی شجاعت جناب امیر کی مشہور ہو چکی تہی اور جابر ابن عبد اللہ انصاری سی روایت ہی کہ جب عمرو زمین پر گرا
اور دیکہا اوسکی بہاگ کی خندق سی عبور کر گئی تو نوفل ابن عبد اللہ خندق مین گر پڑا مسلمانون نی اوسکو پتہر
مارنی شروع کی تب اوسنی کہا کہ مجہی اس ذلت سی قتل نکرو بلکہ کوی مقابلہ کری مجہسی یہہ سنتی ہی جناب
امیر المومنین خندق مین کود پڑی اور اوسکو بضرب ذو الفقار ہتربار قتل کیا جابر کہتا ہی کہ قصہ قتل عمرو کا بہت مشابہ
ہی قتل جالوت سی کہ جسکو حضرت داؤد نی قتل کیا تہا شیخ طبرسی وغیرہ علمانی روایت کی ہی کہ جب نوفل قتل
ہوا تو مشرکین نی پیغام بہیجا کہ نعش نوفل کی ہمکو بعوض دس ہزار درہم کی حوالہ کرو جناب رسالت مآب نی
فرمایا کہ ہم قیمت اموات کی نہین لیتی جیفہ اوسکا جہان جی چاہی لیجائین بطریق عامہ ربیعہ سعدی سی منقول
ہی کہ کہا اوسنی گیا مین پاس حذیفہ ابن الیمان کی اور اوس سی کہا کہ ہم جب مناقب جناب امیر کی بیان
کرتی ہین تو اہل بصرہ کہتی ہین کہ تم اونکی فضایل مین افراط کرتی ہو آیا تو بہی کوئی حدیث حضرت کی مناقب
مین روایت کرتا ہی حذیفہ نی کہا کہ ای ربیعہ کیا سوال کرتا ہی فضایل علی ابن ابیطالب سی قسم ہی خدا تعالی
کہ جان میری اوسکی قبضہ قدرت مین ہی اگر تمامی اعمال جمیع اصحاب ترازو مین رکہین جائین تو عمل اوسکا
زیادتی کری سب پر ربیعہ نی کہا کہ میرا جی نہین مانتا حذیفہ نی کہا کہ ای احمق کس لئی تیرا جی نہین مانتا کہان
گئی تہی اوسدن وہ دولو اور خود حذیفہ اور باقی اصحاب جس روز عمرو ابن عبد ود نی میدان مین مبارز طلب
کیا اور سب نی انکار کیا مقابلہ سی سوا علی ابن ابیطالب کی کہ یہہ میدان مین گئی اور خدا تعالی نی عمرو کو اونکی
ہاتہہ پر قتل کیا قسم ہی مجہی خدا تعالی کی کہ اجر قتل عمرو اعظم ہی اعمال تمامی امت سی اور کتب عامہ مین
بطریق متعددہ منقول ہی کہ ابن مسعود اس آیت کو اس طرح سی پڑہتا تہا وکفی اللہ المومنین القتال بعلی
وکان اللہ قویا عزیزا یعنی خدا تعالی نی کفایت کی مومنون سی جہاد کی بسبب علی ابن ابیطالب کی اور خدا تعالی
توانا اور غالب ہی فرد اس ساری کائنات مین کل دو ولی لڑی + یا فاطمہ کا لال لڑا یا علی لڑی +
جو کیفیت عمر ابن الخطاب و ضرار ابن الخطاب دو نو بہائیون مین جنگ خندق مین گذری تہی جسکا مختصر ذکر اوپر
ہوا بعینہ ایسی ہی کیفیت ان دونو صاحبون مین جنگ احد مین گذر چکی ہی اور واقدی نی کتاب مغازی مین یہہ
روایت دونو غزوہ کی بیت لکہی ہی لہذا حوالہ قلم حقایق رقم ہوی ــ خلاصہ علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ جب

مدت قیام قریش کو زیادہ ہوئی اور بنی قریظہ شامل نہوی تب ابوسفیان نی حیی ابن اخطب سی کہا کہ اب بنی قریظہ
کہان ہین حی مذکور بنی قریظہ کی پاس آیا اور کہا کہ افسوس ہی تمہاری حال پر باوصف عہد شکنی کی قلعہ مین
آرام سی بیٹہی ہو اور اعانت مشرکین کی نہین کرتی کعب نی کہا کہ جب تک دس آدمی کو قریش مین سی ہمین حوالہ
نکرین تب تک ہم اپنا نکلنا مصلحت نہین دیکہتی کہ بصورت فرار قریش کی جناب رسولخدا ہماری عہد شکستہ کو
پہر مضبوط کرین کیونکہ ہم امین نہین کہ جب قریش فرار کرین ہم اپنی گہر وہین رہ سکین اسواسطی کہ بعد
اسکی رسولخدا ہمسی لڑینگی اور قتل کی جائینگی عورتین اور اطفال اسیر ہونگی اور بصورت جنگ نکرنی کی شاید رسولخدا
ہمکو معاف کردین حی مذکور نی کہا کہ یہہ طمع خام ہی ہرگز ایسا نہوگا کہ قریش دس آدمی تمہاری سپرد کرین
اور پیغمبر خدا عہد شکستہ پہر مضبوط کرین اب تم نہ پیغمبر خدا کی ساتہہ ہو نہ قریش کی کعب نی کہا کہ بسبب تیری سوئی
تدبیر سی ظہور مین آیا اب تو قریش کی ساتہہ بہاگ جائیگا پہر اہل اسلام جو چاہینگی ہماری ساتہہ کرینگی حی
مذکور نی قسم کہائی حضرت موسیٰ کی اور کہا کہ بصورت فرار قریش مین تیری ساتہہ قلعہ مین بند ہونگا کعب
نی کہا کہ بات وہی ہی اگر قریش گرو دین تو اعانت قبول ہی ورنہ نہین حی خایب خاسر واپس آیا اور ابوسفیان
ہو ہی سی اطلاع کی اوسنی کہا کہ یہہ فریب ہی نعیم ابن مسعود سچ کہتا تہا ہم محتاج اعانت یہود کی نہین
غرض جب محاصرہ اہل اسلام پر شدید ہوا سردی اور گرسنگی زور لائی اور خوف یہود کا زیادہ سب سی
تہا منافقون نی زبان طعن و تشنیع کی دراز کی اور مسلمانونکو ڈرانا شروع کیا جب بہت کم اصحاب رہگئی کہ
جنکو شبہہ نہوا اور حضرت رسولخدا نی پہلی سی اپنی اصحاب کو خبر دی تہی کہ اعراب عرب متفق ہو کی ہمسی لڑنی کو آوینگی
اور یہود دوسری طرف سی عہد شکنی کر کی مستعد فساد ہونگی اور مشقت عجیب مونہہ دکہلاویگی لیکن آخر کار بدولت
عنایت پروردگار ہم اون پر غالب آئینگی جب قریش آئی اور یہود نی عہد و پیمان توڑ ڈالا منافقین نی کہا
کہ خدا اور رسولخدا نی ہمسی فریب کیا اور ایک جماعت کہ گہر اونکی نواح مدینہ مین تہی کہتی تہی کہ یا رسول اللہ ہمکو رخصت
دیجیی کہ اپنی گہرون کو جائین کیونکہ گہر ہماری قریب ہین ایسا نہو کہ یہود غارت کرین اور ایک جماعت کہتی تہی
کہ چلو لشکر مین سی بہاگ چلین اور اعراب بادیہ کی طرف پناہ لیجائین کہ وعدہ رسولخدا کی سچی معلوم نہین ہوتی
اور جناب رسولخدا نی چند صحابہ مقرر فرمائی کہ رات کو حراست و حفاظت مدینہ منورہ کی بجو لی کیا کرین جناب امیر
تمام شب حراست لشکر کی فرماتی تہی اگر کوئی مشرک ملجاتا تہا تو اوس سی مقابلہ بہی کرتی تہی اور باوصف
اسکی تمام شب تن تنہا اوس مسجد مین کہ معروف بعلی سے ہے مشغول عبادت رہتی تہی جب جناب رسولخدا نی
بیقراری صحابہ اور بکثرت محاصرہ کو ملاحظہ فرمایا تو اوس پہاڑ پر جہان اب مسجد فتح ہی پہنچی تشریف لیگئی
اور جناب باری عز اسمہ سی سوال کیا کہ اب جلد وعدہ کی ایفا ہو اور فرمایا کہ یا صریخ المکروبین

ویا مجیب المضطرین ویا کاشف الکرب العظیم انت مولائی وولیی وولی ابائی الاولین
اکشف عنا غمنا وھمنا وکربنا واکشف عنا کرب ھولاء القوم لقوتک وحولک و
قدرتک پس حضرت جبرئیل امین نازل ہوئی اور کہا کہ ای حبیب خدا تعالی نی ہوای دبور کو مع ملائکہ حکم
دیا کہ قریش کو مع احزاب کی بہگا دی اب صدمہ ہوا سی خیمی اونکی اپنی مقام سی پرکندہ ہوگئی اور قریش
عازم فرار ہین تب حضرت نی حذیفہ کو کہ قریب سوتا تہا آواز دی اوسنی جواب ندیا پہر دوسری مرتبہ بولایا
بعد اوسکی تیسری مرتبہ آواز دی تب حذیفہ نی کہا لبیک یا رسول اللہ ماباپ میری فدا ہون آپ پر شدت سرما
وگرسنگی سی جواب ندی سکا حضرت نی فرمایا کہ جا اور خبر قریش کی لا اور اثنا راہ مین کوئی کام نکرنا جب
تک کہ مجہسی ملاقات کری کیونکہ جناب باری عز اسمہ نی مجہی خبر دی ہی کہ ہوا انہی مسلط کی ہی اوپر قریش کی اور وہ
عازم فرار ہین حذیفہ کہتا ہی کہ مین شدت سرما سی کانپتا تہا جب خندق سی عبور کیا بمعجزہ حضرت سردی بالکل
رفع ہوگئی غرض لشکر قریش مین ایک خیمہ بزرگ نصب تہا جب اوسکی قریب پہونچا تو دیکہا مینی کہ آگ روشن
ہی کبہی شعلہ اوسکا بلند ہوتا ہی کبہی خاموش بعد غور معلوم ہوا کہ ابوسفیان ہی کہ ازشدت سرما سی کانپ
رہا ہی اور کہتا ہی کہ ای گروہ قریش اگر بگمان محمد ہم اہل آسمان سی جنگ کرین تو ہم مین اسکی طاقت
نہین ہی اگر اہل زمین سی مقابلہ ہو البتہ ہم لڑ سکتی ہین قریش مین ایک دوسری سی پوچہتا تہا کہ یہان
کوئی جاسوس محمد کا نہو حذیفہ کہتا ہی کہ مین مبادرت کرکی بابین عمرو عاص جو کہ معاویہ کا وزیر تہا اور دہنی
کی جو کہ باپ یزید کا تہا داخل ہوا اور جدا جدا دونو سی سوال کیا کہ تم کون ہو بدین خیال کہ کوئی مجہسی سوال نکری
کہ تو کون ہی لاکن مجہسی کسینی نہ پوچہا غرض ابوسفیان اموی باراده فرار اونٹ پر سوار ہوا درحالیکہ دونو
پانو اوسکی بندہی تہی اگر حضرت نی منع کیا ہوتا کہ اثنائی راہ مین کوئی کام کرون تو مین ابوسفیان کو قتل کرسکتا تہا
ابوسفیان نی خالد ابن ولید سی کہا کہ مین جاتا ہون تو ضعفاء لشکر کی محافظت کرنا بعد اسکی کہا کہ اسباب
بار کرو کہ ہم بار کرچکی ہین غرض یہہ کہکی سب بہاگ گئی جب صبح ہوئی حضرت نی صحابہ سی ارشاد کیا کہ ابہی
اپنی جگہ سی حرکت نکرین کسینی گوش دل نہ سنا طلوع آفتاب تک سب داخل مدینہ منورہ ہوئی جناب
ثقۃ الاسلام ابوجعفر محمد ابن یعقوب کلینی نی رضی اللہ تعالی عنہ بسند حسن روایت کی ہی کہ حضرت رسولخدا
اوس تیلی پر تہی جس پر مسجد فتح بنی ہی خلاصہ شب تار تہی اور سردی نہایت شدت سی تہی حضرت نے
فرمایا کہ جو کوئی خبر لشکر قریش کی لائی اوسکی واسطی بہشت ہی کسینی جواب ندیا جناب صادق فرماتی ہین کہ
لوگ اس سی زیادہ کیا چاہتی تہی پہ حضرت نی ارشاد کیا کہ یہہ کون ہی جو یہان سوتا ہی حذیفہ نی کہا مین ہون یا
رسول اللہ حضرت نی فرمایا کہ میری آواز سنتا ہی اور جواب نہین دیتا حذیفہ نی کہا کہ سردی نی میرا عجب حال

کر دیا پہر حضرت نی اپنی قریب بولایا اور کہا کہ جا لشکر قریش کی خبر لا جب حذیفہ روانہ ہوا حضرت نی ارشاد کیا اللھم

احفظہ من بین یدیہ ومن خلفہ ومن یمینہ وعن شمالہ حتی تردہ پہر حضرت نی حذیفہ سے

اور کہا کہ حادثہ کسی امر کا مگر نا جب تک میری پاس آئی حذیفہ نی سلاح اپنی اٹہائی اور روانہ ہوا اب حذیفہ کہتا ہی

کہ جب مین خندق سی عابر ہوا بہوک اور سردی کی تکلیف بالکل رفع ہوگئی غرض حضرت مصروف دعا ہوی کہ ای فریاد

رس مکروبان وای اجابت کنندہ مضطران یہہ غم و ہمّ ہم سی رفع کر کہ حال میرا اور میری اصحاب کا تجکو معلوم ہے

جبرئیل نازل ہوی اور کہا کہ دعا تمہاری قبول ہوی اور ہول دشمن سی کفایت ہوی تب حضرت دو زانو بیٹہی اور

آنسو جاری تہی فرمایا کہ خداوندا تیرا شکر ہی کہ رحم کیا تو نی مجہپر اور میری اصحاب پر پہر حضرت نی ارشاد کیا کہ خدا نی

لشکر قریش پر ہوا سخت بہیجی ہی جسمین سنگریزی ہین اول آسمان سی اور بعد اسکی آسمان چہارم سی جسمین بڑی بڑی

سنگریزی ہین غرض حذیفہ کہتا ہی جب خندق سی عبور کیا مینی تو معلوم ہوا کہ پہلا لشکر جناب باری کا آیا ہی اور

سنگریزی ان پر پڑتی ہین اور آگ انکی بجہ گئی خیمہ اکہڑ گئی اور نیزی و نشان جو زمین پر منصوب تہی گہر پڑی اور سنگریزون

کی بچاو کیو اسطی سپرین سرون پر رکہین اور مین سنتا تہا کہ سنگریزی انکی سرون پڑتی تہی اور آواز دیتی تہی

پہر حذیفہ دو مشرکون کی بیچ مین جا کی بیٹہا اس عرصہ مین شیطان بصورت ایک مرد مطاع کی نمودار ہوا اور کہا کہ

ایہا الناس تم بری موسم مین لڑنی کو آئی دواب تمہاری ہلاک ہوی پیغمبر خدا تمہاری ہاتہہ سی ہرگز رہائی

نپا وینگی اگر اس سال کچہہ نہو تو سالہای آئندہ پہر محاربہ کرنا حذیفہ کہتا ہی کہ اس اثنا مین بڑی سنگریزون کی

بارش ہوی ابوسفیان فوراً سوار ہوا اور کہا جلد روانہ ہو طلحہ نی کہا کہ پیغمبر خدا نی بلای بد کو اوپر تمہاری مسلط

کیا ہی اور خود سوار ہوا اور قبیلہ اشجع مین آواز دی کہ جلد پہر چلو عتبہ بن حصین حارث ابن عوف مزنی و اقرع

بن حابس وغیرہ نی اپنی اپنی قبایل کو اسیطرح سی مراجعت پر آمادہ کر کی روانہ کرا دیا اونکی بہاگنی مین معرکہ محشر نظر

سی گذر گیا پس حذیفہ بخدمت رسولخدا حاضر آیا اور کیفیت وقوعہ بیان کی و معجزات جناب رسولخدا سی یہہ ہی کہ

بعد فرار احزاب کی حضرت نی ارشاد کیا کہ اب تمسی لڑنی کو نہ آینگی بلکہ ہم اب لڑنی کو انکی سر پر جاینگی چنانچہ ایسا ہی

ہوا اور علی ابن ابراہیم وغیرہ علمانی روایت کی ہی کہ غزوہ خندق مین حبان بن قیس بن عرقہ نی تیر سعد ابن

معاذ کی طرف پہینکا وہ تیر اونکی کہنی کی پاس لگا جس سی رگ اکحل قطع ہوی خون بہت جاری ہوا جب اونکو

ضعف عارض ہوا تب سعد معاذ نی رگ پر ہاتہہ رکہکی کہا کہ خداوندا اگر ہنوز قریش کا ارادہ پیغمبر خدا سی لڑنی کا

ہو تو یہہ جراحت مندمل ہو ورنہ الا یہی موجب شہادت ہو لاکن جب تک مقتولی بنی قریظہ کی سی میری آنکہین روشن

نہو لین تب تک مین زندہ رہون پس خون بند ہوگیا اور ہاتہہ مین ورم ہوا جناب رسولخدا نی مسجد مین خیمہ برپا

کی سعد کو اوسمین رکہا اور خود متعہد اوسکی احوال کی ہوی اور حضرت سبحانہ تعالی نی یہہ آیت امر غزوہ خندق

نازل فرمایین یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیهم
ریحا و جنودا لم تروها و کان الله بما تعملون بصیرا ای مومنون یاد کرو نعمت خدا کی اوپر اپنی جسوقت
کہ آئی تمکو احزاب قریش پس بھیجا ہمنی اونپر ہوا کو مع ایک لشکر کہ تم نہین دیکھتی تہی اونکو یعنی ملایکہ اور ہی خدا جو کچھ کرتی ہو
دیکھتا ہی تمہاری اعمال کو اذ جاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت
القلوب الحناجر وتظنون بالله الظنونا جسوقت کہ آئی لشکر طرف تمہاری اعلا واسفل سی اور جب پہر
گئی آنکہین خوف سی اور پہونچگیا نفس گردن تک خوف سی اور گمان لیگئی تم ساتہہ خدا کی انواع گمان نا شو
هنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبهم
مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غرورا وہان امتحان کئی گئی مومن اور متزلزل ہوی متزلزل
ہونا سخت اور جسوقت کہ کہتی تہی منافق اور وہ لوگ کہ اونکی دلونمین مرض شک وشبہہ کا ہی کہ وعدہ نہین کیا
دیا ہمکو خدا تعالی نی اور اوسکے رسول نی مگر ساتہہ جہوٹ اور فریب کی واذ قالت طایفة منهم
یا اهل یثرب لا مقام لکم فارجعوا ویستاذن فریق منهم النبی یقولون ان بیوتنا
عورة وما هی بعورة ان یریدون الا فرارا اور یاد کر ای پیغمبر اوسوقت کو کہ کہا ایک گروہ نی منافقین
سی کہ ای اہل مدینہ کہ تمہاری توقف کا محل نہین لشکر محمد مین پس پہر جاو اپنی گہرونکو اور رخصت طلب کرتا تہا ایک گروہ
اونمین سی پیغمبر خدا سی کہ پہر جائین کہتی تہی کہ گہر ہماری مدینہ مین خالی ہین اور صورت حفاظت کی کوی نہین یا
اطراف شہر مین قریب دشمن کی ہین اور حالانکہ خالی نہ تہی گہر اونکی اور ارادہ نہین رکہتی تہی کہتی تہی مگر بہاگنی کا جنگ سی
علی بن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ وہ کہتی تہی کہ گہر ہماری قریب مدینہ کی واقع ہین اور یہودیون سی ہمکو ڈر
ہی ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لاتوها وما تلبثوا بها الا یسیرا
اگر آوی لشکر مشرکین کا منافقین پر اطراف مدینہ سی ایکبار اور خواہش کری لشکر مشرکین منافقین سی کہ کافر
ہو جائین وہ تو البتہ وہ کافر ہو جائین اور وہ زندہ رہین بعد کافر ہو جانی کی مگر تہوڑا عرصہ اور بعد اوسکی عذاب
الہی مین گرفتار ہون بعد اوسکی خدا تعالی نی منافقین کی عیوب ظاہر کرنی کی واسطی اور اونکی زجر و ملامت
مین بہت سی آیات بہیجی ہین کہ منجملہ اونکی بعض آیات سابق مین گذر چکی ہین اور پہر فرمایا من المؤمنین رجال
صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا
تبدیلا مومنین مین سی ایسی مرد ہین کہ سچا کیا اونہون نی اوسکو کہ عہد کیا ہی اوسکا ساتہہ خدا تعالی کی مثل
ثابت قدم رہنی کی اوپر قتال کی اور مجوز رہنا مرضیات ذو الجلال کا ہر حال مین پس بعض نی وفا کیا اپنی عہد کو
کو تا اینکہ شہید ہوی اور بعض اونمین سی منتظر ہین اور نہین بدل کیا اونہون نی اپنی عہد کو بدل کرنا استعداد

سے معتبرہ حضرت امام محمد باقر و جناب جعفر صادق صلوات اللہ علیہما سے کہ یہ آیہ شریفہ حضرت حمزہ و حضرت جعفر و جناب امیر
علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی اور مقصود منہم من قضی نحبہ سے حضرت حمزہ و جعفر رضی اللہ عنہما ہیں اور ومنہم
من ینتظر سے مقصود جناب امیر المومنین غرض علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بعد اوسکے یہ آیت نازل ہوئے
ورد اللہ الذین کفروا بغیظہم لم ینالوا خیرا وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی ابن ابیطالب و
کان اللہ قویا عزیزا یعنی پھیر دیا خدا تعالی نے اون لوگوں کو مدینہ سے جو کافر ہوئے ساتھ غصہ اونکی کے نپایا
اونہوں نے غنیمت اور فتح اور کفایت کی خدا تعالی نے مومنین کی جنگ کفر سے ہے ہیں سبب کہ قتل کیا علی ابن
ابیطالب نے عمرو کو اور ہے جناب باری عز اسمہ قادر و غالب مخفی نرہے کہ یہ قرات ابن مسعود کی ہے چنانچہ
جلال الدین سیوطی شافعی نے تفسیر در منثور میں کہ جامع تفاسیر مشہورہ اہلسنت ہے اور کوئی حدیث اسکی مرتبہ
حسن سے کم نہیں ہے تفسیر اس آیہ مبارکہ میں لکہا ہے غرض اکثر احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حفر خندق کا ماہ مبارک
رمضان میں ہوا اور جنگ شوال میں واقع ہوئی اور اہل اسلام بیس دن تک محصور رہے اور ستائیس دن
بھی کہتے ہیں وہو العالم **بیان غزوہ بنی قریظہ** و وفات سعد معاذ و توبہ ابو لبابہ علی ابن ابراہیم و شیخ
طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا جنگ احزاب سے فارغ ہوکے داخل مدینہ ہوئے اور قصد تہا
کہ غسل کریں جو غبار راہ دور ہوا ہے علم نصرت شیم منصوب تہا کہ روح الامین نازل ہوئے استر سوار عمامہ سفید سر پر
قطیفہ دوش پر ڈالی ہوئے کہ استر قطیفہ سے مکلل بدر جواہر تہا اور آثار غبار کی سیاہی ظاہر تہی اور عرض کے
کہ یا رسول اللہ خدا تعالی رحمت نازل کرے آپ پر آپ نے سلاح اپنی بدلتی جدا کی اور ملئکہ اہل آسمان سلاح
ہم لشکر قریش کی تعاقب میں گئی تہی حمراء الاسد تک اونکو بہگایا ہے اب جناب باری عز اسمہ نے حکم دیا ہے کہ نماز
عصر بنی قریظہ میں جاکے ادا کرو اور میں آگے آگے آپ کے وہاں پہنچ کے قلعہ کو ہلا دیتا ہوں پس جناب رسولخدا
باہر تشریف لائے حارثہ ابن نعیم اوسوقت حاضر تہا عرض کی کہ ماں باپ میرے فدا ہوں آپ پر دحیہ کلبی لوگوں
میں ندا کرتے ہیں کہ نماز عصر بنی قریظہ میں پہونچ کے ادا کریں حضرت نے فرمایا کہ وہ دحیہ نہیں بلکہ جبرئیل ہے
پس جناب امیر کو طلب کیا اور حکم دیا غرض جناب امیر نے لوگوں میں ندا کی اور لوگ روانہ ہونے لگے غرض
علم بزرگ کو جناب امیر نے اوٹہایا اور حضرت روانہ بنی قریظہ کی ہوئے جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ روز
بنی قریظہ جناب رسولخدا نے جناب امیر کو با رایت سیاہ و لوای سفید روانہ کیا اور ایک روایت میں یہہ ہے
کہ جناب امیر تہوڑا پہلے روانگی حضرت رسولخدا کی روانہ بنی قریظہ کی ہوئے تہے غرض جب عساکر منصورہ دور قلعہ
بنی قریظہ کی پہونچا تو یہود نے ندا کی کہ ای ابو لبابہ ابن عبد المنذر تو کہاں ہے حضرت نے ابو لبابہ سے کہا کہ تجہے
طلب کرتے ہیں اونکے پاس جا اور امر نیک و بد ظاہر کر جب ابو لبابہ اونکے پاس گیا تو بہت روئے اور کہنے لگے کہ

انہونی اس لشکر سی طاقت جنگ جدال کی نہین ہی اور بعد ابولبابہ کی گرفتگی مشغول ہی کہ بعد انہدام حراب سے
حیی ابن اخطب بہی قلعہ بنو قریظہ مین داخل ہوگیا تہا حاصل یہہ ہی جناب امیر نی علم ہدایت قلعہ مین نصب کیا کعب ابن اسد نے
مکہ سی نکلوایا اور اہل اسلام کو ناسزا کہنا شروع کیا جناب صادق سی منقول ہی کہ گرد قلعہ کی درخت خرما بہت تہی
اور خیام لشکر کو جگہہ بہت کم تہی تب جناب رسولخدا نی اون اشجار کی طرف اشارہ کیا سب درخت وہانسی متفرق ہوگئی
عساکر نصرت ماثر نی خیام برپا کئی تین دن تک محاصرہ رہا اس عرصہ مین کوئی پیغام اونکا نہین آیا بعد تین دن کے
غزال ابن شمول آیا اور عرض کی یا حضرت مال ہمارا آپ لیلین اور مانند بنی نضیر کی ہمکو امان دین کہ آپ کی ملک سے
نکل جائین حضرت نی ارشاد کیا کہ جب تک تابعدار تیہا رنکروگی تب تک کوئی بات منظور نہوگی پس ابن شمول
واپس گیا بروایت شیخ طبرسی پچیس دن محاصرہ رہا بعد اسکی اونہون نی اقرار کیا کہ ہمکو حکم حضرت کا قبول ہی
پس حضرت نی فرمایا کہ عورتین اونسی جدا کرکی مرد دست بستہ محبوس رہین اوسوقت قبیلہ اوس نے حضرت سے
عرض کی کہ یہہ ہماری حلفا ہین اور اعانت ہماری کرتی رہی ہین آپ نی ابن ابی منافق کی کہنی سی بنی نضیر کو چھوڑ
دیا تہا ہم کیا اوس سے کم ہین حضرت نی کہا کہ تم اسپر راضی ہو کہ تمہاری قوم سی کسیکو حکم قرار دون قبیلہ اوس
کی لوگون نی عرض کی وہ کون شخص ہے حضرت نی فرمایا کہ سعد ابن معاذ انصاری نی اوسکا فیصلہ کرنا قبول
ومنظور کیا چونکہ سعد ابن معاذ انصاری علیل تہا جیسا پہلی ذکر ہوا تہا اوسکو محافہ مین سوار کرکی لائی قبیلہ
اوس کے لوگ گرد اوسکی جمع تہی اور کہتی تہی کہ ای ابو عمرو تو احسان کر ہماری حلفار کی باب مین کہ بہت
مواطن مین انہونی ہماری مدد کی ہی جب الحاح اونکا بہت ہوا تب سعد نی کہا کہ اب وہ وقت آیا ہی
کہ سعد پروا نکری راہ حق مین ملامت کرنی والون سی اوس نی کہا افسوس ہی کہ بنی قریظہ ہماری ہاتھہ سی گئی
یہود بہی سعد کی پاس الحاح زاری کرتی تہی جب خاموش ہوئی سعد نی کہا کہ آیا میری حکم پر راضی ہو سب
نی کہا کہ ہم راضی ہین اور امید احسان ونیکی وحسن رعایت کی رکہتی ہین تین مرتبہ یہی سوال کیا
بعد اسکی متوجہ جانب حضرت کی ہوا اور ازراہ ادب یہہ نہ کہہ سکا کہ آپ میری حکم پر راضی ہین بلکہ عرض کی
یا حضرت آپ کیا فرماتی ہین حضرت نی فرمایا کہ مین راضی ہون تو حکم کر اس قوم مین سعد نی کہا کہ مینی حکم کیا یارسول اللہ
کہ مرد انکی قتل کی جائین اور عورتین انکی اسیر ہون اور مساکن ومزارع انکی مخصوص بمہاجرین اور اموال وغنایم مہاجر
انصار مین تقسیم کیا جائی حضرت نی ارشاد کیا کہ حکم سعد کا موافق فرمان جناب باری عز اسمہ کی ہی بعد اسکی جراحت
منفجر ہوئی اور سعد نی انتقال کیا پس محبوسین کو مدینہ مین لاکی قید کیا اور تین دن کی عرصہ انکو قتل کیا جب کوئی کعب
ابن اسید کو قتل کرنی لگی تو جناب رسولخدا نی فرمایا کہ تجہی فایدہ ندیا نصیحت ابن حواس نی کہ عالم اور عقلمند شام
سی آیا تہا اور کہتا تہا کہ مینی لذتین ترک کین اور مکہ مین آیا اور اکتفا اور تنگدستی اور اکل خرما پر کیا بسبب مبعوث

ہوئی ایک پیغمبر کی کا محل بعثت اوسکا مکہ ہی اور محل ہجرت مدینہ منورہ ہی اور اکتفا کریگا ساتھہ نان شکستہ جو کی
واسطے غذا کی اور دراز گوش پر سوار ہوگا اور چشمہای مبارک باسرخی ہوگی اور بین الکتفین نشان مہر نبوت
ہوگا اور شمشیر دوش پر رکہی ہوگا اور جہان جائیگا جہاد کریگا اور سلطنت اوسکی اطراف زمین تک پہونچیگی
کعب نے کہا کہ حقیقت مین سچ ہی جو آپ فرماتی ہین یا رسول اللہ مجھی خوف ملامت یہود کا ہی ورنہ مین مسلمان
ہو جاؤن لیکن دین یہود پر زندہ ہون اوسی پر مرتا ہون پھر اوسکو گردن مارا جب حیی اخطب کو قتل کے لیے
لائی تو حضرت نے کہا کہ دیکھا تو نے قدرت پروردگار عالم کو ای حیی اوسنی کہا کہ قسم ہی خدا کی مین
اپنی نفس کو ملامت نہین کرتا جو کچھ مجھسی ہوسکا اوسکو عمل مین لایا لاکن حقتعالی جسکی یاری کری وہ مخذول
ہی غرض قتل کیا گیا بعد اوسکی یہہ آیات نازل ہوئین وانزل الذین ظاہروہم من اہل الکتاب من
صیاصیہم وقذف فی قلوبہم الرعب فریقا تقتلون وتاسرون فریقا واورثکم ارضہم
ودیارہم واموالہم وارضا لم تطؤہا وکان اللہ علی کل شیء قدیرا یعنی خداتعالی نے فرود
لایا اون لوگون کو کہ نصرت کرتی تہی احزاب کی اہل کتاب سی اونکی قلعون سی اور ڈالا اونکی دلون مین خوف پیغمبر کا
اور اوسکی لشکر کا پس ایک گروہ کو اونمین سی قتل کرتی ہو اور قید کرتی ہو یعنی غلام بناتی ہو ایک گروہ کو اور میراث
مین دے ہی تمکو زمین اونکی اور گہر اونکی اور مال اونکا اور میراث مین دیگا وہ زمین کہ ہنوز اوسی طی نہین کیا اور
تمہاری تصرف مین نہین آئی یعنی بادشاہان عجم وروم وغیرہ بلاد کہ اسلام مین فتح ہونگی اور خداتعالی ہر چیز
پر قادر و توانا ہی عروۃ الاسلام نے جناب صادق سی روایت کی ہی کہ جب خبر وفات سعد بن معاذ رضی اللہ
تعالی عنہ کی حضرت کو پہونچی تو مع اصحاب سعد کی گہر مین تشریف فرما ہوی اور صحابہ سی کہا کہ اوسی غسل دین اور خود
حضرت بنفس نفیس دروازہ کی چوکہٹ مین متوقف رہی تا اینکہ صحابہ نے سعد کو غسل دیا اور حنوط لگاکی کفن پہنایا
اور اونکی نعش کو اوٹہایا جناب رسولخدا عقب جنازہ سعد کی بی نعلین وردا بصورت اصحاب مصیبت روانہ ہوی
اور کبہی جانب راست جنازہ کی اوٹہاتی تہی اور کبہی جانب چپ اوسکی تا اینکہ نعش قبر تک پہونچی اور اپنی دست
حق پرست سی سعد کو لحد مین لٹایا اور اینٹین اوسپر رکہین اور خود پتہر اور گل مانگتی تہی اور سوراخ نہین اور
روزن نہین رکہتی جاتی تہی جب حضرت فارغ ہوی تو مٹی قبر مین ڈالی اور قبر درست کی اوسوقت حضرت نے فرمایا
کہ مین جانتا ہون کہ بدن سعد کا بوسیدہ ہوگا اور جدا ہو جائیگا اور خداتعالی دوست رکہتا ہی اپنی اوس بندہ کو
کہ کوئی کام دین باستحکام کری اوسوقت مادر سعد نے کہا گوارا ہو تجکو بہشت ای سعد حضرت نے مراجعت
کی اوسوقت لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت سعد کی جنازہ پر آپ نے ایسی کام کئی ہین کہ کسی اور کی جنازہ پر اتنی
نہین کرتی تہی حضرت نے فرمایا کہ مین بی کفش وردا سعد کی جنازہ کی ساتھہ اسواسطے گیا کہ دیکھا مینی ملایکہ کو

صورت صاحبان مصیبت مین اوسی طرح ہمراہ جنازہ کی افتان راست وچپ جنازہ کی ہین اسواسطہ ہوتا تہا کہ ہاتہہ جبرئیل
روح الامین کی ہاتھہ مین تہا جہان وہ جاتی تہی وہین مین بہر جاتا تہا سب نی غرضکی یا رسول اللہ آپنی
اوسکی جنازہ کی نماز پڑہی اور اپنی دست مبارک سی سعد کو دفن کیا اور باوجود ان سب باتون کی بہی اوسکو
فشار قبر ہوا حضرت نی فرمایا کہ ہان اوسی فشار قبر ہوا کیونکہ اپنی اہل وعیال سی [illegible] خلق کرتا تہا اور
جب سعد نی انتقال کیا تو جس تختہ پر روح نی جسد سی مفارقت کی تہی وہ کانپ گیا ۔ اور منقول [illegible]
ہی کہ جب جناب رسالتمآب نی جنازہ سعد پر نماز پڑہی تو فرمایا کہ ستر ہزار فرشتی جبرئیل کی ساتھ نماز جنازہ مین
کی تہا مین نی سوال کیا جبرئیل سی کہ سبب اسکا کیا ہی جبرئیل نی کہا سعد ہر وقت [illegible] قل ہو اللہ احد
کی پڑہتی تہی بیٹہی اور اوٹہتی اور چلتی اور پہرتی کی حالت مین [illegible] نی روایت کی ہی کہ جب جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نی بنی قریظہ کا محاصرہ کیا اونہون نی کہا یا محمد ابولبابہ کو ہماری پاس
بہیجدو ہم لوگ اپنی باب مین اوس سی مشورہ کرین پس آنحضرت نی اوسکو اجازت دی جب ابولبابہ
قلعہ بنی قریظہ مین گیا تو زن ومرد نالہ کنان اوسکی گرد ہوی اور سب نی کہا کہ ای ابولبابہ ہماری حق مین
کیا مصلحت ہی آیا ہم اپنی تئین جناب رسولخدا کی حوالہ کرین اوسنی کہا یہہ ہی مناسب ہی اور بعد اوسکی
اپنی گردن کیطرف اشارہ کیا یعنی تم قتل کے جاوگے بعد اوسکی ابولبابہ خود اپنی اس تقریر سی پشیمان
ہوا اور اپنی دل مین سوچا کہ یہہ جیسی خیانت خدا اور رسولخدا کی ہوئی پہر سونچکی حضرت کی روبرو نہ آیا سیدہا
مسجد نبوی کو روانہ ہوا اور اپنی گردن مین ایک رسی باندہ کی اوس رسی کو ایک ستون جو متصل
شباک جناب رسولخدا ہی باندہا اور وہ ستون ابتک ستون توبہ ابولبابہ مشہور ہی اور کہا تہا کہ جب تک
خدا تعالی میری توبہ قبول نفرماوی گا تب تک مین اپنی گردن رسی سے نہ کہولونگا جب جناب رسولخدا
نی یہہ سنا تو فرمایا کہ میرے پاس آتا تو مین بہی اوسکی واسطہ استغفار کرتا لیکن وہ گیا ہی طرف
جناب باری عز اسمہ کے اور وہ اولی ہی بمغفرت پس ابولبابہ دنکو روزہ رکہتا تہا اور بہت کو بقدر سد
رمق کے افطار کرتا تہا اور بیٹی اوسکی شام کیوقت کہانا اوسکی لئی لاتی تہی اور رسی پکڑ کر واسطی رفع
حوایج ضروری کی لیجاتی تہی جب کئی دن اسیطرح پرگذری اور جناب رسولخدا نی مع الظفر غزوہ
بنی قریظہ سے مراجعت فرمائی تو ایک شب حجرہ ام سلمہ مین حضرت تشریف رکہتی تہی کہ قبول ہونی توبہ
ابولبابہ سی جناب غفار الذنوب نی اپنی حبیب کو اعلام فرمایا حضرت نی ام سلمہ کو اطلاع کی حضرت ام سلمہ
نی اپنی حجرہ مین بیٹہی بیٹہی کہا کہ بشارت ہو تجہی کہ ای ابولبابہ خدای کریم نی تیری توبہ کو قبول کیا ابولبابہ
نی کہا کہ الحمد للہ صحابہ نی قصد کیا کہ ستون سی کہول دین ابولبابہ نی قسم یاد کی کہ جب تک جناب رسولخدا

اپنی ہاتھہ رسی کو نہ کھولین گے تب تک مجھی منظور نہین پس حضرت آئی اور فرمایا کہ ای ابولبابہ تیری توبہ اسطرح قبول ہوی جیسی تواب گویا شکم مادر سی متولد ہوا ہے ابولبابہ نی عرض کی کہ اس شکر یہ مین سارا مال اپنا تصدق کرون حضرت نی ارشاد کیا کہ ثلث مال تصدق کر پس حقتعالی نی یہہ آیت نازل فرمائی وآخرون

اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا عسى الله ان يتوب عليهم ان الله غفور رحيم خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلاتك سكن لهم والله سميع عليم الم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة عن عباده ويأخذ الصدقات وان الله هو التواب الرحيم

ایک قوم اورہی کہ اعتراف کیا اونہون نی اپنی گناہونکا اور ملا دیا اونہون عمل نیک کو عمل بد سی شاید کہ خدا تعالی توبہ اونکی قبول کری تحقیق کہ خدای تعالی بخشنی والا اور مہربان ہی ای محمد اونکی اموال سے صدقہ تاکہ پاک کری تو اونکی تئین گناہون سی اور زیادہ کری تو حسنات اونکی یا پاکیزہ کری تو نفوس اونکی بسبب اوس صدقہ کی اور دعا کر اونکی حقمین کہ دعا تیری آرام ہی واسطے اوس قوم کے اور خدا سمیع علیم ہی آیا نہین جانتی وہ کہ خدا تعالی قبول کرتا توبہ اپنی بندون کے اور قبول کرتاہی تصدق اونکی کی تئین اور نہین جانتی وہ کہ خدا تعالے بہت قبول کرنی والا ہی توبہ اور مہربان ہی

فایدہ مخفی نرہے کہ جناب باری عز اسمہ نی نسبت اخذ صدقات کی اپنی ذات مقدس کی طرف کی ہی تو اوس سے کمال عظمت اس عمل خیر یعنی صدقہ دینی کے باب مین اس سی معلوم ہوا کہ کوئی مصرف واسطے مال کی بہتر صدقہ سے نہین ہی اور نیز عظمت صدقہ کیطرف مشیر ہے قول خدا تعالے کا من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا یعنی کون ہی وہ شخص جو قرض دی جناب باری تعالی کو قرض حسنہ پس یہہ تو ظاہر ہی کہ جناب باری قرض لینی سی غنی ہی تو مقصود اس سی صدقہ ہی پس جسنی صدقہ دیا گویا اوسنی جناب باری عز اسمہ کو قرض دیا اور روز قیامت کہ بہت قریب ہی اضعاف مضاعف اصل سی پاوی گا علاوہ بران بہت سی احادیث صحیحہ مین وارد ہی چنانچہ جناب رسولخدا سی منقول ہی کہ جو ایک مومن کو کھانا کھلاوی تو جناب باری عز اسمہ پر واجب ہی کہ اوسکو نعمای بہشت سی سیر کری اور جو شخص برادر مومن کو کپڑی اس دار دنیا مین پہناوی گا خدا تعالی اوسکو حلہ ہای بہشت عطا کری گا

فصل پنجم

بیان اون امور کے کہ مابین غزوہ احزاب و غزوہ حدیبیہ پیش آئی اور اوسمین کے امرہین امراول بیچ بیان غزوہ مریسیع کی کہ اوسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتی ہین شیخ طبرسی و شیخ مفید وغیرہما نی روایت کی ہی کہ قبیلہ بنی مصطلق کا ایک کوی پر مقیم تہا کہ اوسکو مریسیع کہتی ہین سرگردہ اونکا حارث بن ضرار تہا حارث مذکور نی بقصد محاربہ جناب رسولخدا اپنی قوم کو مع ایک اور گروہ کے

فصل

جمع کیا جب یہہ خبر بسمع اقدس جناب رسالت مآب کی پہونچی تو آنحضرت دوسری تاریخ شعبان کو پانچوین
برس ہجرت کی مع اصحاب کی متوجہ جاہ مذکور ہوی اور اس سفر سعادت اثر مین تیس سوار ہمرکاب ظفر
انتساب تھی اور چند منافق مثل عبد اللہ بن ابی کے بھی ساتھہ ہو لئے اور ازواج مین سی عائشہ ساتھہ تھین
جب خبر توجہ موکب جاہ وجلال اہل ضلال کی کان تک پہونچی تو اکثر اعراب جو غیر قبیلہ بنی مصطلق تھی
پراگندہ ہو گئی غرض جب حضرت اوس کوی تک پہونچی تو دونو طرف بقصد حرب وپیکار صفین آراستہ
ہوئین ایک ساعت تک طرفین سے تیر بازی ہوتی رہی بعد اوسکی عسکر نصرت اثر نی بحکم جناب سید
البشر اون اہل شر پر حملہ کیا اور دس نفر اوس حملہ مین اہل ضلال مین سی مارے گئی اور چند نفر
فرزندان عبد المطلب مین سی مرتبہ رفیعہ شہادت فایز ہوی اور جناب امیر المومنین نی مالک اور
اوسکی بیٹی کو قتل کیا یہہ امر موجب فتح اہل اسلام کا ہوا اور مرد واطفال دوسو گھر کے
بدست اہل اسلام اسیر ہوی دس ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکری غنیمت مین آئی اور جناب رسولخدا نی مال و
غنایم واساری کو بعد وضع خمس کے اہل اسلام پر تقسیم کیا اور جویریہ بنت حارث کو جناب امیر نی اسیر کر کے
آنحضرت کی خدمت مین حاضر کیا حضرت نی اوسکو اپنی واسطی لی لیا بعد اسکی تمام قبیلہ بنی مصطلق کا اسلام
لایا پس حارث بن ابی ضرار خدمت بابرکت آنحضرت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت بیٹی میری
جو دختر زن کریمہ ہے مناسب نہین کہ وہ کسی کے ملک مین آئی حضرت نی فرمایا کہ تو اوسکی پاس
جا اور اوس سے دریافت کر وہ جس امر کو اختیار کرے گی وہی کیا جاہی گا یہہ سنکی وہ نہایت
ممنون ومشکور ہوا اور اپنی بیٹی کے پاس آیا اور کہا کہ ای بیٹی اپنی قوم کو رسوا نکر میری ساتھہ چل کیونکہ
رسولخدا نے تجھکو اختیار دیا ہی کہ چاہی رہی اور چاہی جاہی اوس دختر نیک اختر نے کہا کہ اگر مجھی
اختیار دیا ہی تو مین نہین قبول کرونگی مگر خدا اور رسولخدا کو یہہ سنکر باپ اوسکا بہت ناخوش ہوا
اور برا بھلا کہتا ہوا چلا گیا اور جناب رسولخدا نی اوس زن نیک اختر کو آزاد کر کی اوس سے نکاح کیا جویریہ
بیان کرتی ہین کہ جب لشکر جناب رسولخدا ہماری قبیلہ سی لڑنی کو آیا تھا تو میری باپ نی کہا کہ اسقدر لشکر
ہماری مقابلہ کو آیا ہی کہ ہم اس سی تاب مقاومت کی نہین رکھتی ہین اور علاوہ بران یہہ ہے
کہ مین نی خود جب عسکر آنحضرت کو دیکھا تو اسقدر کثرت اس لشکر مین معلوم ہوی کہ مین اوسکو ہرگز
بیان نہین کر سکتی ہون اور مین جب مسلمان ہو کے جناب رسولخدا کی نکاح مین آئی تو معلوم ہوا
کہ لشکر اسلام مین وہ کثرت نہ تھی جو مین نے مشاہدہ کی تھی اوسوقت مین نی یقین کیا کہ خدا تعالے
نی واسطی خوف دلانی مشرکین کہ اس لشکر قلیل کو اس عظمت اور کثرت سی اونکو دیکھلایا تھا اور یہہ بھی

جویریہ سی منقول ہے کہ تین روز قبل ورود جناب رسولخدا ایک شب مین لی خواب مین دیکھا
کہ گویا چاند نی مدینہ کیطرف سی حرکت کی جب میری قریب آیا تو میری دامن مین مستقر ہوا جب مین
اسیر ہوی تو اوس خواب کی یہہ تعبیر ہوی کہ ماہ درخشان فلک نبوت کی تزویج مین آئی جب صحابہ نے
حال تزویج جویریہ کا سنا تو کہا کہ اب اس قبیلہ کو رابطہ مصاہرت کا جناب رسولخدا کی ساتھہ ہوا ہی جتنی
عورات اوس قبیلہ کے غنیمت مین آئین تھین سب نی اپنی اپنی مملوکہ آزاد کردیا لکھا ہی کہ ایسی عورت
مبارک اپنی قبیلہ کی واسطی کوی نہین ہوی اور شعار مسلمانونکا اوس جنگ مین یا منصور امت تھا —
اور شیخ مفید اور شیخ طبرسی نی ابن عباس سے روایت کی کہ جب جناب رسولخدا قبیلہ بنی مصطلق کیطرف
جاتی تھی اثنای راہ مین ایکدن ایک وادی خوفناک پر توقف کیا جب آخر شب ہوی تو حضرت
جبرئیل امین نازل ہوی اور حضرت کو خبر دی کہ ایک گروہ کافران جن مین سے اس وادی مین پنہان
ہی اور ارادہ فساد کا آپکی اصحاب سی رکھتی ہین پس آنحضرت نی جناب امیرالمومنین اسد اللہ الغالب کو بلایا
اور فرمایا کہ اس وادی مین جاؤ اور رفع کرو شر دشمنان خدا کا کہ تم جان مین سی ہین ساتھہ اوس
قوت خداداد کے جسکی وہ مخصوص ہی اور سو نفر توانا اور قوی ساتھہ حضرت کی بھیجی اور اونسی ارشاد فرمایا
کہ جو علی ابن ابیطالب کہی تمہین وہی بجا لانا غرض جناب امیرالمومنین علیہ السلام قریب اوس وادی کے
پہونچی اور اپنی ہمراہیونکو ارشاد کیا کہ اپنی جگہہ متوقف رہین اور خود حضرت تن تنہا داخل وادی ہوی
اور استعاذہ بخدا کیا اور اسماء اعظم الٰہی پڑہی اور پہر ہمراہیونسی فرمایا کہ بقدر ایک تیر پرتاب کی متوقف
رہین غرض اوسوقت ایک ہوا ایسی تند چلی کہ پہر ہیونکی پاؤن تہرہکی جناب امیر نی نعرہ کیا کہ مین ہون علی ابن
ابیطالب وصی رسولخدا اور پسر عم اون حضرت کا اگر قصد لڑای کا ہی تو سامنی آؤ تاکہ مشاہدہ کرو قدرت
خداوند قہار کو پس ایک جماعت مثل زنگیونکی آگ کے انگاری اونکی ہاتہہ پر رکھی ہوی تہی قریب آئی تو
حضرت نی تلاوت آیات قرآن مجید سے شروع کی اور شمشیر برق فشان کو راست وچپ حرکت دیتی تہی
پس اوس گروہ کا دہوان سا ہوسکے اوڑگیا یہہ حال مشاہدہ فرمایا کر جناب امیر نی نعرہ اللّٰہ اکبر کیا اور
اوس وادی سے پہر می اور اپنی اصحاب سی ملحق ہوی سب نی عرض کیا کہ حضرت ہم تو بسبب خوف
کی قریب ہلاکت کی تہی اپنی اونسی کیونکر مقابلہ کیا حضرت نی فرمایا کہ بتاثیر اسماء الٰہی وہ مغلوب ہوگئی
پناہ بجناب رسولخدا لیگئی اور اگر تہوڑا عرصہ اور ٹہرتی تو سب ہلاک ہوتی جب اوس مہم سی فارغ ہوگئی
جناب امیر حاضر خدمت بابرکت سرور کائنات ہوی تو آنحضرت نی فرمایا کہ یا علی بقیۃ السیف بہاگ کر یہان
آئی اور تمہاری شمشیر کے خوف سے مسلمان ہوی — علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ سورہ

منافقین غزوہ بنی المصطلق مین نازل ہوی اور سبب نزول اوس سورہ مبارکہ کا یہہ ہوا کہ بعد مراجعت کی
اوس غزوہ سی عسکر نصرت اثر ایک ایسی جاہ پر مقیم ہوا کہ اوسمین پانی کم تہا انس بن سیار کہ ہم قسم انصار
کا تہا اور جہجاہ بن سعید غفاری کہ اجیر عمر کا تہا پانی نکالنی کے واسطی کوئین پر جمع ہوی اور دونون نے
اپنی اپنی ڈول پانی کی واسطی ڈالی رسیان دونون ڈولون کی لپٹ گئی سیار نی کہا کہ یہہ جو ڈول بہرا
ہوا ہے وہ میرا ہی اور جہجاہ کہتا تہا کہ میرا ہی پس جہجاہ نی ایک طمانچہ سیار کی مونہہ پر مارا کہ اوس
سی خون جاری ہوا سیار نی خزرج کو ندا کی اور جہجاہ نی قریش کو اپنی مدد کی واسطی پکارا اور قریب
تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو جب عبداللہ بن ابی نی یہہ خبر سنی تو بہت غضبناک ہوا اور کہا اوس ملعون نے
کہ مرا قصد نہ تہا کہ سفر مین آؤن اور افسوس ہے کہ ہم ذلیل ترین عرب ہو گی اور مجہکو یہہ گمان نہ تہا کہ
مین اپنی زندگی مین ایسی واقعات سنون اور اوسکا کچہ تدارک نہ کر سکون پہر اپنی رفقا کی طرف خطاب
کیا کہ یہہ ثمرہ تمہاری افعال کا ہی کہ قریش کو تمہنی اپنی گہرونمین رکہا اور اپنی مال دی اور اپنی سینی اونکی لئی
سپر کی اور اونکی جا مین بجا ئین تا انکہ عورات تمہاری بیوہ و بچی تمہاری یتیم ہوی پاین یہہ قریش نی تمسی کیا
سلوک کیا اور اب ہم جب مدینہ کو جائین گی کہ پیغمبر خدا اسمیت سب کو نکالدین گے زید ابن ارقم کہ طفل قریب
بہ بلوغ تہا اوس مجمع مین بیٹہا تہا اوسنی یہہ سب سنا وہ جناب رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوا اوس وقت
مع چند صحابہ سایہ مین ایک درخت کی وہ سایہ خدا جسکی جسم اطہر کا سایہ نہ تہا اور جسکی سایہ علم کی نیچی جتنی ہین
جو ہو گا نجات پاویگا اور جسکی ہمسایگی فردوس برین مین انبیا و مرسلین کو موجب فخر و مباہات کا ہو گے
تشریف رکہتا تہا کہ زید مذکور نی ساری تقریر ابی کی عرض کی حضرت نی فرمایا کہ ای پسر شاید تو نی غلط سنا ہوگا
زید نی کہا کہ واللہ غلط نہین سنا مین نی حضرت نے فرمایا شاید تو نی اوسپر غضبناک ہو کر ایسا بیان کیا
اوسنی عرض کی کہ مین غضبناک نہین ہوا حضرت نی فرمایا کہ شاید اوسنی بطور استہزا کی ایسا کہا ہو
زید نی کہا ایسا بہی نہین واقع ہوا یہہ سنکر حضرت نی اپنی غلام سی کہ اوسکا نام شقران تہا فرمایا کہ
اونٹ پر محمل باندہی غرض آنحضرت سوار ہوی اور کوچ کیا جب صحابہ نی خبر سفر خیر البشر سنی تو متعجب
ہوی اور کہا کہ یہہ وقت سوار ہونی کا نہین حضرت کو کیون سوار ہوی ہین غرض سب صحابہ بہی ہمراہ
ہوی سعد بن عبادہ آگی بڑہ کر حضرت تک پہونچا اور تسلیم عرض کی حضرت نی فرمایا علیک السلام سعد نے
عرض کی کہ آپ ایسی وقت کبہی سوار نہ ہوتی تہی آج کیون سوار ہوی حضرت نی فرمایا کہ سعد تو نی نہین
سنا کہ آج تمہاری صاحب نی کیا کہا اوسنی عرض کی کہ یا حضرت ہمارا بغیر آپکی کوئی صاحب
نہین حضرت نی فرمایا کہ ابن ابی نی کہا ہی کہ جب ہم مدینہ مین پہونچین گی تو عزہ مدینہ مردان ذلیل کو

مدینہ سی باہر نکالدینگی سعد نی عرض کی کہ عزیز آپ ہین اور اونکی اصحاب اور عبد اللہ بن ابی اور اصحاب اوسکی
ذلیل تر ین مردم ہین پس حضرت تمام روز چلی اور کسی کو جرات کلام نہوی جب قبیلہ خزرج نی حضرت کو غضبناک دیکھا
تو ابن ابی کو بہت لعنت و ملامت کی اوس منافق ملعون نی قسمین کہا ئین کہ مین نی کچھہ نہین کہا سب نی کہا
کہ اگر تو نی کچھہ نہین کہا تو ہماری ساتھہ خدمت باسعادت جناب رسولخدا مین چل اور استغفار اپنی جرایم کا
کر اوس بدبخت نی قبول نکیا اور حضرت نی تمام شب توقف نکیا مگر بقدر نماز کی دوسری دن ایک
جگہہ نزول اجلال فرمایا اصحاب سب بسبب تکان راہ کی سو گئی عبد اللہ بن ابی حضرت کی خدمت مین حاضر
ہوا اور اپنی کہنی سی انکار کیا اور کہا کہ زید نی جھوٹ کہدیا ہی اور پھر از سر نو اقرار شہادتین کا کیا اور حضرت
حضرت نی بظاہر عذر اوسکا قبول فرمایا جب یہہ حال قبیلہ خزرج نی سنا تو زید بن ارقم کو بہت ملامت
کی اور کہا کہ تو نی عبد اللہ پر افترا کیا حالانکہ وہ بزرگ ہمارا ہی — جب اوس منزل سے بہی کوچ کیا
تو زید رکاب سعادت مین حاضر ہوا اور کہتا تہا کہ ای پروردگار کریم تو خوب عالم و دانا ہی کہ مین نے
عبد اللہ بن ابی پر افترا نہین کیا ہی جب تہوڑی راہ چلی تو حضرت پر نزول وحی ہوا بعد انقطاع وحی
کی آنحضرت نی زید سی فرمایا کہ ای پسر تو سچا تہا اور جو کچھہ تو نے سنکر اوسکی زبانی بیان کیا تہا اوسکی
تصدیق کے واسطی خدا نی آیات بینات بہیجی ہین جب حضرت نی منزل پر نزول اجلال فرمایا تو سب
صحابہ کو جمع کیا اور اونکی سامنی سورہ منافقین کے تلاوت کے پس خدا بتعالی نے بنزول اس
سورہ مبارکہ کے عبد اللہ مذکور کو ذلیل و رسوا کیا بسند معتبر منقول ہے کہ عبد اللہ منافق
کا بیٹا حضرت کے خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کے کہ اگر آپکو میری باپ عبد اللہ ابن ابی کا قتل
منظور ہی تو مجہی حکم دیجئی کہ مین سر اوسکا حاضر کرون حضرت نی فرمایا کہ مجہی اوسکا قتل منظور نہین
اور تو اوس سے نیک مصاحبت کر جبتک وہ ہمسی دشمنی ظاہر و علانیہ نکری جناب امام محمد باقر ؑ
سی منقول ہے کہ جب بنزول سورہ منافقین کے فضیح ہوے تو عزیز و قریب اونکی پاس گئی
اور کہا کہ ہمارے سے بہت ذلت ہوے ہے مناسب یہہ ہی کہ جناب رسولخدا کے خدمت مین
چل کے استغفار کر و منافقین نے انکار کیا حقتعالے نی یہہ آیتہ نازل فرمائی واذا قیل لهم
تعالوا یستغفر لکم رسول الله لووا رؤسهم ورایتهم یصدون وهم
مستکبرون شیخ طبرسی نی روایت کی ہی کہ اس سفر سعادت اثر مین ایکدن جناب رسولخدا
نی مع عسکر نصرت اثر متصل بقیع کے ایک سراب پر نزول اجلال فرمایا کہ جسی بقعاع کہتی ہین
وہان ہوا ایسی سخت چلی کہ اوس سی اذیت پہونچی اوسی شب کو ناقہ حضرت کا گم ہوگیا حضرت نی فرمایا

کہ سبب تندی ہوا کا یہہ ہے کہ مدینہ مین ایک بڑا منافق مرگیا ہی لوگون نے عرض کی کہ یا حضرت
وہ کون ہی حضرت نے فرمایا کہ رفاعہ پس ایک منافق نے جو ساتھ تہا کہا کہ رسولخدا آکسطرح دعوے
غیب دانی کا کرتی ہین حالانکہ انکو اطلاع نہین کہ ناقہ کہان گیا ہے پس حضرت جبرئیل نازل ہوے
اور قول منافق سے اطلاع کی اور مقام ناقہ کا بتلایا یہہ سنکر حضرت نے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا
کہ مین کب کہا ہی کہ مین عالم الغیب ہون مگر خدایتعالی میری طرف وحی بہیجتا ہی اور اب جبرئیل
امین نے مجہسے کہا ہی کہ فلان منافق مرگیا ہی اور ناقہ فلان مقام پر ہی اور مہار اوسکی درخت سے
بندہی رہگئی ہے اسوسطی وہ آ نہین سکتا جب صحابہ اوس جگہ پر پہونچی تو اوسیطرح سے دیکہا اور
اوسکو حضرت کے خدمت مین لائے یہہ امر دیکہکر وہ منافق بدل اسلام لایا جب حضرت مدینہ مین
پہونچی تو دیکہا کہ رفاعہ بن زید کو جو عظمای یہود ان بنی قینقاع سے تہا تابوت مین ڈالی ہوی قبر
کیطرف لیجاتی ہین اور جسوقت حضرت نے اطلاع دی تہی اوسیوقت اوسکی روح نے مفارقت
کی ستہی — غرض جسوقت حضرت قریب مدینہ کے آئی تو عبداللہ بن ابی نے چاہا کہ داخل مدینہ ہوےن
عبیداللہ اوسکی بیٹی نے ممانعت کی اور کہا کہ قسم خدا کی مین تجکو داخل مدینہ نہونے دون گا
جب تک کہ آنحضرت اجازت نہ دینگی اور آج معلوم ہوگا تجکو کہ ذلیل کون ہی اور عزیز کون ہی ابی نے
اپنی بیٹی کی حضرت کی پاس شکایت کی حضرت نے اوسکو اجازت دی وہ داخل مدینہ ہوا اور چند
روز بیمار رہکی داخل جہنم ہوا ثقۃ الاسلام نے بسند حسن جناب صادق ع سے روایت کی ہی کہ جب
ابن ابی مرگیا تو جناب رسولخدا اوسکی بیٹی کے سبب سے اوسکی جنازہ پر تشریف لیگئی پس عمر بن خطاب
نے حضرت سے کہا کہ آپ اس منافق کے جنازہ پر کیون آئی ہین حالانکہ خدا نے تمکو منع کیا ہے اسبات سے
کہ منافق کے قبر پر استادہ ہو حضرت خاموش رہی دوسری مرتبہ اوسنے بخشونت وہی اعتراض
کیا حضرت نے فرمایا کہ وائے ہی تجپر ای ابن خطاب تو کیا جانتا ہی کہ مین نے اس نماز مین کیا پڑہا
بلکہ مین نے دعا کے خدایتعالی سے کہ شکم ابن ابی کا آگ سے بہر دی اور قبر اوسکی پر از آتش کرے
اور عذاب اوسکا جہنم مین مضاعف کری جناب صادق ع فرماتی ہین کہ جناب رسولخدا کو اوسنے اسقدر
مضطر کیا کہ جس باتکا اخفا چاہتی تہی اوسکو ظاہر کرنا پڑا — اور اسی غزوہ مین بعض منافقین نے
نسبت افک عایشہ کی طرف کی تہی پس حقسبحانہ وتعالی نے آیات مشعر برائت عایشہ اس امر
نازل فرمائین اور آیات مشتملبر مذمت وتکفیر منافقین کے جنہون نے کہ یہہ افترا کیا تہا نازل کین
اور روایات خاصہ سے معلوم ہوتا ہی یہہ نسبت طرف ماریہ ام ابراہیم کی ہوی تہی تو تہمت

کرنی والونکی مذمت مین آیات نازل ہوین اور ام ابراہیم کی برأت ثابت ہوی — امر ثانی
بیچ بیان باقی وقعات کی ہے علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ جب جناب رسولخدا واسطہ
غزوہ بدر صغرے کی تشریف لیجاتی تہی تو قریب بنی اشجع و بنی ضمرہ کی عبور فرمایا اور بنی ضمرہ سی حضرت
نی پہلی صلح کی تہی اوسوقت صحابہ نی عرض کی کہ بنی ضمرہ ہماری قریب ہین اور ہمکو یہہ خوف ہی کہ مدینہ پر
تاخت نی جائین یا مشرکین مکہ کی نصرت کرین مناسب یہہ ہی کہ ہم پہلی انسی جنگ کرین حضرت نی فرمایا
کہ یہہ قبیلہ سب عرب کی نسبت زیادہ احسان والدین سی کرتا ہی اور صلہ رحم بجالاتا ہی اور سب سے
زیادہ وفا لعہد کرتا ہی اور اشجع کہ ایک قبیلہ کنانہ تہا بلاد اونکی قریب بلاد بنی ضمرہ کی تہی اور وہ سب ہم
قسم بنی ضمرہ سے کے تہی اتفاقاً ایک سال خشک سالی بلاد بنی اشجع مین ہوی اور بلاد بنی ضمرہ مین پانی بہ
کثرت اور گہاس بہی بہت تہی اس سبب سی بنی اشجع نی چاہا کہ بلاد ضمرہ مین جائین یا بہ نیت حرکت
کی جب یہہ خبر بسمع اقدس جناب رسولخدا پہونچی پس حضرت نی تہیہ جنگ کا کیا اور حق سبحانہ و تعالے
نی یہہ آیات نازل فرمائین فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا
تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ
اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ
السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا یعنی اگر اعراض کرین کفار ایمان لانی سے
یا ہجرت کرنی سی پس گرفتار کرو اونکو اور قتل کرو اونکو جہان پاؤ اور نہ قبول کرو اونسی کوی دوست
اور یاور مگر یہہ کہ پیوند کرین ایسی گروہ سی کہ واقع ہوا ہو تم مین اور اونمین عہد و پیمان حالانکہ تنگ ہوی
سینہ اونکی اسی کہ تمہاری ساتہہ جنگ کرین یا جنگ کرین اپنی قوم سی اور اگر خدا تعالی خواہش کرتا
تو اونکو تم پر مسلط کرتا پس البتہ وہ تمسی قتال کرتی پس اگر تمسی کنارہ کرین اور محاربہ نکرین تمسی اور
ڈال دین طرف تمہاری انقیاد اور تسلیم پس نہین دی خدا تعالی نی اونکی تئین تمپر راہ علی ابن ابراہیم
نی روایت کی ہی کہ محال بنی اشجع کی بیضا و حل و مستباح وغیرہ تہی اور بہت قریب تہی مدینہ رسول سے
اور ڈرتی تہی بسبب قرب مدینہ کی کہ ایسا نہو پیغمبر لشکر فوج بہیجین اور ہمسی لڑائی کرین اور حضرت بہی و
تہی مقابلہ نکرین غرض اسی اندیشی مین ناگاہ خبر ہوی کہ سات سو نفر اشجع مع اپنی رئیس مسعر بن مسعود
رحیلہ کی مع زن و بچہ آئی ہین اور درہ سلع مین متوقف ہین اور یہہ قصہ ربیع الاول سنہ ۶ ہجریہ کا ہی جب
یہہ خبر حضرت نی سنی تو اسید بن حضیر کو طلب کیا اور اوسی حکم دیا کہ مع چند نفر اصحاب کی اشجع کی

پاس جا اور دریافت کرکہ اونکی آنیکی کیا وجہ ہی یہہ سنکی اسید مع تین نفر کے اونکی پاس گیا اور
آنیکا پوچھا مسعر بن مسعود رحیلہ تعظیم کے واسطے اوٹھا اور سلام مین تقدیم کی اور کہا کہ ہم یہان قصد اسکا
ہین کہ رسول خدا سی صلح کرین اور اونسی امان نامہ لکہو الین یہہ سنکی اسید خدمت حضرت مین حاضر
ہوا اور ماجرا عرض کیا حضرت نی فرمایا کہ وہ ڈرتی ہین کہ ہم اونسی کہین جنگ نکرین پس حضرت نے
دس چھوارے خرما اونکی واسطے بھیجے اور فرمایا کہ یہہ ہدیہ بھیجا ہے تیرے قبل بیان حاجت کی پھر حضرت
بنفس نفیس اونکی پاس تشریف لیگئی اور فرمایا کہ ای گروہ اشجع تم لوگ کس کام کیواسطے یہان آئی ہو [illegible]
[illegible] آپکی قریب [illegible] قبائل مین کوی ایسا گروہ نہین کہ [illegible]
کم ہو [illegible] آپکی لشکر سی ڈرتی [illegible] اور اپنی قوم سی ڈرتی ہین [illegible]
اس [illegible] حاضر ہوی ہین کہ آپ سی صلح کرین آنحضرت نی التماس اونکا قبول فرمایا اور صلحنامہ
تحریر کیا پس وہ ایکدن توقف کرکی اپنی بلاد کو مراجعت کر گئی پس خدا تعالی وہ آیات اونکی صلح کی باب مین
نازل کین جو کہ سابق مذکور ہو چکی ہین اور بعض روایات سی معلوم ہوتا ہی کہ اسی سال یعنی سال پنجم
ہجرت سی جناب رسول خدا نی زینب بنت جحش سی جو پہلی زوجہ زید کی تھی نکاح کیا اور [illegible]
بھی اسی سال مین [illegible] شیخ طبرسی نی روایت کی ہی کہ سنہ ششم ہجری مین جناب رسول خدا
نی عکاشہ بن محصن کو [illegible] کی طرف غمرہ کی بھیجا عکاشہ وقت صبح کی وہان پہونچا
وہ پہلی سے یہہ خبر سنکی بھاگ گئی تھی عکاشہ وغیرہ دوسو اونٹ مال غنیمت لیکی دوسری
دن مدینہ مین پہونچا اور اسی سال مین ابو عبیدہ بن جراح مع چالیس نفر کی قبیلہ [illegible] روانہ
کیا جب وہان پہونچا تو وہ لوگ بھاگ گئی ایک شخص اونمین سی اسیر ہوا وہ اسلام بھی لایا اور اسی سال
مین زید بن حارثہ کو مع ایک لشکر کے جموم کیطرف کہ بلاد بنی سلیم سی تھا بھیجا وہان سی مال [illegible]
واپس آیا اور پھر اسی سال مین زید کو جمادی الاولی مین مع ۱۵ نفر کی واسطے جنگ بنی ثعلبہ کی روانہ
کیا وہ سنتی ہی بھاگ گئی اور چالیس شتر لیکر مراجعت کی اور اسی سال مین جناب رسول خدا کو خبر پہونچی
کہ بنی عبد اللہ بن سعد اہل فدک سی یہودان خیبر کی اعانت کرتی ہین آنحضرت نی جناب امیر کو اونکے
مخالفت کی واسطے بھیجا اور اسی سال مین عبد الرحمن بن عوف کو شعبان کی مہینی مین طرف دومۃ
الجندل کے بھیجا ۔ اور فرمایا کہ اگر قبول کرین تو وہانکی رئیس کے بیٹی سی تو اپنا عقد کرنا چنانچہ
جب عبد الرحمن وہان پہونچا تو وہ مسلمان ہو گیا تماضر بنت اصبغ سی عبد الرحمن نی اپنا عقد کیا اور اسی
سال مین سریہ عرنیان پیش آیا اور سبب اوسکا یہہ تھا کہ اٹھہ نفر عرنیہ سی مدینہ مین آنحضرت کی خاطر

ہوی اور

ہوی اور اسلام لائی اور چند روز متوقف ہوی بعد چند روز کی اونہوں نی عرض کی کہ ہوای مدینہ ہمکو موافق
نہیں ہم بیمار ہو گئی ہیں حضرت نی اونکو صحرا میں اپنی شترونکی پاس بھیجا کہ دودہ اونکا پئیں اور وہین
رہیں جب تک اونکا مزاج اصلاح پر آئی جب وہ تندرست ہوی تو انہوں نی حضرت کی اونٹوں کے چرواہی
کی ہاتھہ پاون کاٹ ڈالی اور کانٹی اونکی مونہہ میں بہر دیئی تا اینکہ وہ شخص مر گیا [illegible] اونٹ
ذبح کر ڈالے جب آنحضرت کو اطلاع ہوی تو حضرت نی کرز بن جابر فہری کو اونکی تعاقب پر مع
بیس سوار کی بھیجا کرز اونکو گرفتار کر لایا وہ اپنی سزا کو پہونچی اور اسی سال میں بعض صحابہ آنحضرت نی
اموال ابو العاص بن ربیع کو کہ وہ شام کو واسطی تجارت کی جاتا تہا غارت کیا اور صحابہ نی وہ مال خدمت
میں جناب رسولخدا کی حاضر کیا حضرت نی اونہیں پر تقسیم کر دیا [illegible] ابو العاص بھاگ کر [illegible]
زینب اپنی زوجہ کی پاس پناہ لایا حضرت نی اون لوگوں کو جو مال لوٹ کر لائی تہی بلوایا اور
اونسی کہا کہ جو رشتہ ابو العاص سے مجکو ہی تم خوب جانتی ہو اگر مصلحت جانو تو مال اوسکا پھیر دو سب
نی واپس کیا وہ مال لیکی ابو العاص مکہ میں گیا اور جن جن لوگونکا وہ حق تہا سب کو دیدیا اور
اونسی کہا کہ میری نزدیک حقیت اسلام کی ظاہر ہو چکی [illegible] مکہ میں اسواسطی آیا ہوں کہ
تمہارا مال ادا کروں نہیں تم مجہی کہتی کہ یہہ ہمارے مال [illegible] مسلمان ہوا ہی پس شہادتین کہہ کے
مسلمان ہو گیا ظاہرا مصلحت مال اوسکا واپس کر لینی میں [illegible] اور اسی سال میں آنحضرت نے
نماز واسطی استسقا کی پڑہی اور باران رحمت الہی نازل ہوا [illegible] استسقا میں آنحضرت سی کئی
معجزات ظاہر ہوی

بیان غزوہ حدیبیہ و بیعت رضوان

[illegible] بیشتر مورخین کہتی ہیں کہ غزوہ حدیبیہ
سنہ ٦ ہجری میں واقع ہوا علی ابن ابراہیم نی بسند صحیح جناب صادقؑ سی تفسیر آیہ کریمہ انا فتحنا
لک فتحا مبینا روایت کی ہی کہ سبب نزول اس آیہ کریمہ او فتح عظیم کا یہہ ہوا کہ حق سبحانہ و تعالی نی
اپنی حبیب کو خواب میں دکہلایا کہ حضرت مع اصحاب کی داخل مسجد الحرام کی ہوی اور طواف کعبہ مکرمہ کا کیا
اور حلق بہی کیا حضرت نی اس خواب سے اصحاب کو اطلاع کی اور تہیہ سفر کیا اور مع اصحاب مدینہ سی کوچ
کر کی ذو الحلیفہ میں پہونچی اور احرام عمرہ کا باندہا چہاسٹہ اونٹ واسطی نحر کی ساتہہ لئی اور سبکو شعار
کیا یعنی ایکطرف کوہان کے شکافتہ کی اور اوسی آلودہ بخون کیا تہا کہ سب جانیں کہ ہدی واسطی کعبہ کے
ہی پس سب نی احرام وہانسی باندہا اور لبیک گویان روانہ مکہ مشرفہ ہوی اور سب صحابہ نی اپنی اپنی توفیق
کی موافق ہدی اپنی ساتہہ لی جب یہہ خبر مشرکین مکہ کو پہنچی تو اونہوں نی خالد بن ولید لعین کو
دو سو سوار کے ہمراہ واسطی استقبال جناب رسولخدا کی بہیجا کہ کمین گاہ میں مخفی رہی اور جہان

فرصت پاتی حضرت کی لشکر پر شب خون ماری پس خالد بن ولید حضرت کی قریب پہونچا اور ساتہہ ساتہہ ہولیا ایکدن بلال نی اذان کہی اور حضرت مع اصحاب کی متوجہ نماز ہوی خالد نی اپنی دلمین کہا کہ وقت نماز اگر ان پر حملہ کیا جای تو چونکہ یہہ نماز کو دوست رکہتی ہین ہرگز قطع نہین کرین گی ابہی خالد نی اپنی دلمین قصد کیا تہا کہ جبرئیل نازل ہوی اور جناب رسولخدا پر تلاوت کی آیہ صلوة خوف کی حضرت نی طہرین کو جمع کیا اور بطور صلوة الخوف دو نو نمازین ادا کین اور مشرک حملہ نکر سکی اور بی نیل مرام واپس ہوی اثنای راہ مین جناب رسولخدا نی اہل بادیہ کو دعوت طرف جہاد دی کی سب نی انکار کیا کہ اہل اسلام کو طمع ہی کہ حرم مین داخل ہون حالانکہ قریش ایسی غالب ہین کہ مدینہ مین جا کے انسی لڑی ہین اور ہرگز رسولخدا اور اونکی اصحاب اس سفر مین سنی زندہ مراجعت نکرینگی غرض آنحضرت نی حدیبیہ مین جو متصل بحرم ہی نزول اجلال فرمایا جب یہہ خبر مشرکان مکہ کو پہونچی تو اونہون نے لات وعزیٰ کے قسمین کہائین کہ رسولخدا اکو ہرگز داخل مکہ نہونی دینگے جب تک کہ اونکی سر دلمک جسم متحرک ہین جب حضرت اونکی ارادہ سے مطلع ہوی تو ایک شخص کو پاس اونکی یہہ پیغام دیکر بہیجا کہ ہم ہرگز بقصد جنگ نہین آئی بلکہ ارادہ عمرہ بجالانی کا ہی اور نحر ہدی کا تاکہ تمہاری استعمال مین آئی اور پہر مدینہ کیطرف مراجعت کرینگی اور قریش نی عروہ بن مسعود الثقفی کو جو مرد عقلمند تہا بطور سفارت بہیجا جب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا تو اوسنی کہا کہ حضرت آپکا حدیبیہ تک آنا امر عظیم ہی اور آپکی قوم یعنی قریش نی اپنی خیمہ خارج مکہ نصب کی ہین اور زن و مرد صغیر و کبیر اونمین متوقف ہوی ہین اور اونہون نی قسمین کہائین ہین کہ اپکو داخل حرم نہونی دین آیا آپ چاہتی ہین کہ اونکا استیصال فرمائین حضرت نی فرمایا کہ مین بارادہ جنگ نہین آیا بلکہ مقصود مجہی طواف و سعی ہی عروہ نی عرض کی کہ قسم خدا کی مین نی ہرگز نہین دیکہا کہ منع کرین ایسی صاحب ارادہ نیک کو جو کہ ارادہ آپ رکہتی ہین یہہ کہکر عروہ مکہ مین آیا اور پیغام حضرت کا قریش کو پہونچایا سب نی کہا کہ اگر آنحضرت داخل مکہ ہوی اور اعراب کو یہہ خبر پہونچی تو ہم لوگ سب کی نزدیک ذلیل ہون گی اور پہر سب ہم پر جرات کرین گی بعد اوسکی حفص بن احنف و سہیل بن عمر کو حضرت کی خدمت مین بہیجا جب وہ پہونچی تو حضرت سی عرض کی کہ یا حضرت اس سال آپ مدینہ کیطرف مراجعت فرماتی تاکہ ہم دیکہین کہ امر اپکا کہانتک منتہی ہوتا ہی چونکہ عرب سمجہی ہین کہ آپ مکہ کے طرف متوجہ ہوسے ہین اگر آپ قہرا داخل مکہ ہوی ہم لوگ اعراب کی نظر و نمین ذلیل ہو جائین گے اور عرب کو ہمپر جرات ہو جائیگی ہمیشہ ہمکو تنگ کیا کرینگے تاکہ آپ اپنی مناسک ادا کرین

حضرت نی

حضرت نے یہہ سنکر التماس اونکا قبول کیا اونہون کہا کہ ہمین چہ شروط ہین اول یہ ہی جو کوئی
ہم مین سے بہاگ کے اپکی پاس پناہ لیجاوی تو آپ اوسی حوالہ ہماری کرین اور اسیطرحسی جو اپکی طرفسی
بہاگ کے آویگا تو ہم آپکی حوالہ کرین گے حضرت نی یہہ سنکی فرمایا کہ جو کوئی ہماری طرف بہاگ کے
تمہارے پاس جاوی ہمکو اوسکی کچہ حاجت نہین البتہ ایک شرط ہی جو کہ مسلمان مکہ مین ہین اونکو کسیطرح
اظہار اسلام مین اذیت نہ پہونچانا اور اکراہ کفر پہ نکرنا اونہون نے اس شرط کو قبول کیا مگر بعض اصحاب کو
یہہ صلح ناگوار ہوئے خصوصاً انکار عمر کا سب سے زیادہ تہا عمر ابن خطاب نی حضرت کی خدمت مین
عرض کرے کہ یا حضرت آیا ہم حق پر نہین ہین یا دشمن ہمارے باطل پر نہین ہین حضرت نی فرمایا
کہ ہان ہم حق پر ہین اور دشمن ہمارے باطل پر ہین پہر عمر نے کہا کہ پہر کیون ہم ایسی ذلت اختیار
کرین حضرت نی فرمایا کہ جناب باریتعالی نے مجہسی وعدہ نصرت کا کیا ہی اور وہ ہرگز وعدہ خلافی
نہین کرتا یہہ سنکر خلیفہ ثانی بہت ناخوش ہوی اور کہا کہ اگر چالیس آدمی بہی میری موافقت کرین
تو مین پیغمبر خدا کی مخالفت اختیار کرونگا مترجم کہتا ہی کہ جناب رسولخدا کی حیات مین تو یہہ حسرت
خلیفہ صاحب کی جی مین رہی مگر بعد وفات سرور کائنات کی یہہ تمنا بہی پوری کرلی اور وہ وہ مخالفتین
کین کہ جنکو نہ زمین اوٹہا سکی اور نہ آسمان اونہوین کی بدولت امت آجتک اپنی امور مین حیران و
پریشان ہے اور تفصیل انکی حالات طلسمات آیات کتب مبسوطہ مین مندرج ہی غرض سہیل وحفص نے
قریش کو جا کی انعقاد صلح کا مژدہ دیا جب وہ جاچکی تو عمر سامنی پیغمبر خدا کے آیا اور عرض کے
کہ یا رسول اللہ آپ نی تو ہمسی فرمایا تہا کہ داخل مسجد الحرام ہونگی اور حلق راس کرینگی اب وہ وعدہ
کہان گیا حضرت نی فرمایا کہ مین نی کب کہا تہا کہ اسی سال یہہ امر ظہور مین آئیگا بلکہ مین اب بہی کہتا ہون
کہ خدا یتعالی نی مجہسی وعدہ کیا ہی کہ فتح مکہ کرونگا اور طواف وسعی اور حلق راس بہی کرونگا جب
منافقین کو بہت سی شکوک ہوی اور بیہودہ تقریرین کہین تو آنحضرت نی فرمایا کہ آیا مین نہین نجانتا تم وہی
ہو کہ روز بدر ڈر گئی تہی اور تم وہی ہو جو بروز احد بہاگ کر پہاڑون پر چڑہ گئی تہی اور مین ہر چند تمہین
بولاتا تہا تم جواب نہین دیتی تہی اور اسیطرحسی حضرت نی بہت سا حال اونکی حیرانی کا مواطن
متعددہ مین بیان فرمایا سب نی بظاہر اظہار ندامت کیا اور کہا کہ مصلحت صلح کی خدا اور رسولخدا خوب
جانتی ہین مترجم کہتا ہی کہ ابن ابوالحدید نے شرح نہج البلاغۃ مین کتب سیر و تواریخ سی مثل تاریخ
واقدی وغیرہ سی تکذیب کرنی عمر کے اس وعدہ کی تئین لیکر عتاب کرنا جناب رسولخدا کا
بایہین الفاظ نسبت عمر کی لکہا ہی اور استدلال کیا ہی کہ عمر ابن الخطاب بہی جنگ احد مین

سنجالہ مغرور ہین تہا ۔ غرض علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہی کہ حفص او سہیل دوسری مرتبہ خدمت
مین آنحضرت کی حاضر ہوی اور عرض کی کہ یا حضرت قریش نی قبول کیا ہی کہ مسلمان اظہار اسلام
مکہ مین کرین کوی اوسپر اکراہ نہ کریگا پس آنحضرت نی جناب امیرؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ صلحنامہ
لکہو جناب امیرؑ نی لکہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سہیل نی کہا کہ ہمکو رحمن کی معنی
معلوم نہین اوسطرحپر لکہو جسطرح ہم ہمیشہ لکہتی ہین بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ جناب رسولخداؐ نی فرمایا
کہ یہہ بہی ایک اسم ہے اسماے حقتعالی سے یہہ ہی لکہو پس فرمایا کہ لکہو کہ یہہ مصالحہ و محاکمہ ہی کہ جسپر اتفاق
کیا ہی محمد رسول اللہ اور قریش مکہ نی سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپکو رسولخدا جانتی تو کیون
لڑتے بلکہ آپ لکہوائی محمد بن عبداللہ پس حضرت نی فرمایا کہ مین رسولخدا بیشک ہون اگرچہ تم اقرار
نکرو اور پہر فرمایا کہ یا علی محو کرو لفظ رسول اللہ کا اور لکہو محمد بن عبداللہ جناب امیر نے عرض کی
کہ یا حضرت میری ہاتہہ مین یہہ طاقت نہین کہ لفظ رسول اللہ کا آپکی نام سے جدا کرون آنحضرت
نی اپنی دست مبارک سے اوس جگہہ محمد بن عبداللہ لکہہ دیا اور لفظ رسول اللہ کا محو کر دیا بعد اوسکی
جناب امیر المومنینؑ نی لکہا کہ یہہ وہ نامہ ہی کہ صلح کی ہے محمد بن عبداللہ نی اور قریش اشراف نے
سہیل ابن عمرو سے کہ دو سال تک آپسمین لڑائی نہو ایک دوسرے کا مال نہ لوٹی اور کینہ ہای دیرینہ
کو دو برس تک بہولا دین اور دوسرے شرط یہہ ہی جو شخص چاہی عہد و پیمان اور امان محمد مین
رہے اور جو شخص چاہی امان قریش مین رہے بشرطیکہ جو قریش مین سے بہاگ کے حضرت
کی پاس جاوی اوسکو حضرت حوالہ قریش کرین اور جو حضرت کی پاس سے بہاگ کے یہان آوے
اوسی قریش حوالہ جناب رسولخداؐ نکرین اور امر اسلام مکہ مین ظاہر ہوا اور قریش سے مسلمانون کو
اونکی دین پر اکراہ نکرین اور کسی کو امر دینی مین ایذا اور اذیت نہ پہونچاوین اور یہہ کہ جناب
رسولخدا اس سال مدینہ کی طرف مراجعت کرین اور سال آیندہ مین مع اصحاب کی تشریف لاوین اور تین
روز تک مکہ مین رہین لیکن اسلحہ و حربہ وغیرہ لیکی داخل ہون مگر اسلحہ مسافرانہ اگر ساتھہ ہو تو مضایقہ
نہین اور اس صلحنامہ کو لکہا جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب نے اور گواہ ہوی مہاجر و انصار
جبکہ عہدنامہ لکہا جا چکا تو آنحضرت نی حضرت امیر سے کہا کہ یا علی تم اسوقت محو نکرسکی لفظ رسول اللہ
کا میری نام سے قسم ہی اوس خدا کی کہ جسنی مجہہ کو راستی سے مبعوث کیا ہی کہ تمکو ایکدن قبول کرنا پڑیگا قول
نہین مشرکین کے مثل ایسے اولاد کا ایسی ہی باب مین درحالیکہ تم غمگین و مقہور و مظلوم ہو گے پس جبکہ صفین
مین امر تحکیم پر قرار پایا جناب امیر المومنینؑ نی لکہا کہ صلح کی امیر المومنین علی ابن ابیطالب نی معاویہ

صلح نامه [illegible]

بن ابی سفیان سے ان شرائط پر پس عمرو بن عاص ملعون نے کہا کہ اگر ہم جانتی کہ آپ امیر مومنین ہین
تو ایسی کیون جنگ کرتی بلکہ آپ لکہی کہ صلح کی علی ابن ابیطالب نی معاویہ بن ابی سفیان سے پس
جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ سچ کہا تہا میرے حبیب حضرت رسولخدا نی کہ مجہی اس واقعہ کی اطلاع کی تہی پس
جسطرح عمر عاص ملعون مورد آیہ وافی ہدایہ وَاِنَّ شَانِئَكَ هُوَالاَبْتَرُ کا فی در المنثور للسیوطی کہتا تہا اوس
طرح حضرت نی لکہدیا **نکتہ** جب علمای شیعہ کثرہم اللہ تعالی طعن قرطاس پیش کرتی ہین کہ
کیون خلیفہ ثانی نے سامان کتابت پیش نکیا حالانکہ جناب رسولخدا ہدایت امت کو منوط بکتابت
کر چکی تہی وما بعد الحق الا الضلال بلکہ کلمات گستاخی و بی ادبی کہ آج اونی مسلمان کو نہین کہتی
ہین نسبت مورد آیہ وافی ہدایہ وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی کی اپنی زبان پر لاکے
دین اور دنیا مین بدنام ہوے کما فی شرح دیوان المتنبی للعکبری تو اوسکی جواب مین بہت کچہہ فرماتے
ہین خلاصہ جسکا یہہ ہی کہ جناب رسولخدا سی خطائین ہوتی تہین پس یہہ بہی خطا ہی چنانچہ مولوی عبدالعزیز
دہلوی کے جواب کا تحفہ مین ماحصل یہی ہی بلکہ شاہصاحب موصوف نی قران مجید کے دس
ایتین لکہی ہین اور اپنی زعم فاسد مین واسطی ترویج روح خلیفہ صاحب کی العیاذ باللہ جناب رسولخدا کے
خطائین ثابت کی ہین جواب تمام ہذیانات شاہصاحب موصوف کتاب مستطاب طعن الرماح حضرت
سلطان العلماء دام ظلہ العالی ماکرت الایام واللیالی و تشیید المطاعن مین باتم تفصیل موجود ہی علاوہ
بران شاہصاحب نی ایسی کلمات کی کہنی کا نسبت بجناب تقدس مآب کی جواز ثابت کیا ہی وہو کما
ترے لرفع الامان عن جمیع اقاویل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علی نبینا وآلہ وعلیہم اجمعین
از انجملہ یہہ بہی فرماتے ہین کہ کیا ہوا اگر عمر نے کہنا نہ مانا جناب امیر نے بہی تو غزوہ حدیبیہ مین
عرض کیا تہا کہ مین لفظ رسول اللہ کو حضرت کی نام سے نہین مٹا سکتا پس اب جمیع سامعین و ناظرین
انصاف کرین کہ کسقدر فرق دونو مقام مین ہی کہان تو یہہ کہ حضرت امیر فرمائین بحجہت لطافت نہین
کہ لفظ رسول آپکی نام سے مٹاؤن اور کہان یہہ ہذیان کہ ہرگز اسباب کتابت حاضر نکرو کہ
معاذ اللہ یہہ شخص نہ رسول اللہ ادرکو ہی اور ادب کا کلمہ ہذیان کرتا ہی اوسمین اور اسمین فرق
زمین اسمان کا ہی لاکن چونکہ خوف ہی کہ اسکو بہی نمانی لہذا ایک مثال سناتی ہین کہ یہہ ایسی بات ہی
کہ ایک بزرگ اپنی خوردسی کہی کہ ہماری برابر بیٹہو اور خورد عرض کری کہ حضرت مجہسی کب ہوسکتا ہی
کہ اور مین نہین بیٹہونگا اور کسی طرح بہیٹا منظور نکری تو وہ بزرگ اوسکا اس امر سی ہرگز ناخوش نہوگا
اور جو اوس بزرگ کی اور خورد یا احباب بیٹہی ہونگی اونکو بہی ناگوار نہوگا بخلاف اسکی کہ وہی بزرگ

مرنی لگی اور کچھہ وصیت لکھوایا چاہی اور ایسی ایسی جو فروشان گندم نما وہان حاضر ہون وہ کہین کہ یہہ شخص
بکتا ہی ہرگز اسکی وصیت نہ لکھو بعد اوسکی وہ بزرگ ناخوش ہوا ورنے اسطرح کی وصیت لکھوانی سے
انتقال کرجاہی تو جو ذہن بہت ناخوش ہوگا اور جو جو دوست وحباب حقیقی ہونگی اونکو بہی بہت ناگوار
ہوگا اور اس قصہ کو یاد کرکے بہت رویا کرینگی اور منع کرنی والونکو برائی سی یاد کرین گی تفصیل اس طعن
کی کتب کبار مین ہی من شاء فلیراجع تمۃ جناب صادق سی منقول ہی کہ جب صلحنامہ لکھا جاچکا
تو قبیلہ خزاعہ نی کہا کہ ہم امان مین جناب رسولخدا کی ہین اور بنی بکر نی کہا کہ ہم امان مین مشرکین کے
ہین اور واسطی صلح کی دو کاغذ لکہی گئی ایک حضرت نی حضور رکہا اور دوسرا سہیل کو دیا پس سہیل
وحفص نی اپنا کاغذ لیا اور قریش کو مکہ مین لیگیا جناب رسولخدا نی صحابہ کو حکم دیا کہ اونٹونکو نحر کرین اور حلق سر
کرین بعض منافقین نی کہا کہ ہمنی طواف اور سعی کچہہ نہین کیا پہر کیونکر حلق کرین حضرت کو انکار اونکا بہت
ناگوار ہوا لاکن حضرت نی اپنی اونٹ نحر کیئی اور حلق راس بہی کیا یہہ دیکہکر اونہون نی بہی اونٹ نحر کیئی
لاکن شک وکراہت کرانی سی پہر حضرت نی فرمایا کہ خداتعالی رحمت نازل کری اون لوگون پر کہ جنہون نے
حلق کرایا ہی جب یہہ اون لوگون نی سنا کہ ہدی اپنی نہین لائی تہی اونہون بدین خیال کہ حجر سے
نہین لایا او نکو تقصیر کرنی چاہئی آنحضرت کی خدمت مین عرض کے کہ یا رسول اللہ جن لوگون نی تقصیر
اون لوگون کے واسطی بہی دعا کیجئی حضرت نی فرمایا کہ خدا رحمت نازل کری اون لوگون پر جو ہدی نہین
لائی اور حلق کیا یا تقصیر کیئی بعد اوسکی حضرت نی مدینہ کیطرف مراجعت کی اثنای مراجعت مین جب وادی
تنعیم مین پہونچی تو ایک درخت کی نیچی متوقف ہوئی پس جن لوگون نی کہ صلح سی انکار کیا تہا وہ حاضر
ہونے اور اظہار ندامت کیا جناب رسولخدا سی طلب مغفرت کی پس خداتعالی نی سورہ انا فتحنا نازل کی
اور تاکید بوفائی عہد فرمائی اور فرمایا کہ جو کوئی شکست عہد کری گا اوسکا ضرر اوسکو ہوگا علی بن ابراہیم
روایت کی کہ یہہ صلح محض واسطی فائدہ مسلمین مکہ کے ہوئی تو اونہون نی اظہار اسلام کیا اور بہیجا گئی
اور اگر اہل اسلام مشرکین پر غالب آتی تو اسلام کو اسقدر فایدہ نہ ہوتا جو کہ صلح سی ہوا ثقۃ الاسلام
نی کافی مین جناب صادق سی روایت کی ہی کہ جب جناب رسولخدا ماہ ذیقعدہ مین بقصد غزوہ حدیبیہ
مدینہ سے روانہ ہوئی جب احرام گاہ پر پہونچی تو احرام باندہا اور سلاح حرب بہی ہمراہ لیئی اور جب حضرت
کو خبر پہونچی کہ مشرکین سے خالد بن ولید کو واسطی لڑائی کے بہیجا ہی تو فرمایا کہ ایک دلیل لاؤ
تا کہ دوسرے راہ چلین چنانچہ ایک مرد دلیل قبیلہ مزینہ یا جہینہ مین سی حاضر ہوا پس حدیبیہ
کیطرف تشریف لیگئی تا اینکہ عقبہ حدیبیہ تک پہونچی صحابہ ہو عقبہ سی بہت خائف تہی کہ جناب رسولخدا

نی نزول وحی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی عقبہ سی گذر جائی خدا گناہ اوسکی بخش دیگا جیسا کہ دروازہ اریحا واسطے
بنی اسرائیل کے مقرر کیا تہا کہ جو کوئی داخل دروازہ ہوا اور سجدہ کرے خدا اوسکو بخش دیگا پس گروہ
انصار نی کہ ایک ہزار آٹہہ سو آدمی تہا مبادرت کی اور عقبہ سے عبور کر کی جب دوسری طرف پہونچی
تو دیکہا کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو لئی ہوی ایک چاہ پر استادہ ہی لڑکی نی جب لشکر ظفر پیکر کو دیکہا
بہاگنی لگا اوسکی مادر نی جب لشکر دیکہکر پہچانا تو کہا کہ بیٹا چلی آ یہہ لشکر اسلام ہی اس سے تجکو
اذیت نہ پہونچی گے جب آنحضرتؐ قریب اوس عورت کی گئے تو اوس سے پانی طلب فرمایا اور
تناول کیا اور روی مبارک کو دہویا باقی پانی کنوئیں میں ڈال دیا حضرت کی برکت سی وہ چاہ آجتک
پر آب ہی غرض جب مشرکین کو ورود جناب سید المرسلین سے اطلاع پہونچی تو اونہوں نی ابان بن
سعید کو مع ایک لشکر کثیر کے واسطی مقابلہ جناب رسولخداؐ کی بہیجا جب ابان قریب لشکر کی پہونچا اور
شتران ہدی کو ملاحظہ کیا تو قبل اسکی کہ خدمت حضرت میں پہونچی مکہ کو مراجعت کی اور ابوسفیان سے
جا کر کہا کہ ہمنی تجسے یہہ عہد نہیں کیا کہ تو ہدی کعبہ کو پہیر دے ابوسفیان نی کہا کہ تو ناآزمودہ کار ہی
اور صاحب تدبیر نہیں تو ان تدبیروںکو کیا جانی ابان نی کہا کہ اگر تو جناب رسولخدا کو مکہ میں واسطے
نحر ہدی و ادای مناسک کے نہ آنی دیگا تو میں ہمقوموںکو تجہسی برخلاف کر دونگا کہ تجکو بہی
نصرت نہ کرنے دونگا ابوسفیان سنے کہا کہ تو خاموش رہ جبتک ہم رسولخدا سی عہد نامہ نہ لی
لین بعد اوسکی ابوسفیان نی عروہ بن مسعود کو خدمت میں آنحضرت کی بہیجا جب وہ خدمت میں
حضرت کی پہونچا تو اوسنی سبب قدوم کا دریافت کیا حضرت نی فرمایا کہ مجکو مقصود اس حرکت سے
ادای مناسک ہے عروہ نی عرض کی کہ ایسا ہرگز نہیں دیکہا کہ آپ سا بزرگ ایسی مقصود سے
منع کیا جای لاکن اگلی ہم قوم قریش اکو قسم دیتی ہین خدا کی کہ آپ اونکی بلاد میں داخل نہوں اور
اونکی دشمنوںکو اونپر جری نکرین بعد اوسکی عروہ مکہ میں گیا اور جا کی سب حال بیان کیا اونہوں
نی پہر سہیل بن عمرو و خویطب بن عبد العزے کی تئیں بہیجا جب اونکو آتی ہوی دیکہا تو حضرت
نی صحابہ سی ارشاد کیا کہ شتران ہدی اونکو دیکہلاو جب وہ حاضر خدمت ہوی تو وہی جواب و سوال
سابقہ ہوکی مکہ کو واپس ہوی بعد اوسکی حضرت نی قصد کیا کہ عمر ابن الخطاب کو پیغام دیکر مکہ میں
بہیجیں عمر نی عرض کی کہ یا حضرت میرے قبیلہ کے لوگ بہت کم ہین اور مجکو کچہ عزت اور اعتبار
اون لوگوں میں حاصل نہیں مجکو وہ بہت ذلیل جانتی ہین اسلیے اس سے معاف رکہی بلکہ عثمان بن
عفان کو بہیجی کہ بنی امیہ ہم قوم اوسکی بہت ہین اوسکو اذیت نہ پہونچی گی پس حضرت نی عثمان کو فرمایا

کہ تو مکہ مین جا اور مومنین کو بشارت دے تا کہ عنقریب فتح مکہ ہونی والی ہی غرض سہیل خدمت
حضرت مین حاضر رہا اور عثمان مکہ کو گیا اور پیغام حضرت کا پہونچا دیا اوسوقت حضرت نی مسلمانون سے
بیعت رضوان لی روایت کلینی حضرت نی ایک ہاتہہ اپنا دوسرے ہاتہہ پر رکہا اور کہا کہ یہہ
بیعت عثمان کیطرف سی ہے تا کہ بعد نکث بیعت و عدم حفظ عہود جناب نبوت دربارہ اہل بیت
عذاب و عقاب اوسکا عظیم ہو جب عثمان مکہ کو گیا تو اہل اسلام نی کہا کہ خوشا حال عثمان کا
کہ طواف و سعی بجالایا اور محل ہوا جناب رسولخدا نی فرمایا کہ وہ ہرگز طواف و سعی نکریگا جب
اوسنی مراجعت کی تو اوس سے پوچہا کہ تو نی طواف بہی کیا تہا اور محل ہوا یا نہین اوسنی عرض
کی کہ حضرت جب آپ نی طواف نہین کیا تو مین کیون کرتا تہا تا آخر روایت تک جیسا کہ پہلی گذر چکی ہے
الحدیث جناب صادق فرماتے ہین کہ یہہ صلح باعث ہوئی امیزش اہل مکہ و مدینہ کے
تا اینکہ ایک دوسرے کو ہدیہ بہیجتی تہی اور یہہ صلح اہل اسلام کو بہت مبارک ہوئی اور مشہور ہو گیا
کہ قریب ہی کہ اہل اسلام مکہ پر مستولی ہون اور بدولت اس صلح کی بہت سی آدمی مسلمان ہوئے
غرض جب عہدنامہ لکہا جاچکا تو عمرو نی اپنی بیٹی ابوجندل کا ہاتہہ پکڑ لیا کہ مین موافق صلحنامہ
کی اسکو اپنی ساتہہ لیے جاتا ہون حضرت نی فرمایا کہ یہہ قبل تحریر صلحنامہ کی ہمارے پاس آیا ہے
لیکن اوسنی نمانا اور اپنی بیٹی کو لیگیا حضرت نی ابوجندل کے واسطی دعا کی اور فرمایا اللّٰہم
اجعل لہ فرجا و مخرجا شیخ مفید وغیرہ علمای شیعہ نی اور صاحب جامع الاصول وغیرہ علمای
اہل سنت و جماعت نی روایت کی ہی کہ روز صلح حدیبیہ سہیل بن عمرو مع ایک جماعت کے خدمت جناب رسولخدا
مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک گروہ ہماری عزیز و اقارب کا بہاگ کی آپکی پاس آیا ہے اور اپنی دین کے
اونکو کچہہ خبر نہین اور ہماری اموال و مزارع کی خبرگیری سی بہاگی ہین اونکو ہماری حوالی کر دیجیے حضرت
نی ارشاد کیا کہ ایسی باتین بیفائدہ نکرو ورنہ مین مسلط کرونگا تمہارے اوپر ایسی شخص کو کہ قطع کریگا تمہاری
گردنون کو راہ دین مین اور جناب باری عز اسمہ نی امتحان کیا ہی اوسکی دلکا ساتہہ قوت ایمان کی لوگون
نی عرض کیا کہ وہ کون ہے حضرت نی فرمایا کہ خاصف نعل یعنی علی ابن ابیطالب ہین بروایت جامع
الاصول ابوبکر و عمر نے استفسار کیا کہ وہ کون ہین حضرت نی اشارہ کیا طرف جناب امیر کی فریقین سے
روایت کی ہے کہ جب حضرت مدینہ سی متوجہ حدیبیہ ہوئی اور منزل جحفہ پر کہ میقات اہل شام کا ہی
فروکش ہوئی تو پانی وہان نہ تہا حضرت نی مشکین سعد ابن مالک کے ساتہہ کین تہوڑی دور جاکی واپس آیا
اور عرض کی کہ بسبب خوف کی نجا سکا پہر اور ایک شخص کو بہیجا وہ بہی واپس آیا بعدہ جناب ساقی کوثر و

وفاتح خیبر جناب امیرؑ کو مع مشکون کے روانہ کیا تہوڑی عرصہ مین سب مشکین بہر کر لائی کہ لشکر مین جان تازہ آئی حضرتؐ
نی جناب امیرؑ کی حق مین دعا کی اور اسی غزوہ مین معجزہ پانی نکلا انکی انگلیوں سی اور انگشتان سی ظاہر ہوا اور
وہ پہلی اسسے ذکر کیا گیا اور ثقۃ الاسلام نی جناب صادقؑ سی تفسیر آیہ کریمہ لیبلونکم اللہ بشیء من
الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم یعنی امتحان کرتا ہی خدا تعالی تمہارا ساتھہ شکار کی کہ پہونچتی ہین اوسکو تمہاری
ہاتھہ اور نیزہ تمہارے سے جناب صادقؑ نی فرمایا کہ یہہ امتحان عمرہ حدیبیہ مین واقع ہوا تھا کہ امتحان کیا
جناب باری نی کہ وحشیان صحرا اندرون خیام اہل اسلام کی آتی تہی جیسا کہ امتحان کیا تہا اہل ایل کا
بزیادتے ماہی بروز شنبہ قطب راوندی نی روایت کی ہی کہ بروز غزوہ حدیبیہ گرسنگی اہل اسلام
بسبب توقف دس دن کے زور لائی جب اس حالت کی حضرتؐ کی خدمت مین شکایت کی حضرت
نی فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ باقی ہے ایک کپڑے پر ڈالدو سب لشکر کی پاس تہوڑا سا آرد اور چند
دانہ خرما کے تہی وہ لاکر ایک کپڑی پر ڈالدی حضرتؐ نی دعا کی پس خدا تعالی نی اوسمین اتنی برکت
دی کہ سب نی اپنی اپنی ظروف بہر لئی اور بہر آرد باقی تہا ۔ **فتح خیبر و قدوم جعفر طیار**
شیخ مفید و شیخ طبرسی و قطب راوندی و ابن شہر آشوب وغیرہ محدثین خاصہ و عامہ نے
روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخداؐ نی غزوہ حدیبیہ سے مراجعت فرمائی مدینہ مین بیس روز توقف فرمایا
بعد اوسکی متوجہ فتح قلاع خیبر کے ہوئی جب نزدیک قلعہ خیبر کے پہونچی تو لشکر کو حکم دیا توقف
کرو اور حضرتؐ نی یہہ دعا پڑہی اللہم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین
السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن انا نسئلک خیر هذه القریة وخیر
اهلها وخیر ما فیها ونعوذ بك من شر هذه القریة وشر اهلها وشر ما فیها
پہر حضرتؐ نی فرمایا کہ چلو بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اسکی حضرتؐ نی قلاع کا محاصرہ کیا اور خود حضرتؐ سایہ
مین ایک درخت کی بیٹہی اور دوسرے دن وقت ظہر کی حضرتؐ کی منادی نی ندا کی لوگ حضرتؐ
کی خدمت جمع ہوئی تو دیکہا کہ ایک شخص حضرتؐ کی پاس بیٹہا ہی حضرتؐ نی فرمایا کہ مین استراحت
مین تہا کہ یہہ شخص تلوار میری کہینچ کر کہڑا ہوا اور اوسنی کہا کہ اب کون انکو بچا سکتا ہی مین نی کہا
کہ خدا تعالی حافظ حقیقی ہے یہہ سنتی ہی تلوار اوسکی ہاتہہ سے گر گئی اب یہہ حرکت نہین کر سکتا پس حضرتؐ
نی اوسے عفو کرکے چہوڑ دیا اور بیس دن تک یہود کا محاصرہ رہا علم نصرت شیم اس محاربہ
مین جناب امیر المومنینؑ کی پاس تہا کہ ناگاہ درد چشم حضرت امیرؑ کو عارض ہوا اور اس عرصہ تک اہل
اسلام بیرون قلعہ یہود یونسی جنگ کرتی تہی اور یہود دیوانے گرد قلعہ کے ایک خندق کہودی تہی اسطرح

جب ایک مہینہ گذرا تو ایکدن در قلعہ کا کہلا اور مرحب یہودی کہ بہت بڑا شجاع مشہور تہا مع لشکر باہر
آیا اور متعرض جنگ کا ہوا بروایت ازالۃ الخفا حضرت کو اوسوقت درد شقیقہ عارض تہا ابوبکر خود بخود
علم لیکی مع ایک جماعہ مہاجرین و انصار کی روانہ میدان کارزار ہوا بعد مقابلہ کی شکست کہا کی فرار کیا جان
بچا کی معسکر نصرت اثر مین پہونچا جناب رسولخدا کو مدین خیال کہ یہہ لوگ اہل اسلام کو یہود کی نظرون مین
خفیف کرتی ہین رنج ہوا بعد اوسکی دوسری دن مرد میدان کارزار و سرامد شجاعان روزگار عمر ابن
الخطاب بقصد حرب و پیکار علم لیکی مقابلہ مین کفار کے گئی لڑائی شروع ہوی تین شخص انصار مین سے
جب شہید ہوسے یہہ دلی حملہ کیا تاب حملات کی نہ لا کی اتباع جناب ابوبکر کا کیا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی
والد صاحب تحفہ ازالۃ الخفا مین قصہ خیبر مین نقل کرتا ہی کہ جب عمر بن الخطاب مع اپنی ہمراہیونکی لشکر
مین واپس آئی تو ہمراہی عمر ابن الخطاب کی انکو نامرد بتلاتی تہی اور وہ ہمراہیونکو بزدل
کہتی تہی چنانچہ فقرہ عربی کا کتاب مذکور مین یہہ ہی کہ یجبنہم و یجبنونہ جب ان دونو صاحبون نی
فرار کیا تو جناب رسولخدا نی فرمایا کہ یہہ دونو لیاقت نہین رکہتی کہ اس علم کو اوٹہا کی اسی معرکہ کارزار
مین جائین کل مین علم ایسی شخص کو دونگا کہ خدا اور رسولخدا اوسکو دوست رکہتی ہین اور وہ دوست
رکہتا ہی خدا اور رسولخدا کو کرار یعنی بار بار آنی والا ہی میدان کارزار مین ہرگز نہین بہاگنی والا
میدان سے تا اینکہ خداتعالی اوسکی ہاتہہ پر فتح کری پس ہر ایک شخص صحابہ سی اوس شب کو اس
انتظار مین سویا کہ دیکہی یہہ علم کسکو ملی شاید مجکو ہی ملجاسی جبکہ صبح طالع ہوی تو سب صحابہ بامید علم حاضر
خدمت بابرکت جناب رسالتمآب کے ہوگر سعد بن ابی وقاص بتمنای علم سعادت شمیم بطرز شجاعان عرب
و بیستر سپر رکہکر حاضر ہوا جبکہ سب صحابہ حاضر ہو چکی حضرت نی فرمایا کہ علی ابن ابیطالب کہان ہین حاضرین
نی عرض کی کہ چشم مبارک اون جناب کی درد کرتی ہین جناب رسالتمآب نی ارشاد فرمایا کہ بہر حال
علی کو ہمارے پاس لاؤ منقول ہی ہرچند کہ چشم مبارک جناب امیر کی کمال درد کرتی تہین لاکن سنتی
ہی ارشاد بہ ہدایت عباد کی دست مبارک دوش سلمان رضی اللہ عنہ پر رکہکر خدمت رسولخدا مین حاضر ہوی
حضرت نی فرمایا کہ یا علی کیا علیل ہو جناب امیر نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکہین میری اس مرتبہ دکہتی
ہین کہ جگہ تک نہین دیکہہ سکتا ہون اور سر ہی میرا درد کرتا ہی یہہ سنکر جناب رسولخدا نی فرمایا کہ یا علی
بیٹہو اور سر اپنا میری دامن مین رکہو پس حسب الامر آنحضرت کے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نی سر اپنا
اندرون دامن مبارک رسولخدا کیا اوسوقت آنحضرت نی لعاب دہن اطہر دیدہ و سر اقدس
علی ابن ابیطالب پر ملا اور جناب احدیت مین دعا کی کہ خداوندا امیدوار ہون کہ تو علی کو ضرر حرارت و برودت

سی محفوظ رکہہ راوی کہتا ہی کہ ہنوز دعا آنحضرت تمام نہوی تہی درد چشم جناب امیرؑ کا دفع ہوگیا پس
رسول خدا نی علم سفید اپنا ہاتہہ مین علی کی دیا اور فرمایا کہ یا علی تم عازم جہاد ہو اور جبرئیل تمہارے
ہمراہ ہی اور نصرت و فتح تمہاری آگی ہی تم تو قاصد جہاد ہو اور ہیبت و خوف تمہارا دلوںمین انکے
بیٹہ گیا ہی اسواسطے کہ فرقہ یہود نی اپنی کتب مین پڑہا ہی کہ جو شخص کہ قوم یہود کو ہلاک کریگا نام اوسکا
ایلیا ہوگا پس یا علی جب تم ونکفار کی مقابل ہو کہنا کہ مین ہون علی انشاء اللہ عنقریب یہود تم سے
سب مخذول و مغلوب ہو سکتے ہو جناب امیر المومنینؑ نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب تک کہ یہ کفار
مثل ہمارے مسلمان ہو جائین سکے تب تک مین انکی قتل سے دست بردار ہونگا پہر جناب رسولخدا
نی فرمایا کہ یا علی ... ادعا کرو اول انکو دعوت طرف اسلام کی کرو اور مطلع کرو
احکام جناب باری سے عزاسمہ جو اونپر واجب و لازم ہی اوسکو قسم بخدا اگر ایک آدمی بسبب
تمہاری ہدایت کے راہ راست اختیار کریگا تو تمہارے حق واسطے بہتر ہوگا اس سے کہ مالک
شتران سرخ ہوکے جناب امیر فرماتی ہین کہ مین حسب ارشاد ہدایت بنیاد قلعہ تک پہونچا جبہی دیکہتی
مرحب یہودی قلعہ سی بارادہ لڑائی باہر آیا اور زرہ پہنی ہوئی اور خود سرپر رکہی ہوئی تہا اور ایک
سنگ سوراخ کرکے سرپر رکہہ لیا تہا اور رجز پڑہی مینی جواب مین کہا کہ میرا نام حیدر ہی اور ما نند
شیر ژیان کے قدم معرکہ جہاد مین رکہتا ہون بعد اسکی طرفین سے دو دو وار خالی گئی پہر مینی ایک تلوار اوسکے
سرپر لگائی کہ پتہر و خود کو کاٹ کی سر کے دو قاش کرکے دانتون تک پہونچی تب وہ زمین پر
گرا اور ایک روایت مین وارد ہے کہ آنحضرتؑ نی فرمایا کہ مین ہون علی ابن ابیطالب تو ایک ربّی نے
کہا کہ اب مغلوب ہوگئی تم اے گروہ یہود بحق اوس کتاب کی جو خدا نی موسی پر نازل کی
ہی یہ سنکی رعب عظیم اونپر مستولی ہوا غرض جبکہ جناب امیر المومنینؑ نی مرحب کو قتل کیا تو ہمراہی
اوسکی بہاگ گئی اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا منقول ہے کہ دروازہ اوسکا بہارے تہا کہ بیس آدمی
اور بروایتی چالیس نفر اوسکو کہولتی تہی اور بند کرتی تہی جب جناب امیرؑ اوس دروازہ تک
پہونچی تو بقوت ربانی اوس دروازہ کو ایسی حرکت دی کہ قلعہ کانپ گیا اور تختہ کو اوکہاڑکر اوسکو
ہاتہہ پر اوٹہا لیا مانند سپر کے یہان تک کہ قلعہ فتح کیا بعد اوسکے در کو پہینک دیا ابو رافع کہتا ہے
کہ ہم چند آدمیون نی قصد کیا کہ اوس ایک تختہ کو حرکت دین لیکن نہ ہل سکا اور عامہ نے جناب
امام محمد باقرؑ سی روایت کی ہے جابر انصاری سے کہتا ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نی در خیبر کو توڑکے
خندق قلعہ کا پل بنادیا تا اینکہ سب اہل اسلام اوسپر سے عبور کرکی قلعہ مین داخل ہوئی اور ستر

آدمیون نی چاہا کہ اوس تختہ سنگین کو وہان سی اوٹہائین لاکن نہ اوٹہہ سکا اور عبد اللہ جدلی روایت
کرتا ہی کہ مجہی جناب امیر المومنین نی خود فرمایا کہ در خیبر کو مین توڑ کر بجای سپر کیا اور پہر اوسنی لڑا
اور بفضل خدا اونکو بہگا کی اوسی تختہ کا خندق پر پل بنا دیا اوس سے سب اہل اسلام نی
عبور کیا بعد اوسکی اوسکو اوٹہا کر دور پہینک دیا ایک شخص نے عرض لیا کہ یا حضرت اوس تختہ
کا بہت بوجہہ ہو گا حضرت نی ارشاد کیا کہ ثقل اوسکا مجکو کچہہ معلوم نہین ہوا مگر جسقدر کہ اس سپر کا
بوجہہ ہی شیخ الطائفہ نی روایت کی ہی کہ بروز جنگ خیبر ایک مرد بلند قامت و بزرگ سر قلعہ سی
باہر آیا کہ نام اوسکا مرحب تہا اور یہود اوسکو باعتبار شجاعت و مردانگی کی اپنا امیر سمجہتی تہی اور
جو شخص صحابہ مین سی اوسکی پاس گیا اور معلوم کیا کہ مرحب وہی ہی جرأت مقابلہ کی نہ لاکی اپنے
صف کو مراجعت کرے اور مرحب کی ایک دایہ تہی کہ وہ کاہنہ تہی اور مرحب کو بہت دوست رکہتی تہی
بسبب اوسکی شجاعت کی اوس سے کہا کرتی تہی کہ جو تجہسی طلب مبارزت کری تو اوس سے ملا خوف
لڑائی کر کہ تو اوسپر غالب آئیگا مگر جو شخص کہی کہ نام میرا حیدر ہے اوس سی نہ لڑ ہو کہ تو مقتول
ہو گا پس جناب امیر المومنین ع جب اوسکی مقابلہ مین آئی اوسنی اپنا نام بتایا تو جناب امیر نے
فرمایا کہ میرا نام حیدر ہے یہہ سنتی ہی مرحب خوفناک ہوا اور بہاگ گیا اوسوقت شیطان
بصورت ایک عالم یہود کے اوسکی پاس آیا اور کہا کہ تو کیون بہاگتا ہی مرحب نی سبب بیان
کیا شیطان نی کہا کہ کہا ضعیف ہی تیرے عقل کیا حیدر جہان مین ایک ہی شخص ہی افسوس
ہی کہ تو باین شوکت و عظمت جنگ سے بہاگتا ہی ڈر کے ایسی جوانسی ایک عورت کی کہنی پر اور
اکثر اقوال عورتونکی خطا ہوتی ہین پس تو مراجعت کر صف قتال کیطرف شاید کہ یہہ جوان تیرے
ہاتہہ سے مارا جائی اور تو اوسکی سبب سی بزرگی پائی تو چل اور مین تیری پیچہی ہون کو تحریص
کرتا ہون کہ تیرے مدد کرینگی پس وہ مخذول بدبر اوس خبیل مزور کی کہنی مین آکی جناب امیر المومنین
سی معرکہ آرا ہوا اور بضرب ذوالفقار گہوڑی سے مونہہ کی بل گر کر واصل جہنم ہوا اوسکی مرتے
ہی یہود سے بہاگ گئی اور کہتی تہی کہ مرحب مارا گیا عامہ نی بطرق متعددہ سعد ابن ابی وقاص سے
بلکہ مسلم نے بہی اپنی صحیح مین اسکا اخراج کیا ہے کہ جب معاویہ ملعون نی سعد بن ابی وقاص کو
امر کیا کہ معاذ اللہ خاک بدہان الملعون نابکار جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کو سب کرے اور سعد نی انکار کیا تو معاویہ نی وجہ پوچہی سعد نی بیان کیا کہ علی ابن ابیطالب نی واسطے
تین خصلتین ایسی ہین کہ اگر میرے واسطے اوتمین سی ایک بہی ہوی تو میری نزدیک بہتر ہی شتران

شرح موسی اوّل یہہ ہے کہ جناب رسولخدا ؐ جب جنگ تبوک کو تشریف لیگئے تو جناب امیرالمومنینؑ کو مدینہ میں چھوڑا علی ابن ابیطالب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجکو اب زنان و اطفال کے طرح چھوڑے جاتے ہیں جناب رسولخدا نے فرمایا کہ یا علی آیا تم راضی نہیں ہو اوپر اس بات کی کہ تم ہو میرے تئین بمنزلہ ہارون کے موسی سے یعنی جیسا کہ موسی کے واسطے ہارون تھے اوسیطرح تم میرے واسطے ہو مگر یہہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں جو تم میرے بعد پیغمبر ہوتے دوسری خصلت یہہ ہے کہ جناب رسولخدا ؐ روز خیبر فرماتے تھے علم کل ایسے شخص کو دونگا کہ وہ خدا اور رسولخدا کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہیں ہم سب لوگ اس امید پر تھے کہ شاید ہمکو علم ملے پس جناب رسول خدا نے علی ابن ابیطالب کو طلب فرمایا تو چشمہای علی ابن ابیطالب درد کرتی تھیں آپنے ہاتھ مبارک آنحضرت نے اونکی آنکھوں پر ملا اونکو شفا ہوے علم جناب امیر کے ہاتھہ میں دیا جناب باریتعالی نے اونکے ہاتھہ پر خیبر کو فتح کیا تیسرے یہہ ہے کہ جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسولخدا ؐ نے علی و فاطمہ و حسن و حسین کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ خداوندا یہہ ہی ہیں اہلبیت میری اور کتاب احتجاج میں حاوے سے فضایل اوایل حضرت جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جنگ خیبر میں جناب رسول خدا نے علم انصار سعد بن عبادہ کو دیا اور یہود کے مقابلہ میں بھیجا سعد خود مجروح ہوا اور لڑائی فتح نہوئی پھر علم مہاجرین کا عمر کو دیا اور یہود کیطرف بھیجا قبل اسکے کہ جنگ واقع ہو عمر نے اپنے اصحاب کو ڈرایا اور خود ڈر گیا اوسوقت آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا کہ مہاجر و انصار نے یہہ کیا کیا اور پھر فرمایا کہ کل میں رایت نصرت آیت ایسے شخص کو دونگا کہ کرار اور غیر فرار ہے اور خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہیں ابن شہر آشوب کی روایت سے کہتے ہیں کہ روز خیبر جناب رسولخدا نے عمامہ اپنے دست مبارک سے سر اقدس جناب امیرالمومنین پر باندہا اور ذوالجناح پر سوار کیا اور فرمایا کہ یا علی جاؤ کہ جبرئیلؑ تمہاری جانب راست اور میکائیلؑ جانب چپ اور عزرائیلؑ سامنے اور اسرافیلؑ پشت پر واسطے اعانت کی ہمراہ ہیں اور سب سے زیادہ دعا میرے تمہارے پشت و پناہ ہے پس جناب امیرؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور در قلعہ کو توڑ کے چالیس درعہ کی فاصلہ پر پھینک دیا اور عامہ و خاصہ نے بطرق متعددہ روایت کے ہیں کہ روز شورہ جب جناب افضل الوصیین مولانا امیرالمومنینؑ نے دلایل اپنی افضلیت کے گروہ مخالفین پر القا فرمائے تو اونمین فرمایا کہ آیا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جب عمر نے معرکہ

خیبر مین فرار کیا اپنی ہمراہیونکو مغضوب بزدلے کرتا تھا اور ہمراہی اوسکی اوسکو نامرد بتلاتی تھی
جب آنحضرت نی یہہ حال مشاہدہ فرمایا تو ارشاد کیا کہ کل رایت ایسی شخص کو دونگا جو کرار غیر فرار
ہی اور خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتی ہین اور نہین پہرے
گا جب تک کہ خدا اوسکی ہاتھہ پر اس قلعہ کو فتح نکری گا جب صبح طالع ہوے
میری تئین طلب کیا لوگون نی عرض کیا کہ یا رسول اللہ علی ابن ابیطالب بسبب درد چشم کی آنکھہ نہین
کہول سکتی آنحضرت نی فرمایا کہ بہر حال علی کو حاضر کرو جب یہہ ارشاد مجھتک پہونچا مین اوسوقت حاضر خدمت
باسعادت ہوا پس آنحضرت نی مجھی دیکھکر لعاب دہن مبارک میرے آنکھہ پر ڈالا اور جناب باری سے
دعا کیے کہ پروردگار عالم دور کر علی سے گرمی اور سردے جو مضر ہو علی ابن ابیطالب فرماتے
ہین کہ برکت دعاے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے وقت دعا سی اسوقت تک
گرمے وسردی سے مجھی ضرر نہین پہونچا پس علم سعادت شیم مین نی اوٹہایا اور کافرون کو شکست
دی کون ہے اصحاب مین سی مثل میری کہ جسکی لی ایسی ایسی امور واقع ہوے ہین سب سامعین نے
عرض کیا کہ سچ ارشاد فرمایا ہی کہ سوا آپکی ایسا کوئی نہین ہے جناب امیر نی فرمایا کہ قسم دیتا ہون
تمکو خدا عز وجل کی کہ کوی نہین سوا میرے ایسا ہے کہ بمقابلہ مرحب باہر آیا ہو اور رجز پڑہے ہے
از بسکہ سر مرحب کا بڑا تھا ایک پتہر کہ بزرگے مین مانند پہاڑ کی مرحب نی اپنی سر پر عوض خود کے
رکہا تھا مین ایسی تلوار سر پر اوسکی مارے کہ اوس پتہر کو کاٹ کر سر پر پہونچی اور اوسکو دو کیا پس
سوا میرے ہین کوی ایسا ہے کہ جسنی ایسا کیا ہو بعد اوسکی فرمایا کہ تمکو قسم دیتا ہون خدا تعالے کی
کی کہ نہین کوی سوا میرے ایسا کہ در خیبر کو اوکہیڑ کر ہاتھہ مین اوٹہا لیا ہو اور تیس گز کے فاصلہ
تک لے گیا ہو اور بعد اوسکی چالیس آدمیوں سے نہو سکا کہ اوسکو حرکت دین سب نی کہا کہ سچ
فرمایا یا امیر المومنین عروۃ الاسلام علیہ الرحمہ نی بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے روایت کے
ہی کہ جناب امیر المومنین نی بیچ نامہ کے جو بنام سہیل بن حنیف انصاری کے لکہا یہہ لکہا تہا کہ بخدا
سوگند جب در خیبر کو اوکہاڑا مین نے اور چالیس گز پشت سر اپنی دور پہینکا مین نے یہہ قوت
بدن سے اور حرکت غذا سی نہ تہی بلکہ موید ہوا مین ساتہہ قوت ملکوتی کی اور منور ہوا مین ساتہہ نور پروردگار
اپنی کی اور مین نور احمد سے سی وہ چراغ ہون کہ مجھسی روشنی اور نور کا اقتباس کرین بخدا
سوگند کہ اگر تمام عرب ایک دوسرے کی مدد کرین اور میرے قتل پر سب جمع ہون ہرگز ہرگز مین
اون سب سے مونہہ پہیرون اور نہ بہاگون اور اگر مہلت اور فرصت پاؤن تو سر منافقین کے بدن سے

بعد اکرون اور جو شخص کہ مرگ سی پروانہ کہتا ہو اور ہمیشہ آرزومند مرگ ہو وہ جنگ سی کیا پروا رکہی اور بسند معتبر
ایضاً عروۃ الاسلام سلے روایت کی ہی کہ ایک یہودی نی جو مسمی بہ راس جالوت تہا حضرت امیر المومنین سے
سوال کیا کہ یا امیر المومنین اوصیای انبیای سلف سی امتحانات ہوے ہین بیچ حیات انبیا کی اور بعد ممات
اونکی کے آپ فرماوین کہ آپسی حیات و ممات رسولخدا مین کون کون امتحان ہوا اوسکی جواب مین
حضرت امیر نی ارشاد کیا کہ حیات رسولخدا مین جہسی امتحان ہوی پانچ اونمین جو بالکمال تفصیل ارشاد ہوے
ہین بس بسبب طول کے چہوڑ دے گی لاکن امتحان ششم جو یہان مقصود ہے بیان کیا جاتا ہے
وہ یہہ ہی کہ حضرت نی اوس یہودی کے جواب مین فرمایا کہ چہٹا اونمین سے یہہ ہی کہ ہمرکاب
سعادت انتساب جناب رسولخدا آگی طرف خیبر کے واسطی مقابلہ کی یہودان شجاع سے اور عدد اونکا
خارج از احصا تہا اور قلعہ اونکا نہایت مستحکم تہا - اور اسپ و شتر و سامان و اسلحہ حرب بہی اونکی پاس
وافر تہی اور نہایت تکبر و تجبر سے مبارز طلب کرتی تہی اور جو شخص ہمارے اصحاب سی اونکی مقابلہ
ہوتا تہا اوسی قتل کرتی تہی تا اینکہ ہمارے ہمراہی خایف و ترسان ہوی اور سکو اپنی جانکی لالی پرگئی
سب کی سب متوجہ ہوئین اور کسیکو جرات نہوی کہ مقابل مین یہود کے جاوی اوسوقت سب نی مجہی کہا کہ اے
ابو الحسن اگر لڑائی کے واسطی جاوی تو مناسب ہی والا لڑائی بگڑ جاوی گے یہہ سنکی جناب رسولخدا
نی مجہی اونکی طرف بہیجا جب مین میدان مین پانو رکہا جو کوئی سامنی آیا اوسی فوراً خاک مذلت پر گرا
دیا اور جو سوار مقابل ہوا اوسی زمین پر گرا کے بسم ستور استخوان اوسکی سرمہ کر دے تا اینکہ
یہود سے پہر کسیکو میرے مقابلہ کی جرات نہوے اوسوقت حملہ کیا اور مثل شیر گرسنہ کی اونپر
جا پہڑا ایس تاب حملات کی نلاسکے اونہون نی فرار کیا اور اپنی قلعہ مستحکم مین گہس گئی اور دروازہ
اوسکا بند کیا پس مین سنے اپنی ہاتہہ سے بقدرت ربانی تختہ کو اوکہاڑا اور داخل قلعہ ہوا جو کوئی
مرد اونسی میرے سامنی آیا اوسی قتل کیا اور عورتونکو اسیر کیا تا اینکہ اوس قلعہ کو مین سنے تن تنہا فتح
کیا اور سواے جناب احدیت کی کسی متنفس نی میرے نصرت و اعانت نہین کے شیخ طبرسی
علیہ الرحمہ نی روایت کی ہے کہ جنگ خیبر ماہ ذی الحجہ سال ششم ہجرت مین واقع ہوے اور بعض
نی اوایل سال ہفتم بہی لکہا ہے اور زیادہ بیس روز سی آنحضرت نی محاصرہ یہود کا کیا اور چودہ ہزار
یہود اندرون قلاع خیبر کے تہی آنحضرت ایک ایک قلعہ کو فتح کرتی تہی اور محکم ترین قلاع قلعہ قموص
تہا اوس قلعہ کے فتح کے واسطی پہلی ابو بکر گیا اور پہر عمر گیا جب دونو نی فرار کیا تو جناب رسولخدا
نی ارشاد فرمایا کہ کل علم نصرت شیم ایسی شخص کو دونگا الحدیث جب منافقین نی یہہ حدیث

سنی تو اپنی دلوہین کہاکہ مقصود اسی علی کسے طرح نہین کیونکہ اونکی انکہونمین درد ہی اور اپنی زیر پا نہین
دیکھہ سکتی ہین جب یہہ باتین جناب امیر کے سمع اقدس تک پہونچین تو فرمایا اللّٰھم لا مُعطی لما
منعت ولا مانع لما اعطیت یعنی ایخدا یتعالی کوسے دینی والا نہین اوس شخص کو جسکو تو منع کرے
اور نہین مانع واسطی اوسکی جسی تو عطا فرمائی جب صبح اوس شب کی طالع ہوی تو جناب رسولخدا
نی اپنی خیمہ سی خارج علم نصرت شیم کو نصب کیا اوسوقت سب آرزوی علم مین تہی حتی خود عمر باوجود
فرار کرنی کرات و مرات اوسی طور مین اپنکا خواہش علم کے رکہتا تہا اور کہتا تہا کہ مین نے آرزوی
امارت لشکر کے نہین کے لاکن اوسدن پس جناب رسولخدا نی ارشاد فرمایا کہ علی ابن ابیطالب کو بلاؤ
لوگون نی عرض کے کہ یا رسول اللہ وہ تو بسبب درد چشم کے پشت پا بہی نہین دیکھہ سکتی غرض
جب جناب امیر حاضر ہوی اور آنکہہ اوس مہر سپہر نبوت پر پڑی تو باعجاز لعاب دہن حضرت شفا حاصل ہوی اور علم نصرت شیم حوالہ جناب امیر کیا
اور فرمایا کہ یہود کو تین امر کی طرف دعوت کرو اول یہہ ہی کہ اسلام لائین اور احکام اسلام کو قبول
کرین تو مال اونکا اونہین کے پاس رہی اور اگر اسلام نہ لائین تو جزیہ دینا قبول کرین تب
مال اونکی پاس رہی گا اور اگر یہہ بہی منظور نہ ہو تو قلعہ سی باہر نکلین اور لڑائی کرین مترجم
کہتا ہی کہ فرار شیخین کا اور فرمانا جناب رسولخدا کا لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللّٰہ ورسولہ ویحبہ
اللّٰہ ورسولہ متواترات سے ہی اور بخاری وغیرہ محدثین نی اپنی اپنی صحاح مین اخراج اوسکا کیا ہی
اور اکثر مناقب و مفاخر جناب امیر کی جو لکہی گئی ہین کتب عامہ مین بہی مذکور ہین اور یہہ واقع جسکو کہ ذہن کے
تمیز ہو واسطی دریافت حقیقت خلافت جناب وصی برحق علی ابن ابیطالب کی اور واسطی عدم استحقاق
شیخین کے کافی و وافی ہی کیونکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ جبکہ خدا کو دوست رکہتا ہی اور خدا اور
رسول خدا فرمائی کہ کل علم ایسی شخص کو دونگا کہ خدا کو اور رسول خدا کو دوست رکہتا ہی اور خدا
اور رسول اوسکو دوست رکہتی ہین اس سی صاف ظاہر ہی کہ جن لوگون نے فرار کیا ہی وہ لوگ صاحب
ان اوصاف کی نہین پس جو شخص خدا اور رسول کو دوست نرکہی وہ کسطرح استحقاق رکہتا ہے
کہ خلیفہ خدا اور رسولخدا ہووے اور پیشوا خلایق کا ہو غرض شیخ طبرسی نی جناب امام محمد باقر سی
روایت کی ہی کہ جب جناب امیر نی خیبر کو فتح کیا اور خوشخبری فتح کی بسمع اقدس جناب رسالت
مآب پہونچی تو حضرت متوجہ قلعہ ہوے جناب امیر استقبال کی واسطی آئی جب نظر رسولخدا کے
امیر خیبر گیر پر پڑی تو فرمایا کہ سعی مشکور و ہمت مردانگی مشہور تمہاری مجہہ تک پہونچی خدا تجہسی
راضی ہوا اور مین خوشنود ہون جناب امیر پر رقت طاری ہوی جناب رسول خدا نی فرمایا کہ کیون گریہ

کرتی ہو حضرت امیر نی عرض کے کہ چونکہ خدا اور رسول مجہسی راضی ہوی بسبب اس خوشی کی مین روتا ہون
فرمایا جناب امام محمد باقرؑ نی کہ منجملہ سبایا کے جناب امیرؑ نی صفیہ بنت الحی کو بلال کے حوالہ
کیا اور فرمایا کہ جناب رسولخداؐ تک اسکو بحفاظت تمام پہونچا پس بلال صفیہ کو مقتل کے راہ سے
لیچلا جب نظر صفیہ کے مقتولین پر پڑے تو اوسپر ایسی حالت طاری ہوے کہ قریب تہا کہ مرجاتی
غرض جب جناب رسولخداؐ تک پہونچی اور حضرت نی وہ حال اوسکا مشاہدہ کیا تو بلال پر ناخوش
ہوے اور فرمایا کہ عورت کو اوسکی عزیزون کے کشتون پر سی لیکی آیا ہے تجکو رحم نہ آیا بعد
اوسکی صفیہ کو حضرت نی آزاد کیا اور اوس سے نکاح کیا صفیہ نے چند روز اس سے پہلی خواب
دیکہا تہا کہ چاند اوسکی دامن مین آگیا جب خواب سے بیدار ہوی تو کنانہ بن ربیع سے یہہ خواب
نقل کیا اوسنی ایک طمانچہ اوسکی موںہہ پر مارا اور کہا کہ تو آرزو رکہتی ہے کہ بادشاہ حجاز یعنی رسولخداؐ
تجہسی نکاح کرین منقول ہے کہ اوس طمانچہ کے ضرب سے نیل پڑگیا جب جناب رسولخداؐ نی وہ اثر اوسکی
موںہہ پر ملاحظہ کیا تو سبب اوسکا دریافت کیا اوسنی سب حکایت نقل کی اور کتاب مشارق الانوار
مین منقول ہے کہ جب صفیہ خدمت مین آنحضرتؐ کے حاضر ہوے بہت جمیل وحسین تہی جب رسولخداؐ
اوسکی چہرہ پر اثر دیکہا تو سبب اوسکا دریافت کیا صفیہ نے عرض کی کہ جب جناب امیرؑ نی درِ قلعہ کو
حرکت دے تمام قلعہ کانپ گیا اور جو لوگ اوپر بیٹہی ہوے تہی گر گئی مین بہی تخت پر سی موںہہ کے
بل گر پڑی جس سے یہہ صدمہ پہونچا الی آخر الروایت یہہ روایت مشارق الانوار مین سے ہی
اور مصنف اوسکا رجب برسی ہے اور وہ علما کے نزدیک معتبر نہین شیخ طبرسی نی روایت
کی ہے کہ ابو الحقیق یہودی نے جناب رسولخداؐ سی امان طلب کی کہ قلعہ سے اوتر کے کچہ اپنی
عرض معروض کرے جب رخصت پائی تو حاضر ہوا اور بدین شرائط صلح کی کہ ابو الحقیق قتل
سی محفوظ رہی اور زنان و اطفال یہود سے تعرض نکیا جائی لاکن گہر و مضارع اور اموال قبضہ
جناب رسولخداؐ مین آئین جب یہہ صلح واقع ہوی اور اہل فدک نی سنا اونہون نی امان طلب کیا
اور انہین شرائط پر اوسنی بہی صلح ہوئی پہر اہل خیبر نے عرض کی کہ ہم اور لوگونسی بہتر اس زمین
کی زراعت کرسکتی ہین اور اوسکو آباد رکہینگی پس اس زمین کو ہمارے سپرد فرمائی کہ نصف محاصل
اوسکا اپنی تصرف مین کرینگی اور نصف حضرت کی خدمتمین پہونچائینگی پس حضرت نی اس معاملہ کو
منظور فرمایا بدین شرط کہ جب چاہینگی تو ہم یہاںسی نکالینگی پس مال غنیمت کہ بعد جنگ کے ہاتہہ آیا تہا
مال جمیع مسلمانونکا قرار پایا اور فدک چونکہ بلا محاربہ ہاتہہ آیا تہا لہذا مخصوص با آنحضرتؐ ہوا جناب حضرت

امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بعد فتح خیبر کی آنحضرت نے قصد کیا کہ اور قلاع کو فتح کیا جاہیے پس رایت ظفر آیت کو عقد کیا اور فرمایا کہ کون ہے ایسا شخص کہ بجیثیت حامل اس لوا کا ہوئے زبیر نے قصد کیا حضرت نے فرمایا دور ہو پھر سعد ابن ابی وقاص نے قصد کیا اونسے بھی وہی جواب سنا پھر حضرت نے فرمایا یا علی اوٹھو کہ حق تمہارا ہی پس جناب امیرؑ متوجہ فدک ہوی اور اونسے صلح کی کہ خون اونکا محفوظ رہی اور مال اونکا مخصوص بحضرتؐ ہو جب یہہ صلح ہوئے تو قلع اور باغ و مضارع فدک کے متعلق بذات خاص جناب رسولخداؐ ہوے مسلمانونکا کچھہ حق اوسمین نہ تہا اوسوقت حضرت جبرئیل نازل ہوی اور عرض کے کہ خدا تعالی نے امر فرمایا ہی کہ دے ای محمدؐ ذوی القربی کو حق اونکا حضرت نے فرمایا کہ قربی سے کون مقصود ہے اور حق سے کیا مراد ہے جبرئیل نے کہا کہ قربی جناب فاطمہؑ ہے اور حق اوسکا فدک ہی پس جناب رسولخداؐ نے جناب فاطمہؑ کو طلب کیا اور ہبہ نامہ فدک لکہکر اونکی حوالہ کیا جب جناب رسولخداؐ نے اس دار دنیا سے انتقال فرمایا ابو بکر و عمر نے اسی فدک کو جناب فاطمہ زہرا سے چہین لیا ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخداؐ متوجہ فتح قلعہاے فدک ہوے یہودے ایک قلعہ مین متحصن ہوئے حضرت نے اونکو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تمکو اسی قلعہ مین چہوڑ دین اور تمہارے سب قلعون اور اموال پر متصرف ہون تو تم کیا کر سکتی ہو سب نے کہا کہ ہمنی وہان محافظ مقرر کئین ہین اور مفاتیح ہماری پاس ہین حضرت نے فرمایا بلکہ مفاتیح خدا تعالی نے مجکو عنایت فرمائین ہین پہر از راہ اعجاز اونکو دکہلائین جن لوگونکو سپرد کی تہین اونکو یہود نے متہم کیا کہ شاید اونہون نے حضرت تک پہونچا دین اونہون نے قسمین کہائین اور کہا کہ ہمنی ایک سبد مین رکہا ہی اور سبد کو ایک صندوق مین اور صندوق کو ایک مضبوط گہر مین مخفی کیا ہے اور بعد اوسکی اوس گہر کے دروازہ کو قفل بند کیا ہے غرض جس شخص نے مفاتیح وہان رکہین تہین وہ وہان گیا اور دیکہا کہ سب قفل بحال خود بند ہین لیکن مفاتیح نہین اونہون نے کہا کہ رسولخداؐ بر حق ہین کیونکہ ہمنی مفاتیح کو بہت مضبوط رکہا تہا اور چونکہ ہم اپنی زعم فاسد سے جانتی تہی کہ جناب رسولخداؐ ساحر ہین اس لیے چند آہنی تعویذ بہی قفلون پر رکہی تہین اب جانا ہمنی کہ وہ ساحر نہین پہر خدمت جناب رسولخداؐ مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ آپکو مفاتیح کسنی دین حضرت نے فرمایا کہ مجہی مفاتیح وہ دی گیا ہے کہ جسنی الواح موسی کی حوالہ کئین یعنی جبرئیل پس در قلعہ کو اونہون نے کہولدیا اور سب خدمت حضرتؐ مین حاضر ہوی اور بعضی اونمین سے اسلام بہی لائی پس جو لوگ اسلام لائی تہی اونسے حضرت نے خمس لیا اور جو لوگ

مسلمان نہین ہوسے ہے تہی اونکی سب مال پر تصرف کیا پس آیہ وآت ذی القربی حقہ نازل ہوا
حضرت نے فرمایا ذوی القربی کون ہے اور حق کیا ہی کہا جبرئیل نے فدک حق فاطمہؑ کا ہی اوسکی ماں
خدیجہ اور بہن ہند بنت ابی ہالہ کیطرف سے پہر حضرت نے مدینہ کیطرف مراجعت کی اور جناب سیدہ
کو طلب کر کے سب اموال اونکی حوالہ کیا اور آیت کی اونکی سامہنی تلاوت کی جناب سیدہ نے عرض کے
کہ یا حضرت جو مال میرا ہی مینی اسکو ہبہ کیا حضرت نے فرمایا کہ ای فاطمہ بعد میرے تجہسی فدک کے
باب مین منازعت کرینگی یہہ فرما کر جناب رسولخداؐ نے جمیع صحابہ کو طلب کیا اور اونکی سامنی تمام اموال معہ
املاک فدک جناب سیدہ کی تسلیم کیا جناب سیدہ نے وہ مال مسلمانون پر تقسیم کیا اور ہر سال زندگے
مین جناب رسولخداؐ کے جناب سیدہ کا یہی معمول رہا کہ بقدر اپنی قوت کے اوس مال سے لیتی تہین
اور باقی محاصل فدک کا بسبب سخاوت وجود بلکہ ایثار کے کہ اظہر من الشمس ہے اور کلام خدا
اوسپر ناطق ہے مسلمانون پر تقسیم کر دیتی تہین تا اینکہ بعد وفات جناب رسولخداؐ کے ابوبکر و عمر
نے اون حضرت سے فدک کو غصب کیا اور مورد آیہ وافی ہدایہ وَالَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا
إِنَّمَا يَأْكُلُونَ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ہوی کتاب اختصاص مین جناب امام جعفر صادقؑ سے
منقول ہے کہ ام ایمن نے ابوبکر و عمر کے سامنی گواہی دی کہ مینی ایکدن خدمت مین جناب سیدہ کے
حاضر تہی کہ جبرئیل حاضر ہوی اور کہا کہ یا محمدؐ اوٹہو کہ خدا تعالے نے مجہی امر کیا ہی کہ ملک فدک کو اپنی پر سے
چارون طرف مین خط کہینچون کہ حدود اوسکی معین ہو جاوین پس حضرت تشریف لیگئی اور تہوڑی عرصہ کے
بعد مراجعت کی اوسوقت جناب سیدہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ کہان تشریف لیگئی تہی آنحضرت نے
فرمایا کہ جبرئیل نے مملکت فدک کی گرد خط کہینچے ہین اور اوسکی حدود کو معین کیا اور فدک کو حوالہ
جناب سیدہ کی کر کے مجہی اور علی ابن ابیطالبؑ کو گواہ قرار دیا مترجم کہتا ہی اگرچہ منظور تہا کہ
طعن غصب فدک اس مقام مین مفصل ذکر کیا جاوے مگر یہہ طعن بہت تفصیل چاہتا ہی اور کتب
کبار خصوصًا کتب کلامیہ فریقین سے ناظر مصنف کو بخوبی حال اسکا ظاہر ہو سکتا ہی الا سیما کتاب
مستطاب طعن الرماح تصنیف جناب امام المتکلمین العظام و اسوۃ المتفقہین الکرام مروج ملت حضرت سید البشر
علی راس مائۃ ثالث عشر سلطان العلماء و المجتہدین حضرت مولانا السید محمد مد اللہ ظلہ العالی ما دامت الایام
واللیالی و تشیید المطاعن لکشف الضغاین و وجیزہ جناب سبحان علیخان رفع اللہ درجتہ کما شرف
بمجاورہ سیدنا ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام خاتمہ کی دیکہنی والون پر کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر و
آشکار ہے اور حال خذلان غاصبین و زبونی عجز محجبین مشہور اکناف روزگار مگر بمقتضای ما لا یدرک

تکملہ لایتیر کہ گلدستہ نمونہ خروارسے یہاں بہی لکہا جاتا ہے بس مخفی نرہی کہ علمای اہل سنت وجماعت نی ہبہ کرنا جناب رسولخدا کا فدک کو جناب سیدہ کی تسمین واداسے شہادت ہبہ نسبت جناب امیر کہ باجماع اہلسنت صادق و باجماع شیعہ معصوم وام ایمن کہ باعتراف عامہ محدثین مبشر بدخول جنان و بنا بر بعض روایات شہادت حسنین علیہما السلام ہبہ پر اور ردکرنا ابوبکر کا اس شہادت کو درج کیا ہی چنانچہ + ملل نحل شہرستانی[۱] + وجواہر العقدین سمہودی[۲] + وفا الوفا[۳] ایضا + صواعق محرقہ[۴] ابن حجر متعصب + وفصل الخطاب پارسا[۵] + ومصنفات ابن ابی شیبہ[۶] + ومجمد[۷] + وابوبکر جوہری[۸] + ومعجم البلدان[۹] یاقوت حموی + وکتاب موافقہ[۱۰] ابن سمان + وریاض النضرہ[۱۱] محب طبری + وحاشیہ[۱۲] جلال الدین رومی بر شرح عقاید[۱۳] تفتازانی + ومقصد اقصی[۱۴] + وکنز العمال[۱۵] + وتفسیر درمنثور[۱۶] سیوطی + ومعارج النبوۃ[۱۷] + مواقف[۱۸] + وشرح مواقف[۱۹] + ونہایۃ العقول[۲۰] فخر رازی + ومغنی[۲۱] قاضی القضات + مین مذکور ہی لاکن یہان چند عبارتین نقل ہوتی ہین جو کوی سب عبارتون کی تفصیل چاہی تو اصل عبارتین تشئید المطاعن مین ملاحظہ کرے کہ اس رسالہ مین اسقدر عبارتون کی گنجایش نہین فی کنز العمال[۱] فی صلۃ الرحم من کتاب الاخلاق عن ابی سعید قال لما نزلت وات ذا القربی حقہ قال النبی یا فاطمۃ لک فدک رواہ الحاکم فی تاریخہ اور سیوطی[۲] شافعی نے درمنثور مین اس آیہ کے تفسیر مین لکہا ہی + واخرج البزار[۳] والبو یعلی[۴] وابن ابی حاتم[۵] وابن مردویہ[۶] عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ہذہ الایۃ وات ذا القربی حقہ دعی رسول اللہ فاطمۃ واعطاہا فدک اور معارج النبوۃ[۳] ومقصد اقصی مین اسطرح مذکور ہے بعضی گویند کہ حضرت رسول سوی خیبر امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بدست حضرت امیر واقع شد برآن نہج کہ حضرت امیر قصد خون ایشان نکند و خون ایشان خاص ازان رسولخدا باشد پس جبرئیل فرود آمد و گفت کہ حقتعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسولخدا استفسار کردند کہ خویشان من کیستند وحق ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط فدک را باو دہ با نچہ از رسولخدا اوست در فدک ہم باو دہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برای وی حجت نوشت و این وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر آورد و گفت کہ این کتاب رسولخدا است برای من و حسن و حسین نوشتہ است انتہی بالفاظہ و سید نور الدین[۱۴] مدنی سمہودی شافعی نے کتاب جواہر العقدین مین لکہا ہی ذکر المجد فی ترجمہ فدک وما یقتضی ان الذی دفعہ عمر الی علی والعباس رضی اللہ عنہما و وقعت الخصومۃ فیہ فہو فدک فانہ قال فیہا وہی التی کانت فاطمۃ ادعت ان رسول اللہ اعطاہا فقال ابوبکر ارید بذلک شہودا فشہد لہا علی

فطلب لها شاهدا آخر فشهدت لها ام ایمن فقال علمت یا بنت رسول الله لا یجوز
الا شهادة رجل وامرأتین فانصرفت ثم ادی اجتهاد عمر الی ردها لما ولی وفتحت
الفتوح وکان علی یقول ان النبی جعلها فی حیوته لفاطمة انتهی موضع الحاجة بعد
ہکی سید نور الدین نے جو لکھا ہے اما ما ذکره المجد من ان فاطمة ادعت نحلة فدک فروی
ابن ابی شیبة ما تشهد له عن النمیر بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید
ان اهجن امر ابی بکر ان ابا بکر انتزع من فاطمة فدک فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما
وکان یکره ان یغیر شیئا ترکه رسول الله فاتته فاطمة فقالت ان رسول الله اعطانی فدک
فقال لها هل لک علی هذا بینة فجاءت بعلی فشهد لها ثم جاءت بام ایمن فقالت
الیس تشهد انی من اهل الجنة قالت بلی فاشهد ان النبی اعطاها فدک فقال ابو بکر
برجل وامرأة تستحقینها او تستحقین بها القضیة انتهی بقدر الحاجة ـ اور اس روایت
مین جو لفظ رجل رحیم واقع ہوا ہے محض ارادے کے ملحق سازے ہی ورنہ مقام تقضی اور الفاظ کا ہے
اور جو خاتمہ مین نسبت زید ابن علی لکھا ہی وہ محض افترا ہے اور ابن ابی الحدید معتزلی نے ابو بکر جوہری
سے اس روایت کو انہی الفاظ نقل کیا ہی راوی سے کہا ہی قلت لزید ابن علی وانا ارید
ان اهجن امر ابی بکر ان ابی بکر انتزع فدک من فاطمة فقال ان ابا بکر کان رجلا
رحیما وکان یکره ان یغیر شیئا فعله رسول الله فاتته فاطمة فقالت ان رسول الله اعطانی
فدک فقال لها هل لک علی هذا بینة فجاءت بعلی فشهد لها ثم جاءت بام ایمن
فقالت الستما تشهدان انی من اهل الجنة قالا بلی قالت فانا اشهد ان رسول
الله اعطی فاطمة فدک فقال ابو بکر فرجل وامرأة اخری تستحقین بهما القضیة ـ اور
سید محمد پارسا نقشبندی نے کتاب الموافقة ابن سمان سے روایت کی ہے چنانچہ اوسنے کہا ہی
وقال الامام ابن السمان فی کتابه فی ذکر فاطمة وابی بکر جاءت فاطمة الی ابی بکر
فقالت اعطنی فدک فان رسول الله وهبها لی قال صدقت یا بنت رسول الله ولکنی
رأیت رسول الله یقسمها فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یعطیکم
منها قوتکم فما تصنعین بها قالت افعل فیها کما کان یفعل فیها ابی رسول الله
ـ اور حاشیہ رومی مین مذکور ہے ومن منع الارث وفدک بالنحلة وقع بین فاطمة
وبین ابی بکر بغض وتشاجر ولم تتکلم معه مدة حیوتها ـ اور ابن حجر مکی نے

کہ علمای متعصبین سے بھی صواعق میں لکھا ہی و دعواھا انہ نحلہا فدکا لم تاتِ علیہا الا بعلی
وام ایمن فلم نصاب البینہ علی ان فی قبول شہادۃ الزوج لزوجتہ خلافا بین العلماء
وعدم حکمہ بشاھد ویمین اما لعلہ لکونہ ممن لا یراہ وکثیرین من العلماء او انہا
لم تطلب الحلف مع من شہد لہا و زعمہم ان الحسن والحسین وام کلثوم شہد
لہا باطل علی ان شہادۃ الفروع والصغیر غیر مقبولۃ اور بعد اسکی روایت زید ابن علی
کو نقل کیا ہی اور صاحب مواقف اور اسکی شارح نے لکھا ہی فان قیل ادعت فاطمہ انہ نحلہا
لہ اعطیہا فدک نحلۃ وعطیۃ وشہد علیہ علی والحسن والحسین وام کلثوم و
الصحیح ام ایمن فرد ابوبکر شہادتہم فیکون ظالما قلنا اما الحسن والحسین فللفرعیۃ
لان شہادۃ الولد لا یقبل لاحد ابویہ واجدادہ عند اکثر اہل العلم وایضا بما
کانا صغیرین فی ذلک الوقت واما علی وام ایمن قصور ہما عن نصاب البینہ
انتہی مختصرا اور کتاب معجم البلدان میں مذکور ہی ان فدک قریۃ بالحجاز بینہا وبین المدینۃ
یومین وقیل ثلث افاء اللہ تعالی علی رسولہ فی سنۃ سبع صلحا وذلک ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما نزل خیبر وفتح حصونہا ولم یبق الا ثلث واشتد بہم
الحصار فارسلوا الی رسول اللہ یسئلونہ ان ینزلہم علی الجلاء وفعل وبلغ
اہل فدک فارسلوا الی رسول اللہ ان یصالحہم علی النصف من اثمارہم و
اموالہم فاجابہم الی ذلک فہی مما لم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب وکان خالصۃ
لرسول اللہ وفیہا عین فوارہ کثیرۃ ونخیل کثیرۃ وہی التی قالت فاطمہ
علیہا السلام ان رسول اللہ نحلنیہا فقال ابوبکر اریدہ بذلک شہودا ولہا قصۃ
و محب الدین طبری نے ریاض النضرہ میں نقل کیا ہی عن عبد اللہ ابن ابی بکر بن عمرو بن حزم
عن ابیہ قال جاءت فاطمہ الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک فان رسول اللہ وہبہا لی
قال صدقت یا بنت رسول اللہ ولکنی رایت رسول اللہ یقسمہا فیعطی الفقراء و
المساکین وابن السبیل بعد ان یعطیکم منہا قوتکم فما تصنعین بہا — اور نیز
ریاض النضرہ میں روایت زید ابن علی سے مذکور ہے ترجمہ روایت اول کنز العمال ابی سعید سے
منقول ہے کہ کہا اوسنے کہ جب نازل ہوی آیۃ وآت ذا القربی حقہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ ای فاطمہ
تیری لئی ہی فدک ترجمہ روایت دویم در منثور سیوطی یعنی روایت کی بزاز وابو علی و ابن ابی حاتم

وابن مردویہ

وابن مردویہ نی ابی سعید خدری سی کہا اوسنی کہ جب نازل ہوی آیت وآت ذالقربی حقہ طلب
کیا جناب رسولخدا نی جناب سیدہ کو اور عطا کیا فدک — روایت سیوم معارج النبوہ عبارت نقل کرنے کی
ہی حاجت ترجمہ کی نہیں ترجمہ روایت چہارم وفاء الوفا ذکر کیا محمد نی ترجمہ فدک مین اور بیان خواہش
عمر ابن الخطاب کی فدک کو طرف جناب امیر اور عباس کے اور واقع ہوئی خصومت درمیان اوسکی
اور وہ فدک ہی پس کہا ہی محمد نی کہ فدک وہ جگہہ ہے کہ دعوی کیا تہا جناب سیدہ نے
کہ پیغمبر خدا نی اونکو ہبہ کیا ہے ابوبکر نی اوسکی جواب مین کہا کہ اگر دعوی تمہارا سچ ہی شاہد
حاضر کرو پس گواہی دی عطای فدک کی جناب امیر نی پھر ابوبکر نی ایک اور شاہد طلب کیا پس گواہی دی
دی ہبہ فدک کے ام ایمن نی پس کہا ابوبکر نی پس نہیں ہے جایز گواہی لائق ایک مرد اور دو عورت
کی پس سنکی جناب سیدہ چلی گئیں گہر کو تشریف لائین پہر سودی کیا اچہا و عمر ابن الخطاب کا طرف رد کرنے
فدک کی اور جناب امیر ہمیشہ فرماتی تہی کہ جناب رسولخدا نی اپنی زندگی مین جناب سیدہ کو فدک ہبہ فرمایا تہا
بعد اسکی جو سید نورالدین سمہودی شافعی نی کہا ہی کہ وہ جو ذکر کیا ہے مجد نی کہ جناب سیدہ
نی دعوی ہبہ فدک کا کیا ہے پس روایت کی ابن ابی شیبہ نی وہ خبر جو شہادت دیتی اوپر
اوسکی نمیر ابن حسان سی کیا اوسنی کہا مینی زید ابن علی کو درحالیکہ ارادہ کرتا تہا مین بہجین ابی بکر
کی کہ تحقیق ابوبکر نے غصب کیا فدک کو جناب سیدہ سی کہا زید ابن علی نی کہ ابوبکر تہا رجل رحیم اور
مگر وہ رکہتا تہا کہ تغیر دی ترکہ کہ جناب رسولخدا کو پس آئین پاس ابوبکر کے جناب سیدہ پس فرمایا
کہ بتحقیق جناب رسولخدا نی عطا کیا ہی مجہی فدک پس کہا ابوبکر نے آیا اس ہبہ کا کوئی گواہ ہے
پس جناب سیدہ لائین جناب امیر کو پس گواہی دی جناب امیر نے ہبہ فدک و تصدیق دعوی جناب
سیدہ پر اور پہر لائین ام ایمن کو پس کہا ام ایمن نی ابوبکر سے کہ تو گواہی نہیں دیتا کہ مین اہل جنت سی
ہون ابوبکر نے کہا بلکہ گواہی دیتا ہون تب کہا ام ایمن نے کہ مین گواہی دیتی ہون کہ جناب رسولخدا
نی فدک ہبہ کیا ہے جناب سیدہ کو تب کہا ابوبکر نی کہ گواہی ایک مرد اور ایک عورت سے
تم فدک کو لینا چاہتی ہو اور ترجمہ روایت پنجم عبارت ابن ابی الحدید قریب اسکی ہی حاجت ترجمہ
کی نہیں — ترجمہ روایت ششم عبارت سید محمد پارسا کہا ہی ابن سمان نی کتاب موافقہ مین
بیچ ذکر جناب سیدہ اور ابوبکر کے کہ آئین جناب سیدہ طرف ابوبکر کے پس کہا کہ دی مجکو فدک
بتحقیق جناب رسولخدا نی ہبہ کیا ہی مجہی فدک کہا ابوبکر نی کہ سچ فرماتی ہین آپ یا بنت رسولخدا
لاکن مینی دیکہا کہ جناب رسولخدا اموال فدک کو تقسیم کرتی فقرا و مساکین و ابن سبیل پر بعد اسکی

کہ قوت تم اہلبیت کا نکالنی تمہاری حوالہ کر دیا گیا تھی اب کیا کرین گی اتنی بقتا رسولخدا اموال فدک کو بہ
فرمایا جناب سیدہ نی کہ مین اوسیطرح کرونگی جیسی رسولخدا میری اموال فدک مین تصرف کرتی تھی
تھی — ترجمہ روایت ہفتم عبارت حاشیہ صلاح الدین رومی یعنی بسبب منع کرنی ابوبکر کی ارث کی
نہین کلام کیا جناب سیدہ نی ساتھہ ابوبکر کے عمر بہر بعد اوسکی — روایت ہشتم عبارت
صواعق محرقہ اوسکا ترجمہ یہہ ہے فدک کا جو کیا تھا جناب سیدہ نی دعویٰ لائین اوپر اوسکی گواہ مگر علی ابن
ابیطالب اور ام ایمن کو پس ... ہوا انصاف شہادت ... ان قبول کرنی شہادت زوج
واسطی زوجہ کی مختلف ... اور نہین سبب یا تو اسکی نزدیک اثبات
تہا یا گواہی اور سبب ... ہونیکا کہ اوسی شہادت کی حسنین اور ام کلثوم کی باطل ہی علاوہ
بران گواہی اولاد و اطفال ... — ترجمہ روایت نہم کہا ہی باقلانی اور ... کہ اگر
اعتراض کیا جاوی کہ دعوی کیا جناب سیدہ نی کہ تحقیق پیغمبر خدا نی فدک اونکو بخشدیا ہے اور
گواہی دی اس پر علی ابن ابیطالب اور حسن اور حسین اور ام کلثوم نے اور صحیح یہہ ہی کہ ام ایمن نی پس
رد کیا ابوبکر نی ایسی لوگون کی گواہی کو پس ہوا ابوبکر ظالم کہین گے ہم اوسکی جواب مین کہ شہادت
حسنین کی بسبب قرابت کے رد کی کیونکہ گواہی اولاد کی نہین مسموع ہوتی حق والدین اور اجداد مین
نزدیک اکثر اہل علم کے اور نیز حسنین کم سن بہی تہی اس وقت مین باقی رہی علی اور ام ایمن شہادت
انکی نصاب ہبہ سی قاصر تہی — روایت دہم عبارت معجم البلدان تحقیق فدک ایک قریہ ہی
حجاز مین درمیان اوسکی اور مدینہ کی دو دن یا تین دن کا رستہ ہی اور خدا تعالی نی بطور فئی کے
دلوایا رسولخدا کو سنہ ہجریہ مین بطور صلح کے اور کیفیت اوسکی اسطرح ہی کہ تحقیق جناب رسولخدا
جب تشریف لائی خیبر مین اور فتح کیا قلاع خیبر کو اور باقی رہی مگر ثلث اور شدت لایا یہود
پر محاصرہ پیغام بہیجا اونہون نی طرف جناب رسولخدا کی کہ اونکو اونکی بلاد سی نکالدین پس حضرت
ایسا ہی کیا جب یہہ خبر اہل فدک کو پہونچی تو اونہون نی پیغام بہیجا کہ جناب رسولخدا ہمسی بہی اسی شرط پر
مصالحہ فرمائین کہ نصف اموال و اثمار وہ پیش کش کرین پس حضرت نی قبول کیا پس فدک وہ ہے
کہ نہین ... کے طرف اوسکی اسپ و شتر لی یعنی بغیر محاربہ ہاتھہ آیا پس تہا فدک خالصہ واسطی جناب
رسولخدا کی اور اوس فدک مین بہت نہرین جاری ہین اور نخل بہت ہین اور وہ ہی فدک کہ جسکی واسطی
جناب سیدہ فرماتی تہین کہ تحقیق جناب رسولخدا نی مجہی یہہ فرمایا ہی ابوبکر نی یہہ مسئلہ کیا کہ اسپر گواہ
چاہی اور واسطی اوسکی ایک قصہ ہی — یازدہم ترجمہ عبارت ریاض النضرہ یعنی روایت کے

عبداللہ

عبد اللہ ابن ابی بکر بن عمرو بن حزم کی بیٹی بابت ہی کہ آئیں جناب سیدہ پاس ابوبکر کے اور فرمایا کہ فدک
ہمکو دی کیونکہ جناب رسولخدا نے مجھی ہبہ فرمایا ہے یہہ سنکی ابوبکر نے کہا کہ سچ فرماتی ہی لاکن جناب
رسولخدا تقسیم کرتی تھی ہوال فدک کو فقرا و مساکین و ابن سبیل پہلی قوت تم اہلبیت کا دیکر پس
آپ فدک کو لیکی کیا کیجیگا ۔ بعد اوسکی صاحب طبری نے ایک روایت متضمن قصہ زید ابن علی و یا حق
الصرہ میں تحریر کی ہی مدجب یہہ روایات لکہی جاچکیں تو مخفی نرہی کہ اسی کئی امر ثابت ہوتی
اول یہہ ہی کہ بعد نزول آیہ وات ذوالقربی حقہ جناب رسالت مآب نی فدک جناب سیدہ
صلوٰۃ اللہ علیہا کو ہبہ فرمایا کہ ملک جناب سیدہ میں آیا اور ہبہ نامہ بھی لکھا گیا چنانچہ وہ خلیفہ صاحب کے
سامنی پیش ہوا دوم یہہ ہی ہے کہ بعد انتقال جناب رسولخدا کی ابوبکر نے اس فدک کو انتزاع
و غصب کیا چنانچہ فقرہ وانتزع من فاطمہ فدک دال اسپر ہے کہ فدک قبضہ جناب سیدہ
میں تہا اور ابوبکر نے اوسکو غصب کیا سیوم یہہ ہے کہ جناب سیدہ نی دعوی فدک کا
کیا اور جنکو احاد مسلمین سے ادنی پاس و لحاظ بہی ہوگا وہ اوس معصومہ بضعہ رسول کو
اس دعوی میں کاذب نہ سمجھیگا چہارم یہہ ہے کہ ابوبکر نے باوصف قبضہ جناب سیدہ کے
خلاف شریعت نبوی کی جناب سیدہ سے گواہ طلب کی اور لفظ انتزع کا جو اوپر لکھا گیا بنا بر
تصریح ابن حجر متعصب مکی و عمرو ابن ابی شیبہ و سید نور الدین سمہودی مدنی کے دلالت کرتا ہی کہ فدک
کو حضرت فاطمہ سے جبرا چہین لیا اور بعد الدعوی خلاف حکم خدا و رسول شاہد طلب کئی پنجم
یہہ ہے کہ جناب امیر و حسنین علیہم السلام و ام کلثوم اور بنابر روایت صحیح کی ام ایمن نی شہادت
ہبہ فدک کے سامنی ابوبکر کے ادا کی اور فضایل و مناقب و زہد و تقوی و ہدایت ہمت و شجاعت و
امانت و عبادت و ورع و معرفت و یقین و توکل و خوف و رجا و صبر و رضا و مجاہدات فی الدین
و نصرت جناب سید المرسلین مواضع عدیدہ میں و خشیت و تفکر و نسک و تدبیر و تہجد وغیرہ ما التی
لا تحصی عددہا جو جناب امیر و حسنین میں پائی گئی ہیں اظہر من الشمس و ابین من الامس ہیں
اور تفصیل اونکی دفاتر طوال میں گنجایش نہیں رکہتی اور مخالفین باوجودیکہ بیان کرنے
فضایل جناب امیر سی ہمیشہ دم چراتی ہیں لاکن ان سب باتونکا اقرار ہے ناظر کتب فریقین پر مخفی
نہیں ہے جناب امیر کو ابوبکر نے شہادت اس دعوی میں جلب نفع کا متہم کیا اور مناقب حسنین کے
بہی مخالفین کی چہپائی سی نہیں چہپتی باوجودیکہ خزیمہ بن ثابت کو ذو الشہادتین کہتی ہیں
اور دعوی جابر ابن عبد اللہ انصاری کا بلا طلب بینہ قبول کرتی ہیں و نفی کذب بشہادت کتاب

وسنت اوسکی کرتے ہین کما سیاتی تفصیلہ انشاء اللہ تعالی شہادت کو انحضرات کی مردود دربارگاہ
باری سے نے رد کیا ششم جناب امیر و بیت سمہودی ہمیشہ فرماتی تہی کہ پیغمبر خدا نی جناب
سیدہ کو اپنی زندگی مین فدک ہبہ کر دیا تہا ہفتم ام ایمن نے کہ مبشرہ بالجنۃ تہی گواہی ہبہ فدک کے
دی ہشتم ابوبکر نے محض بہوس نفسانی وخواہش شیطانی فدک کو نہ دیا باوجودیکہ مقام اتمام
حجت مین ہر چند نادم اور ملزم ہوا نہم یہہ ہے کہ خلاف سنت رسول حکم ایک شاہد اور یمین پر نکیا
دہم یہہ ہے کہ زبانی کبھی مرتبہ کہا صدقت یا بنت رسول اللہ اور ہرگز بسبب عداوت خاصان
خدا کے اسپر عمل نکیا - جب یہہ دس فائدے بیان ہو چکی تو رد کرنا تقریر شاہ عبد العزیز دہلوی
کا جو تحفہ مسروقہ مین تیرہوین طعن مین لکہی ہے منظور ہوا تا کہ حقیقت جناب سیدہ کی اور تزویر زبونی
خلیفہ اہلسنت کے ناظرین پر ظاہر و آشکار ہو جاوے - پس ظاہر ہو کہ شاہ صاحب نے
بجواب طعن سیزدہم یہہ دعوی کیا ہے کہ دعوی ہبہ جانب جناب سیدہ سے اور ادا ے
شہادت ہرگز کتب اہلسنت مین موجود نہین - جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ کذب محض ہے
کیونکہ کہ بارہ عبارتین کتب معتمدہ اہلسنت سے اوپر لکہی گئین اور بہت سے بخوف تطویل کے
چھوڑ دین اور بکمال تعجب یہہ کہ اجتک کسی متکلم نے اہلسنت سے اس دعوی کا انکار
نہین کیا اور اشنع یہہ ہی کہ صواعق مین نصر اللہ کابلی نے جسکا ترجمہ کر کی تحفہ تصنیف
کیا ہی اوسنی بہی دعوے ہبہ فدک سے انکار نہین کیا اس سے معلوم ہوا بیان شاہ صاحب
کا محض جہوٹہہ ہے ایسی جواب سے کیا حاصل ہوگا - شاہ صاحب نی مشکوہ سے ایک حدیث
مشعر عدم اعطای فدک بجناب سیدہ عمر ابن العزیز اموی سے نقل کی ہے شیعہ
کی مقابلہ ایسی لغویات پیش کرنا خالی سفاہت سے نہین علاوہ بران جب جناب امیر
کہ محفوظ عن الخطا عند الناصب وخرابہ ہین اونکی شہادت علی الاثبات مقبول نہین تو عمر
ابن العزیز کہ بنی امیہ سے ہی اور بنا بر روایات اہلسنت کی انتقال کیا رسولخدا نی اوس
قبیلہ سے ناخوش تہی کون پوچہتا ہے اور وقاحت اعمال وافعال اس عمر کے اور
قبیلہ بنی امیہ کے ناظرین کتب تاریخ پر ہرگز مخفی نہین کہ یہہ بیہودان ہست قابل اسکی نہ
تہی کہ اونکو مسلمین مین شمار ہے کیا جاتی سوای اسکے مخالفین کے کتب موضوعات مفترات سے
مملو ہین اور شیعہ پر کب حجت ہین معہذا سند اس روایت کی بہی ضعیف ہے کما
لا یخفی علی ناظر تشئید المطاعن اور طرفہ تر یہہ ہے کہ اس حدیث مین ایک فقرہ ہے

اقطعها مروان اور ملا علی قاری نے اسکی شرح مین لکہا ہے کہ ای فی زمن عثمان
یعنی عثمان کے زمانہ مین مروان نے کہ داماد عثمان کا تہا فدک لے لیا — اب ہم سوال کرتے
ہین کہ آیا مروان نے فدک کو باجازت عثمان لیا یا بلا اجازت اوسکی اگر باجازت ہبہ امر واقع
ہوا تو بڑی دیانتی عثمان کی تہی جو فدک جناب سیدہ کو نہ دیا جاوی اوسکو عثمان طریدہ ابن طرید کو دے
دی اور وہ کیونکر مستحق اوسکا قرار پای اور اگر بلا اجازت تصرف ہوا تو اوس نابکار کو اسقدر
دخل کیون دیا تہا کہ ایسی امور کرے اور ہم اوسکو نہین مانتی کہ ایسا امر عظیم ہو اور عثمان مطلع نہو
مگر یہہ کہ خرف ہو گیا تہا ہرگز خرف تہی اور دل ای بنی امیہ مین بیہوش و حواس تہا اور پہر شاہصاحب
لکہتی ہین کہ چون ہبہ در واقع تحقیق نداشتہ باشد صدور دعوے و وقوع شہادت ازین
اشخاص کہ نزد شیعہ معصوم و نزد ما محفوظ اند امکان وگنجایش ندارد — اس عبارت سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وقوع شہادت امر غیر واقع بر ان حضرات سے محال ہے بس چاہیکہ شاہصاحب
اور پیرو انکی اس فقرہ کو ہرگز سہو نکرین اور جب انکی کتب معتدہ سے ثبوت دعوی ہبہ و ادای
شہادت ثابت ہو جاوی تو غاصب کو نفرین کرین اور احتمال کذب کو ان حضرات کیطرف راہ نہ دین
— پہر شاہصاحب فرماتی ہین خلاصہ جسکا یہہ ہے کہ موہوب ملک موہوب لہ نہین ہوتا جب تک
قبضہ نہو اور بالاجماع فدک جناب سیدہ کے قبضہ مین نہ تہا جواب اسکا یہہ ہے کہ جب ہمنی بروایات
اہلسنت ماعور ہونا جناب رسولخدا کا باعطای فدک بنزول وحی و آیۃ ثابت کر دیا تو قبضہ مین
نہونا جناب سیدہ کے فدک کا مستلزم تعطیل حکم خدا ہے ولا یقول بہ مسلم علاوہ بر این
لفظ انتزع دال ہے کہ جناب سیدہ کی پاس فدک تہا ابوبکر نے چہین لیا — و نیز فقرہ نہج البلاغہ
کہ باعتراف اکثر علمای اہلسنت مثل تفتازانی و قوشجی و ملا یعقوب لاہوری وکازرونی کلام
جناب امیر ہے فقرہ بلی کانت فی ایدینا فدک من کل ما اظلتہ السماء فشحت
علیہا نفوس قوم و سخت عنہا نفوس الآخرین و نعم الحکم اللہ اور یہہ جو لکہا ہے
کہ فدک باجماع قبضہ جناب سیدہ مین نہ تہا تو یہہ اجماع نواصب وخوارج یا امثال شاہصاحب
کا ہوگا ورنہ اہل اسلام کا تو ہرگز اسمین اجماع نہین کما متعہد البعیر شامل ہونے معصوم کے
عترت رسولخدا سے اجماع مین گور کنون اور جولاہون اور دلالون اور دہوبیون کے اجماع
کو کون مانتا ہے اور جب دعوے اجماع کا ہوا تو ہم کہتی ہین کہ عترت رسولخدا منحصر
جناب سیدہ اور حسنین اور جناب امیر مین تہی اور چارون کا اجماع اسپر تہا کہ فدک مال جناب سیدہ

ہی لا ئق یہہ ہی کہ یہہ حضرات اہل حل وعقد سے تہی پہر اہلسنت کو تسلیم اس اجماع سے کیونکر ہو سکے

گی و الا خلافت خلیفہ صاحب کے باطل ہوتے ہیں — تو معلوم ہوا کہ شاہصاحب کے محض فریب

دہی ہی پہر شاہصاحب نے لکہا ہی کہ ابوبکر نے مسئلہ شرعیہ بیان کیا — ہم کہتی ہیں کہ جو بہہ ہی کسی

کتاب سے ثابت نہیں محال ہے کہ جناب امیر کہ بعض صحابہ تہی اور بعضہ سیدہ بعد اوس مسئلہ کو نجانتی ہوں

پہر شاہصاحب کہتی ہیں کہ حاجت طلب شہادت کچہ نہ تہی — ہاں یہہ شاہصاحب سچ کہتی ہیں کہ ابوبکر نے

نرا ظلم کیا کہ گواہ خلاف شرع بعدل طلب کئے کیونکہ کتب معتمدہ مخالفین سے ثابت ہو چکا ہے

کہ فدک قبضہ جناب سیدہ میں تہا — پہر شاہصاحب فرماتی ہیں کہ ابوبکر نے حکم نہ کیا بگواہے ایک زن و

ایک مرد کے دو شہادت نہیں کیا — جواب ردشہادت کسکو کہتی ہیں جس بات کی اونہوں نے گواہی

دی تہی اوسکی موافق نہ کیا پس یہہ ردشہادت ہے اور شاہصاحب بیجا تاویلیں بنیہ

خلافت کی بیجانی کے واسطی تراشتی ہیں خصوص ایسی شخص یعنی جناب امیر کل امیر کہ بقول

خود شاہصاحب کی محال ہے کہ جناب امیر امر کذب پر گواہی دیں اور نیز اوس حالت میں کہ

ام ایمن مشہود بالجنۃ کے گواہے ہی اوسی دعوی پر ہو علاوہ بران قبول نکرنے گواہی

ایک شخص خلاف سنت رسول خدا ہے چنانچہ ربیع الابرار میں زمخشری نے اور نیشاپوری نے مقدمہ

خزیمہ ذو الشہادتین کا نقل کیا ہے اور ظاہر ہے کہ جناب امیر اوسی مدرجہ ہا اہلسنت کے

نزدیک بہی افضل ہیں اور خود شاہصاحب نے اقرار کیا ہی کہ خبر جناب امیر کے مفید یقین کے

ہی پس اول خطا ابوبکر سے یہہ ہوئی کہ جناب سیدہ سے شہادت طلب کی کیونکہ جناب سیدہ

معصومہ تہیں اور عصمت اور طہارت اونکی جمیع معاصی سے اور خصوص دعوے کذب سے

ثابت اور متحقق ہے اور خطاے ثانی و ثالث ردشہادت جناب امیرؑ کہ بحکم آیہ تطہیر معصوم و باعتراف خود شاہصاحب

باجماع اہلسنت صادق علاوہ بران خود شاہصاحب نے اقرار کیا ہی کہ شہادت علی الباطل انحضرات سی

محال ہے پہر شاہصاحب کہتی ہیں کہ تکذیب شہادت چیزے دیگر و حکم نکردن موافق شہادت

چیزی دیگر جواب یہہ ہے کہ حکم نکرنا گواہے پر ایک شخص کے مستلزم اوسکی عدم تصدیق کا ہے

اور جو شخص کہ نفی ملازمت کے ان دو مفہوم کرے سفیہ ہے پہر شاہصاحب فرماتی ہیں کہ

چون مسئلہ شرع کہ مخصوص قرار است ہمین است کہ تا وقتیکہ یک مرد و دو زن نباشد حکم کردن نمیرسد

پس ابوبکر محبور حکم شرع بود جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حکم عام نہیں اور سند اوسکی یہہ ہے

کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک شاہد اور یمین پر بہی کہ حکم کرسکتی ہیں چنانچہ تلویح شرح توضیح

مین مذکور ہے روی عن علی ان النبی قضی بشہادۃ شاہد و یمین صاحب الحق
و مروی عنہ ان النبی و ابا بکر و عمر و عثمان کانو یقضون بشہادۃ الشاہد
و الیمین یعنی منقول ہے جناب امیر سے کہ تحقیق پیغمبر خدا نے فیصلہ کیا گواہ ایک گواہ اور
قسم کے صاحب حق کا اور نیز منقول ہے کہ رسول خدا اور ابوبکر اور عمر و عثمان فیصلہ کرتے تھے
ساتھ گواہی ایک شاہد اور قسم کے اور نہایت افسوس یہہ ہے کہ شیخین اور ثالث اونکا اور کئی
مقدمات تو گواہ ہے ایک شاہد اور قسم کی فیصلہ کر دیتے تھے لاکن جناب سیدہ بضعۃ الرسول کے
مقدمہ مین ایک شاہد اور گواہ ہے پر فیصلہ نکیا کیونکہ ایذا معصومہ کے منظور نظر خلیفہ صاحب سے تھے
ورنہ کیا سبب تھا فدک کے غصب کا حسب روایت تاریخ الخلفا سیوطی فدک قبضہ شیخین مین
رہا اور ثالث نے مروان کو بخش دیا یہہ سبب ہے وجہ عدم تصدیق دعوے ور شہادت معصومین کے
خلا معیت الی اللہ اور قیامت یہہ ہے کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری نے دعوے کیا کہ جناب
رسولخدا نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ جب مال بحرین سے آئیگا تو ہم تمکو کچھ اوسمین سے دینگے ابوبکر نے
تصدیق جابر کے کی اور ایک ہزار یا پانسو دینار یا درہم اوسکو دیئے اور ہرگز گواہ اور بینہ جابر سے
طلب نکیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم مین کہ جنکی صحت پر بزعم فاسد اہلسنت وجماعت اجماع نوہ ہزار کا
ابتدا مین اور پھر اب تک منعقد ہوا ہے اور جنکی عدم قبول کی سبب سے شیعیان اہلبیت طہارت کو
برا جانتے ہین یہہ روایت موجود ہے امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الکفالہ اور کتاب الخمس مین
دو جگہ اخراج کیا ہی اور الفاظ روایت کی جیسا بخاری سے ہین یہہ ہی حدثنا علی ابن عبد اللہ قال
حدثنا سفیان قال حدثنا عمرو سمع محمد ابن علی عن جابر ابن عبد اللہ قال قال لی
النبی صلی اللہ علیہ لو قد جاء مال البحرین قد اعطیتک ھکذا و ھکذا فلم یجی
مال البحرین حتی قبض رسول اللہ فلما جاء مال البحرین امر ابو بکر فنادی من کان
لہ عند النبی عدۃ او دین فلیاتنا فاتیتہ فقلت ان النبی قال لی کذا و کذا فا
فحثی لی حثیۃ فعددتھا فاذا خمسۃ مائۃ وقال خذ مثلیھا اور جلال الدین سیوطی
نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہے واخرج الشیخان عن جابر قال قال لی رسول اللہ لو
قد جاء مال البحرین اعطیتک ھکذا و ھکذا فلما جاء مال البحرین بعد وفات
رسول اللہ قال ابوبکر من کان لہ عند رسول اللہ دین او عدۃ فلیاتنا فجئتہ
فاخبرتہ فقال خذ فاخذت فوجدتھا خمس مائۃ فاعطانی الفا و خمس مائۃ

ترجمہ روایت اولی کا یہہ ہے کہ روایت کی بخارے نی باسناد خود جابر سی کہ کہا او سنی فرمایا جناب رسولخدا نی کہ جب آتی کا مال بحرین کا تحقیق دونگا مین تجکو اسقدر۔ پس نہین آیا تہا مال بحرین کہ رسولخدا نی انتقال فرمایا پس جب آیا مال بحرین کا حکم دیا ابوبکر نے تا کہ ندا کی جاوی کہ جس شخص سے وعدہ کیا ہو رسولخدا نی یا قرض چاہتا ہو رسولخدا سی ہمارے پاس آوی جابر کہتا ہے کہ مینی جب یہہ ندا سنی تو ابوبکر کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ جناب رسولخدا نی مجہی ایسا ایسا فرمایا ہے پس ابوبکر نی ایک مٹہی بہر کے دی پس مینی جب اوسکو شمار کیا تو پانسو تہی تب کہا ابوبکر نے ترجمہ عبارت ثانی کا قریب اسکی ہے — اور کرمانی شارح صحیح بخاری نی اپنی شرح مین لکہا دے سی کہ بقول شاہ صاحب عرف اہلسنت ہی باقوال صحابہ نقل کیا ہے اما تحمل ابی بکر

بعدة النبی ذلك لان الوعد منه یلزم فیه الانجاز لانه من مکارم الاخلاق فانه تعالی خلق عظیم وان تصدیق ابی بکر جابرا فی دعواه فلقوله من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار وهو وعید ولا یظن ان مثله یقدم علیه انتهی

ترجمہ یعنی وفا کرنا ابوبکر کا وعدہ جناب رسولخدا کو اسواسطہ تہا کہ آنحضرت کی وعدہ کا انجاز وایفا لازم ہے کیونکہ ایفای وعدہ مکارم اخلاق سے ہی اور تحقیق جناب رسولخدا البتہ اوپر خلق عظیم کے تہی — اور تصدیق کرنا ابوبکر کا جابر کو اوسکی دعوے مین پس بجہتہ فرمانی آنحضرت کی ہی کہ فرمایا ہے کہ جو کوئی جہوٹہہ باندہے میرے اوپر عمداً پس جگہہ اوسکی جہنم ہے اور یہہ وعید ہی اور گمان نہین کیا جاتا تہا اسکی کہ جابر ایسا شخص جرئت کری جہوٹہہ بولنی کے اوپر آنحضرت کے باوصف اس وعید کے — اور شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخارے نی فتح الباری شرح صحیح بخارے مین بیچ شرح اس حدیث کی لکہا ہے وفیه قبول خبر الواحد العدل من الصحابه ولو جر ذلك نفعا لنفسه لان ابابکر لم یلتمس من جابر شاهدا علی صحة دعواه یعنی اس حدیث سی ثابت ہوتا ہے قبول کرنا خبر واحد عدل کا صحابی سی اگرچہ نفع اوسکا اوسی کو مفید ہو کیونکہ ابوبکر نی نہین طلب کیا کوئی گواہ جابر سے اوسکے صحت دعوی پر — اور ابومحمد احمد ابن عینی فی شرح صحیح بخارے مین اس حدیث کی شرح مین لکہا ہے قال بعضهم وفیه قبول الخبر الواحد العدل من الصحابه ولو جر ذلك نفعا لنفسه لان ابابکر لم یلتمس من جابر شاهدا علی صحة دعواه قلت انما لم یلتمس شاهدا منه لانه عدل بالکتاب والسنة اما الکتاب

فقولہ تعالی کنتم خیر امۃ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا فمثل جابر ان لم یکن
من خیر امۃ فمن یکون واما السنۃ فلقولہ من کذب علی متعمدا الحدیث
لا یظن ذلک بمسلم فضلا عن صحابی انتہی بقید الحاجۃ عینی نے بعد نقل
عبارت ابن حجر کے کہا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ مین کہتا ہون کہ ابو بکر نے نہ طلب کیا جابر
سے گواہ کیونکہ جابر عادل ہے بشہادت قران شریف و حدیث جناب رسولخدا لاکن قران
پس قول خدا تعالی کا کنتم خیر امۃ اور کذا جعلناکم امت وسط پس اگر مثل جابر کے نہین
خیر امۃ سے تو کون ہوسکتا ہے اور حدیث قول آنحضرت کا جو کوئی جھوٹھ بولے میرے اوپر
عمدا جگہ اوسکی جہنم ہے اور نہین گمان کیا جاتا ایسا ادنی مسلمان سے چہ جائیکہ صحابی ہو
پس افسوس ہے دین و اسلام اہلسنت پر کہ اوسے صحابی بلکہ ادنے مسلمان پر تجویز کذب
نہین کرتے اور اونکی دعوی کو باستدلال کتاب و سنت قابل قبول جانتے ہین العیاذ باللہ
جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا بضعۃ الرسول پر تجویز کذب اور دروغ کی کرتے ہین اور اون حضرت
کی دعوے کو واجب القبول کیا جائز القبول بھی نہین جانتے آیا جناب سیدہ خیر امۃ نہین
کہ ابو بکر نے دعوے اونکا باوصف شہادت جناب حضرت امیر کی قبول نکیا اور اگر اہلسنت وجماعت
کی زعم مین جناب سیدہ کی و اسطے کوئی شرف اور فضیلت اور ثنا اور مدح جو موجب تصدیق اونحضرت
کی ہو حاصل نہین تھا آخر شرف صحابیت بھی اونکو کیا حاصل نہ تھا مگر یہہ کے صاف صاف اقرار کرین
کہ اونکی نزدیک مین کچھ عظمت جناب سیدہ و حرمت رسولخدا کے نہی جسقدر متعلق ہبہ کے تھا وہ بطور
مختصر بیان کیا گیا اور جو شاہ صاحب نے نسبت غصب اور غصاب کی کہا ہی وہ محض بیہودہ
سرائی شاہصاحب کی ہے کیونکہ بقول خود شاہ صاحب قصد امور قلبیہ سے ہی اور بجز جناب باری
اوسکا علم کسیکو نہین اور ہم کہتی ہین کہ غصب فدک مین ایذا اور اغضاب جناب سیدہ کا منظور تھا
اور یہہ جانتی تہی کہ بسبب غصب فدک کی اہلبیت رسولخدا عاجز و محتاج ہوجاینگی اور حوصلہ طلب
حق خلافت کا نرہے کا مخفی نرہے کہ بطور ایجاز و اختصار کے مقدمہ ہبہ فدک کا لکہا گیا اور
مباحث اوسکی طول طویل ہین اور دایما علما سے ملت حقہ اس باب مین گفتگو کرتی رہی ہین بہت
سی گنجایش اسمین ہے اور وجوہ طعن بکثرت نکل سکتی ہین اور مقصود اسمقام مین محض
اثبات ہبہ کا تہا چونکہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بعد رد کرنے ابو بکر کے دعوی ہبہ کو دعوی
فدک کا دراثۃ کیا تہا لہذا ضرور ہوا کہ مختصر حال اسکا بھی لکھا جاوی پس ظاہر ہو کہ صحیحین مین محمد بن

اسمعیل بخاری نے کتاب المغازی کے باب غزوہ خیبر میں اور دوسری جگہہ کتاب باب فرض خمس میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور یہان الفاظ بخاری کی لکھی جاتی ہین حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ ثنا ابراہیم بن سعد عن صالح عن شہاب اخبرنی عروہ بن الزبیر ان عایشہ ام المومنین اخبرتہ ان فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ابابکر الصدیق بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقسم لہا میراثہا ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ فقال لہا ابوبکر ان رسول اللہ قال لانورث ماترکنا صدقۃ فغضبت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہجرت ابابکر فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشہر اور دوسری جگہ لکھا ہی فوجدت فاطمہ علی ابی بکر فی ذلک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابابکر وصلی علیہا وکان لعلی من الناس وجہ حیوۃ فاطمہ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشہر انتہی موضع الحاجۃ ماحصل ترجمہ یہہ ہے کہ کہتی تہی عایشہ کہ تحقیق فاطمہ بنت رسولخدا نے سوال کیا ابوبکر صدیق سے بعد وفات رسولخدا کے یہہ کہ تقسیم کرے واسطے اونکی ورثہ اوس چیز کا کہ چہوڑا تہا پیغمبر خدا نے اوس چیز سے کہ فی کی تہی خداتعالی اوپر رسولخدا کے پس کہا ابوبکر نے کہ جناب رسولخدا نے کہا ہی العیاذ باللہ کہ نہین کوئی ہمارے مال سے ورثہ لیتا جس چیز کو چہوڑ جاءین وہ صدقہ ہی پہر غضبناک ہوئین فاطمہ بنت رسولخدا پس چہوڑ دیا ابوبکر کو اور ہمیشہ تہی مہاجرت تا اینکہ وفات پائی اور زندہ رہین بعد رسولخدا کے چہہ مہینی تک اور دوسرے جگہہ جو لکہا ہی اوسکا ترجمہ یہہ ہے پس غضبناک ہوئین جناب فاطمہ اوپر ابوبکر کے اس سبب سے یعنی سبب غصب متروکات کی کہی نہ کلام کیا ابوبکر سے جب تک زندہ رہین اور زندگے کی بعد رسولخدا کی چہہ مہینی تک پس جب انتقال ہوا تو دفن کیا اونکو جناب امیر نے رات اور نہ اذن دیا جنازہ پر حاضر ہونی کا ابوبکر کو اور نماز پڑہی جناب امیر نے اوس معصومہ کی جنازہ پر اور تہا واسطے جناب امیر کے لوگون کے نزدیک جاہ زندگی مین جناب معصومہ کے بعد انتقال جناب سیدہ کی پہر گئی موہنہ لوگون کی جناب امیر سے پس مدرجہ لاچاری کے طلب مصالحت ابی بکر کے اور نہین بیعت کی تہی انتہی مضمون تک فقط اس عبارت

فغضبت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہجرت ابابکر

سی کئے فائدی حاصل ہوے **اول** یہہ ہی کہ جناب سیدہ نی دعوی وراثت کا کیا مقتضائے آیہ وافی ہدایہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ممکن نہین کہ جناب سیدہ نی باوجود شہادت جناب باری عز اسمہ کی انکی عصمت وطہارت پر جمیع ارجاس و ادناس سے فدک کی باب مین جہوٹا دعوے پیش کیا ہو یا یہہ کہ حدیث جو ابوبکر نی بیان کی کہ پیغمبر خدا سے سنی ہو اور اوسکو چہپایا ہو **دوئم** یہہ کہ جناب سیدہ کو اسقدر اطمینان اپنے صدق دعوے پر حاصل تہا کہ ابوبکر کو اسمقدمہ مین کاذب اور مفتری جانتی تہی ورنہ حدیث جناب رسول خدا کی اور سپر عمل نکرنی کے کیا معنی ہین **سیوئم** ابوبکر سے اسقدر ناخوش ہوئین کہ تا زندگی پہر رضامند نہوئین **چہارم** بعد انتقال ہی اجازت ندی کہ ابوبکر جنازہ پر حاضر ہو بلکہ عایشہ کو بہی گہر مین نہ آنی دیا چنانچہ جذب القلوب مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے تصریح کیفیت اسکی بیچ حال انتقال جناب سیدہ کی بیان کے ہی **پنجم** جناب سیدہ کے نزدیک ابوبکر کے خلافت تو در کنار اسلام بہی اوسکا ثابت نہ تہا کیونکہ بخاری کے بیچ روایت ہی کہ لایحل للمسلم ان یہجر اخاہ فوق ثلاث لیال یعنی نہین حلال ہے واسطے مسلمان کے کہ مہاجرت کرے اپنی بہائی سے زیادہ تین شب سی پس اگر وہ معصومہ ابوبکر کو مسلمان جانتی تو کیونکر اپنی تمام زندگی تک اوس سے مہاجرت فرماتین **ششم** صحیح مسلم مین جناب رسولخدا سی منقول ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ یعنی جو شخص مر جاوی اور نہ پہچانی امام اپنی زمانی کو وہ مرتا ہی موت جاہلیت کے اور معصومہ عمر بہر اوسکی اطاعت سی والا کچہ فایدہ نہین پس اگر ابوبکر کو خلیفہ برحق تا سمجہین تو اسلام سے بہی ہاتہہ اوٹہانا پڑے گا اور معاذ اللہ فساد اہلبیت اقرار کرنا ہوگا **مقدمۂ** ناخوش کرنا جناب سیدہ کا بعینہ ناخوش کرنا جناب رسولخدا کا اور جناب باری عز اسمہ کا ہی چنانچہ احادیث مفصلہ ذیل اسپر دلالت کرتی ہین **اول** ابن حجر نی صواعق محرقہ مین لکہا ہے اخرج ابو سعید فی شرف النبوۃ وابن المثنی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا فاطمہ ان اللہ یغضب لغضبک ویرضی لرضاک **دوم** کنز العمال ملا علی متقی مین مذکور ہے عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمہ ان اللہ یغضب لغضبک ویرضی لرضاک وابن النجار ایضاً اور حاکم نی مستدرک علی الصحیحین مین بعد ذکر اس حدیث کی کہا ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ انتہی **سیوئم** ابن حجر نی ہی بیچ ترجمہ جناب سیدہ کی لکہا ہی اخرج ابن ابی عاصم عن عبد اللہ ابن عمر بن سالم المفلوج

غضب خلافت [illegible] مشتمل بر [illegible]

بسند من اہل البیت عن علی ان النبی قال لفاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبک و
یرضی لرضاک چہارم اصابہ مین ہے عن علی بن الحسین بن علی عن ابیہ عن علی
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمۃ ان اللہ یرضی لرضاک و یغضب لغضبک
پنجم نیز کنز العمال مین بیچ فضایل اہل البیت کی مذکور ہے ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ
ویرضی لرضاہا عن علی للدیلمی پس جناب باری عز اسمہ بسبب غضب جناب
سیدہ کے غضب مین آتی تو غضب جناب سیدہ کا بحکم بشریت محال ہووے کیونکہ اگر غضب جناب
سیدہ کا بحکم بشریت ممکن ہوتا تو جناب رسولخدا علی الاطلاق نفرماتی ان اللہ یغضب لغضبک
اور جب کہ حدیث مطلق واقع ہی اور مقید کسی حالت اور کسی وقت سی نہین تو معلوم ہوا کہ غضب
جناب فاطمہ مستلزم غضب خدا تعالی کو ہے اور غضب خدا تعالی بنا بر حکم بشریت کی محال پس غضب
اوس معصومہ کا بھی بموجب حکم بشریت محال بحکم شکل اول کے کہ وہ بدیہی الانتاج ہے اور نہین
انکار کریگا اسکا مگر معاند جناب سیدہ کا ششم ابن حجر عسقلانی نی فتح الباری مین بیچ شرح
قول آنحضرت کی فانما بضعۃ منی یریبنی ما ارابہا و یوذینی ما اذیہا کی کہا ہے
وفی الحدیث تحریم اذی من یتاذی النبی بتاذیہ لان اذی النبی حرام اتفاقا قلیلہ
وکثیرہ وقد جزم بانہ یوذیہ ما اذی فاطمہ فکل من وقع منہ فی حق فاطمہ شیٔ
فتاذت بہ فہو یوذی النبی لشہادۃ ہذا الخبر الصحیح ولا شیٔ اعظم من ادخال الاذی
علیہا ترجمہ یہہ ہے یعنی ثابت ہی حدیث سی حرمت ایذا اوس شخص کے کہ جسکی ایذا سی جناب
رسولخدا کو ایذا پہونچی اسواسطی کہ ایذا دینی جناب رسولخدا کو حرام ہے اتفاقا کم ہو یا زیادہ ہو
اور جناب رسولخدا نی جزم کیا ہے اسپر کہ ایذا پہونچاتی ہے حضرت کو وہ چیز جو چیز ایذا پہونچاتی ہے
جناب سیدہ کو پس کل وہ چیز کہ واقع ہووے اوس سے بیچ حق جناب سیدہ کی اور ایذا پہونچی
اوس سی جناب معصومہ کو پس اوس سی ایذا پہونچا ہے جناب رسولخدا کو بشہادت اس خبر صحیح کی
اور نہین کوی شے اعظم اس سی کہ اذیت دی جناب سیدہ کو اب اسمقام مین یاد کرنا چاہیے
آیہ وافی ہدایہ الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم
عذابا مہینا اور نتیجہ جو ان مقدمات سی نکلتا ہی وہ خود ظاہر ہے ہفتم سید علی ہمدانی نے
نی کتاب مودۃ القربی مین روایت کی ہے عن زاذان عن سلمان قال قال رسول اللہ
یا سلمان من احب فاطمۃ ابنتی فہو فی الجنۃ معی ومن ابغضہا فہو فی النار یا سلمان

حب فاطمه ینفع فی مائة من المواطن ایسر من ذلک المواطن الموت والقبر والمیزان والمحاسبة فمن رضیت عنه ابنتی فاطمه رضیت عنه ومن رضیت عنه رضی الله عنه ومن غضبت علیه ابنتی فاطمه غضبت علیه ومن غضبت علیه غضب الله علیه یا سلمان ویل لمن یظلمها ویظلم بعلها علیا وویل لمن یظلم ذریتها وشیعتها انتہی

پس اس حدیث سے ظاہر ہوتا کہ جو شخص ظلم کرے جناب سیدہ پر اوسکی واسطے جناب رسولخدا نے دعاے بد فرمائی اور غضب اوس معصومہ کو مستلزم اپنی غضب کا جو مستوجب غضب آلہی ہے قرار دیا اور حدیث بخاری سے ثابت ہو چکا کہ جناب سیدہ ابوبکر پر غضبناک ہوئین اب تأمل اوسکا دیکھنا چاہیے اور جو حدیث خطبہ بنت ابی جہل کے بخاری نے روایت کی ہے یہ موضوعات و مفتریات نواصب لیام اور خوارج بد انجام سے ہے کہ بحکم معاویہ ابن ابی سفیان وضع کرتی تھی معاویہ نے چند آدمی نوکر رکھی تھی کہ اس طرح کی حدیثین وضع کیا کرین اور انحراف بخاری کا خاندان اہلبیت طہار سے اظہر من الشمس ہے چنانچہ حضرت محقق مقام نے ادام الله تعالی ایامہ کتاب استقصاء الافحام مین بتفصیل تمام بیان کیا ہے علاوہ بران راوی اس حدیث کا کرابیسی ہے اور وہ بھی مشہور بعداوت و انحراف اہلبیت ہے معہذا جب بقول خود شاہصاحب روایت عایشہ و ابوبکر کا مقدمہ جناب سیدہ و جناب امیر علیہما السلام مین اعتبار نہین تو بخاری کی قول کا کیا اعتبار ہے کیونکہ خاص غلام ابوبکر بلکہ بنی امیہ کا اور اقوال بخاری شیعہ پر کب حجت ہین کہ شاہصاحب مقابلہ شیعہ ایسی مزخرفات نقل کرتے ہین اور علی ہذا القیاس روایت نکلنے ہونی جناب امیر کے بابو بر اجسکو شاہصاحب نے نقل کے ہی نزدیک شیعہ کے معتبر نہین بلکہ وجہ کیفیت یہ ہے کہ جناب امیر حجت خدا تھی زمین پر **ہشتم** اس حدیث بخاری سے ثابت ہوا کہ چھ مہینے تک جناب امیر نے بھی صلح ابوبکر سے نہ تھی بلکہ بعد انتقال جناب سیدہ معصومہ کے قصد مصالحہ کا کیا **نہم** اس روایت سے ثابت ہوا کہ جناب امیر المومنین نے قصد مصالحہ کا ابوبکر سے اوسکو خلیفہ برحق سمجھکے نہین کیا بلکہ بعد انتقال اوس معصومہ کے بنظرین لوگون پھر گئی تھین لہذا بلاچار صلح کی پس اگر اب بھی کوئی شخص ابوبکر سے تا دم زندگی ناخوش رہی اور اگر کرفتار مصیبت ہو تو بظاہر مصالحہ کرے تو ہرگز اوسکی دین و ایمان مین موافق روایات اہلسنت کی بھی خلل ہو گا اور بنا بر مذہب حق کے مصیب تاسیاً للمعصومین صلوات الله علیہما وعلی اولادہما المصطفین ہو **دہم** قطع نظر سب وجوہ کے خلیفہ اول نے غضب حق جناب سیدہ کو بہاتے

سہل و سرسری سمجھا ورنہ کیا مشکل تہا اگر سلیمین سے استشہاد کرتا اور سلیمان ایسی کیا تہی کہ بپاس خاطر جناب سیدہ و بلحاظ حکومت خلیفہ درخواست اوسکی قبول نکرلی لیکن حقیقت یہہ ہے کہ بعد غصب ابو بکر نے فدک کو خالصہ کرلیا اور خود اوسکو اپنی صرف مین لاتا رہا پہر اسصورت مین جناب سیدہ کو فدک کسطرح دیتا چنانچہ عبارت تاریخ الخلفا سیوطی کے اسپر شاہد ہی اور خود واسطی عائشہ و حفصہ کی دس دس ہزار درہم سالیانہ مقرر کردیا تہا جسکی قریب دو ہزار پانسو روپیہ بحساب اسملک اور اسوقت کی ہوے کما فی صواعق المحرقہ اگر حصہ تقسیم ہوکے ملتا تو نوین حصہ مین سے آتہوان حصہ ملتا کیونکہ عقار مین ازواج کو بنابر مذہب اہل حق کی دخل نہین ہے جب یہہ فایدہ سے بیان ہوچکی تو اب ہم مختصر حال موضوعیت روایت مذکور بیان کرتے ہین اول یہہ ہے کہ ابو بکر اس روایت مین منفرد ہی چنانچہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی و شرح مختصر الاصول ابن حاجب تصنیف علامہ عضد الدین ایجی مین اور مولوی عبد العلی نے و غیرہ علما نے اصول نے تصریح کی ہے کہ ابو بکر اس روایت مین منفرد تہا چنانچہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین کہا ہے واختلفوا فی میراثہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فما وجدوا عند احد من ذلک علما فقال ابو بکر سمعت رسول اللہ یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ اور ابن حجر نے لکہا ہے واختلفوا فی میراثہ فما وجدوا عند احد من ذلک علما فقال ابو بکر سمعت رسول اللہ یقول انا معاشر الانبیاء الی آخرہ یعنی اختلاف کیا صحابہ نے بیچ میراث جناب رسولخدا کی پس نہ پایا اونہون نے کسی کہ پاس علم میراث جناب رسول خدا کا اوسوقت کہا ابو بکر کہ سنا ہی مین نے پیغمبر خدا سے انا معاشر الانبیاء الی آخرہ اور تفرد ابو بکر کا عبارت ازالۃ الخفا ولی اللہ محدث دہلوی سے بہی مستنبط ہی پس خبر واحد سے تخصیص آیات قران شریف کسطرح جایز ہے اور یہہ جو شاہصاحب دعوے کرتی ہین کہ گواہی دے ہی اسپر اجلہ صحابہ نے مثل حذیفہ بن الیمان اور زبیر بن العوام و ابو درا و ابو ہریرہ و عباس و علی و عثمان و عبد الرحمان ابن عوف و سعد ابن ابی وقاص اور خود ابو بکر و عائشہ نے پس جواب اسکا یہہ ہے کہ بجلالت قدر ابو بکر و عائشہ اور زبیر بن العوام کہ داماد ابو بکر کا تہا اور عثمان اور عبد الرحمان اور ابو درا اور ابو ہریرہ اور سعد ابن ابی وقاص کہ بدترین و اشرار صحابہ سے تہی ذکر کرنا انکا عبث محض ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کی نزدیک خلیفہ کے قول کیواسطہ کسی کے شہادت کے حاجت نہین اور شیعہ کے نزدیک قول ان اشخاص کا اسواسطی کہ جناب امیر سی عناد رکہتی تہی قابل قبول نہین ہے اور حذیفہ کے صدق و جلالت

مین شبہہ نہین لاکن روایت بخاری مین حذیفہ کا بہی نام نہین اور بلکہ ابو ہریرہ اور ابو دردا کا نام
بہی اس روایت مین نہین یہہ محض حالاکے شاہصاحب کے ہی کہ مراد تکثیر سواد کے نام لکہتی ہین
ہین اور جب روایت خلاف معصوم کے ہووی تو بہی احتمال ہے کہ کسینی اُن پر افترا کیا ہے
اور نام عباس اور جناب امیر کا جو لکہا ہے یہہ وہی مثل ہے کہ دروغ گوئیم بر روی تو کیونکہ ا
مقدمہ مین صحیح مسلم و بخاری مین لفظ راتماہ کاذبا غادرا اثما خائنا ورایتمانی کاذبا غادرا
خائنا موجود ہو اور شاہصاحب کہین کہ جناب امیر اور عباس نی اسکی شہادت دی سبحان اللہ
کیا راست گوئی علاوہ بران اب ہم پوچہتے ہین کہ اگر اس روایت کے تصدیق کی تو شیخین کو کس بات مین
کاذب غادر خائن جانتی تہی اور خود خلیفہ ثانی کی عہد مین کس چیز کا دعوے کرنی گئی تہی چنانچہ
خلیفہ ثانی نی روایت صحیحین اعتراف کیا ہے اور جو شاہصاحب فرماتی ہین کہ روایت عایشہ و ابو بکر و
عمر کا اس مقام مین اعتبار نہین پس یہہ سچ کہا ہے لاکن روایت مرداں خالص الاعتقاد
اونکی کا بہی اس بات مین اعتبار نہین اور جو شاہصاحب نی روایت بخاری کی نقل کی ہے پس حسب
حسب تصریح شاہصاحب ابوبکر اور عایشہ کا اعتبار نہو تو بخاری کہ معاندان اہلبیت سے اور غلامان
خاص خلیفہ صاحب سی ہے کب قابل اعتماد کے ہی اگر کوئی کہی کہ حاکم اپنی علم پر حکم کر
سکتا ہے اور خلیفہ صاحب نی بہی اپنی علم پر حکم کیا اور یہہ جایز ہے پس جواب اسکا یہہ ہے کہ
بخاری نی کتاب الاحکام مین کہا ہے کہ قال اہل الحجاز الحاکم لا یقضی بعلمہ یعنی اہل
حجاز جائز نہین جانتی کہ قاضی اپنی علم سے فیصلہ کرے اور نیز بخاری نی اسی کتاب مین لکہا ہے
قال القاسم لا ینبغی للحاکم ان یقضی بعلمہ دون علم غیرہ مع ان علمہ اکثر من شہادۃ
غیرہ ولکن فیہ تعرض لتہمۃ نفسہ عند المسلمین وایقاعا لہم فی الظنون وقد کرہ
النبی الظن الا لبعض اہل عراق ابو حنیفہ کوفی اور اوسکی اتباع نی اگرچہ تجویز کیا ہے
کہ حاکم اپنی علم پر حکم کرے لاکن اونہون نی بہی شرط کیا ہے کہ علم اوس امر کا اوس مجلس
قضا مین حاصل ہو نہ پہلی اوسکی چنانچہ بخاری نی اوسی کتاب الاحکام مین تصریح کے
ہی علاوہ بران جس شخص نے کہ تجویز کیا ہی کہ حاکم اپنی علم پر حکم کرے تو اوسنی شرط
کیا ہی کہ خوف تہمت اور بدگمانی کا نہ رکہتا ہو چنانچہ بخاری نی کہا ہے باب من رای
القاضی ان یحکم بعلمہ فی امر الناس اذا لم یخف الظنون والتہمہ اور ابن حجر نی شرح اس مقام
مین بیچ فتح الباری کی لکہا ہی اما قولہ اذا لم یخف الظنون فقصد بہ قول من اجاز

للقاضی ان یقضی بعلمہ لان الذین منعوا ذلک مطلقًا اعتلوا بانہ غیر معصوم
یجوز ان یلحقہ التہمۃ اذا قضی بعلمہ ان یکون لصدیقہ علی عدوہ اور چونکہ ابو بکر اس
روایت میں متہم بجلب نفع تھا کیونکہ بموجب اقرار خلیفہ ثانی کے جناب امیر و جناب عباس اوسکو کاذب
غادر خائن جانتے تھے پس ابو بکر کو ہرگز اپنے علم پر حکم جائز نہ تھا علاوہ برآن بخاری نے اپنی صحیح میں
لکھا ہے کہ قال عمر ان اللہ بعث محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق وکان مما انزل علیہ الکتاب
ایۃ الرجم فقرأنا وعقلنا و وعینا ورجم رسول اللہ ورجمنا بعدہ فاخشی ان طال بالناس
زمان ان یقول قائل واللہ ما نجد ایۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہا
اللہ فالرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنا اور موطا مالک میں بعد اس روایت کے
مذکور ہے والذی نفسی بیدہ لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتہا انتہی
علاوہ برآن یہہ روایت تین جگہ مسند احمد حنبل میں مذکور ہے اور سیوطی نے اتقان میں اور
راغب نے محاضرات میں اخراج اسکا کیا ہی اور نیز بخاری نے اپنی صحیح میں اخراج کیا ہے —
قال عکرمہ قال عمر لعبد الرحمان بن عوف لو رایت رجلا علی حد زنا او سرقۃ وانت
امیر فقال شہادتک شہادۃ رجل من المسلمین قال صدقت قال عمر لولا ان
یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبت ایۃ الرجم بیدی خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ کہا خلیفہ ثانی
نے کہ مبعوث کیا خدا تعالی نے جناب رسول خدا کو ساتھہ حق کے اور نازل کیا اوپر قرآن اور منجملہ قرآن
آیہ رجم بھی تھی پس ہمنے پڑہا اوس آیت کو اور سمجھا اور رجم کیا خود جناب رسول خدا نے اور ہم بھی رجم
کرتے رہے پس میں ڈرتا ہوں کہ ایک زمانہ ایسا آوی کہ کہی کوئی کہ یہہ آیہ قرآن شریف میں نہیں
پس گمراہ ہوں بسبب ترک فریضہ کے کہ نازل کیا اوسکو خدا تعالی نے پس رجم بیچ کتاب خدا کے
ہی حق اوپر اوس شخص کے جو زنا کرے اور بنا بر روایت موطا کے قسم کہائی خلیفہ ثانی نے
اور کہا کہ اگر مجھی یہہ خوف نہو کہ لوگ یہہ کہیں گے کہ زیادہ کیا عمر نے کتاب خدا میں تو میں لکھتا
آیہ رجم اور ماحصل روایت بخاری کا یہہ ہے کہ کہا عمر نے کہ اگر خوف ہو مجھی لوگون کا
کہ کہیں گے کہ زیادہ کیا عمر نے کتاب پر تو لکھتا میں آیہ رجم اپنے ہاتہہ سے اور شہاب الدین ابن
احمد عسقلانی نے شرح صحیح میں لکھا ہے قولہ قال عمر قال المہلب استشہد
البخاری لقول عبد الرحمن بن عوف المذکور قبلہ بقول عمر ہذا انہ کانت
عندہ شہادۃ فی ایۃ الرجم انہا من القرآن فلم یلحقہا بنص المصحف بشہادتہ

وحدہ وافصح بالعلۃ فی ذلک بقولہ لولا ان یقال زاد عمر فی کتاب اللہ فاشار
الی ذلک من قطع الذرایع لیلا یجد حکام السوء السبیل الی ان یدعوا العلم لمن
احبوا الحاکم انتہی انتہی یعنی کہا ہی مہلب نے شرح بخاری کے اس قول عبد الرحمان بن عوف
کی جو مذکور ہوا سابق مین ساتھہ اس قول عمر کے کہ نزدیک اسکی تہی آیہ رجم منجملہ قران اور نہ داخل کیا
آیہ موصوف کو ساتھہ اکیلی اپنی گواہی کے اور بیان سے کے علت اسکی عمر نے ساتھہ اپنی قول کے
کہ اگر نہ کہا جای یہہ کہ زیادہ کیا عمر نے بیچ کتاب خدا کی پس اشارہ کیا طرف اسکی کہ تحقیق یہہ
امر موجب قطع ذرایع یعنی ہاتہہ کاٹ ڈالی ہین تاکہ نپاوین حکام جور رستہ طرف اس بات کے
کہ دعوی کرین علم کا واسطی اوس شخص کے کہ جسکو دوست رکہتی ہون حکم ایک شے کا انتہی
پس ابوبکر کو ہرگز خوف رواج ایسی ادعاے باطل کا بیچ نفی حکم میراث انبیا کے کہ منفرد ساتہہ
اوسکی تہا اخذ فدک اور غصب حق اہلبیت مین مانع ہوا حالانکہ ترک مین اسکی کوے عیب
تہا ولو کان صادقا فی ما عزاہ الی سید المرسلین لامکان الاستیہاب من المسلمین
وجہ ہاے موضوعیت روایت نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ جو ابوبکر نے رد دعوی
میراث مین پیش کی یہہ ہے کہ یہہ روایت مکذوبہ موضوعہ مختلفہ مخالف ہے بہت سے آیات
قرانی کے آیہ اولی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین یعنی وصیت
کرتا ہے تمکو خدا تعالی بیچ فرزندون تمہارے کے واسطی مرد کے مانند حصہ دو عورتون
کی ہے اور سابق گذر چکا ہے کہ خبر واحد مخصص آیہ شریفہ کے نہین ہو سکتی باجماع فریقین کے
آیہ ثانیہ وورث سلیمان داؤد اور ورثہ دیا سلیمان کو داود نے اور تفسیر کشاف و بیضاوی
و معالم التنزیل مین کہ بنا بر تصریح ابن تیمیہ کے اوسمین کوے روایت موضوع نہین ان تینون تفسیرون
مین موجود ہے واللفظ للاخر و قال الکلبی عن اسلیمان اہل دمشق ونصیبین فاصاب منہا
الف فرس وقال مقاتل ورث من ابیہ داود الف فرس اور جو شاہصاحب کہتی ہین
کہ حضرت داود کے باجماع اہل تاریخ وسیر اونیس بیٹی تہی الی آخر الاقرات پس جواب اسکا
یہہ ہے کہ جب تک دلیل وقوع اجماع پر قائم نہو جب تک دعوے لسانی مسموع نہین - اور
اجتک کسینی علما سے دعوے اجماع کا نہین کیا بلکہ ابن ابو الحدید وغیرہ نے یہی دعوے
کیا ہے کہ یہہ قصہ نقل ہوا ہے کتب یہود وغیرہ سے اور بعضی مسلمین نے بہی ایسا ہی کہا ہے
لہذا ایسا اجماع قابل قبول کے نہین اور یہہ جو شاہصاحب بیان کرتی ہین کہ بدلیل آیہ علمنا

منطق الطیر وراثت علمی مراد ہے پس جواب اسکا یہہ ہے کہ آیہ اولی مین وراثت مالی اور
اسمین علم بہی اور اشارہ ہے طرف اوسکی کہ دونو شرف اونکو حاصل تہی اسمین ہرگز کسیطرح کے
قباحت نہین بلکہ مفید ہمارے ہے آیہ ثالثہ یرثنی ویرث من آل یعقوب یعنی حضرت
ذکریا نے فرمایا کہ خداوندا مجہی عطا کر ایک فرزند کہ وارث ہو میرے مال کا اور وارث ہو بعض
آل یعقوب سے نبوت کا اور اکابر مفسرین اہل سنت نے اعتراف کیا ہی کہ یہان مراد وراثت
سی وراثت مالی ہے اور فخر رازی بڑا مفسر اونکا کہتا ہی کہ اگر وراثت مالیہ کو بہی اسمین ثابت
کرین تو اولے ہے چنانچہ بغوی نے معالم التنزیل مین کہا ہے قال الحسن معناہ یرثنی مالی
ویرث من آل یعقوب النبوۃ والحبورۃ اور تفسیر لباب مین عمر ابن عادل حنبلی نے لکہا ہے
واختلفوا فی المراد بالمیراث فقال ابن عباس والحسن والضحاک وراثۃ المال فی موضعین
وقال ابو صالح وراثۃ النبوۃ وقال السدی والمجاہد والشعبی یرثنی المال ویرث
من آل یعقوب النبوۃ اور فخر رازی نے تفسیر کبیر مین بعد نقل قول ابن عباس اور حسن اور
ضحاک اور نقل سدی ومجاہد وشعبی کہ اونکے نزدیک مقصود وراثت سے وراثت مالیہ ہے اور
بقول مجاہد کے وراثت نبوۃ اور بعد نقل دلایل اونکی لکہا ہے والاولی ان یحمل ذلک علی
کل ما فیہ نفع او صلاح فی الدین وذلک یتناول النبوۃ والعلم والسیرۃ الحسن و
المنصب النافع فی الدین والمال الصالح فان کل ہذہ الامور مما یجوز توفر
الدواعی علی بقائہا لیکون ذلک النفع دائما مستمرا پس ان عبارتسے معلوم ہوا کہ سدی
اور مجاہد اور شعبی اور ابن عباس اور حسن اور ضحاک کہ اکابر مفسرین اہلسنت سے ہین یرثنی
سے وراثت مالیہ مراد لیتے ہین اور فخر رازی بہی شمول مال کو اولی جانتا ہے
پس بشہادۃ اس جماعت کی بہی بطلان خبر موضوع ثابت ہوا الحمد للہ علی ذلک اب
جتنے اعتراض شیعہ پر وارد کئے ہین اوسکا جواب ان لوگون سے طلب کرین علاوہ بران جواب
مختصر یہہ ہے کہ حضرت ذکریا بسبب قرابت کی وارث مال بعض آل یعقوب کی تہی چنانچہ حرف
من تبعیضیہ کا اوسپر دال ہے اور فایدہ اس صفت وراثت کا یہہ ہے کہ دلالت کرے اوپر اس بات
کہ حضرت ذکریا ایسا ولی خدا تعالی سے چاہتے تہے کہ بعد وفات کے باقی رہے اگرچہ یہہ در
خواست رتبہ پذیرائی کو پہونچی اور سبب خوف کا یہہ تہا کہ بنو عم مال پر قابض ہون اور
مواضع غیر مرضیہ مین صرف کرین اور معاصی پر اقدام کی قوت حاصل ہو اگر یہہ معنی محال ہوتے

نو ابن عباس

تو ابن عباس و حسن بصرے وغیرہ جنکا نام پہلی لکہا گیا اس آیت کی یہہ تفسیر نکرتے بلکہ محال
عادے ہی کہ وراثت علم اور نبوت سی ذریں کیونکہ حکیم علی الاطلاق موافق اپنی مصلحت کے
جس شخص میں لیاقت نبوت کی دیکہتا ہے اوسکو نبی و رسول مقرر فرماتا ہی اسمین ورثے کے
کو کے وجہ نہین اور تمام مال کو پہلی اس واسطی نہ پایا کہ خدا تعالی سے ایسی ولی کے درخواست
کی تہی کہ وارث مال ہوا اور موجب تضاعف اجر کا ہو اور بقا اوسکا مدت دراز تک رہے
اور جو شاہ صاحب نی اسمقام مین کہا ہے کہ مراد یہان وراثت منصب ہے نہ وراثت مالی کہ شرار
بنی اسرائیل بعد حضرت ذکریا کے منصب نبوت پر مستولی ہو کی تبدیل و تحریف احکام الٰہی کے
کرین خوف اس سبب سی تہا جواب اسکا یہہ ہے واہ شاہ صاحب سبحان اللہ کیا عقل و دانش
ہی کیا کیا محقق پیدا ہوے ہین مقام غور ہے یعنی حضرت ذکریا کو یہہ خوف ہوا کہ بعد انکی
جو نبی مقرر ہوگا وہ ایسی ایسی امور منہی عنہ کریگا پس لازم آتا ہی کہ حضرت ذکریا نسبت جناب
باری کی زیادہ خیر خواہ خلایق ہون اور آگی ہی کوی ایسا نبی ہوا ہے کہ جسنی تبدیل و تحریف
شرایع ربانی کا کیا ہے یہہ ایسی ہے بات ہے کہ ایک گروہ دعا کرے کہ خداوندا ایک ایسا
نبی ہمارے اوپر مبعوث کر کہ عقل مند ہو اور نبوت ایسا کیا مرتبہ ہے کہ ہر شخص کو ملجاتی بلکہ حضرت
ذکریا کو علم بمصالح و حکم جناب باریتعالی حاصل تہا کہ میراث علم نبوت کی بدون اوسکی امداد و
اعانت کی ہر کس و ناکس کو نہین پہونچتی پس حضرت ذکریا کے طرف نسبت کرنا ایسی امر کا کہ وہ
گمان کرتی تہی طرف حق سبحانہ و تعالی کہ نبوت ایسی شخص کو دیوے کہ تبدیل احکام و شرایع
ربانی کا کرے محال ہے چنانچہ حسن بصرے نی کہ اس آیہ سے وراثت مال مراد لی ہی انہین
معنی سے استدلال کیا ہے چنانچہ ملا علی قارے نی شرح مشکوہ مین کہا ہے و خالف الحسن
البصرے فی المسئلة العامة قال و ہذا الحکم مختص بنبینا لقولہ تعالی یرثنی و یرث من آل یعقوب
وقال ہ و انہ مال لا نبوة و الا لم یقل انی خفت الموالی من ورائی اذ لا یخاف علی
النبوة انتہی اور نیز فرمایا جناب باری عز اسمہ نے والوالارحام بعضہم اولی
ببعض **وجہ سیوم** موضوعیت روایت نحن معاشر الانبیاء الی آخرہ شہاب الدین
احمد ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ حرف ز ترجمہ زید بن حارثہ مجلد ثانی صفحہ ۴۹
مطبوعہ کلکتہ مین لکہا ہے کہ باپ و چچا زید کے حاضر خدمت رسولخدا آہوے اور زید کو حضرت
سی طلب کرنی لگی حضرت نی زید کو دو قبول مین مخیر کیا اوسنی اپنی باپ اور چچا سے کہا

کہ مین آنحضرت مین بہت سے اوصاف دیکھی ہین لہذا چھوڑ کر نجیا و نگا پس ابن حجر کہتا ہے
فلما رأى رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم ذلك اخرجه الى الحجر فقال اشهدوا
ان زیدا ابنی یرثنی وارثه فلما رأی ذلك ابوه وعمه طابت انفسهما وانصرفا ودعی
زید ابن محمد اور یہہ لکہتا ہی وقد ذکر ابن اسحاق قصته مجیٔ حارثه والد زید فی طلبه
یعنی اور پہلی روایت ہشام بن محمد بن السایب الکلبی سے نقل کے ہی ترجمہ یہہ ہے کہ ہرگاہ دیکہا
جناب رسولخدا نے زید سی یہہ امر یعنی نبہانا اوسکا ساتہہ اپنی والدین کے تو لیگئی حضرت اوسکو طرف
حجر اسمعیل کے اور فرمایا کہ گواہ رہو کہ زید بیٹا میرا ہے وارث ہوگا میرا یہہ اور وارث ہونگا
مین اوسکا جب دیکہا باپ اور چچا زید نے یہہ حال بہت خوش ہوے اور اپنی وطن کو واپس گئے
پس مشہور ہوا زید ابن محمد اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے قصہ الی حارثہ کا طلب مین زید کے
اسطرح سے پس ظاہر ہے کہ یہان ورثت علمی مقصود نہین والا زید کو جناب رسولخدا پر بہی ترجیح
لازم آئی کہ ورثہ علم کا اوس سے پائین اور وراثت نبوت بہی مراد نہین کہ حضرت خاتم الانبیاء
ہین تو لامحالہ ورثت مالی مراد ہوگے اور یہہ بہی محال ہے کہ جناب رسولخدا کوئی کلمہ خلاف شرع
اپنی زبان سے ارشاد کرین اگرچہ قبل بعثت ظاہر سے کی ہووے اس سے صاف موضوعیت
روایت کلبی کے عیان و آشکار ہوے کیونکہ حضرت کے زبان سے سنتا ہو اور ثہ لینا اور ورثہ دینا
اب جو خلیفہ صاحب نی جناب سیدہ کو ورثہ سی محروم کیا محض بسبب بغض و عناد کی تہا وجہ
چہارم احمد ابن حنبل نے اپنی مسند مین روایت کی ہے عن ابی الطفیل قال لما قبض
رسول الله صلی الله علیہ وسلم ارسلت فاطمه الى ابی بکر انت ورثت رسول الله ام
اهله قال فقال لا بل اهله قالت فاین سهم رسول الله قال فقال ابو بکر انی سمعت
رسول الله یقول ان الله اذا اطعم نبیا طعمة ثم قبضه جعلها للذی یقوم من بعده
انتهی موضع الحاجة یعنی بہیجا جناب سیدہ نی کسیکو پاس ابو بکر کے اور کہا کہ تو وارث ہے
جناب رسولخدا کا یا اہل اونکے کہا ابو بکر نے کہ مین وارث رسولخدا کا نہین ہون بلکہ اہل اون
وارث ہین پس فرمایا جناب سیدہ نی کہ کہان ہی حصہ رسولخدا کا کہا ابو بکر نے کہ سنا مین جناب
رسولخدا سے کہ کہتی تہی کہ تحقیق خدا تعالی جب دیوی پیغمبر کو طعمہ پس انتقال کری وہ بہی اس
جہان سے اوس طعمہ کو کر دیتا ہی واسطی اوس شخص کے جو قائم مقام اوسکا ہو الی آخرہ اور
علما نے بہی اس حدیث کا اخراج کیا ہے چنانچہ ابو داود نی اپنی سنن مین اور ابو یعلی نے

اور ابن جریر

اور ابن جریر نے اور بیہقی نے اور ملا متقی نے کنز العمال میں اور محب طبری نے ریاض النضرہ میں بعینہ یہی روایت کی ہے اور ابن سمان نے کتاب الموافقہ میں قریب اسکی ایک حدیث روایت کی ہے اور خواجہ پارسا نے فصل الخطاب میں اور یہہ سب معتمد عالم اہلسنت کی ہین پس ثابت ہوا اس حدیث سے کہ وارث جناب رسولخدا کی اہلبیت اونکی تھی الحمد للہ کہ اس سے کذب روایت نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقہ کا واضح و آشکار ہوا اور اخیر اس روایت کی خود ابوبکر نے کہا فہو بیت ان اردہ علی المسلمین اس سے صاف ظاہر ہے کہ اپنی راے و ظن سے فدک کو حق مسلمانونکا ٹھرایا ورنہ حکم صریح اس باب مین جناب رسولخدا سے خود ابوبکر کو معلوم نہین ہوا — اور جناب اخ محترم حاج الحرمین الشریفین مولوی السید شریف حسین زاد مجدہم الشریف نے رسالہ طعن العوالی علی غاصب الفدک والعوالی مقام اثبات موضوعیت روایت نحن معاشر الانبیاء لا نورث مین جو ابوبکر نے رد دعوے میراث مین پیش کی تھی لکھا ہے اوسمین سے یہان پانچ وجہین واسطے توضیح اور تصریح ہمقام کی بعینہ نقل کے جاتین ہین **وجہ اول** آنکہ اہلسنت با آنکہ خود راوی اند کہ جناب پور ابو قحافہ با دعاے استماع این خبر صیانت خود از شناعہ ایذاے کہ بجناب سیدہ نساء عالمیان رسانیدہ اند نمودہ اند روایت میکنند کہ حضرت سلیمان علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام ہزار اسپ از میراث پدر یافتند کما فی تفسیری الکشاف والبیضاوی فی تفسیر قولہ تعالی اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد ونیز در تفسیر آیہ ویرثنی ویرث من آل یعقوب از ثقات مفسرین مراد از میراث میراث مالی گرفتہ کما یجی بالتفصیل بعون الملک الجمیل الجلیل **وجہ دوم** فضل المتاخرین شیخ عبد الحق ابن سیف الدین الترک المعروف بمحدث دہلوی در مدارج النبوۃ در قسم چہارم باب سوم در ضمن وصل کہ براے حیات انبیا نوشتہ صفحہ ۵۳۰ میگوید وصاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ است کہ مالی کہ ازان حضرت ماندہ ہم در ملک وباقی است چنانچہ در حالت حیات بود وانتقال نمیکند بملک ورثہ چنانچہ اموات را میباشد وامام الحرمین این قول را تصحیح نمودہ است وفرمود کہ این موافق سیرت صدیق است رضی اللہ عنہ در آنچہ آنحضرت از اموال گذاشتہ بود الی آخرہ در جذب القلوب الی دیار المحبوب در باب فضایل زیارت سید المرسلین در فصل از جملہ احادیثے کہ مثبت حیات آنحضرت است بعینہ این روایت را نقل کردہ لاکن اینقدر افزودہ کہ سبیل او آنست کہ بر اہل عیال و انفاق نمودہ شود بی اعتبار تملک کہ میراث را کنند واین را از خصایص آنحضرت شمردہ

انتہی و تنافی منقول با حدیث باب خفائی ندارد کہ لان مایکون ملکا لا یطلق علیہ لفظ الصدقۃ
وکذلک مایکون صدقۃ یخرج من کونہ ملکا وھذا ظاھر لاخفا فیہ فقط پس ہرگاہ
سبیل متروکات مصطفوی چنین قرار یافت کہ بر اہل و عیال رسول رب متعال انفاق
نمودہ شود پس لا اقل ثالث شیخین و اول خلفای بنی امیہ کہ فدک را بخویشاوندان حمید
خود مستغنی عن الوصف و البیان اعنی جناب مروان بسبب عنادی کہ داشتند در عہد دولت عہد
خود عطا فرمودند غصب مال نبوی کردہ اند وہم خلاف سیرۂ شیخین کہ مخالف شرط خلافت
ثالث بود بعمل آوردہ و ھذا انقض علی ھذا من سنۃ الراشدین التی یستفز المنتصب علی النار
اجمعین وجہ سوم ورثہ نبی مختار با وجود شدت افتقار ازین حکم مطلع نبودند اما عدم
اطلاع ازواج پس بعلت اینکہ محمد بن اسمعیل بخاری در صحیح خود در کتاب مغازی در باب حدیث
بنی نضیر صفحہ ۵۷۵ مطبوعہ دہلی از عروہ ابن زبیر روایت کردہ حیث قال انا سمعت عایشۃ زوج
النبی یقول ارسل ازواج النبی عثمان الی ابی بکر یسئلنہ کان ثمنھن مما افاء اللہ علی رسولہ
فکنت انا ارددھن الا تتقین اللہ الم تعلمن ان النبی یقول لا نورث ما ترکناہ صدقۃ انتہی
و این معنی نص است بر اینکہ باقی ازواج و عثمان که در ... بعد یقین از مضمون این حدیث مشتغلہ ہرگز
مطلع نبودند ... وصف علم بعدم استحقاق خود جبر اطمع در مال ما غیر کردند این شدید الحیل الیہ
بلکہ اینہا خود سفیر بودند کہ متروکات اینہا صدقہ نباشد طلب ثمن لایق شان شما نیست باقی ماند اطلاع
عایشہ اولا ما قبول نداریم کہ مخالف تصریحات قوم است کہ ابوبکر را درین حدیث منفرد میداند
کما یجیئ مفصلا ان شاء اللہ تعالی ثانیا اطلاع صدیقہ سینیان بعلتہ اطلاع صدیق الیشان است ثالثا
چہ عجب کہ جناب صدیقہ با بالحاح والد خود بسبب عنادی کہ با جناب سیدۂ نساء عالمیان
داشتہ در زبان شان شاید خود اینرا شنیدہ مرتکب این افترای فضیح واکذب صریح شدہ باشد
رابعا بقول شاہ صاحب کما مر انکار روایت عایشہ وغیرہ را درین باب اعتبار نیست
خامسا این ہمہ کہ گفتہ شد بطریق تنزل است ورنہ صدیقہ ہم ازین حدیث ہرگز اطلاع نداشت
بلکہ دعوی میراث میکرد چنانچہ عبد الحق محدث دہلوی در کتاب مدارج النبوۃ در قسم چارم در
باب سوم در ضمن وصل از جملہ آنچہ کہ ظاہر شد بعد از موت آنحضرت در صفحہ ۷۲۵ مطبوعہ دہلوی
گفتہ عایشہ نیز میگوید کہ طلبیدم بعد از وفات رسول اللہ میراث را از ترکہ وی کہ در خیبر و فدک و
صدقۂ او کہ در مدینہ داشت یعنی اموال بنی نضیر پس نداد ابوبکر بوی چیزی در جواب گفت چنانچہ

بفاطمه گفت و هم چنین از ازواج مطهرات دیگر انتهی بقدر الحاجة **پس** بحمد الله که ازین عبایر کالشمس فی
رابعة النهار هویدا و آشکار گردید که تمامی امهات مومنین و باقی ذریۀ حبیب رب العالمین از مضمون
این حدیث مکذوب و محرومی خود از وراثت جناب رسالت هرگز مطلع نبودند **ایضاً** این عدم اطلاع
منافی است با عموم آیه وانذر عشیرتک الاقربین و با خصوص حدیثی که اخراج کرده است آنرا ابوداود
سجستانی صاحب صحیح در سنن خود در جلد ثانی کتاب الوصایا باب ما جاء فی کراهیة الاضرار فی الوصایة
صفحه ۳۸ مطبوعه دهلی ان رسول الله قال ان الرجل لیعمل والمرأة بطاعة الله ستین سنة ثم
یحضرهما الموت فیضاران فی الوصیة فیجب لهما النار انتهی **پس** بسیار مستبعد می نماید
که جناب آنحضرت وصیت نکنندگان را اینچنین وعید شدید انذار فرماید خود چه طور بران عمل نه نماید و وصیت
بورثه نکند افسوس که کار تسنین بجایی رسید که بسبب حمایت خلیفه خود نسبت اینچنین امور غیر مرضیه بجناب
اقدس نبوی میکنند شاید حقوق آنحضرت را بر طاق نسیان گذاشته از خوف بازپرس ایمن اند **بلکه**
تمذهبا بمذهبهم ما میگوییم که سبب وصیت نکردن جناب رسول لجد الورثه خود حدیثی است
که آنرا سجستانی مذکور در همان کتاب درباب ما جاء فی الوصیة للوارث در همان صفحه روایت
کرده ابا امامه قال سمعت رسول الله یقول ان الله اعطی کل ذی حق حقه فلا
وصیة للوارث انتهی **اما** عباس اگرچه از ورثه آنحضرت نبودند لکن چون حضرات سنیین حضرت
عباس را از ورثه می شمارند لهذا میگوییم که عباس و جناب امیر هم ازین امر مطلع نبودند بلکه بخصوص این
روایت هر دو بزرگوار باعتراف عمر شیخین را کاذب و غادر و خاین و آثم و فاجر میدانستند و
این مقدمه از غایت اشتهار حاجت بشرح و بیان ندارد که کتب کلامیه امامیه اثنا عشریه ایدهم
الله تعالی فی الدارین بجاه جد الحسن والحسین و کتب حدیث مخالفین خصوصا صحیحین قوم و
شرح آن از روایات این قصه مملو و مشحون است **و نیز** در بیان رساله نفاق الشیخین بحکم الصحیحین
بعد کشف تلبیسات فاضل رشید بمعرض تصنیف و تالیف رسیده بقالب طبع درآمده که فی
زماننا هذا در تمامی بلدان عراق و عجم و هند متداول و مشهور است کافی و بسند است من شاء التفصیل
فلیرجع الیه **اما عدم اطلاع** جناب مقدسه سیده سلام الله علیها و بنیها از اشهر مشهورات بلکه
از قبیل متواترات است چه در کتب فریقین از سیر و رجال و تفسیر و حدیث و کلام وغیره کتابی
نیست که دران دعوی جناب معصومه فدک را وراثةً یا هبةً مذکور نباشد اگر از صحت این حدیث بکری
مطلع باشند پس معاذ الله لازم می آید که بطمع فدک عمداً دعوی باطل و عزم انتحال حق غیر ساختند

باشند و یقین است که چنین معصیت عظیمه از حضرات مسنین لمتعصبین با وجود عداوتی که با ملا زمان
شان باقتضای اثر خلیفه خود دارند بجناب مقدسه معصومه نسبت نه دهند و اگر مثل عبد العلی وغیره کسی
نسبت ذنب کند قابل التفات نیست و با بهانه سر کلامی نداریم بلکه معامله شان را بفردای قیامت
سپرده ایم سیعلم الذین ظلموا الایه چون انهم دانستی پس محال است که حضرت بشیر نذیر
هیچکس را از ورثه و اقربای خود با مرے که متعلق بذوات شان باشد مطلع نفرمایند و شخص
اجنبی را آگاه کنند بخصیص که عموم آیه موصوفه مقتضی خصوص نداز این حضرات باشد لاسیما با مرکیه
عدم اطلاع آن موجب ترتب مفاسد عظیمه گردد که پاره جگر و دختر بجان برابر آنحضرت بر خلیفه در غضب
شود و هجرانش کند تا دم وفات تکلم با او نکند و بر جنازه خود حاضر شدنش گوارا ندارد کما هو
المذکور فی صحیح البخاری صفحه ۳۵۴ و اسماء بنت عمیس دختر آن خلیفه را نزدیک جنازه
جناب معصومه رفتن نه دهد کما فی جذب القلوب لمحدث الدهلوی بلکه عائشه نوبت این شکایت به
پدر خود رساند و پدرش بسبب ندامت خود مدا و دختر خود رسیدن نتواند کما هو فیه و همین
سبب بعض متعصبین جناب معصومه را منسوب بخطا کنند و بعض مدعیین اسلام این غضب را
بمقتضای بشریت دهند و شیعیان بیچاره که بناے دین خود بر اطاعت عترت طاهرین گذا
شته و رضاے و عدم رضای خود را منوط برضا و عدم رضای آنحضرت طیبین داشته اند بچنین
مغالطه عظیمه مبتلا شده صدیق را کاذب و غادر و غاصب و ظالم و مختلق الحدیث انگارند لا والله
لا والله ثم لا والله چنین اهمال از شان صحبت حق بر اهل زنا نشاے بعید است
چارم اینکه این خبر مخالف ثقلین است چرا که در کنز العمال علی متقی که متبویب جمع الجوامع
سیوطی شافعی است که فضایل سوسق زبای او از جبار الاخیار باید دید مذکور است عن ابی
جعفر قال جاءت فاطمه الی ابی بکر تطلب میراثها وجاء عباس ابن عبد المطلب یطلب
میراثه وجاء معهما علی فقال ابوبکر قال رسول الله لا نورث ما ترکناه صدقه فقال
علی وورث سلیمان داود وقال ذکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر
هو هکذا وانت والله تعلم مثل ما اعلم فقال علی هذا کتاب الله ینطق فسکتوا
وانصرفوا انتهی و محمد بن عمر واقد الاسلمی الواقدی المدنی القاضی که در حفظ و اتقان لا ثانی
شیخین است و خود شاه صاحب در تحفه و خواجه شان در صواقع بروایتش احتجاج نمایند و
بعض ائمه قوم آنرا ملقب امیر المومنین فی الحدیث ملقب مید هند و عبد الحق دهلوی در مدارج النبوة

در وقایع سال دہم در ذکر حجۃ الوداع در وصل متضمن حال منزل غدیر بر صفحہ ۹۰ مطبوعہ
دہلی ہمین واقدی را بسبب عدم اخراج حدیث غدیر با وصفیکہ جمعی کثیر از علمای مخالفین تصحیح آن
کردہ اند وخود عبد الحق ہم اعتراف بصحتش نمودہ بلکہ خلاف آنرا در ہمین مقام مردود دانستہ و
این عدم اخراج را مخل در صحت نہ پنداشتہ باین الفاظ ستودہ و روایت نکردہ اند آنرا از اہل
حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث طواف بلاد و سیر امصار کردہ اند مثل بخاری و مسلم و واقدی
انتہی بقدر الحاجۃ این روایت را کہ نقلا از کنز العمال شنیدی ہمین الفاظ بعینہا بطریق عباس
ابن عبد اللہ در کتاب خود اخراج نمودہ ومطابقت این مذکور با مدعا ظاہر کہ جناب امیر احد الثقلین
وقایل سلونی کما قال المسلم فی صحیحہ واحمد فی مسندہ انہ لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ صلعم
یقول سلونی الا علی ابن ابیطالب و مصداق انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وانا دار الحکمۃ
وعلی بابہا کہ آنرا صحیح وحسن دانستہ اند قاضی محمد شوکانی و علی متقی شاذلی و ابو عبد اللہ محمد
المعروف بحاکم نیشاپوری و محمد ابن جریر الطبری فی مہذب الآثار و مورد من اراد ان ینظر
الی آدم فی علمہ والی نوح فی تقواہ والی ابراہیم فی خلتہ والی موسی فی ہیبتہ
والی عیسی فی عبادتہ فلینظر الی علی ابن ابیطالب کما اعترف بہ التفتازانی فی شرح
المقاصد و مشرف بتشریف حدیثی کہ روایت کردہ است آنرا ابن مسعود ان رسول اللہ صلعم قال
قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علی التسعۃ اجزاء ولنا منہ جزء من جزء واحد
وعلی اعلم بالواحد منہم کما اوردہ میرزا محمد ابن معتمد البدخشی فی فصل الرابع
عشر من الباب الثالث من کتاب مفتاح النجا فی مناقب آل العبا من معجم الحافظ ابو الفتح
محمد ابن الحسین بن علی البروعی و من الحلیۃ لابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی
ومن تاریخ حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن محمود ابن النجار البغدادی وکسیکہ روایت
متفق علیہا فرمودہ لو کسرت لی الوسادۃ لا الخ وکسی کہ پور خطاب در حق او بارہا گفتہ باشد
لولا علی لہلک عمر و معضلۃ لا ابا الحسن لہا وکسی کہ در اسے او جلال سیوطی در اتقان در نوع
ثمانین گفتہ باشد فقد روی معمر عن وہب بن عبد اللہ عن ابی طفیل قال شہدت علیا یخطب
وہو یقول سلونی فواللہ لا تسئلونی عن شیء الا اخبرتکم وسلونی عن کتاب اللہ فواللہ
ما من آیۃ الا وانا اعلم ابلیل نزلت ام بنہار وام فی سہل ام جبل واخرج ابو نعیم فی
الحلیۃ عن ابن مسعود قال ان القران انزل علی سبعۃ احرف ما منہا حرف الا ولہ ظہر و بطن و

ان علی ابن ابیطالب عندہ منہ الظاہر والباطن وایضاً اخرج عن علی
قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم انزلت واین نزلت وان ربی وہب لی قلبا
عقولا ولسانا سئولا و کسیکہ مخالف و موالف بفضایل او معترف باشند و کسی کہ مدایح او
در دفاتر زمین و آسمان گنجایش نداشتہ باشد این حدیث را مخالف نص قرآنی میدانست و ہذا احادیث
الروایۃ العلویۃ بالتقلین چون این قدر ذہن نشین شد پس محال عادی و عقلی است کہ این
مصحف ناطق این حدیث را نشنیدہ باشد و اگر شنیدہ باشد جناب مقدسہ معصومہ را نہی از منکر
نفرماید و نیز برین تقدیر لازم میاید کہ جناب امیر در دعوی علم من آیہ الخ معاذ اللہ صادق نباشد
حالانکہ باجماع اہلسنت صادقست کما اعترف بہ الناصب فی . مبحث القدک من ہذا الکتاب چہ ناچار
در عموم کرے جاہل باشد از آیات ثلاثہ آنکہ در عموم و خصوص وراثت وارد اند قال اللہ تعالی
یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین و یرثنی و یرث من آل یعقوب و ورث
سلیمان داؤد و علاوہ برین ہرگاہ مساوات علم ساقی کوثر و فاتح خیبر و خیبر با علم حضرت
ابو البشر باعتراف مخالفین ثابت شد پس اگر جناب امیر از تفسیر این آیات جاہل باشد و ابو بکر
عالم لازم آید کہ علم او از علم حضرت آدم علیہ السلام ہم زیادہ باشد و حضرت آدم ہم از معنی انا
وکلا لکم وسدمن حجۃ و غیرہا الی ما عدہا لا یحصی جاہل باشد در صورت تفسیر آیہ قرآنی
وعلم آدم الاسماء کلہا مشکل خواہد افتاد ولا یقول بہ شقی کافر فقط عجب است انکہ جناب مقدسہ
معصومہ سلام اللہ علیہا را ہمہا کہ آیہ تطہیر بدان سے جمہور سے جار میسر ند کہ ائمہ معصومہ
و نزول این آیہ در شان اہلبیت از اشہر مشہور آنست قال البدخشی فی فصل الاول من الباب الثانی
من کتاب مفتاح النجا اخرج احمد عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالی انما یرید
اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا قال انہا نزلت فی
خمسۃ النبی و علی و فاطمہ و الحسن و الحسین علیہم السلام و اخرج مسلم عن عائشہ
رضی اللہ عنہا قالت خرج النبی غداۃ و علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن
ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ
ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا اقول
ہذا الحدیث جاء عن عائشہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہما الطرق کثیرہ صحاح و حسان و اخرج الترمذی
عن انس ان رسول اللہ کان یمر بباب فاطمہ اذا خرج الی الصلوۃ حین نزلت ہذہ

الآیۃ قریبا من ستۃ اشھر یقول الصلوۃ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا انتھی بقدر الحاجۃ وابو عیسی ترمذی درکتاب جو
درکتاب التفسیر تفسیر سورہ احزاب صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ دہلی این روایت را بطریق عمر ابن ابی سلمہ ربیب النبی
اخراج کردہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ علی النبی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت و یطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعا فاطمۃ وحسنا وحسینا فجللھم
بکساء و علی خلف ظھرہ فجللہ بکساء ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب
عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا نبی اللہ قال انت
علی مکانک وانت علی خیر انتھی بقدر الحاجۃ سوا اسکے ازین در بسیاری از کتب حدیث
اہل سنت نزول این آیہ مبارکہ درشان خمسہ مطہرہ مصرح و مذکور است ـ اور اقوی وجوہ موضوعیت
روایت بکریہ بھی یہہ ہی کہ کتاب مرات الزمان میں سبط ابن الجوزی کہ معتمدین اہلسنت سے ہے
اور توثیق اوسکی بزور پشور تمام کتاب استقصار الافحام میں ثابت کی گئی ہے لکھا ہی قال علی
ابن الحسین رضی اللہ عنھا جاءت فاطمۃ بنت رسول اللہ الی ابی بکر وھو علی المنبر
فقالت یا ابا بکر افی کتاب اللہ ان ترثک ابنتک ولا ارث ابی فاستعبر ابو بکر
باکیا ثم قال بابی انت ثم نزل فکتب لھا بفدک ودخل علیہ عمر فقال ما ھذا
فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ میراثھا من ابیھا قال فماذا تنفق علی المسلمین وقد
حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ یعنی آئیں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم طرف ابوبکر کے درحالیکہ وہ منبر پر تھا پس فرمایا جناب سیدہ نے کہ اے ابوبکر آیا
کتاب خدا جل جلالہ میں یہہ امر ہے کہ تیری بیٹی وارث ہو بعد تیرے اور مجھی میرے والد
بزرگوار کا ورثہ نملی جواب میں ابوبکر آنکھیں بھر لایا اور کہا کہ فدا ہوں آپ پر میری تم پر اور پھر منبر سے
اوتر آیا اور لکھدیا واسطے جناب سیدہ کی فدک کو اس اثنا میں عمر ابن الخطاب آیا اور پوچھا کہ کیا یہہ
ہی پس کہا ابوبکر نے کہ یہہ کتاب ہے جو لکھی ہے میں نے واسطی فاطمہ کے ہی متروکہ جناب
رسولخدا فدک کا یہہ سنکی عمر نے کہا کہ مسلمین کو کیا دے گا حالانکہ عرب نی فساد کر رکھا ہے
جیسا کہ دیکھتا ہی تو پس عمر نے کاغذ کو چاک کیا انتھی ترجمۃ اس روایت سے
بصراحت تمام ثابت ہے کہ ابوبکر نے اعتراف کیا ہی کہ میراث جناب رسولخدا کے جناب
سیدہ کو پہونچتی ہے اور جناب سیدہ مستحق فدک کے ہیں اور اس سی کذب و افترا روایت

نحن معاشر الانبیاء کالشمس فی رابعة النهار آشکار ہی اگرچہ وجوہ ابطال روایت بکریہ کے بکثرت ہین لاکن یہان اسی پر اکتفا کیا اب کوئی نافہم یہہ نہ کہی کہ ابوبکر کا اب قصور نہین ہے کہ اوسنی تو ہبہ فدک کا جناب سیدہ کو لکھدیا اور عمر نے اوسکو پہاڑ ڈالا اسواسطی کہ ابوبکر نے عمر کو کیون اسقدر جرئت دی تھی اور کیون اپنی حکم کو نافذ نکیا جیسی اور مقدمات مین کما لا یخفی علی ناظری کتب الکلام بحمد اللہ کہ جب ثبات متانت دعوی ہبہ و میراث سے فارغ ہوا تو مناسب معلوم ہوا کہ بعض تعصبات بعض متعصبین کے جو ہیہات کی دست و پا اور بی جواب ہوکے اونہون نی اپنی اپنی کتابون مین تحریر کی ہین لکھی جاوین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ جواب اسکا ظلم صریح کا سوای اخفای صدق و تجاوز عن الحق و نسبت عصیان بساحت علیا جناب معصومہ سلام اللہ علیہا اور کوئی نہین پس اکثر علما نی غضب جناب سیدہ کو بشریت پر محمول کیا ہی اگرچہ جواب اسکا سابقاً تحریر ہوا لاکن ظاہر ہے کہ ابوبکر معصوم نہ تہا پس اوسیکی قول کو محمول خطا پر کیون نہین کرلیتے اور صاف کیون نہین بیان کرتی کہ بمقتضا بشریت ابوبکر سے یہہ خطا ہوی اور فاضل متعصب عبد العلی ملقب بہ بحر العلوم اہلسنت نی کتاب فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مین بیچ بیان ابطال حجیت اجماع اہلبیت علیہم السلام کی منجملہ وجوہ عدم عصمت کی لکہا ہی و کذا یجوز علیہم الزلة وھی وقوعھم فی الذنب من غیر تعمد کما وقع من سیدة النساء من ھجرانھا خلیفة رسول اللہ حین منعھا فدک من جھة المیراث ترجمہ یعنی اسی طرح جایز ہے اہلبیت پر کہ مرتکب ہون گناہ کی بغیر تعمد کی چنانچہ سیدہ نساسی واقع ہوا کہ ہجران خلیفہ رسول کا کیا جسوقت کہ منع کیا اوس نی فدک سی من جھة المیراث انتہی سبحان اللہ کہ ابوبکر مخالفت نصوص قرانیہ و احکام نبویہ کرکے جناب سیدہ کو وارث سے محروم کرے اور حق اوس معصومہ کا غصب کری اور ایذا پہونچاوی اور مرتکب کسی صغیرہ اور کبیرہ کا نہو باوجودیکہ فرمایا ہی رسول خدا نی ان اللہ یغضب لغضب فاطمة و یرضی لرضاھا و من اذاھا فقد اذانی اور حضرت فاطمہ نی بسبب اسکی کہ موافق کتاب و سنت دعوی ہبہ و میراث فرمایا اور اپنا حق طلب کیا بمجرد طلب حق و آرزو کی ازغاصب ایسی ہو گئین کہ بزعم اس ناصبی بدگمان کی مرتکب عصیان کے ہوئین ان ھذا لشیء عجاب شعر مرا با ورنمی آید بروی اعتقاد ٭ حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن ٭ اور عجب یہہ ہی کہ سہو اور عمد مین اینکے اسنی فرق نہین کیا کیونکہ دعوی اپنی حق کا کرنا اور ادلہ کتاب سنت سی اوسپر نقل کرنا اور خطبہ طویلہ نہایت

فصاحت وبلاغت سی ذم غاصبین مین پڑہنا اور اثبات حق علی رؤس الاشہاد کرنا اور بسبب ظلم صریح اوسکی ناخوش ہونا اور تا آخر زندگی ، وہی حالت پر رہنا اور وصیت بعدم حضور ی غاصبین جنازہ پر کرنی یہہ سب امور کیونکر لاعن قصد ہوسکتی ہین ومن ادعی فعلیہ البیان اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے کہ بقول فضل رسول عثمانی بدایونی موجد تعصب اہلبیت دیار ہندیہ مین تہی اور بموجب قول شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ کی ایتی از آیات الٰہی ومعجزہ از معجزات رسالت پناہی یہی بزرگوار ہین عن ازالۃ الخلفا کہ مشاہیر کتب سی ہے تا نزاع ابوبکر مین کہتا ہے پس از ان صعب ترین اشکالات ان بود کہ حضرت فاطمۃ وحضرت عباس بظاہر عموم آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین متمسک شدہ میراث آنحضرت طلب کردند مشکل آنکہ اگر میراث دہند مخالف قاعدہ شرع باشد واگر ندہند ملال خاطر اہلبیت لازم آید حضرت صدیق درین باب حدیثی روایت کردہ کہ میراث بردن را از پیغامبر ولودن این قربے مملوک وی ہر مقدمہ را منع نمود وبا حضرت سیدہ وسایر اہلبیت بقدر ملاطفہ فرمود کہ جبر ونقصان آن از زد کے باشد انتہی بالفاظہ علیہ ما علیہ مقام تاسف یہہ ہے کہ بزعم فاسد اس ناصب کے اہلبیت کو ہرگز پاس شریعت غرا سے نہو وے کہ موافق شریعت کے عمل کرنے سی ناخوش ہون کہ جنکی واسطہ قران مین جناب باری عز اسمہ نے فرمایا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الایہ اور پیغمبر خدا جنکی واسطی ارشاد کرین انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی ابدًا کما فی صحیح المسلم وغیرہ من کتب الحدیث اون اہلبیت کیچ ہرگز پاس شریعت نہو اور اور اس بات کو چاہین کہ خلاف قاعدہ شرع ظہور مین آوے اور یہہ خلیفہ صاحب بڑے خیر خواہ اہل اسلام کے ہون اور بڑی نہایت پاسدار شریعت کے کرین فاعتبروا یا اولی الابصار علاوہ بران جب کوئی شخص خلاف شرع ناخوش ہو تو اوسکی ناخوش کرنے سے کیا باک ہے اور یہین سے ثابت ہوا کہ جواب غصب فدک کا بصورت حفظ ابوبکر اس طعن سے سوا سے اظہار نصب وعداوت اہلبیت علیہم السلام اور ممکن نہین ہی اعاذنا اللہ وسایر المؤمنین عن التفوہ بمثل ہذہ الکلمات فی اہلبیت السید المرسلین تنبیہ مخفی نرہے کہ مال دنیا سے ناپایدار نظر اہلبیت رسول مختار مین کچہ وقعت نہین رکہتا محض بیکار وبی اعتبار ہے بلکہ دعا جناب سیدہ کا ہبۃ ومیراثًا اور اتمام حجت غاصبین پر مجمع مہاجر وانصار مین اور مکالمہ وشہادت جناب امیر

اہیر و حسنین علیہم السلام و ام ایمن اور شدت اہتمام طلب فدک و عوالی مین و اسطے طمع مال دنیا سے بہ
مال کے ہرگز و اسطے نتہا بلکہ مقصود اصلی اس سے اظہار فسق و فجور و ظلم و جور و شقاوت و غوایت
غاصبین تہا تاکہ سب پر ظاہر ہو جاے کہ یہہ قوم ہرگز دین سے بہرہ نہین رکہتی اور ایسے بیباک ہین
کہ خدا اور رسول سے شرم ہے اور نہ مخلوق سے از زم کہ بمجرد رحلت جناب سید المرسلین صلی اللہ
علیہ و آلہ کے اونکے اولاد اور پارہ جگر سے ایسے مہملو کے اور بی مروتی سے کے اور
کتاب خدا کو پس پشت ڈالدیا اور وصیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو درباره عترت طاہرہ
کہ احد الثقلین ہین اور تا روز حشر ساتھ اونکی قرآن سے محال ہے بہول گئے اور اونکو ایذا
دیکی اپنے حکم ہین [illegible] اور اونکی تکذیب کی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ
یَّنْقَلِبُوْنَ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین
المعصومین رجعنا الی القصہ جناب شیخ مفید نے حضرت صادق سے روایت کی
ہی کہ حضرت رسول خدا نے خیبر کو فتح کیا اور [illegible] یہود کے سپرد کیا کہ نصف حاصل ادا
کرتے رہین جب وقت حاصل کا پہونچا تب آنحضرت نے عبد اللہ ابن رواحہ کو بہیجا اوسنی
تخمین زراعت وغیرہ کے کے بعد اوسکی آنحضرت نے یہود سے ارشاد کیا کہ اگر تمہارا جی
چاہے تو اس تخمین کو قبول کرو اور نصف حصہ ہمین دو ورنہ حصہ ہمارا تمہارے حوالے
کرینگے یہودیون نے یہہ سنکی کہا کہ ایسے ہی عدالتون سے زمین و آسمان قائم ہے قطب
راوندی نے لکہا ہے کہ جب رسول خدا نے قصد خیبر کا کیا تو یہودان خیبر نے چار ہزار نفر قبیلہ غطفان
سے کہ حلفا اونکی تہی واسطے اپنے مدد کے طلب کئے جب وہ قریب خیبر کے پہونچے تو کسینے ندا دی
کہ واپس جاو اپنی بلاد کو کہ دشمن تمہارے سر پر آپہونچا سب پہر گئے جب وہان پہونچے تو ظاہر ہوا
کہ کوئی دشمن نہین تب معلوم کیا کہ یہہ آواز خدا کیطرف سے تہی اور وقت مراجعت خیبر سے معجزہ
عجیب آپ ظاہر ہوا جو سابق لکہا گیا ہے اور نیز زینب بنت حارث یہودیہ ایک دست گوسفند بریان
کرکے زہر ملا کے حضرت کے روبرو لائی اور اوسنی کلام کیا چنانچہ سابقاً مذکور ہوا اور اس مین سے
ایک لقمہ کہا کے بشر بن براء شہید ہوا ۔ تفسیر امام مین مذکور ہے کہ بروز فتح خیبر خبر قدوم جعفر ابن ابیطالب
حضرت کو پہونچی حضرت نے ارشاد کیا کہ کس نعمت کی خوشی زیادہ کرون فتح خیبر کے یا قدوم
جعفر کے اس عرصہ مین حضرت جعفر روبرو آئی پس حضرت اوٹہہ کہڑے ہوئے اور بارہ قدم
پیش وائی کے اور بغل گیر ہوئی اور پیشانی کے بوسی لئے اور فرمایا کہ اے جعفر تو جانتا ہے

حاشیہ یہ ہین بیان ... شیخ صدوق ... [illegible]

حاشیہ حضرت ... [illegible]

تجھکو کچھ عطا کرون اور حضرت اس فقرہ کو تکرار فرماتی تہی تا اینکہ دنیا طلبون سے نے گمان کیا کہ مال کثیر یا کوئی
ولایت حضرت جعفر کے عطا کرینگی لہذا سب نی گردنین بلند کین تب حضرت سے نے فرمایا کہ مین ایک نماز
تجھکو تعلیم کرتا ہون جب تو اوس نماز کو ادا کرے تو گناہ تیرے بخشی جائین اور مداومت اوسکی
بہتر ہو دنیا و ما فیہا سے اور جو کوئے اوسکو پڑہے تو اوسمین شریک ہو پس نماز جعفر طیار کہ
مشہور و معروف ہے تعلیم فرمائے اور بروایت شیخ الطایفہ حضرت جعفر کچھ تحف و ہدایا از قسم
ثیاب و عطریات واسطی آنحضرت کے لائی حضرت نی منجملہ اونکی ایک قطیفہ دیکھی فرمایا کہ یہہ قطیفہ مین ایسے
شخص کو عطا کرونگا کہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہو اور خدا و رسول بہی اوسی دوست رکہتی ہون پہر فرمایا
کہ علی کہان ہے عمار یاسر نی جناب امیر کو حاضر کیا تو جناب رسول خدا نے وہ قطیفہ عطا کیا جب جناب
امیر ہمرکاب حضرت رسولخدا کے محل مدینہ ہوئی اول جانب بقیع تشریف لیگئے کہ بازار مدینہ کا
پہلی وہان تہا قطیفہ کو حوالی زر گروں کے کیا کہ تارہا سے طلائی جدا کرین ہزار مثقال طلا
اوس سے جمع ہوا وہ سونا فروخت کرکے روپیہ اوسکا فقرائے مہاجر و انصار پر تقسیم کیا جب
دولتسرا کے طرف مراجعت کے تو پاس کچھ نتہا دوسرے دن جب جناب رسولخدا کے خدمت مین
حاضر ہوئے تب حضرت نی فرمایا کہ یا علی کل ہزار مثقال طلا تمکو ملا ہے آج مین مع مقداد و سلمان و ابوذر
و عمار و حذیفہ تمہارا مہمان ہونگا جناب امیر جواب مین انکار نکرسکی اور فرمایا کہ مین حاضر ہون تشریف
لائیی حذیفہ کہتی ہین کہ حضرت امیر گہر مین تشریف لیگئے اور ایک خوان مشتمل انواع اطعمہ کہ رائحہ
مشک و زعفران اوس سے بلند ہوتے تہی اوٹہا کی لائی اور روبرو حضرت کی رکھ دیا ہم سب نے
اوسمین سے کہایا ہرگز کم ہوا لعبد تناول طعام حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ جناب سیدہ کے
پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے فاطمہ یہہ کہانا تمہارے واسطی کہانسے آیا ہے جناب
سیدہ نے عرض کی کہ جناب خدا یتعالے سے ہے وانہ یرزق من یشاء بغیر حساب پس رسولخدا
گریان با چشم تر تشریف لائی اور فرماتے تہے الحمد للہ کہ نہین انتقال کیا مینی اس دنیا سے مگر یہہ کہ دیکھا
مینی واسطے اپنے بیٹے کے وہ ہے مرتبہ جیسا دیکھا زکریا نے واسطے مریم کے ابن الاسلام نے
روایت کے ہے کہ جناب امیر کو گرمی اور سردی تکلیف نہین دیتے تہے لہذا کبھی گرمی مین
جبہ دار کپڑے پہن لیتے تہے اور کبھی سردیون مین باریک راوی کہتا ہے کہ مینے اپنے باپ
سی پوچھا سبب اسکا کیا تہا اوسنے کہا کہ مینی جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا تہا حضرت نی ارشاد کیا
کہ رسولخدا نے روز جنگ خیبر میرے واسطے دعا کی کہ خداوندا بچا علی ابن ابیطالب کو گرمی اور سردی کے

تکلیف سے اوس دن سے مجکو گرمے کی تکلیف ہے نہ سردی سے اذیت ہی مترجم کہتا ہے
کہ روایت خیبرہ کنز العمال مین دلایل النبوۃ بیہقی وغیرہ سے منقول ہے **بیان غزوہ
عمرہ قضا** و تحریر نامجات بنام عظمای دیار و امصار وغیرہ و وقایع تا غزوہ موتہ علی بن ابراہیم نے روایت
کی ہے کہ جب جناب رسولخدا خیبر سے مراجعت فرما کے رونق بخش مدینہ ہوئے تو اسامہ بن زید کو
معہ لشکر قلیل جانب بعض بلاد یہود جو نواح فدک مین واقع تہی روانہ کیا تہا کہ اونکو دعوت طرف اسلام کے
کرے شیخ طبرسی نے نقل کیا ہی کہ بعد سال حدیبیہ سال ہفتم ہجری مین جناب رسولخدا ماہ ذیقعدہ
مین معہ اصحاب متوجہ مکہ ہوئے اور تین دن وہان مقام کیا اور اعمال عمرہ بجا لائی اور جانب مدینہ مراجعت
فرمائی محمد ابن شہاب زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت نی جعفر ابن ابیطالب کو اول روانہ مکہ کیا کہ واسطی
حضرت کی میمونہ بنت الحارث کا خطبہ کری پس میمونہ نے عباس بن عبد المطلب کہ شوہر ام الفضل اوسکی
بہن کے تہی اپنا وکیل مقرر کیا اور حضرت کا نکاح ہوا منقول ہے کہ جب حضرت داخل مکہ ہوئے تو مشرکان
قریش نی شہر کو واسطی حضرت کی چہوڑ دیا اور خود پہاڑون پر چڑہ گئی دور سی دیکہتی تہی تب حضرت نی فرمایا
کہ سعی مین دوش برہنہ ہرولہ کرین کہ رعب کفار پر غالب ہو پس ایسا ہی عمل مین لائی عبد اللہ ابن
رواحہ روبرو حضرت کی رجز پڑہتا تہا حضرت حمزہ ابن عبد المطلب کے بیٹی سے نے درخواست کی کہ مجکو اپنی
ساتھہ مدینہ کو لیچلو جناب حضرت اونکو ساتھہ لائی ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین چہہ خط مصحوب چہہ اصحاب کے
طرف سلاطین کے روانہ کئی ٭ یعنی حاطب بن بلتعہ طرف مقوقس کے ٭ اور دحیہ کلبی طرف قیصر روم
کی ٭ اور عبد اللہ ابن حذافہ کو طرف کسری کے ٭ اور عمرو بن امیہ کو طرف نجاشی کے ٭ اور شجاع بن وہب کو طرف
حارث ابن ابی شمر کی ٭ اور سلیط ابن عامری کو طرف ہوذہ بن علی حنفی کی ٭ غرض کہ جب نامہ
مقوقس کے پاس پہونچا تب اوسنی نامی کے بوسی لئے اور جواب لکہا کہ مین جانتا ہون کہ ایک پیغمبر
مبعوث ہونی والا ہی اور مینی آپکی نامہ کا عزت و احترام کیا اور ہدیہ چار کنیزین حضرت کی واسطی بہیجین
منجملہ اوسکی ایک ماریہ قبطیہ تہی اور ایک دراز گوش کہ اوسکو عفیرہ کہتی تہی اور ایک استر بہیجا کہ اوسکو دلدل
کہتی ہین مگر اسلام نہ لایا حضرت نی ہدایا کو قبول کیا اور فرمایا کہ اوسنی حسرت کی واسطی بادشاہی کے
جسکو بقا نہین ہے اور دولت اسلام سے محروم رہا پس حال کسری کا اسطرح پر ہے کہ ایکدن صبحکو غمگین
اٹہا علما نے سبب اندوہ دریافت کیا اوسنی کہا کہ مینی خواب مین دیکہا ہے کہ بادشاہ مختون نکلا
ظاہر ہوا ہے علما نی کہا کہ اگر مملکت فساد کا نسبت یہود کے ہی تو وہ جماعت تیرے زیر حکم ہے
اگر تیرا حکم ہو تو قتل کرین اسی اثنا مین ایک نامہ بر حاکم بصرے کی جانب سے معہ ایک شخص عرب کے

ہو سکا اور وہ شخص با ... بہت سے امور عجیبہ سے جو اوسکی ولادت مین ظاہر ہوئے ہین خبر دیتا ہے بادشاہ روم
نے معرفت ترجمان کے استفسار کیا کہ کیا امر حادثہ آجکل پیش آیا ہے عرب نے کہا کہ ہمارے ملک مین
ایک شخص ظاہر ہوے ہین اور وہ دعوے پیغمبری کرتے ہین اور ایک گروہ نے متابعت اونکی اختیار کی ہے
اور ایک جماعت مخالف اونکی ہے باہم اونمین شعلہاے جدال و قتال مشتعل ہین پھر بحکم شاہ کے
اوس مرد عرب کا جب تفحص ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص مختون ہے ہرقل نے کہا اثر میری خواب کا ظاہر
ہوا بعد اوسکے سرلشکر فوج کو حکم دیا کہ ملک شام مین کوئی ہم قوم جناب رسولخدا کا تلاش کرے بعد تلاش
دستیاب ابوسفیان کو کہ بضرورت ملک شام مین گیا تھا حاضر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے
وہ کہتے ہین کہ مینے ابوسفیان سے اس قصہ کو دریافت کیا اوسنے کہا کہ جب مینے پیغمبر خدا سے صلح
کی تو مین مع ایک جماعت قریش کے ملک شام مین گیا تھا ہی راہ مین شاہ روم کے سوارون نے گرفتار
کیا اور ہمکو روبرو اپنے ملک کے حاضر کیا تب شاہ روم نے معرفت ترجمان کے مجھسے پوچھا کہ کون شخص
عرب تم مین سے از روے نسب کے جناب رسولخدا سے قریب ہے ابوسفیان نے کہا مین ہون
پھر اوسنے مجھکو اپنے قریب بلایا اور کہا کہ نسبت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ جو تجھسے پوچھا جاوے سچ سچ
بیان کر ابوسفیان کہتا ہے کہ اگر مجھے شرم اس بات کے نہوتے کہ میرا جھوٹ جلد ظاہر ہو جائیگا تو سب
باتین جھوٹ جھوٹ بیان کرتا غرض ہرقل نے کہا کہ نسب اوسکا تم لوگونمین کیسا ہے مینے کہا کہ نسب بزرگ
رکھتا ہے اور تمام عرب سے نجیب ہے پھر کہا کہ آبا اور اجداد اوسکے سب ہی مدعی نبوت کے ہوئے
تھے یا نہین مینے کہا نہین پھر ہرقل نے پوچھا کہ آبا اوسکے بزرگون مین کوئی بادشاہ ہوا ہے مینے
کہا نہین پھر اوسنے کہا کہ آیا اقویاے قوم اوسکی پیروی کرتے ہین مینے کہا بلکہ ضعفا اوسنے کہا کہ آیا روز بروز
اتباع اوسکے زیادہ ہوتے ہین یا کم مینے کہا کہ زیادہ ہوتے ہین اوسنے کہا کہ کوئی اونکے دین مین داخل
ہوکے پشیمان ہوتی ہین یا نہین مینے کہا کہ نہین اوسنے کہا کہ آیا قبل دعوی نبوت اونکو لوگ متہم بدروغ کرتے تھے
مین نے کہا کہ ہرگز نہین اوسنے کہا کہ کوئی اوسکا مکر تمہارے اوپر ظاہر ہوا ہے یا نہین مین نے کہا کہ آجتک کوئی
مکر ظاہر نہین ہوا اب اوس سے صلح کی ہے دیکھئے کیا ظہور مین آتا ہے اوسنے کہا کہ تم مین اور اوسمین جو لڑائیان
ہوتی ہین کون غالب آتا ہے مینے کہا کبھی وہ کبھی ہم اوسنے کہا کہ تمکو کس بات پر تکلیف کرتے ہین
مینے کہا کہ کہتا ہے کہ خدا کے عبادت کرو اور کسیکو اوسکا شریک نجانو اور آبا کے تقلید سے ہاتھ اوٹھاؤ
اور ہمکو کہتے ہین کہ نماز پڑھو صدقہ دو عفت اختیار کرو اور صلہ رحم بجالاؤ پھر ہرقل نے کہا کہ مینے حال
نسب کا اوسکے دریافت کیا کہ پیغمبر اپنی قوم مین صاحب نسب شریف ہوتا ہے اور تقلید آبا سے مدعی نہین

نہین ہوتا اور بادشاہی اپنے آبا کی طلب نہین کرتا اور حال جہوٹ بولنی کا اوس سے بہی دریافت کیا کہ جو شخص
مخلوق کے دروغگوئی نکرے وہ بہ نسبت خالق کسطرح جہوٹ بولیگا اور ضعفا اور فقرا اونکا مطیع
انبیار کی رہی ہین اور بادنی الضار موجب استقرار امر شریعت ہے اور نہ پشیمان ہونا کسیکا بسبب حقیقت دین
حق کے ہے اور پیغمبر کبہی مکر نہین کرتا اور انبیا کرتے ہین نیکیونکا اور منع کرتے ہین بدیون سے
پس اگر تو یہہ سب باتین راست راست بیان کرتا ہے تو عنقریب وہ مالک اس زمین کے
ہوگی جہان مین بیٹہا ہون اور مین جانتا تہا کہ ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے لاکن یہہ گمان نتہا
کہ عرب مین ہوگا اور مین اگر اونکی پاس ہوتا اونکی پانو دہوتا پہر اوسنی وہ نامہ طلب کیا جو حضرت نی
حاکم بصرے کی نام لکہا تہا اور دحیہ کلبی کے ہاتہہ بہیجا تہا اور اوس خط کو پڑہا اور حضرت نے یہہ
لکہا تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ خط محمد ابن عبد اللہ رسول خدا ؐ اور اوسکی بندہ کی
طرف ہے بنام ہرقل بزرگ روم کے اور سلام خدا اوپر اوس شخص کے جو متابعت کرے ہدایت کی

اما بعد پس جان تو کہ مین تجہی دعوت کرتا ہون طرف اسلام کے پس مسلمان ہو تا کہ سالم ہو عذاب
دنیا اور عقبی سے اور انقیاد امر الٰہی کو تا کہ تیرے اجر کو مضاعف کرے اگر قبول نکرے گا تو اسلام
کو تو جو لوگ تیرے رعایا سے اسلام نہ لائین کے اوسکا گناہ بہی تیرے ذمہ ہوگا اور خبر مین
یہہ آیہ شریفہ لکہی تہی یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَا نَعْبُدُوا
اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ابوسفیان کہتا ہی کہ جب نامہ اوسنی پڑہا تو حضار مجلس کے آوازین
بلند ہوئین اور نزاع واقع ہوئی تب ہمکو نکال دیا قطب راوندی نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ جب قیصر نے نامہ عنبرین شمامہ جناب رسول خدا ؐ کو پڑہا تو اسقف کو کہ عالم مشہور تہا طلب کیا اور خط اوسکو
دکہلایا اسقف نی کہا کہ یہہ وہ پیغمبر ہے کہ جسکی بشارت حضرت عیسی ابن مریم ہمین دی گئے ہین اور ہم
منتظر اونکی قدوم کی ہین اور مین تصدیق اونکی کرونگا قیصر نے کہا کہ اگر مین اونکی متابعت کرون تو سلطنت
میرے زایل ہوگی بعد اوسکی اوسنی چاہا کہ اپنی اسلام کا ظاہر کرے تو رعایا جمع ہوئے اور قصد
اوسکی قتل کا کیا اوسوقت اسقف نی دحیہ سے کہا کہ جب تو حضرت کی خدمت مین حاضر ہو میرا اسلام کہیو
اور عرض کیجیو کہ مینی گواہی دی ہے وحدانیت خدا و نبوت محمد مصطفی ؐ اور عوام نے میری نصیحت نہ سنی
پس دحیہ جانب مدینہ روانہ ہوئے اور اسقف بدرجہ رفیعہ شہادت فایز ہوا اور ایک شخص غسانی کو
ہرقل نے جانب مدینہ روانہ کیا کہ دریافت کرے کہ حضرت کس فرش پر بیٹہی ہین اور جانب راست اونکی

کون ہے اور مہر نبوت اپنی آنکھون سے مشاہدہ کری جب وہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت زمین پر بیٹھی تہی
اور جانب رہبت اونکی خواب آمیز تہی غسانی مہر نبوت کا دیکھنا بہول گیا حضرت نی باعجاز اوسکو آگاہ کیا اور وہ
مہر نبوت کی زیارت سے مشرف ہوا اور واپس آکر ہرقل سے کیفیت واقعہ بیان کی ہرقل نے کہا کہ وہی
پیغمبر ہے جسکی بشارت حضرت عیسی نی دی ہے اور علامت اونکی یہہ ہے کہ ناقہ پر سوار ہوگا پس متابعت
اوسکی کرو وہ حرص سلطنت نہ چھوڑ سکا اور حال کسرے کا یہہ ہے کہ نامہ حضرت کا اوسکی پاس پہونچا تو
اوسنی نامہ کو چاک کیا پس حضرت نی اوسکی حق مین نفرین کی کہ ملک اوسکا جلد ہاتھ سے نکل گیا
تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ جب نامہ حضرت کا کہ مضمون اوسکا قریب نامہ اول کے تہا پڑہا تو بہت
ناخوش ہوا اور کہا میرے رعایا ہوکے ایسا نامہ لکہا جسمین اپنا نام میرے نام سے مقدم کیا
ہے ایک روایت مین ہے کہ ایک مشت خاک حضرت کے واسطے بہیجی پس حضرت نے ارشاد کیا
کہ امت میرے جلد مالک اس زمین کے ہوگے اور ایک خط بنام باذان عامل یمن کے بہیجا اوسمین درج
کیا کہ دو شخص جانب حجاز روانہ کرے تاکہ جسنی دعوی نبوت کیا ہے اوسکو گرفتار کرکے میرے پاس
لائین پر وہ بہتر اوس سے کہین کہ دعوے نبوت سے ہاتھ اوٹہاوے ورنہ لشکر جرار مامور ہوگا کہ ملک کو
خراب کرے تب باذان نی یہہ خبر جلد کو دو رسیتی فیروز کو روانہ کیا کہ پیغام پہونچا دین کہ ملک فارس نے
تمکو طلب کیا ہے اور نیز یہہ سے کہا کہ حالات اونکی بخوبی دریافت کری جب وہ مدینہ مین پہونچی اور حضرت
کی خدمت مین حاضر ہوے اور تمام حال بیان کر کے عرض کیا کہ اگر آپ وہان کا جانا منظور کرین تو ہم شفاعت
آپکی کر سکتی ہین والا افواج اونکی ملک مین آ پہنچیگی جب یہہ دونو حاضر خدمت ہوئی تو لبین موچہون کی
داڑہین اونکی کم اور موچہین بڑہی ہوے تہین حضرت کو نہایت ناگوار ہوا اور فرمایا کہ کسنی امر کیا ہے
تمکو کہ ایسی صورتین بناؤ اونہون نی کہا کہ کسرے نی حضرت نی ارشاد کیا کہ خداب باری عز اسمہ کا حکم یہی کہ
ریش زیادہ ہو اور موچہین ہون پہر فرمایا حضرت نی کہ کل پہر حاضر ہونا جب دوسرے دن حاضر ہوئی فرمایا
جناب رسولخدا نے کہ کل کے رات کسرے مقتول ہوا اور خداوند عالم نے شیرویہ اوسکی بیٹی کو اوسپر
مسلط کیا کہ اوسنی شکم کسرے کا چاک کیا اب تم یہانسی جاؤ اور باذان کو خبر کرو کہ شریعت میری منتہائے
زمین تک پہونچیگی اور ملک کسرے و قیصر میرے امت کے تصرف مین آئیگا اور یہہ بہی کہا کہ اگر وہ
مشرف باسلام ہو تو حکومت یمن اوسیکی نام رہیگی جب یمن مین آئی تو باذان سے کیفیت بیان کی
اور کہا کہ باوجودیکہ گرد اونکی فقرا و مساکین کا مجمع تہا لاکن ہمپر ایسا رعب غالب ہوا کہ
کبہی کسی بادشاہ سے مشاہدہ نہین کیا باذان نے کہا کہ سلطنت اور رسالت مین فرق ہے

اوب ہم صبر کرتے ہین تاکہ صدق و کذب خبر کا ظاہر ہو بعد چند روز کے نامہ شیرویہ پسر خسرو کا
قتل کسریٰ سے پہونچا اور اوسمین یہہ بہی لکہا تہا کہ کسریٰ نے جس شخص کے گرفتار کرنے کا قصد
کیا تہا اوسسے متعرض نہونا سیسر بازان معہ گروہ فارسیون کے جو اوسکی پاس تہا مشرف باسلام
ہوا — اور ابن شہر آشوب نی روایت کی ہے کہ خدا تعالے نی ایک ملک کو حکم کیا کہ خلوت
مین کسریٰ کو دعوت اسلام کی کرے وہ الا اوسکو ڈرا دے چنانچہ ملک نی کسریٰ سی کہا کہ اگر تو اسلام
قبول نکرے گا تو مین عصا کو توڑ ڈالونگا کسریٰ نی کہا بہل بہل تین مرتبہ ایسا اتفاق ہوا آخر فرشتہ نی عصا
توڑ ڈالا اوسی شب کسریٰ مارا گیا — اور نجاشی کہ حبشہ کا بادشاہ تہا جسکی پاس حضرت جعفر ابن
ابیطالب رضی اللہ عنہما مع بہت سے صحابہ کے متوقف رہی تہی معرفت عمرو ابن امیہ نامہ اوسکی پاس
پہونچا جب خط اوسکی پاس پہونچا تو وہ تخت سے اوتر آیا اور بہت تعظیم کے اور اوس خط کو لیکر پڑہا اور اسلام
اختیار کر کے اپنی بیٹی کو معہ ساٹہہ نفر کے سوار کشتی روانہ مدینہ منورہ کا کیا اثناے راہ مین
وہ کشتی دریا مین غرق ہو گئی اور حارث ابن شمر غسانی نے اسلام نہ لایا جلد اوسکی سلطنت زایل
ہو گئی — اور ہوذہ کے پاس جب نامہ پہونچا تو بہت تعظیم کے اور حضرت سے مشارکت سلطنت
مین چاہے حضرت نی ارشاد کیا کہ ملک اوسکا عنقریب زایل ہوگا چنانچہ فتح مکہ مین ہوذہ واصل نار
ہوا اور بعض روایات سے مستنبط ہے کہ قریب زمان انتقال کے حضرت نی بعض سلاطین عصر کی نام
پہر خطوط مشعر دعوت اسلام روانہ فرمائی تہی — چنانچہ قطب راوندی نے نقل کیا ہی کہ جریر بجلی کہتا ہی کہ حضرت نے
مجہی خط دیا اور مین پاس ذی الکلاع حمیری کی لیگیا جب نامہ اوسنی لیا بہت تعظیم سے پیش آیا اور فوراً مشرف
باسلام ہوکر معہ فوج کثیر بقصد زیارت متوجہ مدینہ منورہ کا ہوا اور مین ہمراہ اوسکی تہا ناگاہ اثناے راہ مین
ایک دیر کے قریب پہونچی وہان راہب نی سبب سفر دریافت کیا ذی الکلاع نے بیان کیا کہ باُمید اوس
پیغمبر کے جاتا ہون جو مبعوث ہوا ہی اور یہہ نامہ اونہین کا میرے ساتہہ ہے راہب نی کہا کہ مین کتاب دانیال پیغمبر
کی مطالعہ کرتا تہا جب حال بعثت حضرت کا دیکہا تو اوسکی حساب سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت رسولخدا نی اسی
ساعت انتقال کیا ہوگا۔ بسماع اس خبر کے ذی الکلاع اپنی بلاد کو واپس گیا اور مین داخل مدینہ ہوا معلوم
کیا تو قول راہب مطابق واقع پایا گیا — اسی سال مین خولہ بنت ثعلبہ نے شکایت اوس بن ثابت اپنے
شوہر کے کی اسمین آیت ظہار نازل ہوئے — اسی سال مین جناب رسولخدا نے علی ابن حضرمی
کو منذر حاکم بحرین کے پاس بہیجا کہ یا اسلام قبول کرے یا جزیہ دے منذر نی اسلام اختیار کیا بہت سے
لوگ اوس قوم کے مسلمان ہوئی باقی لوگون نے جزیہ دینا اختیار کیا بحرین لی قتال اسلام

مین آیا — امین الاسلام نقل کیا ہی کہ جب حضرت لی خیبر سے مراجعت کی تو سمع اقدس پہونچا کہ قبیلہ غطفان وخیبر ابن رازم یہودی سے عہد کرتا ہے حضرت نی عبد اللہ ابن رواحہ کو بسرداری تیس نفر کے اوسکی طرف روانہ کیا اونہوں نے مقتضای الحرب خدعۃ کہا کہ ہمارے ساتھ چل تجہی عامل خیبر کا مقرر کرادین غرض بشیر بجمعیت تیس نفر کے اونکی ساتھ ہوا ایک ایک مسلمان ایک ایک یہودی کی ساتھ ایک ایک اونٹ پر سوار ہوئے اگرچہ اثنائے راہ مین بشیر ابنی اس حرکت سی پشیمان ہوا لاکن پشیمانی نی فایدہ نہ دیا چاہتا تھا کہ ہاتھ بانو نکالی لاکن عبد اللہ نی بشیر کو قتل کیا پھر اہل اسلام اور یہود مین لڑائی ہوئی اونتیس یہودی ماری گئی ایک آدمی بھاگ گیا اور مسلمان سب صحیح و سالم داخل مدینہ ہوئی عبد اللہ کے سر پر ایک زخم تھا کہ وہ آب دہان مبارک جناب سے فی الفور اچھا ہوا — اسی سال مین حضرت نی غالب ابن عبد اللہ کلبی کو طرف بنی مرہ کے روانہ کیا اور عقبہ ابن حصین کو طرف بنی عنبر کے بہیجا انہین لڑائی ہوئی بہت سی لوگ جانسی ماری گئی اور بہت اسیر ہوکر مدینہ آئی — اور اسی سال مین رجعت آفتاب کے واسطی جناب امیر کے ہوئی چنانچہ سابقا معجزات حضرت مین تحریر ہوا — اور اسی سال مسجد نبوی مین منبر بنایا گیا چنانچہ معجزات مین ذکر ہوا

فصل دربیان غزوہ موتہ

امین الاسلام وغیرہ علما نی روایت کی ہے کہ یہہ غزوہ ماہ جمادی الاولی سنہ ۸ ہجری مین واقع ہوا سبب اس غزوہ کا علمای تاریخ نی اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت لی حارث ابن عمیر ازدی کو معہ خط پاس حاکم بصری کے روانہ کیا جب حارث موتہ مین پہونچا تو شرحبیل بن عمرو غسانی نے اوس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ کہان جاتا ہی اسنی کہا کہ شام کو جاتا ہون شرحبیل نے کہا کہ شاید تم ان پیغمبر خدا سے ہے حارث نی اقرار کیا اوس ملعون نے حکم دیا کہ انکو قتل کرو جب حضرت نی یہہ واقعہ سنا تو بہت محزون ہوئی اور لشکر کو اونکی ترغیب دی کی اوس طرف روانہ کیا جناب صادق سے منقول کہ حضرت لی اول جعفر ابن ابیطالب کو سردار لشکر قرار دیا اور فرمایا کہ یہہ اگر شہید ہو تو زید بن حارثہ امیر لشکر ہو اگر وہ بہی شہید ہو وی تو عبد اللہ بن رواحہ امارت لشکر اختیار کری اگر وہ بہی راہ خدا مین مقتول ہو پھر جسکو مسلمان اختیار کرین وہ امیر ہو غرض جب لشکر سعادت اثر مقام معان مین پہونچا تو اونکو معلوم ہوا کہ ہرقل ملک روم مقام مآرب مین معہ ایک لاکھ سپاہ کی مردم روم سے اور ایک لاکھ آدمی کے قبایل عرب سی مقیم ہے اور بروایت ابان ابن عثمان معلوم ہوا کہ انبوہ کثیر کفار عرب و عجم و قبایل لخم و جذام و قضاعہ وغیرہ سے جمع ہین اور مشرکین زمین مشارف پر مقیم ہین پس اہل اسلام لی دو دن مقام معان مین مقام کیا اور مشورہ کیا کہ آنحضرت کی پاس اطلاع بہیجا ئین کہ لشکر کثیر مقابلہ پر ہی ہمکو جو ارشاد ہو عمل

کرین عبداللہ نی کہاکہ ہمنی جنگ کثتی بسبب زیادتی لشکر کی فتح نہین پائی بلکہ بسبب قوت دین حق کے
کہ ہمکو جناب باری عزاسمہ نی عطاکی ہے جنگ کرتی رہی ہین پس سب مسلمان مہیای جدال و قتال ہوئی اور
مع تین ہزار سوار پیادہ کی وہان سے کوچ کرکے ایک زمین پر قرای بلقا سے کہ اوسکو مشرف کہتی ہین لشکر
روم سے ملاقات کی اور وہان سے قریہ موتہ مین آئی اور وہان جنگ واقع ہوئی زہری سے روایت
کی ہی کہ پہلی علم زید ابن حارثہ نی اوٹھایا اور بڑی بہادری سے مشغول کارزار ہوکر شہید ہوا بعد اوسکی
علم کو جعفر طیار رضہ نی لیا بڑے مردانگی سی جہاد کیا جب زخمی شدید ہوئی گھوڑے سی نیچی اتری اور گھوڑے
کو پی کیا پیادہ ہوکر خوب لڑی تا اینکہ جام شہادت نوش فرمایا بعد اوسکی عبداللہ بہی بڑے شجاعت دکھلاکر شہید
ہوئے پہر علم کو خالد نی لے لیا تہوڑا عرصہ جنگ کرکی معرکہ سے فرار کیا اور عبدالرحمن ابن سمرہ کو پہلی
روانہ کیا کہ یہہ خبر مدینہ مین پہونچائی پس جب عبدالرحمن داخل مسجد نبوی ہوا حضرت نی ارشاد کیا تو توقف کر تا کہ تجہکو
مین خبر معرکہ کے بیان کرون حضرت نی ارشاد کیا کہ اول زید شہید ہوا خدا اوسپر رحمت نازل کرے
پہر جعفر شہید ہوا خدا اوسی رحمت کرے یہہ سنکی صحابہ پر رقت طاری ہوئی حضرت نی سبب رقت کا دریافت
کیا تو صحابہ نی عرض کیا کہ اشراف و افاضل ہمارے شہید ہوتی جاتی ہین حضرت نی ارشاد کیا کہ مثل امت
میرے کے مثل ایک باغ کے ہے کہ صاحب اوسکا اوسی اصلاح دی اور ہر سال اوسکی درختون کو نیک
تربیت دی اور وہ درخت ہر سال نیک میوہ لائین اور ہر سال میوہ دیتی رہین اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ میوہ دوسرے سال کا بہتر ہوتا ہی سال اول سے قسم ہے اوس خدا کی کہ اوسنی مجھی بحق مبعوث
کیا ہی کہ جب حضرت عیسی ابن مریم نازل ہونگی تو پائینگے میرے امت مین ایسی اشخاص کہ مثل انکی
حواریون کے ہونگی قطب راوندی سے منقول ہے کہ جب حضرت تعین امرای فرماتی تہی اوسوقت
ایک یہودی بہی حاضر تہا اوسنی کہا کہ اگر یہہ شخص پیغمبر برحق ہے تو چاہی کہ ایسا ہی ظہور مین آئے اور
یہہ تینون شخص مقتول ہون کیونکہ انبیای بنی اسرائیل جب لشکر متعین کرتی تہی اوسمین اگر سو شخص کو ایسے
طرح امیر ہوتی تہی تو وہ سو کے سو شہید ہوتی تہی — جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ روز
جنگ موتہ جناب رسولخدا مدینہ مین منبر پر تشریف لیگئی اور فرمایا کہ اسوقت تمہاری برادران ایمانی نی مشرکین پر حملہ
کیا ہی غرض ہر ایک کا حملہ نقل کرتے تہی تا اینکہ فرمایا کہ زید ابن حارثہ شہید ہوا اور علم زمین پر گر پڑا پہر فرمایا
کہ اب جعفر متوجہ جنگ ہوا اور ایک ہاتہہ جعفر کا کٹ گیا علم دوسرے ہاتہہ مین لیا پہر فرمایا کہ علم کو اپنی سینہ سی
لگا لیا تا اینکہ جعفر شہید ہوا پہر علم گر پڑا پہر عبداللہ نی اٹھایا اور وہ بہی شہید ہوا اور فلان فلان
اشخاص اہل اسلام سی شہید ہوئے پہر فرمایا کہ علم کو خالد نے اٹھایا اور فرار کیا پہر منبر سے

اترآئی

اور آئی اور جعفر کے گھر مین گئے عبداللہ ابن جعفر کو اپنی گود مین بٹھا لیا اور دست شفقت اوسکی
سر پر پھیرا اسماء بنت عمیس کہ زوجہ جعفر کے تھی وہ متعجب ہوئی اور کہا کہ یا رسول آپکا آجکا معاملہ اس بچہ
سے ایسا ہی جیسا یتیم سے ہو حضرت نے خبر شہادت جعفر بیان کی اور گریان ہوئی اور فرمایا کہ ہاتھ
جعفر کے کٹ گئی جناب باری سے نے بعوض اوسکی دو بال یاقوت و زمرد کے عطا کئی کہ ملائکہ کے
ساتھ بہشت مین پرواز کرتا ہے ۔ اور ابن الاسلام نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب
جعفر طیار شہید ہوئی تو پچاس زخم اونکی بدن پر پہونچی تھی نصف اون مین سے روبروی مبارک
پر تھی اور جناب امام محمد باقر ع سے منقول ہے کہ بروز موتہ جعفر طیار تنہا ہی کارزار مین اپنے گھوڑے
سے اوترے کہ گھوڑا بھاگنے کا قصد نکرے اور مصروف جہاد رہے تا آنکہ شہید ہوے اور اہل اسلام
مین پہلی وہ تھی کہ جنہون نے اپنے گھوڑے کو پی کیا ۔ اور برقی نے تشریف لیجانا آنحضرت کا جعفر طیار کے
گھر مین موافق روایت سابقہ کے لکھہ کے اسقدر زیادہ کیا ہے کہ جب آسمانی خبر شہادت حضرت جعفر کے
سنی تو [illegible] کے اوسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ اونکو دو پر عطا ہوے ہین آسمانی عرض
کی یا حضرت اگر لوگون کو جمع کرکے کچھ فضایل جعفر کے بیان فرمائی تو البتہ فضایل اونکی اور نام اونکا
ہمیشہ لوگون مین مشہور رہیگا بس حضرت نے اسما کی عقلمندی سے تعجب کیا پھر حضرت نے اپنی اہل کو فرمایا
کہ واسطے اہل جعفر کے کھانا بھیجو اور اوسی دن سے سنت جاری ہوئی کہ واسطے صاحبان مصیبت کے
لیکے کھانا بھیجو [illegible] اور جناب صادق ع سے منقول ہے کہ جناب سیدہ نے کھانا بھجوایا اور خود تشریف لیگئین
اور اسماکو تسلی دی اور ثقۃ الاسلام نے روایت کی ہے کہ بروز جنگ موتہ وہانکی زمین اسقدر
بلند ہو گئی کہ آنحضرت نے ملاحظہ معرکہ قتال کا کیا کتاب جامع الاصول مین منقول ہے عبداللہ ابن عمر سے
وہ کہتا ہے کہ جنگ موتہ مین ہمراہ تھا جب کہ جعفر ابن ابیطالب شہید ہوئی اور بعد تجسس کے ہم لوگ اونکی نعش
پر پہونچی تو نوّہ زخم اونکی بدن پر پائی اور سب اگلی طرف تھی کیونکہ پشت نہ پھیراتی تھی طرف دشمن کے
شیخ طبرسی نے عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے وہ کہتی ہین کہ مجھے یاد ہے وہ دن کہ جناب رسول خدا
ہمارے یہان تشریف لاتی تھی اور از راہ شفقت کے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے تھی آنسو بھرے ہوے
تھی اور فرمایا کہ خداوندا جعفر تیرے راہ رضا مین شہید ہوا پس تو نیک خلاف کر اوسکی اوسکے اولاد مین حضرت
نے حدیث عطائی بال زمرد میری والدہ کے سامنی بیان کی اور اونکے درخواست سے
علی الاعلان سب صحابہ مین بیان کی سر منبر پھر مجھی اپنے گھر مین لیگئی اور میرے بھائی کو بلوایا
اور ہمکو کھانا کھلوایا اور تین دن مجھی اپنے پاس رکھا اور جب گھر مین تشریف لیجاتی تھی مین بھی ساتھہ

ہوتا تھا بعد تین دن کے ہمکو رخصت کیا پس ایک دن حضرت ہمارے گھر مین تشریف لائی مین اپنی
بھائی کے ساتھ کھیلتا تھا اور اوسدن مینی ایک بکرے خرید کی تھی پس فرمایا حضرت نے کہ خداوند برکت
دی انکی خرید و فروخت مین پس برکت دعای آنحضرت کی مین جو کچھ خرید کیا یا فروخت کیا اجتک اوس
مین سودمند ہوا اور جناب صادق ع سی منقول ہے کہ آنحضرت نے جناب سیدہ سی فرمایا کہ جعفر کے
واسطہ بکا کرو اور جو چاہی کہو لیکن واثکلاہ نہ کہنا بروایت دیگر فرمایا آنحضرت نی کہ جعفر ایسی شخص پر
چاہی گریہ کرین گریہ کرنیوالی اور عروہ سی منقول ہے کہ جب لشکر موتہ کا پھرا تو آنحضرت مع اصحاب کے
اونکی استقبال کے واسطی تشریف لیگئی جب اون تک پہونچی تو دیکھا کہ وہ چلی آتی ہین اور مدینہ کے لوگ
اون پر خاک ڈالتی ہین حضرت نی ارشاد کیا کہ اگر چہ اب انھون نی فرار کیا ہی پھر انشاء اللہ تعالی حملہ
کرینگی اور ابن ابی الحدید سے منقول ہے کہ جو ذلت واہانت خالد اور اوسکی ہمراہون نے مدینہ مین پہونچ
کی اٹھائی ہے اسقدر ذلت کسی عسکر کو نہین ہوئی جب اہل لشکر اپنی اپنی گھرون پر پہونچی تو عورتین دروازہ
نہ کھولتی تھین اور کہتی تھین کہ کیون اپنی رفقا کی ساتھ مقتول نہوے اور لوگ اپنی گھرونسی باہر نہ
نکلتی تھی تا اینکہ حضرت نی اونکو تسلی دی استیعاب مین روایت ہی کہ عمر شریف حضرت جعفر ابن ابیطالب
کی بروز شہادت اکتالیس برس کے تھی ابن ابو الحدید نے جناب صادق ع سے روایت کی ہے کہ
فرمایا جناب رسولخدا نے کہ مین اور جعفر بھی ایک درخت سی ہین اور ایک دن جعفر سے فرمایا کہ تو
مشابہ میرے ہے خلقت اور خلق مین شیخ الطایفۃ المحقہ نی روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا
نی جناب سیدہ سے ارشاد کیا کہ شہید ہماری بہترین شہدا ہین منجملہ اونکی عموے تمہارا حمزہ ابن عبد المطلب
ہی اور ہم مین سے ہے وہ شخص جسکو جناب باری عز اسمہ نی دو بال یاقوت اور زمرد بہشت مین عطا کی ہین
کہ ساتھ ملایکہ کے پرواز کرتا ہے اور وہ پسر عم تیرا ہے جعفر ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ جناب شیخ
نی امالی مین ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب سید الساجدین ع نی نظر کی طرف
عبید اللہ ابن عباس ابن علی ابن ابیطالب کی اور فرمایا کوی دن آنحضرت پر سخت نہ تھا یوم احد سے
کہ اوسدن حضرت حمزہ اسد اللہ و اسد رسول اللہ شہید ہوئی بعد اوسکی روز موتہ مشوم ترین ایام تھا
کہ اوسمین جعفر ابن ابیطالب شہید ہوی پھر فرمایا کہ کوئی دن سخت نہین ہے یوم مصیبت حضرت
امام حسین ع سی جسدن تیس ہزار نامرد متوجہ قتال اوس مظلوم کے ہوکے حملہ آور ہوے اور
دعوے کرتی تھے کہ اسی امت سے ہین اور اس ستم شنیع کو ثواب بھی جانتی تھی اور میرے پدر
مظلوم ہر چند اونکو نصیحت کرتی تھی اور حد ابتہالی سے ڈراتی تھی لاکن اونکو کچھ تاثیر کرتا تھا یا اونکہ

جناب امام

جناب خامس آل عبا کو شہید کیا پھر فرمایا کہ خدا تعالی رحمت کرے عباس کو کہ ایثار کیا اور اپنی جان کو اپنے بھائی
پر فدا کیا نصرت مین امام مظلوم کے ہاتھ اوسکے قطع ہوے جناب باری عز اسمہ نے عوض ان دونوں ہاتھوں کے دو بال بجائے اون کے
دیے کہ بہشت مین ہمراہ ملائکہ پرواز کرتے ہین جیسا کہ جعفر ابن ابیطالب اونکے عم بزرگوار کو دو بال عطا
کیے ہین اور نزدیک جناب باری کے عباس کے وہ منزلت ہے کہ جمیع شہدا اوس منزلت کی آرزو کرتے ہین
مترجم کہتا ہی کہ کتب کلامیہ اہلسنت مین مثل شرح مواقف و شرح عقائد وغیرہ ہا کی ثابت
ہوچکا ہے کہ ثبوت خلافت تین امر مین منحصر ہے یا بیعت اہل حل وعقد کے جیسا کہ واسطے ابوبکر کے
بیعت ابو عبیدہ جراح اور عمر ابن خطاب کی روز سقیفہ واقع ہوئے یا استخلاف خلیفہ سابق کا
واسطے لاحق کے جیسا کہ ابوبکر نے عمر کو اپنے مرنے کیوقت اپنا قائم مقام کر دیا یا قہر و استیلا
جیسا کہ عثمان بن عفان کیواسطے روز شوری سے ظہور مین آیا یعنی عثمان بن عفان اور عبد الرحمن ابن
عوف و سعد ابن ابی وقاص و طلحہ ابن عبید اللہ ایکطرف ہوے اور ملکے عثمان کو خلیفہ کر دیا۔ یہہ وجوہ
ثلاثہ کہ اصحاب ثلاثہ مین ایک ایک پائی گئے ہے یزید ابن معاویہ اموی کے واسطے بتحقیق تینون
وجہین پائی گئین اول بیعت اہل حل وعقد بس بیعت کے جماہیر اہل مدینہ و شام نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی
اور منجملہ اہل حل وعقد کے افضل و اورع اونمین سے عبد اللہ ابن عمر ہے کہ اوسنے بسبب کمال
ورع و احتیاط کے جناب امیر کی بیعت سے اعراض کیا تھا روز صلح معاویہ ابن ابی سفیان سے
بیعت کی بلکہ بسبب کمال احتیاط کے ایک شب بھی بغیر بیعت کے نسویا اور عبد الملک ابن مروان
کے بیعت حجاج ابن یوسف سے کے پانونکی انگوٹھے پر سے کی اور جو لوگ نسبت تقیہ کہ موجب زعم اہل سنت
نفاق ہے ایسے پارسا کیطرف کرین وہ خود منافق ہین غرض حدیث صحیح بخاری سے بھی ثابت ہے
کہ عبد اللہ ابن عمر کے گردن مین بیعت یزید کے تھی دوسرا امر ثبوت خلافت استخلاف ہے
کیونکہ باعتراف و تصریح شیخ عبد القادر جیلانی کے غنیۃ الطالبین مین و شیخ ابن حجر مکی صواعق مین اور علی
قاری نے شرح فقہ اکبر مین اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین اور قاضی عیاض مالکی شفا مین معاویہ
ابن ابی سفیان خلیفہ بحق و امام صدق ہے بلکہ ابن حجر مکی نے لکھا ہی کہ خلافت اوسکی کتاب سنت
سے معاویہ مین منصوص ہے اور ترمذی مین روایت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا وَّمَھْدِیًّا
معاویہ کے مدح سے ہی غرض معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو قابل خلافت سمجھ کے خلیفہ کیا جیسا
سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہی اور حرمین الشریفین مین ساتھ لایا اور سب سے بیعت کرائی
اور وقت مرنیکے شام مین اپنا قائم مقام مقرر کیا اور سب اہل شام و مدینہ نے بخوشی قبول کیا کما فیہ

بزور قہر و استیلا اوسکو یہہ خود ظاہر ہے کہ ابتدای خلافت سی روز انتقال تک یزید کیواسطی قہر و استیلا بخوبی
۔ چنانچہ شہادت ریحانۂ رسول خدا اور قتل مکہ و مدینہ سے تسلط وقتی یزید کا ثابت ہی اول زمانہ مین
صرف قصد احراق بیت اہلبیت کا ہوا تہا احراق میسر ہوا جیسا ازالة الخفا سے آشکار ہی اوسکی وہ
تمنا بہی کربلا مین پورے کر دی کما لایخفی جسقدر دعوی اس مقام مین کئی گئی بالاختصار اوسکی دلیلین
لکہی جاتی ہی اول دعوی ہمارا یہہ ہے کہ ثبوت خلافت تین امر پر منحصر ہے پس سعد الدین تفتازانی
فی شرح مقاصد مین لکہا ہی و تنعقد الامامة بطرق احدها بیعة اهل الحل والعقد من العلماء و
الرؤساء ووجوه الناس الذين يتيسر حضورهم من غير اشتراط عدد ولا اتفاق من في سائر
البلاد بل لو تعلق الحل والعقد بواحد مطاع كفت والثاني استخلاف الامام
وجعله الامر شورى بمنزلة الاستخلاف الى ان قال والثالث القهر والاستيلاء
فاذا مات الامام وتصدى للامامة من يستجمع شرائطها من غير بيعة واستخلاف
وقهر الناس بشوكته انعقد الخلافة له وكذا ان كان فاسقا او جاهلا على الاظهر
صاحب موقف اور شارح نی تفصیل وجہ اول مین لکہا ہی واذا ثبت حصول الامامة بالاختيار
والبيعة فاعلم ان ذلك الحصول لا يفتقر الى الاجماع من جميع اهل الحل والعقد
اذ لم يقم عليه اى هذا الافتقار دليل من العقل والسمع بل الواحد والاثنان
من اهل الحل والعقد كاف في ثبوت الامامة ووجوب اتباع الامام على اهل الاسلام
وذلك لعلمنا ان الصحابة مع صلابتهم في الدين وشدة محافظتهم على امور
الشرع كما هو حقها اكتفوا على عقد الامامة بذلك المذكور من الواحد والاثنين
كعقد عمر لابي بكر وعقد عبد الرحمن بن عوف لعثمان بن عفان ولم يشترطوا
في عقدها اجتماع من في المدينة من اهل الحل والعقد فضلا عن اجماع الامة
من علماء امصار الاسلام ومجتهدي جميع اقطارها هذا كما هي ولم ينكر عليهم
احد وعليه اى على الاكتفاء بالواحد والاثنين في عقد الامامة انطوت
الاعصار بعدهم الى وقتنا هذا اور دوسرا دعوی ہمارا یہہ کہ تینون باتین یزید کیواسطی
ثابت ہین اول بیعت اہل حل و عقد کے پس سیوطی نی تاریخ الخلفا مین لکہا ہی فی سنة
خمسين دعى معاوية اهل الشام الى البيعة بولاية العهد من بعده لابنه يزيد
فبايعوه اس سے ثابت ہوا کہ اہل شام نی یزید کی بیعت کی بامر معاویہ کہ خلیفہ حق و امام مہدی تہا

بموجب زعم اہلسنت کے اور بیعت کری عبد اللہ ابن عمر کے کہ اہل حل عقد سے تہا واسطی یزید کے بسبب بخاری
فی کتاب الفتن میں روایت کی ہے عن نافع لما خلع اہل المدینۃ یزید ابن معاویۃ جمع
ابن عمر حشمہ و ولدہ فقال انی سمعت النبی یقول ینصب لکل غادر لواء یوم
القیمۃ وانا بایعنا ہذا الرجل علی بیعۃ اللہ و رسولہ وانی لا اعلم عذرا اعظم
من ان یبایع رجل علی بیعۃ اللہ و رسولہ ثم ینصب لہ ولانی لا اعلم احدا منکم
خلعہ ولا تابع فی ہذا الامر الا کانت الفصل بینی وبینہ پس اس عبارت سے
کئی فایدے نکلی اول خلع بعد بیعت کی ہوتا ہی پس اہل مدینہ نے قصد خلع کا کیا تہا اس مقام
سی ثابت ہوا کہ اہل مدینہ بیعت یزید سے کر چکی تہی اور یہی تہا مقصود دوئم ابن عمر نی اس خلع
کو بہت برا جانا اور منع کیا سیوم ابن عمر نے یہہ تقریر اپنی گہر میں کہ وہ محل تقیہ نہا چہارم ابن عمر
نی بیعت کی تہی یزید سے علی بیعۃ اللہ و رسولہ پنجم تمسک کیا حدیث نبوی سے سی کہ حقیت
خلافۃ یزید کے ثابت ہو ششم خلع کو ایسا برا جانتا تہا کہ اہل و عیال سے مہاجرت اختیار کرتا تہا
بصورت خلع کے اور دلیل زہد و تقوی و ورع ابن عمر کے یہہ ہی کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ
میں توقف بیعۃ جناب امیر کو جو ابن عمر سے واقع ہوا محمول احتیاط پر کیا ہے قیل لنافع
ما بال ابن عمر بایع معاویۃ ولم یبایع علیا کرم اللہ وجہہ فقال کان ابن عمر
لا یعطی یدا فی فرقۃ ولا یمنعہا من جماعۃ ولم یبایع معاویۃ حتی اجتمع علیہ کما فی الاکلیل
اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ خلافۃ جناب امیر کو بہت سے اہلسنت وجماعت مرتبہ چہارم میں مانتی ہیں گو اور
احکام کو اگرچہ ایام خلافت میں صادر ہوں نہیں مانتی جیسا کہ تراویح سی منع کیا اور باز نہ آئی اور بعض
احکام میں قاضی شریح نے انکار کیا جیسا کہ عبد العلی نے اقرار کیا ہے جیسا کہ جناب امیر ابن ابی سفیان
اور لشکر شام کو واجب القتل جانتی تہی اور یہہ لوگ معاویہ کو خلیفہ اور اوسکی لشکر کو مسلمان تصور کرتے
ہیں عبد اللہ ابن عمر اوسکو حق نہ سمجہا اور بیعت نہ کی اور معاویہ کی بیعت بطوع و رغبت بجا لایا اس عبد اللہ
نی یزید کے بیعت کی باقی سب دعووں کی دلیلیں کتب کلامیہ میں مذکور ہی جو چاہی تشئید مبانی الایمان
و وجیزہ سبحان علیخان اعلی اللہ درجہ فی الجنان کیطرف رجوع کری فقط بموجب ان اصول مستحدثہ کے
خلافت یزید واجب القبول قرار پائی تہی اور لشکر شام جو مقابل حضرت امام حسین کی تہا بیعت یزید
سی کر چکا تہا حیف صد حیف اسواسطی قتل امام حسین کو ثواب جانتی تہی ہزار افسوس ان اہل موضوعہ
پر کہ مخالف ثقلین کے تراشی جاوین فلا معبث الا اللہ و نعم الحکم اللہ رجعنا الی القصہ

بعضی کتب معتبرہ مین مذکور ہے کہ جنگ موتہ مین جب لڑائی قائم ہوئی اور نوبت شہادت حضرت جعفر کے
پہونچی حضرت رسولخدا صلعم نے منبر پر بیٹھ کر وہ سب حال مشاہدہ کیا اور تمام حال حضرت معرکہ قتال کو ملاحظہ فرماتی تھی
جب جعفر کو نیزہ پر اٹھایا اور چاہتا تھا کہ گر پڑی اوسوقت حضرت نے دعا کی جناب باری تعالیٰ نے دو پر
عطا کیے کہ بہشت میں پرواز کرین — اور فضائل و مناقب حضرت جعفر کے کتب تراجم و حدیث میں بہت ہے
صحابہ رسولخدا مین لیکن شرح و بسط تمام مذکور ہے اس رسالہ مین اسقدر گنجایش نہین کہ وارد کی جائین

وصل پانچ بیان غزوہ ذات السلاسل کے بیچ ابن بابویہ و شیخ مفید و شیخ طوسی و شیخ طبرسی و قطب راوندی محمد بن مسعود عیاشی و دیگر مفسرین نامدار کتاب معالم قرآن ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بارہ ہزار نفر اہل وادی یابس جمع ہوئی اور باہمدیگر عہد کیا اور قسمین کھائین کہ ایک دوسری سے جدا نہون اور ترک یار سے نکرین جب تک کہ اہل اسلام کو ضرر عظیم نہ پہونچائین اور جناب رسولخدا و جناب امیر کو قتل نکرین کہ جبرئیل جانب خداوند جلیل سے نازل ہوئی اور فرمایا کہ جناب عز اسمہ نے سلام کہا ہے اور کیفیت اس اجتماع کی بیان کرکے کہا کہ جناب باری عز اسمہ نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو معہ چار ہزار مہاجر و انصار کے واسطی دفع اس جمعیت کے مامور کرو پس حضرت منبر پر تشریف لیگئی اور بعد حمد و ثنا الٰہی کے فرمایا کہ ای گروہ مہاجرو انصار جبرئیل نے مجکو خبر دی ہے کہ بارہ ہزار نفر بارادہ قتل میرے اور علی ابن ابیطالب کے جمع ہوئی ہین اور مامور ہوں مین کہ ابوبکر کو معہ چار ہزار مہاجر و انصار کی روانہ کرون اب تم لوگ سعی کرو اور طیار ہو پس مسلمان ساز و سامان درست کرکی حاضر ہوئی حضرت نی ابوبکر ابن ابی قحافہ کو اس لشکر پر امیر کرکے فرمایا کہ تو جب دشمن سے ملاقات کری اول اسلام او پر عرض کر اگر قبول نکرین تو چاہئی کہ مردان جنگی کو قتل و زن و بچہ کو اسیر و مال کو غارت و مزارع کو خراب کرین غرض ابوبکر معہ عسکر کے روانہ ہوا اور وہان پہونچا جب وہ مطلع ہوئی تو دو سو آدمی اونکی مسلح آئے اور کہا تم کون ہو کہانسی آئی ہو اور مطلب تمہارا کیا ہی امیر لشکر کو کہو کہ صف سی باہر آئی اور ہمسی گفتگو کری پس ابوبکر بجمعیت اہل اسلام اونکی روبرو ہوا اور کہا کہ مین صحابہ رسولخدا سے ہون اور بموجب حکم کے آیا ہون کہ تمپر اسلام عرض کرون اگر تم قبول کرو تو جو شرطین اہل اسلام کیواسطی مقرر ہین تمہارے واسطی بھی ہونگی ورنہ ہم اور تم جنگ کرین تب اہل وادی کے کہا کہ قسم ہے لات و عزیٰ کے اگر رشتہ خویشی و قرابت کا جو ہم مین اور تم مین مربوط ہے نہوتا تو ہم تم سے وہ لڑائی کرتے کہ یادگار رہتی اب تمہاری حق مین یہہ بہتر ہے کہ واپس جاؤ ہمکو تمسی غرض نہین غرض ہمارے محمد و علی سے ہی تب ابوبکر نے لشکر سے کہا کہ سامان انکا تمسی زیادہ ہی اور بہائی تمہاری یہانسے دور ہین اور نہین د

سکتی

غزوہ ذات السلاسل

سنتی چاہتی کہ مراجعت کریں اور رسولخدا سی کیفیت بیان کریں پھر جیسا حکم ہو لشکریوں نے کہا کہ تجہی حکم دیا تھا
کہ اگر اسلام کو قبول نکریں تو مقاتلہ کرنا پھر حکم کے کیا حاجت ہے ابوبکر نے کہا کہ جو حاضر دیکھتا ہی اوسکو
غائب نہیں دیکھتا اب یہی مصلحت ہے یہہ کہکی مراجعت کی اور داخل مدینہ ہوئی جب روبرو حضرت کی آئے
حضرت نے ارشاد کیا کہ ای ابوبکر مخالفت میری حکم کے کی جو مینی کہا تھا اوسپر عمل نکیا اسواسطی تو عاصی خدا
یہہ کہکی حضرت منبر پر تشریف لیگئی اور بعد حمد وثنا الہی کے فرمایا کہ ابوبکر کو مینی اہل وادی یابس پر مامور
کیا تھا کہ اونپر اسلام کو عرض کرے اگر نہ قبول کریں تو مقاتلہ کرے اونکی دوسو آدمی اسکی مقابل آئے
اونکی باتیں سنکی یہہ ڈر کر واپس آیا میری قول کو ترک کیا او رمتابعت نہ کی اب جبرئیل نے جانب خدا آکے
کہا ہی کہ عمر ابن خطاب کو چار ہزار سوار سے روانہ کروں یہہ کہکی حضرت نے عمر سے کہا کہ ای عمر تو جا مگر ایسا نکرنا
جیسا تیرے بہائی ابوبکر نے کیا ہے کہ اوسنی معصیت خدا اور نافرمانی میرے کی ہے او روہی پیغام عمر کو دی
غرض عمر آہستہ آہستہ روانہ ہوا جب لشکر مع عمر وادی مین پہونچا ایک شخص اوس گروہ ہی مع دوسو آدمی کے
آیا او روہی تقریرین آپس مین ہوئین غرض عمر تاب مقابلہ کی نہ لاسکا مراجعت کی ہرچند اہل لشکر نے کہا او
ہرگز نہ سنا حضرت جبرئیل نے حضرت کو مطلع کیا اور حضرت نے مراجعت عمر سی صحابہ کو اطلاع دی غرض
جب عمر حضرت کی روبرو آیا حضرت منبر پر تشریف لیگئی اور فرمایا کہ تو نے عصیان خداوند رحمان کا کیا
اور میرے بہی اطاعت نہ کی اور پیروے اپنی راے کی کے خدا تقبیح کری اس رای کو اب جبرئیل
نے مجہی جانب رب جلیل سے حکم پہونچایا ہے کہ علی ابن ابیطالب کو معہ اس جمعیت کی روانہ کرو لشکر اور
خدا اوسکو فتحیاب کریگا پہر جناب امیر کو حکم روانگی دیا اور وہی احکام جو پہلی دی تہی سب بیان کئے
کہ اسطرح سی وہان عمل کریں حضرت امیر معہ مہاجر و انصار بتعجیل تمام روانہ ہوگئی بہت جلد جلد ایسے
مقام پر پہونچی کہ دونو لشکرون نے ایک دوسرے کو دیکہا حضرت سب کے تسلی کرتی تہی کہ جناب
بارے عزاسمہ نے مجہی وعدہ فتح کا کیا ہے تم اطمینان رکہو انجام بخیر ہوگا جب حضرت قریب
پہونچی دوسو آدمے اوس لشکر سے باہر آئی اور حضرت بہی کچہ قدم آگے گئی اونہون نے پوچہا
کہ تم کون ہو اور کہانسی اور کیون آئی ہو حضرت نے کہا کہ مین علی ابن ابیطالب ابن عم رسولخدا تمہارے
پاس پیغام لایا ہون کہ تمکو دعوت بجانب اسلام کرون اور تم توحید جناب باری عز اسمہ ورسالت
جناب رسولخدا شہادت دو اور نیک و بد مین شریک اہل اسلام کے ہو جب یہہ پیغام کافرون نے
سنا تب کہا کہ مقصود ہمارا تم تہی اب مہیای جنگ ہو تمکو اور تمہارے اصحاب کو ہم قتل کرینگی وعدہ
ہمارا تمہارا کل ہے یعنی لڑائی ہوگی حضرت نے ارشاد کیا کہ وای او پر تمہاری تم مجہی اکثرت اپنی

لشکر سی فراغت ہو مین شفاعت چاہتا ہون خدا او ر فرشتہ و اہل اسلام سی پہر فرمایا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم و وہ لشکر ابہی آپ تک پہنچ گئی رات بسر ہوئی صبحکو اول وقت حضرت
نی نماز فجر ادا کی اور ہمراہان جنگ کی سوار ہوئی اور فوراً حملہ کیا اتنی جلدی ہوئی کہ ابہی خبر لشکر حضرت
سی ملحق نہوا تہا کہ حضرت نی سرداران جنگی اوس لشکر کو قتل کر کی زن و بچہ اسیر کئی اور مال کو غارت کیا
اور گہر وغیرہ خراب کئی اور سب اموال و اسباب کو لیکر جانب مدینہ روانہ ہوئی اوسیوقت حضرت جبرئیل
جانب خدای جلیل سے نازل ہوئی اور خبر فتح کے بیان کئے حضرت رسولخدا اوسیوقت منبر پر تشریف لیگئی
اور فرمایا کہ خداوند عالم نے مجہی خبر دے ہی کہ علی ابن ابیطالب نی اس لڑائی کو فتح کیا مع اسیر و
اموال کی باہی دو آدمے لشکر اسلام سی شہید ہوئی پہر حضرت منبر سی اوتر آئی اور حضرت مع تمام اہل
مدینہ کی واسطی استقبال حضرت امیر کی تشریف لیگئی جب چند میل مدینہ سی نکلی تب حضرت امیر سے ملاقات
ہوئی جب حضرت امیر نی حضرت کو دیکہا فوراً گہوڑی پر سی اتری اور حضرت بہی گہوڑی سی اتر آئی باہم
ملاقات ہوئی جناب رسولخدا نی بوسی پیشانی کی لئے اور مراجعت کی حضرت امیر نی مال غنیمت کو بحضور رسولخدا
حاضر کیا جناب صادق سی منقول ہے کہ اسقدر غنیمت اہل اسلام نی کبہی کافرون سی نہ لی تہی جیسا اس مرتبہ
اتفاق ہوا مگر خیبر مین کہ غنیمت بہت آئی تہی پس حقتعالی نے سورہ والعادیات نازل فرمائی
اور بعض روایات سی یہہ بہی ثابت ہوتا ہی کہ ایک اعرابی نی خدمت آنحضرت مین حاضر ہو کر عرض کے
کہ وادی رمل مین عرب جمع ہوئی ہین اور قصد رکہتی ہین کہ مدینہ کو غارت کرین آنحضرت نی صحابہ کو جمع
کیا اور خود بر سر منبر حمد و ثنای الہی بجا لائی اور پہر ساری خبر سنائی اور لوگون کو ترغیب طرف جہاد اوس
گروہ کی دے اوسوقت ایک جماعہ نی اصحاب صفہ سے عرض کی کہ اگر آنحضرت کسی شخص کو ہمارا امیر مقرر
فرما دین تو ہم بجان و دل حاضر ہین آنحضرت نی بہت سی لوگون کے نام پر قرعہ ڈالا آخر ابوبکر کا نام
نکلا آنحضرت نی علم نصرت شیم اوسکی حوالہ کیا اور حکم دیا کہ بنی سلیم کے اوپر جاؤ چنانچہ ابوبکر براہ راست
اوس طرف روانہ ہوا اتفاقاً جس راہ سی ابوبکر اوسطرف کو گیا اوسی راہ مین کفار نی اپنی جاسوس بٹہلا
رکہتی تہی اونہون ابوبکر کو مع لشکر دیکہہ لیا اور فوراً کفار کو اطلاع کی اور چونکہ وہ زمین سنگلاخ تہی
اور درخت بہی بکثرت تہی لہذا وہان تک پہونچنی ہوئی دیر ہو گئی اس عرصہ مین کفار جمع ہو گئی اور انی
سی لڑنا شروع کیا بہت سی مسلمان شہید ہوئی آخر ابوبکر نی فرار کیا جب وہ بہاگ کی مدینہ مین پہونچا
تو آنحضرت نی علم عمر کو دیا اوسنی بہی وہان پہونچکی فرار اختیار کیا اوسوقت آنحضرت نہایت مغموم
ہوئی تب عمرو عاص نے عرض کی کہ یا حضرت مدار لڑائی کا اوپر مکر و فریب کے ہی اگر آپ مجہی امیر لشکر مقرر

مقام وادی رمل

فرمائیں تو تھا دین سبب اپنی لگرگی اون پر غالب اتون لاکن وہ بہی اوسی راہ خطرناک سے کیا اور شکست کہا کہ عمرو ہوا آنحضرت غمگین ہوے بعد ازان آنحضرت نی جناب امیر کو بہت نصرت ہیبت حوالہ کی اور دعا کے کہ خدا وندا یہہ شخص کرار ہے اور اسنی کبہی فرار نہین کیا اور خداوندا تو عالم ہے کہ مین بہی بر حق ہون میری نصرت کی اسکی حق مین عنایت کرنا اور اوسی نصرت دینا۔ اور منقول ہے کہ جناب امیر کے پاس ایک عصابہ تہا کہ جب کسی سخت لڑائی کے واسطی تشریف لیجاتی تہی تو اوسی زیب کمر کرتی تہی وہ عصابہ جناب سیدہ کے پاس تہا جب جناب امیر اوسکی لینی کو دولتسرا مین تشریف لیگئی تو جناب سیدہ نی عزم دریافت کیا جناب امیر نی فرمایا کہ وادی رمل کیطرف جاتا ہون جناب سیدہ محزون ہوئین جب آنحضرت تشریف لائی تو یہہ حال دیکہکر فرمایا کہ محزون نہو انشاء اللہ تعالی جناب امیر صحیح و سلامت فتح کر کے مراجعت کرینگی غرض جناب امیر اوس روز سرخی گہوڑی پر سوار ہوئی اور نیزہ خطی ہاتہہ مین لیکی اور بردیمانی زیب دوش فرماکر متوکلا علی اللہ روانہ ہوئی آنحضرت نی تا مسجد احزاب مشایعت کی غرض جناب وہانسی روانہ ہوئی تو راہ سابق چہوڑ دی اور متوجہ عراق ہوئی تا اینکہ لوگون نے گمان کیا کہ کسی اور طرف تشریف لی جاتی ہین اور منجملہ لشکریون کے ابوبکر و عمر و عمرو عاص و ابو عبیدہ جراح تہی اور اونکو حکم تہا کہ اطاعت جناب امیر کی کرین غرض جناب امیر معہ لشکر نصرت اثر دنکو غارون مین مقام کرتی تہی اور شبا شب چلتی تہی تا کہ کوئی مطلع نہو جب عمرو عاص نی دیکہا کہ اس تدبیر سے بی شبہہ نصرت ہوگی تو اوسنی از روی حسد کے ابوبکر سے کہا کہ علی کو یہہ راہین معلوم نہین اور ہم لوگ ان راہون کو خوب جانتی ہین اس رستہ مین درندہ بہت ہین اور اونسی لشکر کو بقدر ضرر ہوگا کہ اوتنا کفار سے بہی مقصود نہین پس جناب امیر کو کہو کہ اس راہ سی نہ چلین ابوبکر نی سب حال جناب امیر سی عرض کیا حضرت نی جواب مین کہا کہ جسکو اطاعت خدا و رسول منظور ہو میری اطاعت کری و جسکو یہہ منظور نہو وہ جس رستہ سی چاہی چلا جائی خلاصۃ المقال یہی کہ جناب امیر اوسی راہ منزلین طی کرتے ہوئی چلی جاتی اور حق سبحانہ و تعالی نی درند و نکو اسقدر مطیع و منقاد کیا تہا کہ کسی کو کچہہ ضرر نہین پہونچاتی تہی تا اینکہ قریب کفار کی پہونچی جناب امیر نی حکم دیا کہ منہہ گہوڑونکی باندہ دو کہ آواز اونکی کفار تک نہ پہونچی پہر عمرو عاص نی دیکہا کہ اب ظفر قریب ہی اوسوقت کہا کہ ایک درہ جو باقی ہے اوسمین بہت درندہ ہین علی کو منع کرو کہ اس راہ سی نہ جائی ورنہ ہمکو اجازت دے کہ ہم براہ وادی سے جائین گے اور مقصود اوس ولد الزنا کا یہہ تہا کہ کفار مطلع ہو جائین اور موافق مرضی جناب امیر کے جنگ واقع نہو ابوبکر یہہ پیغام لیکی جناب امیر کے خدمت مین حاضر ہوا اور سب حال مفصل عرض کیا جناب امیر نے اوسکا کچہہ جواب نہ دیا بعد اوسکی عمرو عاص نے عمر بن الخطاب کو بہیجا اوسنی بہی جا

کچھ جناب امیر سے کہا اور جواب سنتے مایوس ہو کر پھر گیا اوسوقت عمرو عاص نے کہا کہ مجھے علی کی سپاہ کا حال منظور
نہین اسواسطے مین اوسکے ارادے پر ہرگز نہین جاؤنگا لوگون نے اوسے سمجھایا کہ جب رسولخدا نے تجھے اونکی
اطاعت پر مامور کیا ہی تو تجھے کیا انکار ہے غرض اس عرصہ مین صبح طالع ہوئی اور جناب امیر نے
کفار بنی سلیم پر حملہ کیا منقول ہے کہ آخر لشکر ابھی مقدمہ لشکر سے ملنے نہین پایا تھا کہ جناب امیر خیبر گیر مردان
جنگی اون کفار کے بضرب ذوالفقار طرف دار البوار کے بھیج چکے اور بقیۃ السیف کو مع نسوان و اطفال کے
رسیون اور زنجیرون مین باندھا اسواسطے اس غزوہ کو ذات السلاسل کہتے ہین اور جس مقام پر یہہ لڑائی
واقع ہوئی وہ مدینہ سے پانچ منزل پر واقع ہی اور روز جنگ آنحضرت نے مدینہ مین سورہ والعادیات نماز صبح مین
قرات کی اور صحابہ کو فتح جناب امیر سے اور حسد عمرو عاص سے اطلاع دی یعنی باریتعالی نے حسد عمرو نسبت
جناب امیر کے اپنی ذات مقدس کے طرف منسوب کیا جب لشکر نصرت اثر ظفر دار سے سردار اوصیا وارد مدینہ
طیبہ ہوا تو آنحضرت نے استقبال کیا اور جناب امیر کے پیشانی کے بوسے لیے جناب امیر بسبب افراط مسرت کے
گریان ہوئے آنحضرت نے بعض اہل لشکر سے دریافت کیا کہ تمنے اپنے امیر لشکر کو کیسا پایا اونہون نے عرض کیا
کہ بہت خوب اور امر عجیب یہہ مشاہدہ کیا کہ نمازہاے وجبی مین جناب امیر قل ھو اللہ ہمیشہ پڑھتے تھے
حضرت نے سبب اسکا جناب امیر سے دریافت کیا جناب امیر نے عرض کی کہ مین اس سورہ کو بہت دوست
رکھتا ہون آنحضرت نے فرمایا کہ خدا تجھے دوست رکھتا ہی جب تو اس سورت کو دوست رکھتا ہی بعد اوسکے
آنحضرت نے فرمایا کہ یا علی مین تیرے تعریف مین کچھہ کہتا لاکن مجھے خوف ہی کہ ایک طایفہ میرے امت سے
کہے واسطے تیرے وہی جو کچھہ کہتے ہین امت عیسوی اپنی نبی کے حق مین کہ تو نکلتا کسی قوم پر مگر تیرے
قدمونکی خاک اوٹھاتی وہ اوسے تبرک کرتی فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر مین سلمان فارسی سے
روایت کی ہم مدور جناب رسولخدا کے معہ تمام مہاجر و انصار کے بیٹھے ہوتھے کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کیا کہ
یا رسول اللہ مین بنی لخم سے ہون بنی خثعم جمع ہوئے ہین اور قسمین کھائی ہین کہ مدینہ کو غارت کرین حارث
ابن مکیدہ خثعمی کو اپنا سردار مقرر کیا ہے پانسو دلیر شجاعان خثعم سے اوسکے ساتھ ہین اور پانسو
مقاتل کے برابر وہ خود شمار کیا جاتا ہی حضرت محزون ہوئے اور فرمایا کہ اے گروہ مہاجر و انصار تمنے سنا
کلام اعرابی کا جو کوئی انکا شر ہمسے کفایت کرے مین اوسکی واسطے ضامن ہوتا ہون کہ بارہ قصر بہشت
مین اوسکو دلاؤن کسینے جواب ندیا پھر حضرت نے اسکا اعادہ کیا پھر بھی جواب نہ پایا تیسری مرتبہ جب
فرمایا تو حضرت امیر داخل مسجد ہوئے اور سبب مذکورہ استفسار کیا حضرت نے کیفیت بیان کے اور کہا کہ بارہ
قصرون کا مین ضامن ہون کوئی جواب نہین دیتا جناب امیر نے فرمایا کہ پدر و مادر میری فدا ہون تم پر اے

رسولخدا

رسولخدا آپ تشریف... بارہ قصر کے فرماتی مین اون اشقیا کا مقابلہ کرتا ہون حضرت نی حال عمارت وادی الیابس
اون قصرونکا بیان کیا جناب امیرؑ امادہ کارزار ہوی تب جناب رسولخداؐ نی ڈیرہ سو آدمی مہاجر و انصار سے
حضرت کی ساتہہ کئی عباس نی کہا کہ یا رسول اللہ میری بہتیجی کو اس جمعیت قلیل سے اتنی بڑی لشکر پر بہیجتی ہو
حضرت نی کہا کہ علی اکیلا بہی اس ساری لشکر پر غالب ہی اب فتح کرکی اسیرون کو لاتا ہی بعد اسکی حضرت نی
تہیہ لشکر کا کیا اور حضرت کو حکم روانگی دیا اور جناب ماری عز اسمہ سی عرض کے کہ خداوندا محافظت کر علی
دہست و چپ و زیر و بالاسی اور فرمایا کہ خدایا خلیفہ میرا ہی اچہہ تیری غرض حضرت امیرؑ روانہ ہوی ایک منزل
چلکر رستہ گم ہوا جناب امیرؑ نی ہاتہہ آسمان کی طرف بلند کی اور عرض کیا یا هادی کل ضال ویا منقذ
کل غریق یا مفرج کل مهموم لا تقو علینا ظالما ولا تظفر بنا عدوا واهدنا الی سبیل
الرشاد حکم خدا سی بروشنی اوس آگ کی جو سم سپان لشکر سی اون پتہرون مین نکلی رستہ مل گیا
جناب رسول خدا پر سورہ والعادیات ضبحا نازل ہوا غرض جب قریب اوس کے پہونچی اور صبح طالع
ہوئی تو حضرت نی اذان کہی جب وہ مطلع ہوی اول حضرت مین اونکو یہہ گمان ہوا کہ شاید کوئی شبان یاد
خدا مین مصروف ہی جب حضرت نی فرمایا اشهد ان محمد رسول الله تب کفار نی کہا کہ یہہ شخص
اصحاب اوس ساحر سے ہی اور جناب امیرؑ کا دستور یہہ تہا کہ جبتک روز روشن نہوا اور ملائکہ ذکی نازل
نہون تب تک لڑائی نہین کرتی تہی غرض جناب امیرؑ نماز فجر سے فارغ ہوئی اور لشکر کو حکم دیا کہ نشان
کہولین جب مشرکین نی نشان کو دیکہا تو پہچان لیا کہ یہہ نشان جناب رسولخداؐ کا ہی فورًا ایک جوان کہ
بہت شجاع تہا مقابلہ مین آیا اور کہا کہ پیغمبر خداؐ آئین تو مین لڑائی کرون جناب امیر مقابلہ مین آئی اور فرمایا
کہ تو کہتا ہی کہ ساحر ہین جناب بار نے اونکو بحق مبعوث کیا ہی اوسنی کہا کہ تو کون ہے حضرت نے
کہا مین علی ابن ابیطالب پسر عم رسولخداؐ و زوج بتول با رسا ہون اوس مشرک نے کہا کہ اگر تمکو یہہ مناسبت
ہی رسولخدا سی تو خواہ تمکو خواہ اونکو قتل کرون یکسان ہے غرض طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دو
حملی ہو ہوی تیسری حملہ مین حضرت نی اوسکو واصل جہنم کیا پہر حضرت نی مبارز طلب کیا بہائی اوسکا مقابل
ہوا ایک ضرب مین وہ بہی اوسکا شریک ہوا پہر حضرت نی مبارز طلب کیا حارث ابن بکیدہ رئیس لشکر
میدان مین آیا اور رجز پڑہی فورًا جناب امیر نی اسطرف سی حملہ کیا وہ تاب مقاومت نہ لا سکا ایک ضرب شمشیر
ذوالفقار سی روح اوسکی ملک عدم ہوئی اور خود دو ٹکڑے ہوکر پڑا پہر ابن عم اوسکا عمر ابن فناک میدان
مین آیا اور بلکہ حضرت پر حملہ کیا حضرت نی عین حملہ مین ضرب شمشیر سی اوسکو گرایا اور اوسکی ابن عم پاس پہونچایا
پہر ہر چند جناب امیر نے مبارز طلب کیا کہ کوئی سامنی نہ آیا تب جناب امیر نے لشکر مخالف پر حملہ کیا مردان

جنگی قتل ہوئی بقیۃ السیف کو اسیر کیا مع غنیمت بیکران متوجہ مدینہ ہوئی جب خبر فتح حضرت رسولخدا کو پہونچی
بہت خوش ہوئی اور استقبال کو تشریف لائی ایک فرسخ مدینہ سی باہر ملاقات ہوئی اوسوقت جناب رسولخدا
غبار راہ رخسار جناب امیر سی اپنی ردای مبارک سی پونچہا اور پیشانی کو بوسہ لیکے اور فرمایا کہ یا علی
شکر کرتا ہوں میں جناب باری عز اسمہ کا کہ توسے کیا بازو میرا تجہسی جیسا کہ قوی کیا بازو موسی کا ہارون سے
جب سوال کیا موسی نے جناب احدیت سی کہ توسے کر ہارون سے بازو میرا اور شریک کر رسالت میں
اوسکو میں بہی تیرے واسطی دعا کے جناب حق سبحانہ وتعالی سے اور اوسنی عطا کی پہر متوجہ ہوئے
طرف اصحاب کے اور فرمایا کہ ملامت نکرو مجہکو محبت علی میں کہ بحکم خدا میں علی کو دوست رکہتا ہوں خدا نے
مجہی حکم کیا ہی کہ علی کو دوست رکہوں اور اپنی نزدیک رکہوں پہر فرمایا کہ یا علی تجہی جو دوست رکہی گا وہ
مجہی دوست رکہی گا اور خدا اوسکو دوست رکہی گا اور جناب باری عز اسمہ اپنی لطف سی وہ دوستان
جناب امیر کو داخل بہشت کریگا یا علی جسنی تجہی دشمن رکہا ہی اوسنی مجہی دشمن رکہا ہی اور جو کوئی مجہے
دشمن رکہی اوسنی خدا کو دشمن رکہا اور دشمن خدا سزاوار لعنت ہی لازم ہے کہ جیسا جلیس اوسکو روز
قیامت داخل نار کرے اور معاندین علی کا کوئی عمل قیامت میں قبول نکرے اور منقول ہے کہ اس
کارزار میں ایک سو بیس آدمی جناب امیر کے ہاتہ سے مقتول ہوئی فقط ــ حضرات مومنین
روایات فرار شیخین و نصرت جناب امیر المومنینؑ و نزول سورہ والعادیات وارشاد حدیث کا یقین کر لیں
لاکن احتیاطاً کتب اہلسنت سی بہی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے کہ مخالف و موالف کو مجال انکار
نرہے پس مخفی نرہی کہ ملا معین نے معارج النبوۃ میں لکہا ہی بعد از غزوہ تبوک اعرابی در جناب پیغمبر آمدہ
عرض نمود کہ قومے از اعراب در وادی الرمل مجتمع گشتہ داعیہ شبخون دارند جناب پیغمبر نشان خود را
بابوبکر صدیق دادہ او را با جماعہ فرستاد ابوبکر چون بدانجا رسید یکبار کفار از اطراف و جوانب حملہ آوردہ
سپاہ اسلام انہزام یافتند آنگاہ حضرت رسالت مآب رایتی دیگر بستہ بامیر المومنین عمر بن خطاب ارزانی داشت
و آنجناب را با طایفہ مسلمانان جہۃ تدارک آن مہم ارسال فرمود فاروق اعظم نیز بطریق صدیق اکبر منہزم باز آمد عمرو عاص
متکفل سرانجام آن امر گشت او نیز الی آنکہ مہمی پیش برد مدینہ باز گردید بعد ازان حضرت مقدس نبوی جہت جناب
ولایت مآب مرتضوی لوای عقد فرمود آنجناب را سردار طایفہ از سپاہ ظفر پناہ فرمود و فرمان داد کہ شیخین
و عمرو نیز بآن لشکر دران سفر موافقت نمایند و از استصواب شاہ کرامت پناہ تجاوز جایز ندارند و آنحضرت
تا مسجد احزاب امیر المومنین علی را مشایعت فرمود و درشان آنجناب دعاہا بکہ بر لب نا رسیدہ فاستجبنا ہا
شنیدہ بر زبان وحی بیان گذر نہیدہ بجانب وادی الرمل کوچ سبیل نمودہ و علی مرتضی کرم اللہ وجہہ متوجہ مقصد گشتند

شب پیغمبر دو روز از راه یکطرف رفته میل استراحت میکرد و چون این خبر باکر مشرکان رسید از طریقی که منتهی بقوم خود ایشان بود
پسند با شتگی در حرکت آمده منقبض بمسکن شد لشکر میرفت و عمرو عاص با جرات و مقدمات شاه علیه السلام اهتمام شمام فتح
و فیروزی نمود خواست که انهم به یابانها آورد و بعنایان باتیقن گفت که ازین راه از وحوش درندگان ایمن و ایشان
خطر هاست و مصلحت آنست که از جانب علی و وادی بر سر اعدای دین شبخون برند تیغ جانستان سفید یا نیز هی در میان
اما بسمع قبول راه نیافت آنجناب خاطر نشان ایشان نکرد که از سلوک طریق هم وادی یکدم دل از اعادی مقام منیوان
کشید و از راهی که عمرو عاص اراده نموده دست درگردن مقصود حمایل نتوان کرد و لاجرم صدیق اکبر و فاروق اعظم
دیگر سخن عمرو عاص گوش نکردند و او مضطرب شده زبان بتخویف لشکریان گشود و از متابعت شاه ولایت
پناه ایشان را نهی نمود لکن ملتفت بمقال و نشدند و امیرالمومنین علی مرتضی آن کار سوار شبهای خود طی مسافت
میفرمود و صبحی که مقارن شام خذلان مشرکان بود ناگاه بسر ایشان صمصام انتقام در ارباب کفر و ظلام
نهاد و آفتاب شجاعت تاب دیدار انوار ذوالفقار حیدر کرار بنیاد و رونق خفافیش از پرتو آفتاب فرار نمودند و خورشید نصرت
و ظفر از افق عنایت ملک داور طالع گشت سوره والعادیات ضبحا در آن واقعه نازل شده حضرت رسالت مآب اصحاب را
بفتح بشارت داد و چون امیرالمومنین علی مهام اعدای دین را بر طبق دلخواه ساخته اعلام مراجعت برافراخت و بحوالی
مدینه طیبه نزدیک رسید سرور انبیا امیران یاران را باستقبال شاه مردان مامور گردانید و خود پیش ایشان رو نهاد
و در آن وقت چشم امیرالمومنین حیدر بر حضرت پیغمبر افتاد از اسب پیاده گشت آنحضرت فرمود یا علی سوار شو که خدا
و رسول از تو راضی اند امیرالمومنین علی از غایت خوشدلی گریان شده رسولخدا فرمود که یا علی لولا اننی اشفق
ان یقول فیک طوائف من امتی ما قالت النصاری فی عیسی بن مریم لقلت فیک الیوم مقالا لا تمر
بملا من الناس الا اخذوا التراب من تحت قدمیک **بیت** چنین گفت آن فخر خیر الانام + که اندیشه
دارم ز بعضی مهام + وگرنه حدیثی ز قدر علی + همی گفتم از غایت یکدلی + که بر هر که کردی ز رفعت گذر
نهادی بجای قدمهاش سر + ز خاک قدمهاش بر داشتی + از آن آبروی دگر داشتی انتهی +

فصل ۲۴ بیچ بیان فتح مکه معظمه زادها الله شرفا و تعظیما کی شیخ مفید و شیخ طبرسی و ابن شهر
آشوب رحمهم الله نی روایت کی ہے کہ فتح مکہ ماہ مبارک رمضان سنہ ۸ ہجری مین ہوے اور احادیث
معتبرہ بھی اسپر دلالت کرتی ہین اکثرون کہا کہ ۱۳ ماہ مبارک اور بعضون نے ۲۰ تاریخ لکھی ہے اور سبب
اسکا یہہ تہا کہ جب سال حدیبیہ مین حضرت نی قریش سے صلح کی تو قبیلہ خزاعہ ان حضرت مین آئے
اور بنی کنانہ شامل قریش کے ہوی چنانچہ سابق مذکور ہوا غرض جب دو سال منقضی ہوئی تو ایک دن
ایک ملعون قبیلہ کنانہ سی ایک جگہ بیٹھا ہوا ہجو حضرت کی کر رہا تہا ایک شخص نی خزاعہ سی وہ بھی گذرا اور

اوسکو اس حرکت قبیح سے منع کیا اور کہا کہ اگر بار دیگر مرتکب اس حرکت کا ہوگا تو تیرا منہہ توڑ دونگا
وہ نابکار باز نہ آیا حمزہ عم حضرت نے اوسکو مارا ہر ایک نے اپنی قبیلہ سے نصرت طلب کی دونوں قبیلہ جمع ہوئے
بنی مخزوم بسبب حضرت انصار کے غالب آئی اور اونکو حرم محترم تک بہگایا گئی کئی آدمی بنی کنانہ کی مارے گئے
قریش نے بہی اونکی اعانت کی بعد اس واقعہ کی عمرو بن سالم خزاعی مدینہ مین بحضور جناب رسولخدا حاضر ہوا اور شعر کہے
اسی بیان کی اور اس قصہ کو نظم کیا اور اوسکی ضمن مین درج کیا کہ آنحضرت نصرت و اعانت اوسکی کرین یہہ سنکر حضرت
نے غسل کیا اور مکرر کہتی تہی کہ مین اگر اس قبیلہ کی نصرت نکرون تو نصرت کیا جاؤن غرض حضرت بیت
الشرف سی بعزم مکہ معظمہ باہر تشریف لائی اور جناب باری عز اسمہ سی دعا کی کہ بی اطلاع قریش کے مین داخل
مکہ ہون یعنی قریش کو میری قصد و حرکت سی ہرگز اگاہی نہو علی بن ابراہیم و شیخ مفید و شیخ طبرسی
وغیرہ علمانے باسانید معتمدہ روایت کی ہی کہ حاطب ابن بلیعہ نے مسلمان ہو کی جانب مدینہ ہجرت کی تہی اور
اہل و عیال اوسکی مکہ مین مقیم تہی چونکہ قریش حضرت سی خائف رہتی تہی لہذا چند نفر قریش باہم متفق ہو کر
اوسکی عیال کے پاس آئی اور بنام حاطب خط لکہوایا کہ آیا جناب رسولخدا ارادہ مکہ کا رکہتی ہین یا نہین جب
خط مدینہ مین پہونچا تو اوسنے جواب مین لکہا کہ فی الحقیقت حضرت عازم مکہ ہین اور خط کو مصحوب سارہ معتقہ ابولہب
روانہ کیا اثنا مین حضرت جبرئیل نازل ہوئی اور اس حال سی حضرت کو مطلع کیا اور حضرت نے جناب امیر اور زبیر
ابن العوام کو بطلب خط و گرفتاری قاصد روانہ فرمایا جب وہ اس تک پہونچی اوسنے رونا شروع کیا اور قسمین
کہائین کہ نامہ میری پاس نہین اور خط کو اوسکی پاس تلاش بہی کیا لاکن نہ پایا زبیر نے کہا کہ یا علی خط بہی اوسکی
پاس نہین اور یہہ قسمین بہی کہاتی ہے چلو پہر چلین جناب امیر نے ارشاد کیا معاذ اللہ یہہ پیغمبر خدا نے خبر دی
ہی نہ جناب رسولخدا نے وحی پر افترا باندہا ہی اور نہ وحی نے جناب باری عز اسمہ پر ضرور اسکی پاس خط
ہی یہہ فرماکے حضرت نے تلوار میان سی لی اور کہا کہ خط حوالی کر ورنہ ابہی تجکو قتل کرتا ہون تب اوس ضعیفہ
نے اپنی بالون سی خط نکال دیا غرض جناب امیر نے خط کو حضرت کی خدمت مبارک مین پہونچایا حضرت
بہت خوش ہوئی اور منبر پر تشریف لیگئی اور خط حضرت کی پاس تہا بعد حمد و صلوۃ جناب باری عز اسمہ کے
فرمایا کہ مینی جناب احدیت سی سوال کیا تہا کہ میری خبر قریش سے پنہان رکہی ایک شخص نے تم مین سے
حال میری عزم کا جانب مکہ کی لکہا ہے اسوقت صاحب خط اقرار کری ورنہ وحی خدا سی رسوا ہوگا کسینی
کچہ جواب نہ دیا حضرت نے پہر اعادہ اسی کلام کا فرمایا اوسوقت حاطب ابن بلیعہ لرزتا ہوا سامنی آیا اور عرض
کی مین منافق نہین ہوا ہون اور شک آپکی نبوت مین ہرگز مجکو نہین حضرت نے فرمایا کہ پہر تو نے کیون
اہل مکہ کو خبر لکہی اوسنی کہا کہ اہل میری مکہ مین تنہا ہین مبادا قریش اونکو تباہ کرین لہذا مینی چاہا کہ اونکے

دشمن کچھ احسان کرون تاکہ ضرر میری عیال کو نہ پہونچا بین بعد اسکی یہہ حرکت ناشایستہ ظہور مین آئی اونکی بیت یک مستغفر
نی اوس سے بہی زیادہ منافق تہا عرض کیے کہ اگر حکم ہو تو مین اسکی قتل کرون حضرت نی فرمایا کہ کیونکہ
یہہ بدری ہے شاید یہہ تائب ہوا اور جناب باری عز اسمہ اسکی توبہ قبول فرماتی مگر اسکو مسجد سے نکالا اور
لوگ اوسکو مسجد سے ہٹاتی تہی اور وہ بار بار پیچہی پہر کر دیکہتا تہا کہ شاید حضرت معاف کرین آخر حضرت
نی فرمایا کہ اسکو بلالو نہ ماننا ہوا توبہ اوسکی قبول کیے اور استغفار اوسکی واسطی کیا اور فرمایا کہ پہر لیا کام
مگر اب خداتعالی نے یہہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء آخر
الآیات اور شیخ طبرسی نے جناب صادق سے روایت کی ہی کہ جب ابن قبیلہ خزاعہ ہی کہا تو قتال واقع
ہوا تو اوسوقت ابوسفیان شام مین تہا اوسنی وہان یہہ معرکہ سنا وہانسی مراجعت کی
اور مدینہ مین آیا اور آنحضرت سی تجدید عہد کی درخواست کی حضرت
نی ارشاد کیا کہ کوئی مکر جدید کیا ہی جو طالب عہد جدید ہوا ابوسفیان نی کہا کہ نہین حضرت نی ارشاد کیا کہ ہم
اپنی اوسی عہد پر قایم ہون غرض جو اوسکی ہمراہ تہے شخص کہتا پہرا لاکن کسینی قبول نکیا آخرکار جناب امیر کی خدمت
مین حاضر ہوا اور کہا کہ چارہ کار رہا ہی اب کوئی تجویز ارشاد کیجیی حضرت نی فرمایا کہ تو بزرگ قریش ہے
بر در مسجد باواز بلند کہدی کہ مینی قریش کو امان دی اور اپنی تئین فوراً مکہ مین پہونچا ابوسفیان نے
دروازہ مسجد پر باواز بلند کہا کہ مینی امان دی قریش کو غرض جب مکہ مین پہونچا لوگون استفسار کیا
کہ تو نی مدینہ مین کیا کیا اوسنی کہا کہ مینی جس سے گفتگو کے کسینی جواب ندیا الا علی ابن ابیطالب آکے
نزدیک میرے حقیقت یہہ مناسب معلوم ہوا چنانچہ اسیطرح کیا قریش نے یہہ سنکی کہا کہ جناب امیر نے
تجہسی مطایبہ کیا تو قریش کو امان دینی والا کون ہے القصہ جناب رسولخدا روز جمعہ دوسری تاریخ
ماہ مبارک کے مدینہ سی بعزم مکہ بعد نماز عصر باہر تشریف لائی اور ابولبابہ ابن عبدالمنذر کو مدینہ مین خلیفہ
کیا اور روسا قبایل کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ مکہ مین مع اپنی اپنی جمعیت کی حاضر ہون — اور جناب
امام محمد باقر سی منقول ہے جب حضرت متوجہ مکہ ہوئی تو لوگ صایم تہی جب کراع الغمیم مین پہونچی تو
ارشاد کیا کہ اہل لشکر روزہ افطار کرین بعض نی افطار کیا اور بعض نے افطار نکیا غیر مفطرین کا نام
عاصی رکہا گیا پس اونکی اولاد اور وہ عاصی ہین تا روز قیامت اور فرمایا کہ ہم خوب پہچانتی ہین
اونکی اولاد کو اور حضرت رسولخدا نی وہانسی کوچ کیا اور مرالظہران مین پہونچی اور قریب دس ہزار
نفر کے خدمت باسعادت مین حاضر تہی اور چارسو سوار لشکر مین تہی باقی رجل اور خداتعالی نے
نی خبر آنحضرت کے قریش سے مخفی رکہی تہی پس اوس شب کو ابوسفیان اور حکیم ابن حزام و بدیل ابن

و زوقہ لکہ سی واسطی دریافت خبر آنحضرت کی نکلی اور عباس ابن عبد المطلب مع ابو سفیان بن الحارث و
عبد اللہ ابن ابی امیہ بمنزل ثنیہ العقاب خدمت جناب رسولخدا مین حاضر ہوتی تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ جب
عباس قریب خیمہ رسولخدا کی پہونچی تو زیاد ابن اسید کہ رئیس پاسبانون کا تہا اوسنی عباس کو منع نکیا
اجازت جانی کے دی اور ابو سفیان اور عبد اللہ کو حضرت کی خیمہ ؐ داخل ہونے سی منع کیا عباس جب
داخل ہوئی بعد سلام عرض کیا کہ آپکا ابن عم و ابن عمہ حاضر ہین حضرت نی فرمایا کہ مجھی اونکی کچہ احتیاج
نہین میرا ابن عم وہی ہے جو مکہ مین کہتا تہا کہ ہم تب ایمان لائینگے جب ایک چشمہ جاری ہو اور
گہر سونی کا بن جاوی یا تو آسمان پر چلا جاوی یہہ سنکی عباس خیمہ ؐ سے نکلی شفاعت اونکی کے اور عرض
کی کہ اب وہ توبہ کرتی ہین ایسا نہو کہ آپکی احسان سے محروم رہین ابو سفیان بن الحارث نی آواز دے
کہ یا حضرت ہماری واسطی ایسا کیجئی جیسا یوسف نی اپنی بہائیون کے حق مین کیا حضرت نی اونکو بروبرو
طلب کیا اور توبہ اونکی قبول کی غرض جب حضرت قریب مکہ کے پہونچی تو عباس نے اپنی دلمین سوچا
کہ اگر بغیر دیئی امان کی قریش کو حضرت داخل مکہ ہوئی تو سب قریش ہلاک ہونگی اسلئی سواری استر سفید لشکر سی
باہر نکلی کہ شاید کوئی باشندہ مکہ کا ملجاوی تو اوسی روساء قریش کے پاس بہیجین کہ آنحضرت سے امان طلب
کرو اسی اندیشی مین چلی جاتی تہی کہ قریب ابو سفیان وغیرہ کی جو تجسس نکلی تہی پہونچی ابو سفیان بدیل سی کہتا تہا
کہ یہہ آگ بہت سی جو نظر آتی ہی اسکا کیا سبب ہی بدیل نے کہا کہ شاید قبیلہ خزاعہ ہو ابو سفیان نے کہا کہ آگ
اوس سے زیادہ ہی شاید قبیلہ تمیم مع ربیعہ کے ہو کہ اس عرصہ مین عباس نے کہا کہ ای ابو سفیان اسنی
جواب مین کہا کہ مان باپ میری فدا ہون تمپر ای عباس یہہ آگ کیسی عباس نے کہا کہ یہہ رسولخدا ہین جو جمعیت
دس ہزار اہل اسلام کی بعزم مکہ تشریف لای ہین ابو سفیان نی کہا کہ اب کیا تدبیر ہے عباس نے کہا کہ تدبیر
یہہ ہی کہ میرے ساتھہ چل اور رسولخدا سی امان طلب کر غرض اوسکو اپنی ساتھہ سوار کیا اور متوجہ لشکر سعادت
اثر ہوئی اور لشکر مین ہر گروہ و قبیلہ کے لوگ اونکو نہ روکتی تہی بلکہ کہتی تہی مرحبا نعم العم النبی غرض
جب دروازہ خیمہ عمر ابن الخطاب تک پہونچی اوسنی کہا کہ ای دشمن خدا اب تو ہماری ہاتہہ مین آگیا ہے
اب ہرگز تجھکو نچہوڑینگے یہہ کہکی جانب خیمہ جناب رسولخدا بجلدی روانہ ہوا اور عباس مع ابو سفیان بہی
جلد پہونچی عمر نے عرض کیا کہ یا رسولخدا ابو سفیان آپکی پاس آیا ہے حکم ہو تو مین قتل کرون حضرت
خاموش رہی عباس سے منقول ہے کہ مین قریب سر مبارک حضرت کی بیٹہا اور عرض کی کہ بابی انت
و امی یہہ ابو سفیان ہے مین اسکو امان دی چکا ہون حضرت نی ارشاد کیا کہ اسکو آج کی دن لیجا ابو سفیان
داخل خیمہ ہو کے نہایت ذلت و خواری سے حضرت کی روبرو کہڑا ہوا حضرت نی ارشاد کیا کہ ای ابن الحرب

وہ وقت نہین آیا کہ تو گواہی دی بوحدانیت خدا اور میرے پیغمبر ہے کے ابوسفیان نے کہا فدا ہون
مین آپ پر آپ بہت حلیم و کریم اور بجالانی والی صلہ رحم کے ہین اگر خدا کا کوئی شریک ہوتا تو بروز جنگ
ہماری ضرور اعانت کرتا مگر آپ کے رسالت مین مجھی البتہ شک ہی عباس نے کہا کہ اگر اقرار شہادتین نکریگا
ابہی قتل کیا جائیگا تب ابوسفیان ملعون نے بخوف جان کہا کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور آواز
اوسکی کانپتی تہی اور زبان لکنت کرتی تہی اوسوقت ابوسفیان نی عباس سے کہا کہ اب لات و عزی کے ساتھ
کیا معاملہ کرون عباس نے کہا کہ اوسنی بیزار ہو ابوسفیان نے کہا کہ اے عباس تو بہت ہرزہ گو ہی پہر آنحضرت
نی عباس سے کہا کہ اوسے لیجاؤ اور اپنی پاس رکہو صبح کو پہر حاضر کرنا منقول ہے کہ وہ شقی خیمہ عباس مین
آیا نہایت پشیمان ہوا اور کہتا تہا کہ مینی اپنی تئین خود بلا مین ڈالا اگر مکہ مین جاتا قبایل عرب کو واسطی قتال
حضرت کے جمع کرتا ممکن تہا کہ مین اہل اسلام پر غالب آتا پس آنحضرت نی باعجاز نبوی اپنی خیمہ سے
باآواز بلند ارشاد کیا کہ اگر ارتکاب اس امر کا کرتا تو مخذول و منکوب ہوتا اور خدا تعالی ہمارا ناصر و معین ہے
غرض جب صبح طالع ہوئے اور بلال نے اذان کہی ابوسفیان نے کہا ای ابوالفضل یہہ کیا آواز ہے
عباس نے کہا کہ یہہ موذن جناب رسولخدا کا ہی واسطی نماز کے لوگون کو طلب کرتا ہے چل تو بہی وضو
کرکے شامل جماعت ہو پس اوسنی وضو تعلیم کیا وہ وضو کرکے شامل نماز ہوا جب حضرت کے روبرو
پہونچا تو حضرت مشغول وضو تہی اور مسلمان تبرکًا آب وضو لیتی تہی ابوسفیان نی کہا کہ کبہی نہین دیکہا
کہ ملوک عجم و قیاصرہ روم کے بہی لوگ ایسی تعظیم کرتے ہون غرض جب نماز سی فارغ ہوی تو عباس نے
ابوسفیان کو حاضر کیا ابوسفیان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ مجھی رخصت مکہ کی عنایت ہو کہ
مین قریش کو ڈراؤن اور دعوت کرون طرف اسلام کی حضرت نی رخصت فرمایا تب عباس سے کہا کہ لوگون
کو کیا بتلاؤن کہ مطمین ہون حضرت نی کہا کہ جو کوئی ادای شہادتین کرے اور جنگ سی باز رہے اوسکو
امان ہے اور جو کوئی کعبہ کے پاس بیٹہی اور سلاح اوسکی پاس نہوے وہ بہی مامون ہے عباس نے
کہا کہ یا رسول اللہ ابی سفیان اپنی ناموری کو دوست رکہتا ہی اور وہ چاہتا ہی کہ کسی شرف کی ساتھ
اسکو خاص فرمائیے حضرت نی فرمایا کہ جو شخص داخل خانہ ابوسفیان ہو اوسکو بہی امان ہے اور جو کوئی اپنی گہر
مین دروازہ بند کرکے بیٹہی اوسکو بہی امان ہے غرض ابوسفیان روانہ مکہ ہوا تب عباس نی عرض کے
کہ ابوسفیان مکار عرب ہی اور لشکر کو اوسنی متفرق دیکہا ہی مبادا ابہی تک اوسکی دلمین فریب ہو حضرت نے
فرمایا کہ اسکو تنگ رستہ پر متوقف کرو کہ سب لشکر کو وقت مرور دیکہی تب ابوسفیان سے جا ملی
ابوسفیان نی کہا کہ ای بنی ہاشم آیا مکر کرتی ہو مجہسی عباس نے کہا تجہی معلوم ہوگا کہ مکر کرنا ہمارا شیوہ نہین

لاکن ایک ساعت توقف کرتا کہ فوج کو ملاحظہ کرے پس گروہ گروہ ہر طرف سے آتی تہی اور وہ دیکھتا تہا تا آنکہ
ہر طرف خالد ابن ولید مع بہت سی مسلمانوں کے آیا ابوسفیان نے پوچھا کہ یہہ کون ہے عباس نے
کہا کہ تمہارے ولید کا بیٹا ہی بعد اوسکی زبیر ابن العوام مع قبیلہ جہنیہ و سلیم داخل آیا اور گذر اتا یکہ
پرچم نصرت شمیم جناب رسولخدا پاس سعد بن عبادہ سید الانصار کے نمودار ہوا اور ساتھ اوسکی عساکر
مہاجر و وجوہ انصار کہ سب نے دریای آہن میں غوطہ مارا تہا اور آنکہونکی سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تہی ابوسفیان
نے پوچہا کہ یہہ کون ہیں عباس نے کہا کہ یہہ مہاجر و انصار ہیں کہ ہمرکاب جناب رسولخدا آتی ہیں ابوسفیان
ملاحظہ لشکر سے حواس باختہ تہا اس اثنا میں جب قریب پہونچی سعد نے ابوسفیان سے کہا کہ ای ابوسفیان آج
دن جنگ کا ہی اور قبیلہ اوس و خزرج اپنی کشتوں کا انتقام لیگی ابوسفیان یہہ سنکی سراسیمہ ہوا
اور قریب حضرت کی آیا اور بوسہ رکاب سعادت کو دیکر کہا کہ سعد ایسا بیان کرتا ہے حضرت نے فرمایا
کہ ایسا نہوگا اور جناب امیر کو حکم دیا کہ علم سعد سے یہہ لیکے برفق و مدارا داخل مکہ ہوں اور اوسدن حکیم بن
حزام و بدیل بن ورقہ مسلمان ہوئی غرض ابوسفیان گھوڑا دوڑا کے داخل مکہ ہوا اور گرد لشکر فیروز
اثر بہار روشنی بلند ہوتی تہی اور قریش کو حضرت کی تشریف اوری کی اطلاع نہ تہی ابوسفیان براہ
معلی داخل مکہ ہوا قریش اوسکی استقبال کو آئی اور استفسار کیا کہ یہہ غبار کیا ہی ابوسفیان نے
کہا کہ رسولخدا مع لشکر بسیار آتی ہیں بعد اوسکی باواز بلند کہا کہ ای آل غالب اپنی گہروں کی
طرف بہاگو جو کوئی میری گہر میں چہپیگا اوسکو امان ہے جب ہند نے یہہ خبر سنی بہت ناخوش
ہوئے اور لوگوں کو اشارے بطرف جنگ و جدال کرتی تہی اور کہتی تہی کہ اس پیر خبیث یعنی
ابوسفیان کو قتل کرو خدا لعنت کرے اوسی کیا بری خبر لایا ہی ابوسفیان نے کہا کہ افسوس تجہہ پر
ای ہند میں ایسا سامان دیکہا ہی کہ عنقریب بادشاہان روم و عجم و ملوک کندہ و حمیر اسلام لاوینگے
اور خاموش رہ کہ حق غالب ہی اور بلا قریب پہونچی ہے خلاصہ حضرت رسولخدا مع الخیر والظفر داخل
ہوئی اور حکم دیا کہ کسیکو قتل نکریں بغیر چند آدمیوں کے یعنی مقیس ابن صبابہ و عبد اللہ ابن سرح
و عبد اللہ ابن خطل اور دو عورتیں گانے بجانے والی اور فرمایا کہ ان لوگونکو قتل کرنا اگرچہ
استار کعبہ سے چہپیدہ ہوں پس سعید ابن حریث نے ابن خطل کو قتل کیا اور مقیس بازار میں مارا گیا
اور عبد اللہ ابن ابی سرح عثمان ابن عفان اموی کے پاس بسبب قرابت قریبہ کے جا چہپا ایک
عورت مغنیہ روپوش ہوئی اور دوسری عورت مع حویرث ابن نقیل جناب امیر کے ہاتہہ سے مقتول
ہوئے امین الاسلام نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا روز فتح

معظمہ ... [illegible] ... کیا کہ کلید کعبہ کس کی ... [illegible] ... لوگون نے عرض کیے کہ ... شیبہ ... [illegible] ... پاس

حضرت نی شیبہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ اپنی مادر سی کلید کعبہ لیکی حاضر کرے جب ماں اوسکی نے
یہہ پیغام سنا تو کہا کہ جناب رسولخدا سی کہدے کہ ہماری مردونکو تمہی قتل کیا اب چاہتی ہو کہ کلید جو
موجب فخر و مباہات ہمارے کا ہی ہمسی لیلو حضرت نی ارشاد کیا کہ کلید دیدی ورنہ قتل کیجائیگی پس
اوسنی مفتاح اپنی بیٹی کے ہاتہہ ارسال کی جب مفتاح حضرت کی پہونچے تو حضرت نے عمر ابن
الخطاب سے کہا کہ تو میرے تکذیب کرتا تہا اور خواب کو جہوٹ جانتا تہا یہہ ہے تعبیر میری خواب کے
کما قال اللہ عز وجل لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام
الی آخر الایات پس حضرت نی قفل کہولا اور داخل کعبہ ہوئے بعد اوسکی شیبہ کو طلب فرمایا اور مفتاح
اوسکی حوالے کے اور فرمایا کہ اپنی ماں کے سپرد کر دے کہ تمہارے پاس رہے گی تا حال کلید دار
کعبہ متعلق اولاد شیبہ کے ہی جب صاحب الامر اپنی وجود مسعود سی تقصد اور امر الہیہ علی الاعلان فرما کے
آثار بدع اور اہوا کو محو کرینگی تو مفتاح کعبہ بنی شیبہ سے انتزاع فرمائین گے اور اونکی ہاتہہ کاٹ کے
لٹکا دیے جائینگی کہ وہ لوگ دزدان کعبہ ہین اور اوس زمانہ مین حضرت نی جو کلید نہین لے یہہ ایسا ہی تہا
جیسی خانہ کعبہ کو اصل بنای ابراہیمی پر نہ بنا سکی اور وجہ اسکی خود حضرت نی ارشاد کی ہے مولف کہتا ہے
سنہ ۱۲۹۰ ہجریہ تک کلید کعبہ بنی شیبہ کے ہاتہہ مین ہے اور اونکی خاندان مین ایکدو ہوتی چلی آتے
ہین اور یہہ معجزہ ہی کہ حضرت نی جو ارشاد کیا تہا کہ اب تمہارے پاس رہے گے سو اثر اوسکا اب تک موجود ہے
یعنی اونکی خاندان مین ہے ثقۃ الاسلام نی روایت کی ہے کہ جب حضرت داخل کعبہ معظمہ ہوی کچہ تصویرین
خانہ کعبہ مین قریش کے بنائی ہوی ملاحظہ فرمائین حضرت نی حکم دیا کہ وہ محو کی جائین ایسا ہی ہوا تب حضرت
دہلیز کعبہ پر کہڑے ہوئے اور دونو بازو چوکہٹ کی تہام کے فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وهزم الاحزاب وحدہ کیا کہتی ہو اور کیا گمان ہے تمہارا اوس وقت
سب صنادید قریش جو ہمیشہ حضرت کو آزار دیا کرتی تہی حاضر تہی اونکو یہہ گمان ہوا کہ سب قتل کی جائینگی
جب اونہون نی آنحضرت سے یہہ سنا تو سب نی کہا کہ گمان آپ سی نیکی کا ہی اور برادر کریم و ابن عم
کریم جانتی ہین حضرت نی فرمایا کہ مین کہتا ہون تمکو وہی قول جو کہا میری بہائی یوسف نی اپنی بہائیون
کو جس وقت قادر انتقام پر تہی لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وهو ارحم الراحمین پہر فرمایا
کہ جناب باری عز اسمہ نی مکہ کو محترم کیا تہا جسدن کہ زمین و آسمان پیدا ہوی پس وہ محترم ہے بحرمت
خدا تا روز قیامت صید و شکار اسکی حدود مین جائز نہین اوسکی درختون کو قطع نہین کرنا چاہی اور

کہاس کو نہ چھیلنا چاہیئے اور لقطہ وہان کا اٹھانا جائز نہین مگر اوس شخص کو جو اوسکو مشہور کرے
اور صاحب مال تک پہونچا دے مگر اذخر جو واسطے سقف گھرونکی اور قبرون کے بکار ہو بروایت ثانی حضرت
نے ارشاد کیا کہ مکہ حرم خدا ہے حلال نہین کہ اسمین کوئی بارادہ جنگ داخل ہو اور نہ پہر کسی پر داخل ہونا حلال
ہوگا اور میرے واسطے بھی صرف اسی ساعت داخل ہونا بعزم حرب حلال ہوتا تہا بطرق متعددہ جناب صادقین
سے منقول ہے کہ اسی خطبہ مین فرمایا حضرت نے کہ ایہا الناس حاضرین غائبین کو اطلاع دین کہ خدا
تعالے نے تم لوگون سے برطرف کیا نخوت جاہلیہ و تفاخر نسب کو تحقیق تم سب حضرت آدم کی اولاد ہو اور
حضرت آدم کے قالب اجزای ارضی ہین جو شخص محرمات شرعیہ سے زیادہ اجتناب کرتا ہے وہ نزدیک خدا
تعالے کے گرامی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم اور جو کوئی اطاعت اوامر الہیہ کے زیادہ بجالاوے
وہی بہتر ہے جس شخص کے اعمال حسنہ کوتاہی کرینگی نسب اوسکی کام نہ آئیگا جو خون کہ ایام جاہلیہ
مین کرایا گیا ویا جو کینہ و عداوت سابقہ ہے اوسکو مینے باطل کیا تا روز قیامت یعنی اب اوسکا عوض نہین اور
خدمت کعبہ و سقایت حاجیان جسکی متعلق تہی بدستور رہیگے اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے
کہ پہر خطاب کیا بجانب اہل مکہ تم بہت بری ہمسایہ تہے واسطے اپنے پیغمبر کے کیونکہ تمنے تکذیب کی میرے
اور مجہے مکہ سے نکال دیا اور ذلیل سمجہا مجکو اور باین ہمہ راضی نہوے بلکہ بارادہ حرب پیکار میرے
بلاد مین آئے اور مجہسے جنگ کے اور ہر مرتبہ لڑائی سے بہاگ کے آئے پس اب جاؤ کہ مینے تمہین آزاد
کیا قریش اوسوقت ایسی تہی جیسے مردہ ہو یہ سنکے سب مین جان آئی گویا زندگی دوبارہ پائی پس مسلمان ہوے
اور بیعت آنحضرت سے کی شیخ سعید اور قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ مسجد الحرام مین تین سو ساٹھہ
بت رکہے ہوے تہے پس حضرت نے ایک کفدست سنگریزون کے اوٹہائے اور اون اصنام کیطرف پہینکی
اور فرمایا جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا پس باعجاز آنحضرت سب اصنام زمین
پر گر پڑے تب فرمایا کہ بیرون مسجد پہینک دئے جاوین اور جناب امیر المومنین ؑ کو اپنے دوش مبارک
پر جگہ دی کہ جناب امیر نے بلند ہو کے بعض اصنام کو جو بلند تہے گرا دیا اور یہی معنی ہین شعر کاشی کے
شعر گر بدے بالاتر از عرش برین جای دگر * گفتمی کانجاست جایت یا امیر المومنین * اور بت
شکنی جناب امیر کے اور بلند ہونا دوش مبارک پر کتب معتبرہ اہلسنت مین موجود ہے چنانچہ ابن
ابی شیبہ و ابو یعلی و احمد ابن حنبل و ابن جریر و حاکم و خطیب بغدادی نے اپنی اپنی تصانیف مین
اخراج اس روایت کا کیا ہے اور نسائی نے کتاب خصائص مین اس روایت کو اخراج کیا ہے اور سیوطی
نے جمع الجوامع مین اور متقی نے کنز العمال مین ان روایات کو وارد کیا ہے اور ولی اللہ پدر عبد العزیز

نی کرحال ونکی تعصب کا ناظرین کتب کلام پر مخفی نہین ازالۃ الخفا مین اس قصہ کو نسا ہی سے نقل کیا ہے
اور خود شاہ عبد العزیز نے تحفہ مسروقہ مین ایک طور سے انکار کیا ہی اور اوسکی حاشیہ مین صحت
اس قصہ کا اقرار کیا ہی اور عبارت اوسکی یہہ ہے و اہلسنت این قصہ را از کتاب خطیب خوارزمی
و زعفرانی و کتاب الانتقاب سیرازی و ابن مندہ و ابن مردویہ و ثعلبی و جرجانی روایت میکنند لکن
دران روایات این لفظ وارد نیست کہ تو بار مرا نتوانی بر داشت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال انتہی اب یہان
سی ثابت ہوا بطلان مزعوم نصر اللہ کابلی و یوسف واسطی و خود شاہ صاحب کا متن تحفہ مین و الحمد
للہ رب العالمین رجعنا الی القصہ خلاصہ جب وقت نماز ظہر کا ہوا تو بلال نے بام کعبہ پر جا کی اذان
کہی عکرمہ ابن ابی جہل نے کہا کہ مجہی اچہا نہین معلوم ہوتا کہ بام کعبہ پہ باواز بلند فریاد کی جائی اور خالد
ابن اسید نی کہا کہ الحمد للہ کہ ابو عتاب باپ میرا زندہ نہین ورنہ اوسکو بہی بنا چار سے یہہ آواز سنی
پڑتی اور سہیل بن عمرو نے کہا کہ یہہ کعبہ خدا ہی اگر خدا تعالی چاہے گا تو یہہ آواز ہر طرف ہو جائیگی
ابو سفیان نے کہا کہ مین کچہ نہین کہتا مین ڈرتا ہون کہ دیوارین بہی محمد کو اطلاع کر دینگے
حضرت ان سب اقوال سے باعجاز نبوت آگاہ ہوی اور سب کو طلب فرمایا اور ہر ایک کے تقریر سے
اونکو مطلع کیا خالد نی عرض کی یا رسول اللہ مینی بیشک کہا ہی لاکن اب استغفار کرتا ہون اور نادم
ہون یہہ کہکر توبہ کی اور مسلمان ہوا پس حضرت نی اس خالد کو مکہ کا عامل قرار دیا - منقول ہے
کہ روز فتح مین آدمی لشکر اسلام سی جو راستہ بہول گئی تہی مشرکون کی ہاتہہ سی ماری گئی سید رضی الدین علی
ابن طاوس حسنی رضی اللہ عنہ نی روایت کی ہے کہ جب حضرت داخل مکہ ہوی حجر اسمعیل مین تین سو ساٹھہ
بت رکہی ہوی تہی حضرت جسکی پاس سے گذرتی تہی اوسکی عصا مارتی تہی اور آیہ جاء الحق الایہ کی تلاوت فرماتے تہے
وہ بت خود بخود زمین پر گر پڑتا تہا اور اہل مکہ پوشیدہ کہتی تہی کہ ہمنی ایسا ساحر نہین دیکہا ہی جناب صادق و جناب
امام محمد باقر سے منقول ہے کہ روز فتح جناب رسولخدا کوہ صفا پر تشریف لیگئی اور فرمایا کہ ای اولاد ہاشم و عبد المطلب
مین رسولخدا ہون طرف تمہاری یہہ نہ خیال کرو کہ مین تم مین سے ہون اور بدین خیال مرتکب امور غیر مرضیہ کے
ہو قسم ہے خدا کی کہ نہین ہین دوست میرے تم مین سے یا غیر تم مین سے مگر پرہیزگار لوگ ایسا نہو کہ
روز قیامت دنیا تمہارے گردنون پر ہو اور غیر لوگ آئین اور ثواب آخرت اونکی واسطی ہو اب کوئی عذر
واسطی تمہارے باقی نہین اعمال میرے واسطی میرے ہین اور اعمال تمہاری واسطی تمہارے تمہارے
اعمال کا مواخذہ مجہسی نکیا جاویگا اور علی ابن ابراہیم نی جناب صادق سی روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا
روز فتح مکہ مسجد الحرام مین بیٹہ گئی اور لوگون سے بیعت لی نماز عصر تک بعد اسکی زنان مکہ واسطی بیعت کے

حاضر ہوئین جناب باری عز اسمہ نے یہہ آیت نازل فرمائین یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک
علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادہن ولا یاتین ببہتان یفترینہ بین ایدیہن
وارجلہن ولا یعصینک فی معروف فبایعہن واستغفر لہن اللہ ان اللہ غفور رحیم
یعنی ای رسول خدا جسوقت کہ آئین طرف تیری زنان مومنہ کہ بیعت کرین ساتھہ تیری اوپر اسکی کہ شریک نکرین
ساتھہ خدا تعالی کے کسی چیز کو اور چوری نکرین اور زنا نکرین اور قتل نکرین اپنی اولاد کو اور نہ لائین ایسا
بہتان کہ افترا کیا ہوا ہوون نے اپنی ہاتھوں سے اور پانوں سے یعنی فرزند دوسرے کا اپنی شوہر
سے ملحق نکرین اور نا فرمانی تیری نکرین جسکا ارشاد کرے تو بس بیعت لی اونسے اور طلب امرزش
کی کر واسطی اونکی خدا تعالی سے تحقیق کہ خدا تعالی بخشنی والا ہی اور مہربان ہے جب حضرت نے
ان آیات کی تلاوت کی اون عورات پر تو ہند زن ابی سفیان مادر معاویہ نے کہا کہ ہمنی اپنی بیٹی پرورش کرکے
بڑی بڑی کئے اور آپ نی اونکو قتل کیا اور ام حکیم بنت الحارث بن ہشام نے کہ زن عکرمہ ابن ابی جہل تہی عرض
کی کہ یا رسول اللہ وہ کون معروف ہی کہ خدا تعالی نے ہمکو حکم کیا ہی کہ اوسمین معصیت اپکی نکرین حضرت نی ارشاد
کیا کہ مصیبت مین طمانچہ اپنی مونہہ پر نہ مارو اور خراش نہ دو اور بال سر کے نوچو اور گریبان کو چاک نکرو
اور کپڑے سیاہ نہ پہنو اور واویلاہ نکہو پس ان شرطون پر زنان مکہ نی بیعت کی عورتون نی عرض کی یا حضرت
ہم آپسی کسطرح بیعت کرین حضرت نی فرمایا کہ مین ہاتہہ تمہاری ہاتہہ تک نہین پہونچا سکتا اسواسطہ کاسہ آب طلب
کیا اور دست مبارک اوسمین ڈال دیا اور نکالا بعد اوسکی اوس کاسہ کو عورات مین بہیجا اور ارشاد کیا کہ تم
اپنی ہاتہہ اس کاسہ مین ڈالو وہی ہے بیعت تمہاری جناب صادق نی فرمایا ہی کہ دست طاہر جناب رسولخدا
اس سے پاکیزہ تر تہا کہ زنان نامحرم کے ہاتہہ تک پہونچی اور امین الاسلام نی نقل کیا ہی کہ جب جناب
رسولخدا نی ارشاد کیا کہ شرک نکرنا تو ہند زن ابی سفیان نی کہا کہ ہمسی آپ ایسی شرط مقرر کرتی ہین کہ جسکا مردون
نی اب تک اقرار نہین کیا ہی یہہ تعریض ہند کے ابوسفیان پر تہی جب حضرت نی کہا چوری نکرنا ہند نے
کہا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے اور مینی بہت سی چیزین اوسکی مال سے لی ہین مین نہین جانتی کہ وہ حلال
کرے گا یا نہین ابوسفیان بہی وہان حاضر تہا اوس نے کہا کہ جو کچہ تو نی لیا ہی وہ سب معاف ہی حضرت
متبسم ہوی اور فرمایا کہ تو ہند بنت عتبہ ہے اوسنی کہا کہ ہان لاکن اب عفو کیجی جو گذرا خدا تعالی آپ سے
عفو کرے پہر حضرت نی فرمایا کہ زنا نکرو ہند نی کہا کہ آیا زن حرہ کبہی زنا بہی کرتی ہے ایک منافق مشہور جو
اوسوقت موجود تہا یہہ سنکر ہسا مدین عتبار کہ ایام جاہلیت مین اوسکو ہند سی اتفاق ہوا تہا علاوہ
بران ہند زنان مشہور بالزنا سے تہی اور معاویہ بہی اسیطرح پیدا ہوا تہا کما فی کتاب المثالب الکلبی پہر حضرت نی فرمایا

کہ اپنی اولاد کو قتل نکرو چونکہ حنظلہ پسر ہند جنگ بدر مین جناب امیرؑ کی ہاتھہ قتل ہوا تہا ہند نی کہا کہ ہمنی اپنی اولاد
کو جوان کیا تہا آپ نی اونکو قتل کیا پہر حضرت نی ارشاد کیا کہ فقر اکرو ہند نی کہا فقرا قبیح ہی اور آپ امر
نہین کرتے ہمکو مگر طرف رشد و صلاح و اخلاق پسندیدہ کی حضرت نی فرمایا کہ عصیان نکرو ہند نی کہا فی الفعل
ارادہ عصیان کا نہین آپکی خدمت مین حاضر ہین ابن شہر آشوب نی روایت کی ہے کہ روز فتح عثمان ابن
ابی طلحہ عبدری کلید کعبہ لیکی بام پر چلا گیا لوگون نی اوس سے کہا کہ جناب رسولخدا نے تجہسی مفتاح کعبہ طلب کی
ہین اوسنی جواب مین کہا کہ اگر مین اونکو رسولخدا جانتا تو ہرگز دریغ نکرتا بلکہ مفتاح دیدیتا پس جناب امیرؑ نے
مفتاح اوس سے چہین کے لائی جناب رسولخدا نی دروازہ کہولا داخل ہوئی اور نماز پڑہی جب باہر تشریف
لائی تو عباس نی عرض کی کہ کلید کعبہ مجہی عنایت فرمائی پس آیہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ
اِلٰۤی اَهْلِهَا نازل ہوئی حضرت نی عثمان کو طلب کیا اور کنجیان اوسکو عنایت کین جب اوسکو معلوم ہوا کہ بحکم الہی اوسکو
عنایت ہوئین ہین مسلمان ہوا **فصل غزوہ حنین وغیرہ** واقعات کہ تا غزوہ تبوک پیش آئے
شیخ مفید و شیخ طبرسی وغیرہما نی روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نی بعد فتح مکہ ایک ایک گروہ لشکر
نصرت اثر سے اطراف مکہ مین بہیجا کہ قبائل عرب کو طرف اسلام کے دعوت کرین اور اونکو حکم قتال کا ندیا
پس خالد ابن ولید کو طرف بنی جذیمہ کی بہیجا اور عبداللہ ابن سہیل کو طرف بنی مدلج کی بہیجا اونہون نے عبداللہ سی کہا کہ نہ ہم لڑین اور نہ رفاقت
تیرے اختیار کرین جب اسکی اطلاع حضرت کو ہوئی لوگون نی عرض کی کہ اونسی جنگ کیجئی آنحضرت نی ارشاد
کیا کہ سرگروہ اوس قبیلہ کا نہایت عاقل و فہمیدہ ہی تہوڑے عرصہ مین سب قبیلہ ایمان لاویگا اور
لوگ اوسکی شہید براہ خدا ہونگی مین کیونکر اونسی محاربہ کے اجازت دون اور عمر ابن امیہ کو طرف قبیلہ بنی ہذیل
کی بہیجا اونہون نے بہی اسلام سے انکار کیا جب حضرت اس حال سے مطلع ہوئی لوگون نے عرض کی کہ اونسی قتال
کیجئی حضرت نی فرمایا کہ عنقریب بزرگ قبیلہ حاضر ہو کے مع اپنی قوم کے اسلام قبول کریگا اور عبداللہ ابن
سہیل کو طرف بنی محارب کی روانہ کیا وہ سب اسلام لائی اور ایک جماعت اونمین سی خدمت باسعادت جناب
رسولخدا مین حاضر ہوئی اور خالد ابن ولید کو طرف بنی جذیمہ کی روانہ کیا اس قصہ کو خاصہ و عامہ نی باندک خلاف
طرق کثیرہ سی روایت کیا ہی کہ جس سی حال بے دیانتی خالد کا ظاہر ہے ابن بابویہ اور شیخ طوسی نے بسند
صحیح و معتبر جناب امام محمد باقرؑ سی روایت کی ہے کہ آنحضرت نی خالد ابن ولید کو طرف قبیلہ مصطلق کے کہ ایک
گروہ قبیلہ بنی جذیمہ سے تہا روانہ کیا اور اجازت لڑنی کے نہین دی تہی اور اوس قبیلہ کو بنی مخزوم سے
کہ خالد اونمین سے تہا ایام جاہلیت سی عداوت تہی اور بنی مصطلق کچہ عرصہ پہلی جناب رسولخدا کی خدمت مین
حاضر ہو کر ایمان لا چکی تہی جب خالد وہان پہونچا تو اونہون نی اظہار اسلام کا کیا خالد نی اذان کہلانے

وہ بگمان امان بی حربہ وسلاح واسطی ادای نماز کی آئی اور نماز پڑہی جب نماز سی فارغ ہوئی تو خالد نی اپنی
لشکر کو حکم کیا کہ اونکو غارت کرو اور کئی آدمی قتل ہوئی بقیۃ السیف بہاگ کر خدمت باسعادت جناب رسولخدا
مین حاضر ہوئی اور کیفیت واقعہ عرض کی حضرت روبقبلہ ہوئی اور فرمایا کہ خداوندا مین پناہ لیجاتا ہون طرف
تیری عمل خالد سے اس اثنا مین اموال و غنایم از قسم طلا و نقرہ واسطی حضرت کی کہین سے آئی تہی
حضرت نی وہ حوالے جناب امیر کے کئی اور فرمایا کہ یا علی اوس قبیلہ کو راضی کرو اور حکم خدا کو جاری
کرو جب جناب امیر وہان پہونچی تو حکم خدا اونپر جاری کیا اور ساری قبیلہ کو خوش کیا اور پہر حضرت کی
خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ پہلی جو لوگ مقتول ہوی تہی اونکی دیت حوالی وارثون کی کی اور جو بچہ شکم مین
تلف ہوا تہا اوسکا تاوان دیا اور جو ظروف اونکی ضایع ہوئی حتی کہ جسمین سگ اوس قبیلہ کے پانی پیتی تہی
قیمت اونکی بہی ادا کی اور ساری مال کا عوض دیا تا اینکہ وہ رسیان جنمین اونٹ اور بکریان باندہتی تہی
اونکی بہی قیمت دی بعد اوسکی بعوض خوف کہ زنان و اطفال کو اوسوقت ہوا تہا کچہ مال دیا اور پہر بعد اوسکی عوض
مین اون امور کے جو واقع ہوی ہون اور وہ اونسی غافل ہون کچہ مال دیا اتنا کچہ مال میری پاس تہا کہ وہ اونکو
دیا کہ بلطیف خاطر اونسی خوش ہوجائین آنحضرت نی فرمایا کہ یا علی خدا تجہسی راضی ہو انت منی بمنزلۃ ہارون
من موسی الا انہ لا نبی بعدی اور بروایت دیگر فرمایا مجہی راضی کیا تو نی اے علی خدا عز و جل تجہسی راضی
ہو تو ہے ہدایت کرنی والا میری امت کا سعادت مند وہ شخص ہے کہ تجہی دوست رکہی اور تابع تیری
طریقہ کا ہو اور شقی وہ ہے جو کہ تیرے مخالفت کرنی اور کراہت تیری طریقہ سے رکہتا ہو تا روز قیامت
اسی سال مین عزے و منات و سواع توڑ ی گئی اور عکرمہ ابن ابوجہل روپوش ہوکر یمن مین گیا اوسکی عورت
نی اوسکی واسطی حضرت سی امان چاہی جب حضرت نی امان دی تب عکرمہ حاضر ہوکر مسلمان ہوا **فصل دوم**
بیان غزوہ حنین علی ابن ابراہیم و شیخ مفید و شیخ طبرسی وغیرہ نی روایت کی ہے کہ
سبب اس غزوہ کا یہہ تہا کہ جب جناب رسولخدا بارادہ فتح مدینہ سی عازم مکہ ہوی تہی تو قوم ہوازن نی سنا کہ ہمسی
لڑائی کرنی کو آتی ہین اسواسطی سامان حرب بہت سا جمع کیا اور روسا ہوازن مالک ابن عوف نصری کے
پاس گئی اور اوسکو اپنا رئیس قرار دیا اور لشکر جمع کرکے معہ زن و فرزند و مواشی و انعام کے وہان سے
کوچ کیا اور وادی اوطاس مین مقام کیا و درید ابن صمہ جشمی رئیس جشم نی جو بسبب کبر سن کے
ضعف بصارت مین مبتلا تہا اس مقام مین اونسی زمین پر ہاتہہ پہرایا اور پوچہا کہ یہہ کونسی جگہ ہے لوگون نی
کہا کہ یہہ اوطاس ہے اوسنی کہا کہ واسطی جولانی اسپان کے یہہ مقام خوب ہے یہہ نا ہموار ہے
نہ ایسی نرم ہے کہ پانو چلین پہر اوسنی کہا کہ کیون آواز اسپ و شتر و گاو و گوسفند اور گریہ اطفال میری کان

مین آتی ہے لوگون نے کہا کہ مالک ابن عوف اہل لشکر کو مع اطفال و زن و مواشی و اموال لایا ہی تاکہ واسطی اہل
و ناموس کے جنگ کرین اور عار فرار کو اختیار نکرین درید نی کہا کہ مالک ناتجربہ کار ہے امور حرب سی آگاہ نہین
اور مالک کو طلب کرکے کہا کہ ای مالک تجھکو لوگون نی اپنا رئیس قرار دیا ہی اور تجھی ایک مرد بزرگ
جنگ درپیش ہے کبھی پہلی ہی دیکھا ہی کہ مغرور بین لشکر ملتفت زن و فرزند و مال کے ہون مناسب یہہ ہے
کہ ان کو منتہای بلاد اور محفوظ ترین قلاع تک پہونچا دے اور مردان جنگی کو معرکہ مین حاضر رکہہ کہ مفید نہین جنگ
مین مگر مرد کارزار و اسپ و شمشیر اگر تو فتحیاب ہوا تو سب تجھسی ال جائینگی اور اگر تونی فرار کیا تو اہل و عیال بر جہہ
مصیبت مبتلا آتی گے مالک نی نصیحت اوسکی قبول نکی پہر درید نے سوال کیا کہ بنی کعب و بنی کلاب بہی شامل
لشکر مین ہین لوگون نے کہا کہ وہ دونو قبیلہ ساتہہ نہین درید نے کہا اگر وہ قبایل بہی ہمراہ ہوتے
تو سعادت مندی اس لشکر کی تہی پہر اوسنی پوچہا کہ قبایل ہوازن سے کون کون حاضر ہین لوگون نے
کہا عمر ابن عامر و عوف ابن عامر درید نے کہا کہ انسی نفع و ضرر مقصود نہین پہر آہ پر درد کہینچی اور کہا کہ اگر
مین جوان ہوتا تو داد سرداری کی دیتا جب جناب رسولخدا نی سنا کہ قبایل ہوازن اوطاس مین مجتمع ہین
حضرت نی قبایل اسلام کو جمع فرمایا اور تحریص جہاد پر کی اور وعدہ نصرت جانب جناب باری عز اسمہ سے
دیا پس لوگ راغب جہاد ہوئی اور علمون کو اٹہا کی باہر نکلی اور بڑا علم جناب رسولخدا نی جناب امیر
کی حوالی فرمایا غرض جمعیت بارہ ہزار محارب کے متوجہ اوطاس ہوئی دس ہزار نفر ہمرکاب سعادت
مدینہ سے آئی تہی اور دو ہزار نفر مکہ سی اگر ملحق ہوئی تہی جناب امام محمد باقر سی منقول ہے کہ اس لشکر مین
ایک ہزار مقاتل بنی سلیم سے حضرت کی ہمراہ تہی کہ رئیس ونکا عباس ابن مرداس سلمی تہا اور ایک ہزار
نفر قبیلہ مزینہ سی ہمراہ تہی غرض محاذی لشکر ہوازن کی نزول اجلال فرمایا جب مالک ابن عوف نی دیکہا
تو اپنی قوم سی کہا کہ اہل و عیال کو پس پشت رکہو اور غلاف تلوارون کی توڑ ڈالو اور درہ کوہ مین
بیٹہو یا درختون کے پیچہی کمین مین ٹہرو اور سب منتظر وقت رہو اول صبح کہ ہنوز روشنی نہوئی ہو
یکدفعہ اہل اسلام پر حملہ کرو اور انکو بہگا دو اسواسطی کہ اہل اسلام نی آجتک کسی ایسی فوج سی لڑائی
نہین کی کہ قواعد جنگ سے ماہر و آگاہ ہو جب حضرت نی نماز صبح ادا کی اور سوار ہوئی اول وادی
حنین مین کہ سراشیب تہی آئی اور بنو سلیم مقدمہ لشکر مین تہی یا بنی سلیم اونکی روبرو ہوئی قوم ہوازن نے
فوراً حملہ کیا بعد حملہ کے بنی سلیم تاب مقاومت کی نلائی اور فرار اختیار کیا جب بنی سلیم بہاگے
تو جو لوگ عقب بنی سلیم تہی وہ بہی تہوڑی دیر ہوئی تمام لشکر دفعتاً بہاگ چلا صرف جناب امیر مع چند نفر اصحاب
کی جناب رسولخدا کی ساتہہ رہگئی اوسوقت ہزیمت خوردہ حضرت کی سامنی سے بہاگی ہوئی جاتی تہی اور جانب

حضرت ملتفت ہوئی تھی عباس ابن عبد المطلب جانب راست حضرت کی لجام استر پہبائی ہوئی تھی اور جانب چپ
حضرت کی ابوسفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب تھی اور جناب رسولخدا فرماتی تھی کہ ای گروہ مفرورین کہان
جاتی ہو مین ہون رسولخدا یہہ آواز سنکی کوئی متوقف نہین ہوتا تھا نسیبہ دختر کعب مازنیہ خاک اٹھا کے
مفرورین کے موہنہ پر ڈالتی تھی اور کہتی تھی کہ خدا و رسول سے بھاگ کر کہان جاتی ہو ناگاہ عمر اوسکی
پاس سے گذرا اوسنے کہا کہ یہہ کیا کرتے ہو اوسنے کہا کہ حکم خدا یہی ہے پس حضرت متوجہ طرف جناب امیر کے
ہوئی تو دیکھا کہ جناب امیر بکمال دلاوری مشغول جدال و قتال ہین اور علم ہاتھہ مین ہے پہر حضرت نی عباس
سی فرمایا کہ تو جہور الصوت یعنی بلند آواز ہی اور معنی عباس کے بھی یہی ہین بلندی پر جاکی اہل اسلام
کو بلاؤ پس عباس نے باآواز بلند کہا کہ ای اصحاب سورہ بقرہ وای اصحاب شجرہ کہان جاتی ہو جناب رسولخدا
یہان تشریف رکھتی ہین جناب رسولخدا نی دست تضرع سوی حقتعالی بلند کی اور عرض کیا اللہم لک الحمد
والیک المشتکی وانت المستعان بفور اس دعا کی روح الامین نازل ہوی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
آپ نی وہ دعا کی ہے کہ جسکی سبب سی حضرت موسی کے لئی دریا شگافتہ ہوا اور فرعون سی نجات پائی پس
آنحضرت نی ابوسفیان سی ایک مشت ریگ طلب کی اور اپنی ہاتھہ سے جانب گروہ مشرکین پہینک دی اور فرمایا
شاہت الوجوہ اس عرصہ مین انصار باآواز عباس پہری اور غلاف تلوارون کی توڑ ڈالی لبیک لبیک کہتی حضرت
تک آئی اسکی بعد علم حضرت امیر المومنین ملحق ہوئی جناب رسولخدا نی عباس سے استفسار کیا کہ کون لوگ ہین
عباس نے عرض کی کہ یہہ انصار ہین غرض آتش جدال و قتال مشتعل ہوئی اور انصار خوب لڑی اور فوج
ملایکہ واسطی نصرت اہل اسلام کے آئی اور قوم ہوازن نی ہزیمت اٹھائی جب بھاگنی کا قصد کرتی تھے
تو ملایکہ اونکو قتل کرتے تھی اور لوگ صدای اسلحہ ملایکہ ہوا مین سنتی تھی اور کسی کو نہ دیکھتی تھی
پس اہل اسلام مظفر و منصور ہوئی اور بہت مال و زن و فرزند مشرکین غنیمت مین آیا لقد نصرکم اللہ فی مواطن
کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض
بما رحبت ثم ولیتم مدبرین یعنی بتحقیق نصرت کی تمہاری خدا تعالی نے بیچ مواطن کثیرہ کے اور موافق حدیث کے
اسی مواطن ہین اور نصرت کی تمہاری روز حنین جسوقت تعجب ہوا تمکو تی اپنی لشکر سی اور زیادتی
لشکر نی تمکو کچہ فایدہ ندیا اور عرصہ کار تم پر تنگ ہوا یعنی زمین وسیع نی اوپر تمہاری تنگی کے پس فرار
اختیار کیا تمنی اسے بہاگہنی والو ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل
جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکافرین بعد اسکی بہجا خدا تعالی نی
آرام اپنا واسطی پیغمبر اپنی اور واسطی مومنین کے اور نازل کیا لشکر ملایکہ کا کہ تم اونکو نہین دیکھتی تھے

اور عذاب

اور عذاب کیا کفار کو بقتل و اسیر ولیکن اوریہی ہی جزا کافرون کی اخشیمی بروایت شیخ طبرسی جب جناب رسولخدا
متوجہ حنین ہوئی تو لوگون نی عرض کی کہ صفوان بن امیہ کی پاس بہت زرہ ہی آنحضرت نی اوس سے
طلب کی اوسنی کہا کہ آیا آپ میرا مال غصب کیا چاہتی ہین آنحضرت نی ارشاد کیا بلکہ بعاریت طلب کرتا ہون
کہ جو انمین سے تلف ہو اوسکا مین تاوان دون اور احادیث صحیح ثابت ہی کہ اوسیدن سی مقرر ہوا کہ اگر
شرط ضمانت کی عاریت مین کرین تو لازم ہوتی ہے پس صفوان نی زرہ ہین حاضر کین حضرت صحابہ
پر تقسیم فرماکر معہ بارہ ہزار لشکر کے روانہ ہوئی اور تشریف بری سمت حنین اول ماہ شوال سنہ ہجری مین
تہا اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نی روایت کی ہی کہ جب حضرت متوجہ حنین ہوئی تو اکثر اہل اسلام کو یہہ گمان ہوا
کہ بسبب کثرت ازدحام و زیادتی اسلحہ و بخوبی اہتمام ہلوک مغلوب ہونگی اور ابوبکر ابن ابی قحافہ نی کہا کہ عجب
لشکر جمع ہوا ہی اسمرتبہ ہم مغلوب نہونگی یہی نظر لشکر کو کہا گئی جب حضرت ان اقوال سے مطلع ہوئی تو حضرت
نی فرمایا کہ ہماری لشکر کو نظر کو لگادی اور جناب باری عزوجل نی چاہا کہ اوپر ظاہر کری کہ نصرت تمہارے
زیادتی لشکر و اسلحہ پہ منحصر نہین اور بجز جناب باری عزوجل کی کسی پہ اعتماد نہین چاہی غرض جب دونو لشکر برابر
ہوئی تو اہل اسلام نی بری طرح فرار کیا اور بارہ ہزار لشکر مین سی سو دس آدمیون کی حضرت کی خدمت
مین کوئی حاضر نرہا منجملہ دس کے نو نفر ہاشمی تہی اور ایک ایمن ام ایمن کہ وہ راہ خدا مین شہید ہوا اور
یہہ نو نفر ہاشمی ثابت قدم رہی تا اینکہ لشکر مفرور رفتہ رفتہ ملحق ہوتا گیا اور حقتعالی نی درباب نظر بد کے
فرمایا اذ اعجبتکم کثرتکم اور جن مومنین پر ہمراہ جناب رسولخدا سکینہ نازل ہوا وہ جناب امیر
اور عباس اور فضل ابن عباس و سفیان پسر حارث پسر عبد المطلب و ربیعہ بن حارث و عبد اللہ پسر زبیر پسر
عبد المطلب و عتبہ بن معتب پسران ابی لہب مین جناب امیر روبرو حضرت کی مصروف جہاد تہی اور کفار
کو قریب حضرت نہ آنی دیتی تہی اور جانب راست و چپ عباس و ابن عباس تہی اور سفیان بن حارث جلو حضرت
کی لئی تہی کہ دلدل نہ گہبرا سکے اور ربیعہ و عبد اللہ و عتبہ بن معتب گرد حضرت کی تہی باقی سب حضرات
مہاجر و انصار مصروف فرار تہی اور شیخ طوسی نے بسند معتبر نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے روایت
کی ہے موافق اسکی آخر اوسکی یہہ لکہا ہی کہ جناب رسولخدا نی شمشیر غلاف سی نکالی اور حملہ کیا اور رجز پڑہے
کہ مضمون اوسکا یہہ ہے منم پیغمبر بے دروغ و کذب و منم پسر عبد المطلب اور نوفل کہتا ہی کہ مینی فضل ابن
عباس سے سنا وہ کہتا تہا کہ روز حنین جب میرے باپ نی دیکہا کہ سب بہاگ گئی اور جناب امیر بہی
نظر نہ پڑی تو عباس نے کہا کہ ایسی وقت مین فرزند ابوطالب رسولخدا کو چہوڑ دی گا اور حالانکہ معارک
مبالغہ مین داد شجاعت دی چکا ہے مینی کہا کہ ای پدر خاموش رہو کہ علی ابن ابیطالب لشکر مخالف سے

جنگ کرتا ہے جہان غبار بلند ہوا ہی وہان نظر کر جب وہان دیکہا تو معلوم ہوا کہ بار بار برق شمشیر جناب امیر
مشرکین پر گرتی ہے اور شجاعان معرکہ قتال کو تاب سیلاب تیغ دریای خون مین بہا دیا اور بصولت ذوالفقار
آتش بار ہوا نخوت کی اونکی سرو نسی نکال کے خاک مذلت پر گرا دیا تب عباس نے کہا کہ فرزند نیکو کار ہے
چچا اور ماموں او سپر فدا ہوں فضل بن عباس سے منقول ہی کہ اوسدن جناب امیر نی چالیس مشرک کو
قتل کیا کہ ہر ایک کے طولاً دو ٹکڑے برابر کئی تہی بلکہ معمول یہی تہا کہ ایک ہی ضرب جناب امیر کی دو ٹکڑی برابر
کرتی تہی اکثر دوسری ضرب کی ضرورت ہوتی تہی ثقۃ الاسلام نی جناب صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت
امیر نے بروز حنین چالیس مشرک اپنی ہاتہہ سے قتل کئی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہی کہ جب مشرکین
فرار کر چکی تو مالک ابن عوف میدان کارزار مین آیا اور چاہتا تہا کہ جناب رسولخدا پر حملہ کری ایمن ابن ام ایمن
روبرو اوسکی ہوا مالک نے ایمن کو شہید کیا تب مالک نی چاہا کہ حضرت پر حملہ آور ہو مگر اوسکی گہوڑی نے اطاعت
نکی بروایت شیخ مفید ابو جرول حامل لوای کفار کہ شتر سرخ پر سوار تہا اور کئی مسلمانوں کو اوسنی قتل کیا تہا
بضرب ذوالفقار مارا گیا بعد اوسکی قتل کے کفار نی فرار اختیار کیا عسکر اسلام نی تعاقب کیا بہت سی لوگ
ہوازن کے مارے گئی اور اسیر ہوئی جب آفتاب بلند ہوا تو حضرت نی حکم دیا کہ اب قوم ہوازن کو قتل نکرو اور
اسیرون کو امان دو ابن الاکوع کہ جاسوس قبیلہ ہذیل کا تہا اسیر ہوا ایک انصاری نے بتحریک ایک منافق کے جو
اسیرون پر ظلم کرنا شجاعت مین شمار کرتا تہا قتل کیا جب حضرت اس امر سے مطلع ہوئی تو نہایت متالم ہوئی
اور فرمایا کہ مینی ہرگز ایسا نہین کہا پہر حضرت کو اطلاع ہوئی کہ جمیل ابن معمر بہی جو اسیر ہوا تہا مقتول ہوا آنحضرت
بہت غضبناک ہوئی اور فرمایا کہ مینی بارہا حکم دیا ہے کہ اساری کو کوئی قتل نکری پہر یہ حرکت کیون ہوئی
انصار نی جواب مین بیان کیا کہ ہمنی باغوای ثانی قتل کیا ہی آنحضرت نی روی مبارک انصار کے
جانب سے پہیر لیا تا اینکہ عمیر ابن وہب حاضر خدمت ہوا اور انصار کے طرف بہت سی معذرت چاہی تب
حضرت نی اونسی عفو کیا ابتدای جنگ مین لشکر کو اول کے نظر لگی اور آخر جنگ مین دوسری سی یہ اذیت
ہو پہنچی شیخ مفید و قطب راوندی و شیخ طبرسی وغیرہ علمانی روایت کی ہی شیبہ ابن عثمان ابن ابی
طلحہ عبدی سے کہ وہ کہتا ہی کہ جب سنی جناب رسولخدا نی جنگ احد مین اٹہہ علمدار صرف قبیلہ بنی عبد الدار
سی کہ سب میری عزیز و قریب تہی قتل کئی تہی میری دلمین کینہ عظیم حضرت کی جانب سی تہا ہمیشہ منتظر
وقت رہتا تہا بروز فتح مکہ اپنی آرزو سی مایوس رہا جب سنا کہ جنگ حنین در پیش ہی مین شامل
قوم ہوازن کے ہوا جب مقابلہ دونو لشکرونکا ہوا تو لشکر اسلام آناً فاناً مین بہاگ چلا اوسوقت
مینی فرصت کو غنیمت جانا اور متوجہ جانب حضرت کی ہوا تو دیکہا کہ دست راست عباس ابن عبد المطلب اور دست چپ

سفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب ہین او رعقب مین کوئی نہین مین تلوار کہیچ کر اوس طرفہی متوجہ ہوا جب قریب پہونچا تو قدرت خداسی شعلہ آتش مابین میری او حضرت کی حایل ہوگیا قریب تہا کہ مجہی جلادی پس مین وہانسی اولٹا پہرا اسی اثنا مین حضرت نی مجہی آواز دی اور فرمایا کہ قریب آ جب مین قریب گیا تب دست مبارک میرے سینہ پر کینہ پر رکہکی کہا کہ خداوندا شیطان کو اسکی دلسی نکالدی سشیبہ کہتا ہی کہ بعفور اسکی دل مرا نور ایمان سنی منور ہوگیا اور پہر جو نظر میری روی مبارک پر پڑی تو میری نزدیک کوئی حضرت سی زیادہ دوست نہ تہا پہر مجہی حضرت نی فرمایا کہ کفار سی جنگ کر عرض مین کفار سی خوب لڑا پہر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا تو ارشاد ہوا کہ جو کچہ خدا تعالی نی تیرے واسطی چاہا تہا وہ ہوا جو تو چاہتا تہا اور نیز ما فی الضمیر میرے کہ سوای خدا تعالی کے کوی اوس سے آگاہ نہ تہا حضرت نی بیان کی اس سبب سے مین اسلام لایا **ایضًا** سعید ابن المسیب سے نقل کیا ہی کہ ایک مشرک جو جنگ حنین مین حاضر تہا اوسنی میرے پاس بیان کیا کہ روز جنگ حنین بعد انکشاف مسلمین کے جب ہم حملہ کنان حضرت کی پہونچی تو مردان سفید رو حمایت حضرت مین ہماری متوجہ ہوی اور ہم خوف سے بہاگی جناب صادق سی منقول ہے کہ بروز حنین چار ہزار نفر بندی مین آئی اور بارہ ہزار شتر بغیر سایر اموال کے کہ مقدار اوسکا جناب باری کو معلوم ہی غنیمت مین ملے آنحضرت نی سبایا و اموال کو سپرد کرگے بدیل ابن ورقہ کے جعرانہ مین بہیجدیا اور خود تعاقب مشرکین مین گئی قریب سو مشرک کے اس میدان مین کام آئی بروایت شیخ سفید جمعیت مشرکون کو روز حنین جب جناب باری عز اسمہ نی متفرق و پریشان کیا بقیۃ السیف دو گروہ ہوئی اعراب و تابعین او اوطاس کو گئی اور بنی ثقیف مع اتباع سپرد کرگے مالک ابن عوف قلعہ طایف مین متحصن ہوی پس جناب رسول خدا نی ابو عامر اشعری کو مع ابی موسی اشعری کی طرف اوطاس کے اور ابو سفیان ابن حرب اموی کو انکی طرف طایف کی روانہ کیا پس ابو عامر نی اونسی جہاد کیا اور جان اپنی نثار کی تب ابو موسی اشعری علم اوٹھا کر مصروف کارزار ہوا اور بعد لڑائی سخت کے فتح و نصرت نصیب اولیای اسلام ہوئی اور ابو سفیان نی طایف مین پہونچکی تہوڑا عرصہ لڑائی کے او ہزیمت کہا کی حاضر خدمت آنحضرت ہوا اور عرض کے کہ اپ نی مجہی ایسی قوم پر امیر کیا کہ جنکو ڈول پانی کا کنوئی سے نکالنا دشوار ہے ایسی لوگون سے حمایت بنی ثقیف سے کیونکر لڑتا حضرت نی جواب ندیا اور خود ماہ شوال مین مع لشکر نصرت اثر متوجہ طایف کے ہوئی اور دس دن تک محاصرہ کیا اور جناب امیر کو مع ایک جماعت اطراف مین بہیجا کہ اشجار کو پامال کرین اور اصنام کو توڑ ڈالین جب حضرت متوجہ ہوئے تو بنی خشعم مع جمعیت کثیر کے با ارادہ حرب پیش آئی ابہی تیسرے کے شب کے باقی تہی کہ دونو فوجین مقابل ہوئین ایک شخص دلیران بنی خشعم سے کا او

شہاب کہتی تہے صف سے باہر آیا اور مبارز طلب کیا کسینی اسطرف سے جواب ندیا جناب امیر نے قصد
کیا کہ خود متکفل حرب کے ہون ابو العاص ابن ربیع شوہر حضرت زینب نے عرض کیا کہ مین اسکو کافی ہون
حضرت نے ارشاد کیا کہ مین بہی لڑتا ہون اگر مین مارا جاؤن تو تو امیر لشکر ہی جب شہاب اسقدر قریب
نزدیک اوس شہاب خائب کی پہونچا تو ایک ضرب مین کام اوسکا تمام کیا اور متوجہ لشکر عدو کی ہوئی
بعد قتل شہاب کی لشکر نے فرار اختیار کیا جناب امیر نے سب بت اونکی توڑ ڈالی اور تہوڑی عرصہ مین کر کی
فراغت محاصرہ سے ہوئی تہی خدمت مبارک جناب رسولخدا مین حاضر ہوئی جب آنحضرت نے جناب امیر کو
دور سے دیکہا تو تکبیر کہی اور بعد اوسکی حضرت کو جدا خیمہ مین لیگئی اور ایک عرصہ تک گفتگو کرتی رہی خاصہ
اور عامہ نے بطرق کثیرہ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب جناب سید انبیا نے
اشرف اوصیا سے خلوت مین مکالمہ کیا اور ایک عرصہ دراز خلوت کو گذرا تو عمر ابن الخطاب قریب خیمہ کے
گیا اور بآواز بلند بیرون خیمہ سے کہا یا رسول اللہ اپنی ابن عم سے راز بیان کرتی ہو اور ہمکو دور بٹہا دیا ہی
اور بہت عرصہ ہوا کہ آپ اسسے راز کہی جاتی ہین آنحضرت نے فرمایا ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ یعنی
مینی اپنی طرف سے اسکو واسطی بیان کرنی راز الہی کے خاص نہین کیا بلکہ جناب باری عز اسمہ کے
حکم سے تم سب مین سے اسکو انتخاب کیا ہی فقط مترجم کہتا ہی کہ یہہ روایت بہت سی کتب معتبرۂ اہل
سنت مین موجود ہے جسطرح اس حدیث سے فضیلت جناب امیر جمیع صحابہ پر ثابت ہوتی ہی اسیطرح
اس روایت سے نفاق ولی عقیدہ ثانی کے جناب رسولخدا سے اور حسد جناب امیر سے ظاہر ہی اور تفصیل اسکے
رسالہ نفاق الشیخین اور کشف النفاق مین باتم وجوہ مبین ہے من شاء فلیرجع الیہما پس قلعہ طایف سے
نافع ابن غیلان مع ایک جماعت بعزم محاربہ نکلا جناب رسولخدا نے جناب امیر کو اونکی سرکوبی کے لئے
مامور فرمایا پس جناب امیر سلی وادی وج مین اونسی مقابلہ کیا نافع قتل ہوا مشرکین بہاگ گئے بسبب
قتل نافع سے رعب عظیم اہل قلعہ کے دل پر مستولی ہوا اور کچہ لوگ قلعہ سے نکل کے حاضر خدمت
باسعادت جناب رسولخدا ہوئی اور اسلام لائی جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب محاصرہ کو
طول کہینچا تو چند آدمی اہل قلعہ سے حاضر ہوئی اور عرض کے کہ آپ مکہ کو تشریف لیجائین ہم وہان
حاضر ہو کر شروط صلح عرض کرینگی جب حضرت مکہ مین تشریف لائی ایلچی اہل قلعہ کے آئی اور بیان
کیا کہ اسلام ہمکو منظور ہے لاکن ادای صلوۃ و زکوۃ ہمکو منظور نہین حضرت نے فرمایا کہ ارکان دین سے
رکوع و سجود ہے یہہ کسطرح ہو سکتا ہی کہ بغیر اسکی تمہارا اسلام قبول ہو قسم ہے اوس خدا ی بزرگ
کی کہ جان میری اوسکی قبضہ اقتدار مین ہے تم برپا رکہو نماز اور زکوۃ کو ورنہ مین ایسی شخص کو تمہارے

طرف بہیجونگا جو بمنزلہ جان کے مجھکو ہی تاکہ قتل کری تمہاری جوانونکو اور اسیر کری عیالونکو یہہ فرما کی جانب
جناب امیر کی اشارہ کیا کہ وہ یہہ ہی جسکی تعریف مینی بیان کی وہ لوگ طایف مین گئی اور حضرت کی حکم سی اہل قلعہ
مطلع کیا سب نی نماز و زکوۃ قبول سکے تب جناب رسولخدا نی فرمایا کہ جو لوگ میرا عصیان کرتی ہین اونپر مسلط کرتا ہون
تیر خدا کو لوگون نی عرض کیا کہ وہ کون ہی حضرت نی ارشاد کیا علی ابن ابیطالب و نہین بہیجا اوسکو مینی کسی لشکر پر
مگر دیکہا مینی کہ جبرئیل بجانب راست و میکائیل بجانب چپ اوسکی ہین اور ایک فرشتہ آگی اور ابر اوسکو
سایہ کرتا ہی تا آنکہ جناب باری عز اسمہ میرے اس دوست کو فتح و نصرت دیتا ہی معجزہ قطب راوندی
نی روایت کی ہے کہ ایام محاصرہ طایف مین عتبہ ابن حصین نی جناب رسولخدا سی اجازت قلعہ مین جانی کے
حاصل کئے کہ اونکو نصیحت کرونگا حضرت نی ارشاد کیا بہتر ہے جب وہان پہونچا تو ابو محجن نے اوس کو
پہچان کے داخل قلعہ کیا عتبہ نے اہل قلعہ سے کہا کہ مان باپ میری فدا ہون تمہی اس جنگ سے مجھکو بہت
خورسند کیا اب عرب مین مثل تمہارے کوئی نہین اور اصحاب رسولخدا کے پاس آب و طعام وافر نہین تم صبر کرو
قلعہ اپنی ہاتھہ سے نہ دینا مین تمکو نصیحت کرنی آیا ہون یہہ کہکی رخصت ہوا بنی ثقیف نی ابو محجن سے کہا کہ یہہ جاسوس
تہا ابو محجن نے کہا کہ مین اوسکو خوب جانتا ہون یہہ برا معاند جناب رسولخدا کا ہی اگرچہ ظاہر مین لشکر رسولخدا مین ہے
لاکن باطن مین شریک اہل قلعہ ہی پس جب عتبہ واپس آیا تو کہا کہ یا رسول اللہ مینی اہل قلعہ کو بہت ڈرایا
اور دعوت طرف اسلام کے کی حضرت نی فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہی تو نی ایسی ایسی باتین کہین ہین سب تقریر اوسکی
بیان کر دی تب عتبہ نادم اور پشیمان ہوا اور اپنی خبیث باطن سے توبہ کی بسندہای معتبر منقول ہے
کہ جناب امیر نے بروز شوری ان دو فضیلتونسی حاضرین پر احتجاج کیا سب نی جواب مین کہا کہ فی الواقع
یہہ دونو فضیلتین ہے آپکی ساتھہ مخصوص ہین اول یہہ کہ جناب امیر نے فرمایا غزوہ طایف مین جب جناب
رسولخدا نی مجھسی راز کہا تب شیخین نے کہا کہ آپ علی سے اپنی راز بیان کرتے ہو اور ہمسی مخفی
رکہتی ہو حضرت نے جواب مین کہا ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ دوم یہہ کہ جناب امیر نے فرمایا
کہ آیا کوئی تم مین ایسا ہے کہ جناب رسولخدا نی اوسکی حق مین کہا ہو کہ بنو ولیعہ اگر میرے مخالفت سی باز
نرہین گے تو بہیجونگا مین طرف اونکی ایسی شخص کو کہ بمنزلہ میرے جان کے ہی اور اطاعت اوسکی میری
اطاعت اور معصیت اوسکی میرے معصیت ہی کہ وہ اونکو قتل کریگا انتہی شیخ طبرسی وغیرہ علمانے
روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا نی محاصرہ طایف سے مراجعت فرمائی تو مقام جعرانہ مین نزول
اجلال کیا اور وہان اموال و غنایم حنین کو اہل لشکر پر قسمت کیا سب مال قریش کو دیا خصوصا جن لوگون
کی تالیف قلوب منظور تہی اونکو بہت بہت حصہ ملا جن لوگون نے بلا جبر اسلام قبول کیا تہا اور

کینہ دیرینہ ابہی اونکی دلونسی نہین نکلا تہا اونکی تالیف زیادہ منظور تہی اس سبب سے انصار کو اموال وغنایم سے
کچہ نہین ملا اکثر مال نو مسلمون کو ملا کہ جنکی دلونمین مرض شرک باقی تہا چنانچہ منقول ہے کہ ابو سفیان ابن الحارث
اموی کو سو شتر اور معاویہ اوسکی بیٹے کو سو شتر اور حکیم بن حزام اسدی کو سو شتر اور نضر ابن الحارث کو سو شتر
اور علا ابن حارثہ ثقفی کو سو شتر اور ہشام کو سو شتر اور جبیر ابن مطعم اور مالک ابن عوف کو سو سو شتر اور سہیل کو
ملی اور بعض روایات مین ہے کہ علقمہ ابن علاثہ و اقرع ابن حابس و عتبہ ابن حصین کو سو سو شتر حضرت نی عطا کئی
اور عباس ابن مرداس شاعر کو چار شتر دی تب عباس مذکور ناخوش ہوا اور چند شعر مشعر شکایت جناب رسولخدا
کی کہی جب جناب رسولخدا اس حال سے مطلع ہوئی تو جناب امیر کو فرمایا کہ یا علی اسکو لیجاؤ اور اسکی زبان قطع کرو
عباس کہتا ہے کہ جب جناب امیر مجھکو لیچلی تب مینی کہا کہ فی الحقیقہ میری زبان قطع ہو گی حضرت نی فرمایا
کہ جو جناب رسولخدا نی تیری باب مین فرمایا ہی وہ عمل مین آئیگا پس حضرت اوسکو گلہ شتران غنیمت مین لیگئی
اور فرمایا کہ چار اونٹ سی سو اونٹ تک تجھکو اختیار ہی جسقدر چاہی اختیار کر اوسنی کہا کہ ماں باپ
میرے تجپر فدا ہون کیا کریم اور متحمل و محسن ہو تم پس جناب امیر نی فرمایا کہ جناب رسولخدا نی چار شتر
تجھکو عنایت کر کی تجہی مثل مہاجرین کے قرار دیا تہا پس اگر تو چاہتا ہی تو چار شتر لیکر فضیلت مین شریک
مہاجرین ہو ورنہ سو شتر لیکی داخل منافقین کے ہو اوسوقت عباس ابن مرداس بہت پشیمان ہوا اور
کہا کہ مجھی چار شتر منظور ہین منقول ہے کہ اس تقسیم سے بعض انصار ناخوش ہوئی اور بعض جوانون سے سخنان
قبیح سرزد ہوئی تا اینکہ بعض نی کہا کہ بروز احتیاج جناب رسولخدا ہماری ساتہ تہی آج جو اپنی بنی اعمام کو
حضرت نی دیکہا ہمکو بہول گئے اور وہ توجہ نرہی جب حضرت نی یہ حال انصار کا مشاہدہ کیا تو حکم دیا کہ انصار
ایک جگہ جمع ہون پس آنحضرت غضبناک مجمع انصار مین تشریف لائی اور کوئی سوا جناب امیر کی ساتہ نہ تہا
تا اینکہ مجلس انصار مین بیٹہگئی اور فرمایا کہ میرے سبب سے تمکو نجات ہوئی حالانکہ تم کنارہ آتش جہنم پر ایستادہ
تہی سب نی عرض کی کہ حقیقت مین خدا و رسول کا ہمپر احسان ہے پہر فرمایا کہ آیا مین نہین ایسا کہ آیا
مین طرف تمہارے درحالیکہ تم دشمن ایک دوسرے کی تہی اور تلوار ایک دوسرے کی مونہہ پر کہینچتی
تہی اور خداتعالی نے میرے برکت سے الفت تمہاری دلونمین ڈالی سب نی عرض کی کہ بجا ہے
یا رسول اللہ پہر فرمایا کہ قبل میرے ہجرت کے تم لوگ ذلیل اور قلیل تہے اور حقتعالی نے میرے برکت
سی تمکو کثیر اور عزیز کیا اور اسیطرح حضرت نی بہت سی احسان اپنی بیان کئی اور خاموش ہوئی پہر حضرت
نی فرمایا کہ کیون جواب نہین دیتی ہو سب نی عرض کی کہ اسکا کیا جواب دین آپکو یا رسول اللہ ماں باپ
ہم سب کی آپ پر فدا ہون آپکا فضل و احسان ہمپر اور جمیع مخلوقات پر ہے حضرت نی فرمایا کہ اگر چاہو

حارث ابن

تو جواب مین یہہ کہہ سکتی ہو کہ یا رسول اللہ آپکو مکہ مین رہنی نہ دیا اور آپکی تکذیب کی اور ہمنی آپکی تصدیق
کی اور آپکو اپنی گہر مین جگہ دی اور آپ خایف تہی ہمنی امن دیا یہہ سنکر صدا گریہ انصار سی بلند ہوئی جو لوگ سن رسیدہ
تہی وہ اوٹہی اور دست و پا و زانوی مبارک پر آنحضرت کی بوسہ لئی اور عرض کی کہ راضی ہوی خدا و رسولخدا سے اور
مال ہماری آپکی سامنی ہین جسکو چاہیے عنایت کیجئی پہر فرمایا حضرت نی کہ ای گروہ انصار تم مجہسی ناخوش ہوئے
صرف اتنی بات پر کہ مین نے تقسیم کیا اموال وغنایم کو ایسی قوم پر کہ تازہ مسلمان ہوئی ہی اسواسطی کہ اونکی
دلونکو اپنی طرف مایل کرون مین اور اعتماد کیا مین نی تمہاری قوت ایمان وحسن اعتقاد پر آیا راضی نہین ہو کہ وہ لوگ
شتر و گوسفند لیکی مکہ کو جائین اور رسولخدا تمہاری حصہ ہو اور اونکو لیکی تم مدینہ کو جاؤ پہر فرمایا حضرت نی کہ انصار خاص ساتہہ
میری ہین اور صندوق ہین میرے راز کے اگر سب لوگ ایک رستہ پر چلین اور انصار دوسری راہ سی چلین
تو مین ساتہہ انصار کے ہون اور انسی جدا نہ ہونگا خداوندا مغفرت کر انصار کے اور فرزندان انصار کے اور
فرزندان فرزندان انصار کے اور ثقۃ الاسلام نی بسند حسن زرارہ سی روایت کی ہی کہ حضرت امام محمد باقر سے
پوچہی مینے معنی مولفۃ قلوبہم کے حضرت نی فرمایا کہ وہ ایسا گروہ تہا کہ جناب باری کو وحدہ لاشریک لہ جانتی
تہی اور عبادۃ بتونکی نہین کرتی تہی اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہی پڑہتی تہی باین ہمہ شک کرتی
تہی اس امر مین کہ جو کچہ جناب رسولخدا احکام الہی بیان کرتی ہین آیا وہ احکام الہی ہین یا نہین پس خدا تعالے
نی حکم کیا اپنی رسول کو کہ الفت دی اونکی دلونکو ساتہہ اموال وغنایم کے شاید کہ اسلام اونکا استحکام پائے
اور جناب رسولخدا نی تالیف کے اونکی دلونکی جو سرگروہ تہی عرب کی اور اکابر قریش ومضر کی تہی مثل ابوسفیان
وابو عتبہ بن حصین وغیرہا کی پس ناخوش ہوی انصار اور سعد عبادہ کی پاس آئی جب آنحضرت نی سنا تو حجرہ
مین اونکو لائی پس سعد ابن عبادہ نی عرض کی یا رسول اللہ اگر اجازت ہو مین کچہ عرض کرون حضرت نے
اجازت دی سعد نی عرض کی کہ یہہ تقسیم جو آپ نی فرمای ہی اگر بحکم خدا ہے تو ہم راضی ہین والا ہمکو منظور
نہین حضرت نی روی مبارک طرف انصار کے کیا اور فرمایا کہ تم سب کا یہی مقولہ ہے جو تمہارا سید
کہتا ہی سب نی عرض کی کہ سید ہمارا خدا و رسولخدا ہے لاکن مقصود ہمارا بہی یہی ہی جیسا سعد نے
کہا ہے جناب امام محمد باقر فرماتے کہ جب سے یہہ حرکت انصار سے سرزد ہوئی نور ایمان اونکا کم ہوا
اور حقتعالی نے ایک سہم واسطی مولفۃ القلوب کے مقرر فرمایا تاکہ ظاہر ہو جائی کہ وہ تقسیم موافق مرضی جناب رب
العزت کی ہوی تہی اور دوسرے سال مین مال غنیمت بہت آیا بسبب تالیف قلوب اوس جماعت کی اور بہت
سی لوگ مسلمان ہوئی پس جناب رسولخدا نی ایک خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ ای گروہ مردم جو مین نی کیا وہ بہتر تہا
اوس سے جسکا تم اپنی واسطی خیال کرتی تہی قسم ہی اوس خدا کی کہ میری جان اوسکی قبضہ مین ہے مین دوست

رکہتا ہون اس بات کو کہ لوگ ہدایت قبول کرین اور مسلمان ہون شیخ مفید و شیخ طبرسی وغیرہ محدثان خاصہ و
عامہ نی ابو سعید خدری سے روایت کی کہ روز حنین جب جناب رسولخدا مال غنیمت تقسیم فرماتی تہی ایک شخص
بنی تمیم سے کہ نام اوسکا ذو الخویصرہ تہا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ تقسیم مین عدالت کیجیی حضرت
نی فرمایا کہ افسوس تجہپر اگر مین عدالت نکرون تو کون عدالت کریگا پس عمر ابن الخطاب نی عرض کیا کہ اگر
حکم ہو تو مین اسکو قتل کرون آنحضرت نی منع کیا اور فرمایا کہ اسکی اصحاب ایسی ہونگی کہ تم اپنی نمازون کو اونکی
نمازون سی کم سمجہوگی اور اپنی روزونکو اونکی روزون سی کم شمار کروگے اور قران پڑہینگی لاکن حلق سی نیچی نہ اتریگا
یعنی دلمین اثر نہوگا اور اسلام سے باہر ہوجاوینگی جیسی تیر نشانہ سی باہر ہوجاوی اور علامت انکی یہہ ہے
کہ انمین ایک شخص سیاہ فام ہوگا کہ اوسکی ایک بازو پر گوشت مانند پستان ویران ہوگا اور وہ خروج کرینگی
بہترین خلق و خلیقہ پر اور قتل کریگا اوسکو بہترین خلق و خلیقہ ابو سعید کہتی ہین کہ گواہی دیتا ہون مین
اس امر کی کہ جناب رسولخدا سے سنا مینی اسکو اور گواہی دیتا ہون کہ خدمت جناب امیر مین حاضر تہا کہ بعد فتح
نہروان جناب امیر ندا کرتی تہی کہ کشتون مین تلاش کرو ایسی شخص کو چنانچہ پایا گیا وہ ملعون موافق علامات کے
جو ارشاد کئین تہی جناب رسولخدا نے امین الاسلام نی روایت کی تہے کہ روز حنین جناب رسولخدا مصروف
تقسیم غنائم تہی تا اینکہ مال غنیمت تمام ہوا اور جناب رسالت مآب بسواری اسپ روانہ جعرانہ کی ہوئی اور
لوگ گرد و پیش حضرت کی مجتمع تہی اور کہتی تہی کہ یا رسول اللہ ہمارا حصہ دیجیی تا اینکہ حضرت کو لاچار کیا اور
ردای مبارک دوش اقدس سے کہینچ لے حتی کہ حضرت سایہ درخت مین رونق افروز ہوئی اور فرمایا کہ ردا
میری مجہی دیدو قسم ہی خدا کی کہ جان میری اوسکی قبضہ قدرت مین ہے کہ اگر بعدد درختان زمین
شتر و گاو و گوسفند میرے پاس ہون تو مین سب کو تقسیم کرون پس چند بال کوہان شتر سی لئے
اور فرمایا کہ قسم خدا کی کہ مال غنیمت سی مین بقدر ان بالون کے متصرف نہین ہوا سوای خمس کے
پس مال غنیمت مین خیانت نکرو غرض جناب رسولخدا ماہ ذیقعدہ مین جعرانہ سی متوجہ مکہ کے ہوئی اور مناسک
عمرہ کی بجا لائی اور عتاب ابن اسید کو مکہ مین والی قرار دیا اور معاذ ابن جبل کو واسطی تعلیم مسایل دینیہ
کی اوسکی پاس چہوڑا اور خود قصد مدینہ کا کیا امین الاسلام وغیرہ نی روایت کی ہے کہ منجملہ سبایای
حنین دختر حلیمہ دایہ جناب رسولخدا کی تہی جب سامنی حضرت کی آئی تو اوسنی کہا کہ مین ہون خواہر تمہاری
مجہی قید کیا ہے حضرت نی اپنی ردای مبارک زمین پر فرش کرکے اوسکی اوپر اوسکو بٹہایا اور حال
اوسکا دریافت کیا اور نیز ایک گروہ قوم ہوازن سے جعرانہ مین حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا اور عرض
کی یا رسول اللہ اکثر ہم مین نشو و نما پاتے تہی حارث ابن شمر یا نعمان ابن منذر اور وہ ہمپر غالب آتے

جس طرح آپ غالب ہوتی ہین تو ہمپر احسان کرتی آپ ولی بالاحسان ہین اور ہم مال و منال طلب نہین کرتے
بلکہ ہم چاہتی ہین کہ زنان و فرزند ہمارے جو اسیر ہو گئے ہین آپ ہمکو واپس ملین چونکہ قبل از
استغاثۂ قوم ہوازن سبایا اہل اسلام پر تقسیم ہو چکی تہی لہذا آنحضرت نی فرمایا کہ حصہ اپنا اور اولاد عبد المطلب کا بخش دیا
سبایا اونکی مسترد کر لو باقی اہل اسلام سی بواسطی اسیری حق کے درخواست کرو شاید بخش دین حضرت نی نماز ظہر کے
اونکی دختر حلیمہ سے کیفیت بیان کی اہل اسلام نی برعایت جناب رسولخدا سب سبایا کو رہا کر دیا پہر دختر حلیمہ نی مالک
ابن عوف کی شفاعت کی حضرت نی فرمایا قبول ہی اگر ہماری پاس آویگا تو امان ہی اسکو ابن عوف حاضر ہوا اسباب و
سامان اوسکا واپس دیا اور سو شتر اوسکو علاوہ بران عنایت کی -- اور اسی سال مین حضرت ابراہیم فرزند رسولخدا ماہ
ذی الحجہ مین بطن ماریہ قبطیہ سی متولد ہوی زوجہ ابو رافع قابلہ تہی اوسنی اپنی شوہر کو خبر دی وہ خبر جناب رسولخدا کے
پاس لایا حضرت نی عوض اس خوش خبری کی ایک غلام اوسکو بخشا اور مولود مسعود کا نام ابراہیم رکہا ساتوین
دن عقیقہ ذبح کیا برابر موی سر کے نقرہ مساکین پر تصدق کیا اور بالون کو زیر زمین دفن کیا زنان انصار نے
بخصوص رضاعت نزاع کی کہ ہر ایک واسطی حصول فضیلت کے درخواست رضاعت کرتی تہی غرض حضرت نی ام بردہ
بنت المنذر ابن زید کے سپرد فرمایا رضاعت متعلق اوسکی ہوئی -- اسی سال مین زینب بنت رسولخدا نے
وفات پائی انکی اولاد مین امامہ اور علی باقی رہے امامہ سے جناب امیر المومنین نے حسب وصیت جناب سیدہ نساء
عالمیان نکاح کیا اور اونکی بطن مبارک سی تین فرزند متولد ہوی کہ تینون طفلی مین بحمایت خلدہ کیدہ رسول الثقلین
مولانا و سیدنا ابی عبد اللہ الحسین علیہ افضل الصلوۃ و اکمل التحیات مرتبہ رفیعہ شہادت فائز ہوئی روحی لہ الفداء
و نفسی لنفوسہم الوقا یا لیتنا کنا معہم فنفوز فوزاً عظیماً اور فرزند اونکا علی کہ یوم الفتح ردیف
جناب رسولخدا کا تہا اونہون نے قریب بلوغ کی انتقال کیا اسی سال مین کعب ابن عمیر کو طرف شام کے
بہیجا اور وہ مع اصحاب کے شہید راہ خدا ہوئی اور عیینہ ابن حصین کو طرف بنی العنبر کے بہیجا وہ مظفر و منصور جانب
مدینہ واپس آیا **غزوہ تبوک** علی ابن ابراہیم نی روایت کی ہے کہ ایک قافلہ موسم تابستان مین
شام سی مدینہ مین طعام یعنی گندم فروش و ثیاب لایا اونکی زبانی مشہور ہوا کہ ہرقل ملک روم مع لشکر گران خود
متوجہ مدینہ ہے اور قصد یہ ہی کہ جناب رسولخدا سی لڑائی کری اور قبایل غسان و خزام و قہرہ و عاملہ وغیرہا
شامل اوسکی ہین اور لشکر اوسکا بلقاء مین پہونچ گیا ہے پس جناب رسولخدا نی اپنی اصحاب سی فرمایا کہ مہیا ے
غزوہ تبوک ملاد بلقاء ہو اور جو قبایل کہ حوالی مدینہ مین تہی اونکی طرف پیغام بہیجا اور مکہ مین بہی اطلاع
بہیجی بلکہ جمیع اہل اسلام کو آگاہ کیا کہ شامل جہاد کے ہون اور اپنی لشکر کو حکم کیا کہ مقام ثنیۃ الوداع مین
خیمی نصب کرین اور وہان جا کے متوقف ہون چونکہ اون ایام مین قحط و غلا کے شدت تہی لہذا اغنیا کو حکم دیا

کو ضعفا و مساکین کے اعانت کرین غرض ہر شخص موافق اپنی حوصلہ کے کچھ نقد و جنس جناب رسول خداؐ کی سامنی
لایا کہ تہیہ سفر مین صرف کرین اسی کو جیش العسرہ کہتی ہین اور جو اغنیا اپنا مال چھپا سکی اونکو بہی کچھ دینا پڑا
کیونکہ جب مساکین و فقرائی مدینہ مین و عرق جبین ایک ایک صاع خرما تمام تمام رات پانی کھینچ کے دیتی تو مالدار
اگر نہ دیتی تو اونکو ظاہر ہے ذلت بہت ہوتی ثنیۃ الوداع مین حضرت مقدس نبوی نے خطبہ پڑہا اور بعد حمد و
ثنای الٰہی کے بیان کیا کہ ایہا الناس تحقیق راست ترین باتون کے کتاب خدا ہی اور بہترین گفتار کلمہ تقوے
اور خوبترین ملتون کے ملت ابراہیم اور نیک ترین سنن سنت محمدؐ اور شریف ترین اذکار ذکر جناب
باری عز اسمہ اور افضل ترین قصص قرآن مجید اعلی ترین امور کا طریقہ اقتصاد ہے کہ مابین افراط و تفریط کے
ہی اور بد ترین امور بدعتہای صعوب ہدایات ہدایت انبیا ہی اولی ترین وجوہ مرگ شہادت فی سبیل اللہ
اور قبیح ترین ضلالتون کے ضلالت ہے بعد ہدایت اور نافع ترین اعمال وہ ہین کہ فایدہ اونکا آخرت مین
پہونچی اور بڑے کمراہے عمی قلب ہے اور دست معطی بہتر ہے قبول کرنی والی سے او [مال]
کم و کافی بہتر ہے اوس مال سے جو زیادہ ہو اور یاد خدا سے غافل کری اور فضیح ترین اعذار کا عذر چاہنا [ہے]
وقت مرگ کی اور مضر ترین پشیمانیوں کے پشیمانی روز قیامت ہے اور بہت لوگ ایسی ہین کہ جمعہ مین حاضر نہین ہوتی
مگر گاہ گاہ اور یاد خدا نہین کرتی مگر کبہی کبہی اور اشقی خطا کارون کے دروغگو ہین اور احسن غنا غنای
نفس ہے اور فاضلترین زاد زہد ہے اور سردار عقل خوف خدا ہے محمود ترین اشیا یقین ہے شک
کرنا دین مین کفر ہے اعمال جاہلیۃ دور کرتے ہین خداتعالی سے اور سرقہ مال غنیمت جہنم مین لیجاتا ہے
اور بلند کرتا ہے زبانہ آتش جہنم کو اور شعر تعریف خط و خال وغیرہ ہیات مین شیطان سے ہی اور شراب جامع
جمیع ذنوب ہے اور نسوان دام شیطان ہین اور جوانی شعبہ ہے جنون کا مذموم ترین مکاسب زنا ہے
بدترین ماکولات اکل مال یتیم ہے اور سعادتمند وہ شخص ہے کہ غیرون کے حال پر عبرت پذیر ہو اور
بدبخت وہ ہے کہ توفیق الٰہی بسبب بداعمالی اوسکی سلب ہو جاتی تم سب لوگ ایسی جگہ جاؤ گے کہ طول
جسکا چار ہاتھ ہے اور مدار عمل کا خاتمہ پر ہے اور بدترین تفکرات تفکر ہے جو شہد من موت و قیامت جلد
آنے والے ہین عداوت مومنین فسق ہے قتال کرنا اوسکی کفر ہے غیبت مومن کے معصیت خدا ہے
اور حرمت مال مومن ایسی ہے جیسی حرمت اوسکی خون کے جو کوئی توکل کرے خدا عز و جل پر حقتعالی اوسکی
امور کے کفایت کرتا ہے جو کوئی صبر کرے خدا اوسکو مقصود تک پہونچاتا ہے جو کوئی عفو کری لوگون سے
خداتعالے گناہ اوسکی بخش دیتا ہے جو کظم غیظ کرے یعنی اپنی غصہ کو بغیر انتقام کے فرو کرے جناب
رب العزت اوسکو اجر عظیم دیتا ہے جو مصائب پر صبر کرے اوسکو عوض نیک عطا ہوتا ہے چنانچہ حدیث

قدسی ہے من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیخرج من ارضی و
سمائی ولیطلب ربا سوائی یعنی جو شخص راضی بقضا نہو اور بلا پر صبر نکری اور نعمار آلہی کا شکر بجا نہ لاوی تو چاہیی کہ
اس زمین و آسمان سے نکل جاوی کوی رب سوا میری تلاش کری اور یہہ محال ہے کہ بندہ اس زمین و آسمان سے نکل
سکی اور سوای وس واحد حقیقی کے کوی اور خدا پاوی لہذا چاہیی کہ دائماً صابر و شاکر جادہ تسلیم و رضا پر قایم رہی غرض
آنحضرت نی فرمایا کہ جو کوئی چاہیی کہ اعمال نیک وسکی اور شخص بہی سنکی خوش ہوئی تو جناب باری عز اسمہ اوسکو
لوگون مین دلیل کرتا ہی اور اجر صابر کا مضاعف ہوتا ہی جو معصیت کری مستوجب عذاب ہی بس مکرر فرمایا
یا اللہ یا رحمن یا رحیم مجہی اور میرے امت کو بخشدی بہر مقتضای آیہ وافی ہدایہ یا ایہا النبی حرض المؤمنین
علی القتال ترغیب دی بعد سماعت اس خطبہ کے لوگ بہت راغب ہوئی اور قبایل عرب جو واسطی جہاد کے
طلب ہوی تہی حاضر ہوکر ساتھہ چلنی پر آمادہ ہوی اور ایک جماعت منافقین نی جانی سے انکار کیا مترجم کہتا ہے
کہ ابتدای غزوہ بدر سے یہان تک بتفاوت یسیرہ مع از دیاد بعض مضامین کہ سردست خیال مین آئی حیات القلوب جناب
مولانا مجلسی علیہ الرحمہ سی نقل ہوا بعد اسکی بسبب کجروی فلک ناہنجار کوئی نسخہ کتاب موصوف کا میسر ہوا ہر چند اطراف
و جوانب مین تلاش کیا کسینی احباب مین سے ندیا ناچار سے کتب اہل سنت و جماعت سے نقل کیا جاتا ہی حتی
الامکان مخالف طریقہ حقہ امامیہ اثنا عشریہ کے نہوگا بس مخفی نرہی کہ کتاب حبیب السیر مین مسطور ہے کہ معظمات
وقایع سال نہم سے غزوہ تبوک ہے اور سبب وسکا یہہ ہوا کہ ایک کاروان شام سی آیا اوسنی کہا کہ حاکم روم
مع فوج کثیر کے قصد مدینہ کا رکہتا ہی بنا بران حضرت مقدس نبوی نے قصد اوسطرف کا کیا مہاجر و انصار کو تہیہ
اسباب سفر حکم دیا اور قبایل عرب سے کہ مشرف باسلام ہوئی تہی استمداد کی چونکہ اوس زمانی مین قحط و عسرت بدرجہ نہایت
تہی موسم تابستان تہا ہوا بہت گرم تہی اصحاب نی معیت سی اکراہ کیا آیہ وافی ہدایہ یا ایہا الذین امنوا ما لکم
اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض اسباب مین نازل ہوا اور حکم مقدس نبوی سے
نفاذ پایا کہ متمولان صحابہ فقرا و مساکین کے مایحتاج مین اعانت کرین اصحاب نی اسباب مین طریق سخاوت
و جوانمردی کو مسلوک رکہا تا کہ تیس ۳۰ ہزار شمشیر گذار مرتب و مکمل ہوئی سید عالم نے ماہ رجب مین ثنیۃ الوداع
مین نزول اجلال فرمایا اور نشان افواج کے منعقد کیی لوای ظفر قرین مہاجرین زبیر ابن العوام کو تفویض فرمایے
اور لوای اوس اسید ابن حضیر کو رایت خزرج ابو دجانہ کو اور خالد ابن ولید کو مقدمہ الجیش قرار دیا اور طلحہ کو
میمنہ پر اور عبد الرحمان کو میسرہ پر مقرر کیا غرض اوس لشکر مین دس ہزار سوار اور دو ہزار شتر تہی منقول ہے
کہ وقت عزیمت غزوہ تبوک کے ضمیر انور حضرت مقدس نبوی پر ظاہر ہوا کہ اس سفر مین اعدای دین سے
مقاتلہ سیف و سنان کا واقع نہوگا بنا بران حضرت حیدر کرار و سمند آتش رفتار علی ابن ابیطالب کو مدینہ

مین خلیفہ مقرر فرمائین چنانچہ آنحضرت نے ایساہی کیا او رنیز حبیب السیر وغیرہ کتب معتبرہ مین منقول ہے کہ جب حضرت
سمت تبوک مرحلہ پیما ہوے تو اہل نفاق نے جو بعض دشمنی سے مدینہ مین رہے تھے یہہ مشہور کیا کہ جناب رسولخدا
نے حضرت امیر کو واسطے تعظیم واکرام کے مدینہ مین خلیفہ نہین کیا بلکہ حضرت کا ساتھہ لیجانا ناگوار ہوا۔ بیت
چو آتش زور شنید ہند استان را ❊ فضیحت خواستند ان راستان را ❊ باستماع اسکی جناب امیر نے اسلحہ
اٹھائے اور عقب جناب رسولخدا کے روانہ ہوئے بمقام جرف مین شرف ملازمت حاصل کی اور کلمات مزخرفہ
منافقین کے عرض کئے آنحضرت نے فرمایا کہ اے برادر مدینہ کو مراجعت کرو کہ تم خلیفہ میرے ہو اہل مین اور مدینہ مین
اور میرے قبیلہ مین اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی
منظومہ علی را چنین گفت خیر الانام ❊ کہ اے کردہ برکار دین اہتمام ❊ ترا از من آن منزلت شد پدید ❊
کہ نسبت بہارون ز موسیٰ رسید ❊ مگر آنکہ نبود پس از من نبی ❊ نبوت ز مردم شود اجنبی ❊ یعنی
آیا راضی نہین تو اے علی کہ ہو تو نزدیک میرے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہہ کہ نبوت مجہپر ختم ہوئے
کتاب کشف الغمہ مین مذکور ہے کہ حضرت شفیع امت نے اس حدیث مین نبوت کا اسواسطے استثنا کیا تاکہ لوگون پر
ظاہر ہو جائے کہ بغیر مرتبہ پیغمبرے جو مرتبہ کہ ہارون کو موسیٰ سے حاصل تہا وہی جناب امیر کو آنحضرت سے
حاصل ہے اور یہہ فضیلت ہے کہ کوئی شخص اسمین جناب امیر کا سہیم و شریک نہین مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث
کو روایت کیا ہے بخاری و مسلم و ترمذی و احمد ابن حنبل و ابن ماجہ و نسائی نے اصحاب صحاح سے
اور سوا اسکے بہت سے کتب معتمدہ معتمدہ اہل سنت مین مذکور ہے اور یہہ دلیل حج قاطعہ
و براہین ساطعہ سے ہے اوپر خلافت بلافصل وصی برحق علی ابن ابیطالب کی اور دست و پا زنی اہلسنت کے
اسمین محض بیکار ہے جواب خرافات شاہصاحب کا لوارق جناب سلطان العلما دام ظلہ و برہان سعادت
جناب مفتی صاحب مرحوم و حج باہرہ حکیم سید باقر علیخان مبرور و جنیرہ سجحان زمان و حدیقہ علیین
مکان و جواہر عبقریہ جناب مفتی سید محمد عباس صاحب دام ظلہ و عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار
تالیف جناب مستقصی الافحام و مستوفی الانتقام قاسم ظہور المعاندین و دافع شبہات المسولین کاشف المنقوص
عن فضائل اللصوص جناب السید المحقق آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید حامد حسین الموسوی الحسینی ادام اللہ
ظلال معالیہ و بارک فی ایامہ و لیالیہ کتب کلامیہ متقدمین و متاخرین ابامیہ ایدہم اللہ تعالیٰ فی الدارین
مین جابجا وجوہ مذکور و مسطور ہے اور تاویلات سخیفہ و تسویلات رکیکہ واکذوبات فضیحہ و عثرات قبیحہ
شاہصاحب کو ہباءً منثورا کیا ہے من شاء فلیراجع تتمہ القصہ بعد سماعت اس حدیث کے حضرت امیر
نے مراجعت فرمائی اور جناب رسولخدا عازم مقصد ہوئے لاکن بسبب قلت زاد و کثرت حرارت ہوا سپاہ نصرت

نہایت محنت ومشقت سے طے مرحلہ کرتی تہی اور پانی بہی اس سفر مین کم یاب تہا اس واسطے یہہ لشکر
موسوم بجیش العسرۃ ہوا ایک گروہ منافقین جو محض بطمع غنایم ساتھ ہوئی تہی اہل اسلام کو کفار سے خوف
کرتی تہی اور اس سبب سے پریشانی لوگون کے زیادہ ہوتی تہی اور اسی سفر مین جناب اقدس سے
بہت سے معجزات وخوارق عادات ظاہر ہوی منجملہ اونکی غائب ہونا ناقہ خاصہ کا چنانچہ سابقاً تحریر ہوا
دوسرے یہہ کہ ایک دن حضرت نی ارشاد کیا کہ کل چشمہ تبوک پر پہنچین گے چاہی کہ جو اول وہان پہونچے
اوسکو ہاتھ نہ لگاوی معاذ ابن جبل کہتا ہی کہ جب جناب رسولخدا وہان پہونچی تو دیکہا ہمنی کہ دو شخص پہلی
وہان موجود تہی اور تہوڑا سا پانی اوس چشمہ مین سے آنحضرت نی پوچہا کہ تم نی اوسکو لگایا ہی جواب مین اونہون
نی کہا کہ ہان پس حضرت نی تہوڑا سا پانی طلب کیا اور روی مبارک کو دہویا اور غسالہ چشمہ مین ڈالدیا وہ چشمہ
حضرت کا مثل جناب [illegible] سے لبریز ہوگیا کہ سب فوج کو کافی ہوا منقول ہے کہ جناب رسولخدا تبوک مین
پہونچی تو چند روز وہان بسعادت و اقبال بسر کے آخر معلوم ہوا کہ خبر توجہ قیصر روم کی باہل ہے اصل مین
بے اصل تہی قصد مدینہ کا کیا تہا جب خبر توجہ حضرت مقدس نبوی کے اوسکو معلوم ہوئی وہ متوقف ہوا چنانچہ
حضرت نی ارشاد کیا ہے کہ نصرت بالرعب ملک روم پر رعب غالب ہوا مقابلہ مین نہ آسکا تب حضرت نی
جانب مدینہ مراجعت فرمائی اس سفر نی دو مہینی طول کہینچا مترجم کہتا ہی کہ جب علمای امامیہ اعتراض کرتی
کہ شیخین مین کسیکو جناب رسولخدا نی کسی غزوہ مین امیر لشکر قرار نہین دیا اور کبہی نشان کسی کار کے دیا
مدد کسی امر کے نہین ہوی ہین اوسکی جواب مین شاہصاحب نی بہت حرکتین مذبوحی کے ہین چنانچہ
لکہا ہی کہ خیبر مین انکو علم دی کر بہیجا پس جواب اسکی کئی ہین **اول** یہہ کہ وہان انسی کون سے
بہادری ظاہر ہوئی اور مبطل انکی شجاعت وبہادری کا فقرہ کرّار غیر فرار کا ہے اگرچہ شاہصاحب منکر
فقرہ فرار کے ہین کہ اسمین شیخین پر تعریض ہوتی ہے مگر احمد حنبل اور ابن ماجہ نی اپنی اپنی کتابون
مین اس فقرہ کو لکہا ہے **دوسرے** یہہ ہے کہ شاہ ولی اللہ نی ازالۃ الخفا مین لکہا ہے کہ اوس دن
جناب رسولخدا بسبب عروض درد شقیقہ خیمہ سے باہر تشریف نہین لائی خود ہی ابوبکر علم لیکر قلعہ خیبر پر چلا گیا اور وہان
سے منہزم عود کیا **تیسرے** یہہ کہ ابن تیمیہ نے کہ بزبان حیدر علی مصنف منتہی الکلام وسمی بشیر سے
شیخ الاسلام ہے انکار کیا ہی اور لکہا ہے کہ قبل از جناب امیر کسیکو حضرت رسولخدا نی علم عنایت
نہین کیا تہا کہ نقص فرار شیخین پر لازم نہ آوے اگرچہ موافق رای بعض علما کی خلاف صریح حدیث کے
ہو اور پہر شاہصاحب نی شیخین کا وادی الرمل مین جانا بیان کیا ہے چنانچہ عبارت معارج النبوۃ کے
گذرے اور کچہ تفصیل آگے بہی آتی ہے اور نیز شاہصاحب نی ایک اور سریہ مین سرکردگی دس

سوارون پر نسبت ابوبکر کے لکھی ہے وہان بہی حسب روایت بلوغ المرام مختصر سیرت شامیہ کے انکی سپرکردگی
فتح نہین ہوئی ایک مقام مین شاہصاحب نے محض موافق عادت جبلی کے صرف دروغگو سے پر کمر باندھی ہے
اور اسکا جواب بجاے خود مرقوم ہے اور نیز شاہصاحب نے تحریر کیا ہے کہ روز غزوہ تبوک علم بدست ابوبکر تہا اول
تو اس مقام مین لڑائی نہین ہوئی بلکہ فوج مخالف بہی روبرو نہین آئی دوسرے اختلاف ہے اسمین بعض روایات
سے پایا جاتا ہے کہ علم مہاجرین زبیر ابن العوام کے پاس تہا من شاء تفصیل المقام فلیرجع الی التشئید للسبۃ
الصلاۃ علیہ احمد دار اسلام منقول ہے کہ جب جناب حبیب خدا نے غزوہ تبوک سے جانب مدینہ مراجعت فرمائی
تو موافق وحی الٰہی کے انہدام مسجد ضرار کا جو منافقان مدینہ نے باشارت ابو عامر راہب خزرجی کے واسطے
اضرار اہل اسلام کے بنا کی تہی حکم دیا چنانچہ حسب الارشاد سعد ابن عدی وعامر ابن عدی نے اساس و
نفاق کا منہدم کیا اور اسی سال مین اطراف دیار عرب سے اشراف و اعیان قبایل مدینہ مین آئے
اور بشرف ملازمت حضرت مقدس نبوی سے مشرف ہوئی اور تحف وہدایا اپنی اپنی دیار سے لاکر
پیش کئے اور احکام اسلام کے دریافت کرکے اپنی مساکن کو مراجعت کی بلکہ اس قسم کے لوگ اس
سال مین باین کثرت آئے کہ اس سال کو سنۃ الوفود کہنے لگے معارج النبوۃ وغیرہ کتب تواریخ مین منقول
ہے کہ جب آنحضرت نے غزوہ تبوک سے مراجعت کی تو ایک اعرابی حاضر خدمت بابرکت جناب حبیب ایزد
منان ہوکر عرض پرداز ہوا کہ ایک قوم عرب وادی رمل مین بارادہ شبخون مدینہ جمع ہوئی ہین حضرت نے
ابوبکر کو مع گروہ اصحاب صفہ کے واسطے مقابلہ کے نامزد کیا غرض بعد طی منازل وہان پہونچے اور فوراً بسرعت
تمام فرار کرکے جانب مدینہ مراجعت کی پہر خلیفہ ثانی نامزد ہوئے اونسے بہی کچہ نہوسکا حسب عادت رجوع کیا
پہر آنحضرت نے عمرو عاص کو اس مہم پر نامزد فرمایا اور اوسکی تحت مین بہت سی صحابہ تہی از انجملہ ابو عبیدہ
جراح اور ابو عبیدہ کے تحت مین بہت سے اشخاص تہی منجملہ اونکی شیخین پہر کیف عمرو عاص سے
بہی کچہ نہوسکا بعد ازان جناب امیر المومنین نے موافق حکم حضرت مقدس نبوی اس مہم کو فتح کیا اور چونکہ
راستہ کوہستان کا تہا اور سم اسپان سے آگ نکلتی تہی لہذا سورہ والعادیات جناب رب العزت نے
نازل فرمائی کہ قدر ومنزلت جناب حضرت امیر پر دلالت کرے جیسا کہ یہہ سب مضامین سابق مین گذرے ہین
اور اس سریہ مین جب عمرو عاص سرکردہ لشکر تہا تو شیخین کو برابر نمازین پڑہاتا تہا اس سے باطل ہوگئے
حدیث ترمذی کی لا ینبغی لقوم ان یومہم احد وفیہم ابوبکر یعنی نہین لایق ہے کسی
قوم کو پیش نماز ہے جب ابوبکر اونمین ہو گو فی نفسہ یہہ روایت موضوع ہوا اور ابن الجوزی نے علل متناہیہ
مین اعتراف کذب وافترا اس حدیث کے کیا ہو اور یہین سے باطل ہوئی فضیلت پیش نماز کے

کہ جسکو اشارتاً دلیل خلافت جانتی ہین و طرفہ یہہ کہ عمرو عاص کو اپنی پیش نمازی پر اتنا اصرار تھا کہ ایک شب اوسکو احتلام ہوا اور بجہالت مسئلہ تیمم کے اونی بابت نہین تو اوسکی سرکردگی مین کیا قدح کریگے غرض اوسکو بھی مسئلہ تیمم کا مثل خلیفہ ثانی کے معلوم نہ تھا تو عمرو عاص نے اوس حالت مین بھی شیخین کو باوجود اونکی اکراہ کی نماز پڑہائی چنانچہ مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق دہلوی نے اس مقام مین لکھا ہے من شاء فلیرجع الیہ والتفصیل فی الوجیزہ رجعنا الی القصہ اسی سال مین نجاشی بادشاہ حبشہ نے انتقال کیا اور حضرت نی غائبانہ اوسکی نماز پڑہی اور دعاے مغفرت کی اور اسی سال مین جناب امیر المومنین نی حالت رکوع مین خاتم سائل کو عطا کیے اور آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون شان مین حضرت کی نازل ہوئی اور یہہ آیہ شریفہ نص صریح ہے اوپر خلافت بلافصل وصی برحق کے جناب میر ببر علی صاحب زاد مجدہ متخلص بانیس کہ فن شعر مین خصوص مرثیہ گوئی حضرات معصومین مین وحید ہین اور اپنا عدیل و سہیم نہین رکھتی فرماتی ہین

قیمت نہ دی سکی کوئی جسکی حجاز مین ٭ سائل کو بخشدی وہ انگوٹھی نماز مین

ظاہر ہو کہ نزول اس آیت کا بشان جناب امیر باعتراف اہلسنت ثابت ہی چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور مین ذیل اس آیہ مبارکہ مین بہت سی روایتین متضمن اس مطلب کے لکھی ہین عبارات کو چھوڑکے تفصیل اسماء محدثین لکھی جاتی ہے یعنی اخراج کیا ہے اس روایت کو خطیب[۱] نی کتاب المتفق والمفترق مین ابن عباس سی اور عبد الرزاق[۲] عبد بن حمید[۳] و ابن جریر[۴] والو الشیخ[۵] و ابن مردویہ[۶] نی بھی ابن عباس سے اور طبرانی[۷] نے اوسط مین اور ابن مردویہ[۸] نی عمار ابن یاسر سی اور ابو الشیخ[۹] و ابن مردویہ[۱۰] نے اور ابن عساکر نے خود جناب امیر سے اور ابن حاتم[۱۱] اور ابو الشیخ[۱۲] اور ابن عساکر[۱۳] نے سلمہ ابن کہیل[۱۴] اور ابن جریر[۱۵] نے مجاہد سے اور نیز سدے سی اور عتبہ ابن ابی حکیم[۱۶] نے سدی سی اور ابن مردویہ[۱۷] نی ابن عباس سے بطریق کلبی اور طبرانی[۱۸] اور ابن مردویہ[۱۹] نی اور ابو نعیم[۲۰] نی کتاب معرفہ مین ابی رافع سی اور نیز ابن مردویہ[۲۱] نے ابن عباس سے پس مجموع ان روایات سی ثابت ہوا کہ دس محدثین نی سات صحابہ سے نزول آیت کا شان جناب امیر مین روایت کیا ہے جب یہہ معلوم ہوگیا تو اب سنا جاتا ہے کہ حیدر علی مصنف منتہی الکلام اپنی کتابون مین نزول اس آیہ سے بشان جناب امیر انکار کرتا ہے اب خیال فرمائیے اور ارشاد کیجیے کہ یہہ اسقدر محدثین اہل سنت کی متفق ہین اور ان پر مدار حدیث و تفسیر کا ہے کتب علمی انکی نام سے مزین ہین جھوٹ بولتی ہین یا حیدر علی نے جھوٹ کہا ہے یہہ ادنی بی دیانتی حیدر علی سے کے تہی کہ کتنی علما اہل سنت کے تکذیب کرتا ہی اسے پر اور اقوال اونکی خیال

کرنی چاہیے قیاس کن ز گلستان من بہار مرا ۞ اور تفضیل حیدر علی کے اقرارات اور کذوبات سے کے ناظر استقصار الافحام
واستیفار الانتقام پر اچھی طرح ظاہر ہو سکتی ہے اور جواب ہفوات شاہ صاحب کا کتب امامت میں موجود ہے رجعنا الی
القصہ اوسی سال میں موافق روایت عامہ محدثین اہل سنت کی جناب رسالت نے قصد کیا کہ مناسک حج بجا
لائیں مگر چونکہ بمسامع علیہ پہونچا کہ مشرکین عریان برسم جاہلیت طواف کرتی ہیں لہذا یہہ ارادہ ملتوی رہا لاکن ابوبکر
کو اوایل سورہ برات دیکے امیر موسم کیا تاکہ مشرکین کو مضامین آیات سے آگاہ کری بعد روانگی ابوبکر جبرئیل امین
جانب رب العالمین سے سید المرسلین پر نازل ہوئی اور کہا کہ فرمان اقدس آلہی یہہ ہے کہ ادا سے رسالت
نکرے مگر خود آپ یا کوئی شخص جو آپ سے ہو بنابران جناب امیر کو طلب کیا اور حکم آلہی سے مطلع فرمایا اور ارشاد
کیا کہ سوار ہے ناقہ خاصہ عقب ابوبکر میں جاؤ اور اوایل سورہ برات اوس سے لیکی اہل موسم پر موافق حج میں سناؤ
اور یہہ چار حدیثین بھی بسمع خلایق پہنچاؤ اول یہہ ہے کہ بہشت میں نہ جائیگا مگر نفس مومن دوم یہہ کہ
بعد اس سال کے کوئی شخص عریان طواف بجا نہ لاوے سیوم یہہ کوئی مشرک حج نکرے چہارم جن لوگون
سے عہد موقت ہو چکا ہے جب تک نقض عہد نکرین تب تک وہ عہد بدستور قایم ہے اور جنسے عہد نہین اونکو چار
چار مہینے تک امان ہے بعد انقضا سے اس مدت کے اگر شرف اسلام حاصل نکرینگے تو مال اور جان اونکے
ہدر ہے جناب امیر ناقہ پر سوار ہوکے بجانب حریم حرم روانہ ہوئے منزل عرج میں ابوبکر سے ملاقات کی جب ابوبکر
نے حضرت کو دیکھا تو پوچھا کہ یا علی آپ امیر ہین یا مامور ہین جناب امیرؑ نے فرمایا کہ فرمان جناب رسولخدا یہہ ہے کہ
آیات اوایل سورہ میرے سے تسلیم کر کے مین لوگون پر عرض کرون موافق روایات شیعہ کے ابوبکر وہان سے
مدینہ کو واپس ہو گیا اور بعض روایات اہل سنت سے بھی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالے
اور جناب امیرؑ امیر موسم حج ہوئی اور مکہ معظمہ میں تشریف لیگئی اور لوگون کو مناسک حج تعلیم فرمائی اور اوایل
سورہ برات اور کلمات اربع ہر موقف میں لوگونکو سنائی اعلام الوری میں کہ کتب معتمدہ اہل سنت سے
ہی مذکور ہے کہ جب ابوبکر خدمت جناب رسولخدا مین حاضر ہوا تو عرض کیا کہ مجھسے کیا قصور ہوا کہ قرارت سورہ
برات سے مجکو منع کیا گیا بجواب اسکی حضرت نے ارشاد کیا کہ خاص اس مقدمہ مین تجھسے کوئی قصور نہین ہوا لاکن
جبرئیل امین جانب جناب دیان دین سے وحی لائی کہ نہ ادا کرے اس سورہ کو مگر مین یا جو شخص مجھسے ہو
اور علی ابن ابیطالب مجھسے ہے اور وہ بھائی میرا ہے اور وصی و وارث میرا ہے اور خلیفہ میرا ہے
میرے اہل بیت اور امت میں بعد میرے اور قضا کریگا قرض میرا اور ایفا کرے گا میرے وعدون کے
اور نہیں ادا کر سکتا مجھسے مگر علی ابن ابیطالب مترجم کہتا ہے مخفی نرہے کہ یہہ عزل و نصب جسطرح سے
مثبت خلافت بلافاصلہ واسطے جناب امیر کے ہے ایسا ہی نص ہے اوپر عدم قابلیت ابوبکر کے واسطے

خلافت کے

خلافت کی اگرچہ تفصیل کتب کلامیہ میں ہے لاکن بعض احباب کرام سلمہ اللہ تعالیٰ کی ارشاد سے اکذابات شاہ صاحب میں بمقدمہ سورہ برات کتاب مستطاب تشئید المطاعن سے جو منتخب کیا ہی وہ یہاں بجنسہ وارد کیا جاتا ہی اور فائدہ عمدہ نقل اس عبارت میں یہ ہے کہ حال دروغگوئی شاہ صاحب کا بہی بخوبی ظاہر ہو جائیگا ــــ ٥

ص ٤٩ ٥ ط ١١ **قال** درین روایت خبط و خلط واقع شده تفصیل آنکه روایات اہلسنت درین قصہ مختلف اند انتہی **اقول** پس در انیکلام خبط و خلط واقع شد که روایت عزل ابوبکر را علماء ثقات و محدثین اثبات اہل سنت روایت کرده اند مثل ترمذی و امام احمد حنبل و ابو عبد الرحمن نسائی و ابو القاسم سہیلی و ثعلبی و حاکم و ابن مردویہ و ابن ابی شیبہ و ابن حبان و عبد الرزاق و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن خزیمہ و ابو عوانہ و طبرانی و دارقطنی و بیہقی و سبط ابن الجوزی و سعید ابن منصور گازرونی و جمال الدین محدث و شہاب الدین ابن حجر عسقلانی و عبد الحق دہلوی و ولی اللہ و غیر ایشان که جہابذهٔ ہمای شان مشکل است پس جماعت کثیر و جم غفیر علمای کبار خود را اصحاب خلط و خبط نامیدن و حال ایشان را مماثل شعر نکوره و مستفتی استفتای مسطور نمودن در پرده بنای مذہب سنیان از بیخ برکندن است و خود را رسوای ہفت شہر نمودن فتدبر لما سیاتی تفصله ص ٤٩ ٥ ط ١١ **قال** اکثر روایات باین مضمون آمده اند که ابوبکر را برای امارت حج منصوب کرده روانه کرده بودند نه برای رسانیدن برات و حضرت امیر را بعد از روانه شدن ابوبکر چون سوره برات نازل شد و نقض عہد مشرکان دران سوره فرود آمد از عقب فرستادند تا تبلیغ این احکام تازه نماید پس درینصورت عزل ابوبکر اصلا واقع نشد بلکه این دو کس برای دو امر مختلف منصوب شدند پس درین روایات خود جای تمسک شیعه نماند که مدار آن بر عزل ابوبکر است و چون نصب نبود عزل چرا واقع شد و در بیضاوی و مدارک و زاہدی و تفسیر نظام نیشاپوری و جذب القلوب و شرح مشکوة ہمین روایت را اختیار نموده اند و ہمین است ارجح نزد اہل حدیث انتہی عبارته بقدر الحاجة **اقول** کذب محض است تفصیل این اجمال آنکه آنچه گفته که اکثر روایات الی قوله منصوب شدند حاصلش اینست که ہرگز اکثر روایات باین مضمون نیامده اند بلکه از روایاتیکه منقول میشود ظاہر است که نصب ابوبکر را برای تلاوت سوره برات و عزل او را ازان جماعتی از صحابه روایت کرده اند اول و افضل ایشان جناب امیر است و ابن عباس و ابو سعید خدری و ابوبکر و ابن عمر و ابو ہریره و ابن ابی وقاص و ابو رافع و انس ابن مالک اند پس بر ذمهٔ شاه صاحب واجب آمد که این دعوی را که ابوبکر را برای امارت حج منصوب کرده بودند نه برای رسانیدن سوره برات و سوره موصوفه بعد روانگی ابوبکر نازل شد از روایت ہمین اصحاب یا مثل اینہا که اعتبار و اقتدار شان مماثل اینہا باشد و در عدد ہم برابر باشند و روایت ہم در قوت و ضعف مساوی این روایات باشند

حاشیه

[illegible]

ثابت سازند ورنه دعوی بی دلیل غیر مسموع ست اما آنچه گفته پس درین روایات الی قوله جرا واقع شد از روایت

نیشاپوری اگرچه عزل ابوبکر ثابت نمیشود لاکن اینقدر ازان خود ثابت ست که ابوبکر صلاحیت تبلیغ چند آیه سورهٔ

برات که بقول خود شاهصاحب هر حافظ و قاری آنرا خود سر انجام دادن می تواند نداشت چنانچه در تفسیر نیشاپوری

توان داد

در ذیل تفسیر سوره برات مذکورست نزلت هذه الاية سنة تسع وكان قد امر فيها ابابكر على

الموسم فلما نزلت السورة اتبعه عليًا راكب العضباء ليقرءها على اهل الموسم وقيل له لو بعثت

بها الى ابى بكر فقال لا يؤدى عنى الا رجل منى و متمسک شیعه در باب عزل ابوبکر روایات

کثیره است که ثقات متسننین آنرا نقل کرده اند بعضی ازان درینمقام ثبت میشود پس بدانکه در منثور سیوطی در

تفسیر سوره توبه مذکورست اخرج عبد الله ابن احمد بن حنبل فى زوائد المسند وابو الشيخ و

ابن مردويه عن على قال لما نزلت عشر ايات من البرات على النبى دعا ابابكر ليقرءها

على اهل مكة ثم دعانى فقال لى ادرك ابابكر فحيثما لقيته فخذ الكتاب منه فاقرء

على اهل مكة فلحقته فاخذت الكتاب منه ورجع ابو بكر فقال يا رسول نزل فى شئ قال لا

ولكن جبرئيل جاءنى فقال لن يؤدى عنك الا انت او رجل منك واخرج ابن ابى

شيبه واحمد والترمذى وحسنه وابو الشيخ وابن مردويه عن ابن ابى وقاص ان رسول

الله بعث ابابكر ببراة الى اهل مكة ثم بعث عليًا على اثره فاخذ منه فكان ابو بكر وجد

فى نفسه فقال النبى يا ابابكر انه لا يؤدى عنى الا انا او رجل منى و نیز در منثور مذکورست

اخرج عبد الرزاق وابن منذر وابن ابى حاتم من طريق سعيد ابن المسيب عن ابى

هريرة ان ابابكر امره ان يوذن ببراة فى حجة ابى بكر بمكة قال ابو هريرة ثم

اتبعنا النبى عليا وامره ان يوذن ببراة وابو بكر على الموسم كما هو وقال على هيئة

و نیز در منثور مذکورست اخرج ابن مردويه عن ابن عباس ان النبى بعث ابابكر بسورة

التوبة وبعث عليًا على اثره فقال ابو بكر يا على لعل الله ونبيه سخطا على فقال على

لا ولكن نبى الله قال لا ينبغى ان يبلغ عنى الا رجل منى و نیز دران مذکورست اخرج ابن

حبان وابن مردويه عن ابى سعيد الخدرى قال بعث رسول الله ابابكر يؤدى عنه

براة فلما ارسله بعث الى على فقال يا على انه لا يؤدى عنى الا انا وانت فحمله على ناقة العضباء

فسار حتى لحق ابابكر فاخذ منه براة فاتى ابو بكر النبى وقد دخله من ذلك مخافة ان يكون

قد انزل فيه شئ فلما اتاه قال مالى يا رسول الله قال خير انت اخى وصاحبى فى الغار وانت معى على

الحوض

الحوض غیر انہ لا یبلغ غیری او رجل منی واخرج ابن مردویہ عن ابی رافع قال بعث رسول اللہ
ابا بکر براۃ علی الموسم فاتی جبرئیل فقال انہ لن یودیہا عنک الا انت او رجل منک فبعث
علیا فی اثرہ حتی لحقہ بین مکۃ والمدینۃ فاخذہا وقرءہا علی الناس فی الموسم انتہی وقسطلانی در
شرح خود در تفسیر سورہ برات من کتاب التفسیر بروایت احمد و ترمذی عزل ابی بکر را از ادای سورہ براۃ نقل کردہ
وابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری فی تفسیر سورہ برات من کتاب التفسیر گفتہ قولہ قال حمید ہو ابن عبد
الرحمن ابن عوف ثم اردف النبی بعلی یامرہ ان یوذن ببراۃ ہذا القدر من الحدیث مرسل
لان حمیدا لم یدرک ذلک ولا صرح بسماعہ لہ من ابی ہریرۃ لکن ثبت ارسال علی من
عدۃ طرق فروی الطبری من طریق ابی صالح عن علی قال بعث رسول اللہ ابا بکر ببراۃ الی
اہل مکۃ ثم بعثہ علی الموسم ثم بعثنی فی اثرہ فادرکتہ فاخذتہا منہ فقال ما لی قال خیر انت
صاحبی فی الغار وصاحبی فی الحوض وغیر انہ لا یبلغ عنی الا انا او رجل منی ومن طریق عمرو ابن
عطیۃ عن ابیہ عن ابی سعید مثلہ ومن طریق العمری عن نافع عن ابن عمر کذلک وروی
الترمذی من حدیث مقسم عن ابن عباس مثلہ مطولا وعند الطبرانی من حدیث ابی رافع نحوہ
ولکن قال فاتاہ جبرئیل فقال انہ لن یودیہا عنک الا انت او رجل منک وروی الترمذی
وحسنہ واحمد من حدیث انس قال بعث النبی ببراۃ مع ابی بکر ثم دعی علیا فاتاہ ایاہ وقال
لا ینبغی لاحد ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلہ انتہی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی
در رسالہ فضایل جناب امیر کہ مشہور بخصایص است فی ذکر توجیہ النبی براۃ مع علی باسنادہ عن
زید بن یثیع از علی ابن ابیطالب روایت کردہ وگفتہ عن علی ان رسول اللہ بعث براۃ الی اہل مکۃ مع
ابی بکر ثم اتبعہ بعلی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ الی اہل مکۃ فقال فلحقتہ فاخذت الکتاب
منہ فانصرف ابو بکر وہو کئیب فقال یا رسول اللہ انزل فی شیٔ قال لا الا انی امرت ان ابلغہ
انا او رجل من اہل بیتی وعن سعد مثلہ بتغیر یسیر فی الالفاظ انتہی وشاہ ولی اللہ والد ماجد
جناب شاہ صاحب در ازالۃ الخلفا در فصل ششم از مقصد اول گفتہ اصل قصہ آنست کہ ابوبکر را امیر الحج بود
و سورہ برات اول بدست ابوبکر صدیق دادہ بودند بعد ازان جبرئیل فرود آمد و امر کرد کہ آنرا بدست حضرت
مرتضی باید فرستاد و بعد این عبارت ہر دو روایت انس و سعد ابن ابی وقاص را نقل کردہ و در تاریخ
سعید ابن منصور گازرونی کہ عجیر کتاب منتقی است روایت ابی سعید خدری درین قصہ نقل شدہ و عینی در
عمدۃ القاری در باب لا یطوف بالبیت عریان من کتاب الحج آوردہ قال السہیلی ثم اردف بعلی

فرجع ابوبکر الی النبی فقال هل انزل فی قرآن قال لا ولکن اردت ان یبلغ عنی من هو من اهل بیتی
انتهی بقدر الحاجة و در تفسیر مختصر تصنیف شیخ موفق الدین ابی العباس احمد ابن یوسف بن الحسن الکواشی
که فضائل هوش ربای او و اخبار با نصیب از بغیة الوعاة جلال سیوطی توان یافت اولاً نصب ابوبکر برای
ادای سورهٔ برات و ثانیاً عزل او از آن خدمت مذکور است و در تنزیل الابرار بما صح من مناقب اهل البیت الاطهار
مرزا محمد بدخشانی که مخصوص است بذکر احادیث صحیحه (در قسم اول از باب اول) که این قسم مخصوص است بذکر احادیثیکه
علمای اعلام سنیه در آن اختلافی ندارند مسطور است که از آن بقدر ضرورت نوشته میشود و اخرج احمد عن عمرو بن
میمون فی حدیث طویل فجاء ابن عباس ینفض ثوبه وهو یقول اف وتف وقعوا فی رجل قال
له النبی کذا وکذا قال ثم بعث ابابکر بسورة التوبة فبعث علیاً خلفه فاخذها منه قال لا
یذهب بها الا رجل منی وانا منه الحدیث و محب الدین طبری نیز در ریاض النضره و ذخائر العقبی این حدیث
را از احمد و ابی القاسم دمشقی نقل کرده و ابو اسحق احمد ابن محمد ابن ابراهیم الثعلبی النیشاپوری که فضائل
و مناقب او از تاریخ وفیات الاعیان ملتقطاً بمختصر تحریر المفسر المشهور کان اوحد زمانه فی علم التفسیر و صنف
التفسیر الکبیر الذی فاق غیره من التفاسیر وله کتاب العرائس فی قصص الانبیاء و قال ابو القاسم
القشیری رأیت رب العزة عز وجل فی المنام وهو یخاطبنی واخاطبه وکان فی ذلک ان
قال الرب اقبل الرجل الصالح فالتفت فاذا احمد الثعلبی مقبل ذکره عبد الغافر ابن اسمعیل
الفارسی فی کتاب سیاق تاریخ نیشاپور واثنی علیه وقال هو صحیح النقل موثوق
به حدث عن ابی طاهر ابن خزیمه والامام ابی بکر ابن مهران المقری وکان کثیر الحدیث کثیر
الشیوخ انتهی بقدر الحاجة هرگاه رب العزت باعتراف مثل ابو القاسم قشیری توثیق ثعلبی فرماید
و بلفظ رجل صالح در حق او ارشاد کند و عبد الغافر ابن اسمعیل الفارسی و امام ابوبکر مقری باین جلالت
شان مدح و ثنای او کنند پس اگر کسی از ناتمامان جو فروش گندم نما که هزار جا کذبش لایح خاطر منصفین شده
و جاهل از اقوال علمای اعلام خود تضعیف چنین امام کند ثعلبی را از آن چه باک است و قول الجاهل یجیب چنین اقوال
بجوی نمی ارزد و در تفسیر خود گفته فلما سار ابوبکر دعی رسول الله علیاً فقال اخرج بهذه القصة من
صدر برات و اذن بذلک فی الناس اذا اجتمعوا فخرج علی ناقة رسول الله العضباء حتی ادرک
ابابکر بذی الحلیفة واخذها منه فرجع ابوبکر الی النبی فقال یا رسول الله بابی انت
وامی انزل فی شأنی شیء قال لا ولا یبلغ عنی غیری او رجل منی انتهی ملتقطاً و سبط ابن الجوزی
در تذکره خواص الامه در فضائل جناب امیر در اول کتاب همین روایت را نقل کرده و جمال الدین محدث در

کتاب درج الدرر در ذکر سال نهم این قصه را بتفصیل بیان کرده که ذکر آن در کتب بتفصیل خارج از شرط این رساله
است و ابن کثیر هم با وصف تعصب کثیر روایت عزل ابی بکر را از ائمه خویش نقل کرده کتاب التاریخ ذکر بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم
ابابکر فی وقایع سنة التاسعة انتهی واما آنچه گفته در بیضاوی وغیره الی اختیار نموده اند پس اختیار نمودن
بیضاوی وغیره این روایت را انکار رسے نمی کند چه در جنب اقوال دیگر مفسرین ومحدثین ومورخین که جماعه کثیر اند
کما مرت الاشارة الیه قول بیضاوی وغیره را اعتبارے نیست با آنکه عبارت زاهدی وجذب القلوب وشرح مشکوة
عبد الحق دهلوی بر عدم نصب ابوبکر) که مطلوب شاهصاحب است (صریح نیست بلکه عبد الحق در مدارج النبوة عزل
ابی بکر را ذکر کرده است وخصوصا هرگاه شهادت علی النفی باشد واما آنچه گفته همین است ارجح نزد اهل حدیث
پس کذب بحت است بتفصیل این اجمال آنکه افسوس که نزد اهلسنت در مقابله شیعه ارجح همان است که موجب منقصت
ثلاثه نباشد گو بطریق ضعفا ومجروحین مروی باشد ومرجوح آنست که باعث منقصت ثلاثه وفضل اهلبیت
باشد گو بطریق صحیحه حسنه نزد ایشان مروی باشد بالجمله ادعای ارجحیت سفاهتی وکذبی بیش نیست
اولا اگر یک عالم سنی معتمد علیه بامری اعتراف کند یا روایت نماید شیعه را احتجاج بآن میرسد گو دیگران
بانکار آن پرداخته ثانیا سهیلی وکورشنی نصب وعزل ابی بکر را بالقطع ذکر کرده وجمال الدین محدث
نزد موافق نص گفته ومخالف آنرا ناهنجار دانسته وابن حجر روایات عزل ابی بکر اثبات ارسال جناب امیر موقوف
در حقیقت ان روایات را بر روایت صحیح بخاری ترجیح داده وثعلبی که فضایل او از ازالة الخفا هم ثوابت
دریافت همین روایت را اختیار کرده وجمال الدین محدث وشیخ عبد الحق هم آنرا حتما ذکر ساخته اند واشعاری
هم سرود وخلاف آن نکرده اند وقسطلانی هم مصروف بودن ابوبکر بسوی جناب امیر معترف گردیده پس معلوم شد
که شاهصاحب این همه ائمه واعاظم حدیث خود را از اهل حدیث خارج کرده میگویند که خلاف آن ارجح نزد اهل
حدیث است حال آنکه نزد ایشان خلاف قول شاهصاحب متعین ومتحتم است ثالثا مرزا محمد بدخشی روایت
نصب ابی بکر را وعزل او را وانصراف او بسوی جناب امیر از جمله احادیثی شمرده که علماء بر صحت ان اجماع دارند
ونفی خلافی فی ران نکرده اند الحمد لله که متانت استدلال اهل حق باجماع اهل سنت واضح گردید وسخافت
اقوال شاهصاحب آشکار شد رابعا نصب وعزل ابوبکر را ولی الله که بنابر مشهور والد ماجد
شاهصاحب است وتحفه از مدح وثنای او مملو اعتراف بآن کرده وآنرا اصل قصه دانسته لهذا این مقام
مقام فراوانی حیرت است که اگر این قدر علماء خود منش مے وآنرا نسمے نمی دارند پس چرا از روح پر فتوح جناب
شاه ولی الله صاحب که حق استادی وابوت از اهاد به شاهصاحب واجب است استحیا نکرده از زمره
محدثین اخراج کرده وخلاف شان در جهلا روا داشته بار خدایا مگر گفته که آنها را ولی الله مینهند خاصگان این

روایت نموده احمد بن حنبل در مسند خویش آورده و احادیث مسند بتصریح سبکی در طبقات همه صحیح است و دوم
در صحیحت مالا نعه مسند مثل اصل صحیح ترمذی و سنن ابو داود وغیره شمرده سادساً ابن روزبهان در کتاب باطل خود
نصب و عزل ابی بکر را نیز در جزو سادس از اخبار داله بر امامت جناب امیر از حقیقت خبر دانسته سابعاً اینکه
این روایت در صحیح ترمذی در تفسیر سوره توبه من ابواب التفاسیر موجود است و احادیث صحاح اهلسنت جلالتی که دارد
مخفی نیست چنانچه ابن روزبهان در کتاب باطل خود) فی جواب المطلب الرابع من القسم الثالث فی فضائل الخارجة
گفته اما صحاحنا فقد اتفق العلماء على ان كلما عد من الصحاح سوى التعليقات في الصحاح الستة
لو حلف بالطلاق انه من قول رسول الله او من فعله او تقريره لم يقع الطلاق ولا حنث
انتهى پس احتجاج باین روایات عین تحقیق و صواب و قبول و قال معاندین و جاحدین نقش بر آب لله الحمد
على ذلك ثامناً از حجیت این حدیث که گفته اند که این مضمون را شاه صاحب ادعا فرموده اند در کدام کتاب است
و بکدام دلیل ارشاد میشود در [illegible] ۱۲ ص ۵۴۹ ط ۱۱ قال از معالم و حبیبی و معارج
و روضة الاحباب و حبیب السیر و مدارج خیال ظاهر میشود که اولا آنحضرت [illegible] امارت این سوره امر
نموده بودند و بعد از ان علی مرتضی را درین کار مامور فرموده اند و این دو احتمال دارد یکی آنکه ابو بکر صدیق را
ازین خدمت عزل کرده علی مرتضی را منصوب فرمودند بجای او دوم آنکه علی مرتضی را شریک ابوبکر کردند
تا این هر دو درین خدمت قیام فرمایند انتهى اقول کذب عجب است چرا که عبارات این کتب بکمال وضوح
نصوص صریحه است در عزل ابوبکر از ادای سوره براة و اصلا احتمال دوم را دران گنجایش نیست و ایجاد
احتمال ثانی از پیشگاه شاه صاحب درین عبارات یا رجماً بالغیب است یا باضلال عوام مقصود خاطر دریا مقاطر
وارد و سوای آن سببی بنظر نمی آید من شاء الاطلاع فلیرجع لهذه الکتب السنة المشهورة و عبارت این شش
کتاب محض برای اظهار صدق بیانی شاه صاحب نوشته میشود در تفسیر معالم التنزیل مسطور است
فلما كان سنة تسع اراد رسول الله ان يحج ثم قال انه يحضر المشركون فيطوفون عراة
فبعث ابا بكر تلك السنة اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين آية
من صدر براءة ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا على ناقته العضباء ليقرأ على
الناس صدر براءة وامره ان يؤذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة رسوله من كل مشرك
ولا يطوف بالبيت عريان فرجع ابو بكر فقال يا رسول الله نزل في شاني شيء فقال لا
ولكن لا ينبغي لاحد ان يبلغ هذا الا رجل من اهلي الخ و در معارج النبوة همچنین است که جبرئیل
فرود آمده پیغام بحضرت رسانید که باید هیچکس تبلیغ رسالت نکند الا تو یا علی و در روایتی مگر تو یا مردی که

از تو باشد چون امیر المومنین علی از میان قوم و عشیره بمزید قرب رسول اختصاص داشت آنسرور جواب ولایت نائب را
از کیفیت آگاه گردانید و فرمود که از عقب ابوبکر برو و اول سوره براة را از وی بستان الخ و در تفسیر حسینی مسطور است
و بچند روز بعد از رفتن ابوبکر صدیق مرتضی علی ابن ابی طالب فرمود و بر ناقه عضبا سوار ساخته از عقب ابوبکر فرستاد و امر کرد
که آیات را از وی گرفته خود قرائت کن و چون این حال برسید جواب داد که جبرئیل بمن آمد و گفت که ادای
این پیغام نکند مگر تو یا کسی که از تو باشد انتهی و در روضة الاحباب مذکور است ابوبکر از مسجد ذو الحلیفه احرام بست
و روانه شد جبرئیل بر حضرت نازل شد و گفت ادای رسالت و پیغام نکند الا تو یا کسی که از تو باشد پس سرور علیه تحیه علی را
بطلبید و او را از کیفیت واقعه خبردار گردانید و گفت برو از عقب ابوبکر و اوایل سوره برات از وی بگیر و ناقه خاصه خود عضبا
بعلی داد تا بر او سوار شود و بجهت تقید امور مذکوره از عقب ابوبکر روانه شد در راه و در منزل ضجنان یا عرج بوی رسید و ابوبکر
پرسید یا علی امیر آمدی یا مامور گفت مامورم و لاکن سوره را از من ده که حکم چنین است که من بر مردم خوانم صدیق
اسحال آیات را تسلیم کرد و بعد از آن چون از این مهمات فارغ گشتند بمدینه مراجعت نمودند ابوبکر نزد حضرت رفت
و گفت یا رسول الله چه صورت از من واقع شد که سوره را از من گرفتی و در روایتی آنکه از راه برگشت و این سخن را
بعرض رسانید انتهی ملتقطا و در حبیب السیر گفته بعد از توجه امیر المومنین ابی بکر صدیق جبرئیل امین بر سید المرسلین
نازل شده گفت فرمان رب العالمین چنانست که ادای رسالت نکند الا تو یا شخصی که از تو باشد لاجرم حضرت خاتم
علی کرم الله وجهه را طلبیده و بر حکم الهی مطلع گردانیده فرمود که از عقب صدیق اکبر بشتاب و اوایل سوره
برات را از و بستان الخ و در مدارج النبوة مسطور است که چون ابوبکر از مسجد ذو الحلیفه احرام بسته روانه شد
جبرئیل بر آنحضرت نازل شد که ادای رسالت و پیغام نکند مگر تو یا علی و در روایتی که یا مردی که از تو باشد زیرا که
ثبوت عهد و نقض آن کار مردی است که صاحب معامله است یا کسی که خویش و قریب او باشد پس آنحضرت بعلی مرتضی
فرمود که عقب ابوبکر برو و این آیات از و بستان و در موسم حج بر مردم حج بخوان انتهی اینست روایات کتب صحاح
و از آن احتمال ثانی پیدا کرده اند فواعجباه ثم واغضباه ثم قلة حیاه ثم واکرباه و قاحتاه
عجبا بر احتمال ثانی را گنجایش داده ای متعصبین شما را سوگند بفقهای اربعه که قلاده تقلید آنها را بی کتاب
و سنت در گردن خود انداخته اید و ای سوای اهلسنت شما را قسم بجان خلفای راشدین مصطفی و بعزارت
علم عتیقی و فاروقی که هر مسئله را علی روس الاشهاد بی استفسار احدی جواب گفته اند و هرگز در کدام
مسئله عاجز نشده اند و بجوابی که در مسئله تیمم بحضور عمار یاسر فرموده و بتفسیری که در معنی ابا ارشاد فرموده اند و
بتحقیقاتی که در مسئله کلاله فرموده اند و بقطع ید سارق و بحراق فجاره ... و بارشاد در رجم حبلی و شک ...
و بارشاد املیوا ... وکل الناس افقه وان الرجل لیهجر و زورت ... و کانت فلتة وقی الله شرها

اجتناب لسان و ایمای بیان هذا الموارد و بقضایاصی که از خالد نگرفته اند و بزناهی که با زن مالک روا داشته
اند و بجدی که از و درء فرموده اند و باجتهادی که در باب ممانعت اهلبیت از خمس فرموده اند و بجدیتی
که بضرورت غصب فدک از کیسه خود بر آورده اند و بقصدی که برای احراق بیت نبوی فرموده اند و بحکمی که
برای مقاتله با نفس رسول بصورت عدم قبول بیعت خودشان که باجماع اشاعره بی ورود نص ثابت کرده اند
وسقیفه که در ان طرح خلافت انداخته اند و بتحقیری که در ان روز به سید الانصار گفته اند و بممانعتی در آوردن
قرطاس کرده اند و ایذایی که بجناب سیده رسانیده اند و بتعلیلی که به حدیث ثقلین کرده اند و باستخلافی
که خلاف سنت پیغمبر بزعم خود احداث کرده اند و بشوری که در باب خلافت ثالث تجویز کرده اند و بافسوسی
که بعدم علم حق انصار داشته اند و بگریه که بعد سماعت حدیث فاتحه ثقلان اعدی فرموده اند و بمروانی
که او را برای وزارت طلب کرده اند و بفتوحاتی که برای قتل محمد ابن ابی بکر صدیق تجویز کرده اند و بحمایتی
که بر و ثبت کرده اند و بسببی که هنگام [illegible] قرطاس را داده و بقبضی که بمروان عطا کرده اند و بجمالی
که به پیشش عنایت کرده اند و با صحبتی که [illegible] حکم طبیل خود مروان بن الحکم داشته اند و بدبیتی
که ابی طلب برادر مالک با وجود اعتراف [illegible] از بیت المال بورثه او داده اند و بشناسی که امارت او را در حد
خود معاویه ابن ابی سفیان مسلم داشته اند و بخلافتی و بغلطی که آن منسوب نموده اند و صحابه وقت استخلاف
از ذکر کرده اند و بستمهائیکه بر جان عامه رعایا خصوصاً بر بصریان و مصریان و کوفیان روا داشته اند و بتظلمهائیکه
که آنها تا دار الخلافه رسانیده غایب و حاضر شده اند و با حیاسی که برای رعایت شان مذبیان بسبب کمال
بیلدارای منعقد کرده اند و بشناسیه و زبیری که چه ساعی جمیله که در اطفای نائره فساد واقع داریکار برده اند
و بکاغذی که عتیق سینیان مشعر اعطای فدک و وراثه بجناب سیده نوشته داده اند و بنور خطاب آنرا
چاک کرده اند و بشجاعتهائیکه در غزوات خصوصاً در احد و خیبر و حنین و خندق و وادی الرمل بر روی کار آورده
اند و بزجری که برای ابن عبده خوانده اند و بهمین سوره برائت که از او دست او در عین راه معزول شده
اند و امارتی که از ان هم باز گردانیده شده اند و بمنعی که برای اهلبیت رسول مختار علیه الصلوة من الله الغفار
تا چهل و یک سال نصب کرده اند و بحجم تحقیری که در مدح و ستایش این حضرات چه اکذوبات بافته اند و ذره فتور
بر معصوم پاک نداشته اند و بتجدیدیکه توثیق خوارج و نواصب مثل عمرو عاص و معاویه و عکرمه و عمران بن حطان
و عمر بن سعد و غیره لا یحصی عدده بهم کرده اند و بجا الفقهای که فیما بینهم علمای سنیه از الی یومنا هذا روا داشته
و با غلاطی که نزد اصحاب خصوصاً و علمای اشاعره را عموماً واقع شده و تاویلیکه برای جهاد جناب صدیقه
و معاویه با نفس رسول مصداق یا علی حربک حربی وانت منی بمنزلة هارون من موسی و علی منی

حاشیہ متعلق صفحات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ فاطر السموات والارضین والصلوۃ علی اشرف الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ المعصومین اما بعد مخفی نماند کہ صاحب رسالہ جامع بعض اکذوبات صاحب تحفہ تعرضی چند درین مقام یاد کردہ و دلایل را بنظر شہرت دعاءے از کتب حضرات اہلسنت وجماعت ترک نمودہ پس عاصی برائے رفع اوہام قاصرین کہ بہرہ از علوم رسمیہ ہیچ ندارند و بلا تدبر و تفکر بر انکار بدیہات برمے خیزند بعض دلایل از کتب معتمدہ قوم بایجاز واختصار تمام می نگارم وتفصیل را دامن طوالت ہم متحمل نیست چراکہ بسبب ہمین طعنہا حضرات شیعہ شیخین را لایق خلافت جناب رسول الثقلین نمیدانند ومنہ الاعانۃ والیہ الضراعۃ والاستکانۃ **قولہ** بفقہای اربعہ الخ مولوی عبد العلی کہ بحر العلوم ایشانست در فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت در بیان وجوب تقلید گفتہ ہذا ہوس من ہوسانہم لم یأتوا علیہ بسلطان بین **ق** بجانب خلفای راشدین الخ پس با وجودیکہ خود معترف اند کہ جناب رسول الثقلین صلوات اللہ علیہ بر احدی نص نفرمودہ باز انہا را خلفا میگویند و باوصفیکہ ازین حضرات امور منکرہ سرزدہ وتفصیل محول بر کتب تفسیر وحدیث وکلام وتاریخ است وادنی شاہد آن غصب فدک وصرف خمس از ذوالقربی وغیرہ انہا را راشدین می نگارند پس اگر این اصطلاح نیست دگر چہ گفتہ شود **ق** بعبارت علم عتیقی الخ تفصیل ان در دو چیزہ سبحانک فعلیحان رفع اللہ درجتہ وتشیید المطاعن باید دید این بحالہ گنجایش آن ندارد علاوہ بران مجہولات جناب ایشان را بدا از معلومات بودہ حتی کہ معنی سبحان اللہ والحمد للہ را ادراک نکردہ بودند چنانچہ از تفسیر در منثور سیوطی تفسیر سورہ فاتحہ و سورہ ظاہر میشود وسوای این بسیار است لاکن لایحتملہ المقام وداب انہا بود کہ ہرگاہ کسی مسئلہ پرسیدہ جوابش با عانت کسی کہ حاضر بود دادند جواب بدیہات ہم از انہا بسر انجام نشدہ چنانچہ شخصی شراب خورد چون انہا برو ناخوش شدند او از آیہ استدلال عدم اثم خود نمود انہا در جواب آن عاجز شدند کما یظہر من در المنثور للسیوطی **ق** بجواہکہ در سند تحکیم الخ کما لا یخفی علی ناظر سنن ابی داود وابن ماجہ والصحیح الترمذی والمستدرک للحاکم **ق** وتفسیر کلمہ در معنی ابا الخ در تفسیر معالم التنزیل للبغوی ودر منثور سیوطی ونہایہ ابن اثیر جزری مسطور است کہ میفرمودند کہ فاکہۃ را شناختیم لاکن ابا چہ چیز است وطرفہ اینکہ ہر دو صاحبان از معنی ابا آگاہ نبودند چنانچہ سیوطی در تفسیر

در تفسیر این آیه مبارکه میفرماید واخرج عبد ابن حمید عن ابراهیم التیمی قال قرء ابو بکر الصدیق وفاکهة وابا فقال ما الاب فقیل کذا وکذا فقال ابو بکر ان هذا لهو التکلف واخرج ابو عبیدة فی فضایله وعبد ابن حمید عن ابراهیم التیمی سئل ابو بکر الصدیق عن الاب ما هو فقال ای سماء تظلنی وای ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب الله ما لا اعلم انتهی واخرج عبد ابن حمید عن عبد الرحمن ابن یزید ان رجلا سال عمر ابن الخطاب عن قوله تعالی وابا فلما راهم یقولون اقبل علیهم بالدرة واخرج عبد ابن حمید وابن الانباری فی المصاحف عن انس قال قرء عمر وفاکهة وابا فقال هذه الفاکهة قد عرفناها فما الاب ثم قال مه نهینا عن التکلف واخرج ابن سعد بن سعید بن منصور وعبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححه وابن مردویه والخطیب والبیهقی فی شعب الایمان عن انس ان عمر قرء علی المنبر فانبتنا فیها حبا وعنبا الی قوله تعالی وفاکهة وابا قال کل هذا قد عرفناه فما الاب ثم رفض عصی کانت فی یده فقال هذا لعمر الله هو التکلف فما علیک ان لا تدری ما الاب اتبعوا ما بین لکم من هذا الکتاب فاعملوا به وما لم تعرفوه فکلوه الی ربه واخرج ابن مردویه عن ابی وایل ان عمر سال عن قوله وابا ما الاب ثم قال ما کلفنا بهذا او ما امرنا بهذا انتهی بقدر الحاجة مخفی نماند که ازین شش روایت کالنور علی سناهق الطور لمعان ظهور دارد که حضرت شیخین از معنی ابا مطلقا علمی نداشتند بلکه اول شان وقت سوال فقره ای سماء بر زبان راند که دلالت بر استعجاب سوال دارد وثانی ایشان بمجرد سوال درة خود بر سایل بلند کرد وگاهی بالای منبر اعتراف ناآن کرد وگاهی عصای خود را انداخت که دلالت بر کمال اضطرار دارد وصاحب ساله ذکر دره در جستم ما فراموش کرده پس عاصی میگوییم که بدره که حین سوال از لفظ ابا بر داشتند وبعصای که او را انداختند قوله وتحقیقاتی که در مسئله کلاله الخ در کنز الاعمال متقی نوشته که کلاله بر ایشان شاق آمده ویک ساله درین مسئله نوشتند وحین وفات او را آسم چاک نمودند وجناب رسول خدا صلی الله علیه وآله فرمودند که مسئله کلاله را شما ادراک نخواهید کرد وتفصیل این مقدمه در در منثور باید دید که بسیار روایات عدم معرفت جناب شیخین این مسئله را وارد کرده بسبب غایت شهرت حاجت باستشهاد ندارد حتی که در سراجی وشریفی هم وارد است قوله بقطع یسار سارق الخ اگرچه ابن حجر مکی وخود شاه صاحب تاویلات بارده رکیکه پیش کرده اند اما فاضل قره کمال

کہ مناقب او از اعلام الاخیار کفوی بعنوان یافت در حاشیه خود بر حاشیه خیالی در بیان عدم عصمت ابوبکر
گفته ومما یدل علی عدم عصمته انه روی انه احرق المازنی بالنار وکان یقول انا مسلم وقد قطع
یسار السارق وهو خلاف الشرع وظاهر ان القضا بغیر العلم ذنب لکن امثال ذلک
لا ینافی الامامة ولا العدالة انتهی قوله احراق فجاءه الخ ابن حجر مکی در صواعق محرقه
بجواب این طعن گفته که هرگاه ثابت شد که ابوبکر مجتهد است عیب نیست در احراق چرا که آن شخص زندیق بود
و نزد او از احراق شاید رسیده باشد ابوبکر را یا بر غیر زندیق حمل کرده انتهی — و ابن حجر عسقلانی در
فتح الباری از مهلب نقل کرده که احراق کرد ابوبکر فجاءه را بحضور صحابه انتهی و علامه قوشجی گفته که
در احراق فجاءه سلمی از ابوبکر غلط در اجتهاد واقع شده و ابن عبد البر در استیعاب بترجمه طریفه بن
حاجز گفته که این طریفه همانست که ابوبکر بنام او نوشته در جنگ فجاءه سلمی که آخر ابوبکر بآتش سوخته
بود انتهی و اعتراف فقره کمال سابقا گذشت علاوه بران خود ابوبکر اعتراف باحراق او کرده و بران
تاسف نموده چنانچه ابو عبیده و خیثمه ابن سلیمان و طبرانی و ابن عساکر و ضیاء مقدسی و غیره روایت
کرده اند وسیاتی عنقریب ان شاء الله تعالی قوله و ارشاد رجم حبلی الخ ملا حسین میبدی در فواتح
شرح دیوان جناب امیر گوید که امام احمد ابن حنبل گوید که عمر ابن الخطاب حکم کرد برجم زن مجنونه
زانیه علی ابن ابیطالب فرمود اما سمعت قول النبی صلی الله علیه وسلم رفع القلم عن
ثلاثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الطفل حتی یحتلم وعن المجنون حتی یبراء و نیز حکم کرد
برجم زن حامل بسبب اعتراف او بزنا علی گفت هذا سلطانک علیها فما سلطانک علی ما فی
بطنها عمر گفت عجزت النساء ان تلدن مثل علی ابن ابیطالب لولا علی لهلک عمر انتهی
در کنز العمال در ترجمه معاذ ابن جبل و در رجال مشکوة تالیف عبد الحق نیز در ترجمه او مسطور است
روی ان امراة غاب عنها زوجها سنتین ثم جاء وهی حامل فرفع الی عمر فامر
برجمها فقال له معاذ ان یکن لک علیها سبیل فلا سبیل لک علی ما فی بطنها و نیز
این روایت در شرح فرایض سراجی مذکور است و ولی الله در ازالة الخفا باین اعتراف نموده و اما
رجم کردن عثمان ابن عفان زن حبلی را پس در موطای مالک کتاب الحدود ما جاء فی الرجم
مسطور است ان عثمان بن عفان اتی بامراة قد ولدت فی ستة اشهر فامر
بها ان یرجم فقال له علی ابن ابیطالب لیس لک علیها ان الله یقول فی کتابه
وحمله وفصاله ثلثون شهرا وقال الوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین

لمن اراد ان يتم الرضاعة فالحمل يكون ستة اشهر فلا رجم عليها فبعث عثمان
فی اثرها فوجدها قد رجمت افسوس که ثانی محض حکم کرده بود و ثالث بر حد جاری نمود
تو کو و شک حدیبیه الخ در معارج النبوة و روضة الاحباب و روضة الصفا مذکورست و اللفظ للاخیر
در خاطر بعضی از اهل اسلام شیطان رجیم شبهات انداخت که مناسب صدق و ایقان ایشان نبود
چنانچه از فاروق مروی است که گفت دران روز امر عظیم در خاطر من خطور کرد و نیز در رسول خدا صلی الله علیه
و آله رفتم و گفتم نه تو پیغمبر بر حقی گفت بلی گفتم نه ما بر حقیم و دشمنان ما بر باطل فرمود بلی پس گفتم چرا
در دین حقارت و منقصت و ذلت قبول میکنیم و صلحی برین نهج نموده مراجعت می نمائیم فرمود که من
رسول خدایم و او مرا ضایع نخواهد گذاشت عمر گوید گفتم یا رسول الله نه مرا وعده فرمودی که روزی باشد که
بمکه رویم فرمود آرے و لاکن هیچ نگفتم که امسال واقع شود گفت نه فرمودای عمر غم محور که طواف
خواهے نمود فاروق گفت بیجان حزین و اندوهناک ازان آمده نزد ابوبکر رفته حکایت گذشته
باوی در میان نهادم وازوی همان جواب شنیدم و بقولے صدیق با فاروق اعظم گفت که او
فرستاده خدا است هرچه میکند بوحی میکند و مصلحت دران بود دست از رکاب او باز مدار و در کرده
و گفته او اعتراض مکن انتهی — و شیخ شمس الدین ابن قیم تلمیذ ابن تیمیه که در تعصب و عناد او است
در کتاب زاد المعاد که از کتب معتمده مشهوره است گفته قال عمر ابن الخطاب والله ما شككت
منذ اسلمت الا يومئذ الحدیث و نیز ثعلبی در تفسیر سوره فتح از عمر ابن الخطاب روایت کرده
ما شككت منذ اسلمت الا يومئذ انتهى وعینی در شرح صحیح بخارے گفته حاصلش اینست که اگر
سوال نمایند که وقوع این قسم شکوک و شبهات از عمر دلالت دارد بر عدم ایمان او در جواب گوئیم محتمل
که عمر در آن وقت از مولفة القلوب باشد و بعد ازان بحسن اسلام و رسوخ ایمان متصف شده باشد و اگر کسی گوید
که مولفة القلوب محصور اند گوئیم که علما که متصدی حصر مولفة القلوب شده اند مراد ایشان حصر کسانی است
که از مولفة القلوب در فتح مکه مسلمان شده اند نه حصر جمیع مولفه یعنی منافقین و حضرت سلطان العلماء
و المجتهدین دام ظلهم العالے بعد این روایات افاده فرموده مخفی نماند که چون بیعت رضوان که مدار
افتخار سنیان بر اینست مقدم برین ماجری است پس عمر ابن الخطاب در وقت بیعت رضوان
از مولفة القلوب خواهد بود و از فضل بیعت محروم که چنین کسان را بهره ثواب و طاعت نیست انتهی
و نیز در مفتاح الفتوح مقدمه تشکیک در نبوت باتم تفصیل مذکورست تو کو و ارشاد اقیلونی الخ
بسیارے از علما مثل ابن زوربهان و ابن حجر مکی و شمس الدین ابو مظفر سبط ابن الجوزی و ابو حامد غزالی

محمد طبری صلعم صلعم صلعم صلعم

و محب طبری در کتاب باطل و صواعق محرقه و تذکره خواص الامه و سر العالمین که بتصریح ذہبی امام اہلسنت
از تصنیفات غزالی ست و ریاض النضره فی فضائل العشره آورده بر فضیلت خلیفه محمول کرده اند
و اما انکار شاہصاحب در تحفه پس قابل التفات نیست چراکه عادت شاہصاحب ہمین ست که در اکثر
اوقات بر انکار بدیہیات بر میخیزند و بسبب عدم التبصره و البصیره نظر بر اقوال اکابر خود نمی کنند
و این امر بر ناظر اجوبه تحفه مخفی نیست **قوله** و کل الناس افقه من عمر الخ در درمنثور سیوطی
و کنز العمال متقی مذکور است بلکه شاہصاحب در کتاب تحفه صفحه ۲۹۵ نسخه مطبوعه دہلی معترف اند
پس حاجت شاہد دیگر چیست و آنچه تاویل بار دیگر پیش کرده اند قابل لحاظ نیست چراکه اقرار
جاهلت دراین زور و شور کار اوصیاے انبیا نیست ومن ادعی فعلیه البیان **قوله**
و ان الرجل الخ شہاب الدین احمد خفاجی مصری در نسیم الریاض شرح شفای قاضی عیاض در شرح قوله
(ص) انا امان لاصحابی گفته واما الاختلاف الذی وقع عنده کما ورد فی الاحادیث
الصحیحة من ان النبی قال فی مرضه ایتونی بدوات اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدی
فقال عمر ان الرجل لیهجر حسبنا کتاب الله فغلط الناس فقالوا اخرجوا عنی لا ینبغی
التنازع لدی فقال ابن عباس الرزیه ما حال بیننا وبین کتاب رسول الله وهذا
مما طعن به الروافض علی عمر وقال صاحب الملل والنحل هو اول اختلاف وقع فی
الاسلام انتهی بقدر الحاجة و عکبری در تبیان شرح دیوان متنبی صفحه ، نسخه مطبوعه کلکته
در شرح شعر انطق فیك هجرا بعد علمی * بانك خیر من تحت السماء * گفته
الهجر القبیح من الکلام والفحش وهجر اذا هذی اهو ما یقوله المحموم عند الحمی ومنه
قول عمر ابن الخطاب عند مرض رسول الله ان الرجل لیهجر علی عادة العرب
انتهی **قوله** وزورت کلامی وکانت فلتة الخ کما فی البخاری فی احوال السقیفه عن
عمر ابن الخطاب فی حدیث طویل **قوله** وجذاب لسان الخ سیوطی در درمنثور در
تفسیر آیه لا خیر فی کثیر من نجواهم اخرج احمد فی الزهد والنسائی والبیهقی عن زید بن
اسلم عن ابیه ان عمر ابن الخطاب اطلع علی ابی بکر وهو یمد لسانه قال ما تصنع
یا ابن ابی قحافه قال ان هذا الذی اوردنی الموارد انتهی **قوله** بقصاصی که از
خالد نگرفته اند الخ قتل خالد مالک ابن نویره را بدیہی ست و از اشہر مشہورات ست و نیز نگرفتن
قصاص از خالد ضروری است اما اثبات اینکه مالک مسلمان بود پس بچند وجه ثابت است اول

انکه در تاریخ طبری و ملل و نحل و انسان العیون مذکور است که عمر ابن الخطاب در عهد خلافت خود
سبایا و محبوسان و اموال قوم مالک را رد کرد ازین ثابت است که مالک نزد خلیفه ثانی مسلمان
بود و الا اطلاق سبایا چه معنی داشت ثانیاً شاه صاحب در تحفه ارشاد فرموده اند خصوص ابوبکر
دیت مالک هم از بیت المال دهانیده اند پس اگر معاذ الله مالک مرتد بود اعطای دیت یعنی چه پس
بحمد الله که باعتراف مثل شاه صاحب و بفعل مثل ابوبکر اسلام مالک ثابت گردید فاعتبروا ثالثاً
و آنچه شاه صاحب در کتاب تحفه درین مقام افاده فرموده اند که استیفای قصاص مالک ابن نویره از
خالد وقتی بر ذمه ابوبکر واجب میشد که ورثه مالک طلب قصاص میکردند الی آخره ثم الحمد لله که ازین
هم اسلام مالک پیداست چراکه ازین عبارت بصراحت ظاهر است که ابوبکر را مانعی نبوده در قصاص
مگر عدم طلب ورثه مالک ثم الحمد لله که این هم بروایت روضة الاحباب ثابت و متحقق است چنانچه
دران کتاب مذکور است و هذه عبارته مختصراً گویند برادر مالک متمم ابن نویره در مدینه آمد و صورت
واقعه را بعرض صدیق رسانید و طلب خون برادر و التماس رد سبایای خویش نمود انتهی قوله
و بزناسے که با زن مالک روا داشته آمد و بحدی الخ اما زنای خالد با زن مالک ابن حجر مکی
در صواعق گفته که انکار عمر بر ابوبکر بسبب قتل خالد مالک را و تزویج خالد زن مالک را در همان شب و دخول
با آن زن پس مستلزم ذم نیست تا آن تقصیر بر ابوبکر لازم نمیشود چراکه آن از قبیل انکار بعض مجتهدین است
بر بعض دیگر در فروع اجتهادیه و جرجانی در شرح مواقف گفته اما تزویج خالد زن مالک را پس شاید
که آن زن مطلقه باشد و عده او منقضی شده باشد و نزد مالک محبوس باشد قوله و باجتهادی که در باب
ممانعت اهل بیت از خمس فرموده اند الخ در هدایه گفته و اما الخمس فیقسم علی ثلاثة اسهم و کذا
ان الخلفاء الاربعة قسموه علی ثلاثة اسهم و کفی به قدوة و این تقسیم خلاف آیت قرآنی است
و ملا جیون صاحب تفسیر احمدی گفته و ذکر الامام الزاهد ان مبنی الاختلاف بیننا و بین الشافعی
علی ان نسخ القرآن بالخبر المتواتر جائز عندنا لا عنده فان سهم ذوی القربی منصوص
فی الکتاب و لم یعمل به الخلفاء الراشدون فصار منسوخاً به عندنا لا عنده انتهی
وکفی به شناعة و التفصیل فی آیات القدس قوله و بحدیثی که بصورت غصب فدک
از کیسه خود بر آورده اند الخ قال محمد بن الناقد جلال الدین السیوطی فی تاریخ الخلفاء
اختلفوا فی میراثه فما وجدوا عند احد من ذلک علماً فقال ابوبکر سمعت رسول
الله انا معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناه صدقة و مر الکلام فی متن الکتاب

واز سوانح وفت است آنچه بخاطر فاتر خطور کرده که در صحیحین و اکثر کتب واو حرف عاطفه ما بین ترکناه
وصدقة یافته نمیشود پس معنی حدیث چنین خواهد بود که ما گروه انبیاء وارث نمیشود و کسی در آنچه ترکناه ایم
از روی صدقه یعنی در صدقه میراث جاری نمیشود واگر سائل عود کند که درین صورت تخصیص انبیا
چیست بلکه احد من الناس از صدقه میراث نمی‌گیرد گوئیم که اینکلام بطور خبر برای امر و اتباع انبیا بسایر
ناس صادر شده چنانچه ایزد سبحان در قرآن مجید میفرماید یا ایها النبی اذا طلقتم النساء
یعنی هرگاه تو و جمیع مومنان طلاق دهند زنان را یعنی مومنان هم اتباع تو در طلاق کنند
فاحفظ فانه من خواص هذا التعلیق و بالقبول حقیق قوله بقصدی که برای احراق بیت نبوی
فرموده اند الخ اما اینکه بیت جناب سیده سلام الله علیها بیت جناب نبوت بوده پس آن بجند وجه
ثابت و متحقق است اولاً بدیهی است و انکار آن مکابره و اما ثانیاً فلما قال السیوطی فی در
المنثور فی تفسیر سورة النور اخرج ابن مردویه عن انس بن مالک و بریدة قال
قرء رسول الله هذه الآیة فی بیوت اذن الله ان ترفع فقام الیه ابوبکر فقال یا رسول
الله هذا البیت منها بیت علی و فاطمه قال من افاضلها انتهی ازین روایت ثابت گردید که خانه جناب
سیده از افاضل بیوت انبیاست چرا که آیه درشان بیوت انبیا نازل شده و اما اینکه ابوبکر و عمر
قصد احراق آن بیت نمودند پس در ازالة الخلفا شاه ولی الله محدث دهلوی در مآثر خلیفه اول
گفته عن زید بن اسلم عن ابیه انه حین بویع لابی بکر بعد رسول الله کان علی والزبیر
یدخلان علی فاطمه بنت رسول الله فیشاورانها و یرتجعون فی امرهم فلما بلغ ذلک عمر
ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمه فقال یا بنت رسول الله ما من الخلق احد احب
الینا من ابیک و ما من احد احب الینا بعد ابیک منک و ایم الله ما ذاک بمانعی
ان اجتمع هؤلاء النفر عندک ان آمر بهم ان یحرق علیهم البیت قال فلما خرج عمر
جاؤها فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی و قد حلف بالله لان عدتم لیحرقن
علیکم البیت و ایم الله لیمضین لما حلف علیه فانصرفوا راشدین فروا رأیکم و لا
ترجعوا الی فانصرفوا عنها فلم یرجعوا الیها حتی بایعوا لابی بکر اخرجه
ابن ابی شیبه علی شرط الشیخین و ابن قتیبه در کتاب الامامه والسیاسه در ترجمه
کیف کانت بیعة علی در اول کتاب گفته ان ابابکر اخبر بقوم تخلفوا عن بیعته عند
علی فبعث علیهم عمر ابن الخطاب فجاء فناداهم و هم فی دار علی و ابوا ان یخرجوا

فدعا عمر بالحطب فقال والذی نفس عمر بیده لیخرجن او لاحرقنها علیکم علی ما
فیها فقیل له یا ابا حفص ان فیها فاطمه فقال وان کانت فخرجوا و بایعوا الا علیا
پس از عبارت اولی ثابت ہست کہ پسر خطاب کمال ایذا انجناب امیر رسانیده و برای احراق بیت قسم یاد
کرده و از عبارت ثانی ہمراه بردن حطب وقسم یاد کردن وگفتن وان کانت کمال جرأت وجسارت
وخسارت وقصد سوختن آنجنانه ملائک آشیانه بخوبی ظاہر ہست وہمین ہست ادعاء اهل الحق و
التفصیل فی التشیید فی الطعن الباقی من مطاعن الثانی وعلیک بمطالعته فان
المصنف رحمه الله لقد اجاد وافاد واطنب فی الرد علی اهل اللداد ولعمری
ما رأینا مثله فی الوهاد والانجاد فجزاه الله رب العباد قوله بجلمی که آنجا ابو الفدا
اسمعیل ابن علی بن محمود بن محمد بن عمر بن شهنشاه ابن ایوب در تاریخ خود مسمی بمختصر فی اخبار
البشر در ذکر بیعت سقیفه گفته باده واتی سقیفه بنی ساعده ثم بایع عمر ابا بکر و
انثال الناس علیه یبایعونه فی العشر الاوسط من ربیع الاول سنه احدی عشر
خلا جماعة من بنی هاشم الی ان قال ان ابا بکر بعث عمر ابن الخطاب الی علی ومن معه
وقال لیخرجهم من بیت فاطمة الزهراء رضی الله عنها فقال ان ابوا علیک
فقاتلهم فاقبل عمر بشیء من نار ان یضرم الدار انتهی بقدر الحاجة
وقال کذا نقله القاضی جمال الدین بن واصل واسنده الی ابن عبد ربه المغربی
انتهی والتفصیل فی رسالتنا المسماة برجم المصقول علی قاصد الاحراق لبیت الرسول
قوله وسقیفه آنجا الطبری فی التاریخ والمبرد فی الکامل واحمد بن عبد العزیز
الجوهری فی کتاب السقیفه وابن ابی الحدید فی شرح نهج البلاغة ناقلا عن المبرد و
ابن قتیبه فی کتاب السیاسه والامامه وابو عبیده فی کتاب الاموال وخیثمه
بن سلیمان الطرابلسی فی فضائل الصحابه والطبرانی فی معجم الکبیر وابن عساکر
فی التاریخ وضیاء المقدسی فی المختار وجلال الدین السیوطی فی جمع الجوامع وعلی المتقی
فی کنز العمال ومنتخب کنز العمال افسوس وپشیمانی ابوبکر از یوم سقیفه عند الموت ذکر کرده اند
چنانچه در کنز العمال مسطور ہست خلافت ابوبکر از کتاب الاماره از حرف الهمزه عن عبد الرحمن ابن
عوف ان ابا بکر الصدیق قال فی مرض موته انی لا آسی علی شیء الا علی ثلاث
فعلتهن وددت انی لم افعلهن وثلاث لم افعلهن وددت انی فعلتهن و

صـ ۵
صـ ۶

وثلاث وددت انی سالت رسول الله عنهن واما الاتی فعلتها وددت انی
لم افعلها وددت انی لم اکن اکشف بیت فاطمة وترکته وان اغلق علی الحرب
وددت انی یوم سقیفة بنی ساعدة کنت قذفت الامر فی عنق احد الرجلین ابی عبیدة
ابن الجراح او عمر فکان امیرا فکنت وزیرا وددت انی حیث وجهت خالدا
الی اهل الردة الی ان قال واما الثلاث التی ترکتها وددت انی فعلتها فوددت
انی یوما اتیت بالاشعث اسیرا ضربت عنقه فانه یخیل الی انه لا یری شرا الا
اعان علیه وددت انی یوم اتیت بالفجاءة لم اکن احرقته وقتلته صریحا
او اطلقته نجیحا الی ان قال واما الثلاث التی وددت انی سالت عنهن رسول الله
فوددت انی سالته فی هذا الامر فلا ینازعه اهله وددت انی کنت سالته هل
للانصار فی هذا الامر شیء وددت انی کنت سالته عن میراث العمة وابنة
الاخ فان فی نفسی منها حاجة ابو عبیدة فی کتاب الاموال وخیثمة بن
سلیمان فی فضائل الصحابة طب کر ض وقال انه حدیث حسن الا انه لیس فیه
شیء عن النبی وقد اخرج فی غیر شیء من کلام الصحابة وخلاصه ترجمه اش اینکه ابو بکر در
مرضی که انتقال کرد گفت که من بر چیزے افسوس نمیکنم مگر بر سه چیز که کردم آنرا و دوست داشتمی
اگر نه کردمے آنها را و بر سه چیز که نه کردم آنرا و دوست میداشتم اگر کردمی و سه چیز دوست
داشتم اگر سوال کردمی از جناب رسولخدا ص اما آن سه چیز که کردم آنرا و کاش نکردمی پس دوست داشتم
اینکه تحقیق من نبودمے کشف کردمے خانهٔ جناب سیده را بلکه ترک کردمی آنرا اگرچه باب سبب
با من حرب میکردند و دوست داشتم اینکه تحقیق روز سقیفه بنی ساعده بودم من که انداختم امر خلافت
در گردن یکی از دو کسان یعنی ابو عبیده جراح یا عمر بن الخطاب پس او امیر می بود و من وزیر
بودمے و ثالثا هرگاه فرستادم خالد را برای قتل اهل ردة تا اینکه گفت اما سه چیز که نکردم
آنرا و دوست داشتم اگر میکردم پس دوست داشتم من که روزیکه اشعث اسیر شده نزد من
آمده بود میکشتم او را پس تحقیق که او گمان کرد سوی من که تحقیق او نخواهد دید شرّے را مگر اینکه اعانت
کرده شود بدان و دوست داشتم اینکه روزے که فجاءه نزد من آمده بود نمی سوختم او را بلکه قتل میکردم
یا رها مینمودم تا اینکه گفت اما آن سه چیز را که از جناب رسولخدا ص سوال نکردم و دوست داشتم
که سوال میکردم پس اول آنکه مے پرسیدم آنرا از آنحضرت از امر خلافت پس نزاع کرده نمی شد با مستحقان

خلافت درست داشتیم اگر سوال میکردم از آنحضرت که آیا میراث عمه و دختر خواهر که ما بان احتیاج
داریم روایت کرده است این را ابو عبیده در اموال حق و خیثمه ابن سلیمان در فضایل صحابه
طبرانی در اوسط و ابن عساکر ضیا در مختار و گفته است که این حدیث حسن است مگر اینکه دران چیزی از
جناب رسولخدا منقول نیست و این امر قادح حدیث نیست چرا که بخاری در صحیح خود بسیاری
از کلام صحابه اخراج میکند و از همین جا ثابت شد که خلیفه اول در مقدمه احراق بیت شامل ثانی است
و آنچه شاهصاحب در تحفه در مکاید در مطاعن الغیب انکار این روایت کرده اند قابل التفات نیست زیرا که
اینقدر علما و محدثین معتمد علیه سنیه این روایت را در کتب خود نقل کرده اند و همه سند اهل سنت
و جماعت بوده اند بلکه ایشان این را در فضایل صحابه اخراج کرده اند این جماعه کثیر را رافضی گفتن
داد سفاهت دادن است و سیمه دعاوی بجز شاهصاحب بهیکری زیبا نیست قوله
بجیری که بسید الانصار گفته اند الخ کما فی البخاری فی حدیث سقیفه حیث قال عمر ابن
الخطاب مخاطبا لسعد ابن عباده الانصاری قاتلک الله انتهی وفی القاموس قاتله
الله ای لعنه الله انتهی مقام حیرت که خلیفه صاحب بصحابی جلیل القدر عظیم المرتبه استعمال چنین
الفاظ که بتکفیر رو حض همین سبب میکنند کنند و کسی از مدعیان ولای صحابه سر جنبش نکند مگر باید
هذا بابا این لفظ در حکم کلی مشکک باشد که از بعض جایز و از بعض نا جایز فانه حفظ العقاید
قوله و بما نعتی که در آوردن قرطاس الخ کما مر سابقا من نسیم الریاض وظهر من
الصحیحین لا حاجة لذکر الروایة لکثرة شهرتها بین الناس قوله و ایذای که
الخ کما مر فی المتن نقلا عن البخاری قوله بعملی که بحدیث ثقلین کرده اند الخ اما
ثقل اول یعنی مصحف مجید و عدم تمسک آن اما ظاهرا پس عمل ثالث با آن هرچه بوده ظاهر است
کما فی صحیح البخاری و مسلم و اما معنا پس اکثر آیات را پس پشت انداختند مثل آیه مسح علی الرجلین و
تقسیم خمس بذوی القربی و آیات وراثت عموما و وراثه انبیا خصوصا و غیرها من الآیات البینات
و اما ثقل ثانی یعنی اهلبیت و عترت پس جناب سیده را ناخوش کردند و بعد انتقال المعصومه
اعراض از جناب امیر نمودند و قصد احراق بیت کردند و در خصوص خمس و فدک بسیار آزار دادند
و اما حسنین پس یکی را بزهر و دیگری را جهارا و علانیة شهید نمودند و از اولاد آنحضرت
انحراف ورزیده اقتدا به ابو حنیفه و شافعی و غیرهما کردند و در کتب فقه خود اقوال زید و عمرو
بر غیبت نقل کنند و نوبت باستحسان و قیاس رسانند لاکن کاهی از سید الساجدین زین العابدین

باقر علوم الاولین و صادق آل طٰہٰ و یٰس سلام اللہ علیہم اجمعین روایتی ہم نقل نکنند بلکہ محدثین ایشانرا از حدا و رسول شرم نکردہ قدح در بعض این حضرات می نمایند و للتفصیل فی الاستقصار و تفصیل مخالفت ایشان با اہلبیت کرام علیہم السلام در صمصام قاطع تصنیف حضرت سلطان العلما دام ظلہ العالی بشرح و بسط تمام مسطور بلکہ موضوع رسالہ ہمین است **قولہ** و باستخلافی کہ خلاف سنت پیغمبر احداث کردہ اند **الخ** دلیلش ظاہر است کہ خلیفہ اول خلیفہ ثانی را بجای خود خلیفہ مقرر کرد حالانکہ رسولخدا کسی را خلیفہ نکردہ بود و حاجت استشہاد ندارد و شناعتہ لایخفی علی ناظری کتب الکلام **قولہ** بشوای کہ **الخ** ظاہر است کہ جناب رسولخدا امر بآن فرمودہ و من ادعا فعلیہ البیان **قولہ** و بہ افسوسی کہ **الخ** کما مر آنفا من حدیث کنز العمال **قولہ** بگریہ **الخ** کما فی الموطا لامام مالک و مر فی المتن **قولہ** بر وایتکہ الی قولہ رو دادہ **الخ** بر ناظران کتب تاریخ ظاہر و آشکار است **قولہ** حدی کہ **الخ** کما فی المرقاۃ شرح مشکوۃ و در متن عبارت آن مندرج است **قولہ** بمالیکہ **الخ** چنانچہ در روضۃ الاحباب مسطور است کہ خمس مال افریقیہ عثمان بحکم داد و صحابہ بر آن تغییر کردند **قولہ** باصراری کہ **الخ** بر ناظران کتب تاریخ مخفی نیست **قولہ** و بہ تبلیکہ **الخ** شاہصاحب در تحفہ بعض مسروقہ اعتراف بآن کردہ اند **قولہ** و بنا بیکہ **الخ** در عہد ابوبکر ہرگاہ ابوسفیان نزد جناب امیر المومنین علیہ السلام تردد نمود یزید پسرش را عامل شام کردند و وقت عمر ہرگاہ یزید انتقال کرد امارت شام برای معاویہ مسلم داشتند حتی کہ تا وقت قتل عثمان معاویہ امیر شام بود و بسبب ہمین طول مدت اوضاع خود درست کردہ اینقدر جرأت بہم رسانید کہ بانفس رسول محاربہ کرد و از جناب سبط اکبر خلافت انتزاع نمود و زہر داد و پسرش یزید بجناب امام حسین علیہ السلام ہر چہ کرد اظہر من الشمس است پس این بلا بر اسلام خصوصا بر ارکان دین بسبب طول مدت امارت معاویہ بود و از ہمین جاست کہ گفتہ اند **شعر** بد کرد و شمر ہم زبد کردن اوست ✤ خون شہدا تمام برگردن اوست ✤ **قولہ** بفظاظتی و غلاظتی **الخ** ولی اللہ محدث دہلوی در رسالہ تفضیل الشیخین و نیز در ازالۃ الخفا در فصل چہارم مقصد اول و در آخر مآثر صدیق دو جا از صحیح ترمذی و مستدرک از زید ابن حارث نقل کردہ کہ او گفت ان ابابکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف علینا فظا غلیظا و لو قد ولینا کان افظ و اغلظ و ما یقول لربک اذا لقیتہ وقد استخلف علینا عمر الحدیث و اما اثبات اینکہ فظاظت و غلاظت خلاف خلافت و امامت است پس این روزبہان در کتاب باطل خود تصریح کردہ چنانچہ گفتہ صریح العقل یحکم بان مدار الامامۃ علی حفظ

الجوهرة والعالم بالرياسته وطريق التعيش مع الرعية بحيث لا يكون فظاً غليظاً منتفرا
انتهى بقدر الحاجة قوله وشمائلكه وتظلمائكه الخ كما لا يخفى على ناظري كتب التواريخ
قوله و باجماعكه الخ مقصود اينست كه در عين مدينه خليفه ثالث كشته افتادند واحدى قصد نصرت
ايشان نكرد وگويا اجماع كرده بودند بر عدم نصرت ونزد مالك اجماع اهل مدينه حجت است قوله
وطلحه الخ مخفى نماند كه طلحه وزبير قاتلان عثمان بودند مثل عمرو عاص ومردم را تحريص وترغيب بر
قتل خليفه ثالث ميكردند چنانچه در تاريخ اعثم كوفى وغيره كتب مندرج است وحاجت بيان ندارد واما از
زبير ابن العوام پس از امرے كه موجب انطفاے نائره فساد باشد بظهور نرسيده قوله بكاء بكيه
الخ ابو المظفر شمس الدين سبط ابن الجوزى كه باعتراف فاضل رشيد از قدماے اهلسنت است
در كتاب مرآت الزمان ميفرمايد قال على ابن الحسين رضى الله عنهما جاءت فاطمه بنت
رسول الله الى ابى بكر وهو على المنبر فقالت يا ابا بكر أفى كتاب الله ان ترثك ابنتك
ولا ارث ابى فاستعبر ابو بكر باكيا ثم قال بابى انت ثم نزل فكتب لها بفدك
ودخل عليه عمر فقال ما هذا فقال كتاب كتبته لفاطمه بميراثها من ابيها
قال فما ذا تنفق على المسلمين وقد حاربتك العرب كما ترى ثم اخذ عمر
الكتاب فشقه انتهى بالفاظه قوله وشجاعتهائيكه الخ اكثر شجاعتهاى شيخين وما ثبت
در نفحات الرياحين نوشته ام مفصل از وجيزه سحبان زمان اعلى الله مقامه فى الجنان بايد دريافت
قوله بر جرے الخ از روض الانف ابو القاسم سهيلى در متن كتاب گذشت قوله بعين سوره
براے قرائت او در عين راه معزول شده اند الى قوله بايد گرويده الخ متن هم بايد
فى متن الكتاب لا يخفى لطافته على اولى الالباب قوله بمنبرے الخ اما آنكه معاويه
ابن ابى سفيان احداث سب اهلبيت خصوص بر جناب امير عليه السلام كرده پس در صحيح مسلم
موجود است حيث قال عليه ما عليه يا ابا سعد فامنعك ان تسب ابا تراب
انتهى بقدر الحاجة واما منصوب بودن اين منبر تا جلى و تكميل پس از تاريخ ابو الفداء وغيره
كتب تواريخ اظهر من الشمس است حاجت استشهاد نيست قوله بجم غفيرے الخ پس تفصيل آن
بر ناظر كتب ذهبى دمشقى مثل تهذيب ومغنى وكتب يحيى ابن معين ويحيى ابن قطان وعقيلى و
تصانيف ابن جوزى و دارقطنى وتاريخ ابن عساكر و ابن نجار و ابن خشاب وغيرهم
مخفى ومحتجب نيست كه كسى را از منحرفين از اهلبيت نيافته اند كه براے حديثى وضع نكرده اند

قوله محدثینکه الخ پس تفصیل آن بر ناظر باب چارم نزهه واکثر مصنفات جناب محقق علامه
آیة الله فی العالمین مولانا السید حامد حسین الحسینی الموسوی لازال ینبوع افاداته جاریة وشئآبیب
برکاته ماطرة پوشیده نیست قوله منجالفتهائیکه واغلاطیکه الی قوله واقع شده الخ تفصیل این موکول
بر مطالعه استقصاء الافحام وعبقات الانوار واین طرز جدید را موجد همین علامه نحریر است دامت
برکاته وعمت فیوضاته قوله وتاویلیکه برای اجتهاد الخ مقصود ازین سخافت این تاویلات است
چنانچه بر ناظر اجوبه تحفه مخفی نیست قوله رشوتی الخ در تاریخ روضة الصفا والتقی مسطور است که دو
دفعه رشوت خالد ابن ولید بعد برجعت از قبیله مالک ابن نویره بحاجب خلیفه اول داد که مراو قتی
در قتل کن که عمر ابن الخطاب نزد خلیفه نباشد وگویند این اول رشوتی بود که در اسلام داده شد
ف وهمین خالد را سیف الله میگویند گویا این روایت موضوع باشد کما فی فیض القدیر شرح
الجامع الصغیر انتهی الحمد لله که بعض ادله باختصار تام بعجلت تمام معرض تسطیر در آمد وتفصیل
آن طولی میخواهد وبر ناظرین کتب کلامیه خصوص عبقات الانوار فی امامة ائمة الاطهار واستقصاء الافحام
فی نقض منتهی الکلام وتشئید المطاعن لکشف الضغاین مخفی نیست ثم الحمد لله که بسعیهای جمیله
علماء کرام شکر الله مساعیهم الجمیله این مضامین رواج یافته که در یک روز این تعلیق را السلاک
تالیف کشیدم وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة

علی محمد وآله الغر المیامین کتبه العبد الذلیل مقرب علی

النقوی الحسینی عفا الله عنه فی النهار

الخامس عشر من شهر شعبان سنه ۱۲۸

هجری نبوی صلی الله علیه وآله

فی بلدة جگرانو بید الحقیر

سید علی نقی الرضوی

تمام شد

در مطبع مجمع البحرین لودیانه باهتمام سید اصغر حسین نقوی حلیه طبع
پوشید ۱۲

ف مخازی عبارتیکه ص است انعبارت را در اصول کتب فقیر بچشم خود دیده ام و جائیکه ص ع نوشته است

انعبارت را جناب سید محقق علامه مصنف استقصاء الافحام در ام طلبه بچشم دیده اند یعنی یا بر کتاب

مستطاب تشئید ص نوشته اند یا در هر دو کتاب خود یعنی استقصا و عبقات الانوار اشتهر بها

فی الامصار وارد فرموده اند و دأب آنجناب است که عبارتی را که بچشم خود ملاحظه نمیفرمایند بران علیحده مانقل عنه

تحریر می کنند و عبارتیکه بران ص ص است آن از فقیر از مصنفات یا منتخبات جناب محقق علامه بعد

تصحیح نقل از اصول کتب نسب و جدان آن درین رساله وارد کردم و عبارتیکه بران علامت هیچ

تحریر نشده مبین آن است که فقیر بچشم سر دیده و نه دیدن جناب علامه محقق منظور نظر رسیده گو در واقع

منظر اشرف اوشان گذشته باشد بلکه باعتبار دیگر علمای سلّمهم الله مساعیهم اعتماد درج

رساله نموده ام ۱۲

ولا یبغضہ الا منافق و همچنین احادیث تراشیده اند و رشوتی که در اول اسلام بحاجب شخصی داده چنانکه شاهصاحب

ازین عبارات پیدا کرده اند که هم قاعده عربیه و فارسیه ظاهر میشود که گفته میشود که شاهصاحب با این دعاوی

استعداد فهم عبارت فارسی هم نداشتند شاید باعتبار حافظه و طغیان از معتقدین خود توجه بعبارات

کتب نکرده بی باکانه نوشتند آنچه نوشتند لاکن حیرانم که تلمیذ رشید شان و مصنف منتهی الکلام و باقی تلامذه

و مصنفان نسخه صحیحه بوجهی که باظهار بعضی علمای کابلی اند و باعتراف بعض تلامذه شاه جهان آباد خود شاهصاحب

صد اصلاح این نسخه صحیحه کوشش نکرده اند و چرا اصل مطبع که هر بار بتحریف و تصحیف و نظر اصلاح

نموده اند و حالش مثل نسخهای صحیح نگارشی که هر شارح را نسخه علاحده ثابت نموده اند درینمقام هم اصلاح

نکرده مگر اللهم الا ان یقال که بسیار اصلاح کرده اند و از تصحیحش عاجز آمده صیانت را بکار برده اند و این قدر

اغلاط و عثرات واکذوبات و افتراآت و تحکمات و تدلیسات و تلبیسات که می بینی و احصای آن نتوان

اصلاح که صلاحیت اصلاح ندارد باقیمانده است فقط ص ۴۹ ۵ ط قال ازین روایت بصریح معلوم

میشود که ابو بکر صدیق ازین خدمت معزول نشده و در خدمت غیر دخل نمیکرد و منادیان را نصب بغیر مود پس

هم چون عزل واقع نشده حاجت ... بقدر الحاجة اقول فضیحتاه که مقول مستلزم قول

سابق نص صریحست بر عدم طبع کتب خود چرا که علمای اهلسنت این دخل الی بکر را منافی عزل او نمی دهند بلکه آنچه

گفته اند اهلسنت که حضرت امیر ... فرمود که تمام مردم برسد بعد از ابو بکر ابو هریره را

مقرر کرده بود که آنچه آنحضرت ... تا مردم دیگر که بعید باشند بشنوند چنانچه ابن حجر در فتح

الباری در کتاب التفسیر ... حدیث اعنی تاذین ابی هریرة بامر ابی بکر گفته قال الطحاوی

فی مشکل الآثار هذا مشکل لان الاخبار فی هذه القصة تدل علی ان النبی صلعم بعث ابا بکر

بذلک ثم اتبعه علیا فامره ان یؤذن فکیف یبعث ابو بکر ابا هریرة ومن معه بالتاذین

مع صرف الامر عنه فی ذلک الی علی ثم اجاب بما حاصله ان ابا بکر کان الامیر علی الناس

فی تلک الحجة وکان علی هو المامور بالتاذین بذلک وکان علیا لم یطق التاذین بذلک

وحده واحتاج الی من یعینه علی ذلک فارسل معه ابو بکر ابا هریرة وغیره انتهی

بقدر الحاجة افسوس که شاهصاحب چه میفرمایند و علمای معتقدین شان چه می سرایند عاقل منصف

که غور کند بیچاره طحاوی جوابها درباب تقرر ابو هریره برای تاذین میدهد و ابتدا توجه بآن مشکل که

طحاوی را افتاده نفرموده تقرر ابو هریره را موجب شراکت ابو بکر در آن خدمت می پندارند و اشکالی که طحاوی

نصب مشکل در مشکل الآثار رفع می کند آنرا از خود وارد می سازند ۱۲ ص ۴۹ ۵ ط

قال آنچه هم بر احتمال اول که ظاهر لا یؤدی عنی الا رجل منی آن را قوت می‌بخشد اقول کذب بحت است و دلیل کمال شاه صاحب
که خبری که نص است آن را احتمال میفرمایند چرا که لا یؤدی عنی هرگز معنای دیگر جز این ندارد بلکه نص است بر عزل ابوبکر و
از لفظ ظاهر که در کلام شاه صاحب واقع شده فهمیده میشود که این فقره معنای دیگر هم دارد و حال آنکه ندارد و این
تلبیسش را عاقلان خوب میدانند ۱۲ ص ۴۹ ۵ ط قال نیز حکم است که سوره را از ابی بکر

ث ۳۷

بگیر و آن را نخوان بر تقدیر صحت این جمله مؤید میشود اقول تشکیک در صحت این جمله ناشی نیست مگر یا از غایت جهل
و لداد یا بسبب تعصب و عناد که با اهلبیت خیر العباد دارند کما ظهر لک آنفا و سیظهر عنقریب که علمای مخالفین اعتراف
این جمله کرده اند ۱۲ ص ۴۹ ۵ ط قال این عزل بسبب عدم لیاقت و قصور قابلیت ابوبکر نبود

ث ۳۷

اقول اولا کذب بحت است که عبارت تفسیر نظام نیشاپوری مشعر بی لیاقتی ابی بکر گذشت ثانیاً باطل است بجهة بطلان
دلیلش که بعد از این گفته و آن نیست ص ۴۹ ۵ زیرا که باجماع ثابت است که ابوبکر از امارهٔ حاج معزول نشد انتهی اجماع
اینها یکسو سنیان هم برین دعوی اتفاق ندارند و وجه بطلانش اینکه از روایات اهلسنت عزل ابی بکر از حج ثابت میشود
چنانچه افضل المتأخرین محققین جلال سیوطی در جمع الجوامع بروایت ابن جریر آورده عن الحارث ابن مالک قال
خرجت الی مکة فلقیت سعد بن مالک فقلت له هل سمعت لعلی منقبة قال قد شهدت له
اربعا لان یکون لی احد هن احب الی من الدنیا اعمر فیها عمر نوح ان رسول الله بعث ابا بکر ببراءة
الی مشرکی قریش فسار بها یوما و لیلة ثم قال لعلی الحق ابا بکر فخذها منه فبلغهم ورد
علی ابا بکر الحدیث و در کنز العمال مذکور است عن ابی بکر بعثه ببراءة الی اهل مکة الی ان قال

رجوع ابوبکر

فسار بها ثلاثا ثم قال لعلی الحقه فرد علی ابا بکر و بلغها انت ففعل فلما قدم ابوبکر
فقال یا رسول الله حدث فی شیء قال ما حدث فیک الا خیر لکن امرت ان لا یبلغه الا انا او رجل منی
حم لی احمد بن حنبل فی مسنده و ابن خزیمه و ابو عوانه قط فی الافراد ای دار قطنی انتهی و جناب سید
السند مرجع العلماء فی المعالم الدینیة و العلوم الالهیة السید الاجل الانور العالم المقدس الازهر الحکیم الالهی و الفقیه الربانی
سید عصره و صفوة دهره الامیر الکبیر و السید المنیر علامة الزمان و اعجوبة الدوران المسمی بمحمد الملقب بباقر الداماد الحسینی نور الله
ضریحه و عطر الله مضجعه در حاشیه تقویم الایمان فرموده فی کتاب فرائد السمطین لمحدثهم الناقد الحموی باسناده
عن زید ابن یثیع عن ابی بکر ان النبی صلی الله علیه وآله بعثه ببراءة الی اهل مکة الی ان قال فسار
بها ثلاثا ثم قال لعلی الحقه فرد علی ابا بکر و بلغها انت ففعل فلما قدم ابوبکر علی النبی
بکی الحدیث و در روضة الصفا فی سیرة الانبیاء و الملوک و الخلفاء از اعلام الوری آورده جلد ۳
ص ۲۱۲ که چون علی در راه به ابوبکر رسید گفت ای علی چه واقع شده مگر در شان من چیزی نازل

گشته علی گفت نه ولکن رسولخدا فرموده که سوره برائت از تو بستانم و من بر مشرکان خوانم عهد ایشان را باطل گردانم
ابوبکر هم از راه برگشته نزد رسول الله آمد و بعرض رسانید که انک اهلتنی لامر طالت فیه الاعناق
فلما توجهت له رددتنی عنه مالی انزل فی قرآن فقال النبی لا ولکن الامین نزل الی عن الله
عز وجل لانه لا یودی عنک الا انت او رجل منک و علی منی و هو اخی و وصیی و وارثی و
خلیفتی فی اهلی و امتی من بعدی یقضی دینی و ینجز وعدی ولا یودی عنی الا علی
انتهی بقدر الحاجة و ازین روایات بصراحت معلوم شد که جناب رسولخدا امیرمومنان حکم فرمود که ابوبکر را
از راه برگردانند و جناب امیر او را از راه برگردانیدند و ابوبکر گریان و نالان بخدمت حضرت رسالت رسید پس ثابت
شد که از امارة حاج هم معزول شد و اگر معزول نشدی چطور آنحضرت حکم برد او میداد بلکه میفرمودی
که ابوبکر امارت حج نماید و جناب امیر سوره برائت رساند ۱۲ و از اینجاست که ابن روزبهان رد ابوبکر را که (علامه
حلی علیه الرحمه نقل کرده و نقد لاداء سورة البرائة ثم رده انتهی (یعنی عزل او از امارة حج و السنة
چنانچه بجواب علامه علیه الرحمه از دلیل عاجز آمده زبان به سب و شتم کشاده و در پی تجهیل ایمه خود افتاده و گفته
من غایة جهلک بالاخبار انک تدعی انه لما لحقه علی رجع قبل الحج فیا ایها الجاهل من حج
تلک السنة تخالف الخبر المتواتر ام تدعی انه لم یحج فی سنة تسع احد و کل هذا من
جهالتک و بغضک للخلفاء الی آخر هذیاناته پس اینجا باید دید که در حق ایمه خود مثل ابن جریر و احمد ابن حنبل و
ابن خزیمه و ابوعوانه و دارقطنی که رد ابوبکر را روایت کرده اند چه میگوید و آیا ایشان جاهل و مبغض و منکر متواترات
بوده اند بالجمله هرگاه نزد ابن روزبهان رد ابوبکر همین عزل او از امارة حج است مطلوب بلا کلفت حاصل شد و معهذا
چون روایت معتمده اهلسنت ثابت شد که ابوبکر از راه بازگشت پس تا وقتیکه به دلیلی که مفید یقین باشد ثابت نمایند
که ابوبکر باز بامارت حج مقرر شد بر ما حجت تمام نمیشود و آنچه ابن روزبهان گفته ام تدعی انه لم یحج فی هذه السنة احد
انتهی وجه دلالت نمی بینیم تا آیا امارة حج منحصر در ابوبکر بود و درین سالها که رد ابی بکر امیر حج نباشد بلکه بروایات
شیعه اثنا عشریه ایدهم الله تعالی فی الدارین صحیح و ثابت است که در آن سال بعد مراجعت ابی بکر جناب امیر کل
امیر حاج بود فافهم ۱۲ ص ۵۵ ط **قال** لیاقت قرارت چند آیه قرآنی تا آواز بلند که هر حافظ و قاری
میتواند سر انجام داد هم او را ثابت نخواهد بود واسے ابوبکر را **اقول** کذب بحت است اولا مخالف است با آنچه
که خود شاه صاحب در ص ۵۱ افاده فرموده اند) و چون اینکار هم از مهمات عظیمه بود پس لابد شخص هم
عظیم القدر بزرگ مرتبه باشد مثل ابوبکر لهذا جناب پیغمبر علی را باینکار امیر ساخت و ثانیاً اگر این امر بغایت عظیم المرتبه
نمی بود ابوبکر چرا بخدمت جناب مقدس نبوی عرض مینمود اهلتنی لامر طالت فیه الاعناق و چرا ابوبکر

۳۹

بخدمت حضرت رسیده گریه وزاری وجزع وبیقراری آغاز نهاد که مرا الفاً قتدید و حال لیاقت ابوبکر از جناب
باری وجناب رسالت ثابت گردید که لیاقت نداشتند بابه ٥ ص ٥٥ قال باجماع اهل سیر ثابت ومقرر است
که علی مرتضی درین سفر اقتدای ابوبکر میکرد والی قوله متابعت او مینمود اقول کذب بحت است چراکه هرگز اجماع
اهل سیر بران ثابت نیست واگر بالفرض بعض اتباع واشیاع ابوبکر گفته باشند اهل حق آنرا کسی باور میکنند
تتمیم لنفعه عمیم چون از اثبات نصب وعزل ابی بکر از ادای سوره براة که رسالتی عظیم بود بجناب خاتم در باب آن
گفته که لا یؤدی عنی الا رجل منی (فارغ شدیم عدم لیاقت ابوبکر از ادای آن که مورث عار وننگ فراوان برای
و پیروانش است خود ثابت گردید پس خیانت بعض متسننین که بهره از دین ودیانت نیندوخته اند باید شنید مانکه بعضی سفهای متعصبین
مثل مشهور هرچه خواهی کن وجهی برای تخجیل ابوبکر از ادای سوره براة تراشیده اند وآن اینکه چون برائت متضمن تفضیل ابی
بکر بود لهذا مناسب نبود که ابوبکر مدح خود بزبان خود بیان سازد پس حضرت رسول خواست که مدح او را کسی دیگر بکفار رساند
واین کذب بحت است تفصیلش اینکه ابن حجر در فتح الباری در باب واذان من الله ورسوله من کتاب التفسیر
گفته قیل انما لم یکتف النبی علی تبلیغ ابی بکر عنه براءة لانها تضمنت مدح ابی بکر فاراد ان
یسمعوها من غیر ابی بکر وهذه غفلة من قائله حمله علیها ظنه ان المراد بتبلیغ براءة کلها
ولیس الامر کذلک لما قدمناه وانما امر بتبلیغه منها اوائلها فقط انتهی وبعضی
الناس او امر صغیر لا یلیق بالامراء مثله فصرف النبی عن ابی بکر لکونه الامیر فکان ارفعه
عن مثله وهو فضیلته لعلی سبحان الله جای عبرت است که تبلیغ آیات قرانی را امر حقیر میگوید
گو این ناصبی بزعم باطل خود کمال فضیلت ابی بکر ثابت کرده لاکن بنظر روایات سابقه در تحقیق وتشنیع او کوشیده
ونهایت نقصان عقلش ثابت کرده که ابوبکر این امر را نهایت عظیم میدانست ودر معزولی خود دلتنگ گردیده
وناخوش شده وبوجه کئیب بخدمت پیغمبر حاضر شده وگمان نزول خبری در حق خود کرده وانزل فی شیء
گفته وبکا وزاری بجهه فقدان آن کرده وگفته اهلتنی لشیء طالت فیه الاعناق فلما توجهت له
رددتنی وجناب شاه صاحب سرامد متکلمین هندوستان بزعم خود برای ثبات شراکت ابوبکر با جناب امیر
کوشش ها کرده که بسبب تصریحات سابقین بمقصود خود نرسیده با این همه این ناصب عداوت اهل بیت
چگونه میگوید که شان ابوبکر ازان ارفع بود این نفهمیده که رسانیدن آیات قرانی کار انبیا واوصیاست لاغیر
این ناصبی چنین امر را حقیر میگوید کبرت کلمة تخرج من افواههم ١٢ ص ٥٥١ ط
قال ابوبکر که مظهر رحمت الهی بود اقول آری کدام معنی اش مذهب نمیرسد که بکدام مذاق فرموده اند ثانیاً تا
وقتیکه دلیل آن از کتاب وسنت نیارند کاذب اند ثالثاً جناب باری عزاسمه صحابه پیغمبر را بلفظ اشداء

علی الکفاء تعریف کرده است و بخصوصیت ابوبکر نباید که ازین تعریف خارج باشد ۱۲ ص ۵۵۱ ط سطر ۸
قال درحق او ارشاد فرموده‌اند ارحم امتی بامتی ابوبکر اقول هذا موضوع لیس بحدیث کما
اعترف المناوی فی فیض القدیر شرح جامع صغیر ارءف امتی بامتی ابوبکر الخ ع اف
ابویعلی من طریق ابن البیلمانی عن ابیه عن ابن عمر بن الخطاب وابن البیلمانی حاله معروف
لکن فی الباب ایضا عن انس وجابر وغیرهما عند الترمذی وابن ماجه والحاکم وغیرهم
لکن قالوا فی روایتهم بدل الرءوف ارحم وقال ت ای الترمذی قال ک ای
الحاکم علی شرطهما وتعقبه ابن الهادی فی تذکرته بان فی متنه نکارة وبان شیخه ضعیف
بل رمی بوضعه انتهی پس حدیثی که نزد خود اهلسنت هم موضوع باشد بمقابله اهل حق بان استدلال
کردن دلیل سفه وجهل است ۱۲ ص ۵۵۲ ط ۱۱ قال زیرا که حضرت امیر عمر ابن ابی سلمه را الی آخر
ما قال بحکومت بحرینها دا فرموده اقول خیانتی علیحده عجیب وتدلیسی تقلید نصر الله کابلی غریب بکار برده اند حاصل
آنکه جناب امیر ابن ابی سلمه را معزول بسبب نالیاقتی او نفرموده اند بلکه بسبب پیش آمدن حرب معاویه ابن ابی
سفیان خلیفه پنجم سنیان برای اعانت واستظهار طلب فرموده‌اند چنانچه عبارت نامه جناب امیر اینست اما بعد
فانی قد ولیت النعمان ابن العجلان علی البحرین ونزعت یدک بلا ذم لک ولا تثریب علیک
فلقد احسنت الولایة وادیت الامانة فاقبل غیر ظنین ولا ملوم ولا متهم ولا ماثوم فلقد
اردت المسیر الی ظلمة الشام واحببت ان تشهد معی فانک ممن استظهر به علی جهاد العدو
واقامة عمود الدین ان شاء الله تعالی انتهی کلامه صلوات الله علیه وسلامه درین عزل وعزل جناب
عتیق بون بعید است اول آنکه بسبب ضرورت جهاد با ظلمه شام عزل ابن ابی سلمه و طلب او واقع گردیده
بخلاف عزل ابوبکر که احادیث کثیره برین معنی دلالت دارد که او لیاقت ادای سوره برات نداشت چنانچه
جناب آنحضرت فرموده لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی دوم آنکه جناب امیر ابن ابی سلمه را از امارت بحرین
معزول فرموده بکار دیگر عمده ازان نامزد فرموده ونصب ابی بکر بر امارة حج بعد ازین عزل غیر ثابت کما مر انفا
سوم آنکه عزل ابی بکر قبل از مباشرت امر ماموربه واقع شده بخلاف عزل ابن ابی سلمه که بعد مباشرت امر
ماموربه بانقطاع مصلحت وضرورت طلب او واقع شده والفرق بین العزلین بیّن انتهی ۱۲ مقام حیرت
که شاهصاحب باخفای مضمون نامه را نوشتند وتضلیل عوام مد نظر فرموده‌اند ۱۲ ص ۵۵۲ ط ۱۱ قال
اگر ابوبکر صدیق لیاقت وقابلیت الی آخر الطعن اقول کذب بحت است چرا که از روایات اهلسنت معلوم گردیده
که وقتیکه ابوبکر بخدمت رسولخدا حاضر شد گریست تعجب که آنچه شاهصاحب فهمیدند ابوبکر نفهمید که امری که از من مصروف

شدہ بجناب امیر حوالہ شدہ امری سہل و آسان است و وجہ صرف ہم ظاہر کہ عادت عرب است کہ معاملہ عہد و پیغام را اقارب سرانجام میدہند نہ اباعد گو در فضل اقدم باشند و نیز ابوبکر امیر بود بچند مرتبہ ازین اعظم است گرفتن چہ معنی دارد اگر بذہن خلل فرسای عتقی نگذشتہ بود جناب پیغمبر خدا آجرا وقت گریہ او بچنینہ تقرر نمود کہ چنان گمان میبرے کہ این عزل در قدر تو نقصان کردہ حال آنکہ ترا برامرے کہ ازین عظیم است امیر کردم و وجہ صرف این امر عدم لیاقت نیست بلکہ بسبب عادت عرب این صرف واقع شدہ نہ آنکہ علی از تو افضل باشد فانظروا یا اولی الابصار **لطیفہ** بعض مجار گفتہ اند کہ چون درین مادہ نقض عہدی کہ با کفار بستہ بود مد منظور بود و حسب عادت کفار عرب شکست و بست عہد تعلق بشخص داشت کہ بستہ باشد یا اقارب آن شخص لہذا جناب رسولخدا جناب امیر را کہ با آنحضرت قرابت قریبہ داشتند فرستادند چون عزل ابوبکر باین وجہ باشد کسر شأنش متحقق نخواہد بود و ابی علی از مشایخ معتزلہ برین موقنہ **اقول** معاذ اللہ کہ جناب خاتم المرسلین احیای رسمی از رسوم کفار کردہ باشند بعثت آنحضرت برای رفع رسوم جاہلیت بودہ نہ عکس آن و بالفرض اگر چنین میبود تا پیغمبر خدا اولا ابوبکر را امیر فرستاد و ثانیا تسلیہ ابوبکر با بنحرف جرامیفرمود ۱۲ **چونکہ** غزوات و اکثر سرایا بحمد اللہ انجام کو پہونچے اور شیخین بلکہ خلفاے ثلثہ سے کوئی امر ایسا ظاہر نہین ہوا کہ اونکی معتقدین اوسکو دیکھہ کر خوش ہون لا کن شاہصاحب کی تحفہ مین چند دعوے بی سرو پا اس باب مین کئی ہین کہ خبط کو بہتان و افترا و کذب سے جمع کیا ہی اور جواب اوسکا کتب کلامیہ فرقہ ناجیہ کثرہم اللہ تعالی فی البریۃ مین خصوص تشیید المطاعن مین بخوبی موجود ہے لاکن رسالہ بعض احباب سلمہ اللہ تعالی سے کہ سابق جسکا ذکر سورہ برات مین ہو چکا ہے بعض اکذوبات شاہصاحب کے بمقتضاے مصرعہ **مشہور** چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ✤ یہان وارد کیجاتی ہین کہ جسطرح مبطل اوہام اہلسنت ہین اوسیطرح مثبت کذب شاہصاحب موصوف مین کذب ص ۵۳۹ ط **قال** باجماع اہل سیر و تواریخ از شیعہ و سنی ثابت و صحیح است کہ ابوبکر را بعد شکست احد چون خبر رسید کہ ابوسفیان بعد مرجعت نادم شدہ میخواہد کہ بر سر مدینہ تاز د آنجناب در مقابلہ رخصت فرمود و ابوبکر بمقابلہ آنہا پرداخت **اقول** دعوے اجماع کذب بحت است خصوص آنچہ نسبت بشیعہ ارشاد شد پس حاشا و کلا کہ در کتب اہل حق اثری از امارت جناب عتیق درین سریہ باشد ۱۲ من اراد التفصیل فلیرجع الی تشیید المطاعن صفحہ ۳ ۵ لانہ لایثبت بطریق اہل السنۃ ایضاً ۱۲ ص ۵۴۰ ط **قال** در سال ششم چون بغزوہ بنی لحیان برآمدند وان قبیلہ خبر توجہ آنحضرت شنیدہ بر سر کوہہا تحصن نمودند آنحضرت یک دو روز در منزل ایشان اقامت فرمودہ سرایا باطراف فرستاد از انجملہ سریہ عمدہ بسرکردگے ابوبکر بود کہ قسمت کراع الغنیم رخصت یافت **اقول** کذب بحت چرا کہ در کتب معتبرہ سیراز سرکردگے ابوبکر درین سریہ حرفی

یافته نمیشود چنانچه در کتاب درج الدرر مذکور است و در ماه ربیع الاول سال ششم از هجرت غزوه بنی لحیان واقع شد ارباب
سیر آورده‌اند که سید رسل میخواست که از اصحاب رجیع که عاصم و خبیب و بعضی دیگر را اسیر کرده و کشتن داده بودند انتقام کشد
پس ابن ام مکتوم را در مدینه خلیفه ساخت و با دویست مرد و بست اسب به بهانه توجه بجانب شام روان شد میخواست که ناگاه
ایشان را دریابد غالباً بانجماعت خبر رسیده یا خود حزم و رعایت کرده بودند و در کوه متحصن گشتند و قتیکه آنحضرت بانجا
رسید دشمنان را ندید و غله سوار را بجانب عسفان فرستاد و سوار از ایشان تا کراع الغمیم رفتند و غرض آن بود که قریش را
تخویفی واقع شود و در روایتی آنست که دران سفر خود بعسفان رسید انتهی اما آنچه مصنف روضة الاحباب گفته که ابوبکر
صدیق را با ده سوار تا غمیم فرستاد تا آوازه لشکر اسلام بقریش رسد و خوف در دل ایشان پیدا گردد ایشان تا موضع رفتند
و با هیچ دشمن اتفاق ملاقات نیفتاد و نزد حضرت باز آمدند انتهی پس چون ماخذ این روایت مذکور نکرده قابل اعتماد نباشد
و چگونه معتمد باشد حالانکه قسطلانی و ابن حجر و عینی اعتراف کرده‌اند که امارت ابوبکر در سوای سه مقام ثابت نیست
و بر فرض صحت پس دعوی شاه صاحب که این سریه عمده بوده بلا شبه کذب و بهتان و تزویر و تلبیس است چه
سریه عمده درین مقدمه سریه محمد ابن مسلمه بود که دران سریه بتصریح مصنف روضة الاحباب سی سوار بودند و بر سر دشمنان
تاختن آوردند چند نفر را کشتند و صد و پنجاه شتر و سه هزار گوسفند بغنیمت گرفتند و درین سریه همگی ده سوار بودند
و با هیچ دشمن اتفاق ملاقات نیفتاد و نه غنیمتی بدست آمد و نیز از فرستادن ابوبکر و ده نفر دیگر برای سه کار
لازم نمی‌آید که ابوبکر را امارت شان هم حاصل باشد و از همین جاست که قسطلانی با وجود اقرار باین معنی
که امارت ابی بکر در سوای سه سریه مذکور ثابت نیست در مواهب لدنیه در بیان این غزوه گفته و بعث ابی بکر
فی عشرة فوارس لتسمع بهم قریش فیذعرهم فاتوا کراع الغمیم ثم رجعوا و لم یلقوا احداً انتهی
پس معلوم شد که قسطلانی هم فرستادن ابوبکر با این ده سوار موجب امارة ابوبکر میداند و الا مناقضت بکلام
یا کلامی که در شرح بخاری گفته لازم می‌آید و رفتن ابوبکر هم درین سریه مختلف فیه است چنانچه در بلوغ المرام
مختصر سیرت شامیه مسطور است ثم بعث فارسین وقیل ابابکر فی عشرة فوارس لتسمع به قریش انتهی
بقدر الحاجة و این عبارت صریح است درانکه ارسال ابوبکر درین سریه مختلف فیه است و بلکه ظاهر عبارت دلالت دارد
برانکه ارجح همین است که آنحضرت فقط دو کس را فرستاده و لفظ قیل بنا بر افاده تلمید رشید شاه صاحب دلالت
بر ضعف و تمریض دارد ۱۲ ص ۲۴۵ ط ۴ **قال** در غزوه خیبر چون جناب پیغمبر را درد شقیقه عارض شد
و هنگام محاصره قلعه بود ابوبکر را نائب خود کرده برای فتح قلعه فرستادند آن روز از ابوبکر جنگ سخت بظهور
آمد **اقول** این کذب و تلبیس بیش نیست تفصیل این اجمال آنکه شاه ولی الله والد ماجد شاه صاحب در رساله
تفصیل الشیخین در مآثر ابی بکر آورده فلما نزل رسول الله بخیبر اخذته الشقیقة فلم یخرج الی الناس

ف ۱۴

وان بابکر اخذ رایة رسول الله ثم نهض و قاتل انتهی ازین ظاهر است که پیغمبر خدا ابوبکر را نائب خود
نکرده حتی که حضرت از خیمه بسم برون نیامد بلکه جناب صدیق خود بخود رایت را گرفته برای قتال رفتند و درین
امارت از ابوبکر سوای جبن امری دیگر بروی کار نیامد که منهزماً مرعوب مراجعت فرمودند بالاتر ازین همه اینکه شیخ تقی الدین
احمد ابن تیمیه حنبلی که از اکابر علمای اهلسنت است و پاره از فضائل هوش ربای او از زبان مصنف منتهی الکلام
باید شنید (در کتاب منهاج السنه در منهج ثانی در جواب دلیل سابع) گفته ولم یکن الرایة قبل ذلک لاحد
قبل ورود علی لا لابی بکر و لا لعمر و لا قربها واحد منهما بل هذا من الاکاذیب انتهی عبارته
ملفظه پس شاهصاحب چرا امری که نزد ائمه شان از اکاذیب است استدلال میفرمایند و ازینجا ظاهر شد که حضرات
متسننین امر واحد را در مقام منقصت خلفا از اکاذیب میشمارند و همان امر را در مقام اثبات فضیلت شان نادم
خاشده می نگارند فتدبر فانه دقیق ۱۲ ص ۲۰۵ ط ۴ قال در سال هفتم ابوبکر را بر سر جمعی از بنی
کلاب فرستادند و سلمه ابن الاکوع با رساله خود متعینه ابوبکر شد و با بنو کلاب محاربه نموده جمعی را بقتل رسانید
و گروهی را اسیر کرده و بر بنی فزاره نیز امیر لشکر ابوبکر صدیق بود اقول جناب شاهصاحب بعد جد و کد
بسیار امارت یک سریه برای ابوبکر برآمد کردند وافضیحتاه که آنهم چنانچه باید از کتب خود شان ثابت
و صحیح نمیشود مقوی این مقال آنکه از ادعای قسطلانی و ابن حجر عسقلانی و عینی شراح صحیح بخاری امارت ابوبکر در همین
دو سریه ظاهر میشود لاکن عبارات کتب مغازی دلالت بران دارد که این هر سه بزرگ را اشتباهی رو داده که سریه
بنی کلاب و سریه بنی فزاره را دو سریه گرفته اند حالانکه در نفس الامر یک سریه بود در روایات اختلاف واقع شده
که آیا این سریه ابوبکر بسوی بنی کلاب بود یا بسوی بنی فزاره و ثانی را صحیح پنداشته اند که مسلم آنرا روایت کرده
چنانچه خود قسطلانی در مواهب لدنیه و حسین ابن الحسن الدیاربکری در تاریخ خمیس و محمد ابن
احمد ابی علی ابن محمد ابن محمد ابن عبد الرحمن ملقب بتقی الدین فاسی مکی مالکی در
عقد ثمین فی تاریخ بلد الله الامین بان تصریح کرده اند واللفظ للاول ثم سریة ابی بکر الصدیق
الی بنی کلاب ناحیة ضریة فی شعبان سنة سبع و یقال الی فزارة و فی صحیح مسلم فزارة وهو الصواب
باقی هر دو عبارت متقارب باین است پس بنابرین امارت ابی بکر با این تطاول زمان و امتداد دوران و کثرت
مغزوات و الکذوبات مناقب او فقط در یک سریه منحصر شد و هو ایضاً فیما اختلف فیه چنانچه در بلوغ المرام مختصر
سیرت شامیه مذکور است قال فیه الباب الرابع والعشرون فی سریة ابی بکر الصدیق قبل زید ابن حارثة
الی فزارة بوادی القری انتهی پس امارت ابی بکر در یک سریه هم ثابت نشد ۱۲ پس ازینجا پی بکمال شاهصاحب باید
برد که امری که نزد محققین خود شان محقق نیست بتزویر تقریر خود که از ثنا از نور دیده خطاب یافته آمد باین جسارت

ل ۱۵

لجا با کامه

بی باکانه بمقابله اہل حق ارشاد فرمایند و ازین نیندیشند که هرگاه خصم رجوع بکتب فن خواهد نمود چها که در حق شان نخواهد گفت ۱۲ حـ ۱۴ ۵ ط

ك ۴۶

قال در معارج و حبیب السیر موجود است که بعد از غزوه تبوک اعرابی در خدمت جناب پیغمبر آمده عرض نمود که قومی از اعراب در وادی الرمل مجتمع گشته داعیه شبخون دارند جناب پیغمبر نشان خود را به ابوبکر صدیق داده و او را امیر لشکر ساخته بجماعتی فرستادند **اقول** کذبی و خیانتی بیش نیست بلکه از قبیل استدلال بآیه لا تقربوا الصلوة بر عدم وجوب صلوة است زیرا که بعد این عبارت در معارج و حبیب السیر آنچه مذکور است صریحست در انهزام شیخین تا آنکه جبرئیل خبر جناب رسول خدا آنجناب امیر را برای کفایت این مهم فرستاد و شیخین را محکوم آنحضرت ساخت و آنجناب فتح این مهم نمود چنانچه در حبیب السیر بعد از آنچه شاه صاحب نقل کرده اند مذکور است که ابوبکر چون بدانجا رسید یکبار کفار از اطراف و جوانب حمله آوردند سپاه اسلام انهزام یافت آنگاه حضرت رسالت پناه رایتی دیگر بامیر المومنین عمر ارزانی داشت و آنجناب را با طایفه مسلمانان جهت تدارک آن مهم ارسال فرمود فاروق اعظم نیز بطریق صدیق اکبر منهزم باز آمد عمرو عاص متکفل سرانجام آن امر گشت او نیز بی آنکه مهمی پیش برد بمدینه باز گردید بعد از آن حضرت مقدس نبوی بجهة ولایت مآب مرتضوی لوای عقد فرمود آنجناب را سردار طایفه از سپاه ظفر پناه فرمود و فرمان داد که شیخین و عمرو نیز با آن لشکر در آن سفر موافقت نمایند و از استصواب شاه ولایت پناه تجاوز جایز ندارند و آنحضرت تا مسجد احزاب امیر المومنین علی را مشایعت فرمود و در شان آنجناب و عادیاتیکه بر لب نارسیده بودند فاستجلبنا ما شنیده بر زبان وحی بیان گذرانیده بجانب وادی الرمل تسبیل فرمود علی مرتضی کرم الله متوجه مقصد گشتند شب سیر مینمود و روز از راه بیکطرف رفته میل استراحت میکرد چون نزدیک بمکان مشرکان رسید از طریقی که منتهی بعلم وادی میشد باهستگی در حرکت آمده بنفس نفیس پیش لشکر میرفت و عمرو عاص از حرکات و سکنات شاه عالی مقام استشمام شمایم فتح و فیروزی نموده خواست که آن مهم را از زبان آورد بنابران با شیخین گفت که درین راه از وحوش و ذیاب این وادی خطرهاست مصلحت آنست که از جانب اعلی وادی بر سر اعدای دین شبخون زنیم شیخین این سخن با علی مرتضی در میان نهادند اما بسمع قبول راه نیافته خاطر نشان ایشان کرد که از سلوک طریق قم وادی بکام دل از اعادی انتقام میتوان کشید و از راهی که عمرو عاص رو نمود دست در گردن مقصود حمایل نمیتوان کرد لاجرم شیخین دیگر سخن عمرو عاص گوش نکردند و او مضطرب شده زبان بتخویف لشکریان بکشود و از متابعت شاه ولایت پناه ایشان را نهی فرمود لاکن ملتفت بمقال او نشدند و امیر المومنین علی بمقتضای رای صواب نمای خود طی مسافت مینمود صبحی که مقارن شام خذلان مشرکان بود ناگاه بسر ایشان صمصام انتقام در ارباب کفر و ظلام نهاد و شجاعت مآب حیدر انوار ذو الفقار حیدری کرار نیاورده مانند خفاش از پرتو آفتاب فرار نمودند و خورشید نصرت و ظفر از افق عنایت ملک دادگر طالع گشته

سوره والعادیات دران واقع نازل شده حضرت رسالت پناه اصحاب را بفتح بشارت داد چون امیر المومنین علیه
مهام اعدای دین را طبق دلخواه ساخته اعلام مرجعت برافراخت و بحوالی مدینه طیبه نزدیک رسید سرور پیغامبران
یاران را باستقبال شاهمردان مامور گردانید و خود پیش ایشان روانه شد و دران وقت چشم امیر المومنین حیدر صفدر
حضرت پیغمبر افتاد از اسپ پیاده گشت آنحضرت فرمود یا علی سوار شو که خدا و رسول از تو راضی اند امیر المومنین از
خوشدلی گریان شده رسول فرمود یا علی لولا انی اشفق ان یقول فیک طوایف من امتی ما قالت
النصاری فی عیسی بن مریم لقلت فیک الیوم مقالا لا تمر بملاء من الناس الا اخذ والتراب
من تحت قدمیک انتهی **اقول** این روایت دلالت تامه بر منقصت شیخین دارد و از هر فقره اش افضلیت و
نهایت جلالت قدر جناب امیر کمال اظهر و علاوه بران بر بدینی و نفاق و خدع و تدلیس عمرو عاص شاهد است
گویا قضیه کلیه مشهوره الصحابة کلهم عدول که در واقع بهزار جزئیه منقوض است برهم می خورد و نیز خفت عقل
شیخین با مشارکت شان در نفاق و قصد برهم زدن نصرت اسلام وضح میکردد که کلام او را که محض
زبان مسلمانان بود بسمع رضا شنیده بخدمت مرتضوی عرض نموده خفیف شدند **و بعضی** از اعلام عزیزیه
مقام افاده فرموده هرگاه در زمان جناب سرور کائنات علیه افضل التحیات شیوخ ثلاثه گاهی مامور غلام زاده
مثل اسامه بودند و گاهی اقتدا بجز امراده مثل ابن عاص نموده و گاهی مطیع و منقاد ابو عبیده جراح که گورکن بود
چنانچه دانستی اگر جایی بامارت طائفه سرفراز گشتند منهزمی منکوب و مخذول برگشتند از سبب اندوه حضرت مقدس نبوی
و فضیحت ایشان شد چنانچه در غزوه خیبر و ذات السلاسل واقع شد پس چگونه بمجرد وفات آنسرور افضل جمیع صحابه
و احق بامامت کبری و امارت عظمی گشتند ۱۲ زیاده ازین خیانت چیست ۱۲ ص ۴۰۵ ط **قال** ل را
فرمود که اگر وقت نماز برسد و من نیایم ابوبکر را بگو که با مردم نماز گذارد انتهی **اقول** کذب محض است که مخالف
روایت بخاری که متضمن این قصه است که آن دلالت صریحه دارد بر آنکه امامت ابوبکر درین نماز باجازت جناب رسالت
مآب واقع نشد عبارت بخاری اینست عن سهل بن سعد ان ناسا من بنی عمرو بن عوف کان بینهم
شیء فخرج الیهم فی اناس من اصحابه یصلح بینهم فحضرت الصلوة ولم یات النبی فاذن
بلال بالصلوة ولم یات النبی فجاء الی ابی بکر فقال ان النبی حبس فقد حضرت الصلوة
فهل لک ان تؤم الناس فقال نعم ان شئت فاقام الصلوة فتقدم ابوبکر انتهی بقدر
الحاجة و ازین ظاهر است که امامت ابوبکر بگفته و خواهش بلال بود نه باذن جناب رسول خدا چنانچه حرف استفهام
دلالت بران دارد ۱۲ ص ۴۰۵ ط **قال** قبول کردیم که گاهی پیغمبر ابوبکر را بر امری والی ساخته لاکن
بار چند که او را مشیر و وزیر خود میدانست ولی حضور او هیچ کاری از کارهای دین سرانجام نمی یافت انتهی

مراد از جناب سبحان سلمان علیه الرحمة فی فردوس الجنان ۱۲

ل ۱۷

ل ۱۸

اقول

اقول پس کذب بحت است چراکه جناب پیغمبر خدا هرگز محتاج بمشوره احدی از صحابه خود نبود و باحکام جناب باری عز اسمه که بواسطه روح الامین نازل میشد عمل میکرد و ورنه برین تقدیر لازم میآید که هرگاه ابوبکر معه جناب لوز دید خطاب در سریه ذات السلاسل زیر حکم ابوعبیده جراح و عمرو عاص مستعین شده رفت معاذ الله درین مدت از رسول خدا صلعم امری از امور دین سرانجام نشده باشد ۱۲ و نیز در سرایای مختلفه که شاهصاحب رفتن ابوبکر در ص ۵۴ و ۲۹۹ کتاب تحفه تصریح فرموده اند کما مرت ذکرهم در صغیره صغیره هیچ کاری از امور دین از جناب رسالت سرانجام نشده باشد فنعوذ بالله من هذه العقیدة الفاسدة ۱۲ ص ۴ ط ۵

ک ۱۹

قال حاضران عرض کردند که یا رسول الله صلعم مردم خود موجودند یعنی قابل فرستادن در ملکهای بعیده برای تعلیم مردم (مثل ابوبکر و عمر) جناب پیغمبر فرموده اند لا غنی لی عنهما انتهی بقدر الحاجة **اقول** کذب است چه این حدیث موضوعست چنانچه در کنز العمال ملا علی متقی تبویب جمع الجوامع جلال سیوطی بعد این حدیث گفته ای رواه الحاکم فی المستدرک و تعقب عن حذ بعد افسوس هزار افسوس که روایات موضوعه فضایل شیخین که بتصریح اهل السنت غیر صحیح باشند و تعقب آن کرده باشند بمقابله اهل حق نمودن داد سفاهت دادن است و سوای این همان اعتراض که در ضرب ۸ گذشت وارد میشود ۱۲ ضرب ص ۱۴ ط ۵

ک ۲۰

قال نیز جناب پیغمبر فرموده که مرا حق تعالی چهار وزیر عطا فرموده است دو وزیر از اهل زمین ابوبکر و عمر و دو وزیر از اهل آسمان جبرئیل و میکائیل انتهی بقدر الحاجة **اقول** کذب محض و افترای صرف معصوم است چراکه شمس الدین محمد المدعو بعبد الرؤف مناوی در شرح جامع صغیر موضوعیت این حدیث را از مشایخ خود نقل کرده و مناقب و فضایل را از کشف الظنون باید دید و هو هکذا

ان الله ایدنی باربعة وزراء اثنین من اهل السماء جبرئیل و میکائیل و اثنین من اهل الارض ابی بکر و عمر طب حل شع وکذا الخطیب کلهم عن ابن عباس و فیه عندهم محمد ابن مجیب الثقفی قال الخطیب سئل عنه ابن معین فقال کان کذابا عدو الله انتهی **اقول** قال ابن حجر العسقلانی فی تقریب التهذیب ص ۳۳۶ فی حرف المیم محمد ابن مجیب و زن مطیع الثقفی الکوفی الصائغ نزیل بغداد متروک من الثامنة انتهی و نیز برین محمد ابن مجیب لفظ تمیز اشاره است بشخصی که از و در صحاح سته روایتی اخراج نکرده باشند برای تمیز آنکس از غیر او کما صرح به فی صدر الکتاب فی ص ۲ انتهی

در ترجمه برای اغوای عوام مخصوص تقدیم و تاخیر هم تدلیسی عجیب بکار برده اند کما لا یخفی علی من دا ونی مسکة ۱۲ ص ۱۴۱ ط ۵

ک ۲۱

قال زیراکه حضرت امیر در هیچ جنگ و هیچ کارے این هر دو را نفرستادم یعنی حسنین علیهما السلام **اقول** کذب است زیراکه در تاریخ ابوعبدالله یافعی در وقایع سال سی و ششم در بیان حرب جمل فرستادن حضرت

امام حسنؑ نسوی کوفہ موجود ہے وایضاً فی صحیح البخاری فی کتاب الفتن و فرستادن جناب امام حسینؑ برای اگر فتن اب در جنگ صفین کہ معاویہ آنرا حبس کردہ بود و فتح نمودن موضع اب از اشہر مشہورات ہی اور اسی سال مین سورہ مبارکہ ہل اتی اہلبیت رسولخداؐ کی شان مین نازل ہوئی اور تفصیل اسکی تفسیر صافی مین اسطرح ہی کہ علمای خاصہ و عامہ روایت کرتی ہین کہ آیہ ان الابرار یشربون سی لیے قولہ تعالی وکان سعیکم مشکورا تک جناب امیرالمومنین و جناب سیدۃ نساء العالمین اور جناب حسنین علیہم السلام و فضہ کنیز جناب مقدسہ معصومہ علیہا السلام کی شان مین ہین خلاصہ اس قصہ کا یون ہے کہ ایک مرتبہ حسنینؑ مریض ہوئی اور حضرت مقدسہ نبوی مع روساء عرب کی واسطی عیادت کی گہر مین جناب امیرالمومنینؑ کے تشریف لاے اور سب نی کہا کہ یا علی درگاہ الٰہی مین نذر مانو کہ جب حسنینؑ کو جناب احدیت عز وجل اپنی فضل و کرم سی شفاء عاجل عطا کری تو تین دن روزہ رکہو پس جناب امیر و جناب سیدہ و فضہ نی روزہ نذر کی بفضل شافی مطلق حسنینؑ نی شفا پائی اور واسطے ادای نذر کی سب نی روزی رکہی اتفاقاً اوسدن اون خاصان خدا کی گہر مین کچہ کہانی کو نہ تہا پس جناب امیرؑ ایک یہودی سے تین صاع جو قرض لای اور بعض روایات مین اسطرحسی ہی کہ جو اس شرط پر قرض لیے کہ کچہ مقدار صوف کی جو جناب سیدہؑ کاتین عرض کہ وہ جو لاکر جناب سیدہؑ کو دئی جناب معصومہ نی اوسمین سے ایک صاع جو پیسے اور پانچ روٹیان پکائین جب کہ جناب مجیب افطار روزہ و نماز مغرب سے فارغ تو وہ نان جوین حضرت کے سامنی رکہی جناب امیرؑ چاہتے تہی کہ اوسمین سی نوش فرمائین کہ اتفاقاً اوسیوقت ایک سایل نی اکر سوال کیا حضرت نی فوراً وہ روٹیان اوسی اوٹہا کر دی دین اور سب اسیطرح پانی پیکر شکر الٰہی بجالائی جب دوسرا دن ہوا تو پہر ایسا ہی اتفاق ہوا یعنی قریب شام ایک یتیم در دولت پر سایل ہوا حضرت نی وہ روٹیان اوسکو عنایت کین اور تیسرے دن ایک اسیر کو روٹیان دین اور اثنا مین سوای پانی کے کچہ نوش نہین کیا جب چوتہا دن ہوا اور نذر ادا ہوچکی تو جناب امیرؑ مع حسنینؑ کے جناب رسولخداؐ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور اوسوقت بسبب ضعف فاقہ کی حال جناب حسنینؑ کا غیر تہا جناب مقدس نبویؐ کو اس عسرت اہلبیت پر رقت طاری ہوئی اوسوقت حضرت جبرئیلؑ جانب رب جلیل کے سی سورہ ہل اتی فضل و شرف اہلبیت مین لای مخفی نرہے کہ نزول اس سورہ مبارکہ کا بشان جناب امیرؑ و حسنین و جناب سیدہ علیہم السلام بروایت و تصریح تفاسیر زمخشری و بغوی و بیضاوی و نسفی و کاشفی و سیوطی و ابن مردویہ بروایت ابن عباس صحیح و ثابت ہی بلکہ شاہ عبدالعزیز نی بہی تفسیر عزیزی مین اعتراف کیا ہی بلکہ یہہ بہی لکہا ہی کہ اس سورہ کا نام سورہ اہلبیت ہے پس انکار بعض منکرین و جاحدین محض بی اصل ہے اور حیدر علی نے منتہی الکلام مین جو بعض روایات بطرق شیعہ جمع کرکے اونمین اختلاف نکالے ہین پس جواب اوسکا حلی یہہ ہی کہ ایسی مقامات مین مجموع روایات سی قدر مشترک لیا کرتی ہین پس قدر مشترک یعنی

یعنی نزول سورہ مبارکہ شان اہلبیت میں متواتر ہے گو بعض تفصیلیں بروایات احاد منقول ہوں والا مجموع روایات معجزہ
شق قمر سے بھی قریب دس اختلافات کی نکل سکتی ہیں جو تفسیر در منثور میں وارد ہیں گو بعض اہل سنت نے
اصل معجزہ کا انکار کیا کا تحلیمی ہو گو مولوی حیدر علی من حیث لا یشعر اس انکار کو برا جانتے ہوں اور شیعہ نے
ذمہ لگائی ہوں لاکن جیسا مشہور یہی ہے کہ معجزہ شق قمر واقع ہوا اس ثبوت بعض اختلافات کا موجب کذب اصل معجزہ
کے نہیں ہو سکتا ورنہ معجزہ شق قمر میں مشکل ہو گا و لا یقول بہ مسلم اور ابو محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی نے
تفسیر سورہ مبارکہ مسمی بزین الفتی بشرح بسط تمام لکھی ہے اور اوسمیں نزول سورہ مبارکہ بشان اہلبیت بخوبی ثابت
کیا ہے اور نیز جناب مقدس الالقاب حاج الحرمین الشریفین عمدۃ الاعیان زبدۃ الاماثل والاقران کہف الحجیج والزوار
مروج آثار عترت نبی المختار حضرت مولانا ارسطو جاہ السید رجب علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہم وضاعف جلالہم نے
تفسیر سورہ مبارکہ کی موسوم بکشف الغطا تصنیف کی ہے اور اوسمیں اقوال سخیفہ مخرالاشاعرہ کو ہباءً منثورا کیا ہے
من شاء فلیراجع اور نیز اسی سال میں عمرو ابن معدی کرب زبیدی حاضر ہو کر اسلام لایا اونہیں دنوں میں حالت
ابن ابی الاشعث الجعفی کو کہ قاتل معدی کرب کا مدینہ میں وارد تھا عمرو اوسکو گرفتار کر کے روبرو حضرت
کی لایا اور حضرت قصاص کی طلب کی جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ اسلام نے جاہلیت کی خون کو باطل کیا ہے
عمرو اس سبب سے مرتد ہوا اور اپنے وطن کو گیا اثنای راہ طایفہ بنی حارث ابن کعب کو غارت کرتا ہوا اپنی قوم
سے ملحق ہوا جب یہ خبر بسمع ہمایون حضرت خیر البشر پہونچی تو حضرت امیر المومنین کو ایک جماعت مسافرین پر
امیر کر کے واسطے تدارک عمرو اور اوسکی قوم کے بھیجا اور خالد ابن ولید کو مع کچھ سپاہ کی طرف اعراب جعفی
کی روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب یہ لشکر فیج جناب امیر سے شامل ہو تو جناب امیر اس لشکر کے بھی
امارت کریں جناب امیر نے خالد ابن سعید کو مقدمہ لشکر مقرر کیا اور خالد ابن ولید نے یہ منصب اپنے گروہ
میں ابو موسی اشعری کو دیا جب چند منازل طے ہوئیں تو اعراب جعفی دو گروہ ہوئے ایک گروہ یمن کو گیا اور ایک جماعت
زبید سے ملحق ہوئے جناب امیر نے جب اس حال سے اطلاع پائی تو ایک شخص خالد کیطرف بھیجا کہ جس مقام میں یہ
پیغام تجھکو پہونچے ٹھہر جا وہیں توقف کرنا اوس بدگمان نے حکم جناب امیر کا لحاظ نکیا جب حضرت امیر کو معلوم ہوا
خالد ابن سعید کو بھیجا کہ ہرگز خالد ابن ولید کو جانے ندے چنانچہ ابن سعید نے خالد ابن ولید کو فوراً وہاں متوقف
کیا جب حضرت امیر وہاں پہونچے تو خالد ابن ولید کو بہت سرزنش کی اور متوجہ قوم عمرو ہوئے منقول
ہے کہ جب قوم عمرو توجہ جناب امیر سے آگاہ ہوئی تو عمرو سے کہا کہ ابو ثور یہ جوان قریشی جو متوجہ اسطرف کا ہوا
ہے تجپر غالب آئیگا عمرو نے کہا کہ میں جواب تمہیں نہیں دے سکتا عند المقابلہ معلوم ہو جائیگا جب جناب امیر
وہاں پہونچے اور صف جنگ آراستہ ہوئی عمرو میدان کارزار میں آیا اور مبارز طلب کیا جناب امیر بنفس نفیس مقابلہ

کو تشریف لیگئی اور اس پر بھی نعرہ کیا کہ عمرو تاب استقامت نہ لایا اور بہاگ گیا اہل اسلام نی مفرورون پر حملہ کیا
بہائی اور بہتیجی عمرو کی قتل کیا اور غنیمت نصیب اہالی اسلام ہوئی تب جناب پیغمبر نی خالد ابن سعید کو واسطی اخذ
صدقات کی وہان مامور کیا اور ارشاد کیا کہ مفرورین سے جو مراجعت کرین اور اسلام قبول کرین اونکو امان دے
اور عمرو ابن معدیکرب نی رو برو خالد ابن ولید کی پہر اسلام قبول کیا اور زنان و اطفال اوسکی قید و قتل
سی خلاص ہوئے **بیان وقایع سال دہم** ۱۰ ہجرت جناب حبیب ارذ منان علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام
من الملک المنان اور اس مین مذکور ہوگا حال مباہلہ کا اور حال حجۃ الوداع کا - پس مخفی نرہے کہ اس سال
مین بہی وفود اعراب بملازمت جناب رسالت مآب آئی اور شرف اسلام سے مشرف ہوکی اپنی اپنی مساکن کو گئی از انجملہ
وفد جریر ابن عبد اللہ بجلی کا تہا جمین انکیو پچاس آدمی تہی جب وہ مشرف پا بوس حضرت نبوی ہوئی تو حضرت
نی ارشاد فرمایا کہ بتخانہ ذی الخلصا کو خراب کرو جریر نی عرض کی یہانسی وہان تک مسافت بعید ہی مین گہوڑے
پر سوار نہین ہو سکتا اگر بسوار سے شتر قصد کرون تو عرصہ دراز مین یہہ مسافت قطع ہو حضرت نی اوسکی سینہ کو دست
مبارک سے مس کیا اور فرمایا **اللّٰھم ثبتہ واجعلہ ھادیا ومھدیا** جریر سے منقول ہے کہ مین اوس وقت
رخصت ہوکی اسپ سرکش پر سوار ہوا برکت دعای آنحضرت کی وہ گہوڑا مثل گوسفند کی اطاعت کرتا تہا غرض شب
و روز چلکر بتخانہ تک پہونچا اور اوسکو خراب کیا از انجملہ وفد بنی حنیفہ کا تہا جب یہہ لوگ داخل مدینہ ہوئی تو بامیاے
حضرت خانہ رملہ بنت الحارث مین فروکش ہوئی تقبیل بساط نبوت مشرف ہوکی اسلام لائی روضۃ الاحباب مین
منقول ہے کہ مسیلمہ کذاب اسی وفد مین تہا اور واسطی ملازمت جناب رسولخدا کی حاضر نہین ہوا بلکہ اوسی گہر مین بیٹہا
رہا اور کہتا تہا کہ اگر رسولخدا امر حکومت بعد اپنی میرے متعلق فرماوین تو البتہ مطیع ہون والا فلا حضرت خود واسطے
اتمام حجت کی اوسکی پاس تشریف لیگئی اور ایک شاخ خرما کو اوٹہا کی فرمایا کہ اگر مجہسی یہہ بہی طلب کرین تو مین بسبب
تیرے فساد عقیدہ کے تجہی نہ دون اور تو اوس سے تجاوز نہین کرسکتا کہ جناب رب العزت نی تیری واسطی مقرر
کیا ہے اور بعد میرے انتقال کے خدا تعالی تجکو ہلاک کریگا غالباً تو وہے شخص ہے جسکی واسطی جناب
رب العزت نی مجہی خواب مین دیکہلایا ہے اور حال یہہ ہے کہ آنحضرت نی عالم رویا مین مشاہدہ کیا کہ گویا
کہ حضرت کے دونو ہاتہون مین سونے کڑے ہین آنحضرت اس حال سے محزون ہوئی اور حالت خواب
مین وحے ہوئی کہ ان پر دم کرو چنانچہ بعد دم کے وہ دونو مفقود ہوئی پس جناب رسولخدا نی ان دونو
کڑون سے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کو تعبیر کیا تہا القصہ جب مسیلمہ اپنی بلاد مین پہونچا تو مدعی نبوت ہوا
اور بعض اہل ضلال نے اوسکی تقلید کی تب مسیلمہ نی بنام جناب حبیب ارذ منان خط لکہا کہ ماحصل
اوسکا یہہ ہے + یہہ خط ہے مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے طرف محمد کی جو پیغمبر خدا ہے اما بعد تحقیق کہ

خداتعالیٰ نے مجکو امر نبوت مین تمہارا شریک کیا ہی نصف زمین میرے ہی اور نصف قریش کے مدد میری حصہ بہیجی
اور برا انکی حصہ مین سے ہے لاکن قریش گروہ غدار ہین اس خط کو دو شخص لیکر حاضر خدمت جناب رسولخدا ہوے
جب اوس خط کو ملاحظہ فرمایا تو اون دونو سے استفسار فرمایا کہ عقیدہ تمہارا دربارہ مسیلمہ کیا ہے اونہون نے
کہا کہ آپکا شریک ہے نبوت مین حضرت بسماعت اسکی متبسم ہوئی اور فرمایا کہ اگر سفیر کا قتل جایز ہوتا تو تم ابہی قتل
کئی جاتی اور حسب الحکم جواب خط مسیلمہ یہ عبارت لکہا گیا من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام
علی اتبع الہدی فقد بلغنی کتابک کتاب الکذب والافک والافتراء علی اللہ فان الارض
یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین باقی حال مسیلمہ کذاب کا انشاءاللہ کتاب لفتن مین
درج ہوگا — اور اسی سال مین فیروز دیلمی کہ خواہرزادہ نجاشی ملک حبشہ کا تہا بشرف اسلام مشرف ہو کے
بحلیہ ایمان محلی ہوا — اور اسی سال مین باذان حاکم یمن فی کہ حال اوسکی اسلام کا سابقاً مرقوم ہوا ہی انتقال
کیا جب جناب رسولخدا نی یہ خبر سنی بعض بلاد یمن کے حکومت اوسکی بیٹی کیو عطی مسلم کہی اور سوا اسکی بلاد
عامر ابن شہر ہمدانی اور ایک ناحیہ پر ابوموسی اشعری اور ایک ناحیہ پر یعلی ابن امیہ اور ایک طرف معاذ
ابن جبل انصاری کو مقرر فرمایا اور معظمات وقایع سال دہم سی مصالحہ ترسایان نجران سے
اور نزول آیہ مباہلہ کا ہے کیفیت اسکی یہ ہے کہ جناب رسولخدا نی اہل نجران کو دعوت طرف اسلام کے
کی اہل نجران نے باہم مشورہ کرکے چودہ نفر جو سب مین دانا و عقیل تہی منتخب کئی کہ حضرت کے
خدمت مین حاضر ہو کر بچشم خود حال دریافت کرکے صفات سید کائنات سے آگاہ کرین منقول ہے
کہ اونمین تین شخص کہ سب قوم مین من کل الوجوہ معتمد و ممتاز تہی یعنی عبدالمسیح امیر و صاحب مشورت و ہیثم
رئیس قوم ابوالحارث اسقف ابن علقمہ مدرس و عالم اوس جماعت کا غرض انکی عقل و دانش پر
سبکو اعتماد تہا روانہ کی خلاصہ جب مدینہ طیبہ مین پہونچی تو ملبس بلباس ابریشم و محلی بحلیہ ہای طلا سے
مجلس ہمایون جناب رسولخدا مین آئی حضرت اونکی طرف ملتفت نہوئی اونہون نی مسجد نبوی مین مشرق
کی جانب مونہ کرکے نماز ادا کی اصحاب نی چاہا کہ ممانعت کرین حضرت نی منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکی
کچہ تعرض نکرو اہل نجران بسبب نہ کلام کرنی جناب رسولخدا کے محزون و مغموم ہو کر چلی گئی اسمین عثمان ابن عفان
و عبدالرحمن بن عوف سے ملاقات کرکے کیفیت بی التفاتی جناب سید کائنات کی بیان کی اور کہا کہ ہمارے
حق مین مصلحت کیا ہے اون دونون نے اشارہ طرف جناب امیرؑ کی کیا کہ انسی دریافت کرو جب جناب امیرؑ سے
پوچھا تو حضرت نی فرمایا کہ چونکہ تم لوگ لباس نامشروع پہنتی تہی لہذا حضرت نی تم سے کلام نہین کیا تم لباس
سفر کے پہن کے انگشتر طلا اوتار کے حاضر ہوا اہل نجران اوسی طرح سی حاضر ہوئی اور سلام کیا حضرت نے

جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ پہلے جو تم آئے تھے تو شیطان تمہارے ساتھہ تھا اب وہ نہین پھر حضرت نے اونکو
طرف اسلام کی دعوت کی اونھون نے انکار کیا اسقف نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے حق مین آپ کیا کہتے ہین آنحضرت
نے ارشاد کیا کہ وہ بندہ برگزیدہ و رسولخدا تھے اسقف نے کہا کہ آپ جانتے ہین کہ حضرت مسیح کا باپ تھا آنحضرت
نے فرمایا کہ ہرگز نہ تھا اسقف نے کہا کہ آپ نے پھر کسطرح کہا کہ وہ بندہ مخلوق ہے حالانکہ ہر مخلوق کا باپ ہے
اسمین حضرت جبرئیل امین یہہ آیتین جناب رب العزت کی طرف سے لائے اِنَّ مَثَلَ عِیسیٰ عِندَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَہُ
مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہُ کُن فَیَکُونُ الحَقُّ مِن رَّبِّکَ فَلَا تَکُن مِّنَ المُمتَرِینَ فَمَن حَاجَّکَ فِیہِ مِن
بَعدِ مَا جَاءَکَ مِنَ العِلمِ فَقُل تَعَالَوا نَدعُ أَبنَاءَنَا وَأَبنَاءَکُم وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُم وَأَنفُسَنَا
وَأَنفُسَکُم ثُمَّ نَبتَہِل فَنَجعَل لَّعنَتَ اللّٰہِ عَلَی الکَاذِبِینَ آنحضرت نے یہہ آیتین اونکو سنائین
وہ بدستور اپنے اوسی اعتقاد پر مصر رہے آنحضرت نے فرمایا کہ ہم اور تم مباہلہ کرین یعنی ایک دوسرے پر دعا
کرین اور کہین کہ اہل کذب و افترا پر غضب نازل ہو اونھون نے کہا کہ ہم کل بعد مشورہ مباہلہ کو آئینگے جناب
رسولخدا نے اونکو اجازت دے غرض جب وہ لوگ اپنے مکان مین گئے اور مشورہ شروع کیا تو اسقف نے کہا
کہ اگر کل کو محمد مع اہل بیت کے واسطے مباہلہ کے آئین تو ہرگز مباہلہ نکرنا ایسا نہو کہ بلاے عظیم تم پر نازل ہو غرض
جب صبح ہوئی تو جناب رسولخدا جناب امیرالمومنین و جناب سیدہ و حسنین علیہم السلام کو اپنے ساتھہ لیکر
متوجہ مقام مباہلہ ہوئے اور عائشہ سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا بہ ارادہ مباہلہ باہر تشریف لیگئے اور
حضرت پر چادر سیاہ صوف کی تھی پس جناب نبوت نے جناب امیرالمومنین و حسنین و جناب سیدہ کو
اوس چادر کے نیچے داخل کیا اور فرمایا اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذہِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ أَہلَ البَیتِ وَیُطَہِّرَکُم
تَطہِیراً غرض جب مقام معہود پر پہونچے اور اہل نجران نے اون خاصان خدا کو دیکھا تو اسقف نے
پوچھا کہ یہہ کون لوگ ہین جو آنحضرت کے ساتھہ آئے ہین کسی نے کہا کہ یہہ جوان پسر عم و داماد و دوستترین خلق خدا
ہے طرف رسول اللہ کے یعنی علی ابن ابیطالب اور یہہ دونون صاحبزادے نواسے آنحضرت کے اور بیٹے علی بن
ابیطالب کے ہین اور یہہ معصومہ بنت رسول اللہ ہے کہ گرامی ترین خلق نزدیک رسولخدا کے ہے اور ایک
روایت مین وارد ہے کہ جناب رسولخدا جناب امام حسین کو گود مین اوٹھائے ہوئے اور جناب امام حسن کا
ہاتھہ ہاتھہ مین لئے ہوئے تھے اور پیچھے پیچھے جناب رسولخدا کے جناب سیدہ تھین اور اونکے پیچھے جناب امیر
تھے جب اسقف کو یہہ معلوم ہوا تو اوسنے کہا کہ قسم ہے خدایتعالیٰ کی کہ جان میری اوسکی قبضۂ قدرت مین ہے
کہ مین ایسے نفوس قدسیہ کو دیکھتا ہون کہ اگر دعا کرین پہاڑ کے واسطے تو وہ اپنی جاگہہ سے ٹل جاویگا نہین
ہرگز مباہلہ نکرو اور اگر مباہلہ کروگے تو نصارا ہستی پھر جاویگا اور بلا تم پر نازل ہوگی اور مین بسبب جانب آپ کے

قیصر روم کے مسلمان نہیں ہوتا ورنہ مجھکو حقیقت دین اسلام کے ظاہر و آشکار ہو گئے ہیں لیکن اب مناسب یہی ہے

کہ انسے مصالحہ کرو اشعار

چو چشم بد اندیش اہل عناد ۔ بران پنج عالی گہر او فتاد ۔ چنین گفت اسقف کہ این پنج نور

کہ تابندہ شان نیست در غرب و شرق ۔ چو خواہند از کردگار جہان ۔ کہ این کوہ را بر کنند از مکان ۔ شود آنچہ خواہند دعا در زمان مستجاب

ز نور جبین شان کہ بینہ آفتاب ۔ شد شبنمی کہ در گرد آن پنج شمع ۔ کہ در سایہ پروردہ بود جمع ۔ چو پروانہ بگشت روح الامین

کہ ای پادشاہان دنیا و دین ۔ درین جایہ گر حامی باشد مرا ۔ السلام سرفرازی بہر دو سرا ۔ القصہ جب اہل نجران

نے کلمات نصیحت آمیز ابو الحارث اسقف سے سنے تو آنحضرت سے عرض کی کہ یا ابا القاسم ہم آپ سے مباہلہ

نہیں کرتے ہیں پس مصالحہ اس شرط پر قرار پایا کہ اہل نجران ہر سال دو ہزار حلہ کہ قیمت ہر ایک کی چالیس

درہم ہوں اہل اسلام کو دیا کریں ہزار ماہ صفر میں اور ہزار ماہ رجب میں اور کوئی متعرض ان کا

نہ ہو اور اسی مضمون کا صلحنامہ لکھا گیا اور وہ عہد نامہ تا خلافت عمر ابن خطاب معمول رہا اور بعد تاکید اعلیٰ

صلح کے اہل نجران اپنے بلاد کو واپس ہوئے اور ایک شخص کو وہ عطیہ سرداران حلوں کی جو

انہوں نے ساتھ اپنے قبول کئے تھے ساتھ لیگئے ۔ اور روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ عبد المسیح و ایہم

دو سرے سرغنہ بملازمت حضرت خیر البشر فائز ہوئے اور اسلام اختیار کیا مخفی نہ رہے کہ اس آیہ شریفہ میں

انفسنا سے مراد جناب امیر المومنین و سید الوصیین علی ابن ابیطالب ع اور نسانا سے مقصود جناب سیدہ

معصومہ فاطمہ زہرا ع اور ابناءنا سے مطلوب سیدان شباب اہل الجنۃ یعنی حسنین ع ہیں اور روایت کیا ہے

اس تفسیر کو بہت سے علمائے معتبرین اہل سنت نے چنانچہ در منثور میں سیوطی نے لکھا ہے کہ اخراج

کیا ہے بیہقی نے بطریق سلمہ بن یشوع اور حاکم نے اور تصحیح کی ہے اس روایت کی ہے اور ابن مردویہ

اور ابو نعیم نے جابر سے اخراج کیا اور تصحیح کی ہے اور اخراج کیا ابو نعیم نے دلایل میں ابن

عباس سے اور اخراج کیا ہے ابن ابی شیبہ اور سعید ابن منصور اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابو نعیم

نے شعبی سے اور اخراج کیا مسلم اور ترمذی و ابن منذر و حاکم و بیہقی نے سعد ابن ابی وقاص سے

اور اخراج کیا ابن جریر نے علی بن احمد یشکری سے پس مجموع ان روایات سے معلوم ہوا کہ چارہ

محدثین نے کہ دو انمیں سے مسلم و ترمذی اصحاب صحاح میں چند صحابہ سے روایت کی ہے

علاوہ بران جمیع مفسرین بلکہ جمیع امت نبوی کا اسپر اتفاق ہے کہ جناب رسولخدا وقت مباہلہ کے

ان حضرات کو اپنے ساتھ لیگئے تھے پس یہ آیہ جس طرح سے کہ مثبت نبوت جناب رسالت مآب ہے اسیطرح

مثبت شرف علم و فضل جمیع جناب وصی مطلق و امام برحق علی ابن ابیطالب و اہلبیت علیہم السلام کی ہے

کیونکہ جناب باری تعالی نے قرآن میں جناب امیر ع کو نفس رسولخدا سے تعبیر کیا ہے اور یہ بڑا مرتبہ

اور نیز حاکم نے

ہی کہ سبکو امت نبوی مین حاصل نہین پس نہایت افسوس ہے کہ بعض نامنصف ایسی نفس رسول سے
ایسی اشخاص کو بہتر جانتی ہین کہ اونکی واسطی کسیطرح کا مرتبہ وفضل وشرف دین مین حاصل نہین
یہہ کیونکر ہوتا ہے عقل ودیکہو کہ حاسد سمجہتی ہین غیرون کو حیدر سے بہتر ؟ ہنی اورکسکو وصی بنایا کرتی ؟ بہلا
کوئی شئے ہی مرادرسی بہتر ؟ فلا ھقیت الا اللہ اور یہہ آیت مثبت خلافت بلافصل جناب امیرالمومنین
علی ابن ابیطالب کے ہی اور وجوہ استدلال کتب کلامیہ امامیہ کثرھم اللہ فی البریۃ لاسیما عبقات الانوار
مین بتفصیل تمام موجود ہین فلا نطول الرسالۃ بذکرھا واللہ الھادی اور اسی سال مین حضرت
ابراہیم فرزند رسول کریمؐ نے ریاض رضوان کو انتقال فرمایا جناب رسولخداؐ اس مصیبت سے محزون اور
قطرات اشک جنار ہمایون پر جاری ہوئی بتفصیل اسکی کتاب بحر المصائب تالیف سید الذاکرین وتحفۃ
الزائرین جناب مولوی السید امداد علی الحسینی الواسطی دام مجدہ الشریف مین اسطرح سے ہی کہ ابن
عباس سے نقل ہے کہ کہا اونسی کہ ایک روز ہم سب خدمت باسعادت جناب رسالتمآب مین حاضر
تھی اور جناب امام حسینؑ تو زانوی راست پر اور ابراہیم فرزند او نحضرت کی زانوی چپ پر بیٹھی تھے
اور رسولخداؐ کبھی بوسہ کو اور کبھی اپنی فرزند ابراہیم کو پیار کرتی تھے اس اثنا مین جبرئیل امین آسمان سے نازل
ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ خداوند جلیل نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ مین ان دونون
فرزندونکو تمہارے پاس جمع نہین کرونگا لہذا ایک کو دوسرے پر فدا کرو پس یہہ حکم رب جلیل سن کر
حضرت نے پہلی طرف اپنی فرزند ابراہیم دیکہا اور رودیا اور بعد اوسکی جانب خامس آل عبا نگاہ کرکے
روئی اور بعد تامل کے ارشاد کیا کہ اے جبرئیل مجھے گوارا ہی کہ میرا فرزند ابراہیم فدیہ ہو میرے نور نظر
حسین کا ابن عباس کہتے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت ابراہیم نے رحلت فرمائی پس اوس روز سے
جب نظر جناب رسولخدا کے امام حسینؑ پر پڑتی تہی ہاتھ پہیلا کر امام حسینؑ کو اپنی چہاتی سے لگاتی تھے
اور لب ودندان کی بوسہ لیتی تھے اور فرماتے تہی کہ فدا ہون مین اوسپر جسپر مینی اپنے فرزند ابراہیم
کو فدا کیا انتہی غرض حضرت ابراہیم کو جنت البقیع مین دفن کیا اور فرمایا چونکہ مدت رضاع میرے فرزند
کی دنیا مین ناتمام رہی تہی اسواسطی خدا تعالے نے دو دائیان بہشت مین واسطی تکمیل رضاعت کے
معین فرمائین اوسی دن کسوف آفتاب واقع ہوا جناب رسولخدا نے نماز آیات جماعت سے ادا کی اور خطبہ
بلیغہ پڑہکر سنایا کہ بعض فقرات کا ماحصل یہہ ہے کہ آفتاب وماہتاب دو آیتین ہین آیات قدرت الہی
سی واسطی منافع مخلوقات کے جب اونکو کسوف وخسوف ہوا کرے چاہیے کہ نماز ادا کرو اور صدقہ دو
اور دعا کرو اور کیفیت نماز کے کتب فقہ مین موجود ہے خلاصہ یہہ ہے کہ نماز آیات واجب ہوتی ہی

وقت کسوف وخسوف و زلزلہ اور وقت مخوفات کے مثلا جب سیاہ یا سرخ آندہے اُسکی نماز آیات دو رکعت
ہین کہ ان دونون مین دس رکوع اور پانچ قنوت ہین - اسی سال مین جناب رسولخدا نے خالد کو جانب یمن بھیجا
خالد نے شکست کھائی تب حضرت نے جناب امیر المومنین ع کو روانہ یمن کا کیا کہ یمن کا کام بہت انجام اور ضرب
حسام جوہر فام انتقام سے سکان یمن کو بادیہ ضلالت سے طرف شاہراہ اسلام کی لائین مقصد اقصی مین مذکور ہے
کہ جناب امیر کو تین سو اصحاب پر امیر مقرر فرمایا اور لوائے سفید حوالہ جناب امیر کے کی اور خود دست مبارک
سے عمامہ فرق مبارک پر باندھا اور اوسکی دو شملے رکھے اور اجازت روانگی یمن کے عطا کی جب جناب امیر
وارد یمن ہوئے تو جماعت مشرکین نے ارادہ مقابلہ کا کیا جناب امیر نے ہرچند دعوت طرف اسلام کے کی
لاکن وہ اپنی کفر سے باز نہ آئی لاچار جناب امیر نے بھی صف قتال کو آراستہ کیا جانبین سے لڑائی شروع
ہوئی قریب بیس نفر کے مشرکین سے قتل ہوئی باقیون نے فرار کیا جب جناب امیر نے پھر اونکو طرف
اسلام کے دعوت کی سب نے تصدیق شہادتین کے کی اور اپنی اموال سے حقوق الٰہی نکالی اور حوالے جناب
امیر کے کی روضۃ الاحباب مین مذکور ہے کہ جب صفین طرفین کے آراستہ ہوئین تو جناب امیر دونو صفون کے
بیچ تشریف لیگئی اور کتاب رسولخدا اونکو پڑھ کر سنائی قبیلہ ہمدان اوسیوقت مسلمان ہوا جناب امیر نے عریضہ
اس مضمونکا جناب رسول خدا کے نام لکھا آنحضرت بعد ملاحظہ عریضہ کی بہت خورسند ہوئی اور سجدہ شکر الٰہی
بجا لائے اور فرمایا کہ السَّلَامُ عَلٰی اَہلِ ہَمدان کتب تواریخ و حدیث خصوص مسند احمد حنبل مین
منقول ہے کہ اس سفر سعادت اثر مین بعد وقوع فتح ظفر جناب امیر نے ایک جاریہ کو جواری خمس سے اپنی واسطے
اختیار کیا جب خالد ابن ولید اس واقعہ سے مطلع ہوا تو اوسنے ایک عرضی مصحوب بریدہ ابن حصیب خدمت
بابرکت جناب رسولخدا مین روانہ کی اور بریدہ کہتا ہے کہ اون ایام مین مجھکو جناب امیر سے بدرجہ نہایت
دشمنی تھی مینے کہا کہ مین مضمون عرضی کو تصدیق بھی کرونگا پس بریدہ مین سے روانہ ہو کی جلد جلد طی منازل
قبل اسکی کہ اور اہل لشکر آوین خدمت حضرت مین حاضر ہوا جب وہ عرضی جناب رسولخدا نے پڑھتے
تھی تو رنگ رخسار غصہ سے متغیر ہوتا تھا بریدہ نے کہا یا رسول اللہ اگر لوگ اسیطرح بلا اجازت تصرف کرینگے
تو غنیمت مین سے حق مسلمانونکا تلف ہوگا جناب مقدس نبوی نے فرمایا ویحک یا بریدہ احداث نفاق کیا تونے
نسبت علی کے تحقیق کہ علی ابن ابیطالب کو حلال ہے غنیمت سے جو کچھ حلال ہے اور حق اوسکا زیادہ اس سے ہے
علی ابن ابیطالب بہترین سب لوگونکا ہے جو اب موجود ہین اور جو بعد میرے آئینگے ای بریدہ پرہیز کر اس سے
کہ دشمن رکھی تو علی کو بریدہ کہتا ہے کہ اوسوقت مجھی آرزو ہوئی کہ زمین شگافتہ ہوا اور مین غرق ہوون اور
مینے کہا کہ اعوذ باللہ من سخط اللہ و سخط رسولہ یا رسول اللہ واسطے مطلب آمرزش کیجئی کہ بعد اسکی مین ہرگز جناب

امیر سے دشمنی نکرونگا اور اوسکی شان مین نکہونگا مگر خیر پس جناب رسولخدا آلی امیر سے لئی استغفار کیا بعد اسکی جناب امیر میرے نزدیک محبوب ترین خلایق تہی اور مین ہمیشہ دوست رکہتا تہا اور کتاب مستقصی مین بہی روایت بعینہ موجود ہے اگرچہ بخاری نے بہی اس روایت کا اخراج کیا ہے لاکن بسبب بغض جناب امیر کے جو موافق تقریر علامہ ابو الخطاب المعروف بذی النسبین کے عادت بخاری کے ہی کہ جناب امیر کے فضایل مین کمی کرتا ہے اور اصل الفاظ حدیث کو نہین لکہا اسو اسطی اس حدیث مین سے بہت سی الفاظ کو کم کر دیا ہے اور تفصیل اسکی استقصاء الافحام مین قابل ملاحظہ کے ہے ✚ حجۃ الوداع ابہی جناب امیر یمن سے مراجعت نہین فرمائی تہی کہ جناب رسولخدا نے بحکم الہی عزم حج بیت الحرام کا کیا اور قبایل عرب مین پیغام بہیجا کہ جو شخص ارادہ حج کا اس سال مین رکہتا ہو وہ مدینہ مین آئے جب اس حال سے لوگون نے اطلاع پائی اطراف و جوانب سے ہزارون آدمی بعزم حج مدینہ مین جمع ہوئی کہ آداب حج کے حضرت سے دریافت کرین اور ہمراہ حضرت کے حج بجا لائین غرض جناب رسولخدا نے روز شنبہ بچیسوین ذیقعدہ بعد غسل کے نماز ظہر مسجد مدینہ مین ادا کرکے لباس احرام پہن کے جانب مکہ معظمہ کوچ کیا نماز عصر ذو الحلیفہ مین پڑہی ہے اور نماز کو قصر کیا اور وہین سے احرام حج تمتع کا باندہا اور ہدی ساتھہ لی اس سفر مین جناب سیدۃ النساء اور جمیع امہات المؤمنین ہمراہ تہین بروایتی ایک لاکہہ چودہ ہزار نفر ہمراہ تہی و بقولے ایک لاکہہ چوبیس ہزار نفر بموجب کتاب سعادت تہی القصہ بعد قطع منازل وطی مراحل شب یکشنبہ چارم ذالحجہ مقام ذی طوی مین نزول فرمایا صبح یکشنبہ بعد ادا صلوۃ فجر اعلاے مکہ سے داخل مسجد الحرام ہوئی اور مناسک عمرہ تمتع بجا لائی اور حکم دیا کہ سب لوگ محل ہون اور واسطی ادائے فریضہ حج کے احرام جدید باندہیں سب حسب الحکم بجا لائی الا شیخین و طلحہ و زبیر و بعض دیگر اصحاب وسی احرام پر باقی رہے اور محل نہوئے اور یہی قصد کیا کہ حج قران بجا لائین اور جناب رسول خدا اور جناب سیدۃ النساء اور تمامے امہات المؤمنین محل ہوئی بعض کتب معتبرہ مین منقول ہے کہ خلیفہ ثانی کو یہہ محل ہونا بہت ناگوار گذرا اسیواسطی انکو داعیہ اس بات مین اصرار تہا چنانچہ جب مسند خلافت صدیقی کو گرم کیا تو منبر پر بیٹہہ کے ارشاد کیا متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا احرمہما واعاقب علیہما یعنی متعۃ الحج و متعۃ النساء اور یہہ دونو متعہ آیات قران و احادیث حبیب ایزد منان و اقوال صحابہ سے ثابت اور متحقق ہین اور کاسفے ہی انکی حلت کے لئی کہ صدر اسلام مین یعنی عہد جناب رسولخدا مین مروج اور معمول تہی پہر کوئی ناسخ ان دونونکا پایا نہین گیا اب حضرات اہلسنت و جماعت متعۃ النساء کو حرام بتلاتی ہین گو امام مالک احد الایمہ کے نزدیک جایز ہو اور متعۃ الحج کو جایز کہتی ہین لاکن بجا نہین لاتی ہین بمقتضاے آیہ وافی ہدایہ انہم یقولون

ذکر حجۃ الوداع

مالا یفعلون عمل کرتے ہین حنفی کہ حج افراد تمک کرتی ہین اور حج تمتع سے منکر ہین اور قول خلیفہ صاحب کو قال
رجل برایہ ماشاء کما فی البخاری کتاب الحج اور یہہ بحث بہت طول و طویل ہے تفصیل اسکی کتاب سلطان
ضربت حیدریہ جناب سلطان العلما دام ظلہم العالی و شعلہ ظفریہ جناب مفتی سید محمد قلی مین باتم تفصیل و امین بیان
مسطور ہے من شاء فلیراجع ثمہ اور جناب امیر کہ یمن مین تشریف لیگئی تہی باستماع خبر تشریف آوری
جناب رسولخدا اسمت مکہ بعزم حج متوجہ مکہ کے ہوئی مقام سعدیہ مین احرام باندہا اور ہمراہ اپنی ایک شتر
بنیت ہدی از جانب رسولخدا لائی جب مکہ مین پہونچی اور شرف اندوز زیارت باسعادت خاتم الانبیا ہوئے
تو آنحضرت نی پوچہا کہ یا علی احرام تمنی کس نیت سے باندہا ہے حضرت امیر نے جواب مین عرض کیا کہ
مینی نیت کی تہی کہ مین وہی نیت احرام کے کرتاہون جو نیت حضرت نی فرمائی ہے موافق روایت بخاری
و مسلم و نسائی و ابوداود و ابن ماجہ و ترمذی وغیرہ کتب اہلسنت کے جناب امیر وارد مکہ شامل جناب
رسولخدا ہوئے اور بروایت مسلم و ابن ماجہ و نسائی و ابو داود جناب سیدہ نساء عالمیان لباس سرخ
پہنی ہوئی تہین جناب امیر نی سبب دریافت کیا تو جناب سیدہ نی فرمایا کہ باجازت جناب رسولخدا ابن عمرہ
محل ہوئی ہون آنحضرت نے تصدیق اس امر کے فرمائی اسمقام مین ایک امر قابل بیان کے ہے کہ
بجواب حدیث غدیر کے جو نص صریح ہے واسطی ثبوت خلافت بلا فصل جناب علی ابن ابیطالب کے
فخر رازی نی کہ مشہور بامام اہل سنت ہے کتاب نہایۃ العقول مین دو اعتراض کئی ہین اول
حدیث مین قدح کیا ہے حالانکہ اس حدیث کو صدہا صحابہ سے ہزارہا اسناد محدثین نے روایت
کیا ہے کچہ تفصیل اسکی انشاء اللہ المستعان آگی آتی ہے فانتظر دوم وہذہ عبارتہ والثانی
ان الشیعۃ یزعمون انہ علیہ السلام انما قال ہذا الکلام بغدیر خم فی منصرفہ من الحج ولم یکن
علی مع النبی فی ذلک الوقت فانہ کان بالیمن انتہی یعنی شیعہ گمان کرتی ہین کہ جناب رسولخدا
نی یہہ حدیث جناب امیر کے شان مین فرمائے غدیر خم مین جب حج سی مدینہ کو مراجعت فرمائی حالانکہ نہ تہی
جناب امیر ساتہہ رسولخدا کے اوسوقت مین پس تحقیق کہ تہی جناب حضرت امیر یمن مین انتہی جواب اسکا یہہ ہے
کہ کمال افسوس اور ہزار حیف ہے اوس جماعت پر جو اسکو امام جانتی ہین اور اسکی تحقیقات پر نازان و فرحان
ہین تعجب یہہ ہی کہ دروغگوئی سے تو اسکو کچہ باک نہ تہا مگر اتنا تو خیال کرتا کہ محمد ابن اسمعیل بخاری
و مسلم قشیری اور ابو عیسی ترمذی و یزید ابن ماجہ القزوینی و احمد ابن عبد الرحمان نسائی
و ابو داود سجستانی نی اپنی اپنی صحاح مین مراجعت جناب امیر کے یمن سے مکہ مین اور شامل ہونا جناب رسولخدا
سی حجۃ الوداع مین نقل کرتے ہی ہین اسکا کسطرح انکار کرسکتا ہون اور اصل وجہ اس انکار کے

منکشف نہین ہوئی کہ آیا رجماً بالغیب لکھدیا و یا کوسنے کتاب حدیث و تفسیر کے حاضر نہتھی و یا صحاح ستہ کہ ہندوستان مین اہر ابجد خوان کو میسر ہین اس فخر الاشاعرہ کو میسر نہ ہین و یا مدت العمر اسکو مطالعہ کتب حدیث کا اتفاق نہوا و یا فلسفیات مین کہ بقول بعضی اہل سنت استنبا اونکی اوراق سے جایز ہے تمام عمر مصروف رہا یا عمداً و قصداً بعناد مصداق اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ الذی لایبغضہ الا منافق مرتکب اس کذب صریح کا ہوا یا بطمع زخارف دنیاوی ناپایدار کسی دشمن جناب حیدر کرار سی کچھ نقد و جنس لیکے قدح حدیث پر متوجہ ہوا اور رجماً بالغیب مرجعت مین و شمول حج سے انکار کیا اور یہہ احتمال بعید نہین و لہ شواہد اب عبارات کو ترک کرکے نشان اونکی لکھی جاتی ہین اور تفصیل اسکی ماخذ عبقات الانوار پر بخوبی ظاہر ہے پس مخفی نرہے کہ بخاری نے اپنی صحیح مین تین جگہ مرجعت جناب امیر کے یمن سی لکھی ہے اول کتاب المناسک باب من اہل فی زمن النبی کاہلال النبی مین صفحہ ۲۱۱ نسخہ مطبوعہ دہلی دوم باب عمرۃ التنعیم من ابواب العمرہ صفحہ ۲۳۹ سیوم باب بعث علی ابن ابی طالب و خالد ابن ولید الی الیمن قبل حجۃ الوداع من کتاب المغازی سے ــ اور صحیح مسلم مین باب صفۃ حج رسول اللہ من کتاب المناسک اور صحیح ترمذی مین باب ما جاء فی الرخص للرعاۃ ان یرمو یوماً و یدعو یوماً من ابواب الحج صفحہ ۱۶۲ نسخہ مطبوعہ دہلی اور سنن ابن ماجہ باب حجۃ الرسول مین باب المناسک اور یہی روایت صحیح نسائی مین موجود ہے اور صحیح ابو داود مین باب صفۃ حجۃ النبی من کتاب المناسک انتہی باقی عضد الدین صاحب مواقف و شمس الدین محمود ابن عبد الرحمن اصفہانی صاحب مطالع الانظار شرح طوالع الانوار بیضاوی سے اور سعد بن عمر تفتازانی شارح و ماتن مقاصد اور قوشچی شارح تجرید نے جو مرجعت جناب امیر سے انکار کیا ہے انہون نے محض بتقلید فخر الاشاعرہ تو عدم مرجعت کتب حدیث انکار کیا ہے کہ برابر ایک دوسرے پہ اعتماد کرتی ہوئی چلی اتے اور ہرگز متوجہ طرف روایات صحاح ستہ کی نہوئی ان سب پر کچھ افسوس نہین کیونکہ جب یہہ لوگ اپنی کتابون میں اس مقام پر پہونچی اور حقیقت مین جواب اسکا نہ بن سکا متحیر و سراسیمہ ہوکے بمقتضاے الغریق یتشبث بکل حشیش نہایت لغو کو دیکھکے لکھنا شروع کر دیا اصل مطالب کے طرف غور نہ کے اب یہا سنی خیال کرین ناظران با انصاف و تارکان طریقہ غی و اعتساب کہ عجایبہ علمای اہلسنت و جماعت کا یہہ حال ہے اور یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ جب بر سر انکار فضایل اہلبیت اطہار آتی ہین تو صحاح ستہ سی بھی کہ ہر شخص اونکا وصاف و مداح ہے اور دین و ایمان انکا منحصر انہی چند کتابون پر ہے ہاتھ اوٹھاتی ہین اور چونکہ اپنی عوام مقلدین پر اطمینان کلی حاصل ہے اسواسطی جو جی مین آتا ہے وہ کہتی ہین اور خیال اسکا نہین کرتے کہ جب شیعیان اہلبیت ہماری کتابون کو دیکھین گے تو کذب صریح دیکھکے کیا

کہین گے

نہین سکے اور کیا پڑھ سکے اور حقیقت مین یہہ سزا ہے اوس شخص کے جو قصد اخفاے حق کا کرے الحمد للہ کہ
اسکا کوئی جواب نہین علاوہ بران جب ہم لوگ بخاری و مسلم کے احادیث سے مقدمات درست کر کے
نتیجہ نکالیں تو حضرات اہلسنت ہرگز قبول نکرین اور جب فخر رازی سے امام المتکلمین خلاف صحیحین بلکہ صحاح ستہ
کی مرجعیت جناب امیر کا مین سے انکار کرے اور منشا اوسکا یہہ ہو کہ اپنی زعم فاسد مین ایک فضیلت و شرف
اہلبیت ثابت ہونے دی اور سیر کو بھی انکار نکرسے بلکہ اوسکی تقلید کرین فھل ھذا الا محض التعصب
وصرف العناد عصمنا اللہ عن ذلک بحق محمد و آلہ الامجاد قطع نظر اسکی فخر رازی نے جہان اس حدیث
مین قدح کیا تو لکھا ہے کہ بخاری و مسلم و واقدی و ابن اسحاق بلکہ جاحظ نے کہ وہ ناصبی ہے اور
ابن ابی داود سجستانی نے اس حدیث ولایت کو اپنی اپنی کتابون مین نقل نہین کیا یعنی اس سے ظاہر ہے
کہ نہ نقل ان لوگونکا موجب قدح حدیث ہے پس افسوس ہے کہ بخاری کی عدم نقل موجب قدح ہو اور نقل
بخاری سے مرجعیت امیر مین سے موجب ثبوت نہو فلیس ھذا الا المراء والجدال اور فرض کیا کہ بخاری نے
نے اس حدیث کو نقل نہین کیا اور یہہ امر موجب قدح ہے اچھا غضب جناب سیدہ کو اور قصہ قرطاس کو
بخاری نے اور مسلم نے نقل کیا ہی پھر اوسکا کب اقرار کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم
بلکہ صحاح ستہ کو دھوکے کی ٹٹی بنا رکھا ہے اور حقیقت مین اعتقاد اون پر بھی نہین اور مقصود یہہ ہے کہ بیچارے
عوام کو ضلالت اور گمراہی سے باہر نہ آنے دین پس اب حضرات مومنین کی خدمت مین التماس ہے کہ فخر رازی
نے ایسی بات کا انکار کیا ہے کہ اونکی صحاح ستہ مین موجود ہے اب جو یہہ حضرات کسی بات کا انکار کیا
کرین تو سچ نہ سمجھنا چاہیے کہ بسبب عداوت اہلبیت کے بدیہات کا انکار کر دیتے اور ہرگز اسکی کو کام
نہین فرمائی پس ایسی حضرات سے ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے اور طرفہ یہہ ہے کہ حدیث منزلت یعنی
یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی حالانکہ یہہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین موجود ہے مگر
بسبب کمال عناد اہلبیت کے ابن حجر مکی و عضد صاحب مواقف و اصفہانی شارح طوالع و قوشجی
و تفتازانی نے صحت اس حدیث مین کلام کیا ہے باوصف اسکی کہ یہہ روایت صحیحین مین موجود ہے
حدیث غدیر مین فخر رازی نے لکھا ہے کہ اسکو صحیحین مین وارد نہین کیا اب ہم کہتے ہین کہ حدیث
منزلت کو صحیحین مین وارد کیا ہے آپ اسکی داد دیجیے اور اون علما سے پوچھا ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے
تو اس سے معلوم ہوا کہ محض سخن سازی ہے کہ جسکو شیخین نے نقل نہین کیا اسکو نقل کیا ہے
خلاصہ انکار فضایل اہلبیت جس طرح ہو سکے کرتے ہے اونکا یہی شیوہ ہے القصہ اخبارات صحیحہ مین وارد ہے
کہ سید ابرار نے روز یکشنبہ و دوشنبہ و سہ شنبہ و چہارشنبہ و شب پنجشنبہ مکہ مین توقف فرمایا روز پنجشنبہ کہ یوم الترویہ

وہان پہونچکی بعد زوال آفتاب نیت وقوف کرکے خطبہ نہایت فصاحت و بلاغت مشتمل بعض احکام شریعت
اور حاوی اوپر اصناف موعظت و نصیحت کے زبان وحی بیان پر جاری فرمایا بعد اوسکی ظہر ین کو جمع کیا
اور پہر تا غروب آفتاب مصروف دعا و بکا رہے جب آفتاب غروب ہوا تو اوس مہر سپہر نبوت نے
جانب مشعر الحرام کوچ فرمایا مغربین وہان ادا کرکے تمام شب مصروف عبادت معبود حقیقی کے ہوئی بعد
طلوع ہونے آفتاب کے وہان سے منی مین تشریف لائی اور رمی جمرہ عقبہ کے کے اور مسلخ مین تشریف لائے
اور تریسٹھ شتر اون شترونمین سے جو جناب امیر یمن سے لائی تہی بدست مبارک نحر کرکے اور بقیہ کو جناب امیر نے
فرمایا نے کیا تب جناب رسولخدا آ نے حلق کیا اور بالون کو اصحاب مین تقسیم فرمایا پہر واسطی طواف زیارت کے بیت
الحرام کو تشریف فرما ہوئی اور سب شترون کے گوشت سے ایک ایک قطعہ لیکی پکایا اور صحابہ کے ساتہ تناول
فرمایا اور جب مکہ مین تشریف لائی تو سوار ہوکے طواف کیا اور پہر چاہ زمزم پر تشریف لیجا کی پانی پیا پہر سعی اور
طواف النسا کرکے منی کے جانب مراجعت کی باقی روز شنبہ و یکشنبہ و دوشنبہ و سہ شنبہ منی مین مقیم رہے آخر
روز سہ شنبہ کو کہ آخر ایام التشریق ہے منی سے کوچ کرکے محصب مین کہ اوسی ابطح بہی کہتی ہین شب بسر کرکے
کتاب مسند احمد ابن حنبل مین بروایت عبد اللہ ابن مسعود مروی ہی و ہذہ الفاظہا روی احمد عن عبد
الرزاق عن ابیہ عن مینا عن عبد اللہ ابن مسعود قال کنت مع النبی لیلۃ وفد الجن فتنفس قلت
مالک یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال من قلت ابوبکر قال
فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس فقلت ما شانک بابی و امی یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی یا
ابن مسعود قلت استخلف قال من قلت عمر فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانک
قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت علی قال اما والذی نفسی بیدہ
لئن اطاعوہ لیدخلون الجنۃ اکتعین اور اسی سبب کے حال مین ابو نعیم فی فضائل صحابہ مین ابن مسعود سے ایک روایت
طویل نقل کی ہی آخر اوسکا یہ ہے ثم شبک اصابعہ فی اصابعی و قال انی وعدت ان تؤمن الجن و الانس
فاما الانس فقد امنت بی واما الجن فقد رایت وما اظن اجلی الا وقد اقترب قلت یا رسول اللہ
الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمر
فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیا قال ذلک والذی لا الہ غیرہ
لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم الجنۃ اکتعین یعنی ابن مسعود کہتا ہے کہ تہا مین ساتہ رسولخدا کے
جس رات جن آئی پس حضرت نی آہ سرد کہینچی مینی عرض کی کہ کیا سبب ہے فرمایا حضرت نی کہ ایام انتقال
میرے قریب آئی ہے ابن مسعود مینی کہا کہ آپ خلیفہ مقرر کرین فرمایا کہ کسکو مینی کہا کہ ابوبکر کو حضرت خاموش

ہوئی بعد

حاشیہ
جلبی ... [illegible]
... ۱۲ کا

ہنوز بعد ایک ساعت کی پہر حضرت نے ایک آہ سرد کہینچی مینے کہا کہ کیا حال ہے آپکا یا رسول اللہ فرمایا کہ وقت انتقال قریب ہے مینے کہا خلیفہ کیجئی فرمایا کسکو مینے کہا عمر کو حضرت خاموش رہے تیسرے مرتبہ پہر آہ سرد کہینچی مینے پوچہا کیا سبب یا رسول اللہ حضرت نے ارشاد کیا اجل میرے قریب ہے مینے کہا خلیفہ مقرر فرمائیے حضرت نے پوچہا کسکو مینے کہا علی ابن ابیطالب کو حضرت نے ارشاد کیا کہ قسم خدا کی جسکے قبضہ مین میرے جان ہے اگر اطاعت کرو تم علی کے تو داخل ہو جنت مین تمام وکمال انتہی ترجمہ روایت ابونعیم کا یہہ ہے کہ پہر حضرت نے اپنا ہاتہہ میرے ہاتہہ مین ڈالدیا اور فرمایا کہ مجہسے جناب رب العزت نے وعدہ کیا تہا کہ ایمان لاوین مجہپر جن وانس انسان تو ایمان لاچکی اور جنات کو تو نے دیکہا ہے مین نہین گمان کرتا مگر یہہ کہ اجل میرے قریب ہی مینے عرض کیا کہ آپ ابوبکر کو خلیفہ مقرر فرمائی پس حضرت نے مجہسے روی مبارک کو پہرا لیا مین سمجہا کہ یہہ امر مزاج اقدس پر گران گذرا مینے عرض کیا کہ عمر کو خلیفہ مقرر فرمائی پہر حضرت نے روی مقدس مجہسے پہیر لیا پہر مین یہہ سمجہا کہ حضرت کو یہہ بات بہی گران گذری مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علی ابن ابیطالب کو خلیفہ مقرر فرمائی حضرت نے فرمایا ذلک یعنی بجا و درست ہے اور قسم ہے اوس خدا کی کہ نہین ہے غیر اوسکے اگر بیعت کرو تم علی کے اور اطاعت بہی اوسکی کرو تو لیجائی جنت مین تم سبکو پس ان دونو حدیثون سے صاف ظاہر و آشکار ہی کہ استخلاف شیخین سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اعراض فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام کی خلیفہ مقرر کرنے سے خورسند ہے ظاہر کمی تا اینکہ ابن مسعود کو بہی معلوم ہوا کہ استخلاف اول و ثانی موافق مرضی مبارک کی نہین جب ابن مسعود نے ذکر استخلاف جناب امیر علیہ السلام کا کیا تو آنحضرت نے قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا کہ وہ ہے اگر بیعت اوسکی کرو اور اطاعت بہی کرو تو تم سب کو داخل جنت کرے اور اس ارشاد مین اشعار صریح و تعریض ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام اگر کسی اور کے بیعت کرینگی تو حقتعالے داخل جنت نکریگا اور اس سے یہہ سبہے ظاہر ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام ہین جو بہشت مین لیجائین سگے مومنین کو یعنی قاسم نار و جنان غرض جب صبح طالع ہوئی تو پہر مکہ مین تشریف لائی اور طواف وداع بجالا کے اسفل مکہ سے یعنی معلی کے جانب سے راہی مدینہ کے ہوئی اور طی مسافت فرماتی تہی تا اینکہ منزل غدیر خم کہ نواحی جحفہ سے ہی پہونچی **بیان منزل غدیر خم بایجاز واختصار** کتاب مستطاب عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار مین جو پانچ مجلد ضخیم مین جواب باب ہفتم تحفہ اثنا عشریہ عزیز دہلوی تالیف جناب عالم جلیل و متبحر نبیل المحامی عن فمار الائمۃ المعصومین الذاب عن حریم الساحۃ الطاہرین آیۃ اللہ فی العالمین قاسم ظہور الجاحدین وخافض رؤس المعاندین العالی بکل زین المبرا عن کل شین جناب العلام السید حامد حسین الموسوی الحسینی لا زالت ثمار افاداتہ طالعۃ و ینابیع فیوض جاریۃ اعنی

ف استقصاء الاحکام و ناقص منتفی الکلام ہے بجواب قول عبدالعزیز کہ احتمال وسکا ہے
کہ اگر مولے بمعنی اولے ہی تو صلہ اوسکا تصرف قرار دینا کسی لغت سے منقول ہوگا نہ کہ ور ہے کہ ترجمہ اوسکا
یہہ ہے / مجمل واقعہ غدیر کہ روایات واحادیث حضرات اہلسنت سے ملخص ہوسکتا ہے یہہ ہے کہ اول
حقسبحانہ نی وحی کے طرف جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے کہ مولائیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام امت
کو پہونچاوین آنحضرت نی اوس تبلیغ سے خوف کیا کہ مبادا لوگ فساد و فتنہ برپا کرین اور نیز اپنی تنہائی سے بسبب
کم ہونی خالص الاعتقاد لوگون کے تنگ دل ہوئے اور آنحضرت کو یقین ہوا کہ لوگ بیشک تکذیب کرینگے پس جناب باری
مین عرض کیا کہ مین کسطرح تبلیغ اس امر کی کرون حالانکہ مین تنہا ہون پس حقتعالے کی طرف سے اسکی جواب
مین ارشاد ہوا کہ یہہ پیغام لوگونکو پہونچاؤ خدا تعالے لوگونکی شر سے تمہارے حفاظت کرے گا اور اگر یہہ پیغام
نہ پہونچایا تو گویا تم نی کوئی پیغام نہین پہونچایا جب یہہ ارشاد ہیبت بنیاد کہ غرض اوس سے نہایت عظمت
وجلالت اس پیغام کے تہی نازل ہوا اور مقام خم غدیر قابل نزول اجلال و توقف کی نتہا کیونکہ لو چلتی تہی اور نہایت
گرمی تہی اور لوگون نے اسپ و شتر کے سایہ مین پناہ لی تہی اور وہان خس و خاشاک بہت تہی پس جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نی حکم دیا کہ میدان کو صاف کرین پس جگہ صاف ہوئی اور منبر کجاوہ ہای شتر سے
ترتیب کیا اور صحابہ اوسوقت مین ایک لاکہہ تیس ہزار حاضر تہی اور ایسا اجتماع پہلے کبہی نہ ہوا تہا اور نہ امید
تہی کہ بعد اسکی پہر ایسا اتفاق ہو کیونکہ یہہ حج آخر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا تہا اور وہ زمانہ زمانہ قرب
ارتحال جناب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ تہا دار دنیا سے طرف ریاض قدس کے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
نی حکم دیا کہ سب لوگ مجتمع ہون تا اینکہ جو لوگ پیچہے رہے تہی وہ آگئی اور جو آگی بڑہ گئے تہی وہ واپس طلب
ہوے اور جسوقت جمع ہوئے اوسی منبر پر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ تشریف لیگئی اور جناب امیر علیہ السلام
کو اپنی برابر جگہ دی اور پہر جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل جناب
مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ کے ظاہر ہوئے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو سب لوگون نے دیکہا
پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نی فرمایا کہ ایہا الناس تحقیق کہ خدا تعالی نے مجکو خبر دی ہے کہ زندہ نہین رہتا
کوئی نبی مگر نصف عمر اوس نبی کی جو قبل اوسکی ہوا ہو اور مین گمان کرتا ہون کہ عنقریب بلایا جاؤن پس
قبول کرون مین دعوت خدا تعالی کو یعنی انتقال کرون مین طرف دار آخرت کے اور مجہسی سوال کری گا
جناب رب العزت اور تم بہی سوال کیجاؤ گے پس تم کیا کہتی ہو اور کیا کہوگے پس لوگون نے عرض کیا کہ
گواہی دیتی ہین ہم کہ آپ نے تبلیغ رسالت کی اور کوشش فرمائی اور نصیحت کی پس حقتعالی جزا دے
خیر دے آپ کو جب لوگون نے اعتراف امور سابقہ کا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نی ارشاد کیا کہ آیا گواہی

نہیں دیتی ہو کہ کوئی خدا نہیں سوای خدای برحق یکتا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بندہ ہے اوسکا اور جنت حق ہے
اور نار حق ہے اور موت حق ہے اور قیامت آنی والی ہے اور بہ تحقیق کہ خدا تعالی اوٹھاویگا مردون کو اونکی قبور سے
سب نی کہا بجا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک ہر گاہ ان امور کا کہ مشتمل ہین اوپر سب اصول دینیہ کے سوای امامت کے
اعتراف اور اقرار لوگونسی لیا پس خطاب کیا طرف حق سبحانہ و تعالی کے کہ بار الہا تو انکی اقرار و اعتراف پر گواہ رہنا
پہر لوگون کیطرف خطاب کیا فرمایا کہ ایہا الناس مین اولے ہون ساتہہ تمہاری تمہارے نفسون سی سب نی کہا بجا ہے
پہر آنحضرت نی ارشاد کیا کہ بہ تحقیق کہ خدا تعالی مولے میرا ہی اور مین مولی مومنین کا ہون اور مین اولی ہون اونکی
بہ نفسہای مومنین یعنی اولی ہون نفوس مومنین سے پس جو شخص لیا ہی کہ مین اوسکا مولی ہون پس یہہ علی ابن ابیطالب
مولی ہے اوسکا اور پہر فرمایا کہ بار خدایا دوست رکہہ تو اوسکو جو علی کو دوست رکہی اور دشمن رکہہ اوسکو جو
دشمن علی کا ہو پہر حضرت نی فرمایا کہ مین چہوڑنی والا ہون درمیان تمہارے ثقلین کو یعنی قران شریف و اہلبیت
میری و ارشاد کیا کہ یہہ بحکم الہی جدا نہ ہونگی تا روز قیامت اور جسوقت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ یہہ پیغام
پہونچا چکی تو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئے
یعنی بسبب ابلاغ اس رسالت کی حقتعالی نی فرمایا کہ آج مین نی کامل کیا دین تمہارا اور تمام کیا اوپر تمہاری اپنی نعمت
کو اور پسند کیا واسطی تمہارے دین اسلام کو پس ولایت جناب امیر کل امیر موجب کمال دین و تمام نعمت و رضای
خدا بدین اسلام قرار دے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ بعد نزول اس آیہ کے شادان و فرحان ہوئے
اور فرمایا اللہ اکبر اوپر اکمال دین و اتمام نعمت کے اور رسالت میرے خدا نی پسند کی اور بولایت علی ابن ابیطالب
بعد میرے حق سبحانہ و تعالے راضی ہوا اور بعد اوسکی جب حسان بن ثابت نی کہ شاعر اور مداح جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ کا تہا یہہ حال فرح مآل و واقع جدید مسرت انجام ملاحظہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سی اجازت چاہی کہ درباب
جناب امیر المومنین علیہ السلام ابیات تصنیف کرے اور تعریف اون حضرت کی اشعار آبدار مین ترتیب دی پس بحسب
اجازت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ چند اشعار متضمن واقع غدیر خم منظوم کئے اور تصریح بامامت جناب امیر
زبان وحی ترجمان جناب مقدس نبوی سی اسمین درج کے اور مولے کو بمعنی امام و خلیفہ پر حمل کیا اور نیز
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حکم فرمایا کہ جناب امیر خیمہ علاحدہ مین تشریف رکہین اور عامہ اصحاب و ازواج
اون حضرت کی مبارکباد کہین اور حضرات شیخین سلے کر تا و جبرا جناب امیر کو اس سرور و فرحت پر تہنیت و مبارکباد
کہی اور کہا کہ ہنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن اور حق سبحانہ و تعالی کو اسقدر تاکید
و توثیق اس عہد و پیمان کے خصوص عمر بن الخطاب کی واسطی منظور ہوئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بصورت
آدمی کے متمثل کر کے بہیجا اور حضرت جبرئیل نے عمر بن الخطاب سے خطاب کیا اور کہا کہ جناب رسولخدا

صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایسا عقد باندھا ہے کہ نہیں توڑے گا اوسکو مگر منافق پس خوف کرا اسی عمر اور وزر شیخ
اوس عہد کو توڑ ڈالی اور عمر نے یہہ حکایت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کی حضرت نے فرمایا کہ وہ
جبرئیل تہی جنہون نے کہ واسطی تاکید عہد کے تمسے مشافہۃً اس باب میں کلام کیا اور حقتعالی نے تعظیم وتبجیل روز غدیر
کی کہ اوس دن نصب جناب امیر کا واقع ہوا ایسی کے کہ صوم اوسکا ثواب مین برابر ثواب روزہ شصت ماہ کے
قرار دیا اور جب بلاد وقرے مین دور ونزدیک یہہ خبر شایع ہوئے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے
جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ وجانشین بعد اپنی مقرر فرمایا ہے تو حارث بن نعمان فہری نے جب اس خبر کو
سنا تو اوس ملعون نا بکار کو ناگوار ہوا اور نہایت کبر وغرور سے اوسکی انکار کے واسطی اوٹہا اور نہایت مرتبہ
نصب جناب امیر علیہ السلام کو اوس مردود ازلی نے مکروہ جانا اور بخدمت جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جو آپ نے احکام بیان کئی مشتمل توحید واعتراف برسالت وبجا آورے صلوۃ وزکوۃ
وحج سب ہمنی قبول کئی لاکن آپ ان سب پر راضی نہ ہوئی تا اینکہ دونو پہلوون سے اپنی ابن عم کو بلند کیا اور
اوسکو ہمپر تفضیل دی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ اوسکی حق مین کہا آیا یہہ آپ نے اپنی طرف سی
کہا ہی یا خدا تعالے کا ہی سے یہہ حکم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے قسم یاد فرمائی یعنی کہا کہ قسم ہے اوس
خدا عزوجل کے کہ نہیں کوئے خدا سوا اوس معبود حقیقی کے کہ یہہ امر خدا کی حکم سے ہے پس وہ بدبخت معاند یہہ بات
سنکے خدمت آنحضرت سے پہر گیا اور کہنی لگا کہ یا اللہ جو کچھ کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد کیا ہے اگر سچ ہے
تو مجہپر آسمان سے پتہر برسا یا عذاب سخت مجہپر نازل کر یہ بہی اپنی گفتگو تمام نہ پہونچا تہا کہ آسمان سے ایک سنگ
اوسکی سر پر گرا اور اوسکی دبر سے نکلا اور وہ شقی واصل جہنم ہوا پس خدا تعالی نے آیہ سأل سائل
بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع کہ مشعر اس واقعے کی ہی نازل فرمائی پس خیال نہیں کیا جاتا کہ ہرگز
کوئی عاقل عقلای عالم سے اور کوئی فرد افراد بنی آدم سے سوای حضرات سنیہ کے اس واقعہ عظیمہ کو کہ خدا ورسول نے
اوسمین اہتمام فرمای ہون اور ایسی ایسی تاکیدات وتوثیقات ہوئی ہون سوای جناب امیر علیہ السلام کے
امامت پر کوئی اور معنی اوسکی تجویز کرے انتہی چونکہ تقریر شاہ عبد العزیز دہلوی سے مستنبط ہی کہ صرف بریدہ
اسلمی نے اس حدیث کو روایت کیا ہی اور بعض متعصبین نے تصریح بہی اسکی کی ہے اور بعض یہہ کہتی ہین کہ بخاری
وغیرہ نے اس حدیث کو اخراج نہین کیا لہذا اسامی بعض ان محدثین کے جنہون نے اس حدیث کو روایت کیا ہے
باختصار تحریر ہوتے ہین ابن ابی عاصم نسائی فی الخصائص والسنن والطبرانی فی المعجم الکبیر والوسیط والصغیر
وابن راہویہ والمحاملی فی الامالی ابن عقدہ فی کتاب الموالات والطحاوی فی شرح مشکلات الاثار
وسعید ابن منصور وابن ماجہ فی سننہا والترمذی فی صحیحہ وحاکم فی مستدرکہ وعثمان ابن شیبہ فی سننہ

و ابوبکر ابن شیبہ فی مصنفہ وابن حبان فی صحیحہ والضیاء المقدسی فی مختارہ وابو نعیم فی فضایل الصحابہ والمحاملی
ابو بشر المشہور بسمویہ الخطیب فی تاریخ بغداد وابن جریر الطبری فی تہذیب الآثار والبزاز فی المسند والخلعی
فی الخلعیات وعبد اللہ ابن احمد فی زوائد المسند وابو یعلی الموصلی فی مسندہ وابو الفتح العجلی فی کتاب الموجز
فی فضایل الخلفا وابن مردویہ وابن سمان فی کتاب الموافقہ والملص الذہبی والبوحاتم والبغوی فی معجمہ
والدار قطنی والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول والثعلبی فی تفسیرہ والنطنزی فی الخصایص ومسعود السجستانی
فی کتاب مستقل والذہبی فی کتاب مفرد واخطب خطباء خوارزم فی مناقبہ والواحدی فی التفسیر والبیہقی
والکوشنی فی التفسیر والدیلمی فی الفردوس وابو موسی المدینی فی فضایل الصحابہ واحمد ابن حنبل فی مسندہ
غرض ان بیالیس محدث معتمد علیہ نے اپنی اپنی کتابون مین حدیث غدیر کو روایت کیا ہی اور عبارات ان کتابون کی
کتاب عبقات الانوار مین موجود ہین اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی تاریخ جناب امیر علیہ السلام مین مندرج
ہوگے عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ کتاب المناقب تیسرے فصل فضایل جناب امیر مین بیچ شرح اس حدیث
کی لکھتا ہے اور یہہ حدیث صحیح ہے بیشک روایت کیا ہی اسکو ایک جماعت نی محدثین ثقات سے اور طرق
اوسکی بہت ہین سولہ نفر صحابی نے جناب رسول الثقلین سے ہسکو سنا ہی اور بروایت امام احمد ابن حنبل سنا ہے
اس حدیث کو پیغمبر خدا سے تیس صحابی نے اور گواہی دی اونھون نے واسطی جناب حضرت امیر علیہ السلام کے
جسوقت نزاع و خلاف واقع ہوا تھا اون حضرت کی ایام خلافت مین اور بہت سے طرق و اسناد اسکی صحیح
حسن ہین اور التفات نکرنا چاہیے طرف اوس شخص کے جسنی کلام کیا ہے صحت اس حدیث مین انتہی ترجمہ
اور باوصف اس اقرار و اعتراف کے خود عبد الحق نے محض بعناد جناب امیر علیہ السلام تواتر کا اس حدیث کے
انکار کیا ہے وہ بی اصل ہے کہ جب سولہ یا تیس صحابہ روایت کرین پہر انکار تواتر مین کب ہو سکتا ہے
اور یہہ محض ہوس ہے اور باقی جو معانی حدیث مین کلام کرتے ہین پس اگرچہ اوسکی جواب بیچ بیان وجوہ
دلالت اس حدیث کی اوپر خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السلام کی بتفصیل تمام کتب کلامیہ خصوص وجیزہ و عبقات
الانوار مین مذکور ہین لاکن صرف ایک دلیل پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ حسان بن ثابت انصاری سے شاعر جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نی باجازت جناب رسول الثقلین جو اشعار مدح جناب حیدر کرار مین تصنیف کی اور سوقت
پڑہے اوس سے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث سے امامت بلافصل جناب امیر علیہ السلام کی ہی
پس اب جو کوئی معنی اس حدیث کی مخالف اون معنیون کے جو کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے
اوپر عرض ہوچکی ہین بیان کرے تو بجز تعصب و عناد اور اوسکو کہا کہنا چاہی پس مخفی نرہے کہ اشعار حسان
ابن ثابت خصایص نطنزی سے اور اربعین سید جلال الدین الحسینی صاحب روضۃ الاحباب مین اور نیز ابن مردویہ

نی اپنی کتاب مین ابوسعید خدری سے اور شیخ جلال الدین سیوطی نی اپنی رسالہ مسماة بالازدہار فی ما عقده الشعراء من الآثار مین تذکرہ شیخ تاج الدین ابن مکتوم سے نقل کئے ہین حیث قال فی تذکرة شیخ تاج الدین بن مکتوم لحسان بن ثابت الانصاری سے

اشعار

يناديهم يوم الغدير نبيهم بخم فاسمع بالرسول مناديا
وقال من مولاكم و وليكم فقالوا ولم يبدوا هناك تعاميا
الهك مولانا وانت ولينا ولم تلف منا في الولاية عاصيا
فقال له قم يا علي فانني رضيتك من بعدي اماما وهاديا
فمن كنت مولاه فهذا وليه فكونوا له انصار صدق مواليا
هناك دعا اللهم وال وليه وكن للذي عادا عليا معاديا

پس شعر فقال له قم الی آخرہ نص صریح ہے اوپر اسکی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نی روز غدیر خم نص اوپر خلافت و امامت جناب امیر علیہ السلام کے فرمائی کیونکہ معنی اس شعر کے یہہ ہین کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ نی فرمایا جناب امیر علیہ السلام کو کہ اے علی استادہ ہو کہ مینی پسند کیا تجکو درحالیکہ تو امام و ہادی ہی بعد میری پس معلوم نہین کہ اس کلام حسان بن ثابت مین حضرات موصوفین کونسی توجیہ و تاویل کو راہ دینگی آیا لفظ امام و ہادی کو بہی معنی محب و ناصر قرار دینگی یا حسان کو پایہ اعتبار سی ساقط کرینگی جب پابند اغراض نفسانی ہون اوریہہ بہی انسی کچہ دور نہین من شاء التفصیل فی هذا المقام فليرجع الى الكتب المبسوطة اور چونکہ یہہ حدیث فریقین مین جناب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ سے متواتر ہی لہذا اعتقاد شیعہ اثنا عشریہ کا یہہ ہے کہ یہہ نص ہے خلافۃ بلافصل جناب امیر علیہ السلام پر کیونکہ ہمکو ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے متواتر یہہ بات ثابت ہوئی ہی اور منکر اسکا دائرہ تشیع سے خارج ہی۔ اور جو شاہصاحب و مصنف منتہی الخرافہ نی نص بیت مطلقہ نکالی ہے وہ خلاف بداہت ہے کیونکہ کوئی عاقل نہین تجویز کرتا کہ ایک شخص اپنی انتقال کے خبر بیان کرکے اور حقوق اپنی لوگون پر جتا کی ایک شخص کو وصی اور جانشین مقرر کرے اور بعد مرور پچیس سال کے اوسکی جانشینی کا اقرار کرین اور وصیت کو اوسوقت نافذ جانین کیون نہین مشاہدہ کرتی طرف حال ملوک و سلاطین کے کہ جسکو ولیعہد قرار دیتی ہین وہ شخص بعد انتقال سلطان سابق کے فوراً جانشین اوسکا ہوتا ہے جب بعض روایات علما سے ثقات اہلسنت و جماعت کی تحریر ہو چکین تو ضرور ہوا کہ ایک روایت بطریق خاصہ واسطی زیادتی توضیح کے درج ہو پس مخفی نرہے کہ کتاب احتجاج مین طبرسی نی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سی نقل کیا ہے کہ فرمایا اون حضرت علیہ الصلوٰة والسلام نی کہ تحقیق حج کے واسطی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ سے تشریف لیگئی درحالیکہ ابلاغ جمیع احکام الٰہی فرما چکی تہی سواے حج و ولایت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی پس جبرئیل امین نازل ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حقتعالی نی بعد تحفہ سلام کے آپکو فرمایا ہے

کہ ہمین حکم قبض روح نبی یا رسول نہین دیا الا بعد اکمال دین و تاکید حجت کی اور باقی ہین اوپر تمہاری دو فریضہ کہ ضرور ہے
ابلاغ اونکا طرف امت کی ایک اونمین سے فریضہ حج ہے اور دوسرا فریضہ ولایت و خلافت ہے بعد تمہارے
اور نہین خالی رہی زمین حجت خدا سے قبل تمہارے اور نہ بعد تمہارے خالی رہیگی تا ابد پس امر کیا خدا تعالے
نی کہ پہونچاؤ احکام حج کی اور آپ خود بہی حج کرو اور حج کرین اپکی ساتہہ وہ لوگ جو استطاعت رکہتی ہین حج کے
اہل شہر اور بادیہ سے اور دریافت کرین وہ سب لوگ آپسی مسایل حج جسطرحسی جانتی تہی مسایل صلوۃ و صوم
وغیرہ کو اور پہچانلین حج کو بہی اوسطرحسی جسطرح کہ آپنی اونکو سکہلائی ہین اور شرایع پس ندا کی منادی نے جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی امت مین یہہ کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ ارادہ کرتی ہین حج کا اور ارادہ ہے
کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ تم سبکو تعلیم کرین مسایل حج پس جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ مع ہمراہ جو کہ مشغول ہین
کی مکہ کو واسطی حج کے روانہ ہوئی اور قصد کیا سب نی کہ جسطرحسی حضرت حج کرین اوسیطرح ہم بہی مناسک بجالا
ئی کی پس آنحضرت نی مع اون لوگون کے حج کیا اور جنہونے حضرت کی ساتہہ حج کیا وہ قریب ستر ہزار کی تہی مثل عدد
اصحاب موسی علیہ السلام کی کہ جنہونی حضرت موسی علیہ السلام لی واسطی ہارون علیہ السلام کی بیعت لی تہی اور
اونہون نے نکث کیا تہا اور اتباع سامری اور عجل کا اختیار کیا تہا پس اسیطرح جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ
نی بیعت لی واسطی جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی پس وہ بہی پہر گئے بیعت سی غرض یہہ ہی کہ جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ و آلہ جب مکہ کیطرف متوجہ ہوئے تو صدای لبیک بسبب ازدحام خلایق کے مابین مکہ و مدینہ کے
ملبند ہوئی پس جسوقت آنحضرت عرفات مین تشریف لیگئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جانب رب جلیل سے
نازل ہوئی اور کہا کہ خدا تعالی نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد کیا ہی کہ قریب ہوئی اجل آپکی اور وہ چیز
کہ اوس سے چارہ نہین یعنی موت پس عہد باندہو اور نصیحت کرو اور سپرد کرو جو کچہ کہ آپکی پاس ہے
علم اور علوم انبیا اور سلاح و تابوت و جمیع آیات انبیا سے وصی اور خلیفہ اپنی علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو
کہ وہ حجت بالغہ ہے اوپر مخلوقات کی پس قایم کرو علی ابن ابیطالب کو نشان ہدایت تا ہدایت پائی اوس سے
امت آپکی اور تجدید کرو لوگونسی عہد و میثاق و بیعت علی کے دلواو اونکو جو کہ تمنی اونسی میری
بیعت لی ہے اور میثاق و عہد میرا ولایت سی میرے ولی کے اور اونکی مولی کے کہ وہ مولے ہر
مومن و مومنہ کا ہے علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور تحقیق کہ مین نے نہین قبض کیا روح کو کسی نبی
و یا رسول کے مگر بعد اکمال دین و اتمام نعمت کے اور یہہ اکمال توحید میرے کا ہی اور اکمال ہے دین
و نعمت کا اوپر مخلوقات کی ساتہہ میرے ولی کے اور اوسکی اطاعت کی اور یہہ اسواسطی کہ بہ تحقیق مین نہین
چہوڑا زمین کو بغیر حجت کی تا کہ غالب ہو حجت میری اوپر مخلوقات میرے کی پس آجکی دن کامل کیا مین نے

دین تمہارا اور تمام کیا مین نی اوپر تمہارے نعمت کو ساتھ اپنی وسیلے کی کہ مولی ہے ہر مومن و مومنہ کا علی
بندہ میرا ہے اور وصی میرے نبی کا اور خلیفہ ہے بعد اوسکی اور حجت بالغہ اوپر خلقت کی مقرون ہے طاعت
اوسکی ساتھہ طاعت رسول کے اور مقرون طاعت اوسکی مع طاعت رسول کے ساتھہ طاعت میرے کے
جو شخص اطاعت کرے اوسکی پس اوسنی اطاعت کی میرے اور جسنی عصیان کیا اوسکا پس اوسنی عصیان کیا
میرا مقرر کیا مینی اوسکو علم ہدایت کا درمیان اپنی اور مخلوقات کے عارف حقوق علی مومن ہے اور منکر اوسکا
کافر ہے جو شریک کرے غیر کو علی سے اس بیعت مین وہ مشرک ہے جو انتقال کرے محبت جناب امیر
مین وہ داخل جنان ہوگا اور دشمن جناب امیر کا داخل نار ہے پس نصب کر ای رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ علی
کو واسطی خلافت کے اور لوگونسی بیعت علی کے اور تجدید کر میرے عہود و میثاق کے اسنی قریب
ہی کہ انتقال کرے تو جانب روضہ رضوان کے پس خایف ہوئی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ اپنی قوم اور
اہل نفاق و شقاق سے یہہ کہ رجوع کرین طرف جاہلیہ کے کیونکہ جانا جناب رسول الثقلین نے کہ بہت لوگ دشمنی
رکھتی ہین جناب امیر کو اور قلوب اونکی مملو ہین عداوت جناب امیر سے) اور وجہ عناد کے یہہ تہی کہ کوئی قبیلہ
قبایل عرب سے نہ تہا کہ جسکی آدمے غزوات بدر و احد وغیرہ مین جناب امیر علیہ السلام قتل نہ کئی تہی (کہا حضرت
نی جبرئیل سے کہ سوال کرے خدا تعالی سے عصمت کفایت کا شر اعدا سی اور منتظر ہوئی حضرت وحی کے
تا اینکہ تاخیر ہوئی نزول وحی مین اور پہونچی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ مسجد خیف مین پہر حضرت جبرئیل وحی
لائی کہ نصب کرین جناب امیر کو خلافت پر اور نہ لائی آیہ حفاظت و حراست عن الناس کو تا اینکہ نزول اجلال فرمایا
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نی کراع الغمیم مین جو واقع ہے مابین مکہ و المدینہ تب حضرت جبرئیل نازل ہوئے
اوسوقت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد کیا کہ مین خایف ہون قوم سے کہ تکذیب کرین میری
اور نہ قبول کرین قول میرا باب علی ابن ابیطالب مین تا اینکہ کوچ کیا حضرت نی وہانسی پس جب پہونچی غدیر
خم مین کہ جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جانب مکہ کے ابہی حضرت منزل پر نہ پہونچی تہی کہ ۱۸ تاریخ
ذیحجہ سنہ ہجرت روز جمعہ پانچ ساعت دنکی گذرے تہین کہ جبرئیل نازل ہوئی اور فرمایا کہ جناب رب العزت
بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فی علی وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس بعض ہمراہیان رکاب سعادت قریب جحفہ کے پہونچی تہے
اور بعض ابہی عقب مین تہی کہ فرمایا حضرت نی کہ سبکو یہان جمع کرو تا کہ منادے نی ندا کے کہ نماز جامعہ
اور اہو پس میل کیا حضرت نی جانب یمین راہ سی کہ وہان خار و خسک بہت تہی قریب غدیر کے اور حکم دیا
حضرت نی کہ زمین صاف ہو اور کجاوہ ہاے شتر سے ایک بلند سے بصورت منبر بنائی جائی جب سب لوگ

مجمع ہوئی تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ بالائی منبر تشریف لیگئی اور خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت درباب
خلافت و وصایت جناب امیر المومنین بہت طولانی ادا کیا اور وہ خطبہ کتب حدیث و تفسیر مثل احتجاج طبرسی
و صافی وغیرہ کتب معتمدہ اہل حق مین موجود ہے بلکہ میرزا رفیع باذل مرحوم نے کتاب حملہ حیدری
مین اوسکو مع ترجمہ کے وارد کیا ہے اور اطراف اکناف مین مشہور ہو چکا ہے اسواسطی یہان وارد
نکیا گیا غرض جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ خطبہ سے فارغ ہوئی اوسوقت ندا کی قوم نی اور کہا
سمعًا و طاعۃ قبول کیا ہمنی حکم خدا اور امر رسول بدل و جان و گوش اور ازدحام کیا اوپر جناب رسولخدا اور
جناب امیر علیہما السلام کے اور بیعت کی سب نی حتی کہ اول و ثانی و ثالث و طلحہ و زبیر نی اور باقی مہاجر
و انصار موافق اپنی اپنی قدر و منزلت کی سب بیعت سی مشرف ہوئی یہان تک کہ صلوۃ مغرب وغیرہ ادا ہوئے
اور جو شخص بیعت کرتا تہا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ فرماتے تہی الحمد للہ الذی فضلنا علی
جمیع العالمین اور اوسی دن سے مصافحہ سنت درہم ہوا یہی تا اینکہ استعمال کرنی لگی اسکو اہل ضلال
بہی اور روایت کی گئے ہی جناب صادق علیہ السلام سے کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ قرارت اس
خطبہ سے فارغ ہوئی تو دیکہا حضرت نی ایک شخص خوبرو اور خوشبو کو کہ وہ کہتا ہے کہ نہین دیکہا ہے
مینی آجتک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو کہ اسقدر تاکید کے ہو واسطی اپنی ابن عم علی ابن ابیطالب کے
اور اسوقت جناب رسولخدا نی وہ عقد باندہا ہے کہ نہین نقض کرے گا مگر کافر باللہ العظیم و برسولہ
افسوس ہے واسطی اوس شخص کے جو توڑے اس عہد کو فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ملتفت
ہوا طرف اونکی عمر ابن الخطاب جب سنا کلام اوسکا اور بعد تعجب کے عرض کی جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ و آلہ سے کہ سنا آپ نی یا حضرت جو یہہ شخص بیان کرتا ہے حضرت نی فرمایا کہ اے عمر تو جانتا ہی
یہہ کون ہے عمر ابن الخطاب نی عرض کیا کہ مین نہین جانتا فرمایا حضرت نی یہہ روح الامین ہے خبردار
اس عہد کو نہ توڑنا قسم ہے خدا عز و جل کی کہ اگر تو نی اس عہد کو توڑا تو خدا و رسول و ملائکہ اور
مومنین تجہسی بیزار ہونگی انتہی ایسا نہو کہ کوئی شخص بعد ملاحظہ اس روایت کا کچہ ذکر نہین ہے لہذا
کتب اہل سنت سے لکہا جاتا ہے چنانچہ در عبقات الانوار مذکور است چارم آنکہ فاضل ربانی
سید علی ہمدانی کہ مناقب و محامدش مجملًا از نفحات جامی و اعلام الاخبار کفوی و مفصلا از خلاصۃ المناقب
نور الدین جعفر بدخشی و وثوق و عظمت و اعتمادش از ایضاح مولوی رشید الدین تلمیذ صاحب تحفہ
میتوان دریافت در کتاب مودۃ القربی در مودۃ خامسہ آوردہ عن عمر ابن الخطاب قال نصب
رسول اللہ علیا علمًا فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ

۳ کی یہہ کہی کہ شیعہ نی یہہ روایت جہوٹ بنالی ہی اور اہلسنت و جماعت کی کتابوں مین اس روایت ۴

واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللّٰھم انت شھید علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال یا عمر لقد عقد رسول اللّٰہ عقداً لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللّٰہ انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا وکذا فقال نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی انتھی اس عبارت سے بالاجمال وہی حاصل ہے جسکی تفصیل ورق (احتجاج طبرسی) میں لکھی گئی ہے کہ جب یہہ خبر شایع و ذایع ہوئی تو حارث ابن نعمان فہری کو نظاہر بھی یہہ امر ناگوار گذرا لہذا حضرت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ میں حاضر ہو کے عرض کی کہ یا رسولخدا صلوات اللہ علیہ آپ نے حکم دیا شہادتین کا ہمنے اوسکو قبول کیا اور امر کیا آپ نے صلوٰۃ و زکوٰۃ و صیام و حج کا اوسکو بھی ہمنے قبول کیا مگر آپ راضی نہوئے تا آنکہ آپ نے بلند کیا اپنے ابن عم کو اور تفضیل دی اوسکو ہمارے اوپر پس یہہ امر آپکی طرف سے ہے یا جانب رب جلیل سے پس فرمایا کہ قسم ہے خدا تعالے کی کہ غیر اوسکا نہیں نصب جناب امیر جانب خدای عز وجل سے ہے پس حارث پھرا اور کہتا تھا کہ بار خدایا اگر رسولخدا راست کہتے ہیں تو حارث پر آسمان سے پتھر برسے یا عذاب الیم میں گرفتار ہو ابھی اپنی ناقہ تک نہیں پہونچا تھا کہ سنگ آسمانی اوسکے سر پر گرا اور مقعد سے باہر آیا اور حارث داخل جہنم ہوا اور آیہ سأل سایل بعذاب واقع نازل ہوا انتھی اور اس روایت کو ثعلبی وکواشی نے اپنی اپنی تفسیروں میں اور نور الدین سمہودی مدنی شافعی نے جواہر العقدین میں اور عبد الرؤف مناوی نے کہ عمدہ محدثین اہلسنت سے ہیں فیض القدیر شرح جامع صغیر میں اور جمال الدین محدث نے اربعین میں اور سبط ابن الجوزی نے تذکرہ خواص الائمہ میں اور محمد ابن طلحہ شافعی نے مطالب السئول میں اور ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں اور علی ابن برہان الدین حلبی شافعی نے انسان العیون میں وارد کیا ہے اب ناظرین سے جسکو یہہ امر ناگوار گذرے تو بغیر مراجعت ان کتابوں کے دلایل عقلی سے رد کرنا شروع نکریں بلکہ منصف کو چاہئے کہ ان کتابوں کو ملاحظہ فرماویں اور خیال کرے کہ کیسے کیسے علما اور محدثین ثقات اس روایت کو اپنی کتب میں درج کر چکے ہیں تو اس سے عظمت و عزت اس امر کے اوسکی دلمیں حاصل ہو گئے اور یقین ہو جائیگا کہ منکر اس وصایت و خلافت جناب امیر علیہ السلام کا مستحق ایسے ہی امور کا ہے اور اس عبارت سے دو امر حاصل ہوئے اول یہہ ہے کہ اگر مولی سے محض محبت و نصرت مقصود ہوتی تو حارث ابن نعمان فہری ایسا متعصب کیوں اسکو برابر شہادتین و صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج و ارکان دین کے جانتا بلکہ جو معنی اس حدیث کی ان حضرات نے قرار دئے ہیں وہی تصور کرتا کیونکہ

وجوب محبت موجب تفضیل محبوب کے نہین اسواسطی کہ محبت مومنین کے رسولخدا کو لازم ہی اور موجب تفضیل
مومنین کے العیاذ باللہ جناب خاتم النبیین پر نہین پس حارث مذکور کیون کہتا فضلتہ علینا اور نیز جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کیون نہ فرماتی کہ یہہ امر موجب تفضیل کا نہین کیونکہ مینی علی ابن ابیطالب کو محب
وناصر تمہارا قرار دیا ہے اور منصور ومحبوب کو فضیلت نہین بالفرض والتقدیر اگر یہہ امر موجب فضیلت ہے
تو تمکو کچھ ضرر نہین کرتا بلکہ نافع ہے تا وہ شخص عذاب الہی سے محفوظ رہتا بلکہ حضرت نی قسم یاد فرمائی اور
کہا کہ یہہ امر من اللہ ہے اور یہین سے باطل ہوا مزعوم بعض متعصبین کا کہ گمان کرتے ہین کہ جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نی یہہ تاکید محبت واسطی جناب امیر کے بسبب شکایت خالد وغیرہ منافقین کے فرمائی
ہے کیونکہ حضرت نی ارشاد کیا کہ یہہ امر من اللہ ہے نہ بسبب شکایت بعض معاندین جناب امیر کے
دوسرے یہہ ہے کہ باوجودیکہ جناب باری عز اسمہ حلیم وغفور و دیرگیر ہے لاکن بفور انکار
حارث کی عذاب اوسپر نازل ہوا اور جلدی نزول عذاب مین دلیل دو امر کے ہی اول یہہ ہی کہ حضرت کبریا جل
وعلا مین یہہ امر نہایت جلیل اور متممات و مکملات دین سے تہا کہ منکر اوسکا فوراً ابتلاے عذاب الٰہی
ہوا دوسرا یہہ ہے کہ بقیہ منکرین گو اب محفوظ ہین لاکن اونکی حق مین بہی اچہا نہین خلاصۃ المقال یہہ ہے
کہ خلافت و وصایت بلافصل جناب سید الانبیاء والمرسلین وافضل الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین
کی واسطی جناب امیر المومنین یعسوب الدین قاید الغر المحجلین امام المتقین وسید الوصیین سیدنا ومولانا و
امامنا وہادینا ابو الائمۃ الطاہرین الطیبین علی ابن ابیطالب سلام اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور اولاد معصومین
اون حضرت کی اس حدیث سے اور روایات کثیرہ واحادیث متواترہ سے کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر و آشکار
اور انکار اوسکا مثل انکار بعض ضروریات دین کے ہی اور مقام تعجب ہے کہ منکرین حدیث غدیر منکرین معجزات
جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ پر تواتر کسطرح ثابت کرینگی چونکہ یہہ مقام بہت تفصیل چاہتا ہے
اور یہہ ہیچمدان کچھ بیان بوجہ قلت استعداد بیان نہین کرسکتا لہذا اسی پر اکتفا ہوا تو نیز
اور بعض نے جو کہا ہے کہ نام جناب امیر علیہ السلام و اہلبیت کا قران مجید مین ذکر نہین ہوا پس جواب
اسکا یہہ ہے اولاً پس شیخ جلال الدین سیوطی نی تفسیر درمنثور مین کہ احادیث اوسکی باعتراف
شاہصاحب وغیرہ علما صحیح وحسن ہین لکہا ہی اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء
علی عہد رسول اللہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان
لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور نیز مرزا محمد ابن معتمد خان بدخشی نے کتاب مفتاح النجا مین اسے
روایت کو لکہا ہے علاوہ بران سابقاً تفسیر درمنثور سے غزوہ احزاب مین مذکور ہو چکا ہی کہ عبد اللہ

ابن مسعود سطح پڑہتا تہا وکفی اللہ المؤمنین القتال بعلی وکان اللہ قویاً عزیزاً اور نیز تفسیر ثعلبی مین کہ ثعلبی مصنف اوسکا بتصریح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ثقات ومعتمدین سے ہی اور منجملہ اون لوگون کے ہی کہ احسان اونکا تمام امت پر ہے اور نیز بتصریح ابن خلکان حقتعالی نے اوسکی حق مین لفظ رجل صالح فرمایا ہے مذکور ہے عن ابی وایل قال قرءت فی مصحف عبد اللہ ابن مسعود ان اللہ اصطفی آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین اور یہی سبب ہی کہ خلیفہ ثالث کو حراق مصحف عبد اللہ ابن مسعود مین بہت اصرار تہا مگر بحمد اللہ کہ اب بہی ایسی روایتین موجود ہین گو اخفای حق مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوا ولکن ابی اللہ الا ان یزداد شرفہم فی ظھورہ وسفورہ یریدون لیطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ لیکن یہ فرض کیا کہ نام جناب امیر اور اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم کا قران شریف مین نہین پس جواب اسکا وہ ہے جو جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جواب ابی بصیر مین چنانچہ کافی مین منقول ہے ترجمہ اوسکا یہہ ہے کہ روایت کی ہے ابی بصیر سے کہ سوال کیا او نے جناب صادق علیہ السلام سے قول خدا تعالی کا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوئی یہہ آیت شان مین جناب امیر وحسنین علیہم السلام کی پس کہا مین نے کہ لوگ کہتے ہین کہ کسواسطے خدا نے عز وجل نے نہین ذکر کیا نام جناب امیر اور اہلبیت کا فرمایا حضرت نے کہ کہو تم اونکی جواب مین کہ نازل ہوئی نماز پنجگانہ قران شریف مین اور نہین بیان کیا جناب باری عز اسمہ نے کہ تین ہین یا چار تا اینکہ تفصیل کی اوسکی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اور نازل ہوئی زکوۃ قران مین اور نہین بیان کیا خدا تعالے نے کہ چالیس درہمون مین ایک درہم ہی تا اینکہ تفسیر کی اوسکی جناب خاتم الانبیا نے اور نازل ہوا حج قران شریف مین اور نہ تفصیل کی کہ طواف کے سات شوط ہین تا اینکہ تفسیر کی جناب سید المرسلین نے اور نازل ہوئی آیہ اطیعوا اللہ الی آخرہ شان علی واہلبیت علیہم السلام مین اور تفسیر کی اوسکی جناب رسولخدا نے واسطے جناب امیر کے اور فرمایا من کنت مولاہ الی آخرہ الحدیث پس مراد آنحضرت کی اس سے یہہ ہی کہ اگر عدم ذکر قران مین موجب عدم وجوب خلافت ہو اور لوگون کو اختیار ہو کہ جسکو چاہین اپنا خلیفہ مقرر کرین لازم ہی کہ مسایل صلوۃ وزکوۃ وصوم وحج وغیرہ مین بہی لوگون کو اختیار ہو کہ خلاف احادیث نبویہ سے محض اشتہای نفس سے قیاس واستحسان مبنی مبنی بنائین وذلک مما تضحک علیہ الثکالی القصہ خم غدیر سے حضرت نے جانب مدینہ منورہ کوچ فرمایا اور ذو الحلیفہ مین بہی ایک رات بسر کی اور صبح کو جانب مدینہ روانہ ہوئے اور جانب معرس سے مدینہ مین تشریف لائے جب چشم مبارک سواد مدینہ پر پڑی تو فرمایا

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت ویمیت ویحیی وھو حی لا یموت

واما ثانیاً

بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر تائبون عابدون ساجدون ولربنا حامدون صدق وعدہ ونصر
عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور داخل مدینہ ہوئے **فصل چوتھی بیچ احوال انتقال جناب**
رسول رب المتعال کے دار دنیا سے طرف روضہ رضوان کے مع بعض وصایای آنحضرت کے بیچ
اسی مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی **طعن تخلف عن الجیش ومنع قرطاس علی سبیل الایجاز**
والاختصار پس مخفی نرہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بہر مدینہ سے ماہ ذیحجہ مین کسی طرف کو
سفر نہین کیا **ذکر وقایع سال یازدہم ہجرت نبوی** سے ظاہر و آشکار ہوکہ مصیبت انتقال
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ دنیا سے اعظم مصایب سے ہی عروۃ الاسلام نی جناب امام محمد باقر علیہ السلام
روایت کی ہے کہ آنحضرت نی فرمایا کہ سفر نکرو روزہ نرکھو بروز دوشنبہ کہ اسی دن جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نی دار دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور نیز بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سی منقول ہے
کہ فرمایا حضرت نی راوے سی کہ جب تجہی کوئی مصیبت پہونچی تو یاد کر مصیبت جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ کے کہ تمام امت کو ایسی مصیبت کبہی نہین پہونچی اور نہ پہر پہونچی گے ابن شہر آشوب نی روایت
کی ہے کہ خود جناب رسولخدا نی فرمایا جناب امیر سے کہ یا علی جو مصیبت تمکو پہونچی یاد کرو مجہی کہ اعظم
ترین مصایب ہی مصیبت میری انتقال کے یعنی واسطی تم اہلبیت اور جمیع مومنین کے عبد اللہ ابن مسعود سے
منقول ہے کہ جب جبرئیل امین نے خبر انتقال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی ایک مہینا پہلی بسمع اقدس
جناب نبوی کے پہونچائی تو حضرت نی ہم سب کو اپنی گہر مین جمع کیا اور ہمکو بنظر حسرت دیکہا اور نہایت شفقت
و مرحمت سی اشک چشم مبارک سے جاری کئی اور فرمایا مرحبا بکم حیاکم اللہ حفظکم اللہ نصرکم اللہ جمعکم
اللہ نفعکم اللہ رفعکم اللہ ھداکم اللہ وفقکم اللہ سلمکم اللہ قبلکم اللہ رزقکم اللہ وصیت کرتا ہون
مین تمکو ساتہہ پرہیزگاری اور تقوی کے محارم خدا سی اور وصیت کرتا ہون تمکو اور ڈراتا ہون اس سے
کہ طلب رفعت کرو اور تکبر کرو بندگان خدا سی کیونکہ خدا تعالی نی فرمایا ہے تلک الدار الاخرۃ نجعلھا
للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین اور نیز فرمایا ہے جناب رب العزت
نی الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین عبد اللہ ابن مسعود کہتا ہے کہ عرض کیا مینی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک
وآلک ان کلمات سے معلوم ہوا کہ آپ ہمکو اپنی درد فراق مین مبتلا فرماوین گے لاکن یہہ واقع ناگزیر کب
تک پیش آئی گا فرمایا حضرت نی کہ اجل میری قریب ہے اور قریب ہی وہ وقت کہ پہونچون مین نزدیک
خدا تعالی کے اور سدرۃ المنتہی وجنۃ الماوی وعرش اعلی وکاس اوفی وعیش گوار کے عرض کیا ہمنی
کہ یا حضرت آپکو غسل کون دی فرمایا کہ بہائی میرا علی ابن ابیطالب اور اہلبیت میری ثقۃ الاسلام جناب صادق

بیان وفات آنحضرت صلعم

علیہ السلام سی نقل کیا ہے انہین دنون مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نی جناب امیر اور عباس بن
عبد المطلب کو طلب فرمایا اور عباس سی کہا کہ ای عم آیا میرے میراث تم لیتی ہو بشرطیکہ میرے وعدون کا
ایفا کرو اور قرض میرا ادا کرو عباس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین کثیر العیال و قلیل المال و کبیر السن
ہون تحمل آپکی وعدون کا نہین کر سکتا کیونکہ آپ سخیای ناس سے ہین تب حضرت نی ارشاد کیا کہ یہہ مال
مین اوسکو دونگا جو لایق اوسکی ہو بعد اسکی حضرت متوجہ جناب امیر علیہ السلام کی ہوی اور فرمایا کہ ای
علی ای برادر آیا میرے میراث اس شرط سے لیتی ہو کہ میرے وعدون کو ایفا کرو اور قرض میرا ادا کرو جناب امیر
نی عرض کیا کہ بابی انت و امی بجا لاونگا مین آپکی احکام کو یعنی میراث آپکی میرے لئی ہے اور وعدے آپکی
میرے ذمہ ہین پس فرمایا جناب امیر نے کہ مینی دیکہا کہ حضرت نی انگشتر مبارک کو اوتارا اور فرمایا کہ پہن لے اس
اس انگشتری کو میرے سامنی پس پہن لیا مینی اوسکو اور پہر دیکہا مینی اوس انگشتری کو تو میرے نزدیک عوض
جمیع دیون وعدات کے وہ انگشتری تہی یعنی جناب امیر کے نزدیک باعتبار ثمن و یا شرف و عزت وہ انگشتری
سب چیز سے بہتر تہی بعد اسکی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ متوجہ ہوئے طرف بلال کے اور فرمایا کہ حاضر کر
خود و زرہ و پیراہن زرد و ذوالفقار و سحاب اور سحاب وہ عمامہ تہا کہ روز فتح مکہ سر اقدس پر باندہا تہا اور
رنگ اوسکا سیاہ تہا اور برد یمانی اور دوسرا عمامہ مسمی بہ ابرقہ اور ایک عصا اور رنگ اس عمامہ کا گلابی
تہا اور یہہ عمامہ چمکتا ہوا تہا اور اوسی کو جناب خامس آل عبا سید الشہدا علیہ من الصلوة اکملہا نی روز عاشورا
دوسرے حلی مین زیب سر کیا تہا جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام نی لشکر
عمر بن سعد بن ابی وقاص سے مقام احتجاج مین فرمایا انشدکم باللہ هل تعلمون هذہ عمامة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ و انا متعممها قالوا اللهم نعم فرمایا ہے جناب امیر علیہ السلام نے
قسم ہے خدا عز و جل کی کہ نہین دیکہا تہا مینی اوسوقت تک ابرقہ کو پہر لانی ایک کپڑا کہ درخشانی
اوسکی آنکہون کو خیرہ کرتے تہی اور وہ پارچہ پارچہای جنت سے تہا فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
و آلہ نے یہہ کپڑا دیا تہا مجکو روح الامین نے اور وہ کمربند حضرت کا تہا پہر طلب کیا دو جفت نعلین عربی
ایک مخصوف دوسرا غیر مخصوف پہر دو قمیصین ایک وہ تہی جسکو شب معراج مین پہنا تہا دوسرے یوم احد
پہنی تہی اور تین کلاہ مبارک ایک سفری ایک حضری تیسرے واسطی جمع و اعیاد کے تہی پہر فرمایا
کہ اے بلال حاضر کر دونو نعلین شہبا اور دلدل اور دونو ناقی یعنی عضبا و قصوے اور دونو
اسپ یعنی ذو الجناح و مرتجز و عفیر پہر فرمایا حضرت نی کہ ای علی ان اشیا کو اپنی قبضہ مین لاؤ میرے
زندگی مین منقول ہے جناب امیر علیہ السلام سی کہ منجملہ دواب سی حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

اول عفیر مرگیا یعنی جسوقت انتقال کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی تو عفیر نے اپنی رسی کہجلی توڑ ڈالے اور جانب مسجد قبا بہاگتا ہوا گیا بنی خطمہ کے کوئی مین اپنی تئین گرا دیا اور وہی قبر اوسکی ہے انتہی اور حال ناقہ عضبا کا سابق مین لکہا گیا ہے اور ذو الجناح باب مسجد پر بندہا رہتا تہا جس شخص کو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کسی کام کیواسطی بہیجتی تہے وہ اوسپر سوار ہوجاتا تہا بعد انتقال جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے یہ ذو الجناح اور مرتجز جناب امیر کے پاس رہے جمل وصفین ونہروان کے سب لڑائیون مین حضرت امیر علیہ السلام انہی پر سوار ہوتی تہی حتی کہ یہہ دونو گہوڑے اور ناقہ قصوی معرکہ طف مین پاس حضرت امام حسین فرزند رسول الثقلین کے موجود تہی نیز در باب ذو الجناح روایتین مختلف ہین اور بعض روایات سے مستنبط ہی کہ جناب صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ وقت ظہورہ بہی اسپر سوار ہونگی القصہ اواخر صفر کو ۱۱ ہجری حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ بعارضہ درد شقیقہ علیل ہوئی اور مرض نے طول کہینچا حضرت روح الامین جناب دیان دین سے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ پر وحی لائی کہ اہل بقیع وشہدائے احد کے لئی استغفار کرین چنانچہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ اول بقیع مین تشریف لیگئی اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ خوشا بحال شما کہ دنیا سے سفر کیا تمنی اور بار آخرت بہلی پیو باندہ سی باندہا اور ان فتنہ وفساد سے جو بعد میرے ظاہر ہونگی رہائی پائی او عنقریب فتنی ظاہر ہونگے مانند قطعہاے شب تاریک کے کہ دوسرا متابعت اول کے کریگا یعنی پی ہم فتنی واقع ہونگی پہر حضرت نے اہل بقیع کے لئے طلب آمرزش کی راوی کہتا ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین نی اسقدر استغفار اونکی لئی کی کہ مجہی رشک ہوا اور مینی کہا کہ اگر مین مرجاتا تو اس استغفار مین مین بہی داخل ہوتا اور پہر حضرت احد کو تشریف لیگئی اور بہت سی استغفار اونکی لئی بہی کی اور فرمایا کہ ھٰؤُلَاءِ اَشْھَدُ عَلَیْھِمْ یہہ لوگ ہین کہ گواہی دیتا ہون انپر چنانچہ امام اہلسنت وجماعت مالک ابن انس کی موطا مین کہ باعتراف شاہصاحب موطا بہتر اور اوثق صحیحین سے ہی اور بخاری ومسلم نی مالک سے طریق روایت احادیث وتمیز رجال وراہ اعتبار سیکہا ہے اور ہزار عالم نے جو وقت امام مالک مین موجود تہی موطا کو اوس سے روایت کیا ہے اور عدالت وضبط رجال اوسکا مجمع علیہ ہے اور علماء نی اسقدر سعی وکوشش اسکی شرح وتصحیح مین کی کہ زیادہ اوس سے ممکن نہین کما فی بستان المحدثین لعبد العزیز الدہلوی والتفصیل فی استقصاء الافحام موطا صفحہ ۳۰۰ نسخہ مطبوعہ دہلی الشھداء فی سبیل اللہ مین) مذکور ہی مالک عن ابی نضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لشہداء احد ھؤلاء اشھد علیھم فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانہم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا

فقال رسول اللہ بلی ولا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابو بکر ثم بکی ثم قال انا لکائنون
بعدک انتہی ترجمہ تحقیق جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا واسطی شہداے احد کی یہہ وہ
لوگ ہین کہ گواہ دیتا ہون اوپر انکی بس کہا ابو بکر نے کہ ای رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پس نہین ہم
بھائی انکی اسلام لائی ہم جیسی اسلام لائی ہیہ اور جہاد کیا ہمنی جیسا کہ جہاد کیا انہون نے بس فرمایا
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ لی ہان مگر نہین جانتا مین کہ کیا کیا احداث کروگی تم بعد میری بس رویا
ابو بکر اور پہر رویا اور عرض کیا کہ آپ لی جو نسبت احداث ہماری طرف کی اس سی یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ ہم
بعد انکی زندہ رہین گے مترجم کہتا ہی کہ جب اس حدیث کو حدیث صحابی سے جو بخاری مین
وارد ہے ضم کرین تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگون لی دنیا مین بعد جناب رسولخدا کی احداث کئے
جس سے ضرر کثیر اسلام کو عاید ہوا اور روز قیامت یہہ لوگ حوض سی ہٹہا دئی جائینگی جیسا کہ شتر کو پانی سے
ہٹہا دیتی ہین تب یہہ لوگ مثل شتران بی مہار کے صحراے قیامت مین خایب وخاسر پہرین گے پہر اپنی مقر
اصلی مین پہونچ جائینگی اور یہہ دو معجزے جناب مخبر صادق کے ہین اول یعنی احداث تو واقع ہوا دوسرا
یعنی طرد عن الحوض یہہ قریب واقع ہونی والا ہی اور فقرہ کا اعتما ما تحدثون بعدی سے کئی فایدہ حاصل ہوتی اول یہی کہ اجماع
اہلسنت ہی کہ نفس شہید شہید نہ ہوا او جبیر سے سے ہوا اور اس فقرہ سی معلوم ہوا کہ ابو بکر شہداء احد سی بہ سبب کثیرہ مفضول تہا دوم ہو کہ اشہد
علیہم سے مقصود شہادت جنت ہی یا شہادت خیریت خاتمہ پس آنحضرت لی شہادت بالجنت یا بالخیریت کہ قال دونونکا وحد ہی ابو بکر کی واسطی نہ
بعض شراح لی تاویل کی ہی کہ رکنا خلیفہ اول کا بسبب مفارقت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے تہا نہ بخوف
احداث نہتی پس یہہ تاویل مخدوش ہے کیونکہ اگر خلیفہ اول بجواب اس فقرہ کے عرض کرتا کہ حضرت ہمسی احداث
نہو گا تب اس تاویل کو گنجایش تہی ولٰکن لیس فلیس ور مقام تعجب ہے کہ خلیفہ صاحب کو اسقدر اپنی
احداث پر یقین تہا کہ ہرگز زبانی بہی انکار کیا تعجب یہہ ہے کہ کسی راوی لی کذبا بہی انکا نقل نہین کیا
قیامت تو یہہ ہے کہ یہہ اپنی مساوات شہداے احد سے کس کارنمایان کے صلی مین چاہتی تہی قطع نظر
اور مغازے کی کاش مفرورین احد سی نہوتی کہان وہ لوگ جنہون لے اپنی جانین راہ خدا ونصرت شافع یوم
جزا مین فدا کین اور تا زندے سینہ سپر رہے اور مشرکین کو قتل کر کے شہید راہ خدا ہوئی اولٰٓئک علیہم
صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ الغرض فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
نی یا علی جبرئیل ہر سال مین ایکمرتبہ قران شریف مجہپر عرض کرتے تہی اسکی سال دومرتبہ عرض کیا یہہ علامت
میرے انتقال کے ہی اس دار ناپایدار سے ای علی مجہی مخیر کیا خداتعالے لی بیچ اسکی کہ دنیا مین ہمیشہ رہون
اور مالک ہون خزاین زمین کا اور جو میرے لئی مرتبہ جنت الماوی مین مقرر ہین اونکا کسیطرح کے کمی نہو

اور پیچ اسکی کہ مین ملاقات کرون خدای تبارک وتعالی سے اور پہونچون بہشت مین اور انبیای سابقین سے
ملحق ہون یا علی مینی ملاقات جناب اقدس الہی کو اختیار کیا پس جب میرا انتقال ہو تو مجھی اپنی ہاتھہ سے غسل دیکے
جس مقام پر میر سے روح مفارقت کرے وہین دفن کر دینا بعد اس تقریر کے احدسی مراجعت جانب
مدینہ فرمائی تین دان سر فرہ کے شدت رہے چوتھی دن بخار شدید عارض ہوا عروۃ الاسلام نے ابن
عباس سے روایت کے ہی کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ بسبب مرض کے صاحب فراش ہوئی
تو اصحاب کو اپنی روبرو طلب فرمایا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اٹھی اور عرض کیا کہ بابی أَنْتَ وَاُمِّي یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ جب آپ بجوار رحمت پروردگار انتقال فرماین تو کون شخص آپکو غسل دی حضرت نی فرمایا کہ
مجھی غسل دینی والا علی ابن ابیطالب ہے اور ملایکہ رحمت اوسکی شریک ہین عمار نی عرض کیا کہ کون شخص آپ
پر نماز پڑہے حضرت نی فرمایا کہ خاموش رہ رحمک اللہ پہر متوجہ جناب امیر کے ہوئی اور فرمایا کہ اے
پسر ابوطالب جب روح میرے بدن سی مفارقت کرے تب مجھکو اچھی طرح غسل دینا اور انہین دو کپڑون کا
جو پہنی ہوی ہون کفن دینا یا جامہ سفید مصری یا برد یمانی مین اور کفن میرا قیمت مین غالی نہو اور بعد غسل
کنار قبر پر جنازہ رکھہ دینا اول جو نماز میرے جنازہ کے پڑہے گا وہ خدا ہے غفار ہے کہ عرش عظمت
وجلال سے میرے واسطی تحفہ وصلواۃ نازل کریگا بعد اسکی جبرئیل ومیکائیل واسرافیل مع افواج
ملایکہ کے کہ عدد انکا سواے جناب باری عز اسمہ کے* ملایکہ عرش بعد اسکی ملایکہ آسمان کے پہر اہلبیت
میرے پہر ازواج پہر فرمایا حضرت نی کہ اے بلال لوگون کو مسجد مین جمع کر جب لوگ جمع ہوئی تو جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نی سر مبارک پر رومال باندہا فضل ابن عباس اور علی ابن ابیطالب کی دوش پر ہاتھہ رکہی مسجد مین تشریف
لائی اور نماز خفیف ادا کے اور منبر پر تشریف لیگئی اور کمان پر تکیہ کیا اور بعد حمد وثنای الٰہی کے فرمایا کہ ایہا الناس
مین کیسا پیغمبر تہا تم مین آیا مینی خود جہاد نہین کیا آیا میرے دانتون پر ضرب نہین آی آیا میرے جبین
خاک وخون سے رنگین نہین ہوئی آیا متحمل تعب وشدت نہین ہوا مین نادانان قوم سے آیا سنگ گرسنگی
اپنی شکم پر نہین باندہا واسطی ایثار کا فہ امت کے صحابہ نی عرض کیا کہ بجا ہے حقیقت مین آپ صبر کرنے
والے تہے واسطی ہمارے اور منع کرنے والی بدی کا مونسی پس خدا جزای خیر دے انکو حضرت
نی فرمایا کہ خدا عز وجل تمکو بہی جزای خیر دے اور فرمایا حضرت نی ایہا الناس عنقریب مین اس دار فانی
سی عالم بقا کو انتقال کرونگا لاکن مین درمیان تمہارے دو امر عظیم چہوڑ جاتا ہون ایک ان مین سے
کتاب خدا ہے دوسرے عترت اور اولاد میرے یہہ دونو چیزین بزرگ وہ مین کہ اگر تم ان دونو کا تمسک
کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اس لیئے کہ یہہ دونو آپس مین ایسی متحد ہین کہ ہرگز جدا نہونگے یہان تک کہ یہہ دونو

*کوئی نہین جانتا بعد اسکی

روز قیامت حوض کوثر پر مجھسی ملاقات کرینگی پس لازم ہے تمکو کہ ہرگز ان دونو کا خلاف نکرنا اور افراط و تفریط
کو ترک کرو ورنہ ہلاک ہوگے اور ایہاالناس وفا کرو تم اوس عہد پر کہ جو تمنی عہد کیا ہی اور نہ توڑو اوس بیعت کو
جو تمنی مجھسی کیے ہی ای گروہ مردم اب بعد میرے کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ کوئی دین بہتر ہے میرے دین سے
اور جو شخص بعد میرے دعوے نبوت کا کرین پس وہ داخل دوزخ ہوگا اور ای گروہ مردم یقین جانو کہ
اوسی قصاص مین اجر و ثواب ہے اور حق صاحب حق ادا کرنا ہر شخص کو ضرور ہے اور ایہاالناس حق کو
لیکی غضب نکرو اسلئی کہ حقسبحانہ تعالی نی قسم یاد فرمائی کہ ہرگز نہ بخشونگا اوسکو کہ جسنی کسی پر ظلم کیا ہوگا
یا کسینی حق دوسرے کا چھین لیا ہوگا اور ہرگز نہ بخشونگا قصاص لیگا اور حقسبحانہ وتعالی کو کسی سے
قرابت نہیں ہے کہ بسبب اوسکی تم پر اعانت کری بلکہ سب بندی ہو اوسکی اور ایہاالناس کوئی وسیلہ مابین خدا تعالی
کی اور بندونکی بہتر عمل سے نہیں کہ آدمی شرور سی کرتا ہے اور بسعادت ابدی پہونچاتا ہی قسم ہی حقتعالی
کی سکے کہ جسنی مجھی مبعوث کیا کہ کوئی چیز نجات نہیں دیتی انسان کو مگر عمل نیک یا رحمت الہی اور اگر مین بھی
معصیت حقتعالی کی کرتا تو ہلاک ہوتا خداوندا گواہ رہنا کہ مین نے تبلیغ رسالت کی بعد اس تقریر کے
منبر سے نزول فرمایا اور داخل بیت الشرف کی ہوئی کافی مین جناب صادق علیہ السلام سی منقول ہے کہ
کہ قبل وفات حضرت کی جبرئیل امین نازل ہوئی معہ ایک کتاب کے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یہہ وصیت
ہی آپکی طرف علی ابن ابیطالب اور اونکی اولاد کے اور وہ وصیت سربمہر تہی حضرت نی حوالہ جناب امیر کے کی
اور حکم دیا جو اسمین مندرج ہے اوسپر عمل کرنا جناب امیر نے موافق اوسکی عمل کیا اور بوقت انتقال جناب امام
حسن علیہ السلام کے سپرد کی پس سید مجتبی نے بہی موافق اوسکی عمل کیا اور حین وفات سپرد خامس آل عبا
علیہ التحیۃ والثنا کے کی تا اینکہ صاحب الامر علیہ السلام تک وہ وصیت پہونچی اور نیز کافی مین وارد ہے کہ
منجملہ وصایا کے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نی بحضور جبرئیل امین موافق حکم جناب باری عزاسمہ کے
جناب امیر کو کئین تہین یہہ ہے کہ فرمایا آنحضرت نی کہ یا علی موالات کرو اوس شخص سے جو کوئی خدا اور رسول کو
دوست رکہی اور محترز رہو دشمن خدا و رسول سے اور صبر کرنا اور کظم غیظ کرنا ذہاب حق و غصب خمس و ہتک حرمت
پر عرض کیا جناب امیر نے کہ ایسا ہی کرونگا اور فرمایا جناب امیر نے کہ قسم خدا عزوعلا کی کہ مینی سنا کہ
جبرئیل جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ السلام سے کہتی تہی کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ تبلاؤ علی کو کہ ہتک ہوگی
حرمت انکی اور وہ حرمت خدا و رسول کی ہے اور رنگین ہو جائیگی ریش انکی خون سر سے فرمایا جناب امیر نے
کہ مین خائف ہوا جب سنا مینی اسکو جبرئیل سے اور کہا مینی البتہ قبول ہے مجہی اور راضی ہوا مین اگرچہ ہتک
حرمت ہو اور معطل ہون احکام و سنن اور استخفاف کتاب خدا کیا جائی اور گرایا جائی خانہ کعبہ اور رنگین ہو

ریش میری خون سے بہرے صابرا محتسبا تا اینکہ وارد ہون مین اوپر آپکی حضرت پہر بلایا جناب رسولخدا نے جناب
سیدہ و حسنین علیہم السلام کو پہر اونسی کہا جو کچہ جناب امیر سے کہا تہا اور اونہون نے عرض کیا جو جناب امیر نے
عرض کیا تہا پس اوس وصیت کو سر بمہر کر کے حوالہ جناب امیر کے کیا بعد اسکی حضرت پر مرض کے شدت ہوے
حتی کہ مسجد مین بہی تشریف لانا کم ہو گیا ان روزون مین معمول یہہ تہا کہ اوقات نماز مین بلال موذن جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ در دولت پر حاضر ہو کے کہتا تہا الصلوٰۃ یا رسول اللہ اور جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ مشغول نماز ہوتے تہی ایکدن بلال نے حسب معمول صدا کی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
غش مین تہی جب آواز بلال سنی تو فرمایا بلغت رحمک اللہ پہر حضرت بیہوش ہو گئی تہوڑی عرصہ کے بعد
بلال نے کہا الصلوٰۃ یا رسول اللہ پہر حضرت ہوش مین آئی اور فرمایا بلغت رحمک اللہ تا اینکہ تین مرتبہ
ایسا سے اتفاق ہوا پس بلال نے یہہ سمجہا کہ حضرت محراب تک آ نہین سکتے پہر تا درنہین عمامہ اپنا زمین پر پہینک دیا
گریان و نالان کہتا تہا واغوثاہ وامصیبتاہ انکسر ظہری وانقطع رجائی قد خربت المدینة
ویرید ان یخرج منہا صاحب السکینة تب ایک دو دن اسی طرح گذری کہ حضرت حبیب رب العالمین مسجد
مین تشریف نہ لائی تو اہل شہر نہایت مضطرب و سراسیمہ ہوئی اور گرد مسجد نبوی کو چون مین روتی پہرنے
لگی جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہوش مین آتی تہی تو اہلبیت سے حال مردم شہر دریافت کرتی تہی
اور اہلبیت کیفیت سبکی اضطراب کے خصوص انصار کے بیان کرتے تہی ایکمرتبہ حضرت نی حکم دیا تو تہوڑے
سی لوگ حاضر ہوئی تب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نی عصابہ سر پر باندہا اور جناب امیر پر تکیہ کرکے بیٹہی
اور فرمایا ایہا الناس تم میرے انتقال سے مضطرب ہو کہ اگر مجہسی پہلی کوئی پیغمبر زندہ رہتا تو یقین جانو کہ مین
بہی زندہ رہتا لاکن جناب باری عز اسمہ نی فرمایا ہے کل نفس ذائقة الموت اور تمہارے واسطے
بہی خبر موت دی ہے چنانچہ فرمایا ہی اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة
اور نیز فرمایا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم
علی اعقابکم پس معلوم کرو کہ مین جلد دار دنیا کو ترک کرتا ہون اور چہوڑتا ہون تم مین دو چیزین کتاب
خدا کہ صبح و شام تلاوت اوسکی کرتے ہو پس ایک دوسرے پر حسد کرنا عداوت ایک دوسرے سے
نہ رکہنا بلکہ ایک دوسرے کی بہائی بنی رہنا ایک عترت و اہلبیت میرے اور وصیت کرتا ہون مین تمکو
کہ اونکی باب مین کبہی آزار نہ دینا اور اونکی دل کو درد مین نہ لانا جو رحمت مینی اونہائی ہے تمہارے لیے
اور جو حقوق میرے تمپر ہین میرے اہلبیت مین ان سب کی رعایت کرنا اور سفارش کرتا ہون دربارہ
انصار کے کہ انہون نے تمہارے پیغمبر کو راحت دی ایسی حال مین کہ اپنی قوم کے ہاتہہ سی اذیت اٹہائی تہی

اور خواب و آرام منقطع ہوگیا تھا پس انصار نے پناہ دی جان و مال عرض سے اور کوتاہی نہ کی اونھون نے در
بارہ رسولخدا اور کسی امر کا مضایقہ نکیا اور تم سب فقیر تھے تمکو اپنا مال دیا درانحالیکہ یہہ بھی تنگدست تھے پس چاہیے
کہ رعایت کرو حقوق انصار کے یہہ تقریرین سنکے حاضرین روئے تب حضرت نے اونکو رخصت کیا غرض مرض
روز بروز بڑھتا گیا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ اوسی طرح صاحب فراش رہے اور نقاہت روز بروز زیادہ
ہوتی گئی تا اینکہ چھبیسوین صفر کے ہوئی موافق روایت روضۃ الاحباب کی جو تصنیف سید جمال الدین محدث
کہ مشایخ اجازہ شاہصاحب سے ہے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے امر فرمایا کہ اصحاب ساختگی لشکر کے کرین
واسطے روم کے دوسرے دن اسامہ بن زید حارثہ کو طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تجکو امیر اس لشکر کا
قرار دیا مع لشکر وہان جا جہان تیرا باپ قتل ہوا ہے یعنی مقام موتا کو اور اسطرح سے جا کہ انکو خبر نہو اگر خدا
ظفر دیوے تو تھوڑا عرصہ وہان توقف کرنا جاسوسونکو پہلے روانہ کر دے ستائیسوین صفر کو مرض نے
جب حضرت پر شدت کی تو اوسی شدت مرض مین اپنے دست حق پرست سے لواکو عقد فرمایا اور حوالے
اسامہ کے کیا اور اسامہ لوا لیکے روانہ ہوا اور علم کو بریدہ بن حصیب اسلمی کے سپرد کیا اور بیرون مدینہ طیبہ
اسامہ نے مقام کیا تا کہ لشکر جمع ہو اعیان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذو النورین و سعد ابن
ابی وقاص و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد ابن زید وغیرہ کو حکم دیا کہ اوس لشکر مین اسامہ کے تابعدار
مین جائین یہہ امر بعض لوگون پر ناگوار گذرا اور بسبیل طعن صحابہ نے کہا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
غلام کے بیٹے کو مہاجرین اولین پر امیر کیا ہے جب یہہ خبر بسمع اقدس جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پہونچی
تو کمال غضبناک و ناخوش ہوئے اور باوصف شدت درد سر اقدس پر عصابہ باندھے ہوئے گھر سے باہر مسجد
مین تشریف لائے اور منبر پر گئے اور بعد حمد و ثناء الٰہی کے فرمایا کہ ایہا الناس یہہ کیا باتین ہین کہ مجکو تم سے
پہونچتی ہین در باب امیر کرنے اسامہ کے البتہ باپ اسکا قابل امارت کے تھا تم اوسکی امارت مین بھی طعن کرتے
تھے اور یہہ بھی سزاوار امارت ہے بعد اپنے باپ اب تم اسکی امارت مین طعن کرتے ہو یہہ فرما کے حضرت منبر سے
اتر آئے اور گھر مین تشریف لیگئے انتہی بقدر الحاجۃ مترجم کہتا ہے کہ اس مقام مین کئی امر قابل بیان ہین
اول یہہ ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے شیخین و ثالث و ابو عبیدہ جراح کو مدینہ سے طرف موتہ
کی کہ مسافت بعیدہ ہے قریب انتقال کے حکم روانگی کا دیا حالانکہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ بوحی الٰہی
جانتے تھے کہ اس مرض مین عنقریب طرف روضہ رضوان کے انتقال فرماینگے تو اس سے معلوم ہوا کہ جناب
رسول الثقلین کو منظور تھا کہ یہہ لوگ ایسے وقت مین مدینہ مین نہون کہ وجود انکا مخل انتظام ہے اور
معجزہ نبوت کو خیال کرنا چاہیے کہ خود خلیفہ صاحب کو معہ دونو صاحبون یعنی عمر ابن الخطاب و ابو عبیدہ ابن الجراح

کسطرح خلافت صدیقی کی بانی مبانی یہی ہین کیا مدینہ سے نکلنی کا حکم دیا ہے اب اگر یہہ مخالفت امر جناب نبوی کرتے
اور موتہ کو چلی جاتے تو بعد انتقال جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ مدینہ مین تو یہہ نہو سکتے کیونکہ محال کہ یہہ
موتہ بھی ہوتے اور مدینہ مین بھی ہوتے پہر کسطرح خلیفہ بن جاتے جز این نیست کہ ادعا کرین کہ جب لشکر
اسامہ مین خبر پہونچتی وہان ہی خلیفہ ہوجاتے تب ہم کہین گی کہ وہان یہہ مامور تہی نہ امیر باقی رہا مامور
ہونا امکا الصلوۃ جو بایہ مختار شاہصاحب ہے پس یہہ روایت عایشہ کے ہی اور روایت عایشہ وابوبکر کا
بقول شاہصاحب کے جیسا فدک مین اعتبار نہین اسیطرح یہان بھی اعتبار نہین کہ جلب نفع اسمین ایسے
منظور ہے کیونکہ جب شہادت حسنین علیہما السلام واسطی جناب سیدہ کی معتبر نہو تو روایت عایشہ واسطی ابوبکر کب معتبر
ہوسکتی ہی علاوہ بران جب ہمنی کتب معتبرہ اہلسنت سی مامور ہونا ابوبکر کا تحت اسامہ ثابت کر دیا پس
تاوقتیکہ بروایت اصح مامور ہے ابوبکر واسطی جماعت نماز کے ثابت کرین تب تک مسند نہین دوم
جب جیسہ مین صفر تک انہین لیاقت امارت ایک سریہ کے بھی نہی تو بعد انتقال جناب رسولخدا امت کے
زعامت کبرے وخلافت عظمی کے کسطرح ہوسکتی بلکہ بصورت فقدان نص کے حسب مزعوم انکی اسامہ
انسمی احق بخلافت ہے کیونکہ بعد آمدہ کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کسیکو امیر مقرر نہین کیا سوم
موافق بروایت ملل نحل شہرستانی ورسالہ عقاید ملا یعقوب تبانی وشرح مواقف جرجانی مین نقلا
عن آمدی فقرہ لعن اللہ من تخلف عنها موجود ہی پس متخلفین کب لیاقت امامت کے
رکھتی ہین چنانچہ ملل نحل مین مذکور ہے الخلاف الثانی فی مرضہ انہ قال جہزو جیش اسامة
لعن اللہ من تخلف عنہا فقال قوم یجب علینا امتثال امرہ واسامہ قد برز من المدینة
وقال قوم قد اشتد مرض النبی فلا تسع قلوبنا بمفارقتہ والحالة ہذہ فنصبر حتی
نبصر ای شیء یکون من امرہ انتہی یعنی خلاف دوسرا وہ تہا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
امر فرمایا کہ تجہیز کرو لشکر اسامہ کے خدا لعنت کرے اوس شخص کو جو تخلف کرے لشکر اسامہ سے
پس ایک گروہ نے کہا کہ واجب ہی ہمپر امتثال امر آنحضرت کا اور اسامہ بامر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
وآلہ مدینہ سے باہر گیا اور بعض نے کہا مرض شدید ہے دل ہمارے تاب نہین لاتی کہ حضرت کو اس حال
مین چہوڑین پس صبر کرتے ہین تاکہ دیکہین کہ آخر الامر کیا ہوتا ہے اور نیز ابن ابی الحدید معتزلی نی
ابوبکر جوہری سی کہ ثقات علماء اہلسنت سے ہی نقل کیا ہے کہ اوسنی باسناد خود روایت
کی ہے کہ ان رسول اللہ امر فی مرض موتہ اسامہ بن زید بن حارثہ علی جیش فیہ
اجلة المہاجرین والانصار منہم ابوبکر وعمر وابو عبیدة بن الجراح وعبد الرحمن

بن عوف وطلحہ و زبیر وامرہ ان یغزو علی موتہ حیث قتل ابوہ زید وان یغزو
وادی فلسطین فتثاقل اسامۃ وتثاقل الجیش بتثاقلہ وجعل رسول اللہ صلعم فی
مرضہ یثقل ویخف ویوکد القول فی تنفیذ ذلک البعث حتی قال لہ اسامۃ
بابی انت وامی اتاذن لی ان امکث ایاما حتی یشفیک اللہ فقال اخرج علی
برکۃ اللہ فقال یا رسول اللہ انی ان خرجت وانت علی ہذہ الحال خرجت وفی قلبی قرحۃ
منک فقال سر علی النصر والعافیۃ فقال یا رسول اللہ انی اکرہ ان اسأل عنک
الرکبان فقال انفذ لما امرتک بہ ثم اغمی علی رسول اللہ وقام اسامۃ فتجہز للخروج
فلما افاق رسول اللہ سال عن اسامۃ والبعث فاخبر انہم یتجہزون فجعل یقول
انفذوا بعث اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہ ویکرر ذلک فخرج اسامۃ واللواء
علی راسہ والصحابۃ بین یدیہ حتی اذا کان بالجرف نزل ومعہ ابوبکر وعمر
واکثر المہاجرین ومن الانصار اسید بن حضیر وبشیر بن سعد وغیرہما من الوجوہ
فجاءہ رسول ام ایمن یقول لہ ادخل فان رسول اللہ یموت فقام من فورہ فدخل
المدینۃ واللواء علی راسہ فجاء بہ حتی رکزہ فی باب رسول اللہ وقد مات فی تلک
الساعۃ فما کان ابوبکر وعمر یخاطبان اسامۃ الی ان ماتا الا بالامیر انتہی
ملخصہ پس حاصل یہہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ تجہیز کرو لشکر اسامہ کے خدا لعنت کرے اوس شخص پر
جو تخلف کرے اوس سے پس اب بعض اس عبارت کے شاہ صاحب فرماتی ہین کہ تہیا جوڑنا
اسامہ کا ہمراہ روم سے واسطے انتقام زید کے پہلو تہی کرنے حرام ہے پس یہہ تاویل خفیف بلکہ
تحریف ہے خود شاہ صاحب تحفہ مین فرماتی ہین کہ نصوص پیغمبر را بر ظاہر حمل نمودن مذہب اہل
سنت است انتہی باوجود اس اعتراف کی بہر صورت لفظ تخلف کے معنون سے تخلف کرتے ہین
اور یہہ جو شاہ صاحب نے فرمایا کہ تسلیہ ملہوف تہا کہ اکابر مہاجرین و انصار اسامہ کی تحت مین مامور
ہوتی تہی پس جواب اوسکی کئی ہین **اول** خلاف منطوق کلام جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ
ہی کہ حضرت نے ارشاد فرمایا وانہ لخلیق بالامارۃ یعنی اسامہ سزاوار امارت ایسی صاحبون کے ہے
اور اگر کلام شاہ صاحب راست ہوتا کہ خود حضرت ارشاد فرماتی کہ تم ناخوش نہو یعنی صرف واسطے تسلیہ
ملہوف کے اسکو امیر قرار دیا ہے **دوم** تسلیہ ملہوف اوس مقام مین تہا کہ امارت مین **سوم** بعد گذرنے
عرصہ چار برس کے شہادت زید ابن حارثہ سے اسامہ کو جانب موتہ کے مامور فرمایا تو اس سے

صاف ظاہر ہے کہ مقصود وصلی اخراج مفسدین کا مدینہ سے منظور تھا نہ تسلیہ ملہوف چارم بقول سحبان زمان تا عندلیب اعزہ نگار زود خاطر ملہوف تسلی نہ پذیرد **ششم** حضرت ارشاد فرماتی ہین کہ اسامہ قابل امارت ہے اور شاہصاحب بتلاتی ہین کہ تسلیہ ملہوف تھا پس شاہصاحب کو کیا اختیار کہ اقوال وافعال انکو مصروف عن الظاہر کرین اور بیجا تاویلین تراشین اور جو شاہصاحب ماموری خلیفہ اول کی بصلوٰۃ فرماتی ہین اور کہتی ہین کہ موجب نسخ اس حکم کے ہے پس اولًا ماموری بصلوٰۃ مفتریات بخاری وحضرت عائشہ سے ہی شیعہ کے مقابلی مین اپنی کتابون کے روایتین پیش کرنا بعید از دانشمند سے بلکہ وعدہ ہے **وثانیًا** نسخ حکم قبل العمل جایز نہین جیسا کہ اصولیین فریقین کے اسپر متفق ہین **وثالثًا** حضرت نے امر فرمایا کہ فلان فلان اشخاص تحت اسامہ رہین اور تخلف متخلفین کو بوعید یاد کیا پس اس سے صاف ظاہر وہویدا ہوا کہ یہہ امر وصلی حضرت کی تھا **رابعًا** ماموری شیخین تحت اسامہ بروایت فریقین ثابت ومتحقق ہے اور امر بصلوٰۃ بروایت عائشہ پس یہہ روایت مقابل اوسکی نہین ہوسکتی **خامسًا** افسوس یہہ ہی کہ قول جناب امیر وحسنین یعنی شہادت ہبہ فدک بر حسب وصلی جناب سیدہ کی ہو تو جلب نفع پر محمول کرکے رد کیا جاتی تھا اور قول حضرت عائشہ کا در وصلی ابوبکر اونکی والد کے جلب نفع پر محمول نکرکے اور دلیل ... کہ دانکو شیعہ کی مقابلہ مین پیش کیا جاتی فلا معنیٰ الا اللہ اور حال حضرت عائشہ کا ... ہے کہ ماموری صلوٰۃ کے حدیث مین جہان نام جناب امیر کا آیا ... کہ حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وآلہ در ... مرض ... کی مسجد مین تشریف لیگئی ایک فضل ابن عباس دوسرے جناب امیر تھی وہان عائشہ نی کہا ہے کہ ایک اور شخص تھا اور نام جناب امیر کا سبب عناد کی ذکر نہین کیا چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے اصل عبارت تشیید المطاعن مین ہی خلاصہ ترجمہ اوسکا یہہ ہے قول بخاری کا یعنی کہا ابن عباس نے کہ وہ شخص دوسرا کہ عائشہ جسکا نام زبان پر نہ لائی وہ علی ابن ابیطالب ہے اسکی شرح مین ابن حجر کہتا ہی کہ اسمعیلی نے بروایت عبد الرزاق ومعمر سے یہہ عبارت زیادہ کی ہے لاکن عائشہ دل اوسکا خوش نہین ہوتا تھا واسطی علی ابن ابیطالب کی بذکر خیر اور ابن اسحاق نے مغازی مین زہری سے روایت کی ہی ولاکن عائشہ قادر نہ تھی کہ علی کو ساتھہ خیر کے ذکر کرے اور کرمانی اس زیادتی پر واقف نہین ہوا پس تعبیر کیا اوسنی بعبارت شنیعہ اور اس زیادتی مین رد ہے اوپر اوسکی کہ جسنی یقین کرکے کہا ہی کہ جایز نہین کہ گمان کیا جاوی اسکا کہ عائشہ ناخوش ہوتی تھی ساتھہ ذکر جناب امیر علیہ السلام کی

اور نیز وہ یہی ادعا اوس شخص کے کو گمان کرتا ہے کہ عایشہ نے ذکر کیا دوسرے شخص کا بطریق
ابہام اسواسطے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی آنے مین اور تکیہ کرنے مین گھر سی مسجد
تک ایک شخص متعین نہ تہا حالانکہ واقع مین خلاف اسکی ہے کیونکہ ابن عباس عامی روایات صحیحہ مین
یقین کرتا ہے اسپر کہ مبہم قول عایشہ مین علی ہے پس وہ معتقد ہے اور دعوی موجود ہونے
عباس کا ہر مرتبہ مردود ہی بدلیل روایت عاصم کہ مقدم ہوا ذکر اوسکا انتہی محصل ترجمہ ہرگاہ
عداوت عایشہ کی ساتھہ امیر المومنین علیہ السلام یہانتک ہو کہ نام مبارک اونحضرت کا زبان پر لانا ہی
اونکے نفس پر نقیض اوسکا بذکر خیر حضرت کی خوش نہو اور قدرت ہو اونکو کہ جناب امیر کو نیکی سے یاد
کری پس جو روایتین حضرات اہلسنت وجماعت نے بی بی عایشہ اونکی باپ کی فضیلت مین نقل کرتے ہین
حالانکہ اون روایتون مین اختلاف واضطراب شدید ہی جیسا کہ ثابت ہوا ہی تشیید المطاعن مین پس وہ
روایتین شیعہ پر کسطرح حجت ہین حالانکہ مذہب شیعہ کا یہہ ہی کہ جسکی دل مین جناب امیر سی ذرا ہی غبار ہو
اوسکی روایت معتبر نہین اور جو شاہصاحب نے روایت امامت ابوبکر کو کتب شیعہ کے طرف منسوب
کیا ہی یہہ کذب محض اور بہتان صرف ہی ہرگز کسی کتاب حدیث وتفسیر وتاریخ وکلام مین شیعہ کے
مامور ہے ابوبکر کی واسطے نماز کے بحکم حضرت موجود نہین ومن ادعی فعلیہ البیان اور
وہ جو شاہصاحب نے لکھا ہی کہ جانا ابوبکر کا واجب کفائی تہا پس جواب یہہ کہ جب جناب رسولخدا نے
بالخصوص ابوبکر کو تحت اسامہ کے مقرر کیا تو اب اوپر واجب عینی ہو گیا اور مامور ہونا خلیفہ صاحب کا
تحت اسامہ مین کتب معتبرہ سی ثابت ہی مثل روضۃ الاحباب وفتح الباری ومدارج النبوۃ عبد الحق
دہلوی ومعارج النبوۃ ملا معین وقسطلانی وغیرہا من الکتب المعتمدۃ اور جو شاہصاحب نے فرمایا کہ دفع
فتنہ کفار فرض عین تہا پس جواب اسکا یہہ ہی کہ اون لوگون پر فرض عین تہا جنکو جناب رسولخدا نے
مدینہ مین رکھا تہا نہ شیخین کہ جو مامور بروانگی ہونہ تہی اور بکرر مرض مین حضرت تاکیدا اونکی اخراج کو فرماتے
تہی اور علاوہ بران اگر شیخین پر حفظ مدینہ واجب عینی ہوتا تو حضرت بہ کرر نفرماتی کہ تم موتہ کو
جاؤ اور جو شاہصاحب فرماتی ہین کہ مامور ہے شیخین کے احکام منزل من اللہ سی نہین پس شاہصاحب
کو کیا اختیار کہ بار بار احکام جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر قدح کرتے ہین اسکی کوئی دلیل چاہیے
بلکہ ہم کہتی ہین کہ حکم الہی یہہ تہا کہ انکو مدینہ سی دور بہیجدو ورنہ مستحق خلافت سی نزاع کرینگی
یہہ لوگ مدینہ سی باہر نگئی تو کافہ امت پر صاف ظاہر ہوا کہ پیغمبر خدا کو انکا خلیفہ کرنا منظور نہ تہا
بلکہ یہہ خود خلیفہ ہو گئی ہی کیونکہ اگر حضرت کو انکی خلافت منظور ہوتی تو ایسی نازک وقت مین کہ

کل چار یا پانچ دن ور روایت فتح الباری دو دن انتقال مین باقی تھی انکو کیون اتنی دور
بھیجنی کا حکم فرماتی معہذا فخر رازی نے بھی تفسیر کبیر مین تفسیر سورہ یونس بتفسیر آیہ ان اتبع الا ما
یوحی الی کہا ہی معناہ لا اتبع الا ما یوحی الی فہذہ ایدل علی انہ ما حکم الا بالوحی و هذا
یدل انہ لم یحکم قط بالاجتہاد اور نیز تفسیر سورہ انعام مین کہا ہی یدل علی انہ لا یعمل
الا بالوحی وهو یدل علی حکمین الحکم الاول ان هذا النص یدل علی انہ لم یکن یحکم
من تلقاء نفسہ فی شیء من الاحکام وانہ ما کان یجتہد بل جمیع الاحکام صادرۃ
عن الوحی ویتاکد هذا بقولہ تعالی وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی
اور یہہ جو شاہصاحب فرماتی ہین کہ جب حضرت نی انتقال کیا تو سیاست مدنی متعلق ابوبکر کے ہوئی
پس یہہ مصادرہ علی المطلوب ہی کیونکہ تعلق سیاست مدنی ابوبکر سے یہہ عین دعوی اہلسنت کا ہی
اور جو شاہصاحب فرماتی ہین کہ جسکو چاہی اسامہ کی ساتھہ متعین کری جسکو چاہی اپنی پاس رکھی
پس شاہصاحب نی پہلی کہا ہے کہ ابوبکر نی واسطی عمر کے اسامہ سی اجازت توقف کی چاہی تھی پس اگر
اسکو اختیار ہوتا تو کیون اجازت طلب کرتا اور نیز یہہ روایت کنز العمال مین موجود ہے اور یہہ
جو شاہصاحب فرماتی ہین قال الشہرستانی فی الملل والنحل ان هذا الجملۃ موضوعۃ مفتراۃ
پس بڑے افسوس کی بات ہی کہ اپنی علما پر کذب بحت تجویز کرتی ہین اور اپنی کتابون حوالی بھی جھوٹ
لکھتی ہین چند نسخہ اس کتاب کی خاصی کے نظر سی بھی گذری ہین کسی نسخہ مین یہہ فقرہ موجود نہین شاید شاہصاحب
کی اپنی نسخہ مین خود لکھلیا ہوگا اور یہہ جو شاہصاحب فرماتی ہین کہ لفظ من عام ہے سارے امت
اسمین شامل ہے تو جناب امیر بھی اسمین داخل ہونگی پس حقیقت مین یہہ لفظ عام ہے لاکن اوسی
قبیل سے کہ مثلا کوئی کہی کہ من دخل فی داری من بنی ہاشم فاکرمہ پس اگر کوئی شخص بنی ہاشم
اپنی عدی سی داخل ہو تو قابل اکرام کے ہوگا پس جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نی مامورین
اسامہ کو خاص کر دیا تو باقی امت شامل نہین ہوسکتی جیسا کہ سابقا گذرا کہ فلان فلان حضرات کو تحت
اسامہ مقرر کرکے شہر سی باہر نکال دیا اور جو شاہصاحب نی کہا ہی کہ جزو جیش اسامہ خطاب اون
لوگون سی نہین ہوسکتا جو تحت اسامہ مامور تھی پس ہم کہتی ہین کہ دوسرا فقرہ اس حدیث کا تو خاص
اونکی واسطی ہے جو تحت اسامہ مامور تھی اور نیز بتجہیز لغت مین مہیا کرنی اسباب مسافر کو کہتی ہین
پس اسمین کیا قباحت ہی کہ مسافر اپنا اسباب خود درست کری اور جو شاہصاحب نی کہا ہی کہ جملہ لعن اللہ
اسی کلام کے ساتھہ ہے پس جواب اسکا یہہ ہی کہ اس سی لازم آتا ہی کہ وعید متعلق ہو اون لوگون

کہ مامور نہ تھی ایسا کلام حضرت سے بعید ہی پس جملہ ثانیہ متعلق نہیں ہے مگر اون اشخاص سے جو متابعت
اسامہ مین مامور تھے اور جو شاہصاحب نے خطا انبیا علیہم السلام کی تحریر کیے ہین پس جواب اسکا یہہ
ہیہ کہ قیاس متخلفین جیش اسامہ کا کہ تخلف اونکا سبب وارد ہونے وعید کی قطعاً حرام ہے
اوپر فعل حضرت آدم کی کہ ترک اولی ہے محض بیجا اور قیاس مع الفارق ہی اور نسبت حضرت
یونس علیہ السلام کی جو لکھا ہی کتب شیعہ سے ثابت نہین والتفصیل فی حسام الاسلام لایۃ اللہ
فی العالمین حشرہ اللہ مع اجدادہ الطاہرین اور یہہ تاویلین شاہصاحب کی دال ہین اوپر کمال عجز و
درماندگی کے بلکہ عادت شاہصاحب کی اسپر جاری ہوئی ہی کہ ایسی مقامات مین نسبت انبیا علیہم
السلام اس قسم کی باتین تحریر کیا کرتی ہین وسیظہر متوجہ فی طعن القرطاس انشاء اللہ تعالی والحمد للہ
رب العالمین والصلوۃ علی سیدنا ونبینا محمد وآلہ الطاہرین ما دارت السموات حول الارضین جب
حال ماموری شیخین کا جیش اسامہ مین لکھا گیا تو اصل کیفیت اونکی ممانعت کی بھی لکھی جاتی ہی مولانا
محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے جناب شیخ مفید وشیخ طبرسی سے روایت کی ہی کہ جب جناب
نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی تو حضرت کو معلوم ہوا کہ عالم قدس کے طرف جلد انتقال ہے
پس حضرت ہمیشہ منبر پر تشریف لیجا کر وعظ ونصایح لوگون کو کرتے تھے اور اونکو فرماتی تھی کہ بعد میرے
فتنے جو واقع ہون اوسمین ثابت قدم رہین اور مخالفت آنحضرت کی اختیار نکرین اور وصیت
کرتی تھی کہ ہاتھ میرے طریق سے نہ اٹھائین اور احداث بدع واہوا کا نکرین اور اہلبیت سے تمسک
کرکے اعانت ونصرت وحرمت ومتابعت اونکی اپنے اوپر واجب لازم جانین اور مکرر فرماتی تھی کہ
ایہا الناس مین پہلے تم سے جاتا ہون اور تم حوض کوثر پر میرے پاس اوگے مین اوسوقت تمسے
سوال کرونگا کہ درباب قران وعترت تمنے کیا سلوک کیا پس نیک خلافت کرنا میرے ان دونو چیزون
مین اور تحقیق خدای لطیف نے مجھے خبر دے ہی کہ یہہ دو چیزین جدا نہوگے اور مین چھوڑتا ہون
ان دونو چیزونکو امت مین اور جاتا ہون طرف خداے تبارک وتعالی کے پیش قدمی میرے
اہلبیت پر نکرنا اور پراگندہ نہونا اونسے اور اونکی بابت کوئی تقصیر نکرنا تحقیق کہ وہ زیادہ جانتے
ہین تمسے کتاب خدا کو اور مجھے معلوم ہوتا ہی کہ بعد میرے کچھ لوگ تم مین سے دین سے بیگانہ
ہون اور ایک دوسرے کے قتل کا قصد کرین اور قریب ہی کہ تم ملاقات کرو علی ابن ابیطالب
سے بقصد مقاتلہ در انحالیکہ تم ایسے لشکر مین ہوگے کہ مثل دریا کے فراوانی اور سرعت وشدت
مین پس جانو کہ علی ابن ابیطالب پسر عم میرا ہی اور بھائی میرا ہی اور وصی میرا ہی مقاتلہ کریگا لوگونسے

تاویل قرآن پر جیسا کہ مقاتلہ کیا تنزیل قرآن پہ اور اس قسم کے باتین مجالس متعددہ مین فرماتے
تھی پس اسامہ بن زید کو امیر کیا اور ایک لشکر منافقین اور اہل فتنہ سے ترتیب دیا اور حکم دیا کہ مع
اکثر صحابہ طرف بلاد روم کے جس مقام مین کہ باپ اوسکا شہید ہوا تھا روانہ ہو اور غرض اس سے
یہہ تھی کہ مدینہ اہل فتنہ سے خالی ہو جاوی اور کوئی جناب امیر سے منازعت نکری تا اینکہ امر خلافت
جناب امیر پر مستقر ہو اور حضرت نے بہت مبالغہ فرمایا کہ لوگ اسامہ کے ساتھ جائین اور پھر اسامہ کو حکم
دیا کہ جرف مین مقام کرے تاکہ لشکر جمع ہو اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ لوگون کو مدینہ سے
باہر نکالین اور اونکو ڈرائین کہ ہرگز توقف نکرین اس اثنا مین حضرت پر مرض کے شدت ہوئے
پس طرف بقیع کے تشریف لیگئی جیسا کہ سابقاً مرقوم ہوا پھر جب بیت الشرف مین تشریف لائی تو تین دن
تک ہر روز مسجد مین تشریف لیجاتی رہے اور کلمات وعظ و نصیحت فرماتے رہے از انجملہ ارشاد
کیا کہ معاشر الناس قریب ہے کہ مین تم مین سے غائب ہو جاؤن یعنی جسسے وعدہ کیا ہو یا
کوئی مجھسے قرض چاہتا ہو وہ حاضر ہو اور نیز ایسی کلمات فرمائے جو سابق گذر چکی ہین پھر حضرت
منبر سے اترے اور نماز خفیف ادا کی اور ام سلمہ کے گھر مین تشریف لیگئی ایک یا دو دن
وہان توقف فرمایا اس عرصہ مین عائشہ نے سب امہات المومنین کو راضی کیا اور حضرت سے عرض
کی کہ میرے گھر مین تشریف لیچلئے جب حضرت وہان تشریف لیگئی تو مرض نے زیادتی کی
پس بلال حاضر ہوا اور صدائے الصلوٰۃ بلند کی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ اوسوقت طرف
عالم قدس کے متوجہ تھی مطلع ہوئے پس عائشہ نے کہا کہ ابوبکر کو کہو کہ لوگون کو نماز پڑھائے
اور حفصہ نے کہا کہ عمر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائے اس عرصہ مین حضرت کو کچھ افاقہ ہوا جب حضرت نے
اونکی آوازین سنے تو فرمایا کہ تم یہہ باتین نکرو تم مثل اون عورات کی ہو جو چاہتی تھین کہ یوسف کو
فریب دین اور چونکہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ شیخین کو مامور باطاعت اسامہ بن زید کر چکی تھی
ان تقریرون سے معلوم ہوا کہ وہ واسطی فتنہ و فساد کے لشکر سے واپس آ گئے ہین تب
حضرت بہت غمگین ہوئے اور اوسی شدت مرض مین قصد باہر تشریف لانے کا کیا کہ مبادا
شیخین نماز پڑھائین اور لوگون کو شبہہ ہو پس حضرت دست مبارک امیر المومنین اور فضل بن عباس کے
دوش پر رکھکی مسجد مین تشریف لائے اس حالت مین کہ پائے مبارک کو بسبب نقاہت
کی زمین پر کھینچتی تھی جب قریب محراب کے پہونچی تو دیکھا کہ ابوبکر نماز پڑھاتا ہے پس حضرت
نے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جا اور محراب مین بیٹھ گئی اور لوگون کو بیٹھی بیٹھی نماز پڑھائی

اور اعتبار کیا اوسقدر تکلف کا جو ابوبکر نے پڑھوائی تھی بلکہ از سر نو شروع کی اور بعد ادای نماز کی گھر مین
تشریف لائے اور شیخین کو مع ایک جماعت کی طلب کیا اور فرمایا کہ نہین تم سے کہا کہ اسامہ
ساتھہ جاؤ سب نے کہا کہ بجا ہے حضرت نے فرمایا کس لئے میرے حکم کے اطاعت نکی ابوبکر نے
کہا کہ مین لشکر مین گیا تھا صرف واسطے تجدید عہد کے آیا ہون عمر نے کہا کہ مین بھی گیا تھا اور مین
اسواسطے پھر آیا ہون کہ بجا ہا میسنے کہ آپکی مرض کا حال لوگون سے زبانی سنون تب حضرت نے
فرمایا کہ روانہ کرو لشکر اسامہ کو اور تم خود بھی جاؤ خدا لعنت کرے اوس شخص پر کہ تخلف کرے
لشکر اسامہ سے اور تین مرتبہ یہی ارشاد ہوا پھر بسبب تعب تشریف لیجانے کے مسجد مین اور بسبب
حزن واندوہ کی جو عارض ہوا تھا حضرت بیہوش ہو گئے اور حضرت نے جان لیا کہ ان لوگون کے دل
کینہ وفساد سے مملو ہین اوسوقت مسلمان رونے وصدا سے نوحہ وگریہ اہل وعیال حضرت
بیتاب بلند ہوئی اور زن ومرد اہل اسلام کے مضطرب ہوئے تب حضرت نے چشم مبارک کو وا کیا
اور اونکی طرف نظر کے اور فرمایا کہ حاضر کرو دوات وکتف یا کاغذ تا لکھون ایک نامہ کہ گمراہ نہو
ہرگز پس ایک شخص صحابہ سے اوٹھا کہ دوات وکاغذ حاضر کرے عمر نے کہا کہ صبر کر یہہ شخص معاذ اللہ
ہذیان کہتا ہے اور درد اسیر غالب ہے ہمکو کتاب خدا بس ہے پس اختلاف کیا اون لوگون نے
جو حاضر تھے بعض نے کہا کہ قول قول عمر ہے بعض نے کہا کہ قول قول رسولخدا ہے بعض
نے کہا کہ مخالفت امر حضرت کے اسوقت کیون کررہے ہے پھر عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حاضر
کرین دوات وکاغذ حضرت نے فرمایا کہ بعد اسکی کہ میں نے تمسے ایسی باتین سنی اور یہہ حرکتین بیجا
تمہارے دیکھین اب کچھ حاجت نہین لاکن وصیت کرتا ہون کہ میرے اہلبیت سے نیک سلوک
کرنا پھر حضرت نے روی مبارک اونسے پھیر لیا اور وہ لوگ چلے گئے مولانا مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے
ہین کہ حدیث طلب دوات وقلم کے صحیح بخاری وصحیح مسلم وسایر کتب معتمدہ اہلسنت مین موجود
ہے اور بطرق متعددہ روایت کی ہے ابن عباس سے کہ وہ اسقدر روتی تھی کہ اشک چشم
اونکی سنگ ریزہا سے مسجد کو تر کرتے تھے اور کہتی تھی کہ روز پنجشنبہ کیا روز پنجشنبہ کہ مرض نے
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے زیادتی کی اور فرمایا اون حضرت نے کہ لاؤ دوات وکتف
کو سفند تاکہ تحریر کرون تمہارے لئے ایسی کتاب کہ گمراہ نہو بعد اوسکی ہرگز پس نزاع کیے حاضرین نے
اور مناسب نہین کہ نزاع کرے جای حضور پیغمبر خدا مین پس عمر نے کہا کہ درد اسیر غالب ہوا ہے
اور قرآن ہمکو بس ہے پس اختلاف کیا حاضرین نے بعض نے کہا کہ حاضر کرو قلم دوات کہ

لکھین حضرت ناگہ بعد اسکی کے گرزاہ ہو اور بعض سے نے کہا کہ قول قول عمر ہے جب آوازین بہت بلند ہوئین
اور اختلاف کثیر ہوا انحضرت دلتنگ ہوئے اور فرمایا کہ چلی جاؤ میرے پاس سے نہین مناسب میری پاس
نزاع ابن عباس کہتی ہین کہ مصیبت و بدترین مصیبت یہہ ہے کہ منع کیا جناب رسولخدا انکو کتابت سے
بسبب اوس اختلاف کے کیا اونہون نے اور آوازین بلند کین اے عزیز اب بہی کوئی مقام شبہہ کا
باقی ہے کیونکہ اگر احاد من الناس قصد وصیت کری اور کوئی اوسکو مانع ہو لوگ مانع کو مطعون کرینگی
اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ قصد فرمائین کہ وصیت کرین اور اصلاح امت بہی اوسوقت مین مقصود
ہو اوسوقت ایک شخص منع کرے اور حضرت کو ناخوش کرے اور نسبت ہذیان کے اوحضرت کو
دی پس کیا حال ہوگا اوس شخص کا حالانکہ خدا تعالی فرماتا ہے وما ینطق عن الھوا ان ھو الا
وحی یوحے یعنی نہین فرماتے حضرت خواہش نفس سے اور نہین ہے کلام انحضرت مگر وحی
کہ اوسکو حکم خدا سے بہیجی جاتے ہی اور نیز فرمایا ہے خدا تعالی نے کہ جو کوئی آزار دے
رسولخدا کو خدا لعنت کرتا ہے اوسکو دنیا و آخرت مین اور زیادہ اس سے اذیت اور کیا ہو سکے کہ جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو مابین عظمت و شفقت جب دیکہین کہ قریب ہی کہ دنیا سی انتقال کرین اور
کوئی فائدہ متصور نہین تو اپنی کینہاے دیرینہ کو ظاہر کرین اور ہاتھہ اطاعت سی اٹھائین اور ہرچند
جناب رسولخدا ارشاد کرین کہ لشکر اسامہ کے ساتھہ جاؤ ہرگز نجائین اور نیز انحضرت ارشاد کرین
کہ قلم و دوات حاضر کرو کہ وصیت نامہ لکھون اسباب کتابت حاضر کرنی مین انکار کرین کہ امر خلافت جناب
امیر پر قرار نپاہی اب حضرات خیال کرین کہ جناب باری عز اسمہ کے نزدیک ایسی لوگو نکا کیا حال ہوگا
نہی مستر خسم کہتا ہے کہ طعن قرطاس عمدہ مطاعن خلیفہ ثانی سی ہے اور علمای ملت حقہ دامہا
اپنی کتابون مین لکہتی چلی آئی ہین لاکن طعن الریاح و تشیید المطاعن سے بہتر تفصیل اس طعن کے
ملاحظہ سی نہین گذری چونکہ طعن الریاح بہت مفصل ہے اور بعنایت الہی جل جلالہ مشہور بہی
ہو چکی ہے اور منظور اس مقام مین اختصار تہا مگر شاہ عبد العزیز دہلوی کو جواب طعن قرطاس
مین بہت ناز ہے اور تقلید نصر اللہ کابلی ترک کرکے مدعی تحقیق ہوئی ہین اور بغرض صیانت
خلیفہ ثانی معاذ اللہ منہا بحضرت مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ساحت علیا اون
حضرت کی نقایص خطا سی مبرا ہی نسبت خطا کی کی ہی لہذا ضرور ہوا کہ واسطی ابطال تمام
شبہات واردہ رکیکہ شاہصاحب کے یہہ مقام تشیید المطاعن سے مع عبارت تحفہ کی
لکہا جاے کیونکہ ترجمہ مین طول ہوتا ہے اور اختصار مین مطلب فوت ہوتا ہی ہو ھذا

قال اول عمده مطاعنهای شیعه است قصه قرطاس است بروایت بخاری و مسلم از ابن عباس آمده که آنحضرت
در مرض موت خود در روز پنجشنبه قبل از وفات بچهار روز صحابه را که در حجره مبارک حاضر بودند خطاب فرمود که نزد من
کاغذی و دواتی و قلمی بیارید تا من برای شما کتابی بنویسم که بعد از وفات من گمراه نشوید پس اختلاف کردند
حاضران در آوردن و نه آوردن و عمر گفت که کفایت میکند ما را قرآن مجید که نزد ما است و هر آئینه آنحضرت را درین وقت
درد شدت دارد پس بعضی تائید قول عمر کردند و بعضی گفتند که هان بیارید آنچه حضرت میخواهند از کاغذ و دوات و شور و شغب بسیار شد
درین اثنا کسی ازیشان گفت که آیا آنحضرت را هذیان و اختلاط کلام رو داده است باز از آن حضرت بپرسید که چه اراده میفرمایند پس بعضی از ایشان
باز استکلام مر آنحضرت اعاده خواستند آنحضرت فرمود که اینوقت از پیش من برخیزید که نزد پیغمبران تنازع و شور و شغب لایق
نیست و نوشتن کتاب باین قضیه و برخاستن موقوف ماند اینست قضیه قرطاس که خاطر خواه شیعه موافق روایات صحیحه اهل سنت است
و درین قصه چند وجه طعن متوجه بعمر میشود **اول** آنکه رد کرد قول آنحضرت را و قول آنحضرت همه وحی است **لقوله تعالی**
وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی ورد وحی کفر است لقوله تعالی **ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکافرون**
دوم آنکه گفت که آیا آنحضرت را هذیان و اختلاط کلام رو داده و حالانکه انبیا ازین امور معصوم اند و جنون بالاجماع
بر انبیا جائز نیست و الا اعتماد از قول و فعل شان برخیزد پس در همه حالات قول و فعل انبیا معتبر و قابل اتباع است **سوم**
آنکه رفع صوت و تنازع کرد در حضور پیغمبر حالانکه رفع صوت بحضور آنجناب کبیره است بدلیل قرآن که **یا ایها الذین امنوا لا
ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم
وانتم لا تشعرون** **چهارم** حق تلفی امت نمود زیرا که اگر کتاب مذکور نوشته میشد از گمراهی محفوظ میماندند و
حالا در هر وادی سرگشته و حیران اند و اختلاف بسیار در اصول و فروع پیدا کرده اند پس وزر و وبال
همه اختلافات بر گردن عمر است اینست تقریر طعن با زور و شوریکه دارد و در هیچ کتاب باین طمطراق پیدا
نمیشود و جواب این مطاعن چهار گانه اولا بطریق اجمال اینست که این کار را عمر تنها نکرده است تمام حاضران حجره درینمقدمه
دو گروه شده بودند و حضرت عباس و حضرت علی نیز دران وقت حاضر بودند پس اگر در گروه مانعین بودند شریک عمر
شدند در همه مطاعن و اگر در گروه مجوزین بودند لابد بعض مطاعن با ایشان هم عائد گشت مثل رفع صوت بحضور
پیغمبر خصوصا درینوقت نازک و مثل حق تلفی امت که بسبب منع مانعین از احضار قرطاس و دوات ممتنع شدند و نه دران وقت
و نه بعد از آن که فرصت دراز بود آورده آن کتاب را نویسانیدند پس این وجوه طعن مشترک گشت در عمر و غیر او که بعضی از آنها
باجماع شیعه و سنی مطعون نمیتوانند شد و چون طعن مشترک شد در مطعون و غیر مطعون ساقط گشت محتاج جواب نماند بلکه
اگر تامل بکار برده شود وجه اول از طعن نیز مشترک گشت زیرا که امر آنحضرت بلفظ ائتونی بقرطاس خطاب بجمیع حاضرین بود نه بعمر
بالخصوص پس اگر این امر برای وجوب و فرضیت بود در همه گناهگار و مخالف فرمان شرع شدند نهایت کار آنکه عمر دیگران را ایما

برین نافرمانی گردید و دیگران قبول حکم عمر کرده مخالفت حکم رسول بجا آوردند و در وعید من لم یحکم بما انزل الله فاولئک
داخل شدند پس نسبت شیطان شد که کافر را باعث بر کفر میشود نسبت دیگران حاشا هم چون کافران و بر روشن است که
الحق فقط شیطان متوجه نمیتوان کرد و الا کافران معذور بلکه ماجور باشند و هو خلاف القرآن بل
الشریعة کلها و اگر این امر بنابر وجوب و فرضیت نبود بلکه بنابر صلاح و ارشاد باشد مخالفت آن باجماع جایز است چنانچه باید
نما الله تعالی و اگر جواب تفصیلی از حیطه طعن مرغوب باشد تفصیل باید شنید و جواب اول از طعن مبنی بر آنست که عمر رد وحی کرد و جمیع
اقوال پیغمبر وحی است بقوله تعالی و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی و در هر مقدمه خلل مبین است اما اول پس از
آنجهت که عمر رد قول آنحضرت نمود بلکه ترفیه و آرام و راحت دادن پیغمبر و رنج نکشیدن آنجناب در حالت شدت بیماری
منظور داشت و این معامله را بالعکس حکم پیغمبر فهمیدن بکمال تعصب و عناد است هر کسی بیمار عزیز خود را از محنت کشیدن
رنج بردن حمایت میکنند و اگر احیانا آن بیمار در حالت شدت درد و مرض بنابر مصلحت حاضرین و فایده آنها میخواهد که
مشقتی نماید آنرا از تعلل و مدافعت بالغ می آیند و استغنا از آن مشقت و عدم احتیاج بآن و ضرور نبودن آن بیان میکنند و این
معامله سنت بزرگان و عزیزان بار اده تر مروج و معمولست پس چون عمر دید که آنحضرت برای فایده صحابه و امت میخواهند که در موقف تنگ
شدت مرض با تمیز است خود املا کتاب فرمایند یا بدست خود نویسند در آنحرکت قولی و فعلی در آنحالت موجب کمال حرج
و مشقت خواهد بود تجویز این معنی گوارا نکرد و با آنحضرت خطاب نمود از راه کمال ادب بلکه مردم دیگر از آیه کریمه ثابت کرد که
استغنا از این حرج دادن حاصل است که بگوش آنحضرت برسد و آنحضرت بدانند که این مشقت بر خود کشیدن در آنحالت چندان
ضرور نیست و فی الواقع این معنی از عقلا صد آفرین و هزار تحسین بر دقت نظر عمر است زیرا که قبل از این واقعه بسه ماه آیه کریمه
اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا نازل شده بود و الباب
نسخ و تبدیل و زیاده و نقصان را درین مطلقا مسدود ساخته مهر ختم بر آن نموده گذشت
و بهمین آیه اشاره کرده عمر در عبارت که حسبنا كتاب الله پس اگر آنحضرت در آنحالت چیزی جدید که مسابق در کتاب
شریعت نیامده نوشته باشند موجب تکذیب این خبر بود و آن محالست پس مقصد آنحضرت در این موقف نیست مگر تاکید حکم که
سابق قرار یافته و تاکید آنحضرت ما را بیشتر و چسپان تر از تاکید حقتعالی در وحی منزل خود نخواهد بود پس در این موقف چه ضرور
که آنحضرت این مشقت نماید که چندان در کار نیست بر ذات پاک خود گوارا نماید بهتر که در راحت و آرام بگذارند و این
لفظ که ان رسول الله قد غلبه الوجع وعندنا كتاب الله حسبنا صریح باین قصه گواه است پس معلوم شد
که رد حکم پیغمبر را درین ماجرا نسبت به عمر کردن بکمال غلط فهمی و نادانی یا بکمال عداوت و بغض و عناد است و این
قسم عرض مصالح و مشاورات همیشه معمول پیغمبر با صحابه و معمول صحابه با پیغمبر بود علی الخصوص عمر را در این باب خصوصیتی
و جرئتی بهم رسیده بود که در قصه نماز بر منافق و پرده نشین کردن ازواج مطهرات و قتل جمعی از غزوه بدر و مصلی

لفظ زیرا که در نسخه مطبوعه کلکته نیست

گر فهم مقام ابراهیم امثال ذلک وحی الهی موافق عرض او آمده بود تعظیم پیغمبر میشد و اگر این فهم غرض مصلحت را
رد وحی و رد قول پیغمبر گفته آید حضرت امیر هم شریک عمر در چند جا خواهد بود اول آنکه در بخاری که اصح الکتب
اهلسنت است بطریق متعدده مرویست که آنحضرت شبی در خانه امیر و زهرا تشریف برد و ایشان را از خواب گاه بر داشت
و برای ادای نماز تهجد تهدید بسیار فرمود و گفت قوما فصلیا حضرت امیر گفت والله لا نصلی الا ما
کتب الله لنا یعنی قسم بخدا که ما هرگز نماز نخواهیم خواند الا آنچه مقرر کرده است خدا تعالی برای ما وانما انفسنا
بید الله یعنی دلهای ما در دست خداست اگر توفیق نماز تهجد میداد میخواندیم پس آنحضرت از خانه ایشان برگشت و ران های
خود میکوفت و میفرمود و کان الانسان اکثر شیء جدلا پس درین قصه محادله با رسول الله در مقدمه شرعی
و تمسک بشبهه جبریه که اصلا در شرع مسموع نیست از حضرت امیر واقع شد لاکن چون قرینه حالیه گواه صدق وی را
و قصد نیک بود آنحضرت ملامت نفرمود دوم ایضا در صحیح بخاری موجود است که در غزوه حدیبیه چون صلحنامه
در میان پیغمبر و کفار نوشته میشد حضرت امیر لفظ رسول الله در القاب آنحضرت رقم فرموده بود و در میان کفار
از رقم این لقب مانع آمدند و گفتند که اگر ما این لقب را تسلیم میداشتیم با او چرا جنگ میکردیم آنحضرت هر چند
امیر را فرمود که این لفظ را محو کن حضرت امیر بنا بر کمال ایمان محو نفرمود و مخالفت امر رسول نمود تا آنکه
حضرت صلحنامه از دست امیر گرفته بدست مبارک محو فرمود پس نزد اهلسنت این قسم امور را مخالفت پیغمبر نمیگویند
و نمیدانند و حضرت امیر را برین مخالفت طعن نمیکنند عمر را چرا طعن خواهند کرد و اگر شیعه بتقسیم امور را هم رد قول پیغمبر
بگویند تیشه بپای خود خواهند زد و دایره قیل و قال را بر خود تنگ خواهند ساخت زیرا که در کتب شیعه نقلیم
مخالفت ها و عرض مصلحت و مشورت در حق حضرت امیر مرویست روی الشریف المرتضی علم الهدی عند الامامیه
فی کتاب الدرر والغرر عن محمد بن الحنفیة عن ابیه امیر المؤمنین علی انه قال قد کثر الناس علی ماریة
القبطیة ام ابراهیم بن النبی فی ابن عم لها قبطی کان یزورها ویختلف الیها فقال النبی
خذ هذا السیف وانطلق فان وجدته عندها فاقتله فلما اقبلت نحوه علم انی اریده فاتی
نخلة فرقی الیها ثم رمی نفسه علی قفاه وشغر برجلیه فاذا انه اجب امسح لیس له ما للرجال
لا قلیل ولا کثیر قال فغمدت السیف فرجعت الی النبی فاخبرته فقال الحمد لله الذی یصرف
عنا الرجس اهل البیت انتهی و این روایت دلیل صریحست که ماریه قبطیه نیز از اهلبیت بود و در آیه تطهیر
داخل والحمد لله علی شمول الرحمة وعموم النعمة وروی محمد بن بابویه فی الامالی والدیلمی
فی ارشاد القلوب ان رسول الله اعطی فاطمة سبعة دراهم وقال اعطیها علیا ومریه ان
یشتری لاهل بیته طعاما فقد غلبهم الجوع فاعطتها علیا وقال ان رسول الله امرک ان

در نسخه مطبوعه کلکته محاولت

در نسخه مطبوعه کلکته کفر

در نسخه مطبوعه کلکته الغرر والدرر

در نسخه مطبوعه کلکته مرویست و هو غلط صریح ۱۲

يبتاع لنا طعاما فاخذ على وخرج من بيته ليبتاع طعاما لاهل بيته فسمع رجلا يقول من
يقرض الملى الوفى فاعطاه الدراهم و درين قصه هم مخالفت رسول الله است و هم تصرف در مال غير بغير
اذن او و هم اتلاف حقوق عيال و قطع رحم اقرب كه بيرون وجه باشد و رنج دادن رسول بمشاهده گرسنگى
اولاد فرزندان خود لاكن چون اينهمه لله و فى الله و ايثار الطاعة الله بود مقبول افتاد و محل مدح
و منقبت گرديد چه جاى آنكه جاى عتاب و شكايت باشد و نظر اين معلوم حضرت امير بود كه اصحاب حقوق يعنى حضرت
زهرا و حسنين باين ايثار رضا خواهند داد و جناب پيغمبر هم تجويز خواهند فرمود اما مقدمه دوم يعنى جميع اقوال پيغمبر وحى است
پس باطل است هم بدليل عقلى و هم بدليل نقلى اما عقلى نزد هر عاقل ظاهر است كه معنى رسول رساننده پيغام
و چون اضافت بخدا كرديم رساننده پيغام خدا معنى اين لفظ شد پس در ضمن رسالت همين قدر داخل است
كه بسوى او وحى آمده باشد و بواسطه او پيغامى از جانب خدا بما برسد نه آنكه هر قول او پيغام خدا باشد و آيه
ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى صريح خاص بقرآن است بدليل علمه شديد القوى نه عام در جميع
اقوال پيغمبر و نيز روشن است كه هر كسى را بادشاهى يا اميرى رسول خود كرده بجانب ملكى بفرستد هرگز مردم
آن ملك جميع اقوال آن رسول را از جانب آن بادشاه و آن امير نخواهند دانست و اما نقلى پس براى آنكه اگر اقوال
آنحضرت تمام وحى منزل من الله ميشد در قرآن مجيد چرا بر بعضى اقوال آنحضرت عتاب ميفرمود حالانكه در جابجا
عتاب شديد نازل شده عفا الله عنك لم اذنت لهم و قوله تعالى و لا تكن للخائنين خصيما و استغفر الله
ان الله كان غفورا رحيما و لا تجادل عن الذين يختانون انفسهم الى آخر الاية و اذن دادن
بگرفتن فديه از اسيران بدر اگر منعقد نشد چرا واقع ميشد لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما اخذتم
عذاب اليم و نيز اگر چنين ميشد امر بقتل قبطى و خريدن طعام و محو رسول الله و امر به تهجد همه وحى منزل من الله
ميشد و در اين وحى از جناب امير لازم ميآيد و نيز در صورت امر بمشوره صحابه كه در آيه وشاورهم فى الامر
وارد است چه معنى داشت و اطاعت در بعض امور صحابه را كه از آيه لو يطيعكم فى كثير من الامر لعنتم
مستفاد ميشود بر چه چيز محمول تواند بود و نيز جناب امير در غزوه تبوك چون بودن آنجناب در مدينه
نزد عيال امر رسول خدا شده چه قسم شكفت اتخلفنى فى النساء و الصبيان در مقابله وحى اين اعتراض
نمودن كى جايز است و نيز در اصول ما ثابت شده جميع اقوال آنحضرت را وحى نمى‌دانند و جميع افعال
آنجناب را واجب الاتباع نمى‌انگارند پس در اين طعن اين مقدمه فاسده باطله را كه نه مطابق واقع است
و نه مذهب خود و نه مذهب خصم براى تكميل و ترويج طعن خود آوردن چه قدر داد تعصب و عناد دادن
حالا اين آهنگ را بلندتر نمائيم و از اقوال پيغمبر بالاتر آييم و گوييم نزد شيعه و سنى غرض مصلحت دفع

مشقت بود در خلاف حکم الهی بلا واسطه که بالقطع وحی منزل من الله باشد چند مرتبه اصرار کردن رد
وحی نیست جناب پیغمبر خاتم المرسلین در شب معراج بمشوره پیغمبر دیگر که از عمده اولو العزم است یعنی حضرت موسی
علی نبینا وعلیه السلام نه بار مراجعت فرموده و عرض کرد که این حکم را امت من تحمل نمیتوانند کرد ذکر ذلک
ابن بابویه فی کتاب المعراج اگر معاذ الله این امر رد وحی باشد از پیغمبران چه قسم صادر شود این را رد وحی
گفتن بغیر از ملحدی و زندیقی نمیآید و نیز مراجعت حضرت موسی با پروردگار خود بعد از آنکه بلا واسطه او حکم
شد در قرآن مجید صریح منصوص است قوله تعالی واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظالمین
قوم فرعون الا یتقون قال رب انی اخاف ان یکذبون ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی
فارسل الی هارون ولهم علی ذنب فاخاف ان یقتلون قال کلا فاذهبا بایاتنا انا معکم
مستمعون و نیز از مقررات شیعه است در علم اصول خود که امر رسول بلکه امر خدا بلا واسطه نیز محتمل ندب است و مقتضی
وجوب نیست بالیقین پس مراجعت توان کرد تا واضح شود که مراد ازین امر وجوب است یا ندب ذکره الشریف المرتضی
فی الدرر والغرر چون چنین باشد عمر را درین مراجعت با خود تمسک بآیه قرآنی در باب استغنا از تحمل مشقت که صریح دلالت
بر ندب این امر میکند چه تقصیر و کدام گناه **وجه ثانی** از طعن یعنی آنکه عمر اختلاط کلام را به پیغمبر نسبت کرد پس نیز
بیجاست زیرا که اول از کجا ثابت شود که گوینده این لفظ اهجر استفهموه عمر بود در اکثر روایات قالوا واقع است
محتمل است مجوزین آوردن قرطاس و دوات تقویت قول خود کرده باشند باین کلمه و استفهام انکاری بود یعنی
هجر و هذیان بر زبان پیغمبر خود مقرر است که جاری نمیشود پس آنچه فرموده است بآن اهتمام نمایید و آنچه نوشتن آن
ارشاد میشود بپرسید که چه منظور دارند و محتمل است که مانعین نیز بطریق استفهام انکاری گفته باشند که آخر پیغمبر هذیان
نمیگوید و ظاهر این کلمه بفهم ما نمیآید پس باز پرسید که آیا نوشتن کتاب حقیقة مراد است یا چیز دیگر و وجه نفهمیدن این کلمه صریح
و ظاهر بود زیرا که عادت شریف آنحضرت بود که احکام الهی را بخدا نسبت میفرمود و درینجا نفرمود که ان الله امرنی
ان اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی مانعین را توهم پیدا شد که خلاف عادت البته نفرموده باشند ما نفهمیدیم تحقیق
باید کرد و نیز قطعا معلوم داشتند که آنجناب نمی نوشت و مشق این صنعت نداشت بلکه این صنعت اصلا از وی بصدور
نمی آمد و دفعا للتهمة موافق نص قرآن وما کنت تتلو من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینک درین عبارت نسبت
آن بخود فرمود اکتب لکم کتابا این چه معنی دارد این را استفهام باید کرد که آخر کلام پیغمبر بزبان خود بخواهد بود و
نیز عادت آنجناب بود که غیر از قرآن چیزی دیگر نمی نویسانید بلکه یکبار عمر ابن الخطاب نسخه از توریه آورده میخواند آنجناب
او را منع فرمود پس درینوقت که خلاف این عادت مستمره سوای قرآن بدست خود نوشتن فرمود کمال تعجب حاضرین را
رو داد و هیچ نفهمیدند ازین راه ذکر هذیان بطریق استفهام انکاری یا استفهام تعجبی بزبان بعضی از ایشان گذشت و اگر

در نسخه چهاپه کلکته لفظ بعض از ایشان باصلاح نوشته شده

غرض ایشان اثبات هذیان بر پیغمبر بشد این میگفتند که کار برسید که گفتند که بگذارید که کلام هذیان را اعتبار نیست و تفصیل
کلام درین مقام آنست که هجر در لغت عرب بمعنی اختلاط کلام است بوجهی که فهمیده نشود و این اختلاط دو قسم میباشد
در حصول یک قسم انبیا را هیچ باس را نزاعی نیست و آن آنست که بسبب بحة الصوت و غلبه خشکی بر زبان و ضعف
آلات نطق و تکلم مخارج حروف کما ینبغی مبین نشود و الفاظ بوجه نیک مسموع نگردد و در لحوق اینحالت بانبیا
نقصانی نیست زیراکه از اعراض و توابع مرض است و پیغمبر ما را نیز باجماع اهل سیر بحة الصوت در مرض موت عارض
شده بود چنانچه در کتب صحیحه احادیث نیز موجود است قسم دویم از اختلاط کلام آنست که بسبب غشی و صعود بخارات
بدماغ که در تبهای محرقه اکثر میباشد کلام غیر منتظم بخلاف مقصود بر زبان جاری گردد و این امر هرچند ناشی از
امور بدنی است لاکن اثر آن بروح مدرکه میرسد علما را در تجویز این امر بر انبیا اختلاف است بعضی انبیا را قیاس بر جنون
کنند و ممتنع دانند و بعضی قیاس بر نوم کنند و جایز شمارند و در لحوق سبب این عارضه بانبیا شبهه نیست زیراکه لحوق
غشی بحضرت موسی علی نبینا و علیه السلام در قرآن مجید منصوص است **قوله تعالی وخرّ موسی صعقا** و لحوق
بیهوشی در وقت نفخ صور بجمیع پیغمبران سوای حضرت موسی نیز ثابت و صحیح **قوله تعالی ونفخ فی الصور فصعق**
من فی السموات و من فی الارض الا من شاء الله و در حدیث صحیح وارد است **فاکون اول من یفیق فاذا موسی**
اخذ بقائمة من قوائم العرش فلا ادری اصعق فافاق قبلی ام جوزی بصعقة الطور آری اینقدر هست که
حقتعالی انبیا را بجهت کرامت و بزرگی ایشان در حالت غشی و بیهوشی نیز از آنچه خلاف رضای او تعالی میباشد معصوم
میدارد قولاً و فعلاً هرچه صادر میشود حق است از ایشان صادر میشود در هر حالت و بر ظاهر است که این حالت را قیاس بر
جنون نتوان کرد که در جنون اوزا اختلال در قوای مدرکه روح بهم میرسد و راسخ و مستمر میباشد بخلاف اینحالت که در
روح اصلا اختلال نمیباشد بلکه آلات بدنی بسبب استیلای مخالف و توجه روح بدفع آن در حکم روح نمی‌مانند و لهذا این
حالت استمرار و رسوخ ندارد پس اینحالت مثل نوم است که انبیا را نیز لاحق میگردد و از حالت یقظه تفاوت بسیار ازدارد
نهایت اینکه در خواب نیز دل این بزرگان آگاه و خبردار میباشد و بعضی از احکام نوم در اموریکه متعلق بجوارح و چشم و
گوش میباشد تاثیر میکند و فوت نماز و تاخیر آن از خروج وقت آن طاری میگردد چنانچه در **کافی کلینی** در خبر
لیلة التعریس مذکور است و همچنین سهو و نسیان در نماز ایشان را لاحق میشود چنانچه امامیه در کتب صحیحه خود از انبیا و ائمه
وقوع سهو را روایت کرده اند و چون درین قصه بوجوه بسیار از جناب پیغمبر خلاف عادت بظهور رسیده چنانچه سابق
مفصل نوشته شد اگر بعضی حاضرین را توهم پیدا شده باشد که مبادا از جنس اختلاط کلام است که درین امر احتمال دو
میدهد بعید نیست و محل طعن و تشنیع نمیتواند شد علی الخصوص که شدت درد و التهاب حمی در آنوقت بر آنجناب رو
کرده بود از روایت دیگر صریح این معنی و این استبعاد معلوم میشود که گفتند **ما شانه اهجر استفهموه** و بعضا ازراه

مراعات ادب این گوینده هیچ جرم نکرده و بر سبیل تردد گفت که آیا اختلاط کلام است یا ما معنی فهمیدیم بار دیگر استفهام
کنید تا واضح فرماید و بتیقظ و هوشیاری ارشاد کنند تا دوات و کاغذ بیاریم والا درگذریم که چندان حاجت
مشقت کشیدن نیست اینهمه بر تقدیریست که قسم خبر از اختلاط کلام مراد باشد و اگر قسم اول انشا مراد باشد یعنی
همین مضمون را اطلاق عادت پیغمبر می بینیم مبادا بسبب ضعف ناطقه الفاظ آنجناب را بخوبی در نیافته باشیم الفاظ دیگر است و
ما چیزی دیگر میشنویم بار دیگر استفهام کنید تا واضح فرماید و بیقین معلوم کنیم که همین الفاظ است آنگاه دوات و کاغذ بیاریم
پس اصلا اشکال نمی آید **وجه سیوم** از طعن سراسر غلط فهمی یا از حق چشم پوشی است زیرا که رفع صوت
بر صوت پیغمبر ممنوعست و از کسی درین قصه صادر نشده نه از عمر و نه از غیر عمر و رفع صوت باهم در حضور آنحضرت
بتقریب مناظرات و مشاجرات همیشه جاری بود و اصلا آنرا منع نفرموده اند بلکه اشاره قرآن بتجویز آن میفرماید
بدو جهت **اول** باین لفظ که لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و این نفرموده که لا ترفعوا اصواتکم بینکم
عند النبی **دوم** بلفظ کجهر بعضکم لبعض پس صریح معلوم شد که جهر بعض بر بعض جایز است و معهذا از اینجا ثابت
شود که اول عمر رفع صوت کرده باعث تنازع گردیده این را بدلیلی ثابت باید کرد بعد از ان زبان طعن باید گشاد
در ان حجره جمعی کثیر بودند و مقالات جمع کثیر را رفع صوت لابدیست و ارشاد پیغمبر که لا ینبغی عندی تنازع نیز برهمین
مدعا گواه است زیرا که لا ینبغی ترک اولا را گویند نه حرام و کبیره را اگر کسی گوید که زنا کردن مناسب نیست نزد اهل شرع
مضحکه میگردد و لفظ هجر هم بمعنی از راه تنگ مزاجی مریض است که بگفت و شنید بسیار تنگدل میشود و آنچه در حالت
مرض از راه تنگ مزاجی بوقوع میآید در حق کسی محل طعن نیست علی الخصوص که این خطاب بهمه حاضرین است خواه مجوزین
خواه مانعین و در روایت صحیحه وارد است که آنحضرت ع م درهمین مرض لدود خورانیده بودند بعد افاقت فرمودند
لا یبقی احد فی البیت الا لد الا العباس فانه لم یشهدکم و این تنگ مزاجی که بسبب مرض لاحق میگردد اصلا
نقصان ندارد که انبیا را از ان معصوم اعتقاد باید کرد که مثل ضعف بدن است که در امراض لاحق میشود **وجه چهارم**
از طعن مبنی بر خیال باطل است زیرا که حق تلفی است وقتی میشد که چیزی جدید را که از جانب خدا آمده باشد و در
حق امت نافع باشد ممانعت میکردند و مضمون آیه الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی قطعا معلوم است
که امر جدید نبود بلکه امر و نهی دینی هم نبود محض مشوره نیک و مصالح ملکی ارشاد میشد که زمان همین وصیت بود
و کدام عاقل تجویز میکند که جناب پیغمبر در مدت بست و سه سال که زمان نبوت آن افضل البشر بود با وصف جمعیت
و فراغت که بعموم خلق بلند و بالخصوص در حق امت خود داشت و با وجود تبلیغ قرآن و ارشاد احادیث بی شمار در
وقت تنگ چیزی بگوید که هرگز نگفته بود و آنچیز تریاق مجرب بود برای دفع اختلاف منحصر است بگوید یا نویسد و منع کردن عمر
ممتنع شده و تا پنج روز در حیات بود و اصلا عمر در آنخانه حاضر نه بجز و توهم آنکه مبادا الشنود و از بیرون تهدید

واقع

نماید بر زبان بیارد و با وصف آمد و رفت جمیع اهلبیت در مدت نبوت تا بهانه نیز باید که این کلمات نوشته گذارد سبحانک هذا بهتان
عظیم دلیل عقلی بر بطلان این خیال باطل آنست که اگر پیغمبر بنوشتن این کتاب بالحتم والقطع از جناب باری
تعالی مأمور میبود با وصف یافتن فرصت که بقیه روز پنجشنبه و تمام روز جمعه و شنبه و یکشنبه بخیریت گذشت متعرض کتابت
آن نشد لازم میآید تساهل در تبلیغ که منافی عصمت آنجناب است حاشاه من ذلک **قوله تعالی** یا ایها الرسول بلغ ما
انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس اینجه ترسیدن از
عمر در نبوت که موت غالب بر حیات شده بود چقدر بوعده آلهی که بعصمت و محافظت وارد است نامطمئن بودن است
معاذ الله من ذلک و اگر باجتهاد خود میخواستند که چیزی بنویسند پس بگفته عمر ازان اجتهاد رجوع فرمود بنا بر علی الشق
الاول طعن بالکلیه زایل گشت بلکه در رنگ سایر موافقات عمر این منقبت شد منقبت بعمر عزیز او ذل ذلیل و علی الشق
الثانی در ترک آنچه نافعیت فهمیده بود مصداق رحمت آلهی نشد حاشا جنابه من ذلک **قوله تعالی** لقد
جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم **دلیل دیگر** آنکه
آنچه منظور داشت در نوشتن کتاب یا امر جدید بود زاید بر تبلیغ سابق یا ناسخ و مخالف آن یا تاکید آن علی الشق
الاول والثانی تکذیب آیه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی لازم میآید و علی الشق الثالث
هیچ حق تلفی امت نمیشود زیراکه تاکید پیغمبر بالاتر از تاکید خدا نبود اگر از تاکید او حیا بی بر ندارند از تاکید پیغمبر
در حق شان چه خواهد کشود **دلیل نقلی** بر بطلان این خیال آنکه در روایت سعید بن جبیر از ابن عباس در
همین خبر قرطاس وارد است و در صحیحین موجود که اشتد برسول الله وجعه فقال ائتونی بکتف اکتب
لکم کتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا فقالوا ما شانه اهجر استفهموه فذهبوا یردون علیه
فقال دعونی فالذی انا فیه خیر مما تدعونی الیه واوصاهم بثلث قال اخرجوا المشرکین من جزیرة
العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزهم وسکت عن الثالثة او قال فنسیتها وفی روایة
وفی البیت رجال منهم عمر بن الخطاب فقال قد غلبه الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب الله
ازین روایت صریح مستفاد شد که قبل از تکلم عمر حاضرین تنازع کردند و آنچه گفتنی بود گفتند و باز از جناب پیغمبر پرسیدند
و آنجناب بعد از مراجعت سکوت فرمود از طلب دوات کتابت و اگر امر جزمی یا موافق وحی می بود سکوت آنحضرت
در امضای آن منافی عصمت می بود و آنحضرت بعد ازین قصه باقرار شیعه تا پنج روز زنده ماند روز دوشنبه رفیق
اعلی گشت و فرصت تبلیغ وحی درین مدت بسیار یافت و نیز معلوم شد که از امور دین چیزی بنوشتن منظور نداشت بلکه
در سیاست مدنیه و مصالح ملکی و تدبیرات دنیوی چنانچه زبانی تا آن چیزها وصیت فرمود و چیز سیوم که درین روایت
فراموش شده تجهیز جیش اسامه است که در روایت دیگر ثابت است و اول دلیل برین مدعا آنست که چون بار دیگر

از آوردن دوات و شانه برسیدند در جواب فرمود که فالذی انا فیه خیر مما تدعونني الیه یعنی شما میخواهید
که وصیت نامه بنویسیم و من مشغول الباطن ام بمشاهده حقتعالی و قرب و مناجات او جل شانه و اگر منظور نوشتن امور دنیویه
یا تبلیغ وحی باشد معنی خیریت درست نمی گشت زیرا که باجماع در حق انبیا بهتر از تبلیغ وحی و ترویج احکام دین عبادتی
نیست و نیز ازین روایت ظاهر شد که چون آنحضرت بار دیگر جواب بی تعلقی و وارستگی از عالم باصحاب ارشاد فرمود حاضران را یاسی
و حسرتی دامنگیر حال شد عمر ابن الخطاب برای تسلی آنها بعبارت گفت که این جواب ترش پیغمبر بشما نه از راه عتاب و غضب است
بر شما بلکه بسبب شدت درد سر است که موجب تنگ مزاجی گشته و از وارستگی پیغمبر مایوس نشوید که کتاب الله کافی و شافی
برای تربیت شما و پاس دین و ایمان شما از اینجا معلوم شد که این کلام عمر بن الخطاب بعد ازین گفت و شنید و در مقام تسلیه
اصحاب واقع شد نه در مقام ممانعت از کتابت و مقطع الکلام درین مقام آنست که حضرت امیر نیز درین قصه حاضر بود
باجماع اهل سیر از طرفین و اصلا انکار او بر عمر یا دیگر حاضران آن مجلس که ممانعت از کتابت کرده بودند نه در حیات شان
و نه بعد از وفات شان که زمان خلافت حضرت امیر بود بروایت شیعه و سنی منقول نشده پس اگر عمر درین کار خطا وار است
حضرت امیر نیز مجوز کار اوست و غیر از ابن عباس که در آن زمان صغیر السن بود هرگز برین قصه افسوس و تحسر از کسی منقول
نشده اگر فوت امر مهمی درین ماجرا رو میداد کبرای صحابه و لا اقل حضرت امیر خود آنرا مذکور میفرمود و حسرت میخوردند و شکایت
این ممانعت بر زبان می آوردند و اگر درینجا کسی را الطریق شبه بخاطر رسد که اگر مهمی از مهمات دین منظور نظر پیغمبر درین
نوشتن نبود پس چرا فرمود که لن تضلوا بعدی زیرا که این لفظ صریح دلالت میکند که بسبب نوشتن این کتاب
شما را گمراهی نخواهد شد و معنی گمراهی همین است که در دین خللی افتد جواب این شبه آنست که لفظ ضلالت در لغت عرب
چنانچه بمعنی گمراهی در دین می آید بمعنی سوء تدبیر در مقدمات دنیوی نیز بسیار مستعمل میشود مثالش از کلام الهی قول برادران
حضرت یوسف است در حق حضرت یعقوب که در سوره یوسف مذکور است قالوا لیوسف و اخوه احب الی ابینا
منا و نحن عصبة ان ابانا لفی ضلال مبین و نیز در جای دیگر است انک لفی ضلالک القدیم و پیداست
که برادران حضرت یوسف کافر نبودند که پدر بزرگوار خود را که پیغمبر عالیمرتبه بود گمراه دین اعتقاد کنند معاذ الله من هذا الظن
الفاسد مراد ایشان بی تدبیری دنیوی بود که پسران کار آمدنی را که بخدمات قیام داوند چندان دوست نمیدارد
پسران خردسال کم محنت قاصر الخدمت را نوبت بعشق رسانیده پس درینجا هم مراد از لن تضلوا خطا در تدبیر ملکی است
نه گمراهی دین و دلیل قطعی برین اراده آنست که در مدت بست و سه سال نزول وحی و قرآن و تبلیغ احادیث اگر
کفایت در هدایت ایشان و دفع گمراهی ایشان نشده بود درین دو سه سطر کتاب چه قسم کفایت اینکار متصور است
شد و نیز درینجا بخاطر بعضی میرسد که شاید منظور آنجناب نوشتن امر خلافت باشد و بسبب ممانعت عمر این امر
مهم در حیز توقف افتاد گوییم اگر منظور نوشتن خلافت باشد از دو حال بیرون نخواهد بود یا خلافت ابوبکر خواهد بود

تسلیه

یا خلاف حضرت امیر بر تقدیر اول آنحضرت بار دیگر در همین مرض این داعیه بخاطر مبارک آورده خود بخود موقوف ساخت بی آنکه عمر یا دیگری ممانعت نماید بلکه حواله بخدا و اجماع مومنین فرموده داشت که آنچه مقدمه واقع شد نیست حاجت نوشتن نیست در صحیح مسلم موجود است که بجناب عائشه صدیقه را در همین مرض فرمود ادعی لی اباك واخاك اكتب لهما كتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قایل وانا اولی ویابی الله والمؤمنون الا ابا بكر یعنی بطلب نزد من پدر و برادر خود را تا من بنویسم وصیت نامه زیرا که میترسم که آرزو کند آرزو کننده و یا گوید گوینده که منم و دیگری نیست وقبول نخواهد کرد خدا و مردم با ایمان مگر ابوبکر در اینجا عمر کی حاضر بود که از نویسانیدن وصیت نامه ممانعت کرده باشد و بر تقدیر ثانی نیز حاجت نوشتن نبود زیرا که قبل ازین واقعه بحضور هزاران کس در میدان غدیر خم خطبه ولایت امیر المومنین علیه السلام فرموده بود و حضرت امیر را مولای هر مومن و مومنه ساخته و آن قصه مشهور آفاق و زبان خلق گشته بود اگر با وصف آن تقید و تاکید و شهرت و تواتر موافق آن عمل نکنند ازین نوشتن خانگی که چند کس پیش در انجا بودند چه می کشود بالجمله هیچ صورت در ممانعت ازین کتاب حق است تلف نشده و مهمات دینی در پرده خفا نمانده و این خیال باطل بعینه مثال خیال غیبت امام مهدی است خدا و نجدد که وسواسی جنبش نیست و مرض وسواس را علاجی نه و آنا آنچه گفته اول عمده طعنهای شیعه است قصه قرطاس روایت بخاری و مسلم الی قوله این است قصه قرطاس که خاطر خواه شیعه موافق روایات صحیحه اهل سنت است بس اختلال منقول بچند وجه واضح ولایح است اول آنکه لفظ قبل از وفات بچهار روز در روایات قصه قرطاس مذکور نیست دوم آنکه تقدیم اختلاف دیگر حاضران بر قول عمر از تحریفات مخاطب در روایات این قصه اختلاف حاضران بعد قول عمر مذکور است سوم آنکه قوله درین اثنا کسی ابهم گفته که آیا آنحضرت را هذیان و اختلاط کلام رو داد ترجمه الفاظ روایات نیست و ما در اینجا بنا بر اثبات امور مذکوره الفاظ متضمنه این قصه را از صحیح بخاری و صحیح مسلم و مشکوة نقل نمائیم پس بدانکه بخاری این روایت را در هفت موضع باسانید مختلفه و عبارات متنوعه ذکر نموده اول در کتاب العلم باب کتابة العلم الفاظ آن اینست حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبی وجعه قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعده قال عمر ان النبی غلبه الوجع وعندنا کتاب الله حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیة کل الرزیة ما حال بین رسول الله وبین کتابه دوم در کتاب الجهاد در باب هل یستشفع الی اهل الذمة ومعاملتهم وجوائز الوفد والفاظ آن اینست حدثنا قبیصه قال حدثنا ابن عیینه عن سلیمان الاحول عن سعید بن جبیر عن ابن عباس انه قال یوم

در جای ه ولا و یا بی الله است

از قصه کتابت

ف ص
فقد حکم علینا اهل السنة بشرط التواتر
السبع علی اصل صحیح البخاری
ومضمونها مأخوذ من بعض الشروح
باعانة بعض

الخمیس ثم بکی حتی خضب دمعہ الحصباء فقال اشتد برسول اللہ وجعہ یوم الخمیس فقال ائتونی
بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا
اھجر رسول اللہ قال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصی عند موتہ
بثلاث اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم ونسیت الثالثہ
سوم در کتاب الخمس در باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب حدثنا محمد قال حدثنا ابن
عیینہ عن سلیمان بن ابی مسلم سمع سعید بن جبیر سمع ابن عباس یقول یوم الخمیس
ثم بکی حتی بل دمعہ الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول اللہ وجعہ
فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی
تنازع فقالوا ما لہ اھجر استفھموہ فقال ذرونی الذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ فامرھم
بثلث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم والثالثۃ اما
ان سکت عنھا واما ان قالھا فنسیتھا قال سفیان ھذا من قول سلیمان چہارم در باب
مرض النبی و وفاتہ الفاظ ایں است عن سلیمان الاحول عن سعید بن جبیر قال قال ابن
عباس یوم الخمیس اشتد برسول اللہ وجعہ فقال ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا
فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون عنہ فقال دعونی فالذی
انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصاھم بثلث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد
بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ او قال فنسیتھا پنجم در ہمین باب بعد ذکر اسناد دیگر الفاظ
ایں است عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ وفی البیت رجال فقال النبی ھلموا اکتب لکم
کتابا لا تضلوا بعدہ فقال بعضھم ان رسول اللہ قد غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ
فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ومنھم من
قال غیر ذلک فلما اکثروا اللغو والاختلاف قال رسول اللہ قوموا عنی قال عبید اللہ فکان یقول
ابن عباس ان الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب لاختلافھم
ولغطھم انتھی ششم در کتاب المرضی در باب قول المریض قوموا عنی والفاظ ایں است عن عبید اللہ
بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال
النبی ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ فقال عمر ان النبی قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم

چہارم در آخر کتاب المغازی

وما یوم الخمیس

قال الزہری

النبی کتابا لن تضلوا بعده ومنهم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند النبی
قال رسول الله قوموا عنی قال عبید الله فکان ابن عباس یقول ان الرزیة کل الرزیة ما حال
بین رسول الله وبین ان یکتب لهم ذلک الکتاب من اختلافهم ولغطهم مفهم در کتاب الاعتصام
بالکتاب والسنة در باب کراهیة الخلاف والفاظ آن اینست عن ابن عباس قال لما حضر النبی وفی البیت رجال
فیهم عمر بن الخطاب فقال هلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده قال عمر ان النبی غلبه الوجع وعندکم
القرآن فحسبنا کتاب الله واختلف اهل البیت واختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم رسول الله
کتابا لن تضلوا بعده ومنهم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف عند النبی قال قوموا عنی قال عبید الله
فکان ابن عباس یقول ان الرزیة کل الرزیة ما حال بین رسول الله وبین ان یکتب لهم
ذلک الکتاب من اختلافهم ولغطهم و مسلم نیز در صحیح خود این حدیث را بطریق متعدده آورده والفاظ آن اینست
حدثنا سعید بن منصور وقتیبة بن سعید وابوبکر بن ابی شیبة وعمرو الناقد واللفظ
لسعید قالوا حدثنا سفیان عن سلیمان الاحول عن سعید بن جبیر قال قال ابن عباس یوم الخمیس
وما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعه الحصی فقلت یا ابا عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول الله وجعه
فقال ائتونی اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی فتنازعوا وما ینبغی عند نبی تنازع وقالوا ما شانه اهجر
استفهموه قال دعونی فالذی انا فیه خیر ... قال ابو اسحق ابراهیم حدثنا الحسن بن بشر قال حدثنا سفیان بهذا الحدیث
حدثنا اسحق بن ابراهیم قال اخبرنا وکیع عن مالک بن مغول عن طلحة بن مصرف عن سعید بن جبیر عن
عن ابن عباس انه قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم جعل تسیل دموعه حتی رایت علی خدیه کانها نظام
اللؤلؤ قال قال رسول الله ائتونی بالکتف والدواة او اللوح والدواة اکتب لکم کتابا لن تضلوا
بعده ابدا فقالوا ان رسول الله یهجر قال حدثنی محمد بن رافع وعبد بن حمید قال عبد
قال ابن رافع حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله بن
عتبة عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب فقال النبی
هلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعده فقال عمر ان رسول الله قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن
حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت فاختلفوا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم رسول الله
کتابا لن تضلوا بعده ومنهم من یقول کل الرزیة ما حال بین رسول الله وبین ان یکتب لهم
ذلک الکتاب من اختلافهم ولغطهم و در مشکوة مذکور است عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله و
فی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی هلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده فقال عمر قد

قوبل تلک الاحادیث علی نسختین من صحیح مسلم

من یقول

غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبكم كتاب الله فاختلف أهل البيت واختصموا فمنهم من يقول
قربوا يكتب لكم رسول الله ومنهم من يقول ما قال عمر فلما أكثروا اللغط والاختلاف قال رسول الله
قوموا عني قال عبيد الله فكان ابن عباس يقول إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول الله و
بين أن يكتب لهم ذلك الكتاب لاختلافهم ولغطهم وفي رواية سليمان بن أبي مسلم الأحول قال
ابن عباس يوم الخميس وما يوم الخميس ثم بكى حتى بل دمعه الحصى قلت يا ابن عباس ما يوم الخميس
قال اشتد برسول الله وجعه فقال ائتوني بكتف أكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده أبدا فتنازعوا
ولا ينبغي عند نبي تنازع فقالوا ما شأنه أهجر استفهموه فذهبوا يردون عليه فقال دعوني فالذي
أنا فيه خير مما تدعونني إليه فأمرهم بثلاث فقال أخرجوا المشركين من جزيرة العرب وأجيزوا
الوفد بنحو ما كنت أجيزهم وسكت عن الثالثة أو قالها فنسيتها قال سفيان هذا من قول سليمان متفق عليه

انتهى وخلاصه حدیث مشکوة که متفق علیه بخاری ومسلم است آنست که می نگاریم روایت است از ابن عباس که هرگاه احتضار
شد رسول خدا را در حالیکه در خانه مردانی چند بودند که در میان ایشان عمر بود گفت پیغمبر خدا بیائید تا بنویسم برای شما کتابی
که هرگز هرگز گمراه نشوید بعد از آن پس گفت عمر که غلبه کرده است درد برو ونزد شماست قرآن بس است ما را کتاب خدا
پس اختلاف کردند آنها که در آنخانه بودند از زمره صحابه وباهم خصومت کردند بعضی از ایشان کسانی بودند که می گفتند
نزدیک گردانید اسباب کتابت را که کتابت فرماید رسول خدا وبعضی از ایشان کسانی بودند که می گفتند آنچه گفته بود عمر
پس چون بسیار کردند بانگ وخروش واختلاف گفت آنحضرت برخیزید ودور شوید از من گفت عبید الله که راوی
حدیث است از ابن عباس پس بود ابن عباس که میگفت که بدرستیکه مصیبت همه مصیبت چیزیست که حایل شد
در میان پیغمبر خدا ودر میان آنکه بنویسد برای ایشان کتاب از اختلاف ایشان وآواز وخروش ایشان ودر روایت سلیمان
احول که یکی از ثقات روات اهل سنت است واقع است که گفت ابن عباس که روز پنجشنبه وچه عظیم است روز پنجشنبه
اشارت میکند بآن روز پنجشنبه که قصه مذکوره دران واقع شده پس گریست بر یاد این قصه تا آنکه تر کرد اشک وی سنگریزه
ها را که در آنجا افتاده بودند گفتم من ای ابن عباس چیست روز پنجشنبه وچه حال دارد وچه واقع شد در وی گفت سخت
شد به پیغمبر خدا درد پس گفت آنحضرت بیارید برای شانه شتر یا گوسفند تا بنویسم برای شما کتابی زیرا که هرگز گمراه نشوید
بعد از آن همیشه پس نزاع کردند ونمی شاید نزد هیچ پیغمبر تنازع پس گفتند چه شانست او را آیا هذیان میگوید استفهام
کنید پس شروع کردند که کلام را بر آنحضرت باز میگردانیدند پس آنحضرت گفت بگذارید مرا آنچه من در آنم بهتر است از آنچه شما
مرا میخواهید بسوی آن ووصیت کرد ایشان را بسه چیز یکی اخراج مشرکین از جزیره عرب دوم جایزه دادن وفد را
وسکوت کرد راوی از ذکر وصیت سوم یا گفت من فراموش کردم اما آنچه گفته شده درین قصه بچند وجه طعن متوجه بعمر میشود پس کلام مشتمل

ذلالت میکند که چون این طرف شیعیان گفته و حالانکه وجه دوم را شیعه چنین گفته اند که عمر استاد هذیان العیاذ بالله
بانتساب کرده که ان الرجل لیهجر گفت و همچنین وجه چهارم بلفظی که او ذکر کرده در کتب مشهوره شیعه یافته نمیشود و از
ذکر دیگر وجوهی که علامه مجلسی علیه الرحمه و دیگر علما در این طعن نوشته اند اعراض ساخته اما آنچه گفته است تقریر طعن باز و
شوری که دارد در هیچ کتاب پیدا نیست پس راست است و اگر مرادش اینست که تقریر طعن بهر مضمونی و بهر لفظیکه باشد
مانند این زور و شوریکه بزعم او در تقریرش یافته میشود در هیچ کتاب پیدا نیست پس دلیل جهل یا تجاهل اوست
از کتب شیعه و مخاطب را می بایست که اول در این مقام کلام یکی از علمای اعلام فرقه شیعه را که متضمن تقریر و بیان
این طعن است بلفظه و بعینه نقل میکرد و بعد از آن از طرف اهل سنت بجواب آن می پرداخت لاکن چون بمقتضای عادت شنیعه
خود تقریر این طعن را از طرف خود به ابتداع و اختراع نموده در اینجا ثبت کرده و در آخر گفته است تقریر طعن باز و زور و شوریکه دارد
در هیچ کتاب باین طمطراق پیدا نیست بنابران ما خواستیم که کلام بعضی از علمای شیعه را در اینجا نقل نمائیم پس میگوئیم که
مولانا محمد باقر مجلسی در کتاب حق الیقین در تقریر این طعن فرموده و بیان آن قصه بر مختفی نیست که امریکه حضرت رسول خواهد
درین مجال تنگ و وقت قلیل بکتفی بنویسد جمیع شرایع دین نخواهد بود پس باید امر کلی باشد که مشتمل بر مصالح جمیع امت باشد
تا روز قیامت و آن نیست مگر آنکه خلیفه و جانشین عالم و عادل معصومی تعیین فرماید که عالم باشد بجمیع مصالح امت
و عموم مسائل دین و خطا و سهو روا نباشد و همه امت را بر یک طریقه بدارد و قرآن را چنانچه نازل شده لفظا و معنی
برای ایشان بیان کند تا طریق ضلالت و جهالت بالکلیه از ایشان مسدود گردد چنانکه در حدیث ثقلین فرموده که کتاب خدا
و اهلبیت را در میان شما میگذارم و هرگز از یکدیگر جدا نخواهند شد و در روز غدیر تعیین خلیفه نمود و چون حضرت میدانست که آنها را با وجود
اتمام حجت نا شنیده خواهند انگاشت خواست تا تاکید حجت در این وقت بفرماید و نوشته صریحی در میان ایشان بگذارد که انکار نتوانند
کرد و عمر این معنی را یافت و منافی آن تمهیدی بود که او با منافقان دیگر در غیاب کرده بود و این شبهه را در میان انداخت که مرض
آنحضرت غالب شده و هذیان میگوید و حضرت دید که ان بیحیا در حیات آنحضرت انکار قول او میکند و منافقان با او موافقت
میکنند دانست که اگر در این کار اهتمام بفرماید و چیزی نوشته شود ان ملعون خواهد گفت هذیان گفته اعتبار ندارد و به
اکتفا بنصوص سابقه که اتمام حجت بر ایشان کرده بود نموده ایشان را از حجره طاهره بیرون کرد ایضا چون مشاجره ان منافقان را
در حضور خود مشاهده کرد ترسید از آنکه مبادا از نوشتن نامه منازعت شدید شود و بکار زار منتهی شود و منافقان راهی بیابند
و اسلام بالکلیه از میان برود چنانچه حضرت امیر المومنین را باین سبب نهی از مقاتله و امر بمباهله یا عدم اعوان نمود ایضا مناسب
که وصیت و عهدی که مناسب آن وقت و آن حال بود تعیین وصی و وصیت با حوال باز ماندگان است و جمیع امت باز ماندگان
آنحضرت بودند چون تواند بود که احوال ایشان را مهمل بگذارد و وصیی از برای ایشان تعیین نکند و حالانکه همه امت را
امر بوصیت نموده باشد چنانچه در صحیح ترمذی و ابو داود از رسول خدا صلی الله علیه و آله روایت کرده اند که گاه است که زنی یا مردی

شصت سال طاعت میکند و در وقت مرگ تقصیر در وصیت میکند آتش برای او واجب میشود و در صحیح مسلم
خود روایت کرده اند آدمی را نباید که یک شب یا دو شب مرا و بگذرد مگر آنکه وصیت او در زیر سرش باشد و موید آنچه مذکور
شد آنست که ابن ابی الحدید از ابن عباس روایت کرده است که گفت من در راه شام با عمر بودم روزی دیدم که بر شتر
خود سوار است و تنها میرود من در پی او رفتم گفت ای پسر عباس من شکایت میکنم بتو از پسر عمت یعنی علی علیه السلام
سوال کردم از او که با من بیاید قبول نکرد و همیشه او را با خود غضبناک می یابم تو چه گمان داری غضب و خشم او از چیست
گفتم تو هم سببش را میدانی گمان میکنم که غضب او برای فوت خلافت است از تو گفتم سببش همین است او چنین میداند
که رسولخدا صلی الله علیه و آله خلافت را از برای او میخواسته است عمر گفت هرگاه خدا نخواسته است که با و برسد خواسته پیغمبر صلی الله علیه
چه فایده کرد رسول ص امری را خواسته است و خدا غیر آنرا خواسته است مگر هرچه پیغمبر میخواسته است میشد رسولخدا ص خواسته است که عم او ابوطالب
مسلمان شود و چون خدا نخواسته نشد پس ابن ابی الحدید گفته است که در روایت دیگر چنین است که عمر گفت که رسولخدا ص
خواسته که در مرض موت خود از برای خلافت او ذکر کند پس من مانع شدم او را از ترس فتنه و از خوف آنکه امر اسلام پراگنده شود
پس رسولخدا ص دانست آنچه در نفس من بود و نگفت و خدا آنچه مقدر کرده بود شد **وایضاً** روایت کرده است از ابن عباس
که گفت من داخل شدم بر عمر در اول خلافتش و از برای او یک صاع خرما بر روی حصیری ریخته بودند و میخورد مرا تکلیف کرد یکدانه
برداشتم و همه را خورد و بسوی آبی که پیش او گذاشته بود برداشت و بیاشامید و تکیه کرد بر بالشش و حمد خدا بجا آورد پس گفت
از کجا می آئی ای عبد الله گفتم از مسجد گفت پسر عمت را بر چه حال گذاشتی گمان کردم که عبد الله بن جعفر را میگوید گفتم با هم
سنان خود بازی میکرد گفت او را نمیگویم بزرگ شما اهل بیت را میگویم گفتم در بستان مشغول با آب کشیدن بود و تلاوت قرآن
می نمود گفت ای عبد الله ترا سوگند میدهیم که خونهای شتران بر تو لازم باشد اگر کتمان کنی که آیا در نفس او از ادعای خلافت
چیزی مانده است گفتم بلی گفت آیا گمان میکند که رسولخدا صلی الله علیه و آله نص بر خلافت او کرده است گفتم بلی و زیاده
هم بر این بگویم از پدرم پرسیدم از آنچه او دعوی میکند پدرم گفت راست میگوید عمر گفت از رسولخدا ص در امر او گاهی
سخنی چند صادر میشد که اثبات نمیکرد و قطع عذری نمی نمود یعنی صریح نبود و گاهی از جهت محبتیکه با او داشت میخواست
که میل از حق بسوی باطل در باب او بکند و در مرض موت خواست که تصریح باسم او بکند من منع کردم او را از این از
برای شفقت بر امت و محبت اهل اسلام بحق خانه کعبه سوگند که قریش هرگز بر او اتفاق نخواهند کرد اگر او خلافت را
بگیرد قریش بر او در اطراف زمین شورش خواهند کرد پس رسولخدا ص دانست که من یافتم که او چه در خاطر دارد
ساکت شد و تصریح باسم او نکرد و خدا جاری کرد آنچه مقدر شده بود تا اینجا ترجمه روایات ابن ابی الحدید بود و ناقل
این عبارت میگوید که ابن ابی الحدید بعد نقل الفاظ این روایت گفته ذکر هذا الخبر احمد بن ابی طاهر صاحب کتاب
تاریخ بغداد فی کتابه مسنداً انتهی و از این روایات معلوم شد که از اول تا آخر رسولخدا ص تعیین حضرت امیرالمؤمنین را میخواست

و میسر نبود

پیغمبر بوده و این منافق مانع و ساعی در ابطال آن بوده و معلوم شد که او خود را از خدا و رسول اعلم میدانسته
بمصالح امت و اگر گفته است که عرب بر و خواهند شورید و مریدان او این را از کرامات او حساب کرده اند بشومی تدبیرات
او بود که بعد از فوت حضرت رسالت ص نگذاشت که حق بامیر المومنین علیه السلام برگردد که موافق طریق رسول خدا ص در میان
ایشان سلوک کند و عادت داد مردم را در عرض بیت و بخیال تا آنکه رؤسا و سرکرده ها را اموال بسیار بدهند
و ضعفا و زیردستان را ذلیل گردانند و هرچه مصلحت دنیا در آن دانند بکنند و دست از حکم خدا بر دارند لهذا
چون حق بحضرت امیر برگشت و خواست که موافق فرموده خدا و سنت رسول خدا ص عمل کند و قسمت بالسویه بکند و با
شریف و وضیع بیک نحو سلوک کند مردم تاب نیاوردند و طلحه و زبیر مرتد شدند و فتنه بصره برپا شد و معاویه را
دانسته در شام تعیین کرد و با او تمهید کرد که اگر حق بامیر المومنین ع برگردد او اطاعت نکند و میدانست که او کافر
و منافق و دشمن اهلبیت است و فتنه صفین و خوارج و شهادت آنحضرت ع بر این مرتب شد و از عناد تدبیر خدا و
رسول بر باد نموده ❁ خون شهدا تمام بر گردن اوست ❁ چون بر کیفیت این قصه مطلع شدی و اخبار متفق علیه
بین الفریقین را شنیدی اکنون بیان کنیم که از این مقدمه کفر و نفاق و خطاهای او بچندین جهت لازم می‌آید **اول** نسبت
هجر و هذیان بحضرت رسول خدا ص داد و حال آنکه باتفاق عامه و خاصه آنحضرت معصوم است از آنکه در کلامش تخالفی و تناقضی
و خلاف واقعی صادر شود نه بعمد و نه بسهو نه در صحت و نه در مرض و نه بعنوان جدل و مزاح و نه در حال رضا و نه در
حال غضب چنانچه **قاضی عیاض** در کتاب شفا و **کرمانی** در شرح صحیح بخاری و **نووی** در شرح صحیح
مسلم تصریح باین نموده اند و حقتعالی در قرآن مجید میفرماید که ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی
یعنی حضرت رسول سخن نمیگوید از روی خواهش نفس خود و نیست سخن او مگر وحی که از جانب خدا باو رسیده است ❁
دویم آنکه سخن را باین نحو ادا کردن متضمن نهایت بی ادبی و بیحیائی است که دلیل کفر و نفاق است زیرا که این مرد
هذیان میگوید یا واگذارید او را که هذیان میگوید یا چه شده است او را که هذیان میگوید هر کس که اندک حیا و ادبی داشته
باشد نسبت بادنی کسی نمیگوید چه جای جناب خاتم الانبیا که حقتعالی در قرآن مجید در همه جا بالقاب شریفه نام
مبارک آنحضرت را برده مثل یا ایها الرسول و یا ایها النبی **و ایضا** فرموده است لا تجعلوا دعاء الرسول
بینکم کدعاء بعضکم بعضا یعنی مگردانید خواندن آنحضرت را در میان خود مثل خواندن و ندا کردن بعضی
از شما بعضی را و فرموده صدای خود را بلند تر از صدای او مکنید **و ایضا** بر هر عاقلی ظاهر است که این نوع سخن دلالت
بر نهایت بی ادبی و بی پروائی او و عدم محبت او نسبت بآنحضرت میکند که در چنین حال محزون و متاثر نباشد و از برای
اغراض باطله خود چنین نزاعی و صحبتی در میان خانه آنحضرت که محل نزول ملائکه مقربین است برپا کند بلکه دلالت بر شعف
و شادی و شماتت او میکند که در این حال فرصت بدست او افتاده و آنچه خواهد میکند **سیوم** آنکه رد حکم الهی کرده

در چندین موضع فرموده اطیعوا الله و اطیعوا الرسول یعنی اطاعت کنید خدا را و اطاعت کنید رسول او را و فرموده
ما آتاکم الرسول فخذوه و ما نهاکم عنه فانتهوا یعنی آنچه بیاورد رسول الله از برای شما پس بگیرید و قبول کنید
و آنچه نهی کند شما را از آن پس ترک کنید و باز فرموده است ما کان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضی الله و رسوله
امراً ان تکون لهم الخیرة من امرهم یعنی هیچ مرد مؤمن و زن مؤمنه را نمی رسد که هرگاه خدا و رسول حکم کند
در امری اینکه بوده باشد ایشان را اختیاری در کار خود و هیچ جا نفرموده که فرقی میان صحت و بیماری آنحضرت هست یا آنکه
در بیماری از رسالت معزولست و نگفته که در هنگام مرض اطاعت او نکنید و حرف او را نشنوید و در جای دیگر فرموده که کسیکه
حکم نکند بآنچه خدا فرستاده است پس ایشان فاسقانند و ظالمانند و کافرانند چهارم آنکه در روایت ابن ابی الحدید که
گذشت عمر خود اعتراف کرد که حضرت در آنوقت خواست تصریح بنام علی کند من مانع شدم و این عین مشاقه و معارضه
با آنحضرت است و حقتعالی میفرماید و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی تا آخر آیه یعنی هر که مشاقه و
معارضه کند با رسول خدا بعد از آنکه بر او ظاهر شده باشد راه هدایت و متابعت کند غیر راه مؤمنان را که اطاعت رسول است
او را مگذاریم بخویش و اگذاریم و بجهنم فرستیم و بد جائیست جهنم از برای ایشان پنجم آنکه آنحضرت را آزرد
و بغضب آورد بحدیکه با آن وسعت خلق که خدا تعالی او را بالخلق عظیم وصف کرده و او را رحمة عالمیان گفته رواند ایشان
گردید و عرض فرمود ایشان را رانده از پیش خود دور کرد و در احادیث متواتره وارد شده است که آزار آنحضرت آزار خدا است
حقتعالی فرموده است والذین یؤذون رسول الله لهم عذاب الیم یعنی آنها که آزار میکنند رسول خدا را از برای
ایشانست عذابی دردناک و باز فرموده ان الذین یؤذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و الآخرة
و اعد لهم عذاباً مهیناً یعنی بدرستی آنها که ایذا میکنند خدا و رسول را لعنت کرده است خدا ایشان را در دنیا و
آخرت و مهیا کرده است از برای ایشان عذابی خوار کننده را ششم آنکه در قول حسبنا کتاب الله چندین خطا
کرده اول اظهار جهل حضرت رسالت یا خطائی کرد زیرا که اگر حضرت نمیدانست که کتاب خدا بس است پس اظهار جهل
آنحضرت کرد و اگر میدانست و باز خواست وصیت کند خطا و فعل لغو کرده دوم آنکه آیاتی که استنباط احکام از آن کرده اند تا پانصد
آیه است تقریباً و معلومست که اکثر احکام از قرآن مستنبط نمیشود و آنچه مستنبط میشود در غایت اجمال و اشکال و تشابه است
اختلاف عظیم در فهم احکام از آنها شده و بعضی گفته اند محکم ترین آیات کریمه آیه وضوست و قریب بصد تشابه در آنست و در قرآن
مجید ناسخ و منسوخ و محکم و متشابه و ظاهر و مأول و عام و خاص و مطلق و مقید و غیر اینها هست پس چگونه کتاب خدا از برای
رفع اختلاف کافی باشد و ایضاً اگر کافی بود چرا خود در مسائل حیران میشد و رجوع بدیگران میکرد و میگفت لولا علی
لهلک عمر و مکرر اقرار بجهل میکرد و میگفت همه کس از عمر اعلم است حتی زنها در حجلها و در پس پرده ها سوم
آنکه اگر کتاب خدا کافی بود حضرت رسول الله کتاب خدا را مقرون باهل بیت میکرد چنانچه گذشت در حدیث ثقلین

منتفی میشود که از یکدیگر جدا نمیشوند تا در حوض کوثر بر من وارد شوند پس کتاب با امامی که مفسر کتاب است کافی است نه کتاب
به تنهائی لهذا امیرالمؤمنین فرموده که منم کلام الله ناطق **و قطب محیی شیرازی** که از علمای مشهور شافعیه و از اهل حال
صوفیه است گفته است در مکاتیب خود که راه بی راه نما نمیتوان رفتن و گفتن و چون کتاب الله و سنت رسول الله در میان
است اگر شد چه حاجت است بآن ماند که مریض گوید که چون کتب طب است که اطبا نوشته اند ما را با طبا مرجعت نباید کرد و چه این
سخن خطاست برای آنکه نه هر کس را فهم کتب میسر است و استنباط از آن میتواند کرد مرجعت باهل استنباط باید کرد و لو
ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم کتاب حقیقی صدور اهل علم است بل
هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم نه بطون دفاتر چنانچه امیرالمؤمنین فرموده انا کلام الله الناطق
وهذا کلام الله الصامت تا اینجا کلام قطب بود که حقتعالی بر قلمش جاری کرده است و از قبح روی بر امام جاهل باطل خود
کرده است **چهارم** آنکه خود مخالفت این سخن کرده است در چند موضع **اول** در روز سقیفه که پیش از آنکه از تجهیز و تغسیل
و دفن و صلوة بر حضرت رسول فارغ شوند او و برادرش با چندین منافق دیگر دویدند بسوی سقیفه و مشغول غصب خلافت
شدند و مریدان ایشان عذری که میگویند برای ایشان آنست که از حدوث فتنه ترسیدند اگر کتاب خدا از برای رفع اختلاف
کافی بود فتنه نخواهد شد و چون است وقتیکه حضرت رسول میخواهد که نصب خلیفه کند و او را نسبت بهذیان میدهد و چون
خود تعیین خلیفه تا حق میکنند صلاح امت است و ضرور است **والضا** وقتیکه ابوبکر در سکرات مرگ عثمان را
طلبید که نص بخلافت عمر کند پیش از آنکه نام عمر را ببرد غش کرد و بی شعور شد عثمان از پیش خود نام عمر را
نوشت و بعد از آنکه بشعور آمد او را دعا کرد و چرا او را نسبت بهذیان نداد با آنکه هذیان نسبت از جهات بسیاری
با او اقرب بود چرا حسبنا کتاب الله را در اینجا نگفت و در وقتیکه شوری قرار داد چرا این را نگفت پس عاقل خبیر این
حال و اقوال مختلفه علم بهم میرساند که از اول و آخر ایشان مراد از این اقوال تنها قصد مطلبی بغیر محروم کردن اهلبیت رسالت
از خلافت نبود و این اول قاروره بود که در اسلام شکست از شقی پیوسته در مواطن متعدده معارضات میکرد و
رضی گفته و کرده آنحضرت نبود الخ **و قاضی نورالله شوشتری** در مجالس المؤمنین فرموده اول شبهه که در عالم پیدا
شد شبهه ابلیس بود و منشای صدور آن استبداد بود برای خود در مقابله نص الهی و استکبار او بماده آفرینش خود
که آتش بود بر ماده آفرینش آدم که گل بود حیث قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین و از آن
استبداد و استکبار بهفت شبهه او را سانح شد و بعد از وی در سایر خلایق این شبهات سرایت کرد تا آنکه بعد از غروب آفتاب
نبوت هر نبی بعضی از آن شبهه ها در نفوس خلایق و علمای آن پیغمبر پدید آمده هر کدام از ایشان آنچه مناسب استعداد
ایشان بود و بر آن میلی و محبتی تمام داشتند فرا گرفتند و دلیل گفتن بر آن آغاز کردند و کتب خانها از ادله
عقلی و نقلی پرساختند و از کلام پیغمبر خود آنچه موافق اعتقاد ایشان نبود تاویل کرده باعتقاد خود درست

ص ۵۵
قد قوبل علی اصل المجالس

کردند و هرچه تاویل نتوانستند کرد متشابه نام نهادند و این اختلاف و افتراق بحکم حدیث ستفترق امتی در امت پیغمبر
زیاده گردید عدد متفرقان امت آنحضرت بهفتاد و سه فرقه رسید چه متبعان ملت احمدی نیز چون آفتاب رسالت بحجاب
غیب متواری و محتجب گشت و ظلمت هوا اندک اندک از مقر استتار بیرون آمد و مزاج قلوب ایشان از اعتدال رو
بانحراف نهاد مخالفت و اختلاف ظاهر میشد و بحسب بعد از عهد حضرت رسالت و احتجاب نور وحی و عصمت هر روز ظلمات حب جاه
و پیشوایی و آرزوی امامت و فرمانروایی در دماغ علما و عظما زیاده میگشت و در میان ایشان خلاف پدید میآمد و از متقدم
بمتاخر منتقل میشد و ظلمات آن قرنا بعد قرن متراکم میگشت تا پدید یعنی ضلال و خصومت و جدال و مست و تکفیر و قتال پدید آمد و مذهب
بدع و ضلال از جبریه و قدریه و معتزله و اشعریه و ماتریدیه و حشویه و ارباب حدیث و غیرهم ظاهر گردید و تفصیل اشتباهات
که منشا اشتباهات اهل بدع و ضلالت هست با رفع آن در کتب اهل کتاب مذکور و در مصنفات علمای ملت احمدی مسطور
و مخفی نماند که همچنانکه اول شبهه که در عالم پیدا شد شبهه ابلیس بود و منشا آن استبداد در ...
در مقابله نص الهی بخیمه اول شبهه که در ملت محمدی بظهور رسید شبهه ثانی بود چه او نیز در مقابله نص حضرت رسالت
پناهی که ایتونی بدواة و قرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی گفت ان الرجل لیهجر و فی بعض
الروایات لیهجر حسبنا کتاب الله و مآل هر دو روایت آنست که پیغمبر از تاب تب و شدت مرض هذیان و پریشان
میگوید سخنی که در انوقت بر زبان میآید اعتماد را نشاید و بس است ما را کتاب خدا تعالی و احتیاج بنوشته او نیست و
متفطن خبیر و اضح است که غرض او از القای این عبارت تزویر و تلبیسی بود که این کتاب برقم در نیاید ساده آنحضرت
امری که روز عید بر صد و ربافته بود تکریر و تاکید فرماید زیرا که برو جهی که مولای ایشان فاضل عارف قطب الدین
انصاری شافعی در کتاب خود که مکاتیب باشد تحریر نموده که راه بی راه نمایی نمیتوان یافت و گفتن آنکه چون کتاب صدق
و سنت رسول الله در میان است بمرشد چه حاجت است با آن ماند که مریض گوید که چون کتب طب هست که اطبا نوشته اند
چرا مرا باطبا مراجعت باید کرد عاقل داند که این سخن خطاست زیرا که نه هر کس را فهم کتب طب میسر است و استنباط
از آن میتواند کرد بلکه مراجعت باهل استنباط میباید کرد و لو ردوه الی الرسول و الی اولی الامر لعلمه الذین
یستنبطونه منهم کتاب حقیقی صدور اهل علم است که بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم
نه بطون دفاتر چنانچه امیر المومنین علی فرموده انا کلام الله الناطق و هذا کلام الله الصامت انتهی و بر
اهل انصاف ظاهر و لایح است که قطع نظر از رکاکت این عبارت و نسبت هذیان به پیغمبر با وجود آنکه جمیع انبیا و رسل
خصوصا حضرت رسالت ختمی پناه بموجب کریمه و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی در هیچ حکمی از احکام
شرعیه الهیه که نصب امام از آنجمله است بی وحی حکمی نفرموده اند اگر او سبب فتنه و خلاف در کلمه امت نبودی باینکه
از طلب آنحضرت کاغذ و دوات از برای آنکه کتابی بنویسد که بعد از وی امت او گمراه نشود خوشحال گشته با سایر اصحاب در آن

باب موافقت مسدود شد بلکه اگر جمعی دیگر از اهل اتفاق درین امر بها در جابر میشدند او درین باب سعی و اهتمام تمام
مبذول داشته آن نوشته را از حضرت میگرفت تا فاروق میان حق و باطل بودن او از روی حقیقت صادق میآمد بهرجا
آنکه بادی منع آن باشد با آن غلظت و رکاکت عبارت که موافق و مخالف آنرا در کتب خود روایت نموده اند چه در
جمیع صحاح سته منسوبان باهل سنت و جماعت که فی الحقیقة اهل سنه و مجاعت اند مسطور است که چون پیغمبر دوات و کاغذ
طلبید عمر در برابر العبارت رکیکه گفت و میان اصحابی که در مجلس حاضر بودند نزاع و خصومت بهم رسید پس بعضی از اصحاب
که غرض ایشان عدم اختلاف و انشعاب امت بود و همعنی را غنیمت دانسته دران مقام شدند که دوات و کاغذ را حاضر
باید ساخت و بعضی دیگر که عمر سردفتر ایشان بود از آوردن دوات و کاغذ مانع شدند تا آنکه نزاع میان ایشان بجایی رسید
که در مجلس شریف آنحضرت آوازها بلند گردید و چون حضرت او وقت سفر آخرت و محل توجه بدرگاه احدیت بود از شنیدن
ان الفاظ رکیکه که ایشان در اثنای نزاع با یکدیگر میگفتند بتنگ آمده از روی غضب اعراض فرمود قوموا عنی فانه لاینبغی
التنازع نقل است که ابن عباس هرگاه ذکر آن حکایت پر شکایت می نمود چندان سیل اشک از دیده میبارید که خاک
و سنگریزه که نزد او بود از آن تر میگردید و میگفت که مصیبت بزرگتر آن بود که نگذاشتند که رسول وصیت نامه اطمینان دوات
از عوارض ضلالت و عوز اهل غوایت مستخلص نماید انتهی و قاضی عیاض در کتاب شفا گفته فان قلت لقد تقررت
عصمته فی اقواله وانه لایقع منه فیها خلف ولا اضطراب فی عمد ولا سهو ولا صحة ولا مرض ولا جد
ولا مزاح ولا رضی ولا غضب فما معنی الحدیث فی وصیته الذی حدثنا به القاضی الشهید ابو علی رح قال
حدثنا القاضی ابو الولید قال حدثنا ابو ذر قال حدثنا ابو محمد وابو الهیثم وابو اسحق قالوا حدثنا محمد
بن یوسف قال حدثنا محمد بن اسمعیل قال حدثنا علی بن عبد الله قال حدثنا عبد الرزاق بن همام
عن معمر عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله بن عباس قال لما احتضر رسول الله وفی البیت رجال فقال
النبی هلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده فقال بعضهم ان رسول الله قد غلبه الوجع
و خفاجی شارح شفا لفظ بعضهم را بلفظ عمر تفسیر کرده و بعد قوله ان رسول الله قد غلبه الوجع گفته ام مرضه وهذا
هو محل الشبهة والسؤال لانه یقتضی انه فی حال مرضه قد یصدر عنه ما یخالف الواقع وقد تقدم
انه معصوم فی مرضه وصحته و بسیاری از اهل الرجال کلام محمد بن عبد الکریم شهرستانی در کتاب ملل و نحل که مولانا محمد باقر
مجلسی رح و قاضی نور الله شوستری اشاره بآن کرده اند اینست المقدمة الثالثة فی بیان اول شبهة وقعت
فی الخلیقة ومن مصدرها فی الاول ومن مظهرها فی الآخر اعلم ان اول شبهة وقعت فی البریة شبهة ابلیس اللعین
ومصدرها استبداده بالرأی فی مقابلة النص واختیاره الهوی فی معارضة الامر واستکباره
بالمادة التی خلق منها وهی النار علی مادة آدم وهی الطین وانشعبت عن هذه الشبهة سبع شبهات

سارت في الخليقة وسرت في اذهان الناس حتى صارت مذاهب بدعة وضلال وتلك الشبهات مسطورة
في شرح الاناجيل الاربعة انجيل لوقا ومارقوس ويوحنا ومتى ومذكورة في التورية متفرقة
على شكل المناظرة بينه وبين الملائكة بعد الامر بالسجود والامتناع منه حاصل كلام آنكه
اول شبهه که در میان خلق واقع شد شبهه ابلیس لعین بود و مصدر این شبهه استبداد او برای خود بود در مقابله نص و اختیار
او هوای خود را در معارضه امر باری و استکبار او بماده خود که از آن خلق شد و آن آتش است بر ماده آدم و آن
خاک است و منشعب گردید از این شبهه هفت شبهه و ساری شد در مخلوقات و در اذهان مردم تا اینکه این شبهات مذاهب
بدعت و ضلالت گشت و این شبهات مسطور است در اناجیل اربعه انجیل لوقا و مارقوس و یوحنا و متی و مذکور است در توریة
متفرق بر شکل مناظره در میان او و در میان ملائکه بعد امر الهی او را بسجده آدم و امتناع او از آن و شبهات مذکوره
در نقض باب ثانی این کتاب مواجه بیان بطریق ارباب عدل حجیه بعرض نقل آمده بعد ذکر شبهات گفته و کشف
من الزمان فتفكر واقرأ من المعلوم الذي لا مرية فيه ان كل شبهة وقعت لبني آدم فانما وقعت من
اضلال الشيطان الرجيم ووساوسه ونشأت من شبهاته واذا كانت الشبهات محصورة في سبع
عادت كبار البدع والضلال الى سبع لا يجوز ان تجاوز تعدو شبهات فرق الزيغ والكفر
هذه الشبهات وان اختلفت العبارات وتباينت الطرق فانها بالنسبة الى سائر الشبهات و
انواع الضلالات كالبذور ويرجع جملتها الى انكار الامر بعد الاعتراف بالحق والى الجنوح
الى الهوى في مقابلة النص در تحت این مقدمه حدیث رسول خدا لتسلكن سبيل الامم قبلكم
حذو القذة بالقذة والنعل بالنعل حتى لو دخلوا جحر ضب لدخلتموه و بعد از آن گفته المقدمة الرابعة
في بيان اول شبهة وقعت في الملة الاسلامية وكيفية انشعابها ومن مصدرها ومن
مظهرها وكما قررنا ان الشبهات التي قد وقعت في آخر الزمان هي بعينها تلك الشبهات التي وقعت
في اول الزمان كذلك يمكن ان نقرر في زمان كل نبي ودور كل صاحب ملة وشريعة ان
شبهات امته في آخر زمانه ناشئة من خصماء اول زمانه من الكفار والمنافقين واكثرها من
المنافقين وان خفي علينا ذلك في الامم السالفة لتمادي الزمان فلم يخف في هذه الامة ان شبهاتها
كلها انشأت من شبهات منافقي زمن النبي اذ لم يرضوا بحكمه فيما كان يامر وينهى وشرعوا فيما
لا مسرح فيه للفكر ولا مسرى وسألوا عما منعوا من الخوض فيه والسؤال عنه وجادلوا بالباطل
فيما لا يجوز الجدال فيه اعتبر حديث ذي الخويصرة التميمي اذ قال اعدل يا محمد فانك لم تعدل حتى
قال عليه السلام ان لم اعدل فمن يعدل فعاود اللعين وقال هذه قسمة ما اريد بها وجه الله تعالى

وذلك خروج صريح على النبي ولو صار من اعترض على الامام الحق خارجيا فمن اعترض على الرسول الحق اولى بان يصير خارجيا اوليس ذلك قولا بتحسين العقل وتقبيحه وحكما بالهوى في مقابلة النص واستكبارا على الامر بقياس العقل حتى قال سيخرج من ضئضئ هذا الرجل قوم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية الخبر بتمامه واعتبر حال طائفة من المنافقين يوم احد اذ قالوا هل لنا من الامر من شيء وقولهم لو كان لنا من الامر شيء ما قتلنا ههنا وقولهم لو كانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا فهل ذلك الا تصريح بالقدر وقول طائفة من المشركين لو شاء الله ما عبدنا من دونه من شيء وقول طائفة انطعم من لو يشاء الله اطعمه تصريح بالجبر واعتبر حال طائفة جادلوا في ذات الله تفكرا في جلاله وتصرفا في افعاله حتى منعهم وخوفهم بقوله ويرسل الصواعق فيصيب بها من يشاء وهم يجادلون في الله وهو شديد المحال فهذا ما كان في زمانه وهو على شوكته وقوته وصحة بدنه والمنافقون يخادعون فيظهرون الاسلام ويبطنون النفاق وانما يظهر نفاقهم في كل وقت بالاعتراض على حركات النبي وسكناته فصارت الاعتراضات كالبذور وظهرت من الشبهات كالزروع اما الاختلافات الواقعة في حال مرضه وبعد وفاته بين الصحابة عليه السلام فهي اختلافات اجتهادية كما قيل كان غرضهم فيها اقامة مراسم الشرع وادامة مناهج الدين فاول تنازع وقع في مرضه فيما رواه الامام ابو عبد الله محمد بن اسمعيل البخاري باسناده عن عبد الله بن عباس قال لما اشتد بالنبي مرضه الذي توفي فيه قال ائتوني بدوات وقرطاس اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعدي فقال عمر ان رسول الله قد غلبه الوجع حسبنا كتاب الله وكثر اللغط والاختلاف فقال قوموا عني لا ينبغي عندي التنازع قال ابن عباس الرزية كل الرزية ما حال بيننا وبين كتاب رسول الله انتهى كلامه بالفاظه مد ظله الرجيم شهرستاني الطريق

دفع دخل عمر و تا بعين او را از زمره منافقين بقول خود اما الاختلافات الواقعة في مرضه فهي اختلافات اجتهادية برآمده لكن اين جواب هيچ دو وجه است باينكه اختلافات اجتهاديه در مقابله آنحضرت بالاتفاق جائز نيست اما آنچه گفته بتكرار فاغلط عمر كرده است پس مدفوع است باينكه شك نيست در اينكه باعث اين انكار تنها عمر بوده است زيرا كه آنچه از احاديث صحيح بخاری صحيح مسلم وديگر صحاح وشروح آن كتب معتبره اهل سنت مفهوم ومستفاد ميشود دانست كه ابتداى انكار امر حضرت رسول خدا كه متضمن اتيان دوات وقلم بود از عمر بظهور آمده وبعد از آن بعضى از حاضران حجره شريفه خواستند كه اطاعت ومتابعت قول حضرت رسول خدا نمايند لاكن اعوان وانصار عمر كه متابعت وموافقت او را اهم واقدم از اطاعت ومتابعت قول پيغمبر ميدانستند آنها نگذاشتند كه دوات وقلم بيا برند تا آنكه حضرت رسول خدا فرمود كه قوموا عني يعني برخيزيد

و و ورشنوید ازمن اما آنچه گفته که حضرت علی وحضرت عباس نیز در انوقت حاضر بودند پس این هم یک از روایات متفقه
از صحیح بخاری وصحیح مسلم ودیگر روایات مذکوره در صحاح اهل سنت حاضر بودن حضرت علی وحضرت عباس در آن
وقت بتصریح یا بکنایه مذکور نیست و در روایت پنجم وششم وهفتم صحیح بخاری بین الفاظ مذکور است وفی البیت رجال
منهم عمر بن الخطاب و در شرح قسطلانی بعد از لفظ رجال لم یکن الصحابة مذکور است یعنی در خانه بودند مردی چند از صحابه
وبعد لفظ فاختلف اهل البیت گفته الذین کانوا فیه من الصحابة لا اهل بیته علیهم السلام یعنی اختلاف کردند اهل بیت و
مراد از اهلبیت کسانی هستند که در آن بیت یعنی خانه از زمره صحابه حاضر بودند نه اهلبیت آنحضرت و ابن حجر عسقلانی
در فتح الباری در شرح حدیث چهارم گفته **قوله** فی الروایة الثانیة واختلف اهل البیت ای من الصحابة
ولیس المراد اهل بیته انتهی وهرگاه که اهلبیت آنحضرت در آنخانه نبوده باشند حضرت علی وحضرت عباس در آنخانه نبوده
باشند زیرا که حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب باتفاق فریقین وحضرت عباس باعتقاد اهل سنت وجماعت از جمله
اهلبیت آنحضرت بودند اما آنچه گفته پس اگر در گروه مانعین بودند شریک عمر شدند در همه مطاعن پس معاذ الله که
جناب امیر از مانعین باشند و هرگاه که اثبات این امر بر امامت خود شیعه مبالی آن باز دارد اما آنچه گفته اگر در گروه مجوزین
بودند لابد بعض مطاعن با ایشان هم عاید گشت مثل رفع صوت بحضور پیغمبر الخ پس ثبت العرش ثم انقش اولا بودن
جناب امیر وحضرت عباس بروایات شیعه در آنجا می بایست که ثابت کنند و ثانیا رفع کردن ایشان اصوات را بروایات
صحیحه شیعه اثبات نماید بعد از آن هوس توجه طعن بجناب امیر در سر نماید معهذا اگر این امر بروایات صحیحه شیعه ثابت
شود پس آن ممنوع وحرام نخواهد شد زیرا که چون این رفع صوت بجهت امتثال امر رسالت مآب بود بلاشک جایز باشد
چنانچه رفع صوت در اذان ومعارک جهاد و امثال آن که موجب ایذای رسول خدا نباشد جایز است جار الله زمخشری
در کشاف گفته ولم یتناول النهی ایضا رفع الصوت الذی لا یتأذی به رسول الله وهو ما کان منهم فی
حرب او مجادلة معاند او ارهاب عدو وما اشبه ذلک انتهی بخلاف رفع صوت مانعین
امتثال امر آنحضرت که آن از قبیل رفع صوت در اذان و امثال آن نتوان گرفت که خود علمای اهلسنت تصریح کرده اند که از
حضرت رسول خدا اولی همین بود که کتاب واقع شود و امر آنحضرت ممتثل گردد چنانچه ابن حجر در فتح الباری شرح بخاری
گفته **قوله** ولا ینبغی عندی التنازع فیه اشعار بان الاولی کان المبادرة الی امتثال الامر ونیز
کلمه ان الرجل لیهجر که از زبان عمر برآمده بلاشک موجب ایذای آنحضرت بود اما آنچه گفته پس اگر این امر برای
وجوب فرضیت بود هر چه گناهکار ومخالف فرمان شارع شدند پس ما مقدم این شرطیه را ثابت ومتحقق میدانیم
بچند وجه **اول** آنکه اگر آن امر برای وجوب فرضیت نمی بود منفرع نمود اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی و نفی ضلالت
بر کتاب معلق نمیکرد نمیدید **دوم** آنکه بعد وقوع اختلاف کلمه قوموا عنی که صریح دلالت بر تبعید میکند بمکشفت وآثار غضب

بر آنحضرت ظاهر نشید سیوم آنکه صحابه مخلصین که دانا و آگاه بمقصود و مراد بودند چرا وقوع کتابت ضرور ندیدند و
علی ایشان نمیگفتند القول ما قاله رسول الله چهارم آنکه ابن عباس نمیگفت ان الرزیة ما حال بین رسول الله
و بین ان یکتب کتابه پنجم آنکه در اصل امر للوجوب است تا وقتیکه قرینه صارفه پیدا نشود و در اینجا قرینه
مفقود است بنا بر آنحضرت برای وجوب و فرضیت خواهد بود و ملازمت را که درمیان مقدم و تالی زعم کرده است
باطل میدانیم زیرا که عصیان و نافرمانی جمیع حاضران حجره شریفه وقتی لازم میآید که همه شریک عمر در منع ایتان
دوات و قرطاس نشده باشند حالانکه در روایات صحیح بخاری موجود است که بعضی از ایشان گفتند که قربوا یکتب
لکم النبی کتابا لن تضلوا بعده فلما اکثر اللغط و الاختلاف قال رسول الله قوموا عنی یعنی نزدیک کنید
آنچه میطلبد پیغمبر خدا که بنویسد کتابی که گمراه نشوید بعد از ان پس هرگاه که بسیار شد شور و شغب و خلاف پیغمبر خدا
پیغمبر خدا در دو شدند ازین و سبب نوشته نشدن کتاب همین اختلاف عمر و تابعان او بود و قصور کسانیکه میگفتند
که بمنع عمر از ایتان دوات و قلم باز نباید ماند ظاهر نیست و باعث این اختلاف عمر بود و این اختلاف موجب
هلاک مخالفان پیغمبر خدا بود چنانچه در صحیح بخاری از ابو هریره آورده که پیغمبر خدا فرمود انما اهلک من کان قبلکم سؤالهم
و اختلافهم علی انبیائهم فاذا نهیتکم عن شیء فاجتنبوه و اذا امرتکم بامر فأتوا منه ما استطعتم
یعنی هلاک شدند کسانیکه پیش از شما بودند بسبب سوال کردن و اختلاف نمودن بر پیغمبران خویش پس هرگاه نهی کنم شما را
از چیزی اجتناب کنید از ان و هرگاه که امر کنم شما را بچیزی پس بجا آرید آنچه استطاعت دارید پس طعن بر عمر که باعث اختلاف
و بر تابعان عمر که خلاف پیغمبر خدا در منع از دوات و قلم و قرطاس نمودند متوجه باشد نه بر کسانیکه میگفتند که ایتان دوات
و قلم و قرطاس مانع نباشد اما نیاوردن دوات کتابت پس و لا شهادة علی النفی بلا دلیل حجة و علی التسلیم مجبوریت
حاجت کتابت نبود کتابت برای همان کسان که ارادههای غصب خلافت داشتند و اتباع ضالین ایشان بنا بر ایشان از کتابت
مانع آمدند و کلمات کفر بر زبان راندند و قول رسول خدا را هجو هم نخریدند و عمر کلمه ان الرجل لیهجر بر زبان ناپاک خود آورد
و اتباع او قولش را تقدیم بر قول رسول خدا نمودند و ازین حالات شناعت سمات شان ظاهر شد که بکمال وقاحت
عزم بالجزم منع کتاب داشتند و خوف بود که کار بقتال و جدال رسانند از جهت اگر دوات کتابت نیاورده باشند هیچ
بر ایشان لازم نمی آید اما آنچه گفته نهایت کار آنکه عمر دیگران را باعث برین نافرمانی گردید و دیگران قبول حکم عمر کرده مخالفت
حکم رسول خدا بجا آوردند و در وعید و من لم یحکم بما انزل الله داخل شدند پس نسبت عمر حاشا و چون نسبت شیطان شد
که کافر را باعث بر کفر میشود و نسبت دیگران حاشا هم چون کافران الخ پس کلام بغیر از لفظ حاشا و حاشا هم درست
درست است و طعن در قصه بر عمر در منع ایتان دوات و قرطاس و قلم با جمعهم متوجه میشود لهذا جناب علامه حلی رحمه الله
قصه را هم در مطاعن عمر ذکر فرموده و هم در مطاعن صحابه اما آنچه گفته اگر این امر بنا بر وجوب فرضیت بود الخ پس بطلان

منقول از قول سابق واضح شد زیرا که هر گاه که ثابت کردیم که امر بنابر وجوب و فرضیت بود درین شق که نقیض است باطل
باشد لاستحاله اجتماع النقیضین اما آنچه گفته در هر دو مقدمه خللی مبین است اما اول پس از آنجهت که عمر رد قول آنحضرت نمود
بلکه بر ترفیه و آرام و راحت دادن پیغمبر و رنج نکشیدن آنجناب در حالت شدت بیماری منظور داشت این مقدمه صحت با بنکه بنابر بیم
سوء فهم پیغمبر بعد از اول تا آخر لازم میآید زیرا که اگر آنحضرت را ترفیه و آرام و راحت خود در رنج نکشیدن در حالت شدت
بیماری منظور میبود چرا بایست که اولا امر باتیان دوات کتابت میفرمود ثانیا میگفت اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده
وثالثا بعد وقوع اختلاف و تنازع مخالفان از نزد خود دور میکرد و نه بود العیاذ کما سیگفته بود و نداد دوات کتابت را
نزدیک باید کرد تا برای شما کتابی نویسید بلکه مذمت و سرزنش میکرد و عمر را بر امتناع او مدح و ستایش میفرمود و حال
رسولخدا امر کما نکه گفتند که دوات و قرطاس بیارید و هر پیغمبر را امتثال کنید فرمود و بر عمر ایشان را تفضیل داد در کنز العمال
مذکور است عن عمر قال لما مرض النبی قال ادعوا لی الصحیفة و الدوات اکتب کتابا لا تضلوا بعده
ابدا فقال النسوة من وراء الستر الا تسمعون ما یقول رسول الله فقلت انکن صواحبات یوسف اذا
مرض رسول الله عصرتن اعینکن و اذا صح رکبتن عنقه فقال رسول الله دعوهن فانهن خیر منکم
طس و نیز در کنز العمال مذکور است عن عمر بن الخطاب قال کنا عند النبی و بیننا و بین النساء حجاب فقال
رسول الله اغسلونی بسبع قرب و ائتونی بصحیفة و دوات اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده ابدا فقال
النسوة ائتوا رسول الله بحاجته فقلت اسکتن فانکن صواحبه اذا مرض عصرتن اعینکن و اذا
صح اخذتن بعنقه فقال رسول الله هن خیر منکم ابن سعد پس ازین حدیث صریح معلوم شد که رسولخدا کتابت
این کتاب را بهتر و حق است خود میدانست و مانعین کتابت را بد میدانست و ازینجا بطلان آنچه اهلسنت مشتبه
بگرانند که منع عمر از کتابت گناه بود بجای رسولخدا اثر و انکار پیغمبر نبود ظاهر شد زیرا که از آنچه مرقوم شد انکار صریح بر عمر ظاهر میشود
و نیز در روایات صحیح بخاری است که آنحضرت گفت دعونی فالذی انا فیه خیر مما تدعونی الیه معنی اینکه آنچه
من در آنم بهتر است از مخالفت شما چنانچه ابن حجر در فتح الباری شرح صحیح بخاری از شرح منقول آورده قال ابن
الجوزی و غیره یحتمل ان یکون المعنی دعونی فالذی اعطانیه من کرامة الله التی اعدها لی بعد فراق الدنیا
خیر مما انا فیه من الحیاة و التاهب للقاء الله تعالی و التفکر فی ذلک و نحوه افضل من الذی تسألونی
فیه من المسئلة عن المصلحة فی الکتابة او عدمها و یحتمل ان یکون المعنی فان امتناعی من ان اکتب
لکم خیر لکم مما تدعونی الیه فان و یحتمل عکسه ای الذی اشرت علیکم به من الکتابة خیر مما تدعونی
الیه من عدمها بل هذا هو الظاهر و علی الذی قبله کان ذلک الامر اختبارا و امتحانا فهدی الله
عمر لمراده و خفی ذلک علی غیره و هر گاه که آنحضرت ترفیه و آرام و راحت خود منظور نداشت و خواهش کرد چنانکه از ابتدا

ـــه ص ل
قوبل علی منتخب کنز العمال فی کتاب الامارة حرف الهمزة خلافة ابی بکر

ــه ص
کتاب الشمائل باب حجه و وفات آنحضرت

ـه
صواحبات یوسف

ـــه ص
باب مرض النبی ... کتاب المغازی
۱۱ ص

لبشت

بعثت تا آخر حیات خود انواع و اصناف رنج و الم برای هدایت امت کشیده بود در حال احتضار نیز امری که مانع از ضلالت و
گمراهی امت و موجب بقاء و استمرار ایشان بر هدایت باشد بعمل آرد و اگرچه در عمل آوردن آن نوعی از رنج و الم به آنحضرت
میرسید عمر که بود که مخالفت آنحضرت کند و در غضب آرد اما آنچه گفته هر کسی بیمار عزیز خود را از محنت کشیدن و رنج
بردن حمایت میکند الی قوله مروج معمول است پس حال عوام الناس را بر حال پیغمبر خدا قیاس کردن و این قیاس
فاسد تجویز عدم امتثال امر آنجناب و جواز منع از اطاعت آنجناب ثابت کردن خرافتی بیش نیست و معهذا این مقدمه
هم کذب محض و افترای صرف است زیرا که ما در هیچ کتابی از کتب سیر و تواریخ صحابه و تابعین و اتباع تابعین و احوال
صلحا و اتقیا و اولیا که بعد از ایشان پیدا شده ندیدیم و از هیچکس نشنیدیم که کسی در وقت احتضار هیچیک از صحابه و غیرهم
ایشان منع از وصیت و اخلال در بجا آوردن آن افکنده باشد بلکه اگر ایشان برای رعایت اخلاف و اولاد خود یا برای
امر دیگر از امور دینی یا دنیوی وصیت فرموده اند و میفرمایند اتباع ایشان از یگانه و بیگانه بمجرد شنیدن نام وصیت
سمعا و طاعة گویان در شنیدن و بجا آوردن احکام وصیت بدل و جان کوشش مینمایند اما آنچه گفته چون عمر دید که برای
فایده اصحاب و امت میخواهند که درین وقت تنگ شدت مرض با [illegible] است خود املای کتاب فرمایند یا بدست
خود نویسند و این حرکت قولی و فعلی درینحالت موجب کمال حرج و مشقت خواهد بود بتجویز این معنی
گوارا نکرد پس درین منقول چند خلل است اول آنکه خدا تعالی شأنه آنحضرت را برای فایده تمام امت مخلوق
مبعوث فرموده بود و همیشه از دست کفار و منافقین امت چه در حال صلح و چه در حال حرب حرج و مشقت میکشید
و این حرج و مشقت را بجهت عظمت فایده عین راحت میدانست و بفراخ حوصلگی آنرا بر خود گوارا میکرد و شک
نیست در آنکه
آن فایده که تمامی اصحاب و امت آنحضرت را تا قیامت از ضلال و گمراهی باز دارد فایده بس عظیم و جلیله خواهد
بود و حرج و مشقت آنحضرت اگر متصور بود نهایت اندک پس گناه مانع و حائل شدن عمر در میان تمامی اصحاب
و امت رسول خدا البته از بس کبیره بلکه اکبر کبایر خواهد بود چنانچه ابن عباس از قول خود ان الرزیة کل الرزیة ما حال بین
رسول الله بدان اشاره کرده دوم آنکه عمر را اگر ترفیه و آرام رسول خدا منظور میبود همی بایست که در روز
صلح حدیبیه بر قول و فعل آنحضرت اعتراض نمی نمود و وقتیکه آنحضرت صلی الله علیه و آله در مکه بزیارت مادر خود
تشریف برده بود نمی گفت نهیتنا عن زیارة القبور و البکاء ثم زرت و بکیت یعنی نهی کردی ما را از
زیارت قبور و گریستن و بعد آن خود زیارت کردی و گریستی و امثال این اعتراضات بر قول و فعل آنحضرت
از و کم تر صادر میشد چنانچه در محل خود بتمامها مذکور است سوم آنکه اگر عمر آنحضرت صلی الله علیه و آله را از حرج
مشقت املای کتاب که چند حرفی بیش نبود باز داشت درین باب از خلق او آنحضرت را الفقد حرج و مشقت رسید

از این فایده عظیم محروم ماندند

[illegible]

که در غضب آمده با کمال شفقت و وسعت [اخلاق] نیاز از خود دور فرموده و گفت قوموا عنی چهارم آنکه
احتمال هست خود نوشتن را این مخاطب خود بعد ازین ابطال کرده چنانچه گفته قطعاً معلوم است که آنحضرت
نمی نوشت و مشق مصنف بداشت تحریر نیست آنچه در حاشیه مقبول از اشقاق الحق نقل کرده مشقتان
لا ثالث لهما مشی الاقدام مشق الاقلام [illegible] مطلوب نباشد [illegible] اشقاق الحق مذکور است [illegible]
من تعلیل امتناع عمر عن کتابة ذلک باشفاقه علی النبی ان یتکلف فی تلک الحالة [illegible]
فمدفوع بانه لم یکن یکتب تلک الوصیة مع قلتها یحتاج الکتابة بنفسه [illegible] وقلة [illegible]
لزوم المشقة بما اشتهر من قولهم مشقتان لا ثالث لهما مشی الاقدام و مشق الاقلام
لانه کان امیا لا یکتب ولا یقرء من الکتاب شیئا وانما کان یملی [illegible] عبارة
الوصیة الی کاتبه ولا مشقة فی ذلک مع قلتها [illegible] صحیح و شفقت
بر آنحضرت گوارا نمیداشت میبایست که در روز احد و حنین از پیش آنحضرت فرار نمیکرد و مانند حضرت امیر
علی ابن ابیطالب خود را سپر آنحضرت میکرد نه اینکه فرار میکرد اما آنچه گفته فی الواقع [illegible]
قریب و هزار تخمین بود وقت نظر عمر است پس از طرف ما عمر [illegible] فرزند عمر بود و صد اقرب و هزار تخمین [illegible]
بر اذکیا و اولی الابصار مخفی نیست که بدلالت قرینه مقام از لفظ اقرب در اینجا [illegible]
اما آنچه گفته قبل ازین وقت بسه ماه آیه کریمه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا نازل شده و ابواب نسخ و تبدیل و زیاده و نقصان را در دین مسدود
ساخته پس منقوض و مردود است باینکه در صحیح بخاری در تفسیر آیات سوره بقره مذکور است عن ابن عباس
قال آخر آیة نزلت علی النبی آیة الربوا و در ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مسطور است اخرج
الطبری عن طرق ابن عباس آخر آیة نزلت علی النبی واتقوا الله یوما ترجعون فیه الی الله
قیل فلعل المصنف اراد ان یجمع بین قولی ابن عباس قال العینی یعنی بالاشارة وعن
ابن جبیر انه عاش بعدها تسع لیال و باز بخاری در تفسیر آیات سوره نساء آورده عن ابن اسحاق
سمعت البراء آخر سورة نزلت براءة وآخر آیة نزلت یستفتونک قل الله یفتیکم
فی الکلالة و این آیه در آخر سوره نساء است و فخر الدین رازی در تفسیر کبیر تصریح کرده باینکه آخر سوره
که نازل شده سوره برات است و آیه الیوم اکملت لکم دینکم در سوره مائده واقع است و نیز در امامیه چنان
ثابت است که هرگاه که رسول خدا صلی الله علیه و آله حضرت امیر المومنین علیه السلام را در غدیر خم بعد از مراجعت
از حجة الوداع بامامت منصوب کرد این آیه نازل شد چنانچه شیخ طبرسی رحمه الله در تفسیر مجمع البیان فرموده و طرفی

ص

[illegible] ص
[illegible] فی کتاب التفسیر

[illegible] ص
سوره مائده

[illegible]

عن الامامین ابی جعفر و ابی عبد اللہ انہ انما نزل بعد ان نصب النبی علیاً علماً للانام
یوم غدیر خم بعد منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا و ہو آخر فریضۃ انزلہا اللہ تعالی
ثم لم ینزل بعدہا فریضۃ یعنی دیگر کدام فریضہ از فرایض ایمان نازل نشد و ہمین از نزول بعضی احکام
دین منع نمیکند و اما آنچہ گفتہ پس مقصد آنحضرت در ہر وقت نیست مگر تاکید احکامی کہ سابق قرار یافتہ پس اگر
چہ درست است لیکن مراد از حکم سابق اطاعت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب است در جمیع اوامر و نواہی و
خلیفہ بلا فصل دانستن آنجناب و اما آنچہ گفتہ و تاکید آنحضرت مارا بیشتر و چسپانتر از تاکید حقتعالی در روحی
منزل خود نخواہد بود الخ پس اگر بمقولہ منافقین صحیح است باشد جمیع تاکیدات حضرت رسالت پناہی و نصب
امام بیفایدہ و لغو بودہ باشد اما آنچہ گفتہ و این لفظ کہ ان رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع و عندنا
کتاب اللہ حسبنا صریح برین مقصد گواہ است پس غلط محض است بلکہ مدلول صریح این لفظ ہمانست کہ شیعیان
گفتہ اند کہ مقصود عمر از ینقول آن بود کہ مارا بوصیت پیغمبر حاجتی نیست و حالانکہ در آیات کثیرہ امر باطاعت و فرمان
برداری پیغمبر خدا وارد شدہ اما آنچہ گفتہ با آنحضرت خطاب از راہ کمال ادب الخ سبحان اللہ کمال ادب از
لفظ ان الرجل قد غلب علیہ الوجع و ان الرجل لیہجر ظاہر است و اما آنچہ گفتہ علی الخصوص عمر را
در غیاب خصوصیتی و جرأتی زاید بہم رسیدہ بود کہ در قصہ نماز بر منافق الخ پس کمال خوش فہمی است کہ مطاعن عمر را
مناقب میشمارد و عمر خود اعتراف کردہ کہ از او در باب قصہ نماز بر منافق ہفوہ صادر شدہ کہ گاہی مثل آن
از او واقع نشدہ در کنز العمال مذکور است عن الشعبی ان عمر بن الخطاب قال لقد اصبت فی الاسلام
ہفوۃ ما اصبت مثلہا قط اراد رسول اللہ ان یصلی علی عبد اللہ بن ابی فاخذت بثوبہ فقلت و اللہ
ما امرک اللہ بہذا لقد قال اللہ تعالی استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم
سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم فقال رسول اللہ قد خیرنی ربی فقال استغفر لہم او لا تستغفر لہم
فقعد رسول اللہ علی شفیر القبر فجعل الناس یقولون لابنہ یا حباب افعل کذا فقال رسول اللہ
الحباب اسم الشیطان انت عبد اللہ بن ابی حاتم بن ابی مریکہ باقرار عمر ہفوہ عظیم و لغزش جسیم بود و آنرا از مناقب
او شمردن و دلیل صواب رای او قرار دادن نہایت غریب است و عمر بارہا مثل این اعتراضات و ایرادات بر
حضرت رسول خدا میکرد چنانچہ خواہد آمد انشاء اللہ تعالی و جواب از سکوت حضرت رسول خدا از ین جرأتہای عمر
کہ موجب تاذی آنحضرت میشد آنست کہ آنحضرت بجہت مدارات از امثال ایشان چشم پوشی میکرد چنانچہ قاضی عیاض
در کتاب شفا گفتہ فان قلت فلم لم یقتل النبی الیہودی الذی قال لہ السام علیکم و ہذا دعاء
علیہ و لا قتل الآخر الذی قال لہ ان ہذہ لغنیمۃ ما ارید بہا وجہ اللہ و قد تاذی من

۵۵ ص
در تفسیر سورہ توبہ
حرف الالف

ص
در باب ...
...
ص
قوی ... صحیح ...

ذلك وقد قال وقد مضى موسى باكثر من هذا فصبر ولا قتل المنافقين الذين يؤذون ويسعون في الكفر الاخيار في عالم وفقنا الله تعالى واياك ان النبي كان في الاسلام يتالف عليه الناس ويميل قلوبهم اليه ويحبب اليهم الايمان ويزينه ويقول لاصحابه انما بعثتم مبشرين ولم تبعثوا منفرين ويقول يسروا ولا تعسروا وسكنوا ولا تنفروا ويقول لا يتحدث الناس ان محمدا يقتل اصحابه وكان يداري الكفار والمنافقين ويحمل صحبتهم ويغض عنهم ويحتمل من اذاهم ويصبر على جفائهم ما لا يجوز لنا اليوم الصبر عليه وكان يرفقهم بالعطاء والاحسان وبذلك امره الله تعالى فقال ولا تزال تطلع على خائنة منهم فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين وقال ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم وذلك لحاجة الناس للتاليف في الاسلام وجمع الكلمة انتهی ما میگوییم که اغماض و چشم پوشی و تحمل از ایذای عمر از همین قبیل است و نزول وحی موافق رای عمر از موضوعات و مفتریات اهل سنت است و در مقابله شیعیان صلاحیت و قابلیت احتجاج ندارد و **اما آنچه گفته** و اگر انبیا هم بغرض مصلحت در وحی و در قول پیغمبر گفته اند الخ پس منقوض است بانکه در هنگامی که اراده اتیان ادوات کتابت بغرض مصلحت بقیه بر داشتن از نوشتن امر کرده ما فی هوا و هوس او بوده باشد ظاهر نیست و منع کردن از امتثال امر منهوی آنجناب را کلمه کفر است الرجل لیهجر گفته بغضب اوردن تا آنکه آنجناب از نزد خود او را و اتباعش را دور کرد عرض مصلحت است یا رد قول پیغمبر **اما آنچه گفته** اول آنکه در بخاری که اصح الکتب اهلسنت است بطرق متعدده مروی است که آنحضرت هنگام شب بخانه امیر و زهرا تشریف برده ایشان را از خواب بر داشت و برای ادای نماز تقیید بسیار فرمود و گفت قوموا فصلیا و حضرت امیر گفت والله لا نصلی الا ما کتب لنا الخ پس مقدوح است بچند وجه **وجه اول** آنکه در صحیح بخاری این روایت در چند جا مسطور است لاکن بالفاظیکه مخاطب ذکر کرده هیچ جا بنظر نرسیده لهذا جمیع طرق این روایت که در صحیح بخاری دیده شد منقول میشود پس انکه این روایت در صحیح بخاری در باب تحریض النبی علی صلوة اللیل والنوافل من غیر ایجاب و طرق النبی فاطمة وعلیا لیلة للصلوة باین الفاظ مذکور است عن الزهری اخبرنی علی بن الحسین ان حسین بن علی اخبره ان علی بن ابی طالب اخبره ان رسول الله طرقه وفاطمة بنت النبی لیلة فقال الا تصلیان فقلت یا رسول الله انفسنا بید الله فاذا شاء ان یبعثنا بعثنا فانصرف رسول الله حین قلت له ذلك ولم یرجع الی شیئا ثم سمعته وهو مول یضرب فخذه ویقول وکان الانسان اکثر شیء جدلا انتهی و در باب قوله وکان الانسان اکثر شیء جدلا از کتاب التفسیر احادیث باین الفاظ آورده عن علی ان رسول الله طرقه وفاطمة وقال الا تصلیان و در کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة

منصوب علی الظرفیة

ای هنگام شب ۱۲

ص

در باب و ایشا

متضمن وضع قرطاس

در باب وکان الانسان اکثر شیء جدلا و قوله لا تجادلوا اهل الکتاب الا بالتی هی احسن این الفاظ اورده عن الزهری قال اخبرنی علی بن الحسین ان حسین بن علی اخبره ان علی بن ابیطالب قال ان رسول الله طرقه وفاطمة بنت رسول الله فقال لهم الا تصلون قال علی فقلت یا رسول الله انما انفسنا بید الله فاذا شاء ان یبعثنا بعثنا فانصرف رسول الله حین قلت له ذلک ولم یرجع الیه شیئا ثم سمعته وهو مدبر یضرب فخذه ویقول وکان الانسان اکثر شیء جدلا انتهی ازین معلوم شد که فاضل ناصب در تفضیل شیخین در مقام ایراد معایب جناب امیر جزاه الله عما اختیر علیه روایت موضوعه از احمد اورده دران این الفاظ یعنی قوما فصلیا و والله ما نصلی الا ما کتب لنا مذکور است و نیز ذکر بیدار کردن و تاکید نمودن دران مفتری شده و از ملاحظه این روایات که از صحیح بخاری منقول شد واضح است که انچه مخاطب بخاری نسبت داده بچند وجه مخالف آنست اول آنکه درین روایات برخاستن حضرت امیر و حضرت فاطمه از خوابگاه مذکور نیست دوم آنکه بسیار تاکید فرمودن برای ادای نماز دران یافته نمیشود سوم آنکه لفظ قوما فصلیا دران مذکور نیست چهارم آنکه انچه مخاطب ذکر کرده در جواب امیر بجواب حضرت رسول خدا گفت که والله لا نصلی الا ما کتب الله لنا درین روایات مذکور نیست وجه دوم آنکه اگر بالفرض این روایت این الفاظ که مخاطب ذکر کرده در صحیح بخاری موجود باشد لیاقت تمسک و احتجاج ندارد و بلاشبه از موضوعات خوارج و نواصب است که قدح جناب امیر بآن خواسته اند و ظاهر است که صدور انکار از ادای نماز تهجد با آنکه مشتمله و متضمن رد جواب ارشاد رسول خدا ازادنی اهل ایمان بعید است پس چگونه چنین انکار از جناب امیر که زهد و عبادت آنجناب بغایت قصوی رسیده بود واقع شود و نیز تمسک بشبه جبریه بلاشبه ممتنع الصدور از آنجناب است وجه سوم آنکه نماز تهجد فرض و واجب نشود بلکه بلاشبه مستحب است پس امر بآن برای وجوب نباشد چنانچه بخاری بر حضور آن تصریح کرده و گفته باب تحریض النبی علی صلوة اللیل والنوافل من غیر ایجاب پس اگر بالفرض جناب امیر انکار از خواندن نماز کرده باشد منافی آن بر عدم امتثال امر جناب رسالت پناه درباره احضار دوات و قرطاس صحیح نباشد زیرا که اولا امر یکه مدیث آن قطعا ثابت باشد امرا بر مجرد امر که محمول بر وجوب میشود کما فی فتح الباری قیاس نتوان کرد و ثانیا قرائن دال بر وجوب امر جناب رسالت مآب باحضار دوات و قرطاس متحقق است وجه چهارم آنکه بعض محققین اهل سنت روایت بخاری را دلیل انکار جناب امیر از امر جناب رسالت مآب نمی دانند و کسیکه ادعای آن کرده رد او نموده چنانچه ابن حجر در فتح الباری گفته نقل ابن بطال عن المهلب ما ملخصه ان علیا لم یکن له ان یدفع ما دعاه النبی الیه من الصلوة بقوله ذلک بل کان علیه الاعتصام بقوله فلا حجة لاحد فی ترک المامور و ابن حجر بعد این گفته ومن این له ان علیا لم یمتثل ما دعاه

من الامتثال

الیه فلیس فی القصه تصریح بذلک وانما اجاب علی بما ذکر اعتذارا عن ترکه القیام
بغلبة النوم ولا یمتنع انه صلی عقیب هذه المراجعة ولیس فی الخبر ماینفیه یعنی آنحضرت
شد مطلب راکه علی امتثال نکرد چیزیرا که آنحضرت دعوت کرد بسوی آن زیرا که نیست در الفاظ این قصه تصریح
باین معنی جواب نداد علی بآنچه ذکر کرد مگر بجهت اعتذار ترک قیام بسبب غلبه نوم و ممتنع نیست که آنحضرت بعد ازین
جواب نماز گزارده باشد زیرا که در خبر چیزے نیست که نفی این معنی کند اما آنچه گفته پس درین قصه جهاد
با رسول الله در مقدمه شرع الخ پس عجب ماجبیست اراده معاذ الله بجناب امیر المومنین افضل الوصیین
سید الزهاد سرور عباد و امام الابرار الذی کان یدور معه الحق حیث ما دار نسبت بازخواست بار
و استبداد و مجادله نمودن با پیغمبر خدا آنه بالتشکیک ازاکبر کبائر است و تمسک نمودن بشبه جبریه که اصلا در شرع مسموع
نیست میتماید و باز بجهه رغم حفظ از رسوائی میگوید چون قرینه حالیه گواه بر صدق و درستی و قصد نیک بود
ملامت نفرمود سبحان الله در مجادله با پیغمبر و تمسک بشبه جبریه که حرام محض است صدق و درستی را
چه دخل و قصد نیک چه مصرف دارد اما آنچه گفته دویم آنکه در صحیح بخاری موجود است که در غزوه حدیبیه
چون صلحنامه در میان پیغمبر و کفار نوشته میشد حضرت امیر لفظ رسول الله الخ پس چون قراین قویه
دلالت داشت که این امر آنحضرت برای محو لفظ رسول الله از صحیفه عهد برای ایجاب نبود اما و انکار حضرت
امیر المومنین از محو لفظ رسول الله دلیل کمال رسوخ در اعتقاد باشد چنانچه نووی در شرح صحیح مسلم
گفته وهذا الذی فعله علی رضی الله عنه من باب الادب المستحب لانه لم یفهم من النبی
تحتیم محو علی نفسه ولهذا لم ینکر علیه ولو حتم محوه لنفسه لم یجز لعلی ترکه ولما اقره
النبی علی المخالفة انتهی و در مواهب لدنیه مذکور است قال العلماء وهذا الذی
فعله علی من باب الادب المستحب لانه لم یفهم من النبی تحتیم محو علی نفسه ولهذا لم
ینکر علیه ولو حتم محوه لنفسه لم یجز لعلی ترکه و شیخ عبد الحق در مدارج النبوة گفته و این امتناع
علی از محو لفظ رسول الله نه از باب نه از باب ترک امتثال است که مستلزم ترک ادب است و ناشی از غایت
عشق و محبت است انتهی و فرق در هر دو موضع بر مستبصر خبیر و عاقل بصیر واضح ولایح است
حاجت بزیادتی توضیح و تشریح ندارد کجا عدم محو لفظ رسول الله که باعتراف عبد الحق از غایت عشق و محبت
و عین امتثال آنحضرت بود و کجا منع کردن از امتثال امر رسول خدا و قول ملعون خود را در مقابله قول آنجناب
نمودن و بکلمه مشومه ملعونه ان الرجل لیهجر و ان الرجل قد غلب علیه الوجع متفوه شدن
و اما آنچه گفته رو الشریف المرتضی الملقب بعلم الهدی عند الامامیة فی کتاب الغرر والدرر

عسـ ص
در کتاب الجهاد باب صلح الحدیبیه ۱۲
ص

لعـ ص
(در ذکر غزوه حدیبیه ۱۲)

قوله علی اصل اخراج نسخه صحیحا عبد الحق و کتب علیها حواشی بیده فافهم
۱۲

[illegible]

الخ

الخ پس حوالش آنکه مخاطب در نقل روایت دروغ و خیانت کرده و سوال حضرت امیر المومنین و جواب آن
حضرت رسول خدا را از میان روایت ساقط کرده بنابران عبارت در رد عرض او بعینها نقل کرده میشود و هی انه روی محمد بن
الحنفیة عن ابیه امیر المومنین قال کان قد کثر علی ماریة القبطیة ام ابراهیم فی ابن عم لها قبطی
کان یزورها ویختلف الیها فقال لی النبی خذ هذا السیف وانطلق فان وجدته عندها
فاقتله قلت یا رسول الله اکون فی امرک اذا ارسلتنی کالسکة المحماة امضی لما امرتنی ام
الشاهد یری ما لا یری الغائب فقال لی النبی بل الشاهد یری ما لا یری الغائب فاقبلت
متوشحا بالسیف فوجدته عندها فاخترطت السیف فلما اقبلت نحوه عرف انی اریده
فاتی نخلة فرقی الیها ثم رمی بنفسه علی قفاه وشغر برجله فاذا انه اجب امسح ما له مما للرجال
قلیل ولا کثیر قال فغمدت السیف ورجعت الی النبی فاخبرته فقال الحمد لله الذی یصرف
عنا الرجس اهل البیت انتهی و ازین عبارت صریح معلوم شد که حضرت رسول خدا امر بقتل فرموده بود که عدم
قتل ان قبطی موجب مخالفت شود و لکن امیر [illegible]
[illegible] در شرح این حدیث فرموده فاما قوله بل الشاهد یری ما لا یری الغائب فانه عنی به
رویة القلب والعلم لا رویة البصر فانه لا معنی فی هذا الموضع لرویة البصر فکانه
قال بل الشاهد یعلم ویصح له من وجه الرای والتدبیر ما لا یصح للغائب ولو لم یقل ذلک
لوجب قتل الرجل علی کل حال و نیز محتمل است که مراد از قول آنحضرت فان وجدته عندها
فاقتله و پیدا ان [illegible] بوده باشد و جناب امیر چون آنکس را مجبوب یافت [illegible]
[illegible] آنحضرت از قتل قبطی بجهت فقدان شرط قتل بود و مشهور و معروف است اذا
فات الشرط فات المشروط وابن عبد البر در کتاب استیعاب گفته عن انس ان رجلا کان یتهم
بام ابراهیم ولد رسول الله فقال رسول الله لعلی اذهب فاضرب عنقه فاتاه علی فاذا
هو فی رکی یتبرد فیها فقال له اخرج فناوله یده فاخرجه فاذا هو مجبوب لیس له ذکر
فکف علی عنه ثم اتی النبی فقال یا رسول الله انه لمجبوب وروی الاعمش هذا
الحدیث فقال فیه قال علی یا رسول الله اکون کالسکة المحماة او الشاهد یری ما لا یری
الغائب قال بل الشاهد یری ما لا یری الغائب یعنی اعمش در این حدیث این زیادتی
روایت کرده که گفت علی آیا بوده باشم من مانند آهن تافته که بمجرد رسیدن بچیزی میسوزد و بکشتم آنکس را
که بقتل امر فرموده یا عمل کنم بانچه مشاهده میبینم زیراکه در مشاهده و غیبت فرق بسیار میباشد و شاهد

در اوائل کتب

قاموس نخبه

در ترجمه ماریه در [illegible] نخبه ۱۲

ببیند چیزی را که غائب نمی‌بیند و فرمود که عمل کنی بانچه بمشاهده می‌بینی و درست است که شاهد می‌بیند چیزی را
که غائب نمی‌بیند انتهی محصله **اما آنچه گفته** و ازین روایت دلیل صریحست که ماریه قبطیه از اهلبیت بود
و در آیه تطهیر داخل **پس** سابق ازین بحث امامت معلوم شد که مراد از اهلبیت درین آیه کریمه خمسه آل
عبا هستند و علاوه بر آن ماریه از ازواج هم نبود بلکه کنیز بود پس داخل شدن ماریه قبطیه در مصداق آیه
تطهیر نزد اهل سنت هم درست نمی‌تواند شد و این روایت هرگز دلیل دخول ماریه قبطیه در آیه تطهیر نمی‌تواند
شد محتمل است که مراد از اهلبیت معنای لغوی باشد و یا مراد آنکه از ما اهل بیت عصمت و طهارت رجس گناه
قتل بکلیه باز داشته **اما آنچه گفته** درین قصه هم مخالفت رسول الله و هم تصرف در مال غیر بغیر اذن
او و هم اتلاف حقوق عیال و قطع رحم اقرب که پسر و زوجه باشد الخ **پس** گمان مخالفت نمودن جناب امیر با
حضرت رسولخدا از اوهام فاسده و مزعومات کاسده است اگر مخالفت حضرت رسولخدا از حضرت امیر صادر میشد
جای مدح و اعطای صله سنیه یعنی ناقه بهشت و صد درهم از خزانه قدس در مقابله آن که در آخر این قصه مسطور است
و مخاطب نقل نکرده چه و همچنین تصرف در مال غیر بغیر اذن نیز ممنوعست زیرا که قوله اعطها علیا دلالت صریح
بر هبه و بخشش میکند چنانچه در شرح **وقایه** لفظ اعطیت را از الفاظ داله بر هبه و بخشش شمرده پس تصرف
در مال غیر بغیر اذن و اتلاف حقوق لازم نیاید و قطع نظر از آن رضای حضرت فاطمه و حسنین ع و حضرت رسولخدا
بانقطع جناب امیر را باین ایثار و اعطا معلوم بود **چنانچه** مخاطب بمقتضای آنکه دروغگو را حافظه نباشد متصل
همین قول تصریح باین معنی کرده حیث قال و بقرائن معلوم حضرت امیر بود الخ و نفهمیده که هرگاه جناب
امیر را رضای اهلبیت و رسولخدا باین ایثار معلوم و محقق بود مخالفت رسولخدا و رنج دادن آنجناب و
تصرف در مال غیر و اتلاف حقوق و قطع رحم اقرب بچه طور لازم می‌آید و نیز ناصبیت و وقاحت ناصبی ملاحظه باید
کرد که اولا اسناد این کبایر بجناب امیر بکمال وقاحت نموده و باز در اعتذار از آن گفته لاکن چون این
همه لله فی الله و ایثار الطاعة الله بود مقبول افتاد حالانکه در ارتکاب کبایر لله فی الله معنی ندارد و فعل حرام
عظیمه بنیت تقرب الی الله هرگز در مذهبی جایز نمیشود و قیاس این فعل جناب امیر که موجب رضا و خوشنودی
رسولخدا شده چنانچه آنجناب تبسم فرمود بجناب امیر المؤمنین بشارت داده خدای تعالی آنرا پسندیده و در عوض آن
بدست ملائکه مقربین دراهم از خزانه قدس خود و ناقه بهشت بآنجناب فرستاده بر رد کردن عمر قول
رسول خدا را و گفتن **ان الرجل لیهجر** که موجب دلتنگی آنجناب شده تا آنکه قوموا عنی فرموده
قیاس فاسد است و از صاحب عقلی چنین قیاس واهی نمی‌آید **و اما آنچه گفته** اما مقدمه دوم یعنی ممتنع
اقوال پیغمبر وحی است پس باطلست الخ **پس** ممنوع است باینکه **فخر الدین** رازی در تفسیر قوله تعالی و ما ینطق

ص (در سورهٔ عرف ربع اول) سپاره نهم ۱۲

یا فرعون انی رسول من رب العالمین حقیق علی ان لا اقول علی الله الا الحق گفته المعنی
ان الرسول لا یقول الا الحق فصار نظم الکلام کانه قال انا رسول الله و رسول الله
لا یقول الا الحق ینتج انی لا اقول الا الحق و لما کانت المقدمة الثانیة جلیة ظاهرة ذکر
ما یدل علی صحة المقدمة الاولی و هو قوله وقد جئتکم ببینة من ربکم و هی المعجزة
الظاهرة القاهرة و قوله تعالی من یطع الرسول فقد اطاع الله صریح دلالت میکند که اطاعت
رسول خدا در جمیع اقوال و افعال او بعینه اطاعت خدا است بالاتفاق فی ذلک چنانچه **فخر الدین رازی** در تفسیر کبیر
گفته قوله تعالی من یطع الرسول فقد اطاع من اقوی الدلائل علی ان الرسول معصوم فی جمیع الاوامر
والنواهی و فی کل ما یبلغه من الله لانه لو اخطا فی شیء منها لم یکن طاعته طاعة الله
وایضا وجب ان یکون معصوما فی جمیع اقواله و افعاله و احواله لانه تعالی امر بمتابعته
فی قوله فاتبعوه والمتابعة عبارة عن الاتیان بمثل فعل الغیر لاجل انه فعل ذلک الغیر
فکان الآتی بمثل ذلک الفعل مطیعا لله فی قوله فاتبعوه فثبت ان الانقیاد له فی جمیع
افعاله الا ما خصه الدلیل طاعة لله و انقیاد لحکم الله انتهی یعنی این آیه از اقوی ترین ادله است بر اینکه رسول خدا
معصوم است در جمیع اوامر و نواهی و در آنچه تبلیغ میکند آنرا از خداتعالی زیرا که اگر آنحضرت خطا کند در چیزی از آنها طاعت
خدا نباشد و نیز واجب است که رسول معصوم باشد در جمیع اقوال و افعال و احوال خود زیرا که خداتعالی شانه امر کرده است بمتابعت
رسول در قول خود اتبعوه و متابعت عبارتست از اتیان مانند فعل غیر بجهت آنکه این فعل فعل این غیر است پس ثابت شد
که انقیاد رسول در جمیع اقوال و افعال طاعت خدا و انقیاد حکم خداست مگر آنچه تخصیص کند آنرا دلیل و همین کلام رازی بعینه در
مواهب لدنیه مذکور است و در **صحیح بخاری** در کتاب الاحکام مذکور است عن الزهری قال اخبرنی
ابو سلمة بن عبد الرحمن انه سمع ابا هریرة ان رسول الله قال من اطاعنی فقد اطاع الله و من عصانی
فقد عصی الله و من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصی امیری فقد عصانی و همچنین **قوله** اطیعوا الله و اطیعوا
الرسول صریح دلالت میکند بر اینکه اطاعت آنحضرت در جمیع اقوال و افعال واجب است چنانچه **فخر رازی** در تفسیر کبیر گفته
اعلم ان المنقول عن الرسول اما القول و اما الفعل اما القول فیجب طاعته لقوله تعالی و اطیعوا
الرسول و اما الفعل فیجب علی الامة الاقتداء به الا ما خصه الدلیل و ذلک لانا بینا ان قوله
تعالی اطیعوا یدل علی ان اوامره للوجوب ثم انه تعالی قال فی آیة اخری فی صفة محمد فاتبعوه و هذا
امر فوجب ان یکون للوجوب فثبت ان متابعته واجبة والمتابعة عبارة عن الاتیان بمثل فعل الغیر
لاجل ان ذلک الغیر فعله فثبت ان قوله اطیعوا الله یوجب الاقتداء بالرسول فی کل افعاله و قوله

در سوره نساء سیاره پنجم در تفسیر قوله تعالی و من یطع الرسول فقد اطاع الله ۱۲

در سوره نساء سیاره پنجم بعد ربع اول در مسئله ثانیه

عفی عنهما حامد بن محمد

اطیعوا الرسول یوجب الاقتداء به فی جمیع اقواله فلا شک انهما اصلان معتبران فی الشریعة

سیوطی در جامع صغیر روایت کرده که حضرت رسول خدا فرموده اطیعونی ما کنت بین اظهرکم و علیکم

بکتاب الله احلوا حلاله و حرموا حرامه فان الکتاب علیّ نزل و انا اعلم الخلق به و نور الدین عزیز

در شرح تہذیب گفته ای ما دمت بینکم حیا لا امر لاحد الا امر الله ولا نهی الا نهیه لانی ادوه عنه انتهی

و نیز حق تعالی فرموده من یعص الله و رسوله فان له نار جهنم خالدا فیها ابدا و در تفسیر کبیر در ذیل تفسیر

قوله تعالی یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت مذکور است المسئلة الثالثة مقصود الکلام ان بعض

الناس اراد ان یتحاکم الی بعض اهل الطغیان و لم یرد التحاکم الی محمد علیه السلام قال القفال

و یجب ان یکون التحاکم الی هذا الطاغوت کالکفر و عدم الرضا بحکم محمد کفرا و یدل علیه وجوه

الاول انه تعالی قال یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت و قد امروا ان یکفروا به فجعل التحاکم

الی الطاغوت مقابلا للکفر به فهذا یقتضی ان التحاکم الی الطاغوت یکون ایمانا به ولا شک ان الایمان

بالطاغوت کفر بالله کما ان الکفر بالطاغوت ایمان بالله الثانی قوله تعالی فلا و ربک لا یؤمنون

حتی یحکموک فیما شجر بینهم الی قوله و یسلموا تسلیما و هذا نص فی تکفیر من لم یرض

بحکم الرسول الثالث قوله فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم

عذاب الیم و هذا یدل علی ان مخالفته معصیة و فی هذه الآیات دلائل علی ان من رد شیئا

من اوامر الله او امر الرسول فهو خارج عن الاسلام سواء رده من جهة الشک او من

جهة التمرد و نیز حق تعالی فرموده است قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یعنی بگو اگر هستید شما

دوست میدارید خدا تعالی شانه را پس متابعت کنید مرا دوست خواهد داشت شما را خدا تعالی زمخشری

در کشاف در تفسیر آیه گفته عن الحسن زعم اقوام علی عهد رسول الله انهم یحبون الله فاراد ان

یجعل لقولهم تصدیقا من عمل فمن ادعی محبته و خالف سنة رسوله فهو کذاب

و کتاب الله یکذبه انتهی و در مواهب لدنیه در ذیل این آیه مذکور است اشارة الی دلیل

المحبة و ثمرتها و فائدتها فدلیلها و علامتها اتباع الرسول و فائدتها و ثمرتها محبة

المرسل لکم فما لم یحصل المتابعة فلا محبة حاصلة لکم و محبته لکم منتفیة فجعل سبحانه

اتباع رسوله شرطا لمحبتهم لله و شرطا لمحبة الله لهم و وجود المشروط یمتنع بدون

وجود تحقق شرطه فعلم انتفاء المحبة عند انتفاء المتابعة فانتفاء محبتهم الله لازم لانتفاء

المتابعة للرسول و انتفاء المتابعة ملزوم لانتفاء محبة الله لهم فیستحیل حینئذ ثبوت

سہ ص قوله علیه السلام فی الجامع الصغیر ۱۲

بیت ص ۵ سورۂ آل عمران سیپارہ سیم بعد نصف ۱۲

۵ ص فی النوع السابع من المقصد السادس ۱۲

محبتهم لله وثبوت محبة الله لهم بدون المتابعة لرسول الله ودل علی ان متابعة الرسول
هی حب الله ورسوله وطاعة امره یعنی این آیه کریمه اشارة است بسوی دلیل محبت خدا وثمره وفائده
آن پس دلیل آن وعلامت آن متابعت رسول خداست وفائده آن وثمره آن محبت فرستنده اوست مر شمارا است پس
هر گاه که متابعت رسول خدا حاصل نخواهد شد پس محبت او مر شمارا منتفی است پس گردانید خدای تعالی اتباع رسول
خود را شرط برای محبت ایشان مر خدای تعالی را وشرط برای محبت خدای تعالی مر ایشان را ووجود مشروط بدون تحقق شرط
ممتنع است پس معلوم شد انتفای محبت خدا نزد انتفاء متابعت رسول و پس انتفای محبت ایشان مر خدای تعالی را
لازم است انتفای متابعت رسول او را وانتفاء متابعت رسول خدا ملزوم انتفای محبت خدای تعالی مر ایشان راست پس محال
ثبوت محبت ایشان مر خدای تعالی را وثبوت محبت خدای تعالی مر ایشان را بدون متابعت رسول خدای تعالی و دلالت
کرد این کلام حقتعالی بر اینکه متابعت رسول خدا همین محبت خدا و رسول او واطاعت اوست ونیز حق سبحانه وتعالی
فرموده فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم در **مواهب لدنیه** گفته اقسم
تعالی بنفسه الکریمة المقدسة انه لا یؤمن احد حتی یحکم الرسول فی جمیع اموره ویرضی بحکمه فی جمیع
ما حکم به ظاهرا وباطنا سواء کان الحکم بما یوافق اهوائهم ویخالفها ونیز فرموده که
یا ایها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله یعنی ای مردمان که ایمان آورده اید تقدم نکنید پیش
روی خدای تعالی ورسول او و در **مواهب لدنیه** مذکور است فمن الادب ان لا یتقدم علیه بامر
ولا نهی ولا اذن ولا تصرف حتی یامر هو وینهی ویاذن کما امر الله تعالی بذلك فی
هذه الایة وهذا باق الی یوم القیمة لم ینسخ و **فاضل علماء ماوراء النهر** که در زمان
عبد الله خان اوزبک که محارب او را در باب اول بحار ومرجع اهل سنت شمرده حاضر بودند در نامه که در جواب علمای
مشهد مقدس نوشته بودند باین مقدمه که جمیع اقوال پیغمبر وحی است بر کفر شیعه استدلال نموده اند چنانچه
گفته اند ومقتضای وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی جمیع اقوال وافعال آنحضرت موجب
وحی است وآنحضرت کمال توقیر وتعظیم ایشان یعنی صحابه مبذول داشت ودر توصیف هریک احادیث کثیره وارد گشته
پس منکر کمال ایشان بر گمراهی وخذلان وفی الحقیقه منکر قران ونسبت کننده نقص بسرور انس وجان بوده باشد
انتهی و **ملا محمد** مکی رح که از علمای مشهد مقدس بود در جواب این قول ایشان فرموده اند که حضرت پیغمبر خدا
در باب نوشتن وصیت فرموده اند مقتضای آیه کریمه مذکور وحی است ومنع که عمر کرد منع وحی بود وحی کفر است
علی ما اعترفتم وعلی ما دل علیه قوله تعالی ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الکفرون
وکافر قابل خلافت حضرت پیغمبر نباشد و هر گاه که کفر وسلب قابلیت خلافت از عمر ثابت شود بنا بر دلیل شما

فص

دهم ص

ص

لازم است که ابوبکر و عثمان نیز خلیفه نباشند و ابوبکر و عثمان باشند موافق رای متکلمین پس از اهل اسلام نیست انتهی

اما آنچه گفته اما عقلی پس نزد هر عاقل ظاهر است که معنی رسول رساننده پیغام است الخ **پس** زیاده‌تر از این کلامی باطل و لغو و واهی نمیتواند شد میخواهد که معصوم نبودن انبیا دلیلی آرد و در بیانش چنین هفوات می سراید که از ان جز این معنی که در مفهوم لفظ رسول عصمت داخل نیست لازم نمی آید بر صبیان هم پوشیده نیست فضلا عن العقلا که از اثبات این معنی که در مفهوم رسول عصمت داخل نیست نفی عصمت رسول لازم نمی آید والا لازم آید که معاذ الله بهمین دلیل مزخرف واهی نفی اسلام و ایمان انبیا هم کرده آید که معنی رسول رساننده پیغام است و چون اضافت بخدا کردیم رساننده پیغام خدا معنی این لفظ شد پس در ضمن رسالت همین قدر داخل است که بسوی او وحی آمده باشد و بواسطه او پیغامی از جانب خدا بما رسد نه آنکه او مومن و مسلم است العیاذ بالله من تسویل هذه الکفریات الشنیعة والهفوات الفظیعة **اما آنچه گفته** و آیه ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی صریح خاص بقرآن است بدلیل علمه شدید القوی نه عام در جمیع اقوال پیغمبر **پس** عقد وحشت باتنجه در کتاب مواهب اللدنیه مذکور است فی نزیه نطقه ان یصدر عن هوی فقال تعالی وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی ولم یقل وما ینطق بالهوی لان نفی نطقه عن الهوی ابلغ فانه یتضمن ان نطقه لا یصدر عن هوی واذا لم یصدر عن هوی فکیف ینطق به فیتضمن نفی الامرین نفی الهوی عن مصدر النطق ونفیه عن النطق نفسه فنطقه بالحق ومصدره الهدی والرشاد لا الغی والضلال ثم قال ان هو الا وحی یوحی فاعاد الضمیر الی المصدر والمفهوم من الفعل ای ما نطقه الا وحی یوحی وهذا احسن من جعل الضمیر عائدا الی القرآن فان نطقه بالقرآن والسنة وکلاهما وحی یوحی **وبیضاوی** در تفسیر سوره والنجم در تفسیر آیه مذکوره گفته واحتج به من لم یر الاجتهاد واجیب عنه بانه اذا اوحی الیه بان یجتهد کان اجتهاده وما یستند الیه وحیا وفیه نظر لان ذلک ح یکون بالوحی لا الوحی و ولی اللہ در مخاطب در ازالة الخفا گفته حقتعالی آنحضرت را مبعوث فرمود و بهترین کتب الهی بروی نازل فرمود با نواع احکام و حکم انطاق او موکد و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی **و فخر الدین** رازی در تفسیر سوره یونس گفته **قوله** تعالی ان اتبع الا ما یوحی الی معناه لا اتبع الا ما یوحی فهذا یدل علی انه علیه السلام ما حکم الا بالوحی وهذا یدل علی انه لم یحکم قط بالاجتهاد یعنی معنای قول خداتعالی آنست که متابعت نمیکنم من مگر چیزی که وحی کرده میشود بسوی من پس این قول خداتعالی دلالت میکند بر این معنی که در شریعت آنحضرت حکم نکرده مگر از اجتهاد **و نیز** فخر الدین رازی در تفسیر سوره انعام گفته **قوله** ان اتبع الا ما یوحی الی ظاهره یدل علی انه لا یعمل الا بالوحی وهو یدل علی حکمین **الحکم الاول** ان هذا النص یدل علی انه لم یکن من تلقاء نفسه فی

القسم الثالث من الفصل الاول من النوع الرابع من المقصد السادس

شیٔ من الاحکام انه ما کان یجتهد بل جمیع احکامه صادرة عن الوحی ویاکد هذا قوله تعالی وما ینطق
عن الهوی ان هو الا وحی یوحی الحکم الثانی ان نفاة القیاس قالوا ثبت بهذا النص انه ما کان یتبع
الا الوحی النازل فوجب ان لا یجوز لاحد من امته ان یعمل الا بالوحی النازل و بخاری
در کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة گفته باب ما کان النبی یسئل مما لم ینزل علیه الوحی فیقول لا ادری
او لم یجب حتی ینزل علیه الوحی ولم یقل برای ولا بقیاس بقوله تعالی بما اریک الله و شیخ الاسلام در مدح حضرت
رسول خدا گفته ما الحق الا ما قاله او عمل به او اشار الیه او تفکر فیه او خطر بباله او هجس فی خلده من کان
لا ینطق عن الهوی ولا یامر ولا ینهی الا بما ینزل علیه وحی یوحی انتهی و قول حق تعالی علمه شدید القوی
دلیل این معنی هرگز نمیتواند شد که هو ضمیر عاید بقرآن است و هرگز دلیل این دعوی ربطی و مناسبتی ندارد و کذا این معنی و نیز قرینه
تسلیم معنی که آنحضرت در بین امر کلهم العقل و رای خود فرموده باشد پس عقل و رای آنحضرت بلاشک از رای عمر راجح تر بود چنانچه قاضی
عیاض در کتاب شفا گفته وقد تواتر بالنقل عنه من المعرفة بامور الدنیا و دقائق مصالحها و سیاسة
فرق اهلها ما هو معجز فی البشر مما قد نبهنا علیه فی باب معجزاته و نیز قاضی عیاض در شفا گفته قال وهب
بن منبه قرات فی احد وسبعین کتابا فوجدت فی جمیعها ان النبی ارجح الناس عقلا وافضلهم رایا
وفی روایة اخری فوجدت فی جمیعها ان الله تعالی لم یعط جمیع الناس من بدء الدنیا الی انقضائها
من العقل فی جنب عقله الا کحبة رمل من بین رمال الدنیا و لهذا قاضی القضاة در کتاب مغنی
گفته اجتهاده فی الحیاة اولی من اجتهاد غیره یعنی اجتهاد آنحضرت در حیات اولی از اجتهاد غیر آنحضرت است پس محال
اجتهاد آنحضرت در حال حیات جایز نباشد اما آنچه گفته و بر روشن است که اگر کسی را پادشاهی یا امیری رسول خود کرده
الخ پس در اعتقادات حقه ثابته باحادیث و اعتراف علمای موثقین قدح نمودن بامثال این توهمات و تشکیکات
واهیه مزخرفه دلیل کمال دانشمندیست و چنین امثال واهیه بجز تلبیس عوام و تخدیع معتقدین فایده ندارد و حالات احاد
الناس از حالات حضرت رسول خدا و احکام سلاطین را بر احکام آلهی قیاس کردن و حالات خدا و رسول را تابع
حالات دیگر مخلوقین ساختن کار ملحدین است و بس اما آنچه گفته اگر اقوال آنحضرت تمام وحی منزل من الله
میشد در قرآن مجید چرا بر بعضی اقوال آنحضرت عتاب میفرمودند حالانکه در جاها عتاب شدید نازل شده الخ پس
جواب این اعتراض آنکه ما هرگز تسلیم نمیکنیم که در قرآن مجید بر پیغمبر خدا عتاب نازل شده اما قوله تعالی عفا الله
عنک لم اذنت لهم پس قاضی عیاض در کتاب شفا گفته واما قوله عفا الله عنک لم اذنت لهم
فامر لم یتقدم للنبی فیه من الله تعالی نهی فیعد معصیة ولا عده الله تعالی علیه معصیة
بل لم یعدها اهل العلم معاتبة وغلطوا من ذهب الی ذلک قال نفطویه وقد حاشاه الله

من ذلك بل كان مخيرا في امرين قالوا وقد كان له ان يفعل ما يشاء فيما لم ينزل عليه فيه
وحي فكيف وقد قال الله تعالى له فأذن لمن شئت منهم فلما اذن لهم اعلمه الله بما لم
يطلع عليه من سرهم انه لو لم يأذن لهم لقعدوا وانه لا حرج عليه فيما فعل وليس عفا هنا بمعنى
غفر بل كما قال النبي عفا الله عن صدقة الخيل والرقيق ولم تجب عليهم قط اي لم يلزمكم
ذلك ونحوه للقشيري قال وانما يقول العفو لا يكون الا عن ذنب من لا يعرف كلام العرب وقال
معنى عفا الله لم يلزمك ذنبا قال الداودي وروي انها كانت تكرمة وقال مكي هو استفتاح
كلام مثل اصلحك الله اعزك وحكى السمرقندي ان معناه عافاك الله ۱ه در کتاب مواهب
لدنیه مذکور است واما قول بعضهم ان هذه الآية تدل على انه وقع من الرسول ذنب لانه تعالى
قال عفا الله عنك والعفو يستدعي سابقة ذنب وقول الاخر لم اذنت لهم استفهام بمعنى الانكار
فالعالم انا لا نسلم ان قوله تعالى عفا الله عنك يوجب ذنبا ولم لا يقال ان ذلك يدل على مبالغة الله
تعالى في توقيره وتعظيمه كما يقول الرجل لغيره اذا كان عظيما عنده عفا الله عنك ما صنعت في
امري ورضي عنك ما جوابك عن كلامي وعافاك الله لا عرفت حقي فلا يكون غرضه من هذا الكلام
الا زيادة التبجيل والتعظيم قال وليس عفا هنا بمعنى غفر بل كما قال عفا الله لكم عن صدقة الخيل
والرقيق ولم تجب عليهم قط اي لم يلزمكم ذلك ونحوه للقشيري قال وانما يقول العفو لا
يكون الا عن ذنب من لم يعرف كلام العرب قال ومعنى عفا الله عنك اي لم يلزمك
ذنبا وتغیر حرف ارشبه قوله تعالى لم اذنت لهم چنین کرده واما الجواب عن الثاني فيقال اما ان يكون
صدر من الرسول ذنب ام لا فان قلنا لا امتنع على هذا التقدير ان يكون قوله تعالى
لم اذنت لهم انكارا عليه وان قلنا انه صدر منه ذنب حاشاه الله من ذلك فقوله عفا الله
عنك يدل على حصول العفو وبعد حصول العفو يستحيل ان يتوجه الانكار عليه فثبت انه
على جميع التقادير يمتنع ان يقال ان قوله تعالى لم اذنت لهم يدل على كون الرسول
مذنبا وهذا جواب كاف شاف قاطع وعلى هذا يحمل قوله لم اذنت على ترك الاولى والاكمل
بل لم يعد هذا اهل العلم معاتبة وغلطوا من ذهب الى ذلك و **فخر الدين** رازی در تفسیر کبیر
گفته احتج بعضهم بهذه الاية على صدور الذنب عن الرسول من وجهين **الاول** انه تعالى
قال عفا الله عنك والعفو يستدعي سابقة الذنب **والثاني** انه تعالى قال لم اذنت
لهم وهذا استفهام بمعنى الانكار فدل هذا على ان ذلك الاذن كان معصية وذنبا

قال قتادة وعمرو بن ميمون اثنان فعلهما الرسول ولم يؤمر فيهما بشيء اذنه للمنافقين
واخذه الفداء من الاسارى فعاتبه الله كما تسمعون والجواب عن الاول لا نسلم ان قوله عفا الله
عنك يوجب الذنب لم لا يجوز ان يقال ان ذلك يدل على مبالغة الله في تعظيمه وتوقيره
كما يقول الرجل لغيره اذا كان معظما عنده عفا الله عنك ما صنعت في امري ورضي الله
عنك ما جوابك عن كلامي وعافاك الله ما عرفت حقي فلا يكون غرضه من هذا الكلام الا مزيد
التبجيل والتعظيم قال علي بن الجهم فيما يخاطب به المتوكل وقد امر بنفيه ه عفا الله عنك الا حرمة
* تجود بفضلك يا ابن العلاء * الم تر عبدا عدا طوره * ومولى عفا ورشيدا هدى * اقلني اقالك من لم
يزل * يقيك ويصرف عنك الردى * والجواب عن الثاني ان نقول لا يجوز ان يكون المراد بقوله
لم اذنت لهم الانكار لانا نقول اما ان يكون صدر عن الرسول ذنب في هذه الواقعة او لم يصدر عنه ذنب
فان قلنا انه ما صدر عنه ذنب امتنع على هذا التقدير ان يكون قوله لم اذنت لهم انكارا عليه وان
قلنا انه كان قد صدر عنه ذنب فقوله عفا الله عنك يدل على حصول العفو وبعد حصول العفو يستحيل
ان يتوجه الانكار عليه فثبت ان على جميع التقادير يمتنع ان يقال ان قوله لم اذنت لهم يدل على
كون الرسول مذنبا وهذا جواب شاف قاطع **اما نجمه تفته** قوله تعالى ولا تكن للخائنين خصيما
واستغفر الله ان الله كان غفورا رحيما ولا تجادل عن الذين يختانون انفسهم الى آخر الآية
فخر الدين رازى در تفسير كبير در ذيل تفسير اين آيه كريمه گفته قال الطاعنون في عصمة الانبياء دلت هذه
الآية على صدور الذنب عن الرسول فانه لولا ان الرسول اراد ان يخاصم لاجل الخائن ويذب
عنه والا لما ورد النهي والجواب ان النهي لا يدل على كون المنهي فاعلا للمنهي عنه بل ثبت في
الروايات ان قوم طعمة لما التمسوا من الرسول ان يذب عن طعمة وان يلحق السرقة باليهودي توقف
وانتظر الوحي فنزلت هذه الآية فكان الغرض من هذا النهي تنبيه النبي على ان طعمة كذاب
وان اليهودي بريء من ذلك الجرم فان قيل الدليل على ان ذلك الجرم قد وقع من النبي قوله
بعد هذه الآية واستغفر الله ان الله كان غفورا رحيما فلما امره الله بالاستغفار دل على سبق
الذنب والجواب من وجوه **الاول** لعله مال طبعه الى نصرة طعمة بسبب انه كان في الظاهر من المسلمين
فامر بالاستغفار لهذا القدر وحسنات الابرار سيئات المقربين **الثاني** لعل القوم لما شهدوا
على سرقة اليهودي وعلى براءة طعمة من تلك السرقة ولم يظهر للرسول ما يوجب القدح في شهادتهم
هم بان يقضي بالسرقة على اليهودي ثم لما اطلعه الله على كذب اولئك الشهود عرف ان ذلك القضاء

سے ص
آخر سوره نساء سیپاره

سقط من قصص فی ذلک

لو وقع لکان خطاء فکان استغفاره لاجل انه لم یدل انه الحاکم الذی لو وقع لکان خطاء فی نفسه وانکان معذورًا فیه عند الله **الثالث** قوله واستغفر الله یحتمل ان یکون المراد واستغفر لاولئک الذین یذبّون عن طعمة ویریدون ان یظهر براءته عن السرقة ثم قال الله تعالی ولا تجادل عن الذین یختانون انفسهم ان الله لا یحب من کان خوانًا اثیمًا والمراد بالذین یختانون انفسهم طعمة ومن عاونه من قومه ممن علم کونه سارقًا والاختیان کالخیانة یقال خانه واختانه وذکرنا ذلک عند قوله تعالی الله انکم کنتم تختانون انفسکم وانما قال لطعمة ولمن ذب عنه انهم یختانون انفسهم لان من اقدم علی المعصیة فقد حرم نفسه الثواب واوصلها الی العقاب فکان ذلک منه خیانة مع نفسه ولهذا المعنی یقال لمن ظلم غیره انه ظلم نفسه واعلم ان فی الآیة تهدیدًا شدیدًا وذلک لان النبی لما مال قلیلًا الی جانب طعمة وکان فی علم الله ان طعمة کان فاسقًا الله تعالی عاتب رسوله علی ذلک القدر من اعانة المذنب فکیف حال من یعلم من الظالم کونه ظالمًا ثم یعینه علی ذلک الظلم بل یحمله علیه ویرغبه فیه اشد الترغیب انتهی بدانکه قول فخر الدین رازی فکیف حال من یعلم من الظالم کونه ظالمًا ثم یعینه بر عمر وابوبکر واعوان وانصار ایشان صادق است کما لا یخفی و ما میگوئیم که در حقیقت این خطاب بکسانی هست که از طرف طعمه مخاصمت میکردند نه بطرف رسول خدا تقریر **قوله تعالی** ها انتم هؤلاء جادلتم عنهم فی الحیوة الدنیا فمن یجادل الله عنهم یوم القیمة معلوم است که این خطاب بطرف همین جماعت است چنانچه فخر الدین رازی در تفسیر میگوید هذا خطاب مع قوم من المؤمنین کانوا یذبّون عن طعمة وعن قومه بسبب انهم کانوا فی الظاهر من المسلمین والمعنی هبوا انکم خاصمتم عن طعمة وقومه فی الدنیا فمن الذی یخاصم عنهم فی الآخرة اذا اخذهم الله بعذابه اما آنچه گفته ودر انزل عتاب قدیه انبیاء را مدام معتقد نشد و چرا واقع میشد **پس** گو مسلم نیست که این تشدد در عتاب متوجه برسول خدا نیست بلکه متوجه بکسانیست که فدیه گرفتند چنانچه **قاضی عیاض** در کتاب شفا گفته واما قوله فی اساری بدر ما کان لنبی ان یکون له اسری الآیتین فلیس فیه الزام ذنب له بل فیه بیان ما خص به وفضل من بین سائر الانبیاء فکانه قال ما کان هذا لنبی غیرک وکما قال احلت لی الغنائم ولم تحل لنبی قبلی فان قیل فما معنی قوله تریدون عرض الدنیا الآیة قیل المعنی بالخطاب لمن اراد ذلک منهم وتجرد غرضه لعرض الدنیا وحده والاستکثار منها ولیس المراد بهذا النبی ولا علیه اصحابه وبعد ذکر کلام طویل گفته هذا کله یدل علی ان فعل النبی فی شان الاسری کان علی تاویل وبصیرة وعلی ما تقدم قبل مثله فلم ینکره الله تعالی علیهم لکن الله اراد تعظیم امر بدر وکثرة اسراها اظهار نعمته وتاکید تعریفهم

ص

نص بالرد علی من جاء علیهم الصلوة والسلام ... من الباب الاول من الشفا ...

ما کن

ماکتبه فی اللوح المحفوظ من حل ذلک لهم لا وجه عتاب و انکار او تذنیب انتهی و **ابو الفتوح** رازی که از اجله علمای شیعه است در تفسیر روضة الجنان فرموده حقتعالی این آیه بدان فرستاد که هوا صحابه رسول الامین شده عمیم آن بود که اسیران را بکشند و فدیه بستانند و ایشان را سبیل بحال بود و آنچه خدا تعالی دانست از مصلحت در کشتن ایشان صحابه ندانستند متفق شدند که ایشان را فدیه باید ستدن و رها کردن خدا تعالی این آیه بعتاب ایشان فرستاد اگر چه خطاب با رسولست و حالت اسیران و اضافت ایشان با رسول عتاب با قوم است **قوله تعالی** تریدون عرض الدنیا و قول آنکس که گفت رسول را خطا است درین عتاب باطلست برای آنکه خدا تعالی توجیه عتاب بجز او کرده آنچه عتاب بر آن متوجه است از محبت دنیا کسی نگفت که رسول خدا با آن موصوف بوده است بل خدا تعالی دنیا را بر وی و بر یاران او عرض کرده قبول نکرد و مذهب ما آنست که رسول هرچه کرد بغیر از وحی منزل نکرد و اگر آن مشورت کرد هم برای آن بود که او در مشورت بس هیچ وجه عتابی متوجه باو نیست **اما آنچه** در حاشیه منقول کلام شیخ مقداد از کتاب کنز العرفان نقل نموده و آن اینست استدل جماعة من مخالفینا کاحمد بن حنبل و غیره بهذه القصة علی جواز الاجتهاد علی النبی فان اخذ الفداء لم یکن بالوحی و الا لما انکره الله و الجواب جاز ان یکون مخیرا بین القتل و الفداء و کان القتل اولی و العتاب علی ترکه و ایضا قد نقلت انه کان کارها للفداء و انما کان لغیره انتهی پس مقصود و مطلوب و از نقل این کلام در این مقام معلوم نمیشود و اگر اینکه قوله فان اخذ الفداء لم یکن بالوحی و الا لما انکره الله تقریر شیخ مقداد زعم نموده باشد و نمیشود که چنانچه از قوله الجواب انه جاز ان یکون مخیرا بین القتل و الفداء ظاهر است زیرا که حاصل منقول اینست که با تسلیم نسکیم که اخذ فدا بوحی نموده است بلکه جائز است که آنحضرت را خدا تعالی در میان اخذ فدا و قتل اختیار داده باشد و عتاب از جهت ترک اولی باشد **اما قوله تعالی** لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب الیم پس خطاب بگیرندگان فدیه است با آنحضرت چنانچه **شیخ مقداد** درج در کتاب کنز العرفان فرموده و الخطاب لمن اخذ الفداء لا له لعصمته عن الخطاء و لما نقلنا من کراهته لاخذ الفداء انتهی **و فخر الدین** رازی در تفسیر کبیر در ذیل تفسیر آیه کریمه ما کان لنبی ان یکون له اسری الی آخر الآیتین گفته تمسک الطاعنون فی عصمة الانبیاء علیهم السلام بهذه الآیة بوجوه و بعد ذکر وجه اول گفته الثانی انه تعالی امر النبی و جمیع قومه یوم بدر بقتل الکفار و هو قوله فاضربوا فوق الاعناق و اضربوا منهم کل بنان و ظاهر الامر للوجوب فلما لم یقتلوا بل اسروا کان الاسر معصیة و در جواب این وجه گفته و الجواب عن الوجه الذی ذکروه ثانیا ان نقول ان الظاهر من قوله تعالی فاضربوا فوق الاعناق ان هذا الخطاب انما کان مع الصحابة

تحویل شیء ستقبله

درکتاب الجهاد مذکور است

در سوره انفال حبیبا

دهم

لاجماع المسلمين على انه ما كان مأمورا ان يباشر قتل الكفار بنفسه واذا كان هذا الخطاب مختصا بالصحابة
فهم لما تركوا القتل واقدموا على الاسر كان الذنب صادرا عنهم لا عن الرسول و نقل ان الصحابة
لما هزموا الكفار وقتلوا منهم جمعا عظيما والكفار فروا ذهب الصحابة خلفهم وتباعدوا عن
الرسول واسروا اولئك الاقوام ولم يعلم الرسول باقدامهم على الاسر فزال هذا السوال فان
قالوا هب ان الاسر كذلك لكنهم لما حملوا الاسارى الى حضرته فلم لم يامر بقتلهم امتثالا
لقوله تعالى فاضربوا فوق الاعناق قلنا ان قوله فاضربوا تكليف مختص بحال الحرب بعد ذكر وجه
ثانی از وجوه طعن بر عصمت پیغمبر صلعم گفته الثالث ان النبي حكم باخذ الفداء وكان اخذ الفداء معصية
ويدل عليه وجهان **الاول** قوله تعالى تريدون عرض الدنيا والله يريد الآخرة واجمع المفسرون
على ان المراد من عرض الدنيا ههنا هو اخذ الفداء **الثاني** قوله تعالى لولا كتاب من الله سبق
لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم واجمعوا على ان المراد بقوله اخذتم ذلك الفداء و بعد اتمام وجوه
طعن در جواب این وجه گفته الجواب عما ذكروه ثالثا وهو قولهم انه عليه السلام امر باخذ الفداء
واخذ الفداء محرم فنقول لا نسلم ان اخذ الفداء محرم واما قوله تريدون عرض الدنيا والله يريد
الآخرة فنقول هذا لا يدل على قولكم وبيانه من وجهين **الاول** ان المراد بهذه الآية
حصول العتاب على الاسر لغرض اخذ الفداء وذلك لا يدل على ان اخذ الفدية محرم
مطلقا **الثاني** ان ابا بكر قال الاولى ان ناخذ الفداء ليتقوى العسكر به على الجهاد و
ذلك يدل على انهم انما طلبوا ذلك الفداء ليتقووا به على الدين وهذه الآية تدل على ذم
من طلب الفداء لمحض عرض الدنيا ولا تعلق لاحد البابين بالثاني وهذان الجوابان
بعينهما هما الجوابان عن تمسكهم بقوله لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما اخذتم عذاب
عظيم انتهى **اما آنچه گفته** و نیز آنحضرت مشیر بود بر قتل قبطی و حرز بدین طعام و محو رسول الله و ام سجده بسوی
منزل شدند پس **جواب** هر یک ازین بتفصیل قبل ازین گذشت **و اما آنچه گفته** و نیز در صورت
بمشوره صحابه که در آیه وشاورهم فی الامر وارد است چه معنی داشت **جوابش** آنکه امر بمشاوره صحابه بجهت استمالت
قلوب ایشان بود نه از جهت احتیاج برای ایشان چنانچه در **مواهب لدنیه** مذکور است قال قتادة و
مقاتل كانت سادات العرب اذا لم يشاوروا في الامر شق عليهم فامر الله تعالى نبيه عليه
السلام ان يشاورهم فان ذلك اعطف لهم واذهب لاضغانهم واطيب لنفوسهم و نیز در آن
مسطور است اخرج ابن عدی والبیهقی فی شعب الایمان عن ابن عباس قال لما نزلت وشاورهم فی الامر

[illegible]

قال رسول الله اما ان الله و رسوله لغنیان عنها ولکن جعلها الله رحمة لامتی و عند الترمذی
الحکیم من حدیث عایشة رفعته ان الله امرنی بمداراة الناس کما امرنی باقامة الفرایض و
زمخشری در کشاف گفته عن الحسن قد علم الله انه ما به الیهم من حاجة لکنه اراد ان
یستن به من بعده یعنی از حسن بصری مرویست که دانست خدا تعالی که نیست رسولخدا را بسوی ایشان حاجتی
لاکن اراده کرد باین آنجناب بمشوره که سنت گرفته شود مشوره بعد از آنجناب و ابن حجر در فتح الباری شرح صحیح بخاری
در ذیل شرح قوله فاذا عزم الرسول فلم یکن لبشر التقدم علی الله و رسوله گفته یرید انه بعد المشورة
اذا عزم علی فعل امر مما وقعت علیه المشورة و شرع فیه لم یکن لبشر لاحد ان یشیر علیه بخلافه
لورود النهی عن التقدم بین یدی الله و رسوله فی آیة الحجرات فظهر من الجمع بین آیة المشورة
و بینها تخصیص عموم المشورة فیجوز التقدم لکن باذن منه حیث یستشیر و فی غیر صورة
المشورة لا یجوز التقدم فاباح لهم القول فی جواب الاستشارة و زجرهم عن الابتداء
بالمشورة و غیرها و یدخل فی ذلک الاعتراض علی ما یراه بطریق الاولی و یستفاد من ذلک
ان امره اذا ثبت لم یکن لاحد ان یخالفه و لا یتحیل فی مخالفته بل یجعله الاصل الذی
یرد الیه ما خالفه لا بالعکس کما یفعل بعض المقلدین و یغفل عن قوله فلیحذر الذین
یخالفون عن امره اما آنچه گفته و اطاعت در بعض امور صحابه را که از آیه کریمه لو یطیعکم فی کثیر
من الامر لعنتم مستفاد میشود چه معنی داشت پس مخفی نیست که مراد آن باشد که اگر رسولخدا موافقت
شما کند در بسیاری از امور هر آینه بعنت مبتلا شوید پس اطاعت ایشان در بعض امر لازم نه آید و موافقت بآرای
صحابه در بعض امور مستلزم آن نیست که در آن مقدمه بر رسولخدا وحی نازل نشده باشد اما آنچه گفته و
جناب امیر در غزوه تبوک چون بودن آنجناب در مدینه نزد عیال امر رسول صادر شده چه قسم میگفت اتخلفنی
فی النساء و الصبیان جوابش آنکه آنجناب در هنگام صادر شدن امر حضرت رسولخدا این
کلمه را نگفت بلکه امتثال امر آنحضرت نموده در مدینه اقامت اختیار کرد و بعد از آنکه آنحضرت از مدینه بیرون رفت
منافقان گفتند که پیغمبر جدا از آنجهت علی را در مدینه گذاشته که صحبت او بر آنحضرت گران بود لهذا باین حیله
خود را از صحبت او سبکبار نمود لهذا جناب امیر سلاح پوشیده در منزل جرف که جای است مشهور بخدمت
آنحضرت پیوست و این مقوله منافقان را بطریق استفهام بخدمت آنحضرت عرض داشت نه آنکه بانکار امر آنحضرت
پرداخت چنانچه ولی الله در کتاب ازالة الخفا آورده قال محمد بن اسحق و خلف رسول الله
علی بن ابیطالب علی اهله و امره بالاقامة فیهم فارجف به المنافقون و قالوا ما خلفه الا

ص
سیپاره ۴ سورة
آل عمران ۱۲

ص
کتاب الاعتصام بالکتاب
و السنة باب قوله و امرهم
شوری بینهم
قبل الاصل

ص
(مآثر جناب امیر حلقه)

استثقالا وتخففا منه فلما قال ذلك المنافقون اخذ علي سلاحه ثم خرج حتى اتى رسول الله
وهو نازل بالجرف فقال يا نبي الله زعم المنافقون انك انما خلفتني استثقالا لي وتخففا فقال
كذبوا فقد خلفتك لما تركت ورائي فارجع فاخلفني في اهلي واهلك افلا ترضى يا علي ان تكون
مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي فرجع علي الى المدينة ومضى رسول الله على سفره
انتهى ومطابق آن در کتاب حبیب السیر مذکور است در وقت عزیمت غزوه تبوک بر ضمیر انور حضرت مقدس
نبوی ظاهر گشت که درین سفر با اعدای دین مقاتله وقوع نخواهد یافت بنا بر آن شاه مردان را در مدینه بر سر اهل
عیال گذاشته بخلافت خویش تعیین نمود و امهات مومنین را فرمود که از سخن صوابدید امام المسلمین تجاوز جایز
ندارند و بعد از رفتن پیغامبر ذو المنن اهل نفاق بر حال آنسرور مومن حسد برده بر زبان آوردند که خیر الانام
علی را جهت اجلال واکرام در مدینه نگذاشت بلکه چون بر ضمیر انور نبوی گران میآمد که او را درین سفر همراه برد
خلافت خود بوی داد ـ بیت ـ چو آنسرور شنید این بهتان را * فصیحت جوشن نار استار را * وسلاح
پوشیده از عقب حضرت مصطفی علیه من الصلوة اشرفها در حرکت در آمده در جرف بشرف ملازمت حاصل نموده
سخنان منافقان بعرض رسانید حضرت فرمود ای برادر من بمدینه مراجعت نمای که تو خلیفه منی در اهل بیت من و
سرای هجرت من و قبیله من اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی
بعدی ـ بیت ـ علی را چنین گفت خیر الانام * که ای کرده در کار دین اهتمام * ترا از من المنزلت شبیه *
که نسبت بموسی بهارون رسید * مگر آنکه نبود کسی از من نبی * نبوت بمردم نشود اجنبی * انتهی
اما آنچه گفته در مقابله وحی این اعتراضات نمودن کی جایز است پس دلیل کمال غلط فهمی و نهایت
نادانی اوست زیرا که استفهام و استکشاف غرض را کسی اعتراض نمیگوید زیرا که دانستی که این قول جناب امیر
برای اظهار کذب منافقین از زبان مبارک جناب خاتم النبیین بود اما آنچه گفته که در اصول امامیه باید دید که
جمیع اقوال آنحضرت را وحی میدانند پس کذب محض و بهتان صرف است چنانچه قبل ازین در کلام ابو الفتوح رازی
گذشت که او گفته مذهب ما آنست که رسول هر چه کرد از وحی منزل کرد اما آنچه در حاشیه این قول گفته بدلیل
ذکره ابو علي الطبرسي في المجمع في تفسير قوله تعالى الا قول ابراهيم لابيه لاستغفرن لك
اي اقتدوا بابراهيم في كل اموره الا في هذا القول فلا تقتدوا به پس این قول مولانا عبد العلی
علیه الرحمه هرگز دلیل نتیجه مخاطب گفته نمیتواند شد زیرا که از منع اقتدای حضرت ابراهیم در ... لازم نمی آید
که این قول مخالف وحی باشد زیرا که پیغمبر آخر الزمان را جمع کردن نه زوجه جایز بود و امت آنحضرت را زیاده از
چهار زن جایز نیست و ازینجا لازم نمی آید که جمع کردن نه زن مخالف وحی بوده باشد اما آنچه گفته پس

(سال نهم)

سیپاره ۲۸ سوره ممتحنه ۱۲

در این جمله مقدمه فاسده باطله که نه مطابق واقع است الخ لیس والشیخ که این مقدمه صادقه حقه مطابق واقع است
و هم موافق مذهب شیعه و هم مطابق مذهب محققین اهل نحله خصم است و اگر اختلاف واقع و مخالف مذهب فریقین
و مقدمه باطله گفتن چه قدر داد تعصب و عناد داده است اما آنچه گفته که جناب پیغمبر خاتم المرسلین در شب معراج
بمشوره پیغمبر دیگر که از عمده اولو العزم است یعنی حضرت موسی چند بار مراجعت فرمود لیس الخ زیرا که حضرت رسول خدا
در وقت صدور امر او تعالی شانه هیچگونه ابا و انکار و امتناع ننموده بلکه قبول امر حق تعالی نموده
از محل مناجات رجوع کرد و چون نزد حضرت موسی رسید حضرت موسی از آنحضرت پرسید که چه امر کرده شده
گفت امر کرده شدم به پنجاه نماز موسی گفت بدرستیکه امت تو استطاعت گذاردن پنجاه نماز در هر روزی ندارند
و تحقیق که من تجربه کرده ام مردم را پیش از تو معالجه سخت نمودم بنی اسرائیل را پس مراجعت کن تخفیف را
از برای امت خود آنگاه آنحضرت نزد پروردگار خود مراجعت نمود و ظاهر است که مراجعت در امری و درخواست
تخفیف آن امر دیگر است و امتناع از امتثال امری مراجعت و منع دیگران از امتثال آن امر دیگر اما آنچه گفته
ذکر ذلک ابن بابویه فی کتاب المعراج لیس الخ شیخ صدوق ابن بابویه علیه الرحمه در کتاب من لا یحضره
الفقیه از زید ابن علی بن الحسین روایت کرده که او گفت سوال کردم من از پدر خود امام زین العابدین خبر ده
عن جدنا رسول الله لما عرج به الی السماء و امره ربه عز و جل بخمسین صلوة کیف
لم یسئله التخفیف عن امته حتی قال له موسی بن عمران ارجع الی ربک فسئله التخفیف
فان امتک لا تطیق ذلک فقال یا بنی ان رسول الله کان لا یقترح علی ربه عز و
جل و لا یراجعه فی شیء یامره به فلما سأله موسی ذلک و صار شفیعا لامته الیه لم یجز له ان یرد شفاعة
اخیه موسی فرجع الی ربه عز و جل فسأله التخفیف الی ان ردها الی خمس صلوة الحدیث و ظاهر است که
سوال تخفیف در وقت صدور حکمی از جانب حقتعالی امری دیگر است و ابا و انکار از امر وجیب مقرری و اصرار بر آن امر
دیگر و فرق در هر دو امر اظهر من الشمس است و ابین من الامس اما آنچه گفته و نیز مراجعت حضرت موسی بار دیگر الخ
لیس حضرت موسی هرگز مخالفتی با امر الهی ننمود که سند بر جواز مخالفت امر جناب رسالت مآب آورده شود بلکه
از حقتعالی سوال کرده که حضرت هارون را نیز با آنجناب بفرستد سید مرتضی رح در تنزیه الانبیاء فرموده
الجواب ان فی ذلک لیس باستعفاء و لما تضمنه السوال بل کان قد اذن له فی ان یسأل ثم اخبر علیه السلام
فی الرسالة الیه قبل هذا الوقت و ضمنت له الاجابة الا تری الی قوله تعالی هل اتیک حدیث موسی
اذ رای نارا الی قوله و اجعل لی وزیرا من اهلی فاجابه تعالی الی مسئلته بقوله قد
اوتیت سولک یا موسی و هذا یدل علی تعهد بالاجابة الی المسئلة التی تعلقت و کان ماذکر

باب فرض الصلوة من کتاب الصلوة

لم فیهما فقال انی اخاف ان یکذبون ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی شرحا لصورته وبیانا
عن حالته المقتضیة لهم اجیبه لنبی فی الرسالة فالمبکر مسالته الاعن اذن وعالم ونفته الاجا
انتهی در تفسیر کبیر مذکور است اعلم انه لیس فی التماس ثوان یضم الیه هارون ما یدل علی انه
استعفی من الذهاب الی فرعون بل مقصوده فیما سال ان تقع ذلک الذهاب علی اقوی الوجوه
فی الوصول الی المراد انتهی اما آنچه گفته ونیز از مقررات شیعه است که امر مقتضی وجوب نیست
بالیقین پس مراجعت تو اگر دنا واضح شود که مراد ازین امر وجوب است یا ندب ذکره الشریف المرتضی فی الدرر والغرر
پس بدانکه از مقررات ایشان آنست که امر خدا ورسول حقیقة برای وجوب است ومجاز برای غیر آن ودر اثبات این
مطلب بآیات واحادیث کثیره می نمایند از انجمله است قوله تعالی ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک پس اگر امر برای
وجوب متعین نمیبود ذمت ابلیس بترک سجده بمجرد امر جایز نمیشد ودر انجمله است قوله تعالی واذا قیل لهم
ارکعوا لا یرکعون و وجه استدلال بآن بعینه مثل قول سابق است واز انجمله است قوله تعالی
فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم چنانچه علامه حلی رح در کتاب تهذیب
الوصول الی علم الاصول گفته الفصل الثانی فی مدلول الصیغة وفیه مباحث الاول فی ان الامر
للوجوب وصیغة افعل تستعمل فی معان متعددة کالایجاب والندب والارشاد والتهدید
والاهانة والدعاء وهی حقیقة فی الاول وهمچنین سید مرتضی علم الهدی رح نیز همین است
که امر مطلق خدا ورسول در شرع محمول بر وجوب میشود چنانچه سابق ازین در نقض جواب طعن سوم از مطاعن ابوبکر
گذشت ومعهذا درینمقام قراین صریحه دلالت بر وجوب این امر دارد چنانچه سبق وقطع نظر ازین عمر مراجعت ننموده
بلکه بالجزم والقطع از امتثال امر آنحضرت امتناع ومنع کرده اما آنچه گفته چون چنین باشد عمر را درین مراجعت
با وجود تمسک بآیه قرآن درباب استغنا از تحمل مشقت که صریح دلالت بر ندبیت این امر میکند چه تقصیر وکدام
گناه پس جواب از تمسک آیه قرآنی سابقا گذشت وآن هرگز دلالت بر ندب بودن این امر نمیکند وعمر مراجعت
نکرده بلکه صریح ممانعت کرده اگر قصد استفهام میبودند دیگران میبودند چنانچه از ملاحظه روایات متضمنه این قصه
بر عاقل مستبصر واضح ولایح میشود و ابن حجر در فتح الباری شرح صحیح بخاری در ذیل شرح احادیث
باب ما یکره من التعمق والتنازع از کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة گفته الحدیث الخامس حدیث عایشه
فی امر ابی بکر بالصلوة بالناس وفیه مراجعة عایشه وحفصة قد تقدم شرحه مستوفی فی
ابواب الامامة من کتاب الصلوة والمقصود منه بیان ذم المخالفة وقال ابن التین وفیه ان
الامر علی الوجوب وان فی مراجعته فیما امر بعض المکروه یعنی حدیث پنجم از احادیث این باب

شروع سوره شعرا ١٩ سپاره ١٢ ص ٢٠٢ ورق

تهذیب الوصول

کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة ٥٥ ص

حدیث عایشه

حدیث عایشه است در امر ابی بکر بگذاردن نماز با مردمان و در بخاری حدیث مراجعت عایشه و حفصه مذکور است و مقصود
از ذکر این حدیث مذمت مخالفت حضرت رسولخداست و ابن التین گفته در این حدیث دلیل است بر آنکه اوامر آنحضرت
محمول بر وجوب است و در مراجعت آنحضرت در چیزیکه امر کند تا آن بعض مکروه است انتهی و ازین بیان معلوم شد
که اگر بالفرض از عمر مراجعت درین امر بوقوع آمده باشد آنهم مانند مراجعت عایشه و حفصه در امر صلوة علی مادوده محظور
و ممنوع خواهد بود نه ممدوح و شک نیست درینکه فهم حضرت رسول خدا از فهم عمر بهتر بود و اگر پیغمبر خدا امید است که کتاب
خدا تنها در منع از ضلالت و گمراهی خلق کافی است قبل ازان در حجة الوداع و در مواضع دیگر عترت خود را قرین قرآن
نمیگردانید و نمی فرمود انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و اهلبیتی ان تمسکتم بهما لن تضلوا
بعدی و لن یفترقا حتی یردا علی الحوض و حق اینست که چون عمر را معلوم بود که درین وقت هم آنحضرت بر
خلافت جناب امیر نص خواهد نمود و برای تمسک و برای تمسک باهلبیت و عترت خود وصیت و تاکید خواهد نمود
بنابران از اتیان ادوات کتابت ممانعت کرد و گفت حسبنا کتاب الله ملا یعقوب لاهوری در خیر جاری
شرح صحیح بخاری گفته لاشک فی ان رسول الله رای المصلحة فی کتابة الکتاب بدلیل قوله لن
تضلوا بعدی ولاشک ایضا ان عمر نهی الاصحاب عن احضار الدواة والقلم ولاشک ایضا
ان اهل البیت الحوا علی احضارهما وطال النزاع بین الفریقین حتی اخرجهم النبی
وهذا القدر مما یتبادر الی الذهن من نص الحدیث ولا یرتاب فیه احد اما آنچه گفته
اول ازینجا ثابت شد که گوینده این لفظ اهجر استفهموه عمر بود پس جوابش آنکه ابن اثیر جزری در نهایه
گفته و منه حدیث مرض النبی قالوا ما شانه اهجر ای اختلف کلامه بسبب المرض علی
سبیل الاستفهام ای هل تغیر کلامه واختلط لاجل ما به من المرض وهذا احسن ما
یقال فیه ولا یجعل اخبارا فیکون من الفحش والهذیان والقائل کان عمر ولا یظن به
ذلک انتهی خفاجی در نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض گفته و فی بعض طرقه ای طرق هذا الحدیث
المروی عنه فقال عمر ان النبی یهجر بفتح اوله وجیم ثالثه ای یاتی بهجر من القول
وهو علی تقدیر الاستفهام الانکاری ولیس من الهجر بمعنی ترک الکتابة والاعراض
عنها کما قیل وهکذا روایة الاسمعیلی من طریق ابن خلاد عن سفیان وفی روایة کما فی
البخاری هجر ماض بدون استفهام انتهی و در شرح مسلم نووی مسطور است اهجر ای اختلف کلامه
بسبب المرض علی الاستفهام ای هل تغیر کلامه واختلط لاجل ما به من المرض ولا یجعل
اخبارا فیکون من الفحش والهذیان والقائل عمر ولا یظن به ذلک و شیخ عبدالحق دهلوی در شرح

مشکوة گفته هجر بمعنی خلط ولا یجوز ان یکون بمعنی هذی لان القائل بعدم الکتابة عمر ولا نظن به ذلک
شیخ احمد فاروقی سرهندی در مکتوب سی و ششم گفته سوال حضرت فاروق در آن وقت که گفت اهجر الرجل مراد
از آن بر باشد جواب فاروق شاید در آن وقت فهمیده باشد که این کلام از ایشان بواسطه وجع بی قصد و اختیار واقع
شده است و بعبارت بغایت ظهور واضح گردید که قائل کلمه ان النبی یهجر یا اهجر عمر ابن الخطاب بود پس بغایت
عجیب است که مخاطب در حمایت خلیفه ثانی اظهار جهل خود از کتب دین و ایمان خویش و تفضیح و تنکیت موسوم
پیش معتقدین بکمال علم و نهایت اطلاع و سهل تر دانسته از آنکه اقرار بحق نماید آری حق محبت همین است
لاکن تحیر است که چسان بحنین مفوات جواب الزامات الحق در سر کرده و آنچه صاحب نهایه و نووی گفته اند که کلمه اهجر
استفهام است نه اخبار پس با آنکه دلیلی که برای آن ذکر کرده اند خرافت محض است و نیز ظاهر است که معنای کلام
در حالت انشاء و اخبار مختلف نمیشود و کلام ایشان دلالت دارد بر آنکه اگر اهجر اخبار باشد معنای آن فحش و هذیان
خواهد بود والا لا و هذا و هو عین الهجر والهذیان مدفوعست بآنکه آنقاضی اسمعیل کلمه ان النبی یهجر از عمر
نقل کرده و آن احتمال انشاء ندارد و نیز بدیگر روایات صحیحه اهل سنت هم ثابت شده که کلام عمر اخبار بود نه انشاء بعید
او در حق آنسرور گفته ان الرجل لیهجر این کلام بغایت تاکید اثبات هذیان بر آنحضرت میکند العیاذ بالله من ذلک
خفاجی در نسیم الریاض شرح شفای قاضی عیاض بآنکه قاضی عیاض گفته قال انا امان لاصحابی
قیل من البدع وقیل من الاختلاف فی الفتن در شرح آن میگوید المراد بالاختلاف الا ما یشتمل الخلاف
فیه هم مخالفة العلماء والفقهاء والحکام من غیر دلیل معقول وان کان ذلک مطلقا
لم یقع فی حیوته حد لمعرفته حقیقة کل امر بالوحی واما الاختلاف الذی وقع عنده کما ورد فی الاحادیث
الصحیحة من ان النبی قال فی مرضه ائتونی بدواة اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی فقال عمر
ان الرجل لیهجر حسبنا کتاب الله فغلط الناس فقالوا اخرجوا عنی لا ینبغی التنازع لدی فقال ابن عباس
الرزیة کل الرزیة ما حال بیننا و بین کتاب رسول الله وهذا ما یطعن به الروافض علی عمر وقال
صاحب الملل والنحل هو اول اختلاف وقع فی الاسلام وقال ابن تیمیة الخ ازین عبارت نهایت
صراحت وضحت که در روایات صحیحه اهل سنت ثابت گردیده که عمر بکلمه ان الرجل لیهجر در حق آنسرور متفوه گردید
وظاهر است که معنایش نیست که بدرستیکه این مرد هر آئینه هذیان میگوید و این کلام شامت انجام عمر از غایت وقاحت
برای تاکید مضمون آن دو حرف تاکید یکی ان و دیگری لام آورده صریح است در اثبات هذیان در حق سرور
کائنات علیه الاف التحیات والتسلیمات و عسکری که از ثقات علمای اهلسنت است و نیز در شرح ابو الحسن [illegible]
معترف بثبوت این کلام از عمر گردیده یعنی آن را قطعا و حتما بعمر منسوب ساخته و او را بالجزم قائل آن گفته و تصریح

رده که مراد از هجر در قول عمر یعنی ان الرجل لیهجر هذیانست و در مقام عذر این کلام خرافتی عجیب نگاشته
یعنی بودن آن را بر عادت عرب محو آن انگاشته دین و ایمان خود را در هوای عمر باخته چنانچه در تبیان در
شرح بیت ص انطق فیك هجر بعد علمی * بانك خیر من تحت السماء * گفته الهجر الفحش من الکلام
والهجر وهجر اذا هذی وهو ما یقول المحموم عند الحمی ومنه قول عمر بن الخطاب عند مرض
رسول الله ان الرجل لیهجر علی عادة العرب انتهی و این عبارت واضح است که عمر العیاذ بالله هذیان را
بر سرور هر دو جهان ثابت نموده کفر و ضلال و نفاق و عدم ایمان و بطلان اسلام خود را بر تمام عالم مثل آفتاب
روشن و ثابت کرده لله الحمد علی ذلك و آنچه عکبری گفته که این کلام عمر حسب عادت عرب واقع شده پس اگر غرضش این
هست که عادت عرب جاری است که در حق سرور کائنات این کلام را ذکر میکردند و آنجناب را منسوب بهجر و هذیان میساختند
و مرادش از عرب کفار آنها هستند پس در صدق این کلام شك نیست لکن بدیهی است که یعنی وقوع طعن میگردد و تکفیر بر او را دو
بالا میگرداند و واضح میسازد که عمر در این کلام بطریقه کفار رفته و اگر غرضش آنست که مومنین عرب بر آن جسارت میکردند پس
هذا کذب صریح و بهتان فضیح و نیست جوابش الا لعنة الله علی الکاذبین و غالبا غرض عکبری آنست که چون عادت
عرب جاری بر آنست که با هم یکی مر دیگری را نسبت بهجر و هذیان میکنند لهذا حسب این عادت عمر هم نسبت هذیان به
آنجناب رسالت مآب کرده و ظاهر است که اگر عادات و حالات عوام الناس که در ما بین ایشان جاری میشود صحت
باشد فضل دین بر هم خورد و هیچ حرام حرام و نه بیج واجب واجب نماند عجب است که چگونه منسوب میسازند
محرم اقران خود را بهجر و هذیان و تجویز نسبت هذیان بر سرور عالمیان میخواهند و شرم نمیکنند اما آنچه حقانی
او عالم نموده که کلمه ان النبی لیهجر که بروایت سمعیلی متفرقه بیان شده بر تقدیر استفهام انکاری است پس بدیهی
البطلان است و سخافت آن بچند وجه ظاهر است اولا آنکه این کلام موکد صریحست در اثبات هجر و هذیان بجناب
رسالت مآب و تقدیر استفهام بهیچ وجه نتوان کرد که دلیلی بران ندارند و حمل کلام بر غیر ظاهر بدون قیام دلیل جایز نیست
و اگر باب بیجا تقدیرات و تاویلات مفتوح شود بر روی زمین کافری نباشد که جمیع کفریات و خرافات ملاحده و زنادقه را تاویل علیل توجیه
نتوان کرد مثلا اگر کسی العیاذ بالله بگوید که ان رسول الله خالف ربه و عصاه و ترك اوامره و
ارتکب مناهیه و هکذا بنسبه عیاذا بالله الی غیر ذلك من الشنایع والقبایح بلا شبهه تمام
علما و فضلا و عقلا بلکه جهلا هم حکم قطعی بکفر قائل این قول شنیع و کلام فظیع خواهند کرد و هرگز احتمال تقدیر
استفهام و حمل آن بر انکار پیدا نخواهند کرد پس اگر تقدیر استفهام و حمل آن بر انکار در این کلام جایز باشد لازم آید که حنفیه
کلام و هیچ هم مثبت کفر قائل آن نتواند شد و هو باطل بالبدیهه بالجمله بنابرین تاویل لازم میاید که تکلم بجمیع کلمات
کفر و زندقه و الحاد و انکار شرایع و تشنیعات و مطاعن انبیا و همه جایز باشد و تاویل همین طور جایز گردد ثانیاً آنکه

ص ۵

این بیت در شرح آن قصیده است
که سرورش اینست عذل العواذل
حول قلب التائه و هوی احبته لدیه
شرح اول دیده نشد و عبارت مذکوره
در متن با نسخه مطبوعه کلکته مقابله
شد در صفحه ۵

سابقاً از رسالهٔ ملا علی قاری منقول شده که ماول نمیشود مگر کلام معصوم و چون عمر قطعاً معصوم نبوده لهذا تاول
کلامش جایز نباشد ثالثاً آنکه کلام عکبری که انفاً منقول شده نیز دلالت دارد بر آنکه کلام عمر ماول باستفهام
انکاری نیست بلکه مثبت هذیان در حق جناب رسالت مآب است و لهذا آنرا بر حسب عادت عرب گفته و رابعاً
آنکه قطعاً ثابت است که عمر از مانعین احضار دوات و قرطاس بوده و اتباع او میگفتند القول ما قال عمر پس انکار صدور
هذیان از جناب رسالت مآب در مقام منع از امتثال امر آنجناب اصلا ربطی و مناسبتی ندارد و آنچه مخاطب در توجیه
استفهام انکاری از قبل مانعین گفته خرافتی بیش نیست کما سیظهر خامساً در مالابد منه شنوی که بعضی قائلین
کلمهٔ هجر یا اهجر را از جمله کسانیکه قریب العهد باسلام بودند و از خصائص مقام نبوت [illegible] واقف نبودند شمرده و هر گاه حال قائلین
کلمهٔ اهجر رسول الله باین مثابه نزد اهل سنت باشد حال قائل کلمهٔ ان الرجل لیهجر که کمال بی ادبی است و از ان ظاهرا
و اثبات هذیان بر جناب رسالت مآب عیاذاً بالله بکمال تاکید میکند چه خواهد بود اما آنچه گفته محتملست که
مجوزین آوردن قرطاس و دوات تقویت قول خود کرده باشند باین کلمهٔ استفهام انکاری بود پس جوابش
آنکه لفظ استفهموه دلالت میکند که منقول مانعین اتیان قرطاس و دوات بود زیرا که [illegible] معلوم بود که
بلا اشتباه برای اتیان دوات و قرطاس امر نموده پس ایشانرا احتیاج گفتن این [illegible] بر شک و تردد را
هرگز نبود و در روایت صحیح بخاری که در کتاب الجهاد واقع است حرف همزهٔ استفهام مذکور نیست و در روایت
کشمیهنی در کتاب الجهاد در صحیح بخاری اهجر هجر رسول الله بتکرار لفظ هجر واقع است چنانچه عینی شارح صحیح بخاری تشریح
تصریح آن کرده و هذه عبارته و فی کتاب الجهاد هجر بدون الهمزة و فی روایة الکشمیهنی هناك هجر هجر
رسول الله بتکرار لفظ هجر و قال عیاض معنی هجر افحش و یقال هجر الرجل اذا هذی و اهجر
قلت نسبة مثل هذا الی النبی لا یجوز لان وقوع مثل هذا الفعل عنه علیه الصلوة و
السلام مستحیل لانه معصوم فی کل حالة فی صحته و مرضه لقوله تعالی و ما ینطق عن الهوی
و لقوله انی لا اقول فی الغضب و الرضا الا حقا فقد تکلموا فی هذا المواضع کثیرا و اکثره
لا یجدی نفعا و الذی ینبغی ان یقال ان الذین قالوا ما شانه اهجر او هجر بالهمزة و بدونها
هم الذین کانوا قریبی العهد بالاسلام و لم یکونوا عالمین بان هذا القول لا یلیق فی حقه علیه
السلام لانهم ظنوا انه مثل غیره من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیهم تکلم من غیر تحریر
فی الکلام و از نقل این کلام چند فائده حاصل شد اول آنکه هجر بمعنی هذیانست دوم آنکه پیغمبر خدا در حالت
صحت و مرض از گفتن فحش و هذیان معصوم است سیوم آنکه آیهٔ کریمه و ما ینطق عن الهوی دلالت میکند بر آنکه
جمیع اقوال پیغمبر خدا وحی است و اگر نه استدلال عینی بآن بر انتفای فحش و هذیان از پیغمبر خدا صحیح نمی بود ❊

چهارم آنکه اکثر گفتگوی اہل سنت در تاویل این موضع مقطع نمی بخشد بحث نهم آنکه گویند کان قول ما شانه اهجر
یا هجر بهمزه یا بدون آن جاہلان از مرتبه آنحضرت بودند و بنا برین بکمال وضوح ثابت گردید که عمر که بلا شبه قائل
کلمه ما شانه اهجر یا هجر بوده بلکه بتصریح شارح شفا وغیره او گفته که ان الرجل لیهجر از خواص و اکابر صحابه خارج
باشد و در جمله کسانیکه قریب العهد با اسلام و جاہل از مرتبه نبوت بودند داخل باشد و ازین فوائد خمسه که از کلام
عینی مستفاد شده بسایر تقریرات و توجیهات رکیکه مخاطب که درین مقام ذکر کرده باطل گردید اما آنچه گفته
و محتملست که مانعین نیز بطریق استفهام انکاری گفته باشند که آنحضرت معاذ الله هذیان نمیگوید و ظاهر این کلمه
بفهم ما نمی آید الخ پس سخن فتان در کمال ظهور است زیرا که اینکلام بغایت صراحت دلالت بر مطلوب جناب رسالت
مآب دارد و اصلا اغلاقی و اشتباهی ندارد پس ادعای اینمعنی که مانعین که از جمله شان عمر بود معنای اینکلام
نفهمیدند غایت تهجین شان عمر و دیگر اصحاب است و معهذا اگر عمر وغیره او اینکلام را نفهمیده بودند می بایست که عمر حتما
از امتثال امر آنجناب منع نمیکرد و دیگران نمیگفتند که القول ما قال عمر اما آنچه گفته وجه نفهمیدن اینکلمه صریح
و ظاهر بود زیرا که عادت شریف آنحضرت آن بود که احکام الهی را بجز السنت مبغر(?) نمود پس جواب اینست که لا نسلم
که عادت شریف آنحضرت آن بود که جمیع احکام را بجز السنت میفرمود و از تتبع کتب احادیث و سیر بکمال وضوح
ظاهر است که بسیاری از احکام و اوامر آنجناب منقولست که آنحضرت آنرا بجز ابتعالی (?) نسبت نکرده اما آنچه
گفته نیز قطعا معلوم داشتند که آنجناب نمی نوشتند الخ پس مردود است بانیکه در صحیح مسلم در حدیث صلح حدیبیه
مذکور است فقال رسول الله ارنی مکانها فاراه مکانها فمحاه و کتب ابن عبد الله و نووی در
شرح اینقول گفته احتج بعض الناس بهذا اللفظ علی ان النبی کتب ذلک بیده علی ظاهر
هذا اللفظ و قد ذکر البخاری نحوه من روایة اسرائیل عن ابی اسحاق و قال فیه اخذ رسول الله
الکتاب فکتب و زاد عنه فی طریق آخر و لا یحسن ان یکتب فکتب قال اصحاب هذا المذهب
ان الله تعالی اجری ذلک علی یده اما بان کتب ذلک بالقلم بیده و هو غیر عالم بما کتب
او ان الله تعالی علمه ذلک حینئذ حتی کتب و جعل هذا زیادة فی معجزته و قرطبی
در مفهم شرح صحیح مسلم در شرح اینقول گفته ظاهر هذا انه محی تلک الکلمة التی هی رسول الله بیده و کتب مکانها ابن
عبد الله و قد رواه البخاری بأظهر من هذا فقال فاخذ رسول الله الکتاب فکتب و زاد فی طریق اخری و لا
یحسن ان یکتب فقال جماعة بجواز هذا الظاهر علیه و انه کتب بیده و منهم السمنانی و ابو ذر و الباجی
و رأوا ان ذلک غیر قادح فی کونه امیا و لا معارض لقوله تعالی و ما کنت تتلو من قبله من کتاب و لا
تخطه بیمینک و لقوله انا امة امیة لا نکتب و لا نحسب بل رأوه زیادة فی معجزاته و استظهار

ص
باب صلح الحدیبیة من کتاب الجهاد

ص
قوبل علی اصل المفهم و هو موجود عندی بفضل الرب المنعم ۱۲

علی صدقه وصحة رسالته وذلك انه كتب من غير تعلم الكتابة ولا تعاطی لاسبابها فكان ذلك
خارقا للعادة لما انه اعلم علم الاولين والآخرين من غير تعلم ولا اكتساب فكان ذلك ابلغ في
معجزته واعظم في فضائله هذا ولو فرض انه علم الكتابة كانها دام ادام عليها فكيف يرد عنه انه
قط كتب في غير ذلك الموطن الخاص بل لم يفارق ما كان عليه من عدم معرفته بالكتابة
حالة كتابته تلك وانما اجرى الله تعالى على يده وقلمه حركاتها كانت عنها خطوط مفهومها
ابن عبد الله لمن قراها ثم بل كان عالما في تلك الحال بنظم الحروف والخاضر كل ذلك محتمل
وعلى التقديرين فلا ينفى عنه اسم الامي بذلك لذلك قال الراوي عنه في هذه الحالة ولا
يحسن ان يكتب فبقا عليه اسم الامي مع كونه قال كتب وقد انكر هذا كثير من متفقهة
الاندلس وغيرهم وشددوا النكير فيه ونسبوا قائله الى الكفر وذلك دليل على عدم
العلوم النظرية وعدم التوقف في تكفير المسلمين ولم يتفطنوا لان تكفير المسلم كقتله
على ما جاء عنه عليه السلام في الصحيح لا سيما رمي من شهد له اهل عصره بالعلم والفضل
والامامة **اما آنچه گفته** و درین عبارت نسبت آن بخود فرموده اکتب لکم کتابا الخ **پس حرف [illegible]**
بعد تسلیم عدم کتابت آنحضرت الخ هر گاه که عدم آنچه در صحاح اهل سنت مذکور است کتب النبی الی کسری
و قیصر و کتب ابن عبد الله هیچ کس را اشتباه واقع نشد و در لفظ اکتب چرا اشتباه واقع شد زیرا که آنچه مراد
از کتب النبی الی کسری و قیصر و کتب ابن عبد الله است همان مراد از اکتب خواهد بود **و اما آنچه گفته**
نیز عادت آنجناب آن بود که بغیر از قرآن چیزی دیگر نمی نویسانید **پس کذب** صریح و بهتان فضیح است چه نویسانیدن
آنحضرت نامها بسوی ملوک و صلحنامه حدیبیه از دست جناب امیر و غیره از آفتاب است و شیخ عبد الحق دهلوی
در ترجمه مشکوة در فصل ثانی از باب صلوة العیدین گفته ابو الحویرث که از تابعین است روایت کرده است
که آنحضرت نوشت بجانب عمرو بن حزم بفتح حای مهمله و سکون زاء که صحابی انصاریست و اول مشاهد وی
خندق است و وی دران زمان پانزده ساله بود و عامل کرده بود او را آنحضرت در نجران بفتح نون و سکون
جیم نام شهریست در یمن و بود وی دران زمان هفده ساله و کتابی نوشته بوی سپرد که در وی فرائض
و سنن و دیات بود و نوشت عجل الاضحی واخر الفطر یعنی شتابی بکن نماز عید اضحی را و دیر کن نماز عید
فطر را الخ و در باب دیات از کتاب مشکوة مذکور است ان رسول الله کتب الی اهل الیمن وکان فی
کتابه ان من اغتبط مؤمنا الحدیث و نیز در کتاب مشکوة در فصل اول از باب حرم المدینة مذکور است
عن علی قال ما کتبنا عن رسول الله الا القرآن وما فی هذه الصحیفة قال قال رسول الله المدینة حرم

ص ص
(ص)
ص ص

حرام ما بین عیر الی ثور فمن احدث فیها حدثا او آوی محدثا فعلیه لعنة الله والملائکة والناس
اجمعین الحدیث و همچنین نویسانیدن آنحضرت بسیاری از احکام غیر از کتاب خدا ثابت و متحقق است اما آنچه گفته بلکه کما
عمر ابن الخطاب نسخه از توریت آورده میخواند آنجناب او را منع فرمود پس جوابش آنکه بکمال وضوح ظاهر است که خواندن
عمر نسخه توریت را و منع کردن آنحضرت او را از خواندنش هرگز دلالت ندارد که آنجناب چیزی سوای قرآن نمی نویسانید
بکمال تحیر است که چسان منع آنحضرت را از قرات توریت دلیل ننویسانیدن چیزی دیگر سوای قرآن گردانیده ظاهر اختلال
حواس داده که چنین خرافات بر زبان می آورد اما آنچه گفته اگر غرض ایشان اثبات هذیان بر پیغمبر میشد این میگفتند باز
بر سبیل تجویز صدور هذیان از پیغمبر خدا مانند اثبات هذیان آنحضرت دلیل کفر و نفاق است و اما آنچه گفته
بلکه میگفتند که کمذارید کلام هذیان را اعتبارے نیست پس مستثنی که شارح شفا اعتراف کرده که در روایات
صحیحه ثابت گشته که عمر در جواب ارشاد حضرت رسول خدا گفته که بدرستیکه این مرد هر آئینه هذیان میگوید کافی است
ما را کتاب خدا و همین کلام باصرح تصریحات دلالت میکند که عمر اثبات هذیان بر جناب رسالت مآب کرده و بحمد الله تعالی
جمیع بیهوده سرائی مخاطب را از اول تا آخر درینباب باطل میگرداند و ظاهر است که مآل کلام عمر که شارح شفا نقل کرده
و مآل آنچه مخاطب آورده اثبات هذیان بر جناب پیغمبر خدا دانسته متحد است اما آنچه گفته که هجر در لغت عرب بمعنی
اختلاط کلام است الخ پس اینکه حاصل این همه تطویل علیل که مخاطب درینمقام بعمل آورده دران میکشد که هجر بمعنی
اختلاط کلام است و اختلاط کلام دو معنی دارد که یکی از آن بالاجماع بر انبیا جایز است و جواز معنی دیگر بر انبیا مختلف فیه است
و نزد مخاطب اصح جواز آنست و مخفی نیست که این کلام سخافت نظام قطعا باطل و از حلیه صحت عاطل است زیرا که باعتراف
اکابر محققین و مدققین اهل سنت هجر بمعنی هذیانست و آن در حق انبیا غیر جائز است قاضی عیاض در شفا گفته قال
ائمتنا فی هذا الحدیث ان النبی غیر معصوم من الامراض وما یکون من عوارضها من شدة وجع وغشی و
نحوه مما یطرء علی جسمه معصوم عن ان یکون منه من القول اثناء ذلك ما یطعن فی معجزته و یؤدی
الی فساد فی شریعته من هذیان او اختلال فی کلام علی هذا لا یصح روایة من روی هجر اذ معناه هذی
و یقال هجر هجرا اذا هذی واهجر هجرا اذا افحش واهجر تعدیة هجر وانما الاصح والاولی
اهجر علی طریق الانکار علی من قال لا نکتب و قسطلانی در شرح صحیح بخاری گفته اهجر باثبات همزة
للاستفهام و فتح الهاء والجیم والراء ولبعضهم هجرا بضم الهاء و سکون الجیم والتنوین مفعول
بفعل مضمر ای قال هجرا بضم الهاء و سکون الجیم وهو الهذیان الذی یقع من کلام المریض الذی
لا ینتظم و هذا مستحیل وقوعه من المعصوم صحة و مرضا وانما قال ذلك من قاله منکرا علی من
توقف فی امتثال امره باحضار الکتف والدواة وکانه قال کیف تتوقف او تظن انه کغیره یقول

[illegible] ص فی فصل الخامس من الباب الثانی من القسم الثالث

[illegible] ص باب مرض النبی من کتاب المغازی

الهذیان محض امتثال امره واحضر ما طلب فانه لا یقول الا الحق وازین هر دو عبارت و دیگر عبارات محققین ایشان مثل عبارت ابن حجر که عنقریب منقول شود و عبارت سابقه عینی و غیر آن بطلان این تطویل مخاطب ظاهر است زیرا که ازین عبارات ظاهر است که هجر بمعنای هذیان است و آن بر جناب رسالت مآب جائز نیست و مخاطب بصراحت تمام تجویز آن در حق آنحضرت کرده حق پیروی عمر کما ینبغی ادا نموده و با وصف قصد صیانت ذیل عمر از تهمت نسبت هذیان بالتصریح خود مرتکب آن شده اما آنچه گفته رفع صوت باهم در حضور آنحضرت بتقریب مناظرات و مشاجرات همیشه جاری بود پس جواب اینش رفع صوت مطلقا بحضور جناب رسالت مآب اگرچه باهم باشد ممنوع است چنانچه اهل سنت روایت میکنند که روزے عمر و ابوبکر باهم رفع صوت در حضور آنجناب کرده بودند این آیه کریمه لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی در حق ایشان نازل شد چنانچه در صحیح بخاری مذکور است عن ابن ابی ملیکة قال کاد الخیران ان یهلکا

صص باب لا ترفعوا اصواتکم سوره حجرات من کتاب التفسیر ۱۲

ابوبکر و عمر رفعا اصواتهما عند النبی صلی الله علیه وسلم حین قدم علیه رکب بنی تمیم فاشار احدهما بالاقرع بن حابس اخی بنی مجاشع واشار الآخر برجل آخر فقال نافع لا احفظ اسمه فقال ابوبکر لعمر ما اردت الا خلافی قال ما اردت خلافک فارتفعت اصواتهما فی ذلک فانزل الله تعالی یا ایها الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیة فقال ابن الزبیر فما کان عمر یسمع رسول الله بعد هذه الآیة حتی یستفهمه ولم یذکر ذلک عن ابیه یعنی ابابکر و نیز در صحیح بخاری در حدیثی که متضمن بیان آداب اصحاب آنحضرت است مذکور است که اصحاب آنحضرت رفع صوت بحضور آنحضرت باهم نمیکردند و بودند لفظه اذا تکلموا خفضوا اصواتهم عنده و ازین بیان ثابت گردید که آنچه مخاطب بعد از منقول گفته بلکه شهادة قرآن بتجویز آن میفرماید الی قوله پس معلوم شد که جهر بعض بر بعض جائز است باطل محض است اما آنچه گفته اول این لفظ که لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و این نفرموده اند که لا ترفعوا اصواتکم بینکم عند النبی پس دلیل نافهمی وست و از حدیث صحیح بخاری واضح شده که رفع صوت گو باهم باشد ممنوع و حرام است و نیز حقتعالی شانه میفرماید الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله اولئک الذین امتحن الله قلوبهم للتقوی و این آیت هم دلالت دارد بر آنکه رفع صوت نزد حضرت رسول خدا غیر ممدوح است ازینجاست که مالک باین هر دو آیه مذکوره استدلال نموده بر ممنوعیت رفع صوت در مسجد نبوی بعد از وفات آنحضرت چنانچه در کتاب مواهب لدنیه مذکور است وقد روی ان ابا جعفر المنصور ناظر مالکا فی مسجد الرسول فقال

صص النوع الثامن من المقصد السادس

له مالک یا امیر المومنین لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله عز و جل ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیة و مدح قوما فقال ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الآیة و ذم قوما وقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون الآیة وان

حرمته میتا کحرمته حیا فاستکان لها ابوجعفر انتہی و قاضی عیاض در کتاب شفا گفته و لما اکثر
علی مالک الناس قیل له لو جعلت مستقبلا لیسمعهم فقال قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی و حرمته حیا و میتا سواء انتہی در تاریخ وفاء الوفی باخبار دار المصطفی
تصنیف سید نور الدین سمهودی مذکور است قال ابوبکر لا ینبغی رفع الصوت علی نبی حیا و لا میتا
و در عمدة القاری شرح صحیح بخاری مذکور است روی ابن ماجة عن عائشة قالت لما مات
رسول الله اختلفوا فی اللحد و الشق حتی تکلموا فی ذلک و ارتفعت اصواتهم فقال ابن
عمر لا تصخبوا عند رسول الله حیا و لا میتا او کلمة نحوها اما آنچه گفته معهذا از کجا ثابت میشود که اول
عمر رفع صوت کرد و باعث تنازع گردید این را دلیل ثابت باید کرد پس اگر رفع صوت نمیکرد حاضران
حجره شریفه که جمع کثیر بودند چگونه آواز مشوش شنیدند و در صحیح بخاری مذکور است که عمر بعد نزول آیه لا ترفعوا
الخ بقدری آهسته کلام میکرد که بدون استفهام جناب رسول خدا کلام او نمی شنید و در ینجا بجهت عداوت اهل بیت
عادت را ترک داده بقدری آواز بلند کرد که همه حاضران مشوش شنیدند و قول القول ما قال عمر بر زبان آمده
اما دلیل باعث گردیدن عمر تنازع را پس همان روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم است که دران مذکور است
قال عمر ان النبی قد غلبه الوجع و عندنا کتاب الله حسبنا فاختلفوا و کثر اللغط حرف
فا که بر لفظ اختلفوا داخلست فای تفریعیست و دلالت دارد برانکه اختلاف و تنازع مردم متفرع بر منقول بوده و همین
دلیل صحت برانکه عمر باعث تنازع گردید اما آنچه گفته دران حجره جمعی کثیر بودند پس دانستی که علامه
علی رح بهمین جهت طعن رفع صوت را در ضمن مطاعن صحابه نیز ذکر کرده اما آنچه گفته و ارشاد پیغمبر که لا ینبغی
عندی تنازع نیز بر همین مدعا گواه است پس لفظ لا ینبغی چنانچه در ترک اولی مستعمل میشود همچنان در هر محال و
غیر جائز نیز استعمال میکنند قال الله تعالی و ما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا و در مشکوة مذکور است عن
عقبة بن عامر قال اهدی لرسول الله فروج حریر فلبسه ثم انصرف فنزعه نزعا شدیدا کالکاره
له و قال لا ینبغی هذا للمتقین انتہی و ملا علی قاری در شرح آن گفته قبل فیه دلیل علی ان لبسه
کان قبل التحریم لان المتقی و غیره سواء فی التحریم و یمکن دفعه بان المراد به المتقین عن
الشرک و لا ینبغی بمعنی لا یجوز انتہی اما آنچه گفته و لفظ قوموا از زبان تلک مزاجی مریض است
پس جواب آنکه جنون ثابت و متحقق گردیده که پیغمبر خدا مجبول و مفطور بر خلق عظیم بود چنانچه حق سبحانه تعالی
فرموده و انک لعلی خلق عظیم این تلک مزاجی از آنحضرت ممکن و متصور نیست بلکه صدور این قول از جهت کثرت
اصوات و اختلاف ایشان بود چنانچه فلما اکثروا اللغط و الاختلاف قال رسول الله قوموا عنی

ص ص
نصر و علیم ابن حرمته النبی بعد موته و توقیره لازم من الباب الثالث من القسم الثانی ۱۲

ص ص
کتاب الجنائز باب من تقدم فی اللحد

ص ص
الفصل الاول من باب الستر من کتاب الصلوة ۱۲

دلالت صریحه بران دارد چه امام بخاری در صحیح خود در کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة در باب کراهیة
الخلاف آورده و شیخ عبد الحق دهلوی در ترجمه این قول گفته پس چون بسیار کردند بانگ و خروش و اختلاف
گفت آنحضرت برخیزید و دور شوید از من و در صحیح بخاری مذکور است عن ابی هریرة عن النبی صلعم
قال انما اهلک من کان قبلکم بسؤالهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا نهیتکم
عن شیء فاجتنبوه واذا امرتکم بشیء فأتوا منه ما استطعتم پس بقرینه این حدیث واضح میشود که
حضرت رسول خدا بسبب ظهور اختلاف صحابه که موجب هلاکت و ضلالت ایشان بود لفظ قوموا عنی که صریح در
تبعید است ارشاد فرموده و از بساط قرب حضور ایشان را دور گردانیده و همین قدر برای اثبات سوء حال ایشان کفایت میکند
واما آنچه گفته و آنچه در حالت مرض از راه تنگ مزاجی بوقوع میآید در حق کسی محل طعن نیست پس چونکه جناب
رسالت مآب در حالت مرض و صحت و غضب و رضا غیر حق و صدق نمیفرمود و هرچه میفرمود وحی منزل میبود
لهذا آنچه آنحضرت در حالت مرض از تبعید مانعین از بساط قرب انبساط العمل آورده و کلمه قوموا عنی که مشعر بر غضب
ازین اختلاف شان بوده چنانچه امام بخاری این حدیث را در باب کراهیة الاختلاف هم بمعنی دلالت صریحه بر
دارد ارشاد فرموده بلاشک دلالت بر سوء حال و مخالفت و معاندت قبیحه شان با رسول ذو الجلال خواهد
داشت و ابن حجر در فتح الباری آورده الهجر بالضم ثم السکون الهذیان والمراد به هنا ما یقع من کلام المریض
الذی لا ینتظم و لا یعتد به لعدم فائدته و وقوع ذلک من النبی مستحیل لانه معصوم فی صحته و مرضه لقوله تعالی
وما ینطق عن الهوی الآیة و لقوله انی لا اقول فی الغضب والرضا الا حقا الخ پس هرگاه جمیع اقوال و
و افعال جناب رسالت مآب در جمیع احوال حق و صواب باشد بار تجویز وقوع امری خلاف حق از ان
حضرت در حالت مرض از راه تنگ مزاجی قدح در عصمت آنجناب و عدم اعتماد و اعتقاد بر اقوال آن عالیجناب است
معاذ الله من مثل هذه الهفوة الفظیعة والقولة الشنیعة اما آنچه گفته که علی الخصوص که این خطاب که
بهمه حاضرین است خواه مجوزین خواه مانعین پس جوابش آنکه لا نسلم که خطاب بهمه حاضرین است
بلکه مختص بکسانی بود که باعث و سبب اختلاف و اختلاط اصوات شدند و لهذا راوی حدیث اکثار لغط و
اختلاف را سبب و موجب صدور لفظ قوموا عنی از آنحضرت دانسته گفته فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال
رسول الله قوموا عنی و صحیح است که بسبب اکثار اختلاط اصوات و اختلافات شده بودند مگر مخالفان امر پیغمبر خدا
موافقان و متابعان امر آنحضرت هم اما آنچه گفته در روایت صحیحه وارد است که آنحضرت را در همین مرض لدود
خورانیده بودند بعد افاقت فرمودند لا یبقی احد فی البیت الا لد الا العباس فانه لم یشهدکم پس هرگاه
این قصه در صحیح بخاری بروایت عائشه باین الفاظ مذکور است لددناه فی مرضه فجعل یشیر الینا

صه ص

۵ ص
تحویل علی صلعم فی جز کتاب المغازی

ان لا

ان لا تلدونی فقلنا كراهية المريض للدواء فلما افاق قال الم انهكم ان تلدونی قلنا كراهية المريض للدواء فقال لا يبقى احد في البيت الا لد وانا انظر الا العباس فانه لم يشهدكم. بر عاقل بصير مخفی نيست كه بر كاری كه رسول خدا اول باشاره از لدود كردن منع و بعد از ان بقول صريح فرموده كه ايا من شمارا نهی نكردم از لدود كردن و عايشه و دیگر صحاب منع و نهی آنحضرت را از باب کراهیت مریض دوا را گفته باشند پس نشان چه مستبعد است که قول آنحضرت ائتونی بدوات و قرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی را از باب هذیان مریض شمارند اما استدلال مخاطب بروایت لدود بر وقوع هجر از جناب رسالت مآب بجهت منع مرضی که مریض را عارض میشود پس مدفوع است اولاً بانیکه روایت مذکوره تا وقتیکه در کتب معتبره شیعه ثابت نشود لیاقت احتجاج ندارد وثانیاً بانیکه روایت مذکوره هرگز دلالت بر اختلال حواس و زوال عقل آنحضرت از لدود کردن نمیکند بلکه لا یبقی احد فی البیت الا لد وانا انظر الا العباس فانه لم یشهدکم دلالت بر کمال عقل آنحضرت میکند چنانچه در شرح صحیح بخاری قسطلانی در ذیل شرح منقول مذکور است ای لا یبقی احد الا لد فی حضوری و حال نظری الیهم قصاصا لفعلهم وعقوبة لهم لترکهم امتثال نهیه عن ذلک اما من باشر فظاهر و اما من لم یباشر فلکونهم ترکوا نهیه عما نهاهم هو عنه الا العباس فانه لم یشهدکم ای لم یحضرکم حال اللدود وثالثاً بانیکه در متن این روایت اضطراب و اختلاف واقعست چنانچه ابن ابی الحدید در شرح نهج البلاغه در جزو دوازدهم از تاریخ طبری نقل کرده روت عایشه رحمها الله قالت اغمی علی رسول الله والدار مملوة من النساء ام سلمة و میمونة و اسماء بنت عمیس و عندنا عمه العباس بن عبد المطلب فاجمعوا علی ان یلدوه فقال العباس لا الده فلدوه فلما افاق قال من صنع بی هذا قالوا عمک قال لنا هذا دواء جاءنا من نحو هذه الارض و اشار الی ارض الحبشة قال ولم فعلتم ذلک فقال العباس خشینا یا رسول الله ان یکون بک ذات الجنب فقال ان ذلک لداء ما کان الله لیعاقبنی به لا یبقی احد فی البیت الا لد الا عمی قال فلقد لدت میمونة وانها لصائمة لقسم رسول الله عقوبة لهم بما صنعوا وابن ابی الحدید بعد نقل این روایت گفته قال ابو جعفر وقد رویت روایة اخری عن عایشة قالت لددنا رسول الله فی مرضه فقال لا تلدونی فقلنا کراهیة المریض للدواء فلما افاق قال لا یبقی احد الا لد غیر العباس عمی فانه لم یشهدکم وقال ابو جعفر والذی تولی اللدود و سکبه اسماء بنت عمیس قلت العجب من تناقض هذه الروایات فی احدیها ان العباس لم یشهد اللدود ولذلک اعفاه رسول الله من ان یلد ولدّ من کان حاضرا

و فی احدیها ان العباس حضر لده و فی هذه الروایة التی تتضمن حضور العباس فی لده کلام مختلف فیها ان العباس قال لا الده ثم قالوا فلددناه فافاق فقال من صنع بی هذا قالوا عمک قال هذا

ص
باب مرض النبی از کتاب المغازی

ص
فی شرح کلام له و هو یلی غسل رسول الله

ص
اصل شرح نهج البلاغه که ثبت مجلد است در کتب خانه موقوفه جناب مصنف مقام اعلی الله دار السلام موجود است

د واء جاء نا من ارض الحبشة لذات الجنب فكيف يقول لا الذي ثم يكون هو الذي ل
اشار بان يلد وقال هذا دواء جاء نا من ارض الحبشة لكذا وسالت النقيب ابا جعفر يحيى
بن ابي زيد البصري عن حديث اللدود فقلت لد علي بن ابي طالب ذلك اليوم فقال معاذ الله
لو كان لد لذكرت عائشة ذلك فيما تذكره وتنعاه عليه فقال وقد كانت فاطمة عليها السلام
حاضرة في الدار وابناها معها افتراها لدت ايضا ولد الحسن والحسين كلا هذا امر لم يكن
انما هو حديث ولده من ولده تقربا الى بعض الناس والذي كان ان اسماء بنت عميس اشارت بان
يلد وقالت هذا دواء جاءنا من ارض الحبشة جاء به جعفر بن ابي طالب وكان بعلها وساعدتها
على تصويب ذلك والاشارة به ميمونة بنت الحرث فلد رسول الله فلما افاق انكره وسال عنه
فذكر كلام اسماء وموافقة ميمونة لها فامر ان تلد الامرأتان لا غير فلدتا ولم يجر غير
ذلك والباطل لا يكاد يخفى على المستبصر انتهى از نقل اين كلام معلوم شد كه بعضى از روات اين حديث بعضى
فقرات را بجهت تقرب بعضى مردم از نزد خود متولد ساخته اند و در بنصورت حديث مذكور محل اعتماد و قابل احتجاج
نباشد اما آنچه گفته وجه چهارم از طعن نيز مبنى بر خيال باطلست زيرا كه حق لمقى است وقتى ببينند الخ پس بدانكه
اين وجه چهارم طعن باين الفاظ كه مخاطب ذكر كرده در كتب شيعه يافت نشده بلكه آنچه شيعيان گفته اند مضمونش
آنست كه منع عمر از نوشتن دوات و قلم مستلزم ضلالت گمراهى است بود چنانچه قاضي نور الله شوشترى
گفته بالجملة منع النبي عن كتابة الوصية التي وصفها بكونها رافعا للضلالة عن الامة قبيح
شرعا وعقلا ويلزم منه ضلالة عمر واضلال المسلمين وايقاظ الفتنة وايقاعها بين المؤمنين
كما صرح بما قلناه امير حسين الميبذي الشافعي في شرح الديوان المنسوب الى امير المؤمنين حيث قال
بالفارسية اول فتنه كه در ميان اهل اسلام واقع شد ان بود كه پيغمبر در مرض موت فرمود هلموا اكتب لكم
كتابا لن تضلوا بعدي ابدا عمر گفت ان النبي قد غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبكم
كتاب الله ونزاع بمرتبه رسيد كه پيغمبر فرمود كه قوموا عني لا ينبغي عند نبي التنازع انتهى فعلى هذا يكون
منع عمر لذلك اضلالا للخلق وايقاظا للفتنة التي قد استمرت بين المسلمين وقد صح
عن النبي انه قال الفتنة نائمة لعن الله من ايقظها فافهم انتهى وشايد مخاطب بزعم خود
باين الفاظ اداى همين مضمون خواسته باشد يا از نسبت لفظ ضلال بطرف عمر شرم كرده باشد و هر كاه كه
اين را دانستى پس بدانكه حاصل اينهمه توجيهات ناروا بجز اين نيست كه كلام پيغمبر خدا اكتب لكم كتابا
لن تضلوا بعدي لا طائل محض بوده و از كجا ثابت شد كه نفع مست منحصر در امر جديد بود حالانكه تاكيد امر سابق

هم مانع ضلالت میباشد **اما آنچه گفته** که بمضمون آیه الیوم اکملت لکم دینکم قطعاً معلوم است که امر جدید مفقود **پس** این معنی وقتی صحیح باشد که باتفاق ثابت گردد که بعد ازین کدام آیه دیگر نازل نگردید و پیغمبر خدا بعد از نزول آیه کریمه هیچ حکم جدید ارشاد نفرمود حالانکه درمیان مفسرین اختلاف است که آخر ما نزل من القرآن کدام آیه است از آیات قرآنی و لهذا زمخشری سنی در کشاف در تفسیر این آیه کریمه گفته اکملت لکم دینکم کفیتکم امر عدوکم وجعلت لید العلیا لکم کما تقول الملوک الیوم کمال لنا الملک وکمل لنا ما نرید اذا کفوا من ینازعهم الملک ووصلوا الی اغراضهم ومباغیهم انتهی و در روضة الاحباب مذکور است روایتی آنکه فرمود که گویا مرا بعالم بقا خوانده اند و من اجابت نموده ام بدانید که من در میان شما دو امر بزرگ عظیم میگذارم یکی از دیگری بزرگتر است قرآن و نسب و اهلبیت من ببینید و احتیاط کنید که بعد از من با ان دو امر چگونه سلوک خواهید نمود و رعایت حقوق آنها چگونه خواهید کرد و آن دو امر از یکدیگر جدا نخواهند شد تا در حوض کوثر بمن رسند آنگاه فرمود بدرستیکه خداوند تعالی مولای من است و من مولای جمیع مومنان بعد از ان دست علی را گرفت و فرمود من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره و در انجا حدیث دار مروی است که عمر بن الخطاب گفت ای علی بامداد کردی و مولای من و مولای هر مومن و مومنه گشتی انتهی پس مقصود آنحضرت از ان بود که درانحدیث نیز تاکید بمضمون همین حدیث که بنابر آنچه در باب امامت گذشت امر متمسک بر تقدم آنحضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب فرماید و عمر چون از مقصود آنحضرت واقف بود مردم را از آوردن دوات کتابت منع کرد **اما آنچه گفته** بلکه امر دینی هم نبود محض مشوره نیک و مصالح ملکی ارشاد میشد که زبان بهمین وصیت بود **پس جوابش** آنکه اگر مشوره نیک و مصالح ملکی از امور دین نبود آنحضرت را چه لازم بود که درچنین وقت باهتمام آن می پرداخت و ادعای این معنی که وصیت اقتضا زبان وصیت بامور دنیویه است بی دلیل و باطل محض است **اما آنچه گفته** کدام عاقل تجویز میکند که جناب پیغمبر در مدت بست سال که زمان نبوت ان افضل البشر بود با وجود رحمتی و رافتی که بر عموم خلق الله و بالخصوص درحق امت خود داشت و با وجود تبلیغ قرآن و ارشاد احادیث بیشمار در نبوت تنگ چنین یکی هرگز نگفته بود آنچیز تریاق مجرب بود برای دفع اختلاف صحیح است بگویید پا بسوید پس مردود است بانیکه کدام کس از شیعیان باینمعنی قایل شده که امریکه برای نوشتن آن پیغمبر دوات و کتابت طلب نموده بود گاهی نگفته بود بلکه آنچه شیعیان میگویند آنست که آن امر را پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله از ابتدای رسالت تا آخر وقت وفات هم بطریق رموز و اشارات و هم نصوص و وضوح الفاظ و عبارات در خلوات و جلوات بکرات و مرات ارشاد میفرمود تا اینکه بعد از مراجعت از حجة الوداع در موضع غدیر خم بزور هیجدهم ذیحجه در حضور تمامی مردمانیکه در ان حج همرکاب سعادت انتساب آنحضرت بودند

سوره مایده سیپاره ششم عشر ربع اول — ص

ونص بر خلافت آنحضرت

بر ولایت و امامت علی ابن ابیطالب نص بود و خطبه طویله متضمن مدح و ثنای باریتعالی و وصف جلالت خود و بیان فضایل و کمالات علی ابن ابیطالب ارشاد فرمود و حث بر تمسک ثقلین نمود و چون عمر از قول آنحضرت یافت که بعید همان امر سابق یعنی امامت جناب امیر المومنین و حث بر تمسک کتاب الله و عترت اهلبیت که هر دو باتفاق مانع از ضلالت اند خواهد فرمود و گفت ان الرجل لیهجر تا اثبات این معنی که دین مرحبان تریاق مجرب بود که برای دفع خلاف و ضلال کافی بود پس بنا بر آنست که هر اختلافیکه در امت واقع شد فرع اختلاف در امامت بود چنانچه شهرستانی در ملل و نحل گفته الخلاف الخامس فی الامامة واعظم خلاف بین الامة خلاف الامامة اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدة دینیة مثل ما سل علی الامامة فی کل زمان وقد سهل الله ذلک فی الصدر الاول شیخ عبد الحق دهلوی در شرح مشکوة گفته قیل کان النبی اراد ان یکتب تعیین واحد من الصحابة للخلافة لئلا یقع بعده نزاع منهم وکان یکا ابن عباس لفوات معتقده من هذا الخیر و خفاجی شارح شفاء قاضی عیاض گفته قال سفیان اراد ان یبین امر الخلافة بعده حتی لا یختلفوا فیها و کرمانی در شرح صحیح بخاری از خطابی نقل کرده که او گفته هذا یتناول علی وجهین احدهما انه اراد ان یکتب اسم الخلیفة بعده لئلا یختلف الناس و لا یتنازعوا فیؤدیهم ذلک الی الضلال انتهی بقدر الحاجة در فتح الباری در شرح قوله اکتب کتابا گفته هو تعیین الخلیفة بعده و سیاتی شی من ذلک فی کتاب الاحکام فی باب الاستخلاف منه اما آنچه گفته و صلاح عمر در آنخانه حاضر بود و بیخرد تو هم آنکه مباد اشنود و از بیرون تهدید نماید بر زبان نیاورد باوصف اندورفت جمیع اهلبیت در آنوقت بما نظر باید که این کتاب را نوشته بگذارید پس جوابش آنکه از کجا معلوم شد که آنحضرت برای نوشتن این کتاب اهلبیت جدا امر نفرمود حالانکه در کتاب جلاء العیون مذکور است که شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رح از حضرت امام موسی کاظم علیه السلام روایت کرده که آنحضرت فرمود که از پدرم جعفر صادق پرسیدم که آیا چنین بود که حضرت امیر المومنین کاتب وصیت نامه حضرت رسولخدا بود که حضرت را او املا میکرد و نوشت و جبرئیل و ملائکه مقربین گواهان بودند حضرت صادق ساعتی ساکت شد و بعد از آن فرمود که چنین بود که گفتی انتهی و عدم اطلاع مخاطب که بگیرد ان عمر است بر نوشته شدن وصیت نامه دلیل عدم ان بر واقع نمیتواند شد بنابر آنچه خود در فصل اول از باب یازدهم این کتاب در ضمن بیان نوع بیست و چهارم از انواع اوهام منسوبه بطرف شیعه گفته کما سیجی انشاء الله تعالی و بر تقدیر تنزل میگوئیم بیخرد تو هم تهدید عمر از بیرون از ممنوعست زیرا که اگر پیغمبر خدا اباد دیگر قصد کتابت وصیت بحضور همان جماعت صحابه یا بعین میفرمود همان آتش در کاسه در میشد و اگر یکی از اهلبیت خود موافق قول مخاطب ارشاد میفرمود که این کتاب را نوشته بگذارد از آن چه فایده متصور میشد زیرا که

ثالث ص
وصل فان قلت فقد تقررت عصمته فی اقواله فما معنی الحدیث فی وصیته من الباب الثالث من القسم الثالث

ص
باب کتابة العلم من کتاب العلم من المجلد الاول من نسخة الهند حسینیان درم مجلدہ

ص
در ذکر حضرت رسولخدا

در این هنگام عمر و اتباع او که از گروه مانعین بودند می گفتند که ما قطعاً معلوم داریم که آنجناب را بدست مبارک خود نوشتن است زیرا که
آنجناب گاهی چیزی بدست مبارک خود نمی نوشت و مشق این صنعت نداشت و بسبب غلبه وجع از املا هم عاجز بود پس یکی از اهل بیت
هر آنچه خواسته باشد بدست مبارک خود نوشته باشد و این چنین کتاب نزد ما محل اعتماد و قابل حجت نیست چنانچه حق تعالی
شانه از حال و مآل کفار خبر داده فرموده و لو نزلنا علیک کتاباً فی قرطاس فلمسوه بایدیهم لقال الذین کفروا ان
هذا الا سحر مبین و اما آنچه گفته اگر پیغمبر بنوشتن این کتاب بتحریم و لقطع از جناب باری تعالی مامور می بود با وصف
با قضای فرصت که بقیه روز پنجشنبه و تمام روز جمعه و شنبه و یکشنبه بتحریر بیت گذشت متعرض کتابت آن نشد لازم می آید
تساهل در تبلیغ که منافی عصمت آنجناب است پس ممکن است که در جواب شبهه گفته شود که پیغمبر خدا از جانب خدا تعالی بگفتن
ائتونی بدواة و قرطاس باشد آن مامور بود و غرض از آن اظهار مخالفت عمر و اتباع او و حدوث تنازع صحابه بود و بعد از آن
منسوخ شد و هر گاه که غرض ظهور مخالفت عمر و اتباع او باشد حاجت بنوشتن آن کتاب بعد از ظهور غایت آن نباشد
و در تفسیر کبیر در ذیل قوله تعالی یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک مذکور است المسئلة الثالثة اختلف الناس
فی ان ابراهیم هل کان مأموراً بالذبح ام لا و هذا الاختلاف متفرع علی مسئلة من مسائل الفقه و هی انه
هل یجوز نسخ الحکم قبل حضور مدة الامتثال فقال اکثر اصحابنا انه یجوز الخ اما آنچه گفته
و اگر باجتهاد خود میخواستند که چیزی بنویسند پس جوابش آنکه قطع نظر از آنکه مذهب امامیه اینست که پیغمبر خدا
هیچ کاری باجتهاد نمیکرد جمعی از اهل سنت هم بر پیغمبر خدا اجتهاد جایز نباشد آنچه بر جواز آن تفریع نموده باطل شد
اما آنچه گفته آنچه منظور داشت در نوشتن کتابت یا امر جدید بود زاید بر تبلیغ سابق یا ناسخ و مخالف آن یا تاکید آن
الخ پس جوابش آنکه ما شق ثالث اختیار میکنیم و میگوییم که اولاً تاکید رسول خدا از اعتبار بر تاکید الهی محال گردانیدن
باطل محض است زیرا بدون آن تقریر خواهیست لقد و رسله و ثانیاً ظاهر است که هر قدر تاکید زیاده شود تاثیر آن زیاده
خواهد بود و ثالثاً اگرچه تاکید پیغمبر بالاثر از تاکید خدا نبود لاکن باعتقاد مخاطب تاکید عمر البته بالاثر از تاکید خدا
و رسول بود چنانچه در کتاب ورکبید باب دوازدهم از باب دوم بدان تصریح کرده و در صورت اگر عمر پیغمبر خدا را از
تاکید امر مطلوب مخالفت میکرد بلکه تاکید آنحضرت میشود البته آن تاکید پیغمبر که موید تاکید عمر میشد نزد مخاطب هم
کارگر میشود اما آنچه گفته از این روایت صریح مستفاد میشود که قبل از تکلم عمر حاضرین تنازع کردند پس کذب
محض و بهتان صرف است و هرگز در روایات صحیحین دلالت ندارد بر آنکه تنازع حاضرین قبل از تکلم عمر بوده و الفاظ
مختلفه این روایت که در شقت موضع صحیح بخاری مذکور است قبل از این نقل نموده شده و همچنین طرق مسلم هم مذکور شده
و در هیچیک از آنها فهمیده نمیشود که قبل از تکلم عمر حاضران تنازع کردند بلکه در هر روایتیکه نام عمر مذکور است از آن روایت مستفاد میشود
که تکلم عمر بکلمه هجر قبل از اختلاف و تنازع حاضرین بود بلکه سبب اختلاف و تنازع حاضرین همان تکلم عمر بود زیرا که بلفظ فاختلف اهل البیت

ص ۳
سیپاره ۲۳ سورة والصافات
رکوع ۷ قبل از نصف

بلکه نبود که هر گاه پیغمبر خدا از اجتهاد نباید

سادسه و سابعه نام عمر را ذکر کرده پس حدیث اولی و روایت اخری که نام عمر دران ذکر کرده روایات متوسطه را حمل باید کرد که
قاعده نقاد احادیث است که روایات مختلفه را باهم مطابق کرده یکی را بر دیگری حمل می نمایند چنانچه بر متتبع خبیر پوشیده
نیست و احتیاج تطویل ندارد مخاطب درینجا تلبیس عجیب بکار برده که اولا روایتی آورده که دران نام عمر مذکور نیست و بعد ازان
فقره فی البیت رجال الخ که در دیگر روایات در صدر حدیث قبل ذکر اختلاف حاضرین مذکور است آورده باین حیله خواسته
که تکلم عمر را منشأ اختلاف و تنازع حاضرین گرداند هرگاه حال مخاطب در ذکر احادیث خویش باین مشابه باشد که از فضیحت نترسیده
برای تخدیع عوام تحریفات می نماید پس وقوع خیانت از او در ذکر مقالات و روایات خصم که جابجا ظاهر شده چه مستبعد است
اما آنچه گفته و نیز معلوم شد که از امور دین چیزی نوشتن منظور نداشت بلکه در سیاست مدنیه و مصالح ملکی و تدبیرات دنیوی
چنانچه زبانی بآن چیزها وصیت فرمود الخ پس ازین کلام او معلوم میشود که اخراج مشرکین و جایزه دادن وفود از امور دین
و موافق وحی نیست و غلط این ظاهر است زیرا که در محل خود ثابت شده که حضرت رسولخدا ص هر معامله که با کفار از مصالحه و
مجاهده و جز آن نموده همه از امور دین و موافق وحی الهی بود چنانچه از کلام پدر مخاطب که سابقا در طعن سیوم از مطاعن
ابی بکر منقول شده نیز واضح است و اگر هم عاقل منصف تجویز نخواهد کرد که پیغمبر خدا که محض برای اصلاح دین مبعوث
شده بود در وقت ارتحال و انتقال بحضرت ذو الجلال تبلیغ تدبیرات امور دنیوی اشتغال نماید و از امور دین
حرفی بر زبان نراند اما آنچه گفته و چیز سیوم که درین روایت فراموش شده تجهیز جیش اسامه است که در روایت
دیگر آنرا ذکر نموده پس دلیلی بران اقامت نکرده و ما میگوییم که محتمل است که امر سیوم که راوی درین روایت
آنرا ذکر نموده یا فراموش کرده وصیت بخلافت جناب حضرت امیر و بر مرتبه تابعیت اهلبیت رسولخدا ص بود که موجب
حدیث ثقلین مانع از ضلالت است مطابق مضمون اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده باشد چنانچه در احادیث
دیگر ثابت است اما آنچه گفته که اول دلیل برین مدعا است که چون از دیگر اصحاب از آوردن دوات و شانه
پرسیدند در جواب فرمودند که فالذی انا فیه خیر مما تدعونی الیه یعنی شما میخواهید که وصیت نامه بنویسم الخ
پس مخدوش است بانکه از کجا ثابت شد که ضمیر مجرور در جمله تدعوننی الیه راجع است بکتابت وصیت نامه بلکه
در مرجع ضمیر احتمالات دیگر نیز گفته اند ابن الجوزی میگوید راجع بسوال از مصلحت کتابت است یعنی آنچه من الآن
دران از تاهب برای لقاء خدا و تفکر دران و نحو آن افضل است از آنچه سوال میکنید شما از مصلحت کتابت و
عدم آن و محتملست که معنی آن باشد که آنچه من دران هستم بهتر است از آنچه شما مرا بآن نسبت میکنید از هجر و هذیان و
شنیدن من آنرا انجوا هستید که آنرا ترک کنم و ابن حجر که از اعاظم محققین اهلسنت است همین معنی را ظاهر گفته و از
حصر که در باب ظاهر بیت آن از کلامش مستفاد است پیداست که دیگر معانی غیر ظاهره است پس حاصل مخاطب
با وجود تطرق این احتمالات که بر صحت اولین و آخرین اش علمای اهل سنت تصریح کرده اند مطلبی را که خود فهمیده

موافق

موافق مطلوبش انگاشته منتقض بکمال میکنند و این احتمالات را بخبر صحیح میدانند و معنای آنرا که نزد مثل ابن حجر ظاهر است
ترک مینمایند و غیر ظاهر را اختیار مینمایند بلکه معنی ظاهر را محتمل هم نمیدانند ان هذا الشیء عجاب اما آنچه گفته و نیز ازین
روایت ظاهر شد که چون آنحضرت بار دیگر جواب بی تعلقی و وارستگی ازین عالم باصحاب ارشاد فرموده حاضران با بعضی
همه لب وا منکر جوابا شد عمر بن الخطاب بی تسلی اثنای این عبارت گفت پس دانستی که از هیچیک روایات صحیح بخاری
کشف این عبارت بعد از تنازع اصحاب و ارشاد فرمودن حضرت رسولخدا بار دیگر جواب بی تعلقی و وارستگی ثابت نمی شود و معلوم
نمیشود بلکه مقوله عمر که بتصریح امسش تا بلفظ بعض مذکور است قبل از ذکر تنازع و اختلاف حاضران مذکور است و از هیچیک روایت
ظاهر نمیشود که عمر این عبارت را بعد از ظهور اختلاف و گفت و شنید گفته باشد آری از اینجا معلوم شد که این کلام از عمر
بن الخطاب بعد از این گفت و گو و شنید در مقام تسلیه اصحاب واقع شده نه در مقام ممانعت از کتابت پس چنانچه دانستی
کذب بیت که عدی ندارد و بهتانی و در وصیت که بایانی نه در صحیح بخاری مسطور است قال النبی هلم اکتب لکم کتابا
لا تضلوا بعده فقال عمر ان النبی قد غلب علیه الوجع و عندکم القرآن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل
البیت فاختصموا فاختلفوا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم النبی کتابا لن تضلوا بعده و منهم من یقول
ما قال عمر و در صحیح مسلم مذکور است قال النبی هلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعده فقال عمر ان
رسول الله قد غلب علیه الوجع و عندکم القرآن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت و این
عبارت صحیحین بابلغ دلالات و اوضح ایضاحات دلالت دارد که این کلام عمر بن الخطاب قبل از این گفت
و شنید در مقام ممانعت واقع شده نه در مقام تسلیه اصحاب و نیز واضح میشود که باعث اختلاف حاضرین
همین قول عمر شد که بعضی گفتند که امر پیغمبر را امتثال باید نمود و بعضی گفتند که قول همانست که عمر گفته یعنی
ادوات کتابت نیاریم و رسولخدا وصیت نامه نوشتن ندهیم پس باین تصریحات و ایضاحات چنین دعوی
کاذبه از جزاف نمود ... و آنرا در کتب درج ساختن کار مخاطب است و بس اما آنچه گفته مقطع الکلام درینجا
آنست که حضرت امیرالمؤمنین نیز درین قصه حاضر بود باجماع اهل سیر از طرفین آنتهی پس ادعای اجماع اهل سیر
طرفین بر حضور جناب امیر درین قصه ادعای محض است دلیلی بر آن وارد نکرده و ادعای عدم نقل شیعه
و نفی انکار جناب امیر را بر عمر نیز محض دعوی است و شهادت علی النفی که نزد خودش مقبول نیست اما آنچه
گفته غیر از ابن عباس که در آن زمان صغیر السن بود انتهی پس بدانکه اگر قول ابن العباس الرزیة کل الرزیة
ما حال بیننا و بین ان یکتب لهم ذلک الکتاب بسبب صغر سن در زمان رسولخدا نزد اهل سنت محل اعتبار
نباشد بباید که تمامی مسایل معتقدات او محل اعتبار نباشد و حالانکه تمامی اشاعره اهلسنت در جواز رؤیت
باری تعالی اعتماد بر قول ابن عباس میکنند و روایت عایشه را که متضمن انکار جواز رؤیت باری تعالی است با وجود آن رد میکنند

و انکار این جواب از جناب امیر در سماع غیر این منقول نیست

اور تفصیل دلایل اثبات وجود صاحب الامر علیہ السلام و رفع استبعاد ہت قوم کتاب مجتبات الانوار مین اور مجملاً
استقصار الافحام مین مندرج ہے من شاء فلیرجع الیہما و الحمد للہ رب العالمین کتب معتبرہ مین منقول ہے
کہ بعد اسکی کہ وہ مجمع بارشاد حضرت مقدس نبوی رخصت ہوا تو جناب امیر علیہ السلام کی دوات و قلم و قرطاس
حاضر کیی اور جناب رسولخدا نی وصیت لکہوائی تا کہ امت گمراہ نہو نہی اور بمانقاضہ روایت کافی سی متضمن
عطای جناب رسول بعض اشیا بجناب امیر علیہ السلام تحریر ہوی ہے وہ روایت شیخ صدوق و شیخ مفید
و شیخ طوسی ہے اور اکثر محدثان خاصہ و عامہ کی سندہای معتبرہ جناب امام زین العابدین و حضرت امام محمد باقر
و حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام سی روایت کی ہے خاتمہ اوسکا یہہ ہے کہ فرمایا آنحضرت نی کہ یا علی
مجہی لٹا دو تب حضرت لیٹ گئی اور بلال سے کہا کہ دو تو میرے فرزند یعنی حسن و حسین کو حاضر کر جب دونو
صاحبزادے حاضر ہوئی تو اپنی سینہ مبارک سے لگا لیا اون دونون گل بوستان رسالت کو سونگہا اور بوسے لئے
جناب امیر سے منقول ہے کہ مجہی خوف ہوا کہ یہہ امر شدت ضعف مین موجب تکلیف ہو یعنی چاہا حسین کو اپنے
پاس بلاؤن حضرت نی ارشاد کیا کہ یا علی انسے متعرض نہو کہ مین انکی خوشبو سونگہوں اور پیار کرون وہ مجہکو
بہہ پہنچی اور مین ایک ساعت انکو چہوڑ جاتا ہون اور ان پر ظلم کرے خدا اوسکو ہلاک کرے یہہ امانت میری تیرے
سپرد ہے اور صالح المومنین یعنی علی ابن ابیطالب کے بروایت شیخ مفید رضی اللہ عنہ جناب امیر
و عباس و فضل ابن عباس نے حضرت سے پوچہا کہ بعد آپکی ان لوگون کا کیا حال ہوگا آنحضرت نی ارشاد
کیا کہ تم پر ظلم کرینگی آن ایام مین جناب امیر شب و روز خدمت باسعادت حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین حاضر رہتی تہی ابن بابویہ و شیخ طبرسی و ابن شہر آشوب وغیرہ علما رحمہم اللہ تعالی نے سندہای
متواترہ جناب امیر و صادقین علیہم السلام سے اور ام سلمہ و عایشہ وغیرہ سے روایت کیے ہے کہ ایکدن جناب
امیر واسطی کسی ضرورت کے کہین تشریف لیگئی تہی آنحضرت نی فرمایا کہ میرے حبیب اور میرے بہائی
کو حاضر کرو عایشہ و حفصہ نے شیخین کو بلوایا جب آنحضرت نے اونکو دیکہا تو ردای مبارک سے مونہہ
چہپا کے دوسرے طرف پہیر لیا پہر حضرت نے فرمایا کہ میرے خلیل و حبیب اور میرے بہائی
کو طلب کرو پہر اون دونون کو حاضر کیا پہر ویسا ہی ہوا اس اثنا مین جناب سیدہ نی جناب امیر
کو طلب کیا جب حاضر ہوئی تو جناب رسولخدا نے اپنی سینہ مبارک سے لگا کے اپنی ردای مبارک مین
چہپا یا عرصہ دراز تک اسرار الہی بیان فرماتے رہی بعضی صحابہ بیرون دروازہ حاضر تہی جب جناب امیر
وہان تشریف لائی تب لوگون نے سوال کیا کہ حضرت نے کیا کیا اسرار آپ سے بیان کئے جناب امیر نی ارشاد
کیا کہ مجہی ہزار باب علم کا تعلیم فرمایا ہی جسکی ہر باب سی ہزار باب مجہپر مفتوح ہوئی بروایت ثانی جناب

ع دیکہو اے اسد یہہ مجہی دیکہین کہ بعد میرے مصیبتہاے عظیمہ اون پر نازل ہونگی اور خدا لعنت کری اوس شخص پر کہ اونکو

امیر کو اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ یا علی تو وصی اور جانشین میرا ہی بیچ میری امت مین اور دوست تیری دوست
میری ہین اور دوست میرا دوست خدا ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن دشمن خدا ہے
یا علی تیرے امامت کا منکر ایسا ہے جیسا کہ منکر میرے رسالت کا انتہی شیخ الطایفہ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی
نی بسند معتبر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہین کہ مین حاضر خدمت با سعادت تہا
کہ جناب سیدہ با چشم اشکبار تشریف لائین آنحضرت نے جب جناب سیدہ کو باین اضطراب دیکہا تو فرمایا کہ جناب باری
عز اسمہ تمہاری آنکہونکو روشن کری اور کبہی نہ رلاوی سبب گریہ کا کیا ہی جناب سیدہ نی عرض کیا کہ کیونکر نروؤن
حالانکہ آپکا یہہ حال ہے جناب رسولخدا نی فرمایا کہ ای فاطمہ توکل کر خدا تعالی پر اور صبر کر جسطرح سی صبر کیا تیرے
آبای طاہرین نی جو انبیا تہی اور تیری مادران گرامی نی کہ ازواج انبیا [illegible] تہی ای فاطمہ کہ بشارت دون
تجہی بس حقتعالی نے جمیع مخلوق سے تیرے پدر بزرگوار کو برگزیدہ کیا اور برسالت مبعوث کیا اوپر کافہ خلقت کے
اور پہر علی کو اختیار کیا کہ مینی بامر الٰہی تیرا عقد اوسکی ساتہہ کیا اور اپنا وصی و جانشین قرار دیا ای فاطمہ حق علیکا
جمیع اہل اسلام پر سب سی عظیم اور اسلام اوسکا قدیم ہے اور علم اوسکا سب سی زیادہ ہی اور حلم اوسکا اکثر
ہی میزان اوسکی قدر و منزلت کی سب سی ثقیل ہی علی سابق الایمان ہے اور بعد اوسکی خدیجہ ایمان لائین اور علی
وہ شخص ہے جسنی اول نصرت کی اپنی نبی کی ای فاطمہ علی میرا بہائی ہے اور برگزیدہ ہی اور ابو الحسنین ہے
کہ وہ فرزند میری ہین جناب باری عز اسمہ نی چند خصلتین نیک علی کو عطا کی ہین کہ پہلی اوس سی کسیکو وہ عطا
نہین ہوئین اور بعد اوسکی بہی کسیکو عطا ہونگی پس صبر کر ای فاطمہ اور جان کہ باپ تیرا عنقریب خدای تبارک
و تعالی سی ملحق ہوگا جناب سیدہ نی عرض کیا ای پدر بزرگوار آپ نی اول مجہی خورسند کیا پہر غمگین آنحضرت
نی ارشاد کیا کہ ای نور نظر فرحت دنیا غم سی ملی ہوی ہے پہر حضرت نی فرمایا کہ جناب باری نی مخلوقات کے
دو حصہ کیی مجہی اور علی کو اعلی قسم مین رکہا کہ وہ اصحاب یمین سے ہین اور پہر اوسکی قبیلی قرار دی مجہے
اور علی کو بہترین خاندان مین قرار دیا چنانچہ فرمایا خدا تعالی نے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت و یطہرکم تطہیرا پہر خدای تعالی نی اہلبیت مین سی مجہی برگزیدہ کیا پس مین بہترین فرزندان
آدم ہون اور علی افضل ترین عرب ہی اور تو سیدہ نساء عالمیان ہے اور حسنین سیدان جوانان اہل جنۃ ہین
ای فاطمہ تیرے ذریت سی ہے مہدی کہ خدا تعالی اوسکی برکت سی زمین کو عدل و داد سی پر کریگا
بعد اوسکی کہ جور و ظلم سے پر ہوگی کتب معتبرہ مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سی منقول ہی کہ ہی مرض موت
ایکدن آنحضرت نی جناب سیدہ سی فرمایا کہ جب مین دار دنیا سی انتقال کرون تو مونہہ پر طمانچہ نہ مارنا
اور اپنی بالونکو پریشان نکرنا اور واویلا نہ کہنا اور مجہہ پر نوحہ نکرنا اور شیخ مفید نی روایت کی ہی کہ جب رحلت

جناب رسولخدا

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی قریب ہوئی جناب امیر المومنین علیہ السلام سی ارشاد کیا کہ یا علی سر میرا اپنی دامن مین رکھنا اور جب روح میری مفارقت کری تو مجکو قبلہ رو کر دینا اور متوجہ میری تجہیز کے ہونا اور وقت انتقال سے تا دفن مجھسی مفارقت نہ کرنا اور ان سب امور مین خدا تعالی سے استعانت کرنا جب جناب امیر نی سر مبارک دامن مین رکھہ لیا تو آنحضرت بیہوش ہوئی پس جناب سیدہ نی نظر جمال بی مثال پر کی تدبہ کیا اور یہہ شعر پڑہا شعر وابیض یستسقی الغمام بوجہہ * ثمال الیتامی عصمۃ للارامل * یعنی قربان جاؤن فاطمہ کی اس صورت پر نور پر سے کہ جسکی برکت سی تمام عالم مین مینہ برستا تہا اور بیواؤن مین اوس ذات بابرکات پر جو باپ تہا یتیمو نکا اور وارث تہا بیوؤنکا جب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ نی آواز گریہ و بکا جناب سیدہ کی سنی تو چشم مبارک کو کہولا اور فرمایا کہ اسے فاطمہ اسے نور چشم یہہ شعر ہمارے عم ابو طالب کا ہے یہہ نہ کہو بلکہ تم یہہ کہو کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الآیۃ اور چونکہ جناب سیدہ بہت روتی تہین اسواسطی آنحضرت نے انکو اپنی پاس بلایا اور کچہہ کان مین کہا پس جناب سیدہ اوسوقت خوش ہوگئین جب بعد انتقال جناب سید ابرار کے کسی نے جناب سیدہ سی پوچہا کہ وہ کیا راز تہا کہ جسکی سبب سی اندوہ تمہارا مبدل بخوشی ہوا اور اضطراب نی تسکین پائی جناب سیدہ نی فرمایا کہ میری پدر بزرگوار نی مجھسی ارشاد فرمایا ہی کہ اہلبیت مین سے پہلی مین اپنی پدر سی ملحق ہونگی اور مدت میری بعد کے کی دراز نہوگی اس سبب سی مین خوش ہوئی کیونکہ جان لیا مین نی کہ مدت مفارقت میری آنحضرت سی زیادہ نہوگی اور کتاب بحار الانوار مین منقول ہے کہ اونہی دنون مین جبرئیل امین نازل ہوئی اور کہا کہ حقتعالی نی بعد تحفہ سلام کی ارشاد فرمایا ہی کہ ہمین تمہاری لئی اپنی نعمتون سی مہیا کیا جو کچہہ کہ چاہا اور عنقریب ہم عطا فرماوینگی بعد اوسکی جبرئیل نی عرض کی کہ یا سید المرسلین حقتعالے نی یہہ کا فور جنت آپکی لئی بطریق ہدیہ بہیجا ہی اور ارشاد فرمایا کہ پہلی آپ اپنی لئی اسمین سی لیجئی اور باقی اپنی آل پر تقسیم کیجئی پس مشہور یہہ ہے کہ آنحضرت نی اوس کا فور کے چار حصہ کئے ایکحصہ اوسمین سی اپنی حنوط کی واسطہ لیا اور ایک ایک حصہ جناب امیر و جناب سیدہ و امام حسن علیہم السلام کو دیا راوی کہتا ہی کہ جب اوس کافور جنت سی امام حسن علیہ السلام بہی حصہ پاچکی اور کچہہ امام حسین علیہ السلام کو مرحمت نہوا بہ نظر حسرت و یاس امام مظلوم نی اپنی نانا کیطرف دیکہا اور رو دیا اور عرض کیا کہ ای نانا جان تعجب ہی کہ آپ نی اس کافور جنت سی سب کو مرحمت کیا لاکن مجہی کو اسمین سے نہ دیا آیا مین لایق اسکی نہ تہا جب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نی یہہ کلام جگر خراش اپنی فرزند مظلوم سے سنا تاب ضبط نلاسکی بی اختیار ہوکر حسین کو اپنی گلی سے لگالیا اور بار بار لب و دندان حسین کے بوسی لیتی تہی اور روتی تہی جب امام حسین نی بہت اصرار کیا جناب رسولخدا نی رو دیا اور فرمایا کہ ای فرزند

ولیکن تو وہ مظلوم ہے کہ بعد میری ایک روز زمین کربلا پر تنہا غریب الوطن بحالت تشنگی مین جسکو عقید
فرمائی پس گردن سے ذبح کیا جائیگا اور لاش اسکی تیری امت کی پامال اور بدن اسکا رنگین از خون ہی رہیگی کفن بہی
اسکی حاجت کافور کی نہین ملکہ غسل تیرا اسکو خوشبوی اسکی ہوگا تیرا خاک کربلا تیرا ہوگا جب رسولخدا نی یہہ خبر وحشت
اثر سنائی خانہ رسولخدا مین اور بہی کہرام اور قیامت برپا ہوئی خاصۃً حال جناب سیدہ کا ایسا متغیر ہوا کہ قریب تہا
کہ روح مقدس اونکی معصومہ کی بدن مبارک سے نکل جاتی کبہی اپنی پدر بزرگوار کی مفارقت پر نوحہ و فریاد کرتین
تہین اور کبہی اپنی فرزند حسین کی بیکسی پر گریان و نالان تہین اور رسولخدا بہی مستعد رونی کہ غش آگیا کشف الغمہ
مین جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہی کہ ایام مرض جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ مین حضرت جبرئیل
شب و روز آتی تہی اور کہتی تہی السلام علیک یا رسول اللہ خدا تعالی نی بعد تحفہ سلام کی ارشاد فرمایا ہی کہ کیسا ہے
مزاج آپکا اگرچہ خدا تعالی آپکی حال کو آپسی بہتر جانتا ہے مگر اس واسطی کہ آپکی قدر و منزلت و شرف و کرامت
زیادہ ہو جیسا کہ آپکو کافہ مخلوقات پر شرف دیا ہی مجہی واسطی عیادت کی بہیجا ہے اور نیز کہ یہہ عیادت سنت
ہو امت مرحومہ مین آنحضرت جواب مین کیفیت مزاج کی فرماتی تہی اور جبرئیل کہتی تہی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
مثل آپکی خدا تعالی کے نزدیک کسی کی قدر و منزلت نہین اور یہہ مرض صرف واسطی اسکی ہے کہ خدا ای مبارک و
صدا ای دعا و عبادت مرض و تندرستی مین سنی اور درجات تمہاری آخرت مین عالی کری آنحضرت ارشاد
کرتی تہی کہ مین حمد کرتا ہون خدا تعالے کی حضرت جبرئیل فرماتی تہی کہ ایزد سبحان حمد کرنی والونکو
دوست رکہتا ہے اور نعمتون کو او نیز زیادہ کرتا ہے جناب امیر علیہ السلام سی منقول ہے کہ جب آخر مرتبہ
حضرت روح الامین تشریف لائی تو فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کیا حال ہے آپکا حضرت نی ارشاد کیا کہ
آثار مرگ کو دیکہتا ہون اور قریب ہے کہ انتقال کرون حضرت جبرئیل نی کہا کہ بشارت ہو آپکو کہ جناب باری
عزاسمہ نی بسبب مرض اور درجات آپکی بلند کیئی باوجودیکہ کوئی آپکی درجہ کو نہین پہونچتا ہے تب آنحضرت نے
ارشاد کیا کہ ای جبرئیل ملک الموت نی رخصت طلب کی ہے کہ ای حضرت جبرئیل نے کہا کہ پہلی اس سے
کبہی ملک الموت نے کسی سے رخصت نہین طلب کی اوسوقت آنحضرت نی اہلبیت کو واسطی وداع کی طلب کیا
پس پہلی جناب سیدہ کو اپنی سینہ پر نور سی لگا کی کچہہ راز کہی پہر حسنین علیہم السلام کو طلب کیا اور بوسہ پیشانی لئے
کی لیتی درانحالیکہ اشک چشم مبارک سی جاری تہی عروۃ الاسلام نی بسند معتبر جناب صادق
علیہ السلام سی روایت کی ہے کہ ایک شخص قریشی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہو
اور عرض کیا کہ کیفیت وفات جناب سید انس و جان رسول ایزد منان بیان فرمائی حضرت نی فرمایا کہ سنا
مینی اپنی پدر مظلوم سید الشہدا علیہ السلام سی کہ تین روز قبل از انتقال جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل امین

نازل ہوے

نازل ہوئی اور عرض کیا کہ خدا تعالی نے مجھی بہجا ہی طرف آپکی واسطی عیادت کی اور سوال کیا ہی آپکی حال کا جسکو
وہ خود بہتر جانتا ہی حضرت نے ارشاد کیا کہ ای جبرئیل مین علیل ہون تیسرے دن پہر حضرت جبرئیل مع ملک الموت
کی آئی اور ساتھہ اونکی ایک اور فرشتہ تہا کہ موکل ہے اوپر ہوا کی پس جبرئیل قبل از ملک الموت داخل ہوئی اور وہی
پیغام سابق عرض کیا اور وہی جواب سنا بعد اوسکی ملک الموت نے اجازت حاضر ہونی کی چاہی پس جبرئیل نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ ملک الموت اجازت چاہتی ہین کہ حاضر ہون پہلی اس سے کبہی انہون نے اجازت نہین
چاہی اور بعد آپکی پہر کسی سے اجازت کی طلبگار نہون گے پس حضرت نے فرمایا بہتر ہے آئین جب اجازت
پائی تو ملک الموت حاضر ہوئی اور ادب سی سامنی استادہ ہوکی عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدای تبارک وتعالی
نے مجھی آپکی خدمت مین بہجا ہی اور مجھی ارشاد فرمایا کہ اطاعت کرون آپکی امر کے اگر حکم ہو تو روح مقدس
کو قبض کرون والا قبض روح مراجعت کرون اوسوقت جبرئیل امین نے عرض کیا کہ خدای تبارک وتعالی
آپکی لقا کا اشتیاق ہی تب حضرت نے ملک الموت سی ارشاد کیا کہ تم اپنی شغل مین مصروف ہو تب جبرئیل نے
عرض کی کہ یا حضرت یہہ آخری آنا میرا تہا زمین پر وحی لیکی اور دنیا مین صرف یہی حاجت تہی اب مجکو
دنیا سی کچہ کام نہین جب روح مقدس حضرت کی جسم مطہر سے جدا ہوئی تو ایک فرشتہ واسطی تعزیت کے
آیا کہ آواز اوسکی سنتی تہی اور اوسکو ندیکہتی تہی پس کہا اوسنی السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سی حدیث طویل مین منقول ہے اور خاتمہ اوسکا یہہ ہے
کہ جناب رسولخدا جناب سیدہ کی گہر مین تہی اور گرد وپیش حضرت حسنین وجناب سیدہ مصروف نوحہ
وبکا تہی کہ ملک الموت نازل ہوا اور عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا علیک السلام
ای ملک الموت عرض بعد اجازت کی گہر مین آیا حضرت نے فرمایا کہ تہوڑا صبر کر کہ جبرئیل امین جناب باری
سی میرے پاس آئین پس یہہ سنکی ملک الموت باہر آئی اس اثنا مین جبرئیل آئی اور کہا کہ ای محمد
دربانی آسمان وا ہین اور حوریان بہشت نے اپنی تئین آراستہ کیا ہی ملک الموت نے کہا کہ حضرت تمہاری منتظر
ہین تا اینکہ دونو حضرت کی سامنی آئی اور حضرت کی قریب ہوئی حتی کہ جبرئیل جانب راست اور میکائیل جانب چپ
اور ملک الموت سامنی سے مشغول قبض روح ہوئی ابن عباس کہتی ہین کہ اوسدن جناب رسولخدا فرماتی
تہی کہ حاضر کرو میرے حبیب کو جب جناب امیر سامنی آئی تو حضرت بہت مسرور ہوئی اور مکرر ارشاد کیا
کہ یا علی قریب میرے آو اور پہر حضرت نے جانب بالین جگہہ دی اور متوجہ عالم قدس ہوئی اس اثنا مین
حسنین آئی اور آنحضرت کو اس حال سے دیکہا تو صدای واجداہ وا محمداہ بلند کی اور روتی روتی حضرت
کی سینہ سی جا لگی جناب امیر نے چاہا کہ حسنین کو ہٹائین اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ یا علی انہی متعرض

ہوگی یہہ دو تم جزوی ہی ہین جانتا ہون کہ مین اونکو درج کرون اور یہہ تجہی وداع کرین بعد میری یہہ دونو پہر
ستم و تیغ ظلم شہید ہونگی پہر تین مرتبہ مکرر فرمایا کہ جو شخص ظلم کری میری ان دونو فرزندون پر خدا اوس پر لعنت
کری پہر جناب امیر کا مونہہ لحاف مین لی لیا اور اسرار الہی و علوم نا متناہی دیر تک بیان کرتی رہے
تا اینکہ روح اقدس نے مفارقت کی پس امیر المؤمنین نے فرمایا خدا تمکو جزا دی مصیبت پیغمبر خدا مین تحقیق خداوند عالم
نی روح برگزیدہ بنی آدم کو طرف اپنی طلب کیا پس صدای شیون و خروش اہلبیت سے بلند ہوئی ایک گروہ اصحاب
نی کہ غصب خلافت کیواسطی سقیفہ کو نہ گئی تہی تعزیت و مصیبت مین موافقت اہلبیت کے کی عروۃ الاسلام
نی بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ پہلی امتحان جو بعد آنحضرت کی مجہپر وارد ہوا یہہ تہا کہ بمخصوص
واسطی میرے بغیر جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے مونس و یار نہ تہا کہ اوسپر اعتماد کرون یا اوس
سی امید دوستی کے رکہون اور مجکو چہوٹا سا لے سے جناب رسول خدا نی تربیت کیا تہا اور جب مین سن تمیز کو
پہونچا تب بہی مجکو جدا نہ کیا تا اینکہ مجہی یتیمی مین کوئی تکلیف ہوئی بلکہ حضرت ہی متکفل میری عیال کے
رہی اور مجہی مشقت طلب روزی سے بی نیاز کیا اور کبہی محتاج ہوا مین برکت حضرت کی اور مانند اسکی
بہت سی احسان کئی امور دنیا مین اور یہہ احسان باوجود زیادتی کے نہایت قلیل تہے مقابل مین اون امور کے
کہ مخصوص کیا تہا مجکو ساتہہ اوسکی درجات عالی و کمالات نفسانی و علوم ربانی و رہنمای سلوک مراتب قرب و حال
ملک متعال سے اور متحلی کرنے مین ساتہہ آداب حسنہ کی آداب و افعال مین پس نازل ہوا مجہپر بسبب انتقال
حضرت کے ایسا حزن و اندوہ کہ اگر پہاڑ پر بہی یہہ مصیبت پڑتی تو تاب تحمل نہ لا سکتی پس مینی لوگون
کو اس مصیبت مین حالات مختلفہ مین پایا بعض لوگون کا یہہ حال تہا کہ گریہ کو ضبط کرسکتی تہی اور تحمل
مصیبت کے نہ تہی اور شدت جزع نے اونکو بی صبر کردیا تہا اور عقل اونکی پریشان تہی اور یہہ مصیبت
حایل تہی درمیان فہم و افہام و سمع و کلام کے اور یہہ تہا حال قریبان آنحضرت کا اہلبیت سے اور فرزند
عبد المطلب سے اور بعض تعزیت کرتی تہی اور امر بصبر کرتے تہی اور بعض مساعد تہی بکا مین پس باوصف
اس مصیبت عظیم کے جو مجہپر وارد ہوئی تہی دامن صبر کو مینی ہاتہہ سے نہ دیا اور مصروف ہوا طرف
اوس کے جو حضرت نی ارشاد فرمائی مینی مثل تجہیز و تکفین و غسل و دفن کے اور جمع کرنے کتاب خدا و دیگر
وصایا کے جو ارشاد ہوئین تہین **شیخ طبرسی** نی لکہا ہے کہ جب حضرت نی دنیا سی انتقال
کیا تو سامنی حضرت کے پردہ لٹکا ہوا تہا اور حضرت امیر غایت غم و اندوہ سے سر زانوی تفکر میں تہی اور ہوا
پردہ جناب امیر کے مونہہ سے لگتا تہا اور در اقدس پر کچہ صحابہ بیٹہی تہے اور آوازین نوحہ و بکا کے بلند
تہین کہ ناگاہ اندرون خانہ سے صدا بلند ہوئی مگر شخص قایل معلوم نہین ہوتا تہا کہ کہا اوسنی کہ تمہارے

پیغمبر کی طاہر و مطہر دنیا سے انتقال کیا ہے تو بھی بغیر غسل کے دفن کرو جناب پیغمبر نے فرمایا کہ دور ہوای شخص جو اگر جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے امر غسل کیا ہے پس ایک آواز نے منادی ندا کی کہ جلدی کرو غسل میں اور دور نکرو
غسل لباس میں ان سے جدا نکرنا شیخ مفید و جناب سید مرتضی رضی اللہ عنہما نے ابن عباس سے بسند معتبر
روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے دار بقا کے طرف رحلت کی تو جناب امیر مشغول
غسل ہوئے عباس و فضل ابن عباس حاضر تھے اور غسل میں معین تھے جب غسل سے فارغ ہوئے تو کفن کے اوپر حضرت کے
مونھہ کھولا اور پردہ اٹھایا اور کہا کہ ماں باپ میرے فدا ہوں آپ پر کہ طیب و طاہر تھے زندگی میں اور بعد موت کے
اور منقطع ہوئی ساتھہ وفات آپکی وہ چیز کہ نہ موقوف ہوئی تھی کسی نبی کے انتقال سے یعنی وحی الہی اور آپکے
انتقال کے مصیبت ایسی عظیم ہے کہ تسلی دیتی ہے اور مصایب کو اور واقع وفات ایسا عام ہے کہ کافہ خلایق جناب
مصیبت میں اگر آپ امر بصبر و نہی جزع سے نکرتے تو ہم سب آنکھوں کا پانی نکال دیتے اور درد مصیبت کی دوا
نکرتے بلکہ ہمیشہ مصیبت میں رہتے اور حزن آپکی مفارقت کا کبھی دور ہوتا میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر
مجھے یاد کیجیئےگا نزدیک خدا تعالی کے اور مجھے فراموش نفرمایئےگا یہ کہکر پیشانی مبارک کے بوسے لیے آہ سرد
کھینچی اور شدت رقت سے زمین پر گر گئے اور پھر روی مبارک کو کفن میں چھپا دیا منقول ہے کہ بعد فراغت جناب امیر کے
تجہیز و تکفین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں کے ثقۃ الاسلام کلینی نے بسندہای معتبرہ روایت کی ہے کہ
جناب رسولخدا کو تین کپڑوں میں کفن دیا ایک برد حبرہ کہ سرخ تھی دو جامہ سفید صحاری سے اور نیز ثقۃ الاسلام نے
روایت کی کہ پہلے جناب امیر نے نماز جنازہ ادا کی اور پھر لوگوں کو اجازت دی کہ دس دس نفر حجرہ شریف میں
داخل ہوکر نماز جنازہ پڑھیں اور رخصت ہوں جو لوگ وہاں حاضر تھے انہیں سے دس دس نفر اسیطرح
نماز پڑھتے تھے شیخ طبرسی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ و اطراف مدینہ
روز دوشنبہ سے تا صبح سہ شنبہ آتے اور صلوات پڑھ پڑھکر چلے گئے جناب امیر نے اول نماز جنازہ کے
ادا کی بعد اوسکی قبر شریف میں تشریف لیگئے اور فضل ابن عباس بھی قبر میں اترے دروازہ حجرہ کا بند کر
دیا تھا اوس ابن خولی انصاری سوراخ در سے دیکھتا تھا اوسنے کہا کہ قسم ہے تمکو میرا حق قطع نکرو
بعد اس سعادت عظمی سے مجھے بھی بے بہرہ نرکھو پس جناب امیر نے اوسکو بھی طلب کیا اوسنے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ جنازہ حضرت کا کس جانب قبر کے رکھا تھا حضرت نے فرمایا کہ پایین قبر جنازہ رکھا تھا احتجاج طبرسی
و کتاب سلیم ابن قیس ہلالی میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب جناب امیر غسل جناب رسولخدا
سے فارغ ہوئے تو مجھے و ابوذر و مقداد و حذیفہ و جناب سیدہ کو حجرہ میں لیگئے پس حضرت امام ہوئے اور ہمیں
پس حضرت صف باندھی اور ہم سے پیچھے جناب سیدہ تھیں ہمنے نماز پڑھی بعد اوسکی دس دس نفر مہاجر و انصار

داخل حجرہ ہوکی صلوات پڑہتی تہی اور نماز وہی تہی جو اول مرتبہ پڑہی گئی کتاب نہج البلاغہ مین مذکور ہے
کہ جناب امیر نے بعد انتقال جناب سیدہ خطاب کیا طرف جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی اور عرض کیا
کہ تحقیق مصیبت آپکی مفارقت کی ایسی بزرگ ہی جو مجہی صبر دیتی ہی ہر مصیبت سے کیونکہ مینی اپنی ہاتہہ سے
آپکو لحد مین رکہا اور روح مقدس مفارقت کی آپکی جسم مطہر سی درحالیکہ سر مبارک آپکا میری دامن مین تہا
اور ایک دوسرے خطبہ مین فرمایا ہی کہ جب قبض ہوئی روح جناب رسول الثقلین تو سر مبارک میری دامن مین تہا
اور خود متوجہ ہوا مین غسل مین اور ملایکہ معین تہی اور ملایکہ بکثرت آتی اور جاتی تہی اور جو صلوۃ حضرت پر بہیجتے
تہی مین اونکو سنتا تہا تا آنکہ جسد مطہر اوس آفتاب رسالت کا اپنی ہاتہون ضریح مقدس مین چہپا دیا پس کون ہے
کہ مجہسی زیادہ مستحق حضرت کا ہو زندگی مین یا بعد وفات کی منقول ہے کہ قبر آنحضرت پر سرخ سنگریزے
ڈالدیئی اور ثقۃ الاسلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر کو وصیت کی تہی
کہ بعد انتقال مجہی اسی مقام مین دفن کر دینا اور قبر کو زمین سی بقدر چار انگشت کی بلند کرنا اور پانی میرے
قبر پر چہڑکنا شیخ طبرسی نے ام سلمہ سی روایت کی ہے کہ جب حضرت نے انتقال کیا تو مینی اپنا ہاتہہ سینہ
مبارک پر رکہدیا تہا پس کئی ہفتہ تک بوی مشک اوس ہاتہہ سے آتی تہی القصہ احادیث معتبرہ سے
ثابت ہی کہ جناب رسولخدا شہید ہوی چنانچہ بسند معتبر جناب صادق علیہ السلام سی منقول ہے کہ
تفصیل اوسکی سابق مین گذری انا للہ وانا الیہ راجعون وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ
اجمعین شیخ مفید و شیخ طوسی بلکہ جمیع محدثان خاصہ و عامہ نے نقل کیا ہے کہ جب جناب رسولخدا
نے دار دنیا سی رحلت فرمائی تو منافقین مہاجر و انصار مانند شیخین و عبدالرحمان ابن عوف وغیرہ نے
اہلبیت کو اوسی حال مین چہوڑا اور متوجہ تجہیز و تکفین نہوی اور اہلبیت مین کسی کو پرسا نہ دیا اور سیدہے
سقیفہ بنی ساعدہ کی راہ لے اور قصد غصب خلافت کا کیا اور اسی واسطہ اکثر کو حضوری جنازہ جناب
رسولخدا نصیب نہین ہوئی اور جناب امیر نے بریدہ کو اونکی پاس بہیجا کہ نماز جنازہ پر حاضر ہون
مگر اونہون نے سقیفہ سے مراجعت نکی اس عرصہ مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ مدفون ہوئے
غرض اونہون اس سقیفہ مین ابوبکر کو خلیفہ قرار دیا ابوبکر لوگون سے بیعت لے چکا تو ایک انصار
خدمت جناب امیر مین آیا اوس وقت جناب بیل سی قبر شریف حضرت رسولخدا کو درست کرتے تہی پس اوسنے
عرض کیا کہ بعض منافقین نے ابوبکر سی بیعت کی کہ مبادا تم بعد دفن جناب رسولخدا کی قصد خلافت کا
کرو پس جناب امیر نے بیل کو ہاتہہ سے رکہدیا اور اس آیہ شریفہ کی تلاوت کی بسم اللہ الرحمن الرحیم
الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وہم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلہم فلیعلمن اللہ

الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما
یحکمون **مترجم** کہتا ہی کہ مقدمہ سقیفہ نہایت طول و طویل ہے اور تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالی
کسی اور جلد مین لکھی جائیگی لیکن یہان صرف ایک دو روایتین مشعر عدم علم خلیفہ اول بوقت وفات و حال
کفن و دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ لکھی جاتی ہین تاکہ ناظر ماہر کو یقین ہو جاوے کہ یہہ حضرات ایسے والہ و
شیدائے خلافت تھی کہ خدمت آخر سے بھی محروم رہے اور نماز جنازہ بھی اونکو میسر نہ آئی بلکہ ایسے بھی العجب
تھے کہ ماتم سید الثقلین و رسول خافقین مین کچھہ اہتمام نکیا اور اوس مصیبت مین ایکدم بھی مشغول نہوئے
بلکہ بطمع زخارف دنیای دنیہ سقیفہ کو گئے چنانچہ کنز العمال مین مذکور ہے عن سعید بن یربوع جاء علی ابن
ابیطالب یوما متقنعا متحازنا فقال له ابوبکر اراک متحازنا فقال له علی انه عنانی ما لم یعنک فقال
اسمعوا الی ما یقول انشدکم اللہ اترون احدا احزن علی رسول اللہ منی انتہی خلاصہ یہہ ہے کہ سعید بن
یربوع سے منقول ہے کہ جناب امیر تشریف لائے درحالیکہ غمگین و پراندوہ تھے ابوبکر نے اون حضرت سے کہا کہ مین
آپکو اندوہناک دیکھتا ہون پس جناب امیر نے فرمایا کہ مجھے اندوہناک کیا اوس چیز نے کہ تجھے حزن نہوا یعنی
سوا تمہی وفات جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ پس ابوبکر نے کہا لوگو سنو کہ سنتے ہو قول علی کو قسم ہے
تمکو کیا تمنے کسیکو غمناک مجھسے زیادہ اوپر رسولخدا کی دیکھا ہے انتہی محصلہ یہانسے بشہادت امیر المومنین
و افضل الصدیقین کہ باجماع شیعہ معصوم و باعتراف مخالفین محفوظ عن الکذب و الافترا ہین ثابت ہوا کہ وفات
جناب رسولخدا سے ابوبکر کو ہرگز رنج و ملال نہین ہوا اور مقابل شہادت جناب امیر کے قول ابوبکر کا کچھہ اعتبار
نہین اور نیز کنز العمال مین بیچ حرف ہمزہ کے کتاب الامارہ خلافت ابوبکر مین مذکور ہے عن عروۃ ان ابابکر
وعمر لم یشہدا دفن النبی و کانا فی الانصار فدفن النبی قبل ان یرجعا ش انتہی
خلاصہ یہہ کہ ابوبکر و عمر حاضر نہ تھے دفن جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ مین اور تھے انصار مین پس دفن کئے گئے جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ قبل اوسکے کہ وہ مراجعت کرین انتہی اور محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار تفسیر قول عمر
مین کہا ہے قوله فما حضرنا ای من دفن النبی ونحوه لان اهمال امر المبایعة کان مودیا الی الفساد
الکلی واما دفنه فقد تولاه العباس و علی وجماعة انتہی اور کرمانی شارح بخاری نے بیچ شرح حدیث
عمر کے کہ مشتمل ہے اوپر قصہ سقیفہ کے کہا ہے قوله فما حضرنا النبی ای من دفن رسول اللہ ونحوه
لان اهمال امر المبایعة کان مودیا الی الفساد الکلی واما دفنه فکان عباس و علی و طائفة مباشرین
له وما کان یلزم من اشتغالنا بالمبایعة محذور من ذلک انتہی پس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابوبکر
و عمر دفن جناب رسالتمآب مین شریک نہین ہوئے اور بیعت سقیفہ کو کہ عین اتباع ہوا و ہوس نفسانی تھی ترجیح دی

تجہیز و تکفین و تدفین جناب رسولخدا پر مقدم جانتی تھی اور کتاب الخیار صحیح بخاری مین مذکور ہے عن عائشۃ
قالت دخلت علی ابی بکر فقال فی کم کفنتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیۃ لیس فیہا
قمیص ولا عمامۃ وقال لہا فی ای یوم توفی رسول اللہ قالت یوم الاثنین الحدیث اس روایت سے
صاف ظاہر ہے کہ ابوبکر ہرگز شامل تجہیز و تکفین نہ تھا اور اوسکو معلوم نہ تھا کہ جناب رسولخدا کا کفن کتنے پارچون
کا کفن تھا اور ایسی غفلت و بے اعتنائی وفات آنحضرت کی طرف تھی کہ روز وفات کو بھی سہو کیا تھا و الا عائشہ
سے سوال نہ کیا جاتا اور ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین اس قول کے شرح مین کہا ہے
ویحتمل ان یکون السوال عن قدر الکفن علی حقیقتہ لانہ لم یحضر ذلک لاشتغالہ بامر البیعۃ
انتہی پس اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ ابوبکر تکفین و تدفین جناب رسالت مین ہرگز حاضر نہ تھا پس محل تامل
و غور ہے کہ اگر کوئی شخص ادنی مسلمین سے انتقال کرے شرکت اوسکی تجہیز مین مستحسنات سے ہے نہ کہ سرور کائنات
و افضل مخلوقات ہادی دنیا و دین محبوب رب العالمین طرف عالم بقا کی رحلت فرماوین اور شیخین دفن مین
شریک نہون بلکہ التفات بھی نکرین اور پھر اہلسنت کو ادعا ہے کہ یہہ حضرات کمال صداقت و اخلاص و اختصاص
آنحضرت سے رکھتے تھے سبحان اللہ کیا صداقت و اختصاص ہے علاوہ برآن خود ابوبکر نے اعتراف کیا ہے اپنی قساوت
قلبی کا چنانچہ تاریخ الخلفا مین مذکور ہے اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی صالح قال لما قدم اہل الیمن
زمان ابوبکر وسمعوا القرآن جعلوا یبکون فقال ابوبکر ہکذا کنا ثم قست القلوب انتہی
یعنی جب اہل یمن آئے زمان ابوبکر مین اور قرآن سنکے روتے تھے تو ابوبکر نے کہا کہ ہم بھی ایسے تھے یعنی قرآن
سنکے روتے تھے لاکن بعد اس حال کے قلوب مین قساوت پیدا ہوئی انتہی اور جو تاویل سیوطی نے کی ہے وہ
باطل ہے کیونکہ بکا عند استماع القرآن آیات و احادیث حبیب یزدان مین وارد ہوئی ہے اگر یہہ امر
معاذ اللہ مذموم ہوتا تو یہہ ممکن نہ تھا انتہی مختصرا عن التشئید احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ جو شخص
نماز جنازہ معصوم مین شریک ہو وہ مغفور ہے پس آنحضرت کی زندگی مین دو معصوم نے انتقال کیا اور دونون کے
نماز جنازہ سے محروم رہے والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی محمد و آلہ الطیبین الطاہرین

خاتمہ اور اوسمین کئی امر ہین امر اول بیچ بشارت انبیای سابقین کے واسطے حضرت
خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ و آلہ کے پس مخفی نرہے کہ علمای اعلام رحمہم اللہ و اسلام نے بہت سے
بشارتین نقل کئی ہین لاکن یہان ایک بشارت زبانی حضرت عیسی بن مریم علی نبینا و آلہ و علیہما السلام کے
کہ مابین اونکی اور آنحضرت کی کوئی پیغمبر نہین لکھی جاتی ہے چنانچہ اعجاز عیسوی مین مذکور ہے کہ سیل صاحب کی ترجمہ قرآن
شریف کی مقدمہ مین صفحہ ۶ پر مذکور ہے کہ اسپیان نمیس کہتا ہے کہ آنحضرت حسین اور زمین تھے اور آپکا چال

خاتمہ

وچلن پسندیدہ

چلن پسندیدہ تہا مساکین کے فیض رسانی اونکا شیوہ تہا ہر ایک کے ساتھہ خوش خلقی سے پیش آتے
اور دشمنوں پر شجاع تہی ان سب باتون کی علاوہ خدا کی نام کا بڑا ادب کرتی تہی جعل سازون زانیون
قاتلون تہمت لگانیوالون بوالفضولون لالچیون جہوٹے گواہون وغیرہ کی ساتھہ کمال سختی کیرے
کرتی تہی صبر اور فیاضی و رحم دلی اور نیکی اور احسان اور والدین اور بزرگون کے تعظیم و توقیر کرنے
اور انکی عزت بڑہانے کی نسبت بہت وعظ و نصیحت کرتی تہی اور بڑی عابدہ و مرتاض تہی الخ اور ترجمہ
مذکورہ کی صفحہ ۳۰۳ مین مذکور ہے کہ حضرت عیسی علی نبینا و آلہ و علیہ السلام نی اپنی مصلوب ہونے کے واقعہ
ذکر مین تقریبا یون فرمایا تہا کہ ای برنباہ یقین جان کہ کیسا ہی چہوٹا گناہ کیون نہو خدا اسکی سزا دیتا ہے
کیونکہ خدا تعالی گناہ سے ناراض ہے اور کسی گناہ کو بی سزا نہین چہوڑتا میری ما اور میری شاگرد ولیکن نے
جو دنیوی غرض سے میرے ساتھہ محبت کے خدا اس سے ناخوش ہوا اور بمقتضاے عدالت یہہ چاہا کہ او
اس نامناسب عقیدت کی سزا اسی دنیا مین اونکو دیوے کہ وہی دوزخکی عذاب سے بچین اور وہان
اونکو اذیت نہ ہووے اور مین اگرچہ دنیا مین بی قصور تہا پر اسلئی کہ بعضے آدمیون نے مجکو خدا اور
ابن اللہ کہا خداوند متعال کو یہہ بات خوش نتہی اور اوسکی مشیت اس امر کے مقتضی ہوئی کہ قیامت
کی دن شیاطین مجہہ پر نہ ہنسین اور مجکو ٹہٹہو نہین نہ اوڑاوین سو اوسنی اپنی مہربانی اور عنایت سے
ایسا بہتر جانا کہ دنیا ہی مین یہوداسکے موت کے سبب میرے تضحیک اور ہنسائی ہوجاوے اور ہر شخص
یہہ گمان کرے کہ مین صلیب پر کہینچا گیا پر یہہ سارے ہتک اور ہنسائی محمد رسول اللہ کے آنی ہی تک
رہینگے جب وہ دنیا مین آویگا تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور یہہ دہوکا لوگونکی دلسے
اوٹہا دیگا الخ امر ثالث لئیے فضایل زیارت آنحضرت کے پس مخفی نرہے کہ فضایل زیارت
لا تعد و لا تحصی ہین یہان صرف ترجمہ چند حدیثونکا لکہا جاتا ہے و التفصیل فی کتب المزار پس اول اجماع
ہی اہل اسلام کا کہ زیارت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ مستحب موکد ہے اور ہر ایک قرن و عہد و
مین مسلکین تمامی بلاد اہل اسلام کی ہمیشہ مشرف ہوتی رہتے اور علماء و مراجع بلاد و علماء دین لوگونکو
کو ترغیب دلاتی رہی پس اس اتفاق و اجماع سے معلوم ہوا کہ منکر اس امر کا منکر ضروریے
دین کا ہے اور وہ خارج ہے دائرہ اسلام سے علاوہ بران حیات و سطی انبیا کے اجماعیات اہل
اسلام سی ہی گو بعض پیروان منکرین سماع اموات انکار کرین پس جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
و آلہ بہی حی ہین اور بمقتضاے آیہ وافی ہدایہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک و
استغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما استغفار بذریعہ شفعہ

فضایل زیارت آنحضرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ جایز بلکہ مسموع ومقبول حقتعالے ہے پس معلوم ہوا کہ یہ فیض ہمیشہ جاری
ہی ہے جو لوگ مشرف بزیارت ہوتے ہین وہ بدلیل اس آیہ وافی ہدایہ کے انشاء اللہ تعالے مغفور ہیں
اگر کوئی زیارت آنحضرت کا انکار کرے جیسا کہ بعض ابنای زمان سے سنا ہے پس گویا وہ
شخص منکر قرآن ہے عصمنا اللہ تعالے وسایر المومنین عن التفوہ بمثل ہذا القول بحق محمد افضل النبیین
وآلہ خیر آل تا بیان فضایل زیارت خود آنحضرت وجمیع اصحاب عصمت سے بتواتر منقول ہے چنانچہ ثقۃ الاسلام
نے ابن ابی نجران سے روایت کی ہے کہ عرض کیا مینے حضرت جناب امام محمد باقر علیہ السلام مین
کہ کیا اجر ہے اوسکا جو زیارت کرے جناب رسول خدا کی قصدًا فرمایا حضرت نے کہ جنت اور ابن قولویہ
نے روایت کی ہے جناب صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص
میرے زیارت کی واسطے آوی تو مین شفاعت کرونگا اوسکی روز قیامت اور شیخ الطایفہ نے بسند جید
جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص واسطے
حج کے مکہ مین آوی اور مدینہ مین میرے زیارت نکرے بازپرس کرین گے ہم اوس سے روز قیامت
اور جو شخص آئے مدینہ مین بقصد میری زیارت کے واجب ہوتی ہے واسطے اوسکی میرے شفاعت
اور جس کے لئے واجب ہووی میرے شفاعت وہ جنتی ہے اور ثقۃ الاسلام نے بھی بہت سارے
روایت کی ہے کہ حج کیا مینے ایک سال اور بعد حج کے حاضر ہوی ہم حضرت صادق علیہ السلام مین
پس فرمایا حضرت نے مجھکو حج کرنے والی خانہ خدا کے اور زایر قبر رسول کے اور شیعہ آل محمدؐ کی
ہنیئًا لکم گوارا ہو واسطے تمہارے **ایضًا** روایت ہی صفوان بن سلیمان سے کہ فرمایا جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص زیارت کری بیچ زندگی کے اور بعد موت کے تو ہوگا وہ ہمسایہ میرا
روز قیامت **ایضًا** زید شحام سے روایت ہے کہ عرض کیا مینے جناب صادق علیہ السلام سے
کہ کیا ثواب ہے اوسکا جو زیارت کرے پیغمبر خداؐ کے فرمایا حضرت نے کہ گویا اوسنے زیارت کی
حقتعالے کی عرش پر اور واجب ہوتی ہے واسطے اوسکی جنت مقصود اوس خطاب کا یہ ہے کہ وہ
زایر رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ثواب اور مرتبہ ہے مثل اوس شخص کے کہ بلند کرے اوسکو خدا اپنی
طرف آسمانونکی اور قریب کرے اوسکو عرش سے اور دکھلاوے اوسکو ملکوت سماوات اور مقصود
اس مین تشبیہ نہین اور ابن قولویہ نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ زیارت قبر جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ ثواب مین مساوی ہے اوس حج کے کہ ساتھ جناب رسولخداؐ کے کیا ہو
اور شیخ مفید نے بسند خود روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ جو شخص زیارت کری زندگی

وہ ہمسایہ میرا ہوگا روز قیامت قریب الاسناد مذکور ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ جو زیارت کرے
میرے جیتا یا مرگیا تو میں شفیع ہوں اوسکا روز قیامت شیخ الطائفہ نے جناب موسے بن جعفر
علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ جو شخص زیارت کرے میری
قبر کی تو گویا اوسنے ہجرت کی میری جانب میری حیات میں اگر استطاعت نہ ہو میری زیارت کی
تو بھیجو میرے تحفہ و سلام وہ میرے پاس پہونچتا ہے اور شیخ مفید نے جناب صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ صلوات بھیجو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر قریب سے ضریح مقدس آنحضرت کی اگرچہ صلوۃ مومنین
کی ہر جگہ سے جناب رسولخدا کی پہونچتی ہے اور ثقۃ الاسلام جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ فرمایا حضرت آؤ
مدینہ اور سلام بھیجو اوپر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اگرچہ سلام ہر جگہ سے پہونچ سکتا ہے ثقۃ الاسلام
نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امام حسین علیہ السلام گود میں جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ کے تشریف رکھتے تھے پس عرض کیا اے نانا جان کیا ثواب ہے واسطے اوس شخص کے جو زیارت کرے
آپکی بعد انتقال فرمایا حضرت نے کہ اے فرزند جو آدمی میری زیارت کو بعد موت کی اوسکے لیے جنت ہے اور ایسا ہی جو زیارت
کرے تیرے والد بزرگوار کی پس اوسکے لیے بہشت ہے اور جو زیارت کرے تیرے بھائی کی بعد انتقال کی اور ایسا ہی
اور جو شخص زیارت کرے میرے بعد تیرے انتقال کے وہ بھی جنتی ہے انتہی ظاہر ہو کہ احادیث فضائل زیارت
جناب رسول الثقلین لاتعد و لاتحصی ہیں اور اصحاب عصمت علیہم السلام سے متواتر معنوی پہونچا ہے کہ زیارت جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ موجب دخول جنت و فوز شفاعت ہے چونکہ اس رسالہ میں گنجایش ایراد روایات کثیرہ
کی نہیں لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا واللہ المستعان و للتفصیل فی کتب المزار لعلمائنا الاخیار رحمہم اللہ الغفار

امر ثالث بیچ بیان فضائل صلوۃ اوپر اوس سید کائنات کی قال اللہ تبارک و تعالی ان اللہ
وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما معانی الاخبار میں
جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوال کیا گیا حضرت سے اس آیت سے فرمایا حضرت نے کہ صلوۃ جانب خدا تعالی
سے رحمت ہے اور جانب ملائکہ سے تزکیہ ہے اور مومنین کے طرف سے دعا ہے اور معنی سلموا تسلیما کی تسلیم اوس چیز کی
ہے جو بیان فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے پھر سوال کی گئی حضرت سے کس طرح صلوۃ بھیجیں اوپر محمد وآل محمد
کے فرمایا حضرت نے کہو تم صلوات اللہ وصلوات ملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وجمیع خلقہ علی محمد
وآل محمد والسلام علیہ وعلیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر سوال کیا گیا کہ حضرت کیا ثواب
کیا ثواب ہے اوس شخص کا جو صلوۃ بھیجے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر اس طریق سے فرمایا کہ محو ہوتی ہیں
گناہ اوسکے پاک و صاف ہوتا ہے جیسا کہ روز ولادت تھا برکت اس صلوۃ کی خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ بعد

اس آیہ کے صحابہ نے عرض کیا کہ کیونکر صلوٰۃ بھیجیں آپ پر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فرمایا حضرت نے کہ کہو
تم اللّٰہم صل علیٰ محمد وآل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید
وبارک علیٰ محمد وآل محمد کما بارکت علیٰ ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی ثعلبی نے
تفسیر میں اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں اور بخاری نے بیچ صحیح کے اور مسلم نے بھی اپنی صحیح میں اور یہہ کیفیت
کاملہ ہی اور اقل یا مجزی ہی اللّٰہم صل علیٰ محمد وآل محمد ویا صلی اللہ علیٰ محمد وآل محمد
اور مقصود کما صلیت سے محض تشبیہ صلوٰۃ میں ہی نہ مرتبہ میں یا یہہ ہی کہ حضرت خود آل ابراہیم میں ہیں تو صلوٰۃ سابقہ
ذریعہ ہو صلوٰۃ لاحقہ کیواسطے اور دلالت کرتی ہیں اخبارات صحیحہ اوپر اس امر کے کہ جب نام آنحضرت کا آوے
تو صلوٰۃ بھیجنی ہر قائل وسامع پر واجب ہوتی ہی اور یہی ہے جو نزدیک علما کی کتاب مجالس میں محمد ابن علی
ابن حسین نے بسند خود جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے ابن مسعود سے
کہ چند فرشتہ متعین ہیں کہ جو شخص میرے امت سے مجھپر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہی وہ مجھہ تک پہنچا دیتے ہیں محمد بن حسن ابن
بن حسن الطوسی نے امالی میں روایت کی ہے جناب امیر سے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ تمام
روی زمین پر جو شخص مجھپر صلوٰۃ وسلام بھیجے وہ مجھہ تک پہونچتا ہی اور جو قریب میری قبر کے آکے کہے میں سنتا ہوں
سلام اوسکا نیز دلیل عقلی جو مستنبط ہی احادیث سے اوپر وجوب صلوٰۃ کی یہہ ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسیلہ ہیں درمیان تمام موجودات کی اور خدا تعالیٰ کے پس ہر فیض اور بخشش ورحمت انہیں پر نازل ہوتی ہی اور نیز
بعد اوسکی تقسیم ہوتی ہے اوپر تمامی خلقت کی پس صلوٰۃ بھیجنی اور نیز استدعا رحمت کی ہی طرف
معدن رحمت کی اور طلب فیض کا اوسکی مقسم کیطرف سے تاکہ تقسیم ہو رحمت تمام خلقت پر پس جسوقت ہمنے کہا
کہ اللّٰہم صل علیٰ محمد وآل محمد تو چونکہ ہم قابلیت اسکی نہیں رکھتے نہ رحمت جناب باری بلا واسطہ
بسبب فقدان قابلیت کی ہم پر رحمت نازل نہیں کرتا اور جو رحمت آنحضرت پر نازل ہوتی ہے وہ جمیع مخلوق
کو پہونچتی ہے پس گویا ہم اپنے واسطے طلب رحمت کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ صلوٰۃ بھیجنا افضلترین اعمال حسنہ
کا ہی اور احادیث میں وارد ہی کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہی کہ جو شخص ایکمرتبہ مجھپر صلوٰۃ
بھیجی تو میں دس مرتبہ اوسکی لیے طلب آمرزش کرتا ہوں انتہی اقلا بروز جمعہ وشب جمعہ ہزار ہزار مرتبہ دنوں
اور راتوں میں اور ہر روز سو مرتبہ درود جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر بھیجنا چاہیے اور جو اچھے لوگ ہیں وہ اسسے کم
پر اقتصار نکرتے ہونگے غرض مداومت درود شریف کی کفارہ سیات وحط ذنوب کیواسطے حکم اکسیر کا رکھتی ہے
انشاء اللہ تعالیٰ ہر عمل کیواسطے صحت اعتقاد ضروری ہے لان الصلوٰۃ علیٰ غیر منہج الرشد لا یزید
سالکہ الا بعدا **فایدہ** حضرت اہلسنت وجماعت تقریرا وتحریرا صلوٰۃ میں ذکر آل علیہم السلام ترک کرتے

صہیلی حضرت پر صحیح

حالانکہ یہ مخالف اونکی صحیح بخاری کی ہے کیونکہ آنحضرت نے سوال صحابہ میں صاف ارشاد کیا کہ تم کہو کہ

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد وآل محمّد کما من وکم مثلہ وھذا لیست باول افاروہ کثرت واللہ الھادی

الی سواء السبیل اور اسرار آل محمد سے بروایت صاحب جامع الاخبار یہی صلوٰۃ ہی صلّ علیٰ محمّد وآل

محمّد فی الاوّلین وصلّ علیٰ محمّد وآل محمّد فی الاٰخرین وصلّ علیٰ محمّد وآل محمّد فی الملاء

الاعلیٰ وصلّ علیٰ محمّد وآل محمّد فی المرسلین اللّٰھمّ اعط محمّداً الوسیلۃ والشرف والفضیلۃ

والدرجۃ الکبیرۃ اللّٰھمّ انّی آمنت بمحمّد ولم اَرَہ فلا تحرمنی یوم القیٰمۃ رؤیتہ وارزقنی

صحبتہ وتوفّنی علیٰ ملّتہ واسقنی من حوضہ شرباً رویاً سائغاً ھنیئاً لا اظماء بعدہ

ابداً انّک علیٰ کلّ شیءٍ قدیر اللّٰھمّ انّی کما آمنت بمحمّد ولم اَرَہ فعرّفنی فی الجنان

وجھہ اللّٰھمّ بلّغ روح محمّد عنّی تحیۃ کثیرۃ اور جناب سید الساجدین وزین العابدین

قمر لیلۃ المتہجدین وشمس نہار المستغفرین حضرت سیدنا ومولینا علی ابن الحسین علیہما الصلوٰۃ والسلام

ذکر صلوٰۃ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ اہل الاصطفا میں اس دعا کو پڑھتے تھے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ دُوْنَ الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ

وسپاس مرخدای را کہ انعام کرد بر ما بوجود حضرت محمد پیغمبر او رحمت کناد خدای بر او وآل او نہ بر امتہای گذشتہ

وَالْقُرُوْنِ السَّالِفَةِ بِقُدْرَتِهِ الَّتِیْ لَا تَعْجِزُ عَنْ شَیْءٍ وَاِنْ عَظُمَ وَلَا یَفُوْتُهَا

وقرنہای پیش رفتہ بقدرت خود کہ عاجز نمیشود از چیزی وہر چند بزرگ باشد وفوت نمیشود از او

شَیْءٌ وَاِنْ لَطُفَ فَخَتَمَ بِنَا عَلٰی جَمِیْعِ مَنْ ذَرَاَ وَجَعَلَنَا شُهَدَاءَ عَلٰی مَنْ

چیزی واگرچہ خرد و باریک باشد پس ختم کرد ما بر جمیع آنچہ آفریدہ وگردانید ما را گواہان بر ہر کہ

جَحَدَ وَكَثَّرَنَا بِمَنِّهٖ عَلٰی مَنْ قَلَّ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَمِیْنِكَ عَلٰی وَحْیِكَ

انکار کرد وبسیار می داد ما را بنعمت خود بر آنکہ اندک بود خداوندا پس رحمت فرست بر محمد کہ امین تست بر وحی تو

وَنَجِیْبِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَصَفِیِّكَ مِنْ عِبَادِكَ اِمَامِ الرَّحْمَةِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَ

وبرگزیدہ تست از خلق تو وبرگزیدہ تست از بندگان تو پیشوای رحمت وکشندہ خیر و

مِفْتَاحِ الْبَرَكَةِ كَمَا نَصَبَ لِاَمْرِكَ نَفْسَهٗ وَعَرَّضَ فِیْكَ لِلْمَكْرُوْهِ

کلید برکت است چنانچہ نصب فرمود یا برپا داشت برای امر تو نفس خود را وفرا پیش داشت در راہ تو برای آزار

بَدَنَهٗ وَكَاشَفَ فِی الدُّعَاءِ اِلَیْكَ حَامَّتَهٗ وَحَارَبَ فِیْ رِضَاكَ اُسْرَتَهٗ وَقَطَعَ

بدن خود را وآشکارا کرد دشمنی در خواندن بسوی تو با خویشان خود وکارزار کرد در خوشنودی تو با قبیلہ خود و برید

فِي أَحِبَّاءِ دِينِكَ رَحِمَهُ وَأَقْصَى الْأَدْنَيْنَ عَلَى جُحُودِهِمْ وَقَرَّبَ الْأَقْصَيْنَ

در بنده دشتن دین تو از اقربای خود و دور گردانید نزدیکان خود را بنابر انکار ایشان مر او را و نزدیک ساخت دوران را

عَلَى اسْتِجَابَتِهِمْ لَكَ وَوَالَى فِيكَ الْأَبْعَدِينَ وَعَادَى فِيكَ الْأَقْرَبِينَ

بنابر قبول کردن ایشان حکم ترا و دوستی کرد در راه تو از دوران و دشمنی کرد در راه تو با نزدیکان

وَأَدْأَبَ نَفْسَهُ فِي تَبْلِيغِ رِسَالَتِكَ وَأَتْعَبَهَا بِالدُّعَاءِ إِلَى مِلَّتِكَ وَشَغَلَهَا

و تعب فرمود نفس خود را در رسانیدن پیغام تو و برنج انداخت او را بسبب خواندن بسوی دین تو و مشغول ساخت او را

بِالنُّصْحِ لِأَهْلِ دَعْوَتِكَ وَهَاجَرَ إِلَى بِلَادِ الْغُرْبَةِ وَمَحَلِّ النَّأْيِ عَنْ مَوْطِنِ

به پند دادن بر اهل دعوت ترا و دوری گزید بسوی شهرهای غربت و محل دوری از جایگاه

رَحْلِهِ وَمَوْضِعِ رِجْلِهِ وَمَسْقَطِ رَأْسِهِ وَمَأْنَسِ نَفْسِهِ إِرَادَةً مِنْهُ لِإِعْزَازِ

اہل خود و موضع قدم خود و محل فرود آمدن سر خود و آرامگاه نفس مبارک خود بسبب اراده او مر عزیز ساختن

دِينِكَ وَاسْتِنْصَاراً عَلَى أَهْلِ الْكُفْرِ بِكَ حَتَّى اسْتَتَبَّ لَهُ مَا حَاوَلَ فِي

دین ترا و یاری خواستن بر اہل کفر بتو تا اینکه راست شد برای او آنچه قصد کرده بود درباره

أَعْدَائِكَ وَاسْتَتَمَّ لَهُ مَا دَبَّرَ فِي أَوْلِيَائِكَ فَنَهَدَ إِلَيْهِمْ مُسْتَفْتِحاً بِعَوْنِكَ

دشمنان تو و تمام گردید برای او آنچه تدبیر کرده بود در حق دوستان تو پس برخاست بسوی کفار در حالتیکه جوینده بود فتح بمدد تو

وَمُتَقَوِّياً عَلَى ضَعْفِهِ بِنَصْرِكَ فَغَزَاهُمْ فِي عُقْرِ دِيَارِهِمْ وَهَجَمَ عَلَيْهِمْ

و قوی بود با وجود ضعف خود بنصرت تو پس جنگ کرد با ایشان در میان خانهای ایشان و هجوم آورد بر ایشان

فِي بُحْبُوحَةِ قَرَارِهِمْ حَتَّى ظَهَرَ أَمْرُكَ وَعَلَتْ كَلِمَتُكَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

در وسط قرارگاه ایشان تا اینکه ظاهر شد امر تو و بلند گردید کلمه اسلام تو اگرچه ناخوش داشتند مشرکان

اللَّهُمَّ فَارْفَعْهُ بِمَا كَدَحَ فِيكَ إِلَى الدَّرَجَةِ الْعُلْيَا مِنْ جَنَّتِكَ حَتَّى لَا يُسَاوَى

خداوندا پس بلند گردان مرتبه او را بسبب آن تعبی که کشید در راه تو بدرجه بالاترین از بهشت تو تا کسی مساوی نباشد با او

فِي مَنْزِلَةٍ وَلَا يُكَافَأَ فِي مَرْتَبَةٍ وَلَا يُوَازِيَهُ لَدَيْكَ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ

در منزلتی و همسری نکند با او در مرتبتی و برابر نباشد با او نزد تو فرشته مقرب و نه پیغمبر مرسلی

وَعَرِّفْهُ فِي أَهْلِهِ الطَّاهِرِينَ وَأُمَّتِهِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ حُسْنِ الشَّفَاعَةِ أَجَلَّ مَا وَعَدْتَهُ يَا

و بشناسان او را در پاکان اہل او و مومنان امت او از نیکوی شفاعت زیاده بر آنچه وعده کرده او را

نَافِذَ الْعِدَةِ يَا وَافِيَ الْقَوْلِ يَا مُبَدِّلَ السَّيِّئَاتِ بِأَضْعَافِهَا مِنَ الْحَسَنَاتِ

روا کننده وعده ای وفا کننده گفتار ای بدل کننده بدیها بچندان برابر آن از خوبیها

لِلْأَقْصَيْنَ

مَسْقَطِ

ضَعْفِهِ

عُقْرِ

يُكَافَأَ يُكَافَا

أَجَلَّ

نَافِذَ

إِنَّكَ

إِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○
یعنی کہ تو صاحب فضل و احسان بزرگ ہے ○

ایضاً صحیفہ علویہ سے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَآلِ اِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ صَلٰوةً تُبَلِّغُنَا بِهَا رِضْوَانَكَ وَجَنَّتَكَ وَتُنْجِينَا بِهَا مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ
اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ
بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاخْصُصْهُ بِاَقْسَمِ
الْفَضَائِلِ وَبَلِّغْهُ اَفْضَلَ السُّؤْدَدِ وَمَحَلَّ الْمُكْرَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اخْصُصْ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ بِالذِّكْرِ الْمَحْمُوْدِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ اَللّٰهُمَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهٗ وَ
عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَاسْقِنَا بِكَاْسِهٖ وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهٗ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ غَيْرَ
خَزَايَا وَلَا نَادِمِيْنَ وَلَا شَاكِّيْنَ وَلَا مُبَدِّلِيْنَ وَلَا نَاكِثِيْنَ وَلَا مُرْتَابِيْنَ وَلَا
جَاحِدِيْنَ وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ وَلَا ضَالِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ قَدْ رَضِيْنَا الثَّوَابَ وَاَمِنَّا الْعِقَابَ
نُزُلًا مِّنْ عِنْدِكَ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْوَهَّابُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَعَظِّمْ بَرَكَتَهٗ عَلٰى جَمِيْعِ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالدَّوَابِّ وَ
الشَّجَرِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ مِنْ كُلِّ كَرَامَةٍ
اَفْضَلَ تِلْكَ الْكَرَامَةِ وَمِنْ كُلِّ نِعْمَةٍ اَفْضَلَ تِلْكَ النِّعْمَةِ وَمِنْ كُلِّ بِرٍّ اَفْضَلَ
ذٰلِكَ الْبِرِّ وَمِنْ كُلِّ قِسْمٍ اَفْضَلَ ذٰلِكَ الْقِسْمِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ اَقْرَبَ
مِنْهُ مَجْلِسًا وَلَا اَحْظٰى عِنْدَكَ مَنْزِلَةً وَلَا اَقْرَبَ مِنْكَ وَسِيْلَةً وَلَا اَعْظَمَ لَدَيْكَ شَرَفًا
وَلَا اَعْظَمَ عَلَيْكَ قَدْرًا وَلَا شَفَاعَةً مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ فِيْ بَرْدِ الْعَيْشِ
وَالرَّوْحِ وَقَرَارِ النِّعْمَةِ وَمُنْتَهَى الْفَضِيْلَةِ وَسُؤْدَدِ الْكَرَامَةِ وَرَجَاءِ الطُّمَاْنِيْنَةِ

ومنى الشهوات ولهو اللذات وبهجة لا يشبهها بهجات الدنيا اللهم آت محمدا صلى الله عليه وآله الوسيلة وأعطه الرفعة والفضيلة واجعل في الأعلين درجته وفي المصطفين محبته وفي المقربين كرامته ونحن نشهد له انه قد بلغ رسالاتك ونصح لعبادك وتلى آياتك واقام حدودك وصدع بامرك وانفذ حكمك ووفى بعهدك وجاهد في سبيلك وعبدك مخلصا حتى اتاه اليقين وانه صلى الله عليه وآله امر بطاعتك وائتمر بها ونهى عن معصيتك وانتهى عنها ووالى وليك بالذي تحب ان توالیه وعادى عدوك بالذي تحب ان تعاديه فصلواتك على محمد صلى الله عليه وآله امام المتقين وخاتم النبيين وسيد المرسلين ورسولك يا رب العالمين اللهم صل على محمد وآل محمد في الليل اذا يغشى اللهم صل على محمد وآل محمد في النهار اذا تجلى وصل عليه في الآخرة والأولى واعطه الرضا وزده بعد الرضا اللهم اقرّ عين نبينا محمد صلى الله عليه وآله بمن يتبعه من امته وازواجه وذريته واصحابه واجعلنا واهل بيتنا وامته جميعا واهل بيوتنا ومن اوجبت حقه علينا الأحياء منهم والأموات ممن قرت به عينه اللهم واقرر عيوننا جميعا برؤيته ثم لا تفرق بيننا وبينه اللهم واوردنا حوضه واسقنا بكاسه واحشرنا في زمرته وتحت لوائه ولا تحرمنا مرافقته انك على كل شيء قدير والصلوة والسلام عليه وعلى آله الطيبين الأخيار ورحمة الله وبركاته۔

الامر الرابع مختصر حال ازواج واولاد وموالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا مولانا السید نعمت اللہ جزائری علیہ الرحمہ نے کتاب انوار نعمانیہ میں جسطرح وارد کیا ہے ماحصل اوسکا تحریر ہوتا ہی **اول** فضل امہات مومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کہ سابقات الاسلام والایمان سے ہین اول نکاح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے انسی کیا عبد اللہ وقاسم جنکو طیب وطاہر کہتے ہین انکی بطن مبارک سے متولد ہوئی اور بعضی روایات مین وارد ہے کہ اکثر اولاد قاسم تھی اور بعض کچھ غلطی ہوئی ہی جو حضرت کی چار فرزند بتلاتے ہین یعنی عبد اللہ وقاسم وطیب وطاہر حالانکہ طیب وطاہر لقب عبد اللہ وقاسم کا تھا اور چار صاحبزادیان زینب وام کلثوم ورقیہ وفاطمہ اما زینب پس نکاح کیا اونسی ابو العاص

دربیان ازواج و اولاد ... تحقیق

ابن ربیع کی کہ پسر خالہ زینب تہا اور پیدا ہوئی اوس سے ایک لڑکی کہ نام اوسکا امامہ ہی جس سے نکاح
کیا جناب امیر نے بعد انتقال جناب سیدہ بوصیت جناب معصومہ اور کئی بیٹی امامہ سے کہ معرکہ کربلا مین
شہید ہوئی اور باجازت جناب امیر بعد شہادت حضرت کی مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب سے
نکاح ہوا اور حضرت زینب کی سنہ ۸ ہجری مین مدینہ مین انتقال کیا اما رقیہ پس عتبہ ابن ابی لہب سے
نکاح ہوا اوس ملعون نے بعناد حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ رقیہ کو طلاق دیا پہر مدینہ مین عثمان ابن
عفان سے نکاح ہو گے عبد اللہ پیدا ہوا ایک مرغ نے اوسکی آنکہہ مین چونچ مارے کہ وہ لڑکا
بیمار ہوکر اسی مرض مین انتقال کر گیا اور رقیہ نے مدینہ مین ایام غزوہ بدر مین دار دنیا سے انتقال کیا
اور رقیہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت اولی جانب حبشہ ہی کے تہی بعد انکی انتقال کے ام کلثوم تہی
کہ ایک پسر ابولہب نے اول اوس سے بہی نکاح کیا تہا اور بسبب عناد جناب خیر العباد کے مفارقت واقع
ہوئی تہی عثمان نے نکاح کیا اور چونکہ حضرت ام کلثوم نے معاویہ بن مغیرہ کا نشان بتلا دیا جیسا کہ
سابقا مذکور ہوا اسواسطے عثمان کے دل مین انکی جانب سے کدورت تہی بالآخر بسبب انتقال ہوئی
کما فی کتب التاریخ بعد اسکی جناب سیدہ لعنت اللہ انعم اللہ علیہ نعماء الجنات وخصہ اللہ بالمرحمۃ و
والغفران نے فرمایا ہے وقد تقدمت اختلاف اصحابنا فی ان رقیہ وام کلثوم هل هما
ربیبتاه او ابنتاه والحال عندنا لا یتفاوت لان عثمان فی زمن النبی کان مظهرا
للاسلام غیر معلن بعداوة اهل البیت علیهم السلام وکان النبی یرید تالیف
قلوبهم وهو خول الاسلام الیها فکان یلاطفهم بانواع الطایف من الاموال
والمناکحات وغیرها انتهى فاطمہ علیہا السلام پسوین جماد الثانیہ پانچوین سال بعثت جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ و آلہ سے مکہ مشرفہ مین ولادت ان معصومہ کے ہے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی انتقال کیا
تو سن جناب سیدہ کا اٹھارہ برس اور سات مہینے کا تہا اور ذکر کیا ہے ابوسعید واعظ نے کہ سب اولاد جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے قبل از بعثت پیدا ہوئے الا جناب سیدہ و ابراہیم اور ابراہیم ماریہ قبطیہ کے
بطن سے مدینہ مین سنہ ۸ ہجری مین متولد ہوئی اور وہین انتقال کیا ایکسال و چہ مہینے اور چند روز زندہ رہے
اور قبر اونکی بقیع مین ہی **دویم** سودہ بنت زمعہ **سیوم** عایشہ بنت ابی بکر کہ مکہ مین حضرت نے انسے نکاح
کیا اور وہ سات برس کی تہی اور کوئی زوجہ حضرت کی سوای انکی باکرہ نہ تہی اور زفاف ہوا جب یہہ نو برس کی تہے
اور انتقال کیا اونہون نے عہد معاویہ ابن ابی سفیان مین اور فضایل ہوش ربا انکی ناظر صحیحین پر مخفی نہین +
چہارم ام شریک التی وہبت نفسها للنبی صلی اللہ علیہ و آلہ اور نام اسکا عزیہ بنت دودان بن عوف ہی **پنجم**

حفصه بنت عمر اور عهد عثمان میں حفصه نے انتقال کیا ششم ام حبیبه بنت ابی سفیان اور نام اونکا رمله تها
اور پہلی زوجه تهیں عبد الله بن جحش اسدی کے ہفتم ام سلمه اور وه بیٹی تهی عاتکه بنت عبد المطلب
که وه پهوپهی تهی آنحضرت کے عهد امامت جناب سید الساجدین میں بجوار رحمت الهی منتقل ہوئی آنحضرت نے اوس
سے نکاح کیا تها جناب سیده کی پاس رہتی تهیں ہشتم زینب بنت جحش اور وه بهی حضرت کی پهوپهی
بیٹی تهی یعنی بیٹی امیمه بنت عبد المطلب کی پہلی زید ابن حارثه سے اسکا عقد ہوا تها جب اوس سے مفارقت ہو
تو خدا تعالی نے خود انکا نکاح پڑها جیسا قرآن شریف میں فرمایا ہے اور یه جمیع ازواج میں خاص اسی کے واسطه
ہے نهم زینب بنت خزیمه الہلالیه اولاد عبد مناف سے تهیں پہلی زوجه عبیده بن الحارث کی تهیں اور انکو ام المساکین
کہتی تهیں دہم میمونه بنت الحارث یازدهم جویریه بنت الحارث عروه بنی المصطلق بیٹی جناب امیر
علیه السلام انکو اسیر کرکے لائے تهے حضرت رسول خدا صلی الله علیه وآله نے اونکو آزاد کرکے نکاح کیا دوازدهم
صفیه بنت حی اخطب اولاد ہارون علیه السلام سے تهیں حضرت نے انکو بهی آزاد کیا اور پهر نکاح کیا یه بیبیان تهین
که شرف ہم خوابی سے مشرف ہوئیں سوائے خدیجه و ماریه رضی الله عنهما کے اور کسی بی بی سے اولاد نهیں ہوئی
اور علاوه انکی اور بهی کئی بیبیوں سے حضرت نے نکاح کیا ہے لاکن بعد نکاح فوراً طلاق واقع ہوئی از انجمله
بنت عالیه ظبیان و از انجمله بنت قیس که بعد نکاح فوراً اونهوں نے انتقال کیا و از انجمله بنت ضحاک بعد
نزول آیه تخییر اسکو مخیر کیا تها اوسنے دنیا کو اختیار کیا تب مفارقت کی آنحضرت نے منقول ہے که بنت ضحاک بسبب
افلاس کے بعد بشدت ہوئی که تهیلیاں اونگلی بسر اوقات کرتی تهی اور کہتی تهی که میں نے دنیا اختیار کی تهی اوس سے
بهی محروم رہی اور از انجمله و سنا بنت الصلت اس نیک بخت نے بعد نکاح فوراً انتقال کیا از انجمله اسما بنت النعمان
جب بعد نکاح حضرت اوسکی قریب تشریف لیگئے تو بخواہش کسی کی اوسنے کہا اعوذ بالله منک
باستماع اسکی حضرت نے طلاق دیا از انجمله ملیکه لیثیه از انجمله عمره بنت یزید که اوسے برص بر معجزه جناب رسالت
مآب صلی الله علیه وآله ظاہر ہوا تها اور ایک اور بهی تهیں اس بیبیاں میں جب حضرت نے انتقال کیا تو نو
امہات مومنین زنده تهیں عائشه حفصه ام سلمه ام حبیبه زینب میمونه صفیه جویریه سوده
اور موالی حضرت کے زید ابن حارثه یه پہلی غلام حضرت خدیجه کا تها اوسنے جناب رسولخدا صلی الله علیه وآله کو
ہبه کیا آنحضرت نے جب اوسے آزاد کر کے ام ایمن سے اوسکا نکاح کیا تو اسامه بن زید پیدا ہوا ابو رافع نام
اوسکا اسلم ہے عباس نے حضرت کی نذر کیا تها جب اسلام عباس سے ابو رافع نے آنحضرت کو اطلاع
کی حضرت نے اس خوشی میں اوسکو آزاد کر دیا اور سلمی کے ساتهه جو جاریه حضرت کی تهی تزویج ہوا اوس سے
عبد الله ابن ابی رافع پیدا ہوا اور یهی عبد الله کاتب جناب امیر علیه السلام کا تها جنگ صفین میں حاضر

رکاب سعادت تہا طلبہ اسمی ایک کتاب اسماہی صحابہ جناب حضرت امیر علیہ السلام مین لکہی ہے اور جو نام صدر و معین
معاویہ ابن ابی سفیان تہی اونکی نام بہی تحریر کی ہین سفینہ نام اوسکا رباح ہے حضرت نی اسکو خرید کے
ازاد کیا ثوبان جیسے تہا حضرت نی اسکو خرید کے ازاد کیا یسار نوبی یہہ بہی معتوق تہا شقران نام اوسکا
سلیمان کنیت اسکی ابو کبشہ ابو صخر مدعم ابو مویہبت انیسہ فضالہ طہمان ابو ایمن ابو ہند
انجشہ صالح ابو سلمی ابو ضمیرہ عبید افلح زربیہ ابو ضمیب ابو رافع اصغر
یسار اکبر کرکرہ رباح ابو لبابہ ابو البشر اور جوار ہے حضرت کی ماریہ قبطیہ کہ صاحب سکندریہ
ہدیہ بہیجی تہی ام ایمن اور یہہ حاضنہ تہے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور ورثہ مین ای تہی جناب
رسولخدا کے جانب حضرت آمنہ سے اور نام اوسکا برکت تہا پس ہجرت کی اول نکاح اسکا مکہ مین
عبید خزرجی سے کیا پس اوس سے ایمن پیدا ہوا جب عبید نی انتقال کیا تو حضرت نی زید ابن حارثہ
سے اسکا نکاح کیا تب اسامہ پیدا ہوا تو اسامہ اور ایمن دونو ماں کیطرف سے بہائی ہین اور یہہ بہی ام ایمن
جسنی گواہی ہبہ فدک کے روبرو ابو بکر کے دی تہی اور یہی ام ایمن تہی کہ جسکی زیارت کو شیخین بروز
جمعہ جاتے تہے کما فی الجمع بین الصحیحین للنوو ے اور یہی ام ایمن جو شہید بجنت تہے باتفاق جمیع
محدثین کے اور نیز بعد انتقال جناب سیدہ کے اسی ام ایمن نے مدینہ کے سکونت چہوڑ کے مکہ کے
مجاورت اختیار کے اور وہان انتقال کیا اور اسامہ ابن زید اسی کا بیٹا تہا جسکو جناب رسولخدا صلوت اللہ
علیہ واٰلہ آخر حیات مین مہاجرین اولین پر کہ جنمین شیخین بہی تہی امیر کرکے مدینہ سی بہت فاصلہ پر
جانی کا حکم دیا تہا اگرچہ زنو کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ آلہ مین بسبب شرارت بعض اشخاص یہہ امر ملتوی
رہا لاکن خلیفہ اول نے بخلاف مرضے جمیع اصحاب حسب اعتراف شاہصاحب کی کہ گویا سب نی اتباع خلاف
قول جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کیا تہا اسی اسامہ کو روانہ کیا مگر خلیفہ ثانی کو واسطی وزارت کے اپنی
پاس باجازت اسامہ رکہہ لیا اسامہ نے فتح پائی کما فی کتب التاریخ ریحانہ بنت شمعون کہ غنیمت
مین آئی تہی خدام حضرت کے جوار مین سے انس ابن مالک جو بسبب انکار حدیث ولایت کی مبروص ہوا ایک خادم
حضرت کی ہند اور ایک اسما دونو بیٹیان خارجہ کے تہین اور یہہ اسما خدمت بابرکت جناب سیدہ سلام اللہ
علیہا وابیہا مین ہا کرتے تہی اور حضرت کی غسل مین حاضر تہی اور بنا بر بعض روایات کی اسنی بہی شہادت ہبہ فدک کے
روبروی ابو بکر کے ادا کے لاکن ابو بکر نے اس شہادت کو قبول نکیا والحمد للہ الملک الوہاب علی اتمام الکتاب والصلوٰۃ
علی محمد الذی اوتی فصل الخطاب وعلی آلہ الاطیاب الانجاب وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین فرغ مولفہ
السید مقرب علی النقوی الحسینی عفا اللہ عنہ بست ونہم شعبان المعظم ۱۲۸۰ ہجری صلی اللہ علی المہاجر وآلہ الاطہر در بلدہ لکھنؤ

چونکہ مولف را از تالیفش فراغت رو نمود * سال ہجرت یکہزار و دو صد و ہشتاد بود *

ایقاظ

اکثر وجوہ طعن غصب فدک کتاب مین مذکور ہو نہین اور بعض فقرات شاہ عبد العزیز دہلوی کا ابطال کیا گیا لیکن بعض اعتراض اہلسنت کے کہ اونہون سنے بیدست وپا ہوکے کہین باقی رکہی تہی پس عاصی نے چاہا کہ ناظر کتاب اونسی بہی محروم نرہی اور کتاب ثانی کے تلاش کے ضرورت نہو پس مخفی نرہی کہ افضل و اولی اعتراض اہلسنت کا یہہ ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ایام خلافت مین کسو بسطہ فدک جوالہ ورثہ جناب سیدہ علیہا السلام نہین کیا اور صاحب تحفہ مسروقہ نے جنہ اسعد کی فائدہ اس اعتراض کے ساتہہ ضم کیے ہین کہ بنظر حضرات مقلدین مین کمال استحکام رکہتی ہین از انجملہ اعتراض تقیہ بر لہذا مناسب معلوم ہوا تشیید المطاعن سے وہ مقام بعینہ درج کیا جاتی چنانچہ کتاب موصوف مین مذکور ہے **اما آنچہ گفتہ** اما حضرت امیر علیہ السلام در وقت خلافت خود چہ عذر بود کہ وصیت جاری نفرمود پس مدانکہ لازم آن بود کہ این اعتراض را در ذیل طعن سیزدہم ذکر میکرد چنانچہ دیگر علمای اہلسنت ذکر کردہ اند و نیقدر نمی فہمید کہ خود گفتہ کہ این طعن چہارم علمای زمان ما تراشیدہ اند و این اعتراض وجواب آن در کتب قدیمہ موجود است پس ذکر این اعتراض با این طعن دلیل خطای اوست و ہمکیف جوابش آنست کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہنقدر قدرت و استقلال حاصل نشدہ بود کہ جمیع بدعات اصحاب ثلثہ را رفع تواند کرد چنانچہ **سید مرتضی** علم الہدی در جواب قاضی القضاۃ گفتہ فاما ذکرہ من ترک امیر المؤمنین فدک لما افضی الامر الیہ واستدلالہ بذلک علی انہ لم یکن الشاہد فیہا فالوجہ فی ترکہ فی رد فدک ہو الوجہ فی اقرارہ احکام القوم وکفہ من نقضہا وتغییرہا وقد بینا ذلک فیما سبق وذکرنا انہ کان فی انتہاء الامر الیہ فی تقیۃ من التقیۃ قویۃ انتہی و در **فتح الباری** شرح صحیح البخاری مذکور ست **قولہ** وما انتقم لنفسہ خاصۃ فیہ ترک الحاکم للنفس وان کان الحاکم متمکنا من ذلک بحیث یومن منہ الحیف علی المحکوم علیہ لکن لحسم المادۃ واللہ اعلم یعنی این قول راوی کہ انتقام نگرفت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ برای نفس شریف خود خاصۃ دلالت است بر ترک حاکم برای نفس خود اگرچہ حاکم متمکن باشد ازین معنی بحیثیتی کہ مامون باشد از ظلم بر محکوم علیہ بجہت عصمت او لاکن برای قطع مادہ توہم ترک فرمود و **سید رضی** رض در نہج البلاغۃ از حضرت امیر المومنین علیہ السلام نقل کردہ کہ آنحضرت فرمود لا یعاب المرء بتاخیر حقہ انما یعاب من اخذ ما لیس لہ یعنی عیب کردہ نمیشود شخص بتاخیر گرفتن حق خود جز این نیست کہ عیب کردہ میشود از گرفتن

زر شعب ارم (؟) از باب یہ
ص

صہ الحدیث المایکی بعض الشیم
صد باب (؟) الانبیاء
صد کتاب ...

چیزی بلکه حق او نیست و ترکیب چون بروایات کتب معتمده سنیه در ما سبق بغایت وضوح ثابت شده
که جناب امیر فدک را حق حضرت فاطمه میدانست تا آنکه شهادت هبه فدک بحضرت فاطمه نزد ابوبکر داده پس
اهلسنت را که ادعای اعتقاد امامت و عدالت آنحضرت دارند نیز لازم است که از ترک فدک و ندادن آن
بحسنین جوابی بدهند همان جواب را از طرف شیعه مقبول باید نمود اما آنچه گفته عمر بن عبد العزیز در وقت
خود فدک را بحضرت امام محمد باقر علیه السلام داد و ایشان گرفتند و در دست ایشان بود و همچنین آنچه گفته
تا آنکه رسید دویصد و بیست مامون عباسی بعامل خود قثم بن جعفر نوشت که فدک را با اولاد فاطمه بدهد در
وقت امام علی رضا گرفتند پس منافی آنست آنچه خود در حاشیه همین قول از شرح مقاصد نقل کرده
و آن اینست والمذكور في كتب التواريخ ان فدك كانت على ما قررها ابوبكر الى زمن معاوية
ثم اقطعها مروان بن الحكم ووهبها لابنيه عبد العزيز وعبد الملك ثم لما ولي الوليد
بن عبد الملك وهب عمر بن عبد العزيز نصيبه الوليد وكذا سليمان بن عبد الملك فصار
كلها للوليد ثم ردها عمر بن العزيز ايام خلافته الى ما كانت عليه ثم لما كانت سنة
عشرين ومائتين كتب المامون الى عامله قثم بن جعفر ان يرد فدك الى اولاد فاطمة
فدفعها الى محمد بن الحسن بن زيد بن علي بن الحسين بن علي بن ابيطالب ومحمد بن عبد الله
بن زيد بن الحسن بن زيد ليقوما بها واهلها وعد ذلك من تشيع المامون انتهى
و ازین عبارت ظاهر میشود که فدک در دست امام محمد باقر علیه السلام و امام رضا علیه السلام گاهی نیامده و
همچنین منافات دارد با آن حدیثی که مخاطب در جواب طعن سیزدهم از مشکوة نقل نموده و بتصدیق آن پرداخته
زیراکه در آن حدیث این عبارت واقعست ثم صارت لعمر بن العزيز فقال فرأيت امرا
منعه رسول الله البتة ليس لي بحق واني اشهدكم اني رددتها على ما كانت عليه
یعنی على عهد رسول الله وابي بكر وعمر اما آنچه گفته مخاطب که قاضی نور الله در مجالس المؤمنین بتفصیل ذکر
آن نموده پس جوابش آنکه این تفصیل که مخاطب ذکر کرده قاضی نور الله در مجالس ذکر ننموده آری دادن عمر بن
عبد العزیز فدک را بحضرت امام محمد باقر علیه السلام البته ذکر نموده و اخذ نمودن حضرت امام رضا علیه السلام
فدک را هرگز مذکور نیست اما آنچه گفته پس اگر اهلبیت مغصوب را نمیگرفتند این حضرات چرا گرفتند پس
جوابش آنکه قول حضرت صادق علیه السلام انا اهلبيت لا نسترجع شيئا اخذ منا ظلما
دلالت میکند بر اینکه ما سعی و کوشش در طلب ارجاع حقوق خود نمیکنیم نه اینکه اگر کسی از خود باز پس دهد ما باز
نمیگیریم اما آنچه گفته و نیز حضرت امیر المؤمنین علیه السلام خلافت مغصوبه را بعد شهادت عثمان چرا قبول کرد

و حضرت امام حسین علیه السلام خلافت مغصوبه را از یزید پلید چرا از ایشان نزع نشد پس جوابش آنکه کلام
اعیان و اموال است پس اعتراض باخذ خلافت که از ین قبیل نیست وارد نشود و ترجمه حدیثی که قاضی
در مجالس المؤمنین درین بحث ذکر کرده دران تصریح است باینکه ما از ان اهل بیتیم که مالی را که از ما ظلما گرفته شود
رجوع نمی کنیم و ظاهرست که خلافت از قسم مال نیست که گرفتن آن منافی این قول شریف باشد
که مصالح دین و دنیا بآن متعلق است و نشر احکام دین و رواج شریعت جناب سید المرسلین بآن منوط
از واجبات است اما انچه گفته درین جواب سراسر خلل است زیرا که بعضی ائمه که فدک را گرفتند و بآن
چرا اقتدا بفاطمه زهرا نمودند پس بحث عبث است باینکه ما ادعا نکردیم که اقتدا بحضرت فاطمه در ترک فدک واجب
لازم بود تا این سوال متوجه تواند شد بلکه فدک حق وارثان حضرت فاطمه بود و ایشان در ترک و اخذ آن مختار بودند
و بعض وارثین مثل جناب امیر و حسنین علیهم السلام بجهت مصالح شتی که از جمله آن این وجه بود یعنی موافقت
حضرت فاطمه علیها السلام در عدم تصرف فدک و تالم از قبض چیزیکه بحضرت آنرا نیافته ترک آن کردند و بعض وارثین
برای تمام حجت بر مخالفین و اظهار ظلم خلفای متقدمین بفعل متاخرین انرا گرفتند اما انچه گفته حضرت امیر چرا
برای نفل ترک فرض کردند که حق بحقدار رسانیدن است پس جوابش آنکه رسانیدن حق بحقدار وقتی فرض است که
حقدار قصد اخذ آن داشته باشد و حضرت امام حسن و امام حسین علیهم السلام قصد اخذ حق خود نکردند بلکه اقتدا بحضرت
امیر المؤمنین نمودند و خواستند که از انتفاع بآن صبر فرمایند اما انچه گفته و نیز اقتدا در افعال اختیاریه شخص میباشد
نه در افعال اضطراریه پس مراد از اقتدا اینجا مشارکت و موافقت حال حضرت فاطمه است در ترک فدک و عدم تصرف
دران اما انچه گفته حسنین و خواهران ایشان را اجرا محروم المیراث ساخت پس جواب ایشان هم راضی بر ترک حق
خود بودند ایرادی لازم نه آید اما انچه گفته مردمی که گمانهای فاسد بحضرت امیر علیه السلام داشته باشند در حقیقت
بحالت مردم خواهد بود که در شهادت ایشان در باب هبه یا وصیت نمودند پس جوابش آنکه این حصر باطل است
بلکه معتقدان مردم که گمانهای فاسد بآنحضرت داشتند این گمان بد و تهمت نالایق بر آنحضرت میکردند اما انچه گفته
که چون بعضی اولاد حضرت امیر گرفتند نواصب و خوارج را توهم شده باشد که شهادت آنحضرت برای جر نفع باولاد
خود بود پس باطلست باینکه این توهم وقتی متصور میشد که شهادت آنحضرت در رسیدن فدک باولاد آنحضرت هیچ
تاثیری میداشت و چون معلوم است که در رسیدن آن باولاد آنحضرت شهادت آنحضرت اثر نکرد این توهم
هیچ جا نداشته باشد اما انچه گفته و نیز اولاد او را در اقتدا مانع گرفتن میشد پس جوابش آنکه اقتدا واجب
نبود و مصالح بحسب اختلاف اوقات و اشخاص مختلف میشود و چون این حضرات را در اخذ فدک از خلفای زمان خود
مصلحتی عظیم بود یعنی اظهار ظلم خلفای ثلثه بفعل ایشان چه بدادن این خلفا فدک را باین حضرات بر کافه ناس ظاهر

شد کہ فدک حق حضرت فاطمہ بودہ کہ بورثہ آنحضرتؐ رسیدہ و خلفای ثلثہ در منع آن ظالم و غاصب بودند
چنانچہ در مجالس المومنین مذکورست روایتست کہ معاندان قریش و منافقان شام کہ در حوالی عمر بن عبد العزیز
بودند باو گفتند کہ در باب رد فدک باولاد فاطمہ اعتراضی است از تو بر فعل ابوبکر و عمر و طعن است بر ایشان
و نیز در آنست کہ چون عمر بن عبد العزیز فدک را بحضرت امام محمد باقر علیہ السلام تفویض نمود مردم باو گفتند
طعنت علی الشیخین لہذا این حضرات اخذ آنرا ترجیح دادند بر ترک آن و چون در اخذ جناب امیر و حسنین
این مصلحت منظور نبود لہذا این حضرات ترک آن کردند و موافقت حضرت فاطمہؑ اختیار کردند اما آنچہ
گفتہ ہرگاہ امام خروج فرماید و بجنگ و قتال مشغول شود او را تقیہ حرام میگردد چنانچہ مذہب جمیع امامیہ است
پس کذب محض و افترای صرف است اما آنچہ گفتہ و لہذا حضرت امام حسینؑ تقیہ نفرمودہ پس با آنکہ تعلیل
بکلام با دعای سابق سمتی از جواز ندارد و کما لا یخفی مدفوعست اولا بانکہ اگر فرض کنیم کہ حضرت امام حسینؑ
ترک تقیہ نمودہ پس وجہش آنست کہ امری خاص در حق آنجناب وارد شدہ کہ آن مخصص عمومات وجوب تقیہ
گردید و باعث شد آنحضرت را بر ترک تقیہ و این امر خاص در صحیفہ آنجناب بودہ باشد کہ نزد اہل حق برای
ہر امام صحیفہ عطا شدہ کہ بر وفق آن عمل میفرماید و نیز امر جناب رسالت مآب آنجناب را برای خروج متحقق است
و در کتب فریقین مروی است شیخ عبد الحق در تحصیل الکمال در ترجمہ آنحضرت گفتہ و هم ای الحسین علی المضی
الی العراق فقال لہ ابن عباس واللہ انی لاظنک تقتل بین نسائک وبناتک کما
قتل عثمان فلم یقبل منہ فبکی ابن عباس وقال الحسین رایت رسول اللہ فی المنام
وامرنی بامر فانا فاعل ما امرنی رسول اللہ انتہی و ثانیا بانکہ بنا بر ظاہر حال حضرت امام حسینؑ از
تقیہ جایز نبود و آنچہ آنحضرتؐ بعمل آورد مخالف وجوب تقیہ کہ مشروط بشروطی است کہ در ینجا یافت نشدہ نیست
انتہی اقول یہہ عادت قدیم سے حضرات اہلسنت وجماعت ونواصب کی ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام
پر قصداً اعتراض کیا کرتی ہیں اور کچھ خصوصیت شاہصاحب کی نہیں اور سبب اسکا بجز عناد اہلبیتؑ
ظاہر و آشکار نہیں کیونکہ یزید بخصر انکا خلیفہ زادہ ہے اور انکی خلیفہ زادہ کا امام و پیشوا یعنی عبد اللہ
بن عمر کا اور وہ ایسی بزرگوار ہیں کہ جناب امیرؑ کے بیعت سے انہوں نے احتراز کیا اور حضرات
متقدمین اس قاعدہ کو محمول ورع و احتیاط پر کرتی بلکہ بعض شیوخ الاسلام و ائمہ اہلسنت نے
کمالک وغیرہ نصرت جناب امیر کو غیر مامور بہ جانا ہے اور قاعدین کو بہتر جانتی ہیں پس جو
لوگ نصرت جناب امیر کو کہ بمقتضای نصوص انما یرید اللہ و اللہم انصر من نصرہ و علی مع
الحق و لا یبغضہ الا منافق واجبات سے ہی برا جانتے وہ لوگ کیونکر جناب سید الشہداء علیہ الالف

الصلوٰۃ والثنا پر اعتراضات نکریں انہیں حضرات سے کہ جنہوں نے شہید کیا اب انکی حضرت سے ہے کہ
اور زبانی میں نہ دی ہو والا اور طرح نصرت و اعانت کرسکتے اب بنا جارہے اعتراض نکریں تو کیا کر سکتی
ہیں اور علمای اعلام شکر اللہ مساعیہم الجمیلہ نے بخوبی ثابت کر دیا ہی کہ بنا بر انکی اصول موضوعہ کے
امامت یزید ثابت ہے اور جواب اعتراض نو سب سکے جو خلاف امام حسین علیہ السلام پر کیا ہے
ہیں از انجملہ جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب بحار الانوار میں جو لکھا ہے وہ بعینہ یہاں وارد
ہوتا ہے حیث قال علیہ رحمۃ الرب المتعال اقول قد مضی فی کتاب الامامۃ وکتاب الفتن اخبار کثیرۃ
دالۃ علی ان کلا منہم علیہم السلام کان مامورًا بامور خاصۃ مکتوبۃ فی الصحف السماویۃ
النازلۃ علی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ فہم کانوا یعملون بہا ولا ینبغی قیاس الاحکام المتعلقۃ بہم علی
احکامنا وبعد الاطلاع علی احوال الانبیاء علیہم السلام وان کثیرا منہم کانوا
یبعثون فرادی علی الوف من الکفرۃ ویسبون الہتہم ویدعونہم الی دینہم ولا یبالون
بما ینالہم من المکارہ والضرب والحبس والقتل والالقاء فی النار وغیر ذلک لا ینبغی الاعتراض
علی ائمۃ الدین فی امثال ذلک مع انہ بعد ثبوت عصمتہم بالبراہین والنصوص المتواترۃ
لا مجال للاعتراض علیہم بل یجب التسلیم لہم فی کل ما یصدر عنہم علی انک لو تاملت
حق التامل علمت انہ فدی نفسہ المقدسۃ دین جدہ ولم یتزلزل ارکان دولۃ بنی امیۃ
الا بعد شہادتہ ولم یظہر للناس کفرہم وضلالتہم الا عند فوزہ بسعادتہ ولو کان علیہ السلام
یسالمہم ویوادعہم کان یقوی سلطانہم ویشتبہ علی الناس امرہم فیعود بعد حین اعلام
الدین طامسۃ وآثار الہدایۃ مندرسۃ مع انہ قد ظہر لک من الاخبار السابقۃ انہ ہرب
من المدینۃ خوفا من القتل الی مکۃ وکذا خرج من مکۃ بعد ما غلب علی ظنہ انہم یریدون غیلتہ
وقتلہ حتی لم یتیسر لہ فداہ نفسی وابی وامی وولدی ان یتم حجۃ فتحلل وخرج منہا خائفا یترقب وقد
کانوا لعنہم اللہ ضیقوا علیہ جمیع الاقطار ولم یترکوا لہ موضعا للفرار ولقد رایت فی بعض
الکتب المعتبرۃ ان یزید لعنہ اللہ انفذ عمرو بن سعید بن العاص فی عسکر عظیم وولاہ امر الموسم وامرہ
علی الحاج کلہم وکان قد اوصاہ بقبض الحسین سرا وان لم یتمکن منہ بقتلہ غیلۃ ثم انہ دس
مع الحاج فی تلک السنۃ ثلثین رجلا من شیاطین بنی امیۃ وامرہم بقتل الحسین علی ای حال
اتفق فلما علم الحسین بذلک حل من احرام الحج وجعلہا عمرۃ مفردۃ وقد روی باسانید
انہ لما منعہ محمد بن الحنفیۃ عن الخروج الی الکوفۃ قال واللہ یا اخی لو کنت فی جحر ہامۃ من ہو

عبارت بحار الانوار

ام الہوض

ام الامر ولا يستخرجون منه حتى يقتلوه بل الظاهر انه صلوات الله عليه لو كان بايعهم وتابعهم
لا يتركونه لشدة عداوتهم وكثرة وقاحتهم بل كانوا يقاتلونه بكل حيلة
ويريدون قتله بكل وسيلة وانما كانوا يعرضون البيعة عليه ولا يعلمهم
بانه لا يوافقهم في ذلك الا ترى ان مروان لعنه الله كيف كان يشير على والي المدينة
بقتله قبل عرض البيعة عليه وكان عبيد الله بن زياد عليه لعائن الله الى يوم القيامة لو
عرضوا عليه فلينزل على امرنا ثم نرى فيه راينا الا ترى كيف امروا مسلما رض ثم قتلوه
فاما معوية لعنه الله فانه مع شدة عداوته وبغضه لاهل البيت عليهم السلام كان ذا دهاء
ونكراء وحزم وكان يعلم ان قتلهم علانية يوجب رجوع الناس عنه وذهاب ملكه و
خروج الناس عليه فكان يداريهم ظاهرا على اي حال ولذا صالح الحسن ولم يتعرض له ولا
الحسين ولذلك كان يوصي ولده اللعين بعدم التعرض للحسين لانه كان يعلم ان ذلك يصير
سببا لذهاب دولته اللهم العن كل من ظلم آل بيت نبيك وقاتلهم واعان عليهم
ورضي بما جرى عليهم من الظلم والجور لعنا وبيلا وعذبهم عذابا اليما واجعلنا اخيار
شيعة آل محمد وانصارهم والطالبين بثارهم مع قائمهم صلوات الله عليهم اجمعين
انتهى اعتراض و وهم بهیه ہے كه كافی میں روایت ہی كه جناب صادق علیه السلام نی فرمایا العلماء ورثة
الانبیاء وذلك ان الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا جواب اسكا شیید الطاعن میں سطح
مذكور ہے كه روایت موضوعه ابی بكر و روایت كافی را متحد دانستن موجب كمال استغراب واستعجاب است ومعنی حدیث
نه آنست كه مخاطب فهمیده ولهذا الخ آنست كه بدان استدلال بر عدم میراث انبیا كنند بلكه محتمل است كه معنی حدیث آن باشد
كه انبیا درهم و دینار را جمع كرده نگذاشته اند كه كسی وارث آن بشود بلكه چندان درهم و دینار بدست ایشان میآمد آنرا در امور خیر
صرف می نمودند و این امر منافی توریث دیگر اشیا مثل ارض و عقار نیست زیرا كه در جمع درهم و دینار نوعی از خساست است
بخلاف دیگر اشیا چنانچه سلطان العلما در حاشیه معالم گفته لعل المراد انهم لم یحفظوهما ولم یبق منهم
شيء منهما بعد الموت بل يصرفونهما في حوائجهم في مصالحهم لانه لو بقي منهم شيء بعد الوفاة لم يكن
ميراثا كما زعم الجمهور ونقلوا في ذلك حديثا واما الفدك فاعطاه رسول الله فاطمة ع في حياته وكون
بعد وفاته وصار تركة له لكان لها ايضا بطريق الميراث ولهذا ادعت الاعطاء اولا على ما هو
الواقع ثم الميراث ثانيا على سبيل التسليم والتنزل ثم لا يخفى ان ما ذكرناه من عدم بقاء شيء منهم
بعد الفوت حتى يصير ميراثا المراد منه مثل الدرهم والدينار مما في حفظه خساسة لا مثل الاثواب و

ص
الفصل الثانی من کتاب العلم

حمل نقل بقاء بعد رسول الله میراثا لاهل البیت انتهی و اہل سنت نیز باین معنی تصریح کردہ اند کہ انبیا
چیزی از درہم و دینار نگذاشتہ بودند چنانچہ در شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری مذکور است کہ ان الانبیاء لم یورثوا
بالتشدید دینارا ولا درهما ای شیئا من الدنیا وخصا لانهما اغلب انواعها وذلک اشارة الی رذالة
الدنیا وانهم لم یاخذوا منها الا بقدر ضرورتهم فلم یورثوا شیئا منها یورث عنهم و نیز میتوان گفت کہ
حاصل این حدیث است کہ انبیا علیهم السلام سوای علم چیزی دیگر را از درہم و دینار بعلما میراث نگذاشتہ اند و کلمہ انما
البتہ برای حصر است لاکن بر تاویل ثانی حصر حقیقی است لاکن مفید مدعای مخاطب نہ و نیز اگر تسلیم کردہ شود کہ مراد از حدیث
ہمین است کہ انبیا درہم و دینار را موروث نمیشوند اگرچہ آن را بعد خود بگذارند پس باز ہم مفید مدعای او نخواہد شد زیراکہ از این
معنی نفی توریث درہم و دینار لازم خواہد آمد نہ دیگر اشیا مثل ضیاع و عقار چنانچہ ابن حجر در فتح الباری این مدعا را
بحضرت فاطمہ نسبت کردہ و هذه عبارته و اما سبب غضبها مع احتجاج ابی بکر بالحدیث المذکور
فلاعتقادها تاویل الحدیث المذکور علی خلاف ما تمسک به ابوبکر وکانها اعتقدت تخصیص العموم
فی قوله لا نورث ورأت ان ما خلفه من ارض وعقار لا یمتنع ان یورث عنه انتهی و بالفرض اگر معنای
روایت مکریہ متحد میبود آن محمول بر تقیہ میشد تم انتہی اور جناب سبحان علیخان علیہ الرحمہ و الغفران نے کتاب مستطاب
وجیزہ مین جواب اسکا بتفصیل تمام لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ یہان گویا مفعول محذوف ہی حذف اور مفعول
بلکہ حذف جملہ وغیرہ کلام عرب مین شایع و ذایع ہی بلکہ قران مجید مین اکثر حذف واقع ہوا ہی چنانچہ تفسیر سورہ
یوسف مین کہی جگہہ ایسا واقع ہوا ہی بنا بران معنی حدیث اسطرح ہونگی کہ علما وارث علوم انبیا ہین اور علما وارث
نہین ہوتی درہم و دینار کی جو کہ انبیا چھوڑ جائین بلکہ صرف وارث علوم ہین یعنی بحیثیت علم وارث درہم و
دینار انبیا نہین ہوتی بلکہ بسبب قرابت کی بنا بران یہہ حدیث بہی معجزہ ہی گویا جناب مقدس نبوی صلی الله
علیہ و آلہ نی منع فرمایا ہی کہ کوئی شخص پیدا ہو کہ دعوی علم کرکے مدعی وراثت مالی انبیا ہووی اور اہل قرابت
سی منازعت کری جب یہہ معنی بیان ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہہ حدیث مفید ہی واسطہ اہل حق کی نہ مضر جیساکہ تناصب گمان
کرتی ہین فتدبر تتمیم ہرگاہ بروایت بخاری و مسلم کہ اصح الکتب و مجمع علیہ اہلسنت ہین کہ بقول شاہصاحب
یہہ دونو کتابین مخدوم طوایف انام و جمیع علمای اسلام ہین اور شہرت و تلقی بالقبول مین درجہ علیا ہو پہنچی ہین
حتی کہ صاحب جامع الاصول نی فربری سی نقل کیا ہی کہ صحیح بخاری کو بخاری سے بلاواسطہ نوہ ہزار
علما و فضلا نی سنا ہی اور ناظرین کتب رجال پر انکی فضایل ہوش ربا مخفی نہین غضبناک ہونا جناب سیدہ کا
مقدمہ فدک مین ابوبکر پر اور پہر نہ کلام کرنا اوس سے تمام عمر ثابت ہوا تو اب علمای اہلسنت نی لاچار ہوکے
حرکتین مذبوحی کین چنانچہ خود شاہصاحب بتقلید خواجہ خود کابلی بخلاف روایت بخاری و مسلم و مقتضای الفریقین

ص
کتاب الخمس

بقیہ

بتشنیع بکمال حشیش در پی اثبات رضای جناب سیدہ ہوکی روایات موضوعہ وحکایات مصنوعہ باخراج لفظ
وکتاب الوفا نقل ہوتی ہیں وشرح مشکوۃ وریاض النضرہ وفصل الخطاب وکتاب الموافقۃ ابن سمان سی ہوتی حالانکہ ان سب کتابون
مین صرف دو روایتین ہین کہ اوزاعی وشعبی سے نقل ہوئی ہین یہہ دونو روایتین شعبی واوزاعی کی باوصف کہ راوی ثقات
صحاح کذب با نکی ہین مرسل ہین کما فی تشیید المطاعن ثانیاً کذبا وافتراءً کتب الحق سی اثبات رضا جانا اور
استشہاد مین عبارت مجاج السالکین محض بتقلید کابلی پیش کی اور حکیم سلامت علی نیا رسی کہ کذب وافترا مین شاگرد صاحب
سی مرتبہ بلند رکھتی ہین اونہون نی تحفہ مجاج السالکین کو مصنف مجمع البیان واحتجاج کی تصنیف عماد الدین طبرسی
بیان کیا یہہ محض خبط دماغ ہے بلکہ دلیل اختلال دماغ حکیم صاحب موصوف ہی کیونکہ مجمع البیان واحتجاج یقینا
تصنیف عماد الدین طبرسی کی نہین بلکہ مجمع البیان تصنیف ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کی ہے اور
احتجاج تصنیف ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کے کہ حکیم صاحب نی ان دونو کتابونکو کہ تالیف شخصین
مختلفین کے ہین شخص ثالث کی طرف منسوب کیا یعنی طرف عماد الدین طبرسی کے اور عماد الدین طبرسی علمای
مصنفین شیعہ مین کوئی نہین البتہ ایک عماد الدین طبری مصنف کتاب بشارۃ المصطفی مشاہیر علمای شیعہ سے
ہین وہ طبرسی نہین بلکہ وہ طبری ہین پس بیان حکیم صاحب سی تشخیص مین کمال غلطی ہوئی کہ دو کتابونکو جو
دو شخص مختلف کی ہین تصنیف ایک شخص مفروض کی بیان کرتی ہین مگر حکیم صاحب یہہ عذر کر سکتی ہین
کہ یہی یہہ کتاب واسطی تسلی اپنی بیٹون کی لکھی ہی اس سے یہہ غرض نہین کہ علمای فریقین اسکو دیکھین بعد
اسکی جب مولوی حیدر علی اسکاف فی علم [illegible] کو بمقابلہ الحق کے ملبند کیا تو مقام اثبات کتاب مجاج
السالکین ونسبت ان بمصنف وتوثیق مصنف مین مدعی اسکی ہوئی کہ یہہ کتاب صاحب صواقع یعنی نصر اللہ
کابلی کی پیش نظر رہی اور شاہ عبد العزیز دہلوی نی عبارت اوسکی بلا واسطہ نقل کی اور حکیم سلامت علی کی
ملاحظہ سی گذری یہہ محض دعوی لسانیہ قابل التفات وجواب نہین اور نیز اسکاف نی ازالۃ الغین مین مجاج
السالکین کو منسوب بطرف عماد الدین کر کے اسقدر اور زیادہ کیا کہ یہہ عماد الدین معروف امین الدین طبرسی
ہی ولا ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح بالجملہ اول امین الدین طبرسی صاحب مجمع البیان ہرگز مشہور بعماد الدین
طبرسی نہین ثانیاً کتاب مجاج السالکین تصنیف اونکی نہین ہے نہ وہماً والتباساً ہی اونکی طرف منسوب نہین کی
چہ خوش کابلی ودہلوی کو تو ہرگز میسر نہوا کہ نسبت کتاب ونام مصنف وتوثیق مصنف ثابت کرین اب حکیم
صاحب واسکاف [illegible] بعد خرابی بصرہ چاہتی ہین کہ چند خرافات سی توثیق کتاب ثابت ہو جائی اور یہہ نہین سمجھتی
کہ ایسی امور سی سوای ثبوت عجز وعدم تدین کچھ فایدہ نہین بعد اسکی پہر مولوی حیدر علی مصنف منتہی الکلام
السخیفہ [illegible] اثبات رضای جناب سیدہ کتب الحق سی ہوئی بسبب قلت عربیت وسوی فہم کی کہ ناظرین

ملعاست ازہم پاشید دیگر چہ باقی ماند فقط انتہی کلامہ ۔ انتہی کلامہ الجواب مخفی نماند کہ محجاج السالکین بر شرح
پیدا نیست و عجب نیست کہ کتابی مفروض الوجود باشد و بالفرض اگر این ہم از کتب شیعہ باشد و روایت منقولہ فاضل
دہلوی در ان مندرج باشد از کجا کہ از کتب اہلسنت نقل آن نکردہ باشد لہذا نسیر الی ذلک کلہ فی طعن الرماح لکن شرح
ابن میثم بحمد اللہ موجود است و ہرگاہ مراجعت بشرح مذکور نمودہ شد معلوم شد کہ ہرگز اثبات رضای حضرت فاطمہ از
کلام او مستفاد نمیشود زیراکہ فاضل مذکور در ذیل شرح فقرہ از فقرات مکتوب بلاغت اسلوب حضرت امیر المومنین
علیہ وآلہ الاف الصلوۃ من الملک المنان کہ بعثمان بن حنیف انصاری در وعظ و نصائح و بیان زہد و ترک دنیا
نسبت بخود نوشتہ وھو ھذہ بلی قد کانت فدک فی ایدینا من کل ما اظلتہ السماء فشحت علیہا نفوس
قوم وسخت عنہا نفوس آخرین ونعم الحکم اللہ میگوید استثنی من ذلک فدک بقولہ من کل ما اظلتہ
السماء وذکرہا فی معرض حکایۃ حالہ وحال القوم معہ علی سبیل التشکی والتظلم من اخذہا
منہم الی اللہ وتسلیم الامر لہ والرضا بکونہ حکما و ظاہر است کہ زمان صدور خطبہ زمان خلافت ظاہری آن
حضرت بود و اگر حضرت فاطمہ در حیات خود راضی میگردید و شکوہ و شکایت از ہم گذشت چرا جناب امیر علیہ السلام
چنین کلمات تظلم و شکایت بعد وفات جناب سیدۃ النساء صلوات اللہ علیہا بعد مدت دراز بر زبان [illegible]
واگر ابن میثم اقرار برضای جناب سیدہ میکرد چگونہ کلام جناب امیر را حمل بر تشکی و تظلم و رجوع باحکم الحاکمین لہ
ان ظلم می نمود ثم قال واعلم ان فدک قد کانت خاصۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان
قال ثم المشہور بین الشیعۃ والمتفق علیہ عندہم ان رسول اللہ اعطاہا فاطمہ علیہا السلام
فی حیوتہ روی ذلک من طرق مختلفۃ منہا عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت وآت ذا القربی
حقہ اعطی رسول اللہ فاطمۃ فدکا فلما ولی ابوبکر الخلافۃ عزم علی اخذہا منہا فارسلت الیہ
تطالبہ الی ان قال انہا قالت فی آخر خطبۃ خطبت بہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
ثم رجعت الی بیتہا واقسمت ان لا تکلم ابابکر وتدعو اللہ علیہ فلم تزل کذلک حتی حضرتہا
الوفاۃ فاوصت ان لا یصلی علیہا فصلی علیہا العباس ودفنت لیلا و این کلام ابن میثم کہ دران اتفاق شیعہ را بر نحلہ
وعطیہ حضرت رسولخدا آنجناب سیدۃ النساء نقل کردہ گفتہ وروی ذلک من طرق مختلفۃ از کجا کہ مراد او از ان روایات
مختلفہ از کتب مخالفین نباشد بل ھو ھذا ظاہر لانہ کلما کان السند من کلام الخصوم کان اقوی
فی دفع مقالاتہم و غرض او اثبات نحلہ و عطیہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ است بجناب سیدہ
صلوات اللہ علیہا و اولا ذکر نمودہ از جملہ آن روایات روایت ابوسعید خدری را الطولہا کہ اکثرش مطابقت دارد
با روایت ابی بکر جوہری و روایت سیوطی در تفسیر در منثور فی ذیل قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ

البزار وابو یعلی وابن ابی حاتم وابن مردویه عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت هذه الآیة
وآت ذا القربی حقه دعا رسول الله فاطمة فاعطاها فدکا صریح است در غلوی شیعه از دعای
عطیه ونحله وعدم رضای جناب سیده چه آنرا صریح است باستمرار غضب آنحضرت تا وفات تفصیل است در
آنحضرت بوقت شب تجهیز واغراض حضور ابی بکر العاصبین حقها والمعاندین لهم علی ذلک
مدار آن گذشت وروی انه لما سمع کلامها حمد الله واثنی علیه وصلی علی رسوله ثم قال یا خیرة
النساء الی آخر ما نقله الناصب ذکر این روایت نیست که از حیثیت اشتمال آن بر دعوی نحله وتصدیق
ابوبکر بران جناب را وشهود او را الدالة علی اعترافه بصدق دعویها چنانچه مفصلا بشیعیان بوده وان بجدا
حاصل گردیده وجوابیکه ابوبکر بعد تصدیق باصداد داده جوابی است عجیب وجمعی است غریب که گفته
ما کنت لا بیک هرگاه مال آن جناب سیده بود وجزای آنحضرت از جهت تصرف در آن رواند ابوبکر را نیکو تصرف
دران روا گردید وفقر وضعیت اگرچه بکار شیعیان نمی خورد لکن استطرادا بجهت نقل درآمده از حیثیت اجرای
شارح معاندانچه اکثر است که علما روایات مخالفین را الزاما علیهم ذکر میکنند اگرچه احتجاج بر اینها ببعض فقرات آنها
مطلوب باشد دون بعض علاوه بجا استشهد ناصبی ورع ماکره و بوجه آخر میگوییم ظاهر است که قول او روی
بدون ذکر راوی ومروی عنه بصیغه مجهول منافی خبر منقول سابق باشاره است بتضعیف این روایت وازعادت
متکلمین اهلسنت که بعد از روایات مقبوله معارض آنرا بطرز تضعیف ذکر میکنند تا عدم اطلاع شان بر کلام مخالفین
نشود وازین لازم نمی آید که این روایت باسانید منقول در مذهب ایشان وشارح مقبول باشد عجب است از ناصب
که گفته است حالیا عبارة ابن میثم در شرحیکه بر نهج البلاغه نوشته بشنو ثم قال آخره وقول او روی را از صدر
روایت ساقط کرده مردم را بوهم انداخته که این عبارت ابن میثم است وحال آنکه عبارت راوی است
نه عبارت ابن میثم پس هیچ نیست که بگوید بل هذا الا تدلیس واضح ونیز از نقل روایات مختلفه حکم شارح برضای جناب
سیده چگونه ثابت میتوان کرد پس این لاف وگزاف ناصبی تلبیس بیش نیست ولن یصلح العطار ما افسده الدهر
پس طعن غضب فدک با مثال این روایات مجهوله از هم نمی پاشد بلکه بسبب روایات معتمده اهلسنت مثل روایت
ابوبکر جوهری وغیره حتی صحیح البخاری فوجدت فاطمة فلم تتکلمه حتی ماتت البته ملاقات بکریه از هم می پاشد
اما قول ابن میثم وفی هذه القصة خبط کثیر بین الشیعة ومخالفیهم ولکل من الفریقین
کلام طویل ولنرجع الی المتن پس دلالت میکند بر آنکه مباحثات درمیانه فریقین در این قصه طول کشیده
وذکر آنهمه در شرح الفاظ فقرات شریفه مناسب ندیده بر کتب کلامیه آنرا گویا محول گردانیده پس آنچه صدر دیباچه
وعده حقائق موذه مخصوص بجای هست که تعرض بتحقیق مسئله ونظر در ادله موذه باشد درین باده که اصل مناظره

مجمل گذشته

مجمل گذشته لیکن مناسب در خصوص رضای فاطمه صلوات الله علیها لی احقاق حق و اثبات رضا بر عدم رضا شارع و
دکر روایات ستار رضا از کتابهای برده میثب انیکان فاسدا و تکرار قبیل ان بعض الظن اثم و چگونه چنین نباشد و حال
انکه خود شیخ ابن میثم مذکور در کتاب الاستغاثة فی بدع الثلاثة جاییکه مطاعن خلفاء ثلثه را مسجل نموده و در ذیل
مطاعن خلیفه اول اینچنین میفرماید و من بدعه القطیعة ثم انه عمد بعد ذلک الی الطامة الکبری
والمصیبة العظمی فی ظلم فاطمة بنت رسول الله صلوات الله علیهما و ذریتهما فقبض
منها ترکات الرسول و ما خلفه من البساتین و الارضین فجعله بزعمه صدقة للمسلمین و
اخرج ارض فدک من یدها فزعم ان هذه الارضین لرسول الله و کانت فی یدها علی
سبیل الطعمة وادعی ان رسول الله قال نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما خلفناه فهو صدقة
فذکرت فاطمة باجماع من اولیائها ان ارض فدک وهبها لها فقال لها هات بینة تشهد
بذلک فجاءت بام ایمن امرأة من اهل الجنة فجاء امیر المؤمنین فشهد لها فقال هذا بعلک
یجلبها فی نفسه النفع ولا نحکم بشهادته لک وهم قد رووا جمیعا ان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم
قال علی مع الحق والحق مع علی یدور معه حیث دار لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فغضبت فاطمة
عند ذلک وانصرفت من عنده و حلفت لا تکلمه ولا صاحبه حتی تلقا اباها فتشکی الیه
ما صنعا بها فلما حضرتها الوفات وصت علیا علیه السلام ان یدفنها ولا یدع احدا
منهم یصلی علیها ففعل ذلک امیر المؤمنین فجاءا من الغد یسئلونه عنها فعرفهم
انه قد دفنها فقالوا له ما حملک علی ذلک قال وصتنی به فکرهت ان اخالف وصیتها
فان رسول الله قال فاطمة بضعة منی فمن اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله الی ان قال فقالوا
نطلب قبرها حتی ننبشها ونصلی علیها فطلبوه فلم یجدوه ولم یعرفوا لها قبرا الی هذه
الغایة ثم قال وقد رووا جمیعا ان رسول الله قال لفاطمة ان الله یغضب لغضبک و یرضی لرضاک
ورووا جمیعا بغیر خلاف انه قال فاطمة بضعة منی من اذاها فقد اذانی الی ان قال فقد ولی علی
دفنها باللیل لکذلک لا یختلف فیه اهل الاخبار عن غیر ان یصلی علیها اکثر المهاجرین والانصار وان
ذلک کان منها عتبا علیهم بما اجرموا من ظلمها و قد آذوا رسول الله بما آذوا فاطمة علیها السلام فقد آذوا
و قال عز و جل ان الذین یؤذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا
مهینا اگر این کلام بلاغت نظام نص صریح است بشد و مدتمام از حیثیت فقرات عدیده بوجوه سدیده بر دوام هجرت و دوام
غضب و دوام الحیات آنحضرت بلکه ظهور اثر آن بعد ممات نیز پس چگونه قایل بودن شیخ برضای آنحضرت از مشایخ اهل سنت

صحت نامہ نفحات الریاحین

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵	۱۵	خدطاب	خطاب	〃	۱۴	اختیار	اختیار سے	۱۰	۲۳	ذلاتاہوں	دلاتا	۲۵	۱۰	حقتعالی	حقتعالی نے
〃	۲۵	اہ	وہ	〃	۲۴	شاہرہ	مشاہدہ	۱۸	۱۰	بنی ہاشم	ہاشمی	〃	۲۱	شمنونہوں	دشمنونسے
۴	۳	پنجتن	ہیجین	〃	〃	ہین	ہی	〃	۲۱	والد	والدہ	〃	۲۶	کرساری نے	کرسب کے
〃	۴	حجری کا بنا	جوہری کا بنا	۱۱	۲	پہلی	بہت	〃	۲۲	شجیعونکو	شجاعونکو	۲۶	۴	لکرولت	بکریون
〃	۵	ہوہیں	ہوئی	〃	۱۳	التقاسے	التوری	۱۴	۵	اتنی	آتی	〃	۲۳	داب	آب
〃	〃	پہاڑونکی	پہاڑونکو	〃	۱۵	کرکی	کرنی	〃	۱۴	جاتی	جاتا	〃	〃	کئی کو	کہنی کو
〃	۷	گاہ	گائی	〃	۲۵	ہی	ہین	۲۰	۳	خرجیہ	تکیا خرجیہ	〃	۲۵	جان	کرجان
〃	۹	بہی	بین	۱۱	۷	بہی	نی بہی	〃	۱۰	اوشہاتی	اوشہالے	۲۷	۱۵	نقتعالے	حقتعالی
〃	۱۵	کیا	کین	〃	۱۹	دی	قراردی	〃	〃	ردات	گردلت	〃	۲۰	کاہویے	ہوتی
〃	۲۱	ہین	تہی	۱۲	۲	ہین	نہین	〃	۱۲	کرکی	پہرکی	۲۸	۵	ہین او	ہین جاو
〃	۲۲	اونہون	اونہونے	۱۸	۱۳	لکھوہی	تمکھوہی	۲۱	۱۴	ہیان	کہ جار سو	〃	۱۱	اسکو	اوس
۷	۱	ہو	ہوتی تہی	〃	۱۶	نمک نے	نمک	〃	۱۵	سک	خشک	〃	〃	تصدیق	بعد تصدیق
〃	۶	اسنہ	البتہ	۱۳	۱	بیودات	بیہود	۲۳	۲۱	اور خنجر	اور سن خنجر	〃	۱۱	اتکی آہ	آتی آہ
〃	۱۰	کو	کولیکی	۱۴	۱۵	فرایا	فرمایا	۲۴	۱	ثابت کہ	ثابت ہی کہ	〃	۱۳	رتی حیا	کرتی ہین
〃	۱۶	اوسکی کو	اوسکی	۱۵	۱۱	کسی	کوکسی	〃	۴	رسولخدا	رسولخدا سے	〃	۲۵	تمہارے	[illegible]
〃	۱۹	لاتی	لاتی	〃	۱۲	زنجیر	سلسلہ	〃	۱۱	حضرت اویس	حضرت اویس	۲۹	۱۳	رنگ	[illegible]
〃	۲۰	بہیجایا	بہیجا	〃	۱۸	بہریب	چہرب	〃	۱۸	نجاسود	نجاطرسود	〃	۲۳	اوسفی	اوسفی
۹	۱۱	مطلب نے	مطلب	۱۶	۹	انگلین	انگلیت	〃	۲۲	قوم کہ	قوم کو کہ	〃	۲۶	کروسکی	کرادیگی
〃	۱۲	سے	نے	۱۷	۸	ظاہر	طاہر	〃	۲۵	حضرت	حضرت کی	۳۰	۱۲	ہوکی	ہونگی